UNIVERSAL
LIBRARY

OU-232684

UNIVERSAL
LIBRARY

۱۰۶۵

فتبارک اللہ احسن الخالقین

الحمد کہ درین ایام خجستہ فرجام تاریخ شاہ آباد دیرینہ بنیاد

موسوم بہ

نامۂ مظفری

۱۳۲۶ھ

از تالیف لطیف ناظم اقلیم نکتہ دانی صدر ایوان تحقیق بیانی

جناب منشی محمد مظفر حسین خان صاحب سلیمانی

باہتمام مولوی محمد عبداللہ مالک مطبع

مطبع دلکشا لکھنؤ مطبوعہ بگردید

۱۹۱۷ء

فہرست تصاویر مندرجہ کتاب نامہ مظفری

نام تصویر	صفحہ جلد اول	نام تصویر	صفحہ جلد اول	نام تصویر	جلد اول صفحہ
نواب دلیر خان	۷	جامع مسجد شاہ آباد	۲۷۴	دریا خان	۴۵۴
فوٹو فرمان دلیر خان	۱۸۰	نواب بہادر خان بانی شاہجہانپور	۳۶۵	حاجی محمد حسین خان اختیار پوری	۶۷ جلد دوم
فوٹو کمال الدین خان	۲۳۷	نواب عزیز خان بہادر	۴۲۵	حافظ غلام علی خان	۷۶ ״
فوٹو فرمان بنام نواب کمال الدین خان	۲۵۴	معہ خان بہادر خان		حکیم سید فرزند علی صاحب افسر الاطبا	۱۰۸ ״
فوٹو فرمان بنام نواب کمال الدین خان	۲۷۹	نواب عزیز خان لسواری اسپ	۴۲۶	مظفر حسین سلیمانی مولف کتاب ہذا	۱۱۲ ״

فہرست مضامین تاریخ نامہ مظفری جلد اوّل

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ	۲	دلیر خان کا اپنے بھائی بہادر خان	۱۹۸	کمال الدین خان کی اولاد	۲۹۳
حالات نواب دلیر خان	۷	کی طرف سے شاہجہان پور کو آباد کرنا		کمال الدین خان کا مقبرہ عرف قلعہ سرسول	۲۹۴
جنگ اجمیر میں دلیر خان کا فتحیاب ہونا	۳۶	دلیر خان کی وفات	۲۲۰	کمال الدین خان کی فیضوی کی ہیکل	۳۰۷
دلیر خان کا نبگالہ کو فتح کرنا	۴۳	دلیر خان کا پشت نامہ	۲۲۷	کمال الدین خان کے سلسلہ میں جو بڑی ڈیوڑھیوں کے	۳۱۶
آسام کو دلیر خان کا فتح کرنا	۵۴	دلیر خان کے اولاد کا شجرہ	۲۲۹	رئیس ہوئے۔	تفاوت ۳۲۱
دلیر خان کا سیواجی کی مہم سر کرنا	۸۷	حالات نواب کمال الدین خان	۲۳۷	نواب فتح محمد خان رئیس جوک مع اولاد	۳۲۲
دلیر خان کا بیجاپور کو جا کر قلع قمع کرنا	۱۰۶	کمال الدین خان کا آبادی شاہ آباد کی		نواب چاند خان رئیس کیرہ ملحقہ لاڑ	۳۳۷
دلیر خان کو اورنگ زیب عالمگیر		تکمیل کرنا	۲۶۵	نواب الہدے خان رئیس ملحقہ نالہ	۳۳۹
کا شاہ ایران کی مہم کیلیے طلب کرنا۔	۱۲۹	شاہ آباد کی عمارات	۲۷۱	نواب لدار خان رئیس چھوٹی ڈیوڑھی	۳۴۳
دلیر خان کا دیوگڈہ و چاندپور		دلیر خان کا مقبرہ	۲۷۲	صوبہ اودھ کا سرکار شاہی سے علاحدہ ہونا	۳۵۴
لشکر کشی کر کے راجاؤں سے پیشکش وصول کرنا	۱۳۱	جامع مسجد شاہ آباد	۲۷۳	اور شاہ آباد کا تنزل کرنا	
دلیر خان کے چند مہمات	۱۴۴	کمال الدین خان کی فتوحات لیا فسے		حالات نواب بہادر خان بانی شاہجہانپور	۳۶۵
دلیر خان کا شاہ آباد کو آباد کرنا	۱۶۵	بڑی ڈیوڑھی اور ریاست کا قائم کرنا	۲۷۶	بخ و بدخشان میں بہادر خان کا	
دلیر خان کی ہمراہی و محلہ دار	۱۸۲	کمال الدین خان کی وفات	۲۹۲	صوبہ دار ہو کر معاملے کرنا۔	۳۹۱
دلیر خان کا مختلف مقامات پر عمارتیں بنانا	۱۹۳		۲۹۳	حالات فتح جنگ خان	۴۱۹
				حالات نواب عزیز خان بہادر	۴۲۵
				حالات دریا خان	۴۵۴

فہرست اُن اشخاص کے اسماء کی جن کے حالات نامہ مظفری جلد دوم مین درج ہین

نام	صفحہ
خلیفہ عبدالرزاق صاحب یمینی	۱
حضرت شاہ زمان علیہ الرحمۃ	۱۳
ٹاٹ صاحب رح	۱۴
راجہ ہلاس رائے صاحب	۱۴
رائے منگلی لال صاحب چکلیدار	۲۴
حکیم خوشحال رای صاحب	۲۶
نواب محسن الملک عضد الدولہ	
محمد علیخان بہادر دلاور جنگ	۲۸
شاہ آباد کے قاضی	۳۰
مانگن میان صاحب	۳۷
حافظ عبداللہ صاحب چکلیدار	۳۷
مولوی حسن علیخان صاحب	۴۱

نام	صفحہ
میر احمد علی صاحب	۴۴
میر بادل صاحب	۶۰
خواجہ سید محمد شاہ صاحب	۶۲
حاجی محمد حسین خان صاحب اختیاری پوری	۶۷
کرامت خانصاحب بی بی نانی	۷۴
حاجی محمد حسین خان صاحب الہ پوری	۷۴
حافظ غلام علی خان صاحب	۷۶
مولوی منصب علیخان صاحب	۹۰
معالج الدولہ حکیم سید فرزند علی صاحب افضل الاطبا	۱۰۸
محمد مظفر حسین سلیمانی مولف کتاب ہذا	۱۱۲
منشی عوضعلی صاحب	۱۲۱
میر نجف علی صاحب	۱۲۵

نام	صفحہ
شیخ مہدی صاحب قادری معہ اولاد	۱۳۳
شیخ قیام الدین صاحب	۱۸۹
شہاب الدین سید محمد صاحب معہ اولاد امجاد	۲۱۷
قطبی میان صاحب	۲۶۷
حضرت شاہ مدن رح	۲۲۷
منشی محمد صالح صاحب و مولوی عبدالاحد صاحب	۲۴۷
خان بہادر حکیم خادم حسین خانصاحب	۲۶۱
اشرف یار خان صاحب	۲۶۴
عنایت علی خان صاحب	۲۶۵
محرم مین سکہ رائے کا جھگڑا	۲۶۷
تقریظ خاتمہ کتاب	۲۷۲
قطعات تاریخی طبع کتاب	۲۷۶

غلط نامہ و صحت نامہ کتاب نامہ مظفری جلد اوّل

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ
نظر	نطر	۲	۱۷	جلال خان میاد دیر بہادر خان		۹
دریاخان	دیاخان	۷	۱۰	بنایت اپ سرنوشت	حاشیہ	۹
افتخار یافت	افتخار بافت	۷	حاشیہ سطر آخر	صفحہ (۳۴۵) بادشاہ نامہ		سطر اول
لودی کے	لودی نے	۸	۲	عبدالحمید لاہوری		
بیٹے	بیٹیے	۸	۶		لو	۱۰
پاسخاطر تھا	پاسخاطر	۸	سطر آخر	کو ستلطان ۱۲۴ھ	مسلمہ	۱۰

حاشیہ آخر سطر

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
صفحہ (۳۱۲)	صفحہ (۳۱۳)	۱۱	حاشیہ ۶	اولی الامر	اولوالامر	۳۰	حاشیہ ۱۳
وہ کیسا عاقل و منتظم	وہ کیسا عاقل و منتظم	۱۴	حاشیہ آخر	نوردید	مشکوک	۳۳	حاشیہ سطر آخر
شاہان نتوانند	شاہا نتواند	۱۵	حاشیہ ۲	ہریک	بریک	۳۴	حاشیہ سطر آخر
بادشاہنامہ مصنفہ ملا عبدالحمید لاہوری مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ	بادشاہنامہ	۱۵	حاشیہ ۳	لشکر وبعدازو خوب	لسکر مشکوک خوف	۳۷ ۳۷ ۳۸	۳ حاشیہ ۲ ۳
دارا شکوہ	مشکوک	۱۷	حاشیہ ۵	میرنجشی میر داراشکوہ غم	میرنجشی داراشکوہ علم	۳۸ ۴۰	حاشیہ سطر اول حاشیہ ۲
باپ	باب	۱۸	حاشیہ سطر آخر	مواخذہ	مواخذہ	۴۰	حاشیہ
پڑگئی	پرگئی	۱۹	حاشیہ سطر ۶	باونبرے	باونبرے	۴۶	حاشیہ سطر اول
بہانہ	مہانہ	۱۹	حاشیہ سطر ۶	نصرت	نصرف	۴۷	حاشیہ ۲
مفسد	مفسید	۱۹	حاشیہ ۱۶	گرفتہ	گرفتر	۴۹	حاشیہ ۵
دوسرے	مشکوک	۲۱	حاشیہ ۱۹	توپ	نوپ	۴۹	حاشیہ ۳
جہانسکے	مشکوک	۲۲	حاشیہ سطر آخر	گشت	گشیند	۵۱	حاشیہ سطر آخر
پای بند زندان	پاے زندان	۲۵	حاشیہ ۲	ایستادہ	السادہ	۵۱	حاشیہ سطر آخر
بمنصب	مشکوک	۲۵	حاشیہ ۴	باآب زد	باآزد	۵۲	حاشیہ ۴
دارالسلطنت سے	دارالسلطنت	۲۶	۳	فیل متے	قیل متے	۵۲	حاشیہ ۴
بہ دلیر خان	مشکوک	۲۶	حاشیہ سطر اول	کے لیے	کیلیے	۵۳	۱۴
متعین بود	مشکوک			یہ ہی	یہ بھی	۵۴	۱۲
عالمگیرنامہ (۶۲۳)	صفحہ ندارد	۲۶	حاشیہ سطر آخر	رعب	اعب	۵۸	۱۱
بادشاہ تھا	مشکوک	۲۷	حاشیہ ۵	آبسی	مشکوک	۵۸	۱۱
روز	مشکوک	۲۸	حاشیہ ۴	نہ کرسکا	کرسکا	۵۸	آخر سطر
شاہجہان	ساجہان	۲۹	حاشیہ ۱۱	پل	پل	۶۲	۲
اختیارات	اختیارات	۲۹	حاشیہ سطر اول	بلاجنگ	ملاجنگ	۶۲	۲
پہردن	مشکوک	۳۰	حاشیہ ۲	روز	روز	۶۲	۱۸

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
لشکر	بشر	۶۲	۱۸	بجز	بجبر	۸۹	۱۸
توپخانہ	توپجانہ	〃	19	تھے	نہے	۹۰	۱۸
ہمہم	مم	۶۳	حاشیہ سطر آخر	اچھی جگہ	جگہ	۹۲	۷
پڑا	پرا	۶۴	۱۳	بود	لود	〃	حاشیہ ۴
مصئون	مصون	〃	حاشیہ سطر اول	باچی	باچی	۹۳	۵
جنوب	جوب	〃	حاشیہ ۲	برج	مشکوک	۹۴	حاشیہ ۴
دلو	لو	〃	حاشیہ سطر آخر	ملاقی	ملای	〃	حاشیہ ۳
شرارہ ریز	شرارہ زیر	۶۸	حاشیہ ۱۱	فرقہ	مشکوک	〃	〃
روے	دوے	〃	حاشیہ ۱	صفحہ ۸۹۳ عالمگیرنامہ	۰	〃	حاشیہ سطر آخر
مرکوبش	مرکویش	〃	حاشیہ ۱۶	صفحہ ۸۹۴ عالمگیرنامہ	۰	۹۵	حاشیہ سطر آخر
بند	بہد	〃	حاشیہ ۱۶	جس سے	سے	۹۷	۱۱
میگزید	میگرید	۷۳		عزیز	عزیز	〃	۱۴
ضلالت	صلالت	۷۳	حاشیہ ۵	وہ	دو	〃	سطر آخر
چالیس گز	چالیس	۷۸	۶	بجد	لحد	۹۸	
عالمگیرنامہ	مشکوک	۷۹	حاشیہ سطر آخر	فیروزمند	فیرومند	〃	حاشیہ
پیشخانہ	تبخانہ	۸۰	حاشیہ ۵	نیروے	یروے	〃	حاشیہ ۶
خبر	جبرا	۸۰	حاشیہ ۶	تیغ سرافگن	تیغ تیرافگن	〃	حاشیہ ۶
دلیرخان	مشکوک	〃	〃	جیغہ وفیل	صیغہ وقیل	۱۰۰	حاشیہ آخر
کردہ	کردہ	〃	〃	سیوارا	شیوارا	۱۰۰	حاشیہ ۱
دندکا	زندکا	۸۱	حاشیہ ۳	مرصع دوتلوزاز	مشکوک	۱۰۰	حاشیہ ۲
راستون	ریاستون	۸۲	۷	نفایس اقمشہ			
صفحہ ۸۰۰ عالمگیرنامہ	عالمگیرنامہ	۸۴	حاشیہ سطر آخر	سیوا از راہ پختہ کاری	سیوا از زاد پختہ کاری	۱۰۰	حاشیہ ۳
جزا	جرا	۸۶	حاشیہ ۹	بے یراق	بے براق	۱۰۰	حاشیہ ۳
بیٹے	بیے	۸۹	۴	سپاہیون سے	سپاؤنسے	۱۰۴	۸
جس نے	مشکوک	〃	۶	افغان	افعان	۱۰۵	۱۳

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
حالانکہ	جالانکہ	۱۰۶	۱۵	موضع سہری	موضع سحری	۱۲۶	۸
تنبیہ کے	تنبیہ نے	۱۰۹	آخر	او با در اک	ابادراک	۱۲۸	حاشیہ ۲
مانند سیلاب کوہ ربا	مانند سیلاب کوہ ریا	۱۱۰	حاشیہ ۲	با پرسش	یا پرسش	۱۲۸	حاشیہ ۳
دلیر خان	دلپر خان	〃	〃	نزدیک بیر	بہ بیر	۱۲۸	〃 سطر آخر
محمد ہاشم خافی خان	محمد ہاشم وخاتی خان	〃	۳	نیتاجی	نیتاہی	۱۲۹	۸
آنگیختند	انگختند	〃	〃 آخر	اصفہان	ہفتان	۱۳۰	۷
رایسنگہ پرتوی راجہ	مشکوک	۱۱۳	۱۱	نایرہ	نارہ	۱۳۰	حاشیہ ۲
نہایت شجاعت	مشکوک	۱۱۳	۱۳	گرائید	گرائد	۱۳۰	حاشیہ ۲
غنیم کے لشکر کا	غنیم کا لشکر	۱۱۴	۱۱	فرح آباد	فرخ آباد	۱۳۱	۲
پرینده	پربنده	۱۱۴	۱۴	بہ مقام	نہ مقام	۱۳۱	حاشیہ
صفحہ ۱۰۰ عالمگیرنامہ	۱۰۰۰ عالمگیرنامہ	۱۱۴	حاشیہ سطر آخر	ملار	ملاد	۱۳۴	حاشیہ
قراول	قمراول	۱۱۵	۸	بکوشند	کشند	۱۳۴	حاشیہ ۵
بندہ ہاے	بندہ یاے	۱۱۶	حاشیہ ۲	تقبل	تقبل	۱۳۴	حاشیہ ۹
استیلاے اعداد ہجوم	مشکوک	۱۱۶	حاشیہ ۴	آیا	یا	۱۳۷	حاشیہ ۲
از مقابلہ فوج دلیر خان	مشکوک	〃	حاشیہ ۵	سپرد	سیر	۱۳۷	۱۹
صفحہ ۱۰۰۴	صفحہ ۱۰۴	۱۱۶	حاشیہ ۶	می ورزید	ورزید	۱۳۸	حاشیہ ۲
دکنیون	دکیتون	۱۱۷	۸	روپیہ	مشکوک	۱۳۸	〃 ۸
تین	مین	۱۱۷	۱۳	دیوگڈہ رسیدہ	مشکوک	〃	〃
دلیر خان را ازین معنی	دلیر خان ازنیمعنی	۱۱۹	حاشیہ سطر اول	سازد و من بعد	مشکوک	〃	〃
پارہ	پارچہ	۱۲۰	حاشیہ ۲	بان	بال	۱۴۰	حاشیہ ۲
روانہ	مشکوک	۱۲۰	حاشیہ ۴	عادل خان	مشکوک	۱۴۰	حاشیہ ۲
خیل اد باد	مشکوک	۱۲۰	حاشیہ ۴	وجہہ	مشکوک	۱۴۰	حاشیہ ۳
رسیدہ بلطمہ	مشکوک	۱۲۰	حاشیہ ۵	مہمات	م	۱۴۰	حاشیہ ۳
یمین	مین	۱۲۲	〃 سطر آخر	پنجہزاری	سہماری	۱۴۰	حاشیہ ۶
زمیندار	زمیدار	۱۲۵	حاشیہ ۱	یکہزار سوار از تابینان	مشکوک	۱۴۰	حاشیہ ۵

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
محمد امین سے لکھایا	محمد امین سے یعنی لکھایا	۱۴۲	۳	ہاتھ	ہاسہ	۱۶۳	حاشیہ ۶
ترتیب وار	ترتیب دار	۱۴۳	۱۳	غازی الدین خان	غازی الدیحان	۱۶۳	حاشیہ ۹
پیدا ہوئی	پیدا	۱۴۴	حاشیہ ۲	کوکہ	گوکہ	۱۶۳	حاشیہ ۱۴
فرزند	فیرزند	۱۴۵	۱۳	ملک اودھ سے	ملک اودھ	۱۶۵	۱۶
راجپوتونپر	راجپونپر	۱۴۵	۱۷	گڑھیون	گڑھون	۱۶۶	۲
بعرض والا رسیدہ	بغرض والاہ سیدکہ	۱۴۷	حاشیہ ۱	کہیڑہ	کیڑہ	۱۶۶	۸
تبقدیم	بلقدیم	″	حاشیہ ۳	پڑھائی	چرہائی	۱۶۶	۸
والی جے پور کے	والے جوپور	″	حاشیہ ۴	تاریخی واقعات ہین	تاریخی واقعات سے	۱۶۶	۱۷
گوشمالی کو	گوشمالی	″	حاشیہ ۹	ٹھٹھرونپر	مشکوک	۱۶۶	آخر
لڑنے مین	لرنیمین	۱۴۹	۱۱	بروار	سرداد	۱۶۶	آخر
مرہٹے	مرھنے	۱۴۹	۱۲	پانڈے بروارونکے	مشکوک	۱۶۷	۸
گودا وری	گودا دری	۱۵۰	۴	پڑاؤ لشکر	پشکر	۱۷۲	۹
صوبہ برار	صوبہ برابر	۱۵۴	۱۰	پیشہ ور رعایا	پیشہ ور رعایا	۱۷۲	۱۳
بکوشش فراوان	بکوشش مرادان	۱۵۵	حاشیہ ۲	بدفتر استفسار	مشکوک	۱۷۷	حاشیہ
نا اتفاقی	نا التفاقی	۱۵۶	۸	خجستہ شیم ہر دو رونما	خجستہ سم	۱۷۸	آخر حاشیہ
ہوتی رہین	ہوتی ہین	۱۵۷	۲	نذر ناظرین	نذر حاضرین	۱۸۰	۴
نہ تقوز	سر تفور	۱۵۸	حاشیہ ۱	صد دوئی	صدولی	۱۸۳	۱۴
پسر	مشکوک	″	حاشیہ ۲	دوہ نیمی	دوہ نیمی	۱۸۳	۱۴
ایک اربسی	ابک اربسی	۱۵۹	۹	مہند	مہنڈ	۱۸۶	۲
ٹاڈ نامہ اجستان مین	اجستان	۱۶۰	۹	تھے	تھی	۱۸۶	۱۴
درہ بسوری	درہ بسوڑی	۱۶۰	۱۱	اور بانی و سرگروہ	اور محلہ کے بانی اور سرگروہ	۱۸۶	۱۷
ماڑوار	ماڑواڑہ	۱۶۰	۱۲	مولا گنج کے بانی تھے	مولا گنج کے تھے	۱۸۶	آخر
ملاقات	ملافات	۱۶۰	آخر	اہلخانہ یا والدہ نواب	اہل خانہ نواب	۱۸۹	۳
جھنڈا	چھنڈا	۱۶۱	۱۶	دلیر خان	دلیرخان		
معلوم ہو سکتے	معلوم نہ ہو سکے	۱۶۲	۱۴	غزل و نصب	غسل و نصب	۱۹۵	۱۴

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
ہرگروہ	ہرگردہ	۱۹۶	۳	پرتاب بلی	پرتابت بلے	۲۵۲	
بسیار	بسبار	۱۹۸	حاشیہ ۶	فقیرہ	فقرۃ	۲۵۰	حاشیہ ۲
بروز	بزور	۲۰۰	حاشیہ ۲	امیدوار بود بدانند	امیدوار بود ندانستند	۲۶۰	۴
قبائل	قباہل	۲۰۰	حاشیہ	نفاذ	نقاد	۲۶۰	۵
فروگذاشت	فروگداشت	۲۰۱	حاشیہ ۱	بنا بر دلیر خان	بنا بر دلیر خان	۲۶۴	حاشیہ ۲
شہ نارحان	شہ نارحان	۲۰۱	حاشیہ ۱۱	انکی اجازت سرکار سے	انکی اجازت و سرکار سے	۲۶۵	۱۴
ہرسال	برسال	۱۱۰	حاشیہ ۱۲	بارا خان	مشکوک	۲۶۷	۳
مشید	مشبد	۱۱۱		مشکی	مشکوک	۲۶۸	۱۳
چنانچہ قنوج مین	مکرر ڈیڑھ سطر غلطی سے لکھ گئی	۲۱۳	آخر	ا پنے	اسے	۲۶۸	۱۷
روایت بھی	روایت سمجھی	۲۱۷	۲	مسلمانان	مسلمان	۲۷۴	۱۰
کربلتا	کربلتا	۱۱۹	۸	پیش امام	مشکوک	۲۷۴	۱۰
ماثر عالمگیری	ماثرالامرا عالمگیری	۲۲۲	۱۶	بتصرف	متصرف	۲۷۵	۱۱
غزی خیل	غزی خیل	۲۲۷	۱۵	قلیل الرقبہ	فلیل الرقبہ	۲۷۹	۱
بازید خیل دوہزار سوار	بازید خیل دوسو سوار	شجرہ ۲۲۹	متعلق نیاز خان سطر ۳	بن بابر بادشاہ	بن ابربادشاہ	۲۸۰	مہر مندرجہ
لکھا ہے	لکھتا ہے	۲۳۳	۹	پیر غلام	پُر غلام	۲۸۰	۴ در فرمان
سید نظام ساکن بھاپی	سید نظام خان بھاپی	شجرہ	۱۵	بن بابر بادشاہ	بن ابربادشاہ	۲۸۴	مندرجہ فرمان
نواب محمد خان جانشین	نواب محمد حسن	شجرہ		اُردی	اردلوی	۲۸۶	۳
نواب اعزاز خان	جانشین			اراضی کا جو پیر محمد کو	اراضی پیر محمد کو	۲۹۳	۱
نواب مقصود علیخان	نواب مقتدر علیخان	شجرہ		خصائص الحبیب	حضائص الحبیب	۲۹۷	۹
جو شیدند	شیندند	۲۴۰	حاشیہ ۱	آب زمزم سیمین بھر کر	آب زمزم سیمین بھر کر	۳۰۲	۳
جو دھپور جاکر	جودھواکر	۲۴۲	۹	قبر سے	قبرون سے	۳۰۴	۱۶
اندز ز و نصیحت	اندز و نصیحت	۲۴۲	۶	اصل ہونا	اصل نہو	۳۰۶	۱۵
مقبرہ نہ تھا	مقبرہ بنا	۲۴۵	حاشیہ ۱۱	عالی ہمتی	عالی حمتی	۳۰۷	۶
طاہر خان	طایر خان	۲۴۵	حاشیہ ۲	سلیم خان	مشکوک	۳۰۸	۱۳
پابوس	ماہوس	۲۴۶	۱۳	امریا	امربا	۳۱۱	۵

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
پچھوہا	مشکوک	۳۱۱	۵	نواب دلیر خان	نواب سردار خان	۳۶۵	۳
نواب سردار خان	نواب دلیر خان	۳۰۹	۹	مبذول ہوئی	مبذول ہوگئی	۳۶۶	۷
تحریر	مشکوک	۳۱۶	۷	استظہار	مشکوک	۳۶۷	حاشیہ ۲
دیوڑھی	ڈیوڑھی	۳۲۲	۱	شاہجہانی	شاہجہان کے	۳۶۹	۲
شہزادہ	مشکوک	۳۲۴	حاشیہ	پہونچے اور	پہونچے در	〃	آخر
تحریک	مشکوک	۳۲۵	حاشیہ	اگر اپنے	اپنے	۳۷۱	۱
نمود	نمود	۳۲۹	۸	تو خیر ورنہ	ورنہ	〃	۲
نگلہ سہاگ	نگلہ مہاگ	۳۳۱	۱۸	کارزار سے	کارزار پہ	۳۷۲	حاشیہ ۱
ہدایت خان	ہدایت خان	۳۳۲	۲	بدیوار بست رسیدہ	بدنوا پشت رسیدہ	۳۷۲	حاشیہ ۲
واقعات بابری ترجمہ	واقعات بابری بزبان ترجمہ	۳۳۵	آخر	مقاہیر	مقاہیر	۳۷۲	حاشیہ ۲
اقبال نامہ جہانگیری	اقبالِ جہانگیری	۳۳۶	۲	جمع غفیر	جمیع عنصر	۳۷۲	حاشیہ ۳
کوٹہ خاص	کورخاص	۳۴۱	۹	بقتہ السیف	بقتدا النف	۳۷۲	حاشیہ ۳
پنجون	بیجون	۳۴۴	۲	ہیچ کس	بقسیم کس	۳۷۲	حاشیہ ۳
انھوں نے انکی	اونھوں انکی	۳۴۴	۷	سرزمین	سرمین	۳۷۳	۴
زیر بست	مشکوک	۳۴۴	۱۵	شرف ملازمت	شرف ملارمت	۳۷۴	حاشیہ ۲
عدد	عدد عدد	۳۴۶	۱۰	کولاپور	کولام پور	۳۷۵	۴
قدامت	قداست	۳۴۷	۷	داد شجاعت	مشکوک	۳۷۸	حاشیہ ۱
〃	〃	〃	حاشیہ ۳	عبور	مشکوک	۳۸۳	حاشیہ ۱
یہ سجع بطفیل الحمد دوست طلے کندہ کرایا تھا	یہ سجع مہر مرکنیہ کرایا تھا	۳۵۰	۵	خلعت فاخرہ سے	خلعت فاخرہ	۳۸۳	۹
باقی رہ گئی	باقی رہگئی تھی	۳۵۴	۹	ملخص	مخلص	۳۸۳	حاشیہ ۳
صوبہ دار و ناظم تھے	ناظم اور صوبہ دار بھی تھے	〃	آخر	آزردہ خاطر ہو کر	آزردہ خاطر فرار	۳۸۴	۹
شاہ آباد	شاہ آبا	۳۶۲	۲	بتعاقب	بتعاف	۳۸۴	حاشیہ ۱
زیر اختیار ہے	اختیار رہے	۳۶۴	۳	ہفتدہ	ہفتد	۳۸۴	حاشیہ ۱
				بازبقیاس آفتاب ہمیفرستند	مشکوک	〃	حاشیہ ۲

صحیح	غلط	صفحہ	سطر
ہمت باختند	مشکوک	۳۸۴	۴
ازحضور مورد	خفور مورہ	۳۸۴	آخر
شیر غان	شیر غان	۳۸۵	۴
علی خان تارین،	علی تارین خان	۳۸۶	۱۰
گذاشت	گذشت	۳۸۷	۴
برآورد	مشکوک	۳۸۷	حاشیہ آخر
مصحوب	معجوب	۳۸۹	حاشیہ
زین از اسپ	مشکوک	۳۹۳	حاشیہ
سواران الماتی	الحاقی	۳۹۳	حاشیہ
راجہ پہاڑ سنگھ	راجہ پہار سنگھ	۳۹۴	۱۰
تعاقب بھی کیا	تعاقب بھی لیا	۳۹۴	۱۵
دس حصہ زیادہ تھے	دس گنی سے بھی زیادہ تھے	۳۹۵	۶
شیخ فرید ولد	شیخ فرید الدولہ	۳۹۷	۱
قطب الدین خان	وقطب الدین خان		
سنہ جلوس مین	سنہ جلوس	۳۹۵	حاشیہ
شاہجہان نے	شاہجہان نے		
آیندہ زمانہ مین بھی	آیندہ زمانے	۳۹۷	
سرگرم بھے	سرگرم ہو	۹۹	۱۲
سادات	سادادات	۴۰۰	
پیش صدیہ دریای فوج	پیش صدر لے فوج	″	حاشیہ آخر
نوزخم کھاے	نوزخم کھاکر گرے	۴۰۲	۷
چغتائی	چختائی	″	حاشیہ
معہ ایک	معایک	۴۰۴	۹
حبس مین	جن مین	۴۰۷	حاشیہ ۱۴
مخاطبت	مخاطب	″	حاشیہ ۱۵

صحیح	غلط	صفحہ	سطر
جانور	چانور	۴۰۹	آخر
مجالست	محالبست	۴۱۵	۸
بجبل متین	بکبل متین	۴۱۷	۹
مرید	موید	۴۱۸	۱۰
پشاورند	پشاورانہ	۴۱۸	۷
شیخ احمد مجددی	شیخ احمد محدث	۴۱۸	حاشیہ
مادرزاد ولی تھے	مادرزاد ولی تھی	۴۱۸	۲
لشکر	لسنگر	۴۱۸	۲
وطن	دطرہ	۴۱۸	۵
اُس کا	آپ کا	۴۱۸	۸
فتح جنگ خان	فتح خان	۴۲۴	۱۴
دروازہ	درازہ	۴۲۵	۹
بانتہاز	باناز	۴۲۸	حاشیہ ۳
نزدیک	نزدیک	۴۲۸	″ آخر
گھوڑے کے	گھوڑدن کے	۴۲۹	۲
مخالفت	محالفت	۴۳۱	۶
تحاسد	تحاسد	۴۳۲	۹
سلطانی حکم کے منتظر	سلطانی حکم منتظر	۴۳۴	۸
کسی امیر کا	کسی امرکا	۴۳۵	۱۲
اولاد نواب دلیر خان	اولاد بغضب دلیر خان	۴۳۹	حاشیہ آخر
گشتہ شد	گشتہ شد	۴۳۹	″ آخر
قسمت باخود ہا کردہ	قسمت باخود ہا کردم	۴۳۹	حاشیہ ۱۱
بتقریب	بتقرب	۴۵۵	۵
فرزندون کو	فرزنکو	۴۵۶	حاشیہ ۲
جہانگیر لکھکر	جہانگیر لکھکر	۴۶۱	حاشیہ ۱۵

صحیح	غلط	سطر
آئی تھی	آتی تھی	۴۶۲
وارث سلطنت	وارث سلطنت	۴۶۲ حاشیہ ۲
اُسنے نکالکر	اُسنے نکالکر	۴۶۵ حاشیہ آخر
داور بخش	داور بخش	۴۶۸ حاشیہ ۹
چہہزار سوار	چہہزار سوا	۴۷۵ ۷
بہ اختلاف	بہ اختلاف	۴۷۷ ۱۸
لشکر مین	لشکرمین	۴۷۹ حاشیہ ۱۴
گردانیدہ	گردانبدہ	۴۸۳ حاشیہ ۴
جا چکا	آجا چکا	۴۸۳ آخر
دریا خان کا سر	دریا خان کا مزار	۴۸۷ ۴

غلطنامہ جلد دوم نامہ مظفری

صحیح	غلط	سطر
مثنوی گل گشتی	گل گشتی	۲ ۱۳
ہر یک	بر یک	۸ ۵
کبھی اُڑ دوبھی	کبھی نشر بھی	۸ ۱۲
وہ عیوض اسے	وہ در	۱۱ ۴
چین و تردد	چلن و تردد	۱۴ ۱
موظف	موطف	// ۲
قریب جو درخت تاڑ ہے بتلاتے ہین	درخت تاڑ	۱۴ ۱۴
محلہ دلیر گنج وقع شاہ آباد	مشکوک	۱۵ ۱۶
ہر دلعزیزی	ہر دلعزنیہ	// ۴
بہی	یہی	۲۵ ۱۱
فرق	فرق	۲۵ ۱۵
اوجیالے	اوجیابی	۳۰ ۳

صحیح	غلط	سطر
زندہ رہے	رندہ ریلے	۳۲ ۱۱
ارکان دولت سے	ارکان دولت	۳۳ ۳
موروثی	مشکوک	۳۳ ۸
قاضی ناصر الزمان صاحب	مشکوک	۳۳ آخر
ارتفاع	ارقطاع	۳۴ ۱۵
اوقات	اوفات	۳۴ ۱۷
رسانیدہ	مشکوک	۳۴ آخر
قدغن	قدغن	۳۵ ۳
سید زندہ	مشکوک	۳۸ ۲
محلہ گیلانی	محلہ کلیانی	۳۸ ۸
عرف مرزا نتھو	عرف مرزا نتھو	۳۸ حاشیہ ۱
محلہ گیلانی	محلہ کلیانی	۳۸ ۸
۱۲۶۶ ہجری	۱۳۲۶ ہجری	۳۹ ۳
ذیوجاہت شخص	شخص گذرے	۴۲ ۲
گذرے	گذرے	
احمد گیر باعجز	احمد کبریا	۴۶ ۱۶
بیاض	یاض	۴۷ ۸
سید اعجاز احمد صاحب	سید اعجاز احمد صاحب	۵۷ ۱۷
ابن ظہیر العلما	علما	
یہ طبع ہوکر	طبع ہوکر	۵۷ ۱۸
زاولاد رسول	مشکوک	۵۸ آخر
۱۱۷۵ ہجری	۱۲۷۵ ہجری	۶۳ ۶
املاک تھی ضبط ہوکر	املاک تھی کا ضبط ہوکر	۶۴ ۱۴
شیخ داود	شیخ داؤد	۶۷ حاشیہ

صحیح	غلط	صفحہ	سطر
معاملے دیکھے ہین	مشکوک	۶۸	حاشیہ ۳
سرخدا	مشکوک	۶۸	حاشیہ ۴
مثل	ضل	۶۸	حاشیہ ۶
۱۲۵۷ھ ہجری	۱۲۶۵ھ ہجری	۶۸	حاشیہ ۷
نقش	ش	۶۸	حاشیہ ۱۱
ہردو	ہرزید	۶۸	حاشیہ ۲
ہرے بھرے	ہر بھرے	۶۹	۱
زوجہ	روجہ	۷۰	۷
امانت	امامت	۷۲	۸
مولوی صاحب	مشکوک	۷۳	آخر
لحاظ	مشکوک	۷۵	۳
مورد	مشکوک	۷۶	۴
عادت	عبادت	۷۶	۱۲
انھین کا	انھین کے	۷۷	۱۴
قدر	خدر	۷۸	حاشیہ ۲
تعلقہ دار	تعلقہ دا	۸۰	۸
استفادہ	استفادہ	۸۵	۷
حافظہ	حافظ	۸۵	۵
مزار	مزار	۸۶	۱
کبھی وہ	تو	۸۶	۸
جنکے	اُنکے	۸۹	۳
مزار	ہزار	۹۱	۶
عالم رویا	مشکوک	۹۱	۱۹
متعلقہ ص۹۱	متعلقہ ص۹۲	۹۲	حاشیہ ۱
دلی خطرات	ولی خطرت	۹۴	۱
آپ کا کلام	کلام	۹۴	۱
مناجاتین وغیرہ تصنیف	مشکوک	۹۴	۱۷
مسرور ہوجاے	مشکوک	۹۵	۱۷
عرض	غرض	۹۹	۱۴
آسمان ستاتی	آسمان اورشاتی	۹۹	۱۴
باہوت	باہوت	۱۰۰	۱۷
سلامتی ذات	مشکوک	۱۰۱	۱۱
بشاشت افزا	〃	۱۰۱	۱۲
یہ فدوی	بہ فدوی	۱۰۱	۱۲
تشریف لاے	تشریف لاے	۱۰۱	۱۴
عرض می نماید	می نماید	۱۰۱	آخر
باین اہتمام	مشکوک	۱۰۲	۵
یہ تعلیم	تعلیم	۱۰۲	۷
بندہ بندہ	بندہ	۱۰۲	۷
کہ رہے یاد	کہ رہون یاد	۱۰۵	۹
جو ہون	جون ہون	۱۰۵	۱۲
کیا عجب ہے	کیا عجب ہین	۱۰۵	۱۳
اُسنے کچھ ایسا رنگ	اُسنے کچھ رنگ	۱۰۶	۱۴
۱۲۸۶ھ ہجری	۱۲۸۷ھ ہجری	۱۰۸	۱۵
۱۲۹۷ھ ہجری	۱۲۷۷ھ ہجری	۱۰۹	۳
حکیم صاحب کا	حکیم صاحب	۱۱۱	۱۵
ندوۃ العلما	ندوالعلما	۱۱۳	آخر
ترددات	تردات	۱۱۵	۳
ہوا کرتی تھی	ہوا کرتی تھے	۱۱۵	حاشیہ ۱
سیرت	سرت	۱۱۶	۱

صحیح	غلط	صفحہ	سطر
پئے	پے	۱۱۶	حاشیہ ۱۵
سروش	بروش	۱۱۶	حاشیہ ۱۵
جینے کی صورت ہو	جینے کی خواہش ہو	۱۱۶	۷
تماشاگاہ نیرنگی	تماشا نیرنگی	۱۱۶	۱۱
اگھر	کھر	۱۱۷	۵
لگایا ہے	گلتا ہے	۱۱۷	۶
وہ محشر	محشر	۱۱۸	۱۴
ہر قصر و ایوان	ہر قصر والون	۱۲۲	۱۴
ثنای مصطفےٰ مین	مصطفےٰ مین	۱۲۲	آخر
رات دن			
کچھ اور ہی ادا	تلوار ہی ادا ہے	۱۲۳	۱۷
ہے			
نبیون کو	بیون لو	۱۲۴	۱۳
بالاپیر	بالاپر	۱۳۵	حاشیہ سطر ۱
تذکرہ دلیر خان	مشکوک	۱۳۶	حاشیہ ۹
مسماۃ جمیلہ	مشکوک	۱۳۷	حاشیہ ۵
رود بدنی مین	رود بدنی کے	۱۳۸	حاشیہ ۴
بی بی نیکبختہ	بی بی نیکختہ	۱۳۸	حاشیہ آخر
قاسم ولی	قایم ولی	۱۳۹	حاشیہ ۱
زانوارا و	زانوارہ	۱۳۹	حاشیہ ۱
غوثیت مآب	غوت مآب	۱۳۹	حاشیہ ۷
ناگزیر ازین بے ادبی	ازین ناگزیر	۱۴۳	۱
	بے ادبی		

صحیح	غلط	صفحہ	سطر
نہایت نامور	نہایت نامور	۱۴۷	۲
ذریعہ سے بیع ہوے تھے	ذریعہ سے بیع ہوے تھے	۱۴۷	۹
خلفای شیخ محمد	خلفای شیخ محمد	۱۴۸	۱
مہدی قادری		۱۴۸	۵
اینجانب	اینجانت		
پانچرو پیہ یومیہ پاتے تھے	پانچ رو پیہ پاتے تھے	۱۵۹	۱۳
نواب کمال الدین خان	نواب کمال الدین	۱۶۳	۵
مزروع کنایندہ	مزروع کنایدہ	۱۶۳	۱۲
بالضامنی	بالضامنی	۱۶۴	۱
وصول یافتم	وصول ماقم	۱۶۴	۳
سرکار رخیار	رکار رخیار	۱۶۸	۲
مقررہ ضمن	مقررہ ضمن	۱۶۹	۲
فردے مرین	فردے مرین	۱۶۹	۴
قسمتنامہ	قسمت تامہ	۱۷۰	۶
وبوجہے	ولوجہے	۱۷۵	۱
۱۰۸۶ ہجری سے	۱۰۸۶ ہجری	۱۷۶	
کئی مہینے	کئی مہینے		
نبیرہ مہدی صاحب	مشکوک	۱۷۷	۷
حضرت بالاپیر صاحب	حضرت پیر صاحب	۱۷۸	۱۵
دیگ خرد	دیگ خرد	۱۷۹	۴
پنچایین	پنچایث	۱۸	۱۴
واپس آئے	واپس	۱۸۰	۱۸

صحیح	غلط	سطر	صحیح	غلط	سطر
مالکیہ جائز نہیں	مالکہ مجاز نہیں	۱۸۱ ۵	چار مواضعات	مشکوک	۲۱۴ ۶
مادری	مادوری	۱۸۲ ۲	دو فرزند تھے	سید غلام حسن فرزند تھے	۲۱۴ ۶
وہ از روی وراثت	وہ مجھے از روی وراثت	۱۸۲ ۴	نواب علی محمد خاں بہادر	نواب علی محمد صاحب بہادر	۲۱۴ حاشیہ ۳
شریک مقدمہ	شریک مقبوضہ	۱۸۳ ۱۸	سید حسین	وسید حسین	۲۱۵ ۱۱
میاں جمیل	میاں خلیل	۱۸۴ ۱۲	پچپن کو	مشکوک	۲۱۷ ۱
فصل بفصل	فصل تفصیل	۱۸۸ ۸	فضل احمد مکہ آمد عمر ۲۴ ۱۳	فضل احمد مکہ آمد عمر ۱۳ ۲۴	۲۱۷ ۱۳
			چراغ روشن	چراغ روان	۲۱۷ ۱۴
قلادیدا بجواہر میں بھی	فلا بدا بجواہر	۱۹۲ ۹	بجز	بجز	۲۱۹ ۸
سنہ ہجری	سنہ ۱۰۰۰ ہجری	۱۹۳ ۸	مورد	موری	۲۲۰ ۱۲
اپنے عالی خاندان	اپنی عالی خاندان	۱۹۴ ۸	مگر	اگر	۲۲۲ حاشیہ ۲
چڑھالی	جڑھالی	۱۹۵ ۱۶	طلاقت لسانی	طاقت لسانی	۲۲۲ 〃 ۶
نہ ٹھہرے	نہ ٹھہر سکے	۱۹۶ ۱۲	امید وار	امید ولد	۲۲۳ ۳
ابن رقاعہ نے	لے	۱۹۷ آخر	بسبنت راے	نسبت راے	۲۲۳ حاشیہ ۳
خانقاہ حماۃ کے	خانقاہ حماہ کی	۱۹۸ ۵	شہر حماہ	شہر حماۃ	۲۲۷ ۱۷
بجز آپکے	بجز آپ	۲۰۱ ۲	مشورہ کے بغیر	مشورے سے	۲۲۸ آخر سطر
بنام الہیہ قدوۃ العارفین	بنام قدوۃ العارفین	۲۰۱ حاشیہ ۲	نہیں کرتے تھے	نہیں کرتے تھے	
مسقفہ	متفقہ	۲۰۷ حاشیہ ۲	آبائی مراسم ہونیسے نہایت تعظیم وتوقیر کرتے	آبائی مراسم ہونے سے آپ رکھتے تھے	۲۲۹ ۶
مورث سادات	سادات مورث				
شاہجہان پور	شاہجہان پور	۲۰۸ شجرہ ۲	پوشیدہ نہیں	پوشیدہ نہیں	
عالی منزلت	عالی عالینزلت	۲۰۹ ۷	رکھتے تھے	رکھتا تھا	۲۲۹ ۷
جن کا نام	حسن کا نام	۲۱۰ ۳	حافظ امام بخش صاحب مسندیلوی	حافظ امام بخش صاحب	۲۳۰ ۷
آپکے حین حیات	آپکے حین حیات میں	۲۱۰ ۴			

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
صبح سود ازدہ	صبح سود اازدہ	۲۳۲	۳	تنہون	نہون	۲۵۵	۱۴
مگر گردش فلکی	کیونکہ گردش فلکی	۲۳۲	حاشیہ آخر	خود آپ	خود آب	۲۵۸	۸
عماد السعادت	اعتماد السعادت	۲۳۳	ر آخر	آئی تھین	آئی نہین	۲۶۵	۱۶
ادہر سے شجاع الدولہ	ادھر سے شجاع الدولہ	۲۳۶	۱۲	بہوانی دین مرا در سبکسے رائے	بہوانی دین اور سب سکسے رائے	۲۶۹	۱۶
اودھر سے	ادھر سے			شاہ آباد ضلع ہردوئی	شاہ آباد ضلع ہردوئی	۲۷۳	۱۰
سید شرف الدین محمد		۲۴۲	حاشیہ مہر	خواتین ہند کی	کے خواتین ہند کی		
خود	خو	۲۴۳	۱	سرزمین	سرزمین	۲۷۵	۲
برہان ساطع	سریان ساطع	۲۴۳	۱۲	خامہ	نامہ	۲۷۸	۱
باغ مرہونہ	باغ مرجونہ	۲۴۳	۴	علم پناہ	علم وپناہ	۲۷۸	۱۲
آپ کی طرف سے	جن کی طرف سے	۲۴۵	۴	صاحب تحقیق	صاحب توقیر	۲۷۹	۱۱
۱۲۵۷ ہجری	۱۱۵۷ ہجری	۲۴۷	۱۳	بنجاتا	بنجاتا	۲۷۹	۱۵
بست وچارم قضا	بست وچارم قضاشد			در وجواہر تحقیق	در وجواہر وتحقیق	۲۸۰	۱۰
بغش شد دل غمگین	بغش شد دل غمگین	۲۴۷	۱۲	رئیس کا کوری	رئیس کاکوروی	۲۸۱	۸
ہر کہ خواہد کہ بیند دجہان	اگر تو میخواہد کہ بیند دران	۲۴۸	۹	بوستان بنظیر	بوستان بے نظیر	۲۸۵	۷
گاہے	نگاہے	۲۴۹	۹	۱۹۱۵ء			

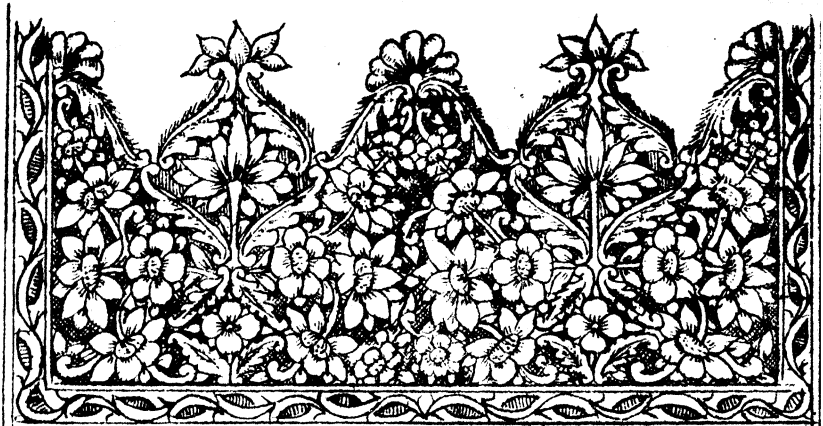

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند دوجہان کی حمد وثنا ناچیز انسان کے بیان سے باہر ہے اس قادر مطلق کی محدود غیر قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ اُسنے انسان کی ذات کو اپنے صفات کا مظہر بناکر بمصداق اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ عقل ونور کا پتلہ بنادیا اور اپنی معرفت و تقرب کا رتبہ عنایت کرکے بفحوائے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ بشر کو ملائکہ سے بڑھادیا اُس حکیم برحق نے اپنی حکمت کاملہ سے اس مشت خاک کو وہ زور بازو بخشا کہ جس نے اپنی ذاتی قوت وشجاعت سے شیر نیستان کو مغلوب کرکے اپنی افضلیت کو ثابت کردیا اُس فیاض ازل کی فیاضی نے اس قطرۂ حقیر کو ایسا فیض وسخاوت کا دریا بنایا کہ جسکی شان جود نے ابر گہربار کو بھی شرمادیا۔ ایسے مالک بندہ نواز چارہ ساز کی نامتناہی توصیف وتشریح سے خاموشی اختیار کرکے اپنی نارسائی فہم کا اعتراف کرنا چاہیے اور اس معبود حقیقی کے سامنے سرنیاز جھکاکر عاجزی جو بندہ کی بہترین صفت ہے ظاہر کرنا چاہیے

حمد الٰہی کیطرح نعت رسالت پناہی بھی احاطۂ تحریر مین نہین آسکتی۔ اگر اس رحمت عالم فخر بنی آدم کی ذات مبدء کائنات عالم ایجاد مین نہ آتی تو بمصداق لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ آفرینش ہیجدہ ہزار مخلوقات کی وجود مین نہ آتی اور اس حسن و خوبی کے ساتھ وحدت کثرت مین نہ سماتی۔ اگر اس ہادی مطلق اور رسول برحق کی ہدایت جلوہ افروز نہوتی تو یہ معرفت الٰہی جو تمام خلق کی علت غائی ہے حاصل نہ ہوتی اسی سید الاولین آخرین کی ذات مجمع احسنات سے جو کمالات روحانی وصفات جسمانی مین یکتا ہو کر خاتم الانبیا ہوئی دنیا مین علم وحکمت کی اعلیٰ تعلیم اور اخلاق کی تکمیل انجام کو پہونچی اُسکی محبت واتباع ہر امتی پر فرض ہو کر وسیلۂ نجات قرار پائی۔ اُسکا رخ آئینۂ خدا نما اور خطاب شافع محشر اور نام نامی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسکی آل واطہار اور اصحاب کبار جو اہل ہدایت کے ستارے تھے اِن سب پر ہمارا دل وجان نثار ہے۔

جملہ ناظرین باتمکین کیخدمت مین خاکسار حقیر الکونین محمد مظفر حسین سلیمانی عرض پرداز ہے کہ اس احقر کو عرصہ دراز سے بانی شاہ آباد کے حالات کی تلاش تھی حسب اتفاق ایکبار کتاب ماثر الامرا جو صمصام الدولہ شاہنواز خان کی تصنیفات سے ہے دیکھنے مین آئی اسکے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ نواب دلیر خان بانی شاہ آباد جو امرا اور ارا کین دولت شاہجہانی و عالمگیری سے ہین ایسے قوت بازوے سلطنت اور شیر نیستان شجاعت تھے کہ جنکی دلاوری اور رنگ زیب جیسے اولوالعزم جری بادشاہ کی نظر مین بھی بے نظیر تھی۔ اس رستم دوران کے کارنامے شاہی بزم اور ملک دکن کے پیر وجوان کی زبان زد تھے۔ مگر افسوس کہ یہان کے باشندے بجز چند زبانی روایات کے اپنے مورث اعلیٰ کے حالات سے مطلق آگاہی نہین رکھتے

ان تواریخ مین جو شاہی وقائع نگارون نے بطور روزنامچہ کے لکھی ہین اور عالمگیر نامہ وغیرہ مین جنکو بادشاہ نے حرف بحرف سُنا ہے **نواب دلیر خان** ایسے گرامی قدر الفاظ سے یاد کیے گئے ہین کہ جنکے دیکھنے سے دل وجد مین آجاتا ہے صمصام الدولہ جیسے امیر قابل نے انکی غیر معمولی شجاعت اور شہ زوری کے حالات شاہجہان نامہ و ماثر عالمگیری وغیرہ سے جو نہایت مستند اور شاہی کتب ہین اخذ کر کے نہایت متین نہایت فقرات مین تحریر کیا ہے۔

درحقیقت **خان ممدوح** ایسے **شجاع** و **باا قبال سپہ سالار** اور **گورنر** تھے کہ جس مہم پر گئے خدا کی مہربانی سے **فتحیاب** ہی ہوے **بارگاہ صاحبقرانی** یعنے دربار شاہجہانی سے ان کو **خلعت** و **خطاب دلیر خانی** اور **منصب چار ہزاری** سے **سرفرازی** اور **پیشگاہ اورنگ زیب عالمگیر** سے **بتیس لاکھ دامی جاگیر** اور **منصب پنجہزاری** سے **قدر افزائی** ہوئی تھی۔

خلعت و اکرام وقتاً فوقتاً جو مرحمت ہوتے تھے وہ مزید بران تھے تعجب و تاسف ہے کہ بجز متفرق کتب کے انکے مفصل کارنامے کسینے فراہم نہین کیے شاہی تواریخ مین جابجا اُنکے حالات درج ہین مگر وہ بجز بعض شایقین امرا کے ہر ایک کے یہان مجتمع نہین ہین اور بعض قلمی کتابین جو طبع نہین ہوئین ہنوز پردۂ گمنامی مین پڑی ہین اور جلد دستیاب نہین ہوتین مزید بران عدم توجہی اور غیر مطبوعہ ہونیکے سبب سے مفقود ہوئی جاتی ہین۔ اپنے بزرگون کے حالات بھول جانا صریح غفلت اور فخر روزگار آبا و اجداد کے اوصاف

نہ جاننا سخت جہالت ہے وہ قوم کیا سربلند اور ہم چشم گروہ مین ممتاز ہوسکتی
کہ جو اپنے نامور اسلاف کے حالات و اعزاز سے بھی ناواقف ہے مشاہیر اجداد کے واقعات
کو پردۂ گمنامی پڑا رکھنا اپنی اصلیت کے جوہر کو خود ہی پوشیدہ کرنا ہے عرصۂ دراز کے
گذرے ہوے واقعات جب تک نہ دُہرائے جائین تازہ نہین ہوتے اسی بنا پر
خاکسار نے کتب کیاب کا پتہ چلایا اور اس دردسری کا بار اپنے سر لیا ابتک ان
حالات کے فراہم نہونیکی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس دیرینہ بنیاد شاہ آباد مین
جو ذیعلم لایق اشخاص ہوے انکی توجہ واقعات نگاری کیطرف مبذول نہوئی شعر و سخن
کا چرچا ایسا غالب رہا کہ ذہنی نازکخیالیان اور سراپاے محبوب مین موشگافیان انتہا کو
پہونچادین حسن و عشق و ہجر و وصل گل و بلبل شمع و پروانہ کے مضامین سے دفتر بھرے
ہوے ہین اگر کمر یار کی طرف قلم اٹھایا تو اسکی مثال مین ملک عدم ہی دکھادیا اور باریکی
اس حد کو پہونچائی کہ کوئی چیز تشبیہ کو نہ ملسکی اسلیے اُسکو معدوم ہی کردیا۔ زلف جانان کی
کہ درازی مین میدان حشر سے دو ہاتھ بڑھی ہوئی ہے کبھی شب فراق کے نالون
سے عرش برین کو ہلا دیا اور کبھی آہ سرد سے آتش دوزخ کو بجھادیا۔ اگر کثرت گریہ اور
جوش رقت کا طوفان اٹھایا تو آنکھون کے سات پردون سے سات طبق آسمان کو ڈبودیا
اسمین شک نہین کہ زور قابلیت سے اس فن کو معراج پر پہونچا دیا اور مبالغہ کی رنگ
آمیزی سے ملمع کو زر کامل بنادیا لیکن بجز رنگین خیالات کے واقعات ندارد ہین۔
چونکہ آجتک کسی نے تاریخی واقعات کتابی شکل مین مجتمع کیے تھے لہذا راقم کو اس
کتاب کی تصنیف مین جو جانکاہی و دماغ سوزی کے اشکال پیش آے ہین انکو راقم ہی کا
دل و دماغ جانتا ہے منتشر اوراق کا تلاش کرنا اور بعد حصول کاغذات بغور دیکھنا

مفید مطلب وقعات کا منتخب کرنا اور فارسی عبارت سے اردو زبان مین ترجمہ کرنا گویا
ہفتخوان کے راستہ کاطے کرنا اور ایک دریاے عمیق مین غوطے لگانا تھا۔ اس میدان
بے پایان مین جسکی مسافت مجھے طے کرنا پڑی ادنی محنت یہ ہے کہ چھ ماہ تک مجھے
پُرانے کاغذات جنمین فرامین شاہی اسناد اور صورت حال تھے جنسے اس کتاب
کے متعلق روشنی پڑتی تھی جابجاسے لانا پڑے اور پھرانکی نقل کرکے ان حضرات کو
جنھون نے بہزار احسانات وہ عنایت کیے تھے واپس کرنا پڑے۔ بالآخر دوبرس
مین کل ذخیرہ فراہم ہوا اس کے علاوہ جو مغالطہ کسی واقعات مین پیش آیا اُسکی تحقیق کے
لیے معمر ومحقق اشخاص سے جاکر ملنا پڑا اور بعض ذی لیاقت صاحبونکی خدمت مین
خطوط بھیجنا پڑے۔ سواے ان فارسی تواریخ کے جنکے نام جابجا مضامین مین آئے ہین
اس زمانے کے کاغذات سے بھی مثل واجب العرض وگزیٹیر وغیرہ کے مدد لیگئی
اور تا امکان تحقیقات حالات مین کوئی کمی نہین کیگئی۔ بانی شاہ آباد کے خاندان کے علاوہ
شاہ آباد کے اہل کمال جو طبقہ علما شعرا صلحا وغیرہ مین فخر روزگار ومقبول عام ہوے
انکے حالات بھی نہایت تحقیق وتلاش سے مجتمع کیے گئے اور سلسلہ تحریر مین لائے گئے ہین
راقم نے کوئی طبعزاد قصے نہین لکھے بلکہ جو کتابون مین پاے یا بعض سن رسیدہ اور ثقہ
لوگون نے فرمائے وہ راست وبے کم کاست درج کیے ہین۔ اس کتاب کو دو حصون مین
تقسیم کیا ہے پہلی جلد مین بانی شاہ آباد واُنکے نامور اعزہ اور اولاد کے حالات اور شاہ آباد
کی آبادی اور اسکے تنزل وغیرہ کے واردات درج کیے ہین۔ دوسری جلد مین دیگر
اہل کمال کے وقعات تحریر کیے ہین اور جو تصویرین کہ اسمین شامل کیگئی ہین وہ بھی
اصلی وصحیح ہین بعض انمین شاہی زمانے کے قلمی مرقع ہین جنپر مصورون کے نام اور تاریخ

کشید اور مقام تیاری تحریر ہے اور بعض تصویر پر نوابونکی مہرین بھی پڑی ہوئی ہین اور ان تصویرونکی صحت کے متعلق چند محقق اور مستند اشخاص نے تصدیق بھی کی ہے عہد شاہی مین مصوری کا فن کمال کو پہونچگیا تھا اور امرامین اسکا نہایت چرچا رہا کرتا تھا اسلیے ان نوابونکی تصویرین بھی کھینچی گئین۔ چنانچہ نواب لیر خان کی دو تصویرین اتاری گئین ایک مین وہ خلعت فاخرہ اور لباس زرنگار پہنے ہوے ہین اور دوسرے مین صرف درباری جامہ زیب بدن ہے۔ دریا خان اور نواب بہادر خان چونکہ دونون عہد شباب مین رحلت فرما ہوے اسلیے ان کی تصویرون مین بھی جوانی کے آثار نمایان ہین اب رہی یہ بات کہ مصور کے ہاتھ مین صلاحیت تصویر بعینہ کھینچنے کی تھی یا نہین یہ شک اس صورت مین جاتا رہا کہ نواب عزیز خان بہادر کی تین تصویرین ہین جنمین بعض سواری کی ہے اور بعض نشست کی۔ مگر ایک تصویر مین جسقدر حصہ کہ سفید بالون کا ہے اتنا ہی دوسرے مین ہے۔ اور نقش ونگار وخط وخال کے لحاظ سے ہر دو تصویرین سرمو فرق نہین ہے۔

بعض فارسی اسناد جو کتاب مین درج ہین انسے گو اردو خوان حضرات کو کسیقدر الجھن ہوگی لیکن ان سے دو فائدے خیال کیے گئے ہین ایک یہ کہ جو اہم واقعات بیان ہوے ہین انکا ثبوت ان اسناد سے کماحقہ ہو جائیگا دوسرے اس کتاب کے ذریعہ سے کاغذات کے مطالب مضامین کی ہمیشہ کے لیے بقا بھی ہو جائیگی۔ اور اپنے بزرگون کی یادگار ہر وقت پیش نظر رہیگی۔

ایک بار محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ مین یہ رزولیوشن بھی پاس ہوا تھا کہ شاہی فرامین اور زمانہ سابق کے اسناد کو ضرور محفوظ و باقی رکھنا چاہیے اسلیے کہ انسے

نواب دلير خان بانڻي شاهآباد

شاہان سلف کی شان وشوکت اور اسناد سے اپنے بزرگون کی زبان اور طریقہ انشاپردازی کا پتہ پایا جائیگا۔

ناظرین باتمکین سے اُمید ہے کہ میری غلطیون کو معاف فرماکر عیب چینی سے درگذر فرمائینگے اور اس خاکسار کو فراہمی حالات وجانفشانی کے صلہ مین دعاے خیر سے جو بزرگانہ شیوہ ہے محروم نہ فرمائینگے ؎

من نوشتم صرف کردم روزگار
من نمانم این بماند یادگار

نواب دلیر خان کے مفصّل حالات

اصلی نام جلال خان تھا اور دلیر خان خطابی قوم کے افغان باقرزئی تھے اُنکے والد دریاخان[1] بربر کے باشندہ تھے جو نواح پشاور مین ایک قصبہ ہے اپنے قصبہ اور اسکے اطراف کے خان وسردار تھے وہ گھوڑونکی تجارت وزراعت کیا کرتے تھے

[1] دریاخان ہم یکے از سردار قوم افغان باقرزئی بود وریاست کثیر از قسم دیہات وچاہات وباغات وجاگیرات بطور رسم ولایت در نواح پشاور بقبض وتصرف خود میداشت ومکان بود وباش متعلقان خاص موسوم موضع بربر بود امیر الامراخان جہان لودی از حسن اخلاق او بدرجۂ راضی شدہ وسرداری راکار فرمودہ از دریاخان دستار بدل شد وادر ایراد خود خواند ہمراہ خود بحضور نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی آوردہ ملازمت کنانیدہ واز حضور اول بمنصب سہ ہزاری دسہ ہزار سوار سرفرازی یافتہ بعد چندے دریاخان متعین بستادی شاہزادۂ مرزا خرم المخاطب بہ شاہجہان شدہ وپسرش بہادر خان کہ عمر پانزدہ سالہ داشت در سلک امراے شاہزادہ والاتبار انتظام یافت۔ اخبار محبت

ذاتی شرافت کے ساتھ شجاعت اور وضعداری مین نہایت مشہور تھے دریا خان نے
امیر الامرا خانجہانخان لودی نے توسط سے دربار جہانگیر مین رسائی پیدا کی اور منصب
سہ ہزاری ذات اور تین ہزار سوار اور دو سو اسپ ذاتی سے سرفرازی پائی اسکے
بعد وہ متعدد صوبونکے صوبہ دار رہے اور اپنی کارگذاری سے بہت سی شاہی خدمتین
بجالاے نورالدین جہانگیر بادشاہ نے جب دریا خان کی حسن لیاقت کو ملاحظہ کیا تو
شاہزادہ خرم عرف شاہجہان کا سپاہگری کے فن مین استاد مقرر کیا اور اُنکے بیٹے
بہادر خان کو جنکی عمر اسوقت پندرہ برس کی تھی اور شاہزادہ کے ہم عمر تھے شاہجہان
کا مصاحب بنا دیا ایک مدت تک یہ انتظام قائم رہا اسکے بعد جہانگیر بادشاہ نے
انتقال کیا اور شاہجہان تخت نشین ہوا تو دریا خان چار ہزاری ذات اور چار ہزار
سوار سے سربلند ہوے مگر اس کے بعد گردش قسمت سے دریا خان نے خان جہان لودی کی
شرکت کی اور اسکے ساتھ کام آئے لیکن خوبی تقدیر سے نواب بہادر خان ایام شاہزادگی
سے تخت نشینی تک ہمیشہ شاہجہان کے ہم پیالہ ہم نوالہ رہے اور کبھی اسکی رکاب سے جدا
نہوے اسی وجہ سے تخت نشینی کے بعد عمدۃ الملک بہادر خان نے شاہجہان کے دربار مین
بڑا رتبہ و رسوخ پایا۔

الحاصل نواب دلیر خان کو اپنے لائق باپ اور بھائی کیوجہ سے شاہجہان
بادشاہ کے حضور مین باریابی کا شرف حاصل تھا اور اُنھون نے اپنی ذاتی شجاعت
اور خداداد دلیری سے روز افزون ترقی کی اور ایسی ایسی مہمات سرکین کہ مشہور عالم ہوگئے
انکے عجیب و غریب کارنامون سے شاہی تواریخ کے صدہا صفحے بھرے ہوے ہین
ابتدا ہی سے بارگاہ شاہجہانی مین دلیر خان کا نہایت اعتبار و پاس خاطر

سنہ ۹ جلوس مین جب انکا نام صرف جلال خان مشہور تھا شاہجہان بادشاہ نے انکو
ایک گھوڑا عنایت کرکے سربلند کیا تھا اور سنہ ۱۰ جلوس مین بیس لاکھ روپیہ دلیر خانکے
ہاتھ مع دیگر امرا کے لاہور سے کابل بھیجے تھے چنانچہ حسب الحکم بادشاہ کے دلیر خان وہ روپیہ
ذوالقدر خان قلعہ دار کابل کو سپرد کرکے واپس چلے آئے بادشاہی خزانہ کی حفاظت جسمین
لاکھون روپے تھے کوئی معمولی بات نہین تھی بلکہ خاص اور معتبر اشخاص جو اس کام کے لایق
سمجھے جاتے تھے وہ مقرر کیے جاتے تھے غرض کہ ذاتی شجاعت کیساتھ دلیر خانکی امانت
و دیانت بھی بادشاہ کے نزدیک مسلم تھی سنہ ۱۱ جلوس مین شاہجہان نے جلال خان معروف
بہ دلیر خان کو منصب[۱] پنجصدی ذات و پانسو سوار کا عطا کیا تھا اسکے بعد منصب مین بتدریج ترقی
ہوتی رہی ماثر الامرا[۲] مین ہے کہ انکے بڑے بھائی بہادر خان سے بعض رخنہ انداز ون نے بلخ و بدخشانکی
مہم مین شاہجہانکے دلمین ناخوشی پیدا کرائی اور تیس لاکھ روپیہ کا بادشاہی نقصان انکے ذمہ لگایا گیا
حالانکہ بہادر خان نے اس مہم مین بڑی کارنمائی اور جانفشانی کو دخل دیا تھا اسوقت شاہجہان
بادشاہ نے انکی جاگیر قنوج و کالپی کو جو انکے منصب اور فوجی سالانہ تنخواہ مین مقرر تھی سرکاری مطالبہ
کے معاوضہ مین ضبط کرلی اس محال کی فوجداری اور انتظام دلیر خانکے متعلق کیا اور
ہزاری منصب اور ہزار سوار اور خلعت و فیل و خطاب دلیر خان سے سرفراز
کیا اس زمانہ سے خطابی نام اسقدر مشہور ہوا کہ اصلی نام جلال خان چھپ گیا اور دلیر خان

[۱] مبلغ بست و لک روپیہ کہ زیولاز دارالسلطنت لاہور رسیدہ بود مصحوب سید بہادر ولد سید لطف علی و جلال خان و بہادر خان و
محمد امین ولد شاہ قلیخان روانہ کابل ساختند کہ بذوالقدر خان قلعہ دار آنجا سپردہ برگردند بادشاہ نامہ صفحہ ۶۰۵ سال ہم جلوس
شاہجہان بادشاہ [۲] جلال خان برادر بہادر خان نہصدی پانصد سوار بادشاہنامہ سلسلہ فہرست منصبداران [۳]
جلال خان نام برادر بہادر خان ست و سال بست و یکم از اصل و اضافہ بمنصب ہزاری ذات ہزار سوار و خطاب دلیر خان
و بمرحمت فیل سرفراز گردید و بتدریج پایہ باعتبار برافراختہ سرکار قنوج و کالپی از بہادر خان باوصف خدمت نمایان ضبط شد
و فوجداری آن محال بجلال خان تفویض یافت۔ ماثر الامرا تذکرہ دلیر خان ردیف دال۔

مشہور ہوگئے یہ سربلندی انکو ۲۱ سنہ ج شاہجہانی مین حاصل ہوئی۔
تاریخ اخبار محبت کے صفحہ ۳۳۶ مین مرقوم ہی کہ کل قنوج و کالپی کی جاگیر بہادر خان سے ضبط ہوکر دلیر خان کو مرحمت فرمائی گئی اور ترقی منصب و خطاب کو کیساتھ خلعت و سرپیچ مرصع اور تلوار و اسپ و فیل سے سرفرازی ہوئی بعدہ جاگیر کے انتظام کیلیے رخصت کیے گئے چنانچہ دلیر خان کالپی و قنوج مین پہونچکر تحصیل و وصول و دیگر ملکی انتظام مین مشغول ہوے ترقی منصب کے متعلق شاہنشاہنامہ میر ابوالفضل معمور ۲۲ یہ مین مذکور ہی کہ جب ۲۳ سنہ ج شاہجہانی مین قندھار کی مہم پیش آئی اور بہادر خان نے وہان عالم جاوید مین انتقال کیا تو اس حادثہ کے بعد شاہجہان نے بہادر خان کے بڑے فرزند دلاور خان کو جنکی عمر اسوقت پندرہ سال کی تھی منصب ہزاری و پانسو سوار کا اور دلیر خان کو دو ہزار و پانصدی کا منصب عنایت کیا اسکے بعد ایکبار ۲۴ سنہ ج مین دلیر خان و فرزندان بہادر خان کو شاہجہان بادشاہ نے بلایا اور یہ حسب الطلب اپنی جاگیر سے دیانس بریلی کے تابع بختی روانہ ہوکر دارالسلطنت دہلی پہونچے اور بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے تو اسوقت شاہجہان بادشاہ نے انکو اکیس گھوڑے اور پچاس ہزار روپیہ نقد عطا کیے تھے اور جب ۲۵ سنہ ج مطابق ۱۰۶۱ ھ سنہ مین انکی جاگیر پر کسی سرکش راجہ نے دست درازی کی

۲۲ سرکار کالپی و قنوج کہ جاگیر بہادر خان بود بتغیر نمودہ متعلق بہ سرکار خالصہ گردید جلال خان پسر دریا خان کہ منصب یکہزاری ۱۲ داشت باضافہ و خطاب دلیر خانی بخلعت و سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل سرافراز نمودہ بنا بر مصلحت وقت و چشم نمائی کہ بحق شاہزادگان سے کلہ درشت نگوید راخرکمت سپاہی باز ماند فرق نمودہ برائے بندوبست آنجا دلیر خان را رخصت فرمودند دلیر خان در سرکار کالپی و قنوج رسیدہ مشغول تحصیل شدہ صفحہ ۳۳۶ ۲۵ از واقعہ فوج قندہار بعرض رسید کہ بہادر خان افغان فوت شد دلیر خان برادر و خانہ زاد بہادر خان پسر جمیع نوکران و اتباع بادشاہزادہ جمدۃ الملک بہ تسلیم مناصب و شاہی فرمودہ و اعلیحضرت پسر کلان او را کہ پانزدہ سالہ بود و دلاور خان نام داشت ہزاری و پانصد سوار فرمودند دلیر خان برادر او را دو ہزاری و پانصد نمودند و چار پسران او کہ خرد سال بودند بمنصب مقرر فرمودند اقربای بے نفش او را بوطنش رسانیدند شاہنشاہنامہ قلمی صفحہ ۲۸ ۵۳ جلال خان عرف دلیر خان و پسران بہادر خان افغان از جاگیر خود باکہ تابع بانس بریلی باشد بموجب حکم رسیدہ ملازمت نمودند بدست یک اسپ و پنجاہ ہزار روپیہ بتوسلان مرحمت فرمودند ۲۹ شاہنشاہنامہ قلمی سنہ ۲۸ سنہ جلوس شاہجہانی

اور اس بات پر انسے سخت جنگ ہوئی فریقین کے بہت لوگ مارے گئے باغی راجہ کا بیٹا بھی مارا گیا
اور وہ بھاگ گیا دلیر خان نے سپر فتح پائی جب یہ خبر شاہجہان بادشاہ نے سنی تو رستم خان
صوبہ دار سنبھل کے نام حکم بھیجا کہ اس باغی راجہ کا قلع وقمع کیا جاے چنانچہ حسب الحکم اسکا تعلقہ ضبط
کیا گیا اور چند پرگنے اسکے انکی جاگیر میں شامل کیے گئے دلیر خان اور انکے بھتیجے مورد عنایت ہوے
بادشاہ نامہ جلد ثالث مصنفہ علاء الملک تونی مخاطب بہ علامی فاضل خانمین لکھا ہوا ہے کہ جب
شاہجہان بادشاہ سعید آباد مین رونق افروز تھا دلیر خان[1] کابل سے آے اور شرف حضوری سے
مشرف ہوکر بیس گھوڑے نذر کیے اور جب ۲۳ ج مین قندہار کے محاصرہ کیغرض سے شب دوشنبہ
۱۶ ربیع الاول کو لشکر روانہ ہوا تو شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے ہمراہ دلیر خان بھی بھیجے گئے خانموصوف
کے بھتیجے دلاور خان بھی ہمراہ تھے اسوقت شاہجہان بادشاہ نے دلیر خان کو خلعت وگھوڑا معہ
نقرئی زین کے عنایت کیا تھا۔ اس محاصرہ مین اکمیرف لشکر کے سردار بھی مقرر کیے گئے اور خان موصوف
کے چچا نیکنام خان اور یوسف خان و عنایت خان ہر دو برادر بھی معیت مین تھے دلیر خان نے
اپنے فرائض منصبی خوب ادا کیے اور پھر دوبارہ جب قندہار پر لشکر کشی کیگئی اور بہت کچھ انتظام ہوا
ستر ہزار سوار و چھ سو امراو منصبدار او بیشمار آلات حرب وغیرہ توپخانہ کے تھے ایک کرور روپیہ
بطور سرماہی اہل لشکر کو پیشگی دیا گیا تھا اسمین بھی دلیر خان بھیجے گئے اور انھون نے وہان خوب
جانبازی کو دخل دیا تھا۔ ان دونون محاصرونمین علامی سعد اللہ خان وزیر اعظم بھی شریک تھے

[1] دیرنولا بعرض رسید کہ پسران بہادر خان و برادر دلیر خان کہ توابع بانسی ملی کہ جاگیر اشتندیکی از زمینداران آنضلع بر سر کشتکار و رعایا ضلع گولہ وکانٹ ترکتاز معرکہ کارزار گرم گردیدہ جنگ صعب و داد از ہر طرف مردمان بسیار بکار آمد زمیندار مذکور بعد کشتہ شدن سپاہیان و پسر و بفرار آورد بر ستم خان کہ جاگیر دار آنجا بود حکم اصدار یافت کہ خود بر ضلع زمیندار مذکور رساند و تنبیہ و تاکید او کوشد و جلال خان برادر بہادر خان و پسران او را مورد عنایت فرمودہ تعلقہ راجہ مذکور را ضمیمہ جاگیر آنہا فرمودہ ۱۳ شاہنشاہنامہ ملی

[2] بست و یکم سعید آباد بمقدم والا مزین گشت دلیر خان از کابل آمدہ بود احرار شرف ملازمت نمود بست و پنجم ان پیشکش گذرانید دیکھو بادشاہنامہ عرف شاہجہان نامہ مصنفہ فاضل خان قلمی کتبخانہ نواب کلب علیخان بہادر فرمانروائے رامپور۔

اسکے بعد جب تیسری بار ۱۰۶۳ھ مین قندہار کے محاصرہ کیلیے شاہزادہ محمد داراشکوہ نے حسب منظوری شاہجہان بادشاہ چڑھائی کی تو اب کی بار پہلے سے بھی لشکر و سامان کا زیادہ اہتمام کیا گیا دلیر خان بھی ساتھ کیے گئے انکے بھائی و دیگر عزیز بھی ہمراہ تھے جسوقت قلعہ قندھار پر گولہ باری ہو رہی تھی اسوقت راجہ راجروپ دلیر خانکے ساتھ قلعہ بست سے جو اس نواح کے مشہور قلعونمین تھا اور شاہجہان بادشاہ کے حکم سے شاہ ایران کے قبضہ سے چھین لیا گیا تھا آکر شاہزادہ داراشکوہ کیخدمتمین حاضر ہوے حسب الحکم قلیچ خان و جعفر خان کی مورچال کے مابین مقرر کیے گئے اسدم ایرانی و ہندوستانی لشکر سے سخت جنگ ہوئی یکبار کے قریب لشکر شاہی قتل و زخمی ہوا داراشکوہ نے کمال غیرت سے حکم دیا کہ قاسم خان و غیرت خان مورچہ آگے بڑھائین اور راجہ اجروپ تختہ و چوب سے پناہ بنائین اور دلیر خان اور میرے ملازم اور شاہزادہ بیدار بخت کی جماعت حملہ کرے اور آج رات قزلباشونکو مین بھی پسپا کرونگا چنانچہ شام کیوقت شاہجہانی اور ایرانی لشکر سے مقابلہ ہوا بڑی جانستان لڑائی ہوئی دونوطرف کے لشکر سے لوگ تیغ بیدریغ ہوے اور کشتونکے پشتے لگ گئے القصہ قندھار کی جانکاہ مہم مین دلیر خان نہایت دلیری و شجاعت کو کام مین لاے جب اس مہم کو عرصہ دراز ہو گیا اور محصورین کی پوری تنبیہ ہو گئی تو شاہجہانی لشکر نے پاے حصار سے کوچ کیا دلیر خان شاہجہان کے حضور مین حاضر ہوے اسوقت بادشاہ قدردان جوہر شناس نے انکے منصب مین پانسو سوار کا[۱] اضافہ کیا اور ایک گھوڑا معہ نقری زین کے مرحمت فرما کر کابل کو رخصت کیا۔ اس زمانہ مین انکا منصب دوہزاری دوہزار سوار کا تھا۔

بعد از آن[۲] ۲۴ ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو جب شاہجہان کی عمر کا ۶۵ سالہ جشن منعقد ہوا تو اسوقت

[۱] دلیر خان باضافہ پانصد سوار بمنصب دوہزاری دوہزار سوار و اسپ بازین نقرہ سربرافراخت بکابل مرخص گردید شاہجہان نامہ کو قلمی مصنفہ فاضل خان وزیر اعظم [۲] ابتداء سال شصت و پنجم از عمر ابد قرین جشن انتقاد یافت دلیر خان و ارادت خان بعنایت خلعت فاخرہ قامت افتخار برافراستند شاہجہان نامہ مذکور

بھی شاہجہان بادشاہ نے دلیر خان کو خلعت فاخرہ عنایت کرکے سربلند کیا تھا۔
سنہ ۳۰ جلوس مین جب بیجاپور کی مہم پیش آئی تو شاہجہان بادشاہ نے دلیر خان کو معظم خان میر جملہ کیساتھ دکن بھیجا کہ وہان جاکر تم شاہزادہ محمد اورنگ زیب کی ہمراہی مین جو اس مہم کیلیے مامور ہی بیجاپور کو تاراج کرڈالو کیونکہ علی عادلشاہ والی بیجاپور مرگیا ہی اور اسکی اولاد سے کوئی فرزند نہین ہی اسکے غلامون نے جو امیر ہین ایک پالک لڑکا جسکا نام سکندر ہی اسکے مسند پر بٹھلایا ہی اور ملک مین بدنظمی پھیلی ہوئی ہی اس واقعہ کے متعلق ظفرنامہ شاہجہانی مین مرقوم ہی کہ معظم خان و دلیر خان ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۷ھ کو شہزادہ اورنگ زیب کے پاس دکن پہونچے اور شاہزادہ کیساتھ بیدر کا قلعہ فتح کیا اسکے بعد گلبرگہ مین جب بیجاپوری جمع ہوی اور وہان بادشاہی لشکر آیا تو ایک روز دشمن کے سوارون نے شاہی رسد کے بیلونکو چراگاہ مین سے اپنے آگے رکھ لیا اور اپنے پڑاؤ کیطرف روانہ ہوی جب بادشاہی لشکر مین یہ خبر پہونچی تو معظم خان نے دلیر خان سے کہا کہ یہ مویشی چھین لینا چاہیے چنانچہ دلیر خان اپنی جمعیت کو لیکر دشمنونکے سر پر پہونچگئے اور انکے ایک بڑے گروہ کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اور سارا مویشی چھین لیے اس معرکہ مین دشمن افتان و خیزان بھاگے اور دلیر خان معہ اپنی جماعت کے اپنی قیامگاہ کو واپس آئے۔ اسکے بعد قلعہ کلیان کی تسخیر مین جب بادشاہی لشکر مصروف تھا تو ایک روز شہزادہ اورنگ زیب نے اپنی فوجکی خود ترتیب کی اور مخالف کی فوج مین بہلول خان میانہ کے لڑکے ہراول تھے وہ بڑھکر بادشاہی لشکر کے ہراول سے مقابل ہوی اسوقت سخت معرکہ آرائی ہوئی تھی دلیر خان جو مقدمۃ الجیش تھے فوراً آگے آئے اور شجاعت کے خوب جوہر دکھائے تلوارونکی کئی ضربین انکے لگین مگر چونکہ مسلح تھے اور زرہ وغیرہ پہنے ہوے تھے کوی زخم انکے بدن پر نہین لگا۔ جب خان محمد و فضل و رستم جو رندولہ خان کے فرزند دلبند تھے مخالف کیطرف سے قریب بیس ہزار سوارونکو لیکر بادشاہی لشکر پر ٹوٹ پڑے تب مہابت خان شاہی لشکر کا منتظم تھا اور ایک فوج کے سردار دلیر خان تھے غنیم کی فوج

دلیر خان کے لشکر کیطرف آئی تو اسنے بان اندازی شروع کی اسوقت بھی دلیر خان نے شجاعت کی
خوب داد دی۔ اسی زمانہ مین دشمن کی فوج جب چاروںطرف ملک مین پھیلگئی اور شوخی کرنے لگی تو شاہزادہ
محمد سلطان کیساتھ دلیر خان کیے گئے اور دشمنونکی گوشمالی کو بھیجے گئے اسوقت خانموصوف نے
ہر طرف سے مخالفونکو گھیرا اور پسپا کیا۔ اسکے بعد جب بادشاہی لشکر گلبرگہ پہونچا تو وہان یہ انتظام کیا گیا
کہ ایک جماعت سید محمد گیسو دراز کے مزار کی حفاظت کے واسطے مقرر ہوئی اور باقی بادشاہی لشکر دشمن کی
خانہ بربادی کیطرف آمادہ ہوا یہ لشکر کشی ہو رہی تھی کہ غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۰ھ کو قلعہ دار قلعہ کی کنجیان
لیکر شہزادہ کیخدمتمین حاضر ہوگیا اور قلعہ فتح ہوگیا۔ غرضکہ ان مہمات مین دلیر خان نے خوب خوب
بہادریان دکھائین اور شاہجہان بادشاہ نے انکو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا
اسکے بعد فوجکی طلبی کا حکم گیا اور دلیر خان دکن سے واپس آکر شاہجہان بادشاہ کی حضور
سے مشرف ہوئی ۱۰۳۱ھ مین شاہجہان بادشاہ نے دلیر خان[۱] کو نقارہ مرحمت

[۱] شاہجہان بادشاہ نے خلقتاً ایسا دل و دماغ پایا تھا کہ جسکی نظیر لایق بادشاہونمین ملنا مشکل ہو عالی دماغی اور نازکمزاجی کے
کیساتھ اسمین ہمت و نفاست اور شاہانہ فیاضی ایسی واقع ہوی تھی کہ اسکی قدردانی و داد و دہش ضرب المثل ہو اسکی بنای ہوئی عمارتین
ایسی عالیشان ہین جو آجتک عدیم المثال سمجھی جاتی ہین شاہجہان کے عہد مین اہل اسلام کی سلطنت اپنے معراج پر پہونچگئی تھی اور
تیموریہ بادشاہت کا شباب تھا اسکے عہد مین جو صوبے زیر حکومت تھے ایسے نہ تھے جو کسی بادشاہ کے عہد مین نہین ہوا راجپوتانہ
مین کسی نے سرکشی نہین کی بلکہ راجپوتون نے وہ وفاداری اور جان نثاری کے کام کیے جو دوسرونسے ہونا مشکل ہین دربار کی وہ شان
و شوکت تھی کہ کسیکو نصیب نہین ہوی توران مین بخ و بدخشان اور آبای ممالک ماوراء النہر فتح کرلیے مگر اسوجہ سے کہ نہین خیز یزی
بہت اور انتظام مین روپے کا صرف زیادہ ہو اور مصارف سے محاصل کم ہے لہذا انکو چھوڑ دیا دکن مین فتوحات نمایان کین احمدنگر
کی مملکت کو فتح کرکے شامل خالصہ کرلیا اور دو ریاستین گولکنڈہ اور بیجاپور کی جو باقی رہی تھین انکو اپنا باجگذار بنایا اور وہانکے
تخت نشین بنانے کا اختیار اپنے ہاتھ مین لینا چاہا اضلاع دکن کی پیمایش کرای بندوبست دہ سالہ جاری کیا۔
شاہجہان اسلام کا پابند تھا وہ مسلمانونپر مہربانی کرتا تھا اسکے ساتھ ہندوون پر بھی شفقت فرماتا تھا اسکے عہد مین جو ہندون
کو امور سلطنت مین عروج حاصل ہوا کسی اور سلطنت مین نہوا اس حسن انتظام کو دیکھنا چاہیے کہ اور کوئی محصول نہین
بڑھایا اور آمدنی کو بڑھالیا اکبر نے جو ۴۵ سال کی فرمانروائی مین خزانہ جمع کیا تھا اسکا بڑا حصہ جہانگیر نے بائیس سال کی
سلطنت مین خرچ کرڈالا اسکے بعد شاہجہان نے جتنا روپیہ جمع کیا اتنا کسی بادشاہ سابق سے جمع نہ ہوسکا اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ وہ کیسا عاقل و منتظم بادشاہ تھا ۱۰۴۳ھ سے ۱۰۴۸ھ تک دولت آباد برار تلنگانہ وغیرہ کے قلعجات

کرکے بلند آواز کیا۔ ۱۰۳۲ھ مین شاہجہان بیمار پڑا اور شہزادہ محمد شجاع نے جو صوبہ
بنگالہ کا ناظم تھا خام خیالی سے باپ کی اطاعت سے منھ پھیرا اور پٹنہ عظیم آباد پر لشکر کشی
کرکے ملک خالصہ پر دست درازی شروع کی حتی کہ بنارس تک آگیا جب شاہجہان و داراشکوہ کو
یہ بات معلوم ہوئی کہ شجاع نے بنگالہ کے حدود سے باہر قدم بڑھایا تو اکبرآباد سے شاہزادہ
سلیمان شکوہ کو جو داراشکوہ کا بڑا بیٹا اور لائق تھا محمد شجاع کے مقابلہ کے لیے

بقیہ سابقہ فتح کیے چنانچہ اس فتحیابی کو طالب کلیم نے قطعہ مین نظم کیا جو بادشاہ نامہ مین شاہجہان نے درج کرادیا ہے
ع شاہا بخت کشور اقبال گرفت ۔ تیغت زعد و ملک و سر و مال گرفت ۔ چل قلعہ یکبال گرفتی کہ یکبش ۔ شاہا تو تا اند چہل
سال گرفت صفحہ ۱۸۱ بادشاہ نامہ اور کئی کرور روپیہ کا ملک بڑھایا انعامات مین جو رقم اسنے دی اسکی چوتھائی بھی کسی
عہد مین نہ دیگئی ساڑھے نو کرور روپیہ جسمین نصف نقد اور نصف جنس صرف بیس سال کی حکومت تک انعام
مین مرحمت کیا۔ دو کرور پچاس لاکھ صیغہ تعمیرات مین صرف کیے جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک کرور بیس
لاکھ دار الخلافت اکبرآباد کی عمارات مین جسمین پچاس لاکھ تاج محل مین جو بارہ برس کی مدت مین میر عبدالکریم
و مکرمت خان کے زیر اہتمام تیار ہوا اور ساٹھ لاکھ موتی مسجد اور دولت خانہ اور دیگر مکانات و باغات
مین صرف ہوے اور پچاس لاکھ قلعہ معلے دہلی کی تعمیر مین اور دس لاکھ جامع مسجد دہلی کی عمارت
مین اور پچاس لاکھ روپیہ عمارات لاہور مین اور بارہ لاکھ عمارات کابل مین اور آٹھ لاکھ عمارات کشمیر مین اور
آٹھ لاکھ حصار قندھار اور بارہ لاکھ عمارات اجمیر و احمدآباد وغیرہ مین خرچ ہوے ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۷ ہجری
مطابق سنہ ۱۲ جلوس اکبری مقام لاہور شاہجہان کی پیدایش ہوی خرم نام رکھا گیا اسکے دادا اکبر بادشاہ
نے تربیت کی بعد انتقال اپنے باپ جہانگیر کے سنہ ۱۰۳۷ھ مین تخت نشین ہوا شہاب الدین محمد شاہجہان صاحبقران
ثانی لقب اختیار کیا) بے بدل خان نے مصرعہ تاریخ جلوس ع جلوس شاہجہان داد زیب ملت و دین پاد اور میر صالح
خوشنویس نے ع شاہجہان باشد شاہ جہان۔ پیش کیا شاہجہان نے جلوس کی تہنیت مین بہتر لاکھ روپیہ اہل
استحقاق کو تقسیم کیے اور تخت نشینی کے بعد رسم سجدہ اور پابوسی کا اٹھا دیا سادات علما صلحا کے لیے ملاقات
کے وقت سلام علیکم اور رخصت کے وقت فاتحہ پڑھنا مقرر کیا خود ہمیشہ باوضو رہتا اور عبادت الہی کیا
کرتا اسکے عہد مین اہل کمال ایسے جمع ہوے کہ دار السلطنت دہلی شیراز و بغداد کا نمونہ بنگیا بائیس صوبہ اسکے تابع
تھے اور بائیس کرور سالانہ ملک کی آمدنی تھی فوج مین دو لاکھ سوار آٹھ ہزار منصبدار اور سات ہزار احدی تھے
اور ایک لاکھ پچاسی ہزار سوار شاہزادون اور امرا کے ماتحت تھے چالیس ہزار پیادے تھے دس ہزار
کی جماعت بادشاہ کے ہمرکاب رہتی تھی تین ہزار مختلف صوبجات مین رہتی عاملون و فوجدارون کی جماعت اسکے

روانہ کیا اور دلیر خان کو ہمراہ کیا چنانچہ بادشاہی لشکر بنارس پہونچا وہان جاکر
یہ معلوم ہوا کہ موضع بہادرپور جو گنگا کے کنارہ بنارس سے ڈھائی کوس کے فاصلہ پر ہے
اسمین محمد شجاع معہ اپنی فوج کے پڑا ہوا ہے اس سے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر بادشاہی
لشکر خیمہ زن ہوا ۲۱ جمادی الاول کو شاہی لشکر علی الصباح کوچ کی خبر مشہور کرکے
محمد شجاع کے سر پر جا پہونچا محمد شجاع اسوقت کمال بیفکری سے خواب غفلت مین

بقیہ سابقہ علاوہ بتھی علامی سعد اللہ خان اور فضل خان وغیرہ اسکے نہایت لایق وزیر تھے سعد اللہ خان
وزیر اعظم اور علی مردان خان امیر الامرا کی تنخواہ مین بارہ بارہ کرور دام یعنے تیس لاکھ سالانہ مقرر تھے
اور پنجہزاری منصب والے امیر کی تنخواہ معہ مشاہرہ فوج کے پچیس لاکھ روپیہ سالانہ جاگیر کی ہوی تھی
جسکی تصدیق بادشاہ نامہ کے صفحہ (۳۴۵) مین مرقوم ہے منصبداروں مین چار شخص ہفت ہزاری اور سترہ
پنجہزاری اور چودہ چار ہزاری اشخاص تھے کثرت آبادی سے علاوہ ملک مفتوحہ کے ایک کرور دام کی
جمع کا اضافہ ہوگیا تھا۔ اسکے جواہر خانہ مین جواہرات اسقدر بڑھ گئے تھے کہ روے زمین کے کسی بادشاہ
کے جواہر خانہ مین شاید اس سے زائد نہ ہونگے دو کرور کے جواہرات شاہزادون مین تقسیم کیے اور پانچ کرور
کے جواہرات زیورات مرصع مین استعمال کیے اور دو کرور کے جواہرات ملبوسات مین جڑوائے ایک کرور
کی تیاری مین تخت طاؤس بنوایا جو ڈھائی گز چوڑا سوا تین گز لانبا اور پانچ گز بلند تھا جسمین باہر کیطرف
لعل و یاقوت و زمرد جڑے ہوے تھے تخت پر دو طاؤس مرصع نصب تھے اور دونونکے درمیان ایک
درخت لعل والماس و مروارید وغیرہ کا قائم کیا تھا یہ تخت سات برس مین تیار ہوا تھا ایک مرصع تاج قیمتی
بارہ لاکھ کا جسمین پانچ لعل اور چوبیس درشاہوار جڑے تھے تیار کرایا ایک خیمہ جسکو تین ہزار فراش نصب کرتے
تھے اور دس ہزار امرا اسکے سائے مین بیٹھتے تھے بنوایا تھا اس خیمہ کا نام دلبادل تھا ایک قندیل جو طرح
طرحکی گلکاریون اور طلا و جواہرات وغیرہ سے مرصع کرائی تھی مدینہ منورہ حضور سرور عالم صلعم کے روضۂ
اقدس کے لیے معہ نذرانہ کے بھیجی تھی۔ اس قندیل کا نام گل محمدی رکھا گیا۔
المختصر ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ کو ۷۶ سال کی عمر مین بنظیر فرمانروائی کرکے بمرض حصبہ بول و رعشہ و اختلاج قلب شاہجہان نے انتقال کیا اور
اگرہ مین اپنی پیاری بیگم ارجمند بانو ممتاز الزمانی کے ہم پہلو تاج محل مین مدفون ہوا تاریخ انتقال شاہجہان کرونتا
زعالم سفر کرد شاہجہان ۔ ہر ایک مصرعہ سے علیحدہ علیحدہ تاریخ نکلتی ہے مدت سلطنت تیس سن و ماہ ہی علمدگی سلطنت کے بعد
۸ سال گوشہ نشینی عبادت الہی و شغل آیات نویسی و خیر خیرات مین گذرانے بعد رحلت کے فردوس آشیانی کے خطاب
سے مخاطب کیا گیا نہایت عالی دماغ عادل فیاض مردم شناس عبادت گذار زاہد بادشاہ تھا۔

پڑا ہوا تھا اور سپر عیش پسندی اسدرجہ غالب تھی کہ مصلحت وقت سے بھی کچھ سروکار نہ رکھتا تھا بادشاہی لشکر کو دیکھکر محمد شجاع نہایت سراسیمہ ہوا اور کچھ تھوڑی دیر لڑا آخرکار اسپر رعب چھا گیا اور بیساختہ بھاگ کر ایک کشتی مین بیٹھا اور پٹنہ کیطرف روانہ ہوا یہان بادشاہی لشکر نے اسکا خزانہ توپخانہ ورسد وغیرہ کا سامان سب لوٹ لیا اور سلیمان شکوہ نے مع اپنے لشکر ظفر پیکر کے اسکا تعاقب کیا جب شجاع پٹنہ سے مونگیر پہونچا اور وہان بھی اسکے پاؤن نہ جمنے پاے تو وہانسے وہ بنگالہ چلا گیا آخرکار پٹنہ سے مونگیر تک تمام ملک بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آگیا اس فتح کے صلہ مین شاہجہان بادشاہ نے دلیر خان کو سہ ہزاری ذات اور تین ہزار سوار کا منصب مرحمت کیا ماثرالامرا مین ہے کہ انھین ایام مین ایک ہزار کا انکے منصب مین اور اضافہ ہوا غرضکہ شاہجہانی دربار سے دلیر خان کو چار ہزاری منصب عنایت ہوا تھا جب سلیمان شکوہ یہ فتح حاصل کر چکا اور حسب الطلب اپنے باپ دادا کے نہایت عجلت سے دارالخلافت کو آرہا تھا پٹنہ سے قصبہ کڑہ تک جو الہ آباد کے قریب ہے وہ پہونچا تھا کہ وہان ۵ ارمضان کو یہ خبر سنی کہ شاہجہان بادشاہ[1] پر

[1] شاہجہان کی علالت اور اسکے بیٹون مین باہم خانہ جنگیان ہو کر اورنگ زیب کا تخت نشین ہونا ایک مدت تک شاہجہان بادشاہ سلطنت کے کاروبار مین ہمہ تن مصروف رہا آخرکار اس محنت وجانکاہی سے ضعف دماغ اور صحت مین فتور لاحق ہوا ۳۲ سنہ جلوس، ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ ہجری کو حبس بول کے مرض مین مبتلا ہوا شدت مرض سے روز بروز ضعف بڑھتا گیا سات روز تک کوئی چیز حلق سے نہ اتاری اطبا نے ہر چند علاج کیا مگر کوئی تدبیر کارگر نہوئی اسوجہ سے بادشاہ امورات مملکت مین مصروف نہو سکا اور نہ باہر آسکا اسکا دارا شکوہ جو بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا اسنے سارا کام سلطنت کا اپنے ہاتھ مین لیا اسوقت شاہجہان کی اولاد مین چار بیٹے

مرض نے غلبہ کیا ہے اور میرے باپ و چچا یعنے داراشکوہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل اور دو بیٹیان ارجمند بانو عرف تاج محل کے بطن سے تھین سلطان داراشکوہ۔ مرزا محمد شجاع محمد اورنگ زیب۔ مراد بخش جہان آرا عرف بیگمصاحبہ اور روشن آرا۔ شاہجہان نے ان سبکو آداب تعلیم سے آراستہ کیا تھا اور ہر ایک بیٹے کو وسیع ملک عنایت کیا تھا اور اس صوبہ کا انتظام اسکے سپرد کیا تھا ہر ایک بیٹا کسی نہ کسی لیاقت مین طاق تھا۔ ہر ایک بھائی اپنی بلند نظری سے ایک دوسرے سے حسد رکھتا تھا۔ داراشکوہ کی عمر اوسوقت ۴۲ سال کی تھی بادشاہ کو وہ سب سے زیادہ عزیز تھا اسکی دوری شاہجہانکو کبھی پسند نہوئی داراشکوہ نہایت سخی آزاد طبیعت شان و شوکت کیطرف بالطبع میلان رکھتا تھا اور انتقام لینے مین بے صبر تھا اور احتیاط کو مکروہ جانتا تھا مگر تصوف مین ڈوبا ہوا تھا کفر و اسلام کو برادر توام جانتا تھا اپنے پردادا اکبر کے مدرسہ کا طالبعلم تھا بڑے بڑے پنڈت بنارس سے بلاکر وید کا ترجمہ سنسکرت سے فارسی مین کرایا کتاب سر اکبر اور نور الانوار وغیرہ خود اوسکی تصنیفات سے آجتک موجود ہین جو راقم کی نظر سے گذری ہین وہ بجاے اللہ اکبر کے پربھو انگشتری پر کندہ کراکے پہنتا تھا فخر کرنیوالے شخص کے مغلوب کرنے کی فکر مین رہتا تھا اسلیے شاہجہان کہا کرتا تھا کہ یہ (بُرون کے لیے بھلا اور بھلون کے لیے بُرا ہے اس سے چھوٹا محمد شجاع تھا جسکی عمر اوسوقت چالیس سال کی تھی اور وہ صوبہ دار بنگالہ تھا عالی دماغ تھا مگر عیش پسند تشیع خیال تھا اسکے بارہ مین شاہجہان کہا کرتا تھا کہ شجاع جزا میر ہاشمی وصفے دیگر نہ دارد اس سے چھوٹا اورنگ زیب تھا جو صوبہ دکن کا ناظم تھا بیحد جری نہایت متحمل سوچکر بات کہتا اور ملکی جوڑ توڑ مین خوب چست مستقل دور اندیش دشمن کو اپنا دوست بنالینا اوسکا کام تھا لڑکپن سے وہ زہد و تقوے اور صوم و صلوٰۃ کا عادی تھا مذہب کے بڑے بڑے خطرونکے اٹھانیکو وہ فخر جانتا تھا مہمات عظیم مین بڑی بڑی فوجون کی سپہ سالاری کرچکا تھا شاہجہان نے اسکے متعلق لکھا کہ ذی عزم و مال اندیش نظر آید اغلب کہ متحمل امر خطیر ریاست تواند شد) مراد بخش سب سے چھوٹا گجرات کا صوبہ دار تھا عیش دوست مے نوش اسکے متعلق شاہجہان کا قول تھا کہ مراد بخش ہمول الکیف باکل و شرب ساختہ دایم الخمر است) جہان آرا نہایت عقیل و وجیہ تھی امورات سلطنت مین دخیل تھی شاہجہان کو کل اولاد مین داراشکوہ بڑا بیٹا اور جہان آرا بڑی بیٹی زیادہ عزیز تھی۔ روشن آرا نہ چندان فرزانہ نہ باپ کو اسقدر محبوب۔ محلسرائے شاہی مین وہ جہان آرا

اور اورنگ زیب کے باہم جنگ ہوگئی اور میرے باپ

بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل اور دارا شکوہ سے حسد رکھتی اور اورنگ زیب کو خبرین پہونچایا کرتی تھی شاہجہان نے ہر چند چاہا کہ بھایون مین اخوت و محبت رہے مگر سب نصیحتین ضائع گیین فتنہ پردازون نے بخشین ڈلادین ایک دوسرے سے بدلا لینے مین مستعد تھا جب شاہجہان علیل ہوا تو اسنے دارا شکوہ کے ہاتھ پر ارکان دولت کی بیعت کرادی اور دارا شکوہ نے اختیار پاکر اپنے حسب مرضی معاملات کیے اور شاہجہان کی علالت کی خبر وقایع نگارون کو لکھنے کی ممانعت کرادی ملک مین ہلچل پڑ گئی بعضونکو شک ہوا کہ بادشاہ زندہ و سلامت نہین رہا جب بھائیون کو یہ معلوم ہوا کہ باپ کا آخر وقت ہے اور دارا شکوہ سلطنت پر مسلط ہے تو مراد بخش نے گجرات مین تاج شاہی سر پر رکھا اور شجاع نے بنگالہ مین خودسری کرکے ممالک بادشاہی جو اسکے حدود سے باہر تھے قبضہ کرنا چاہا چنانچہ وہ بنارس تک آگیا اور دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو معہ نواب دلیر خان اور راجہ جے سنگھ کے اسکے مقابلہ کو بھیجا جسکا مفصل قصہ ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اورنگ زیب نے یہ دانائی کی کہ بظاہر دکن مین تخت پر نہ بیٹھا مگر در پردہ سب سامان تیار کیا اور باپ کی عیادت کا بہانہ کرکے دارالسلطنت کو چلا شاہجہان کو جب اپنے تینون بیٹون کی یہ سرکشی اور خبرین معلوم ہوین تو اوسکو بجز دارا شکوہ کے اور کسی کا اعتبار نرہا اسلیے جو دارا شکوہ کہتا تھا وہ کرتا تھا اب شاہجہان دہلی سے آگرہ چلا آیا جب اورنگ زیب برہانپور کیطرف روانہ ہوا تو اوسنے یہ سونچا کہ شجاع کیطرح اگر مراد بخش بھی دارا شکوہ کے لشکر سے مغلوب ہوگیا تو اسکو بہت قوت ہوجائیگی لہذا اسکو ملانا چاہیے چنانچہ میل و محبت کے کئی خط لکھے کہ ہم تم دونون باپ کے پاس چلین اور دارا شکوہ مغرور و مفسد کو جسنے باپ کو غلبہ سے مقید کرلیا ہے دور کرین اگر تمنے اسکی تو دارا شکوہ کی عداوت سے ہم تم سلامت نہین رہینگے اور اس ملحد کے غلبہ سے کفر کا رواج ترقی پاکر اسلام جاتا رہیگا مجھے کچھ دنیا سے سروکار نہین تم سلطنت کرنا غرضکہ مراد بھی اورنگ زیب کے ہمخیال ہوکر ۱۲ رجب کو اثنائے راہ مین دیبال پور کے قریب معہ لشکر کے اورنگ زیب سے آملا جب دارا شکوہ نے اورنگ زیب کے آنیکی خبر سنی تو اُسنے ایک بڑا لشکر راجہ جسونت سنگھ کو دیکر اسکے سدراہ ہونیکے لیئے روانہ کیا اور راجہ نے دونون شہزادون کو روکا انجام کار قریب اوجین کے جنگ

دارا شکوہ نے شکست پائی اس وحشتناک خبر کو سنکر شہزادہ نہایت مضطر ہوا

بقیہ حاشیہ صفحۂ ماقبل ہوئی خوبی تقدیر سے اورنگ زیب غالب ہوا اور راجہ کو شکست ہوئی جب دارا شکوہ نے اپنے لشکر کی شکست سنی تو نہایت سراسیمہ ہوا اور ایک بڑی فوج جمع کی جسمین ساٹھ ہزار سوار تھے اونپر خزانہ کا منھ کھولدیا اور خلیل اللہ خان کو سردار کرکے مقابلہ کو بھیجا شاہجہان نے علالت کی حالت مین دونون بیٹون کے مابین صلح کرانے کے ارادہ سے میدان جنگ مین جانا چاہا بلکہ بیشمیہ بھی باہر نکالنے کا حکم دیا کہ دونون لشکرون کے درمیانمین میرا خیمہ کھڑا کرین مگر داراشکوہ جانتا تھا کہ باپ کے جانے سے صلح ہوجائے گی وہ راضی نہوا۔ بعض کہتے ہین کہ شایستہ خان نے عالمگیر کی بلند اقبالی اور جوہر ذاتی پر نظر کرکے شاہجہان کو منع کیا غرضکہ داراشکوہ ۲۹ شعبان کو خود مقابلہ کے لیے گیا اور اکبرآباد سے دس کوس کے فاصلہ پر جاکر خیمہ زن ہوا اس عرصہ مین جہان آرا کیطرف سے ایک خط اوسکا بخشی محمد فاروق اورنگ زیب کے پاس اس مضمون کا لایا کہ للہ الحمد اب الحضرت اچھے ہین اور عبادت الہی کرکے بندگان خدا کی رفاہ مین توجہ کرتے ہین اور ملکی انتظام مین مصروف رہا کرتے ہین تمکو اپنے ولی نعمت کے مقابلہ مین مسلمانونکی خونریزی اور بڑے بھائی کے ساتھ صف آرائی بمقتضاے اولی الامر منکم خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے جہان تک آگئے ہو وہین قیام کرو جو تمھارے دلمین باتین ہون آگاہ کرو تاکہ سب بادشاہ سے عرض کیجائین اور تمھارا کل کام کرادیجائین ادھر خط پہونچا ادھر داراشکوہ جنگ کو پہونچگئے عالمگیر نے اس خط کے جواب مین اپنا عریضہ قاصد کے ہاتھ اس مضمون کا بھیجا۔ حضرت ظل سبحانی کی خدمت اشرف مین یہ عرض ہے کہ جب ملکی و مالی اختیارات انحضرت کے ہاتھ سے شاہزادۂ کلان کے ہاتھ مین آے تو وہ اپنی طبیعت کے موافق اس نیازمند کے ایذا اور آزار کے درپے ہوا اسوقت مین بیجاپور مین حسب الحکم معرکہ آرائی کررہا تھا کہ اسنے سب امیرونکو حکم بھیجکر میرے پاس سے ہٹالیا تاکہ مجھے ذلت ہو اگر بادشاہی لشکر کو کوئی گزند پہونچتا تو مفت اقلیم مین کیسی بدنامی ہوتی مینے مصلحت وقت سے غنیم کی گوشمالی کرکے مطلب حاصل کرلیا اور صحیح وسالم نکل آیا داراشکوہ نے میری طرف سے آپکا دل بڑا کیا جسونت سنگھ کو ایک بڑا لشکر دیکر مجھے حضور کیخدمت کی حاضری سے مانع ہوا محمد شجاع کو سلیمان شکوہ کے ہاتھون سے ذلیل کرایا اب میرے

جب یہ خبر عام ہوئی تو اہل لشکر بھی اس سے جدا ہونے لگے چنانچہ اجہ جے سنگھ

بقیہ حاشیہ صفحۂ ماقبل مقابلہ کو دھولپور آیا ہے مگر مجھ صف شکن کے مقابلہ مین کامیاب نہوگا بہتر ہے کہ وہ پنجاب مین اپنی جاگیر پر چلا جاے اور مجھے حضور کیخدمت مین رہنے دے یہ عریضہ بھیجکر اورنگ زیب اپنی فوج کی آراستگی مین مشغول ہوا۔ ۱۶ رمضان کو سموگڈھ کے قریب داراشکوہ اور اورنگ زیب کے ہر دو لشکر سامنے آے اور پھر دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی جب رستم خان اور دیوان محمد صالح جسکا وزیر خان خطاب تھا اور داراشکوہ کے قوت بازو تھے ہلاک ہوے اور داراشکوہ کے ہودہ مین ایک آتش فشان بان گرا جس سے وہ گھبراکر ہاتھی سے اوترا اور حالت اضطرابی مین بے ساز گھوڑے پر سوار ہوا اس حال مین ایک خدمتگار اسکی کمر مین ترکش باندہتا تھا ایک گولہ کے لگنے سے اسکا دایان ہاتھ اوڑ گیا اور خدمتگار مرگیا اس سے داراشکوہ اور بھی خوف زدہ ہوکر بھاگا فوج بھی خالی ہودہ دیکھکر فرار کی فکر مین ہوئی داراشکوہ معہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ کے اکبرآباد آیا اور وہان اپنی بیوی لڑکے اور کچھ جواہرات و اشرفیان لیکر باپ کو بغیر منھ دکھاے اندھیری رات مین دہلی چلا گیا ادہر اورنگ زیب کی فتح ہوئی مراد بخش کا چہرہ کثرت زخمون سے گلرنگ ہوگیا تھا اسکی مرہم پٹی کی گئی۔ ۱۰ رمضان کو اورنگ زیب سموگڈہ سے سواد اکبرآباد مین آگیا تمام ارکان دولت طمع اور خوف سے اسکی خدمت مین حاضر ہوگئے شاہجہان نے اسی حالت مین اورنگ زیب کو یہ خط لکھا کہ میرے علالت سے دوبارہ زندگی پائی خاطر اشرف تمھارے دیکھنے کی آرزومند ہے تمکو مجھ سے فرزانہ محبت اور ملنے کا شوق بہت ہے سپہر شکوہ اور سپہر ایسے نزدیک ہوکر مجھے نہین ملے۔ ملنے آؤگے تو البتہ دولت دوجہانی سے برخورداری پاؤگے فضل خان یہ خط لیکر اورنگ زیب کے پاس گئے تو اسنے باپ کو یہ عرضداشت لکھی کہ فی الحقیقت حضور کی قدمبوسی میرے لیے رحمت پروردگار ہے مدتون سے اسوقت کا منتظر تہا اب مین اپنی مراد کو پہونچا حضور کے دیدار سے آنکھونکو روشن کرونگا فضل خان خوش وخرم لوٹے باپ بیٹے کی سعادت منشی سے خوش ہوا دوسرے روز شاہجہان نے اورنگ زیب کو فاضل خان کے ہاتھ کچھ جواہرات اور ایک تلوار تیموریہ جسکا نام عالمگیر تھا بھیجی اور بہت باتین زبانی کہلا بھیجین جب فاضل خان یہ تحفہ دیکر واپس ہوے تو قلعہ پر داروغہ

جنکو شہزادہ کا اتالیق بنا کر بادشاہ نے ساتھ کیا تھا وہ بھی شہزادہ سے علحدہ ہو گئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل نے سمجھایا کہ شاہجہان کا ارادہ آپکو قلعہ مین قید کرنے کا ہے اورنگ زیب اوسوقت سے باپ کے بالکل خلاف ہو گیا اسکے بعد شاہجہان کے خطوط آئے امرا زبانی پیغام لائے مگر یہ باپ سے صاف نہوا خلیل اللہ خان نے بھی جانیکی مخالفت کی اس موقع پر ایک فرمان شاہجہان نے جو قابل دید ہے مگر بوجہ طوالت کے یہان نہین لکھا جاتا ہے اورنگ زیب کو بھیجا اُس کا جواب اورنگ زیب نے یہ لکھا کہ اس فرمان کے ہر کلمہ پر جان نثار کرون تو بجا ہے اور کمال ارادت سے دوڑ کر آؤن تو زیبا مگر بعض امور سے ایک طرح کا حجاب حضور سے ہو گیا ہے اور آپ کی طبیعت اُنکدر ہو جانے سے مجھے وہم نے مغلوب کیا ہے اگر حضور اپنی رحمت سے قلعہ کا دروازہ کھولدین اور میرے آدمیونکو سپرد کردین تو تلافی تقصیر کے لیے حضور مین حاضر ہون اور کبھی ایسے امر کا روادار نہون حسین حضرت کی خفت ہو جب یہ عرضداشت باپ کے پاس پہونچی تو شاہجہان نے قلعہ کھولدیا اور شہزادہ محمد سلطان نے بروز جمعہ ۱۱ رمضان ۱۰۶۸ھ کو سب کارخانے ضبط کر کے مہرین لگادین اور شاہجہان بادشاہ کو اپنے باپ کے حکم سے نظربند کر لیا اسحالت مین جہان آرا باپ کیطرف سے یہ پیغام لیکر بھائی کے پاس آئین کہ حضرت ظل الٰہی کی شاہانہ مرضی یہ ہے کہ دارا شکوہ کو ملک پنجاب معہ مضافات کے عطا فرمائین اور مراد بخش کو گجرات اور شجاع کے پاس بنگالہ بدستور رہے اور ملک دکن محمد سلطان کو عنایت کردین اور شاہ بلند اقبال کا خطاب اور کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ کو مبارک ہو آپ اسبات کو قبول فرمائین اور غرضمندونکی بات پر نہ جائین بغیر کسی وسوسہ کے علحدہ علحدہ یکجا تین چلیے اور اونکے خاطر مشتاق کو اپنے دیدار سے مسرور کیجیے اورنگ زیب نے دارا شکوہ کے عداوت کی شکایتین کین اور ان درخواستونکو قبول نہ کیا اسی طرح پیغام سلام ہوتے رہے آخرکار بعد گفت وشنید کے اورنگ زیب تیسرے دن باپ کے پاس جانیکے لیے سوار ہوا شایستہ خان اور شیخ میر نے سامنے آکر عرض کیا کہ حضور کا جانا عقل و دوراندیشی سے بعید ہے جب خدا کے فضل سے قلعہ پر عمل دخل ہو چکا ہے اور اعلیحضرت کا اختیار و اقتدار کچھ نہین رہا تو کیا ضرورت کہ آپ محل خطر مین جاتے ہین اس سمجھانے سے اورنگ زیب واپس چلا آیا بیگم صاحبہ کے جانیکے بعد جعفر خان وزیر

اس حالت کو دیکھکر شاہزادہ اور بھی زیادہ گھبرایا اور اوسپر عجیب پریشانی و حیرت کا عالم چھایا اوسوقت کمال اضطرابی سے سلیمان شکوہ نے دلیر خان کو بلایا اور اپنے بارہ مین صلاح و مشورت کرکے دلیر خان سے مدد و شرکت چاہی دلیر خان نے یہ راے دی کہ الہ آباد سے دریاے گنگا اوتر کر شاہجہان پور چلیے وہ آباد کیا ہوا میرے بھائی بہادر خان کا ہے اور وطن افغانون کا ہے وہان چلکر ٹھپانون کو جمع کرکے فوج کا انتظام کرنا چاہیے اسکے بعد جو مقتضاے وقت اور مناسب حال ہوا وسپر عمل ہونا چاہیے اس شرط سے مین آپ کی رفاقت کو تیار ہون شاہزادہ سلیمان[1] شکوہ نے جو دلیر خان نے کہا تھا قبول کیا اور دوسرے روز انکے

بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل حکیم تقرب خان اور راے رایان راجہ رگھناتھ دیوان سلطنت معہ عملہ دیوانی کے آگئے تو اورنگ زیب نے ایک شاندار دربار کیا مسند پر شاہزادون کیطرح بیٹھا مگر نذرین شاہانہ طور پر سب امرا و منصبداران سے لین پھر شان و شوکت کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر دارا شکوہ کی حویلی مین چلا گیا۔ محمد سلطان نے باپ کے حکم سے تمام بادشاہی خزانون اور کارخانون توشہ خانون کو سنبھالا ۲۱ رمضان ۱۰۶۸ھ کو شاہجہان بالکل نظر بند ہوگیا اسکی تاریخ عاقل خان نے۔ فاعتبروا یااولی الابصار کہی۔ جو بحساب ابجد عجب کے مخرجہ سے صحیح آتی ہے۔

[1] سلیمان شکوہ از حیرت زدگی دلیر خان را طلبیدہ در صلاح کار مشورت نمود او موافقت و مرافقت خود را مشروط بر رفتن شاہجہان پور کہ آباد کردہ بہادر خان و وطن افاغنہ است نمودہ متعہد گردیدہ کہ در آنجا سپاہ از افغانان وغیرہ فراہم آوردہ ہر چہ صلاح باشد بعمل خواہد آمد سلیمان شکوہ قبول این کنکاش نمود راجہ

ساتھ الہ آباد جانے کا قصد کیا جب راجہ جے سنگھ والی جیپور کو جو دلیر خان کے
بڑے دوست تھے اس امر کی خبر ہوئی تو راجہ موصوف انکے پاس آئے اور
بہت دوستانہ فہمایش کی اور کہا کہ آپ نے یہ غلط رائے اختیار کی کیونکہ وہ جانتے
تھے کہ داراشکوہ عالمگیر پر کسیطرح غلبہ نہین پاسکتا ہے وہ عرصہ تک بلخ وغیرہ کی
مہمات مین اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ رہ چکے تھے عالمگیر کی شجاعت اور
چالون سے خوب واقف تھے اسلیے اونھون نے ہر طرح سمجھایا کہ سلیمان شکوہ کی
شرکت مین بجز خانہ بربادی کے کوئی نتیجہ نہین آخر مین فتح عالمگیر ہی کو حاصل ہوگی
غرضکہ دلیر خان کو راجہ نے اونکے اس ارادہ سے باز رکھا اور اپنے ساتھ عالمگیر
کے پاس چلنے کے لیے متفق کیا جب دوسرے روز بموجب اقرار کے سلیمان شکوہ
نے الہ آباد کیطرف سے شاہجہانپور چلنے کا قصد کیا تو دلیر خان نے کچھ تمہید اٹھا کر
معذرت کی اور راجہ جے سنگھ کے ساتھ اسی منزل مین رہ گئے اور شاہزادہ کے
ساتھ کوچ نہ کیا چارناچار شہزادہ الہ آباد گیا اور دلیر خان وہان سے چلکر

بقیہ حاشیہ صفحۂ ماقبل جے سنگھ چون برین معنے آگہی یافت دانست کہ دلیر خان از خامی و بے
تجربگی سود خود را از زیان نشناختہ نزد تدبیر غلط باختہ است بمقتضاے دوستی و مودتے کہ با او داشت
با بلاغ نصائح دوستانہ و تذکار مقدمات عاقلانہ خان مذکور را ازین ارادہ فاسد کہ غیر از خانہ
خرابی او و قبیلہ اش حاصلے نداشت باز آوردہ در عزیمت و آوردن عتبہ عالمگیری باخود متفق و ہم
داستان خود ساخت چون روز دیگر سلیمان شکوہ بناء بر قرار داد مذکور عزم مراجعت بہ الہ آباد دلیر خان
تمہیدے نمودہ با راجہ جے سنگھ درہان منزل ماندو دلیر خان سہ چار روز پیش از ملازمت راجہ مابین
سلیم پور و متھرا بتقبیل عتبہ عالمگیری چہرہ دولت برافروختہ باضافہ ہزاری ہزار سوار بمنصب پنجہزاری
پنجہزار سوار والا رتبہ گشت۔ ماثر الامرا تذکرہ دلیر خان ردیف دال

راجہ جے سنگھ سے تین چار روز پیشتر سلیم پور اور متھرا کے مابین عالمگیر کے حضور مین حاضر ہوے اسوقت عالمگیر نے دلیر خان کو خلعت فاخرہ جسمین گھوڑا معہ ساز طلائی اور تلوار و جمدہر مرصع تھا مرحمت کیا اور منصب مین ایک ہزار کا اضافہ کر کے پنجہزاری منصب اور پانچہزار سوار سے سرفراز کیا عالمگیر ابتدا سے دلیر خان کی شجاعت اور وضعداری سے خوب واقف تھا اور رہ تون معرکون مین انکا ساتھ رہا تھا اسلیے اوسنے انکو خاص امرا مین شامل کیا اسکے بعد دلیر خان اور شیخ میر کو معہ ایک لشکر کے داراشکوہ کے تعاقب کے لیے مقرر کیا اسی اثنا مین عالمگیر نے مرادبخش کو جو اسکا چھوٹا بھائی تھا اور تخت کا خواستگار تھا اور اسنے ساتھ چتر و لوازمات شاہی علیحدہ رکھتا تھا ۸ شوال کو متھرا مین گرفتار کر کے شیخ میر اور دلیر خان کے سپرد کیا کہ سلیم گڈھ کے قلعہ مین پہونچا آؤ چنانچہ یہ دونون سردار معہ اپنی جماعت کے شہزادہ مراد کو لیکر شاہجہان آباد پہونچا آئے اور عالمگیر سے جب کوچ کرتا ہوا

۱؎ چہارم ماہ شوال روز جمعہ متھرا رواہ اول روز مرادبخش راہ مستکبر نمودہ بصواب دید رای صائب بعد از دو پاس شب آن تیرہ روز نقارہ اندوزہ راہ عمدہ فدویان و دلخواہ شیخ میر سپردہ دو دلیر خان را با جمعے ہمراہ کردہ بقلعہ سپہر منیار شاہجہان آباد فرستادند کہ آنجا پاے زندان مکافات باشد عالمگیر نامہ ۱۳۸

چہاردہم متھرا آباد و مرکز دائرہ اقبال گشتہ در روز دگر کہ آنجا مقام بود شیخ میر و دلیر خان کہ چنانچہ گذارش یافت برسانیدن مرادبخش بقلعہ شاہجہان آباد متعین شدہ بودند شرف بساط بوس یافتند ۱۴۱ عالمگیر نامہ

۲؎ دلیر خان بلیاوری طالع از تبعیت و ہمرہی سلیمان شکوہ تخلف ورزیدہ بود شرف اندوز تقبیل عتبہ اقبال گشتہ بعطاے خلعت فاخرہ و اسپ با ساز طلا و شمشیر و جمدہر مرصع و باضافہ ہزاری ہزار سوار بمنصب پنجہزاری پنجہزار سوار مطرح انظار مکرمت گشتہ از عالمگیر نامہ صفحہ (۱۳۰)

خضرآباد پہونچا تھا شیخ میر و دلیر خان آکر ملے دلیر خان کی خیر خواہی و راستی
پر ایسا اعتماد تھا کہ مدعی سلطنت کو عالمگیر نے انکے سپرد کیا۔ ۱۶ تاریخ رمضان کو
خضرآباد سے سندر باڑی کو جو ایک کوس دارالسلطنت سے تھی عالمگیر نے کوچ کیا
اُسکے دوسرے روز عالمگیر نے اپنے امرا کو انعام و منصب سے سرفراز فرمایا چنانچہ
راجہ جے سنگھ کو جاگیر مرحمت ہوئی اور سرکار لکھنو کی حکومت و فوجداری
ایرج خان سے نکالکر دلیر خان کو دیگئی اور نیابت اس عہدہ کی دلیر خان
کے فرزند جمال خان کو عطا ہوئی اور اس خدمت کے صلہ مین
جمال خان کو ہزاری منصب اور چارسو سوارون کی سرداری
سے سربلندی بخشی گئی چار پانچ برس تک جمال خان نے اپنے عہدہ کے
فرائض کو نہایت کارگذاری سے انجام کو پہونچایا شجاعت اور لیاقت مین یہ مثل
اپنے باپ و چچا کے نامور اور بادشاہ کے مورد عنایت تھے مگر ۵ ذیقعدہ ۵۸ھ
کو جبکہ عید گلابی کا جشن تھا اور شاہزادون نے صراحیان بادشاہ کیخدمت مین گذ
تھین بادشاہ کو یہ خبر سُنائی گئی کہ جمال خان پسر دلیر خان جو اپنے باپ کے نا
تھے اور بیسواڑہ کی فوجداری پر مامور تھے جوانمرگ انتقال کر گئے۔
جب عالمگیر آگرہ سے دہلی چلا تو داراشکوہ اوسکے آنیکی خبر سنکر ۲۱ رمضان کو دہلی

لہ و فوجداری سرکار لکھنو از تغیر ایرج خان بہ دلیر خان مفوض گشتہ جمال خان پسر دلیر خان مذکور بہ نیابت پدر ریتقرر
آن خدمت مامور و بمنصب ہزاری چارصد سوار سربلندی یافت صفحہ ۱۴۶ عالمگیر نامہ

لہ و بعرض اشرف رسید کہ جمال خان ولد دلیر خان کہ بہ نیابت پدر بہ فوجداری بیسوڑہ تعین یافتہ بود یا جل طبعی
یا تش سپرے شد عالمگیر نامہ سال پنجم

سے لاہور روانہ ہوگیا اور اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو جو معہ لشکر کے پٹنہ سے
ہاتھ لکھ بھیجا کہ لاہور یا سرہند آکر مجھ سے ملجاؤ۔ جب عالمگیر دہلی پہونچا تو دارا شکوہ
سے میدان خالی تھا مراد بخش کو قید کر چکا تھا اب تخت نشینی مین اسکے کون حارج
منجومیون نے تخت نشینی کے لیے روز جمعہ غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ مقرر کیا مگر اسے
دارا شکوہ کیطرف سے اطمینان نہ تھا اور اتنی فرصت کب تھی کہ شاہجہان آباد کے
مین جاکر حسب آئین خاندان کے مراسم شاہی ادا کرتا لہذا ساعت مقررہ پر اورنگ
یب عالمگیر تخت سلطنت پر بیٹھ گیا اور خطاب وسکہ اور جشن کو تو

ب اورنگ زیب بادشاہ کا حال۔ اس بادشاہ کی پیدائش ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ مین ہوئی اور مادہ تاریخ
کتاب عالمتاب) ہے جب ۴۰ برس کی عمر مین ۱۰۶۸ھ کو تخت نشین ہوا تو ۴۰ عدد کی میم بڑھا کر آفتاب
لمتاب خود تخت نشینی کی تاریخ نکالی اور خطاب (ابوالمظفر محی الدین عالمگیر) حسب دستور سلاطین اختیار
عالمگیر ایک تلوار تھی جسکا نام مبارک فال سمجھکر لقب مین شامل کیا گیا۔ اورنگ زیب نہایت دیندار
شاہ تھا اعمال وعقائد حنفی تھے ہمیشہ باجماعت نماز ادا کرتا تھا۔ احکامات بموجب شرع شریف
کے جاری کرتا ہر ہفتہ مین یکشنبہ دوشنبہ جمعرات جمعہ کو روزہ رکھتا اپنے خورونوش کے لیے اپنے ہاتھ
سے کسب کرتا ٹوپیان بناکر اور قرآن لکھکر گذر اوقات کرتا اور جمعہ کو جامع مسجد مین آکر نماز جمعہ ادا کرتا زکوۃ
شرعی صرف خاص سے دیتا دو قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھکر مدینہ منورہ و مکہ معظمہ بھیجے جسمین ایک ایام
ہزاوگی کا لکھا ہوا تھا اور سات ہزار روپے کے صرفہ سے مطلا و مذہب کیا کیا تھا گانا کبھی سنتا
کر فرط پرہیزگاری سے آخر عمر مین وہ بھی مزامیر کے ساتھ ترک کردیا لباس نامشروع زر وجواہر کا بھی
پہنتا تھا بدعت اور آئین جہالت مٹانے اور احکام دین کے جاری کرنے مین ہمیشہ کوشان رہتا
لفظ فحش زبان سے نہ نکالتا سیاست شرعی دینا عالمگیر نے ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان
کیا جو ممتاز ہنہ وخوشی سے مشرف باسلام ہونا چاہتے اور خود حاضر ہوتے تو بادشاہ خود اپنی زبان سے
کرتا تھا۔ اورنگ آباد دکن سے اکبرآباد تک اور لاہور سے کابل تک اسنے امن ورحمت رسانی

جلوس ثانی پر موقوف رکھا لیکن تخت سلطنت پر جلوس کرنے کی خوشی مین امرا

بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل کیواسطے مسکین نواز مین اور بادشاہی خزانہ سے مسجد ونکا خرچ مقرر کیا شاہجہان کے عہد مین اٹھارہ ہزار روپیہ ایام متبرکہ مین خیرات ہوتے تھے اسنے ایک لاکھ پچاس ہزار روپے مقرر کیے تمام قصبات مین مدرسے اور اسمین طلبا کے لیے علما و فضلا متعین کیے شیخ نظام کو میر مجلس مقرر کیا اور دو لاکھ روپیہ صرف کرکے مسائل فقہ کے دفع اختلاف کے لیے فتاوای عالمگیری لکھائی خود ہمیشہ کتب حدیث و فقہ اور تصنیفات امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کا مطالعہ کیا کرتا عربی و نستعلیق و شکستہ خط خوب لکھتا تھا ماہ رمضان کے تمام روزے رکھتا تھا نماز تراویح باجماعت ادا کرتا اعتکاف کرتا فارسی انشا پردازی مین کمال ملکہ رکھتا تھا چنانچہ اسکے تصنیف مین دفتر دانش کلمات طیبات دستور العمل آداب عالمگیری رقعات عالمگیری ہین وہ اپنے ہاتھ سے چند سطرین بلاناغہ روز لکھتا علاوہ فارسی کے ہندون سے ہندی خوب بولتا تھا شعر و سخن سے زیادہ دلچسپی خود نہ لیتا مگر شعرا کے شعر بہت قدردانی سے سنتا بعض اوقات خود بھی شعر کہتا اور بیٹونکو بیاض مین اشعار لکھا دیتا تھا چنانچہ یہ شعر اسی کا ہے ؎ غم عالم فزود انست من یک غنچہ دل دارم ✦ چسان در شیشہ ساعت کنم ریگ بیابان را بیٹونکو مذہبی اور فنون سپہگری کی تعلیم دلا کر یکتائے روزگار بنا دیا تھا ہمیشہ باوضو رہتا اور بعد تخت نشینی کے باوجود کثرت مشاغل حکمرانی کے قرآن شریف حفظ کیا جسکی تاریخ (لوح محفوظ) نکالی گئی حرم سرا مین لڑکیون کے لیے عقائد دینی اور احکامات مذہبی کی تعلیم مقرر کی ہر مستغیث کو اختیار دیا گیا کہ بلاخوف بادشاہ تک آکر فریاد کرے اور بادشاہ پر بھی اپنے مطالبہ کی نالش کرسکتا ہے اطراف مملکت مین کوئی صوبہ دار و عامل بلا اطلاع اور بادشاہ کے حکم ثانی کے قتل کا حکم نہین دیسکتا تھا اکثر اوقات جرائم پر متحمل ہوتا اور قصور معاف کردیتا اور سزا دینے مین تامل کرتا احتیاط و ہوشیاری کمال درجہ کی تھی اسلیے ہمیشہ بیٹون کے حالات پر نظر رکھتا اور انکے مخفی واقعات خفیہ نویس مقرر کرکے دریافت کرتا جب انکو فوج دیکر بھیجتا تو انکے ساتھ معتمد اتالیق بھیجتا کہ وہ ہمیشہ قابو مین رہین اور جزئیات پر بھی نظر رکھتا کسی اہلکار کی اصل حقیقت اس سے پوشیدہ نرہتی دکن مین بیٹھتا مگر پچھم و پورب کے اطراف کی خبر رکھتا حکام کو احکامات خود لکھتا تمام

کو خلعت و انعام سے مالا مال کیا منجملہ اونکے دلیر خان کو خلعت اور اسکے

بقیہ حاشیہ صفحۂ ماقبل جزو کل کے اخبارات ہر ایک گوشہ ملک سے وقائع نگار لکھتے اور وہ حرف بحرف پڑھتا ہر ایک بات کی پیش بندی کرتا اور چار و نطرف کان لگائے رکھتا استقلال و حمیت کا یہ عالم تھا کہ اگر دشمن کے ساتھ زیادہ جماعت ہوتی تو خدا کی مدد پر نظر کرکے ثابت قدمی کرتا چہرہ سے خوشی و ملال دونون کے آثار ظاہر نہوتے تضیقی کے زمانہ مین دکن کی دشوار گذار پہاڑیون مین لشکر کشی کرنا گویا جفاکشی کا پتلا تھا کسی تکلیف و مصیبت کے وقت نہ گھبراتا کوئی حصہ سپاہ کا بلا اسکے حکم کے قدم نہ اوٹھا سکتا امیر نذرین دیتے اور بیش بہا خلعت پاتے شاہجہان کے خزانہ مین چھ کرور سے زیادہ روپیہ نہ جمع ہوسکا مگر اورنگ زیب نے تیرہ کرور روپیہ چھوڑا آمدنی و خرچ برابر ہی رہا کرتا تھا ایک ہاتھ سے آمدنی آتی تھی اور دوسرے ہاتھ سے صدہا مہمات اور لاکھون سپاہیون اور امیرونکی تنخواہ مین خرچ ہوجاتی تھی۔ صبح صادق سے عالمگیر اوٹھتا اور مسجد مین جاکر نماز ادا کرتا اور قرآن و درود و وظائف مین مشغول ہوتا بعدہٗ تخت عدالت پر بیٹھکر ستم رسیدون کا انصاف کرتا ولیم ہائینس عالمگیر کی آمدنی پچاس کرور لکھتا ہے شاہجہان کے عہد سے اسکی آمدنی بڑھ گئی تھی کیونکہ بیجاپور و ریاست گولکنڈہ وغیرہ اسنے فتح کرکے ممالک خالصہ مین داخل کرلیے تھے اور اسکی سلطنت نہایت وسیع ہوگئی تھی ہندوستان مین جتنے مسلمان گذرے ان سب سے زیادہ وہ دیندار اور صاحب قوت تھا پچاس برس تک بڑے کروفر اور شان و شوکت سے سلطنت کی اسکو مجبوری باپ سے سرتابی کرنا پڑی اگر یہ نہ کرتا تو داراشکوہ اسکو کب چین سے بیٹھنے دیتا پہلے اسکی نیت باپ کی نیابت کی تھی اور باپ کو بدستور بحال رکھنا چاہتا تھا جب اسنے دیکھا کہ شاہجہان کے دل سے داراشکوہ کی محبت نہین جاتی تو اسنے جتنے مدعی سلطنت تھے سبکو قتل و قید اور شاہجہان بادشاہ کو معزول کیا اگر داراشکوہ یا دوسرے بھائی اسپر غلبہ پاتے تو وہ بھی عالمگیر کے ساتھ یہی برتاو کرتے جو اسنے بھائیون کیساتھ کیا یہ اپنی خودکامی اور چالو پنہ شرعی مجتہدین بھی قایم کرتا تھا اسکی عمر کا آدھا حصہ دکن کے فتوحات اور مرہٹونکے

عہ۹ دلیر خان بعنایت خلعت و فیل با مادہ فیل سربلند گردید صفحہ ۱۵۰ عالمگیر نامہ

ساتھ ہاتھی وہتنی عنایت فرمائے جلوس[۱] کے بعد عالمگیر نے داراشکوہ کے استیصال کیطرف توجہ کی پہلے میر ملک حسین مخاطب[۲] بہادر خان کو تعاقب کے لیے بھیجا اسکے بعد خلیل اللہ خان کو ایک اور لشکر دیکر اور اُسکا سپہ سالار

بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل قلع وقمع مین صرف ہو گیا اسکے عہد مین راجپوت بگڑے مگر اسنے انکو مطیع کر لیا اسکے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین جنکا تذکرہ راقم نے کمال الدین خان کے حالات مین بشرکت معرکہ شاہ عالم اور محمد اعظم درج کیا ہے اولاد کا لائق وقابل ہونا اسکی حسن تربیت کا نتیجہ تھا بالآخر ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ روز جمعہ کو سر دن چڑھے ۵۱ برس حکومت کرکے ۹۱ برس کی عمر مین اورنگ زیب عالمگیر نے انتقال کیا حسب وصیت نعش احمد نگر سے اورنگ آباد بھیجی گئی او شیخ زین العابدین علیہ الرحمہ کے مقبرہ واقع خلد آباد مین اس قبر مین جو اسنے اپنے حین حیات بنوالی تھی دفن کیا گیا اسکی قبر کا پہونترہ سنگ سُرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ڈھائی گز ہے قبر کے تعویذ مین ریحان بوتے ہین تجہیز وتکفین کے لیے ساڑھے چار روپے ٹوپیون کی سلائی کے جو بچے تھے وہ حسب وصیت خرچ کیے گئے اور آٹھ سو پانچ روپے اجرت قرآن نویسی کے جو حاصل ہوے تھے مساکین کو تقسیم کیے گئے بعد وفات کے لقب خلد مکان مقرر ہوا (روح وریحان وجنت نعیم) تاریخ رحلت نکالی گئی۔

[۱] اس جلوس کی خوب خوب تاریخین نکالی گئین چنانچہ سید عبد الرشید نے آیت کریمہ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم) سے لاجواب مادہ نکالا۔ میر جعفر خراسانی نے (شہنشاہ فلک اورنگ) اور دیگر شعرا نے (سزاوار سریر پادشاہی) لکھین۔

[۲] یہ بہادر خان ولیر خان کے بھائی تھے انکا شاہجہان کے عہد مین انتقال ہو چکا تھا یہ خطاب عالمگیر نے راجہ جسونت سنگھ کے معرکہ مین میر ملک حسین کو دیا تھا یہ فدائی خان کے جو میان دوآب کے فوجدار تھے بھائی تھے رفع مغالطہ کے لیے صراحت کر دیگئی۔

کرکے روانہ کیا کہ بہادر خان کے لشکر سے ملجاؤ اور وہ قوی پشت ہو جاے جب
عالمگیر نے سنا کہ سلیمان شکوہ ہردوار کیطرف آگیا ہے اور اپنے باپ کے
پاس جانیوالا ہے تو اُسنے دلیر خان کو سدِّ راہ ہونے کے لیے بھیجا اور اونکے
ساتھ اونکے بھتیجے دلیر ہمّت خان جو نواب بہادر خان مرحوم کے بیٹے تھے
اور شیخ میر وصف شکن خان وغیرہ کو بھی روانہ کیا اور ان سبکو خلعت اور گھوڑے
عنایت کیے اس مہم کے لیے دلیر خان ۱۴ ذیقعدہ کو متعین ہوے اور اُسی تاریخ
کو خود عالمگیر کرناں گیا اور وہانسے ۲ ذیقعدہ کو کوچ کرکے روہرو پہونچا بوجہ
برسات آگے جانیکے لیے راہ نہایت خراب تھی جب دلیر خان
سلیمان شکوہ کے قریب پہونچے تو وہ ہردوار کے برابر پڑا ہوا تھا اور دریاے
گنگ سے اُترنیکی فکر مین تھا مگر وہ دلیر خان کے مقابلہ کی تاب نہ لایا اور کوہستان
سری نگر کیطرف عاجز ہو کر چلا گیا ۱۲ ذیقعدہ کو دلیر خان اور شیخ میر سلیمان شکوہ
کی مہم سے فرصت کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو گئے اُدہر عالمگیر تو یہ انتظام
کر رہا تھا اور ہردارا شکوہ دہلی سے لاہور پہونچا اور وہان شاہی خزانہ اور توپخانہ
اسلحہ خانہ وغیرہ پر قابض ہوا ایک کرور روپے کے قریب اسکے پاس دولت
ہو گئی تھی اسلیے وہ سپاہ کی فراہمی مین مصروف ہوا مگر اُسکا یہ خیال تھا کہ جب تک
برسات ختم نہو گی دریاے ستلج حائل ہے عالمگیر یہان نہ آسکیگا لیکن عالمگیر نے
کسی تکلیف کا کچھ خیال نہ کیا پہلے اسنے امیرونکو تعاقب کے لیے بھیجا اسکے بعد
خود پنجاب جانیکا قصد کیا جب دارا شکوہ نے عالمگیر کے آنیکی خبر سنی تو داؤد خان کو
پانچہزار سوار دیکر بھیجا کہ وہ دریاے ستلج کے گھاٹ بند کرکے عالمگیری لشکر کو روکے

اس ضمن مین دارا شکوہ نے کوئی تدبیر اوٹھا نہ رکھی تمام امیرونکو اپنی طرف رجوع ہونے کے لیے خطوط لکھے محمد شجاع کو بنگالہ مین اشتعال دلا کر عالمگیر کے مقابلہ پر آمادہ کیا باوجود ان سب باتون کے دارا شکوہ عالمگیر سے شکست کھا کر ایسا خائف ہو گیا تھا کہ مقابلہ سے جی چراتا تھا اور کبھی ملتان اور کبھی قندھار جانیکا قصد کرتا تھا بدنیوجہ بڑے بڑے سردار اس سے علیحدہ ہو کر عالمگیر کیطرف آنے لگے دارا شکوہ کے پاس اسوقت بیس ہزار سوار جمع ہو گئے تھے باوجودیکہ داؤد خان سدراہ تھے مگر بہادر خان اور خلیل اللہ خان اپنے لشکر کو لیکر ستلج کے پار اوتر گئے جب یہ خبر دارا شکوہ نے سُنی تو اُسنے داؤد خان کو بلایا اور دریافت حال کر کے دوبارہ بھیجا اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو بھی لشکر اور توپخانہ دیکر روانہ کیا خلیل اللہ خان نے اپنی عرضداشت عالمگیر کو بھیجی کہ غنیم کی فوجین دریاے بیاس کے اسطرف آگئی ہین اور عنقریب دارا شکوہ بھی لاہور سے آنیوالا ہے عالمگیر نے اُسوقت دلیر خان اور راجہ جے سنگھ کو خلیل اللہ خان کی مدد کو بھیجا اور حکم صادر کیا کہ جب تک یہ دونون سردار معہ لشکر کے تم سے نہ آملین تم جس جگہ ہو وہین ٹھہرنا۔ ۲۹ ذیقعدہ کو دلیر خان موضع گڈھ سارنگ مین خلیل اللہ خان سے جا کر ملے جب یہ بادشاہی لشکر پہونچگیا تو دارا شکوہ پر رعب چھا گیا اور وہ ۲۹ ذیقعدہ کو لاہور سے معہ سپہر شکوہ کے ملتان چلا گیا اور داود خان کو کشتیان وغیرہ غرقاب کرنیکے لیے چھوڑ گیا عالمگیر نے یہ خبر سنکر حکم دیا کہ دلیر خان اور خلیل اللہ خان وغیرہ لاہور مین قیام نہ کرین اور بلا توقف دارا شکوہ کا تعاقب کر کے اُسکا قدم کہین نہ جمنے دین یہ حکم سنکر دلیر خان اگرچہ قریب دارالسلطنت لاہور کے

موجود تھے مگر شہر مین داخل نہوے اور اذی الحجہ کو ایک روز اور قیام کر کے
آگے روانہ ہو گئے اور خواجہ صادق بخشی کو جو دارا شکوہ کے پاس سے چلا آیا تھا
اُسکی دلجوئی کر کے عالمگیر کے پاس بھیجدیا خزانے اور سامان جو دارا شکوہ کے
چھوٹ گئے تھے وہ سب ضبط ہو گئے اسپر بھی توپین اور اجناس کے علاوہ ایک
کرور سے زائد روپیہ دارا شکوہ اپنے ساتھ لیگیا اب اسوقت اسکے پاس چودہ ہزار سوار
تھے دارا شکوہ آٹھ روز ملتان مین رہ کر بہکر کیطرف روانہ ہوا۔ ۷ محرم کو عالمگیر بھی
دریائے راوی سے اوترکر جہان سے ملتان تین کوس پر ہے جا کر خیمہ زن ہوا دلیر
خان اور خلیل اللہ خان معہ چند دیگر امرا کے جو بموجب حکم شاہی ملتان مین ٹھہرے
ہوے تھے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر شرف حضوری سے
مشرف ہوے اسی زمانہ مین کابل کے وقائع نگار نے لکھا کہ دلیر خان
کے بھتیجے جنکا نام دلاور خان تھا اور وہ بہادر خان کے بڑے
بیٹے تھے اور صوبۂ کابل مین لشکی فوج مین تعینات تھے جو مرگ
انتقال کر گئے انکا سن جو بیس پچیس سال کا تھا یہ حادثہ دلیر خان کے ملال
کا باعث ہوا اسکے بعد عالمگیر نے ملتان سے زیادہ بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور
دارالخلافت کا عازم ہوا۔ صف شکن خان اگرچہ ملتان سے تعاقب کے لیے
بھیجے جا چکے تھے مگر اس خیال سے کہ دارا شکوہ توپخانہ و خزانہ و سپاہ بکثرت
رکھتا ہے دلیر خان اور شیخ میر کو بھی نو ہزار سوار کے ساتھ دارا شکوہ کے

۱؎ دازد قلائع دارالملک کابل معروض بارگاہ خلافت گردید کہ دلاور خان ولد بہادر خان ولد زکریا خان
انصوبہ بساط جہان دود نوشتہ بود عالمگیر نامہ صفحہ (۱۹۰) دلاور خان قلعہ رنتھنبور کے قلعہ دار بھی رہے تھے۔

تعاقب کے لیے بھیجا اوسوقت دلیر خان کے ساتھ انکے بھتیجے رستم
خان اور دوسرے دلیر ہمت خان اور دیگر اشخاص قباد خان وشرزہ خان ومنگلی
خان وپردل خان وغیرہ تھے روانگی کیوقت دلیر خان کو خلعت مین ایک
ہاتھی اور جمدہر مینا کار مرحمت کیا گیا اور دیگر اشخاص کو بھی حسب حال
خلعت وغیرہ سے سرفرازی بخشی گئی۔ جب داراشکوہ ملتان سے بھکر کیطرف
روانہ ہوا تھا اسکے پیچھے دلیر خان برابر چلے گئے اور کسی جگہ اسکا پیر نہ جمنے
دیا اثنائے راہ مین صالح گرز بردار اسی ہزار اشرفیان اور دیگر سامان ضروری بادشاہ
کیطرف سے لیکر پہونچا بھکر مین داراشکوہ کے اچھے اچھے امرا مثل داؤد خان
وشیخ نظام ومیر عزیز وسید تاتار وسید جواد بخاری چار ہزار آدمی لیکر اوس سے
علیحدہ ہوگئے اور عالمگیری لشکر سے ملگئے اور داراشکوہ خود بھی چاہتا تھا کہ
قندھار چلا جائے مگر اوسکے اہل حرم اور لشکری راضی نہوے آخر وہ سیوستان
ہوتا ہوا ٹھٹھہ آیا اور وہان سے گجرات کو روانہ ہوا عالمگیری لشکر نے اکثر جگہ
داراشکوہ کے لشکر کو شکستین دین اور کشتیان وسامان چھین لیا ٹھٹھہ مین عالمگیر
کا فرمان[1] دلیر خان اور شیخ میر کے نام پہونچا کہ تم ترک تعاقب کرکے فوراً مابدولت
کے حضور مین چلے آؤ یہان دوسرے اہم کام درپیش ہین اس سفر مین دلیر خان

[1] یرلیغ لازم الامتثال بنام شیخ میر ودلیر خان پرتو ورود افگند کہ ترک تعاقب نمودہ برجناح سرعت واستعجال خود
بہ پیشگاہ جاہ وجلال رسانند کہ کارہاے اہم درپیش است بنابرآن شیخ میر ودلیر خان ہشتم ماہ ربیع الثانی
از بھکر کوچ کردہ برجناح استعجال روانہ پیشگاہ خلافت گردیدہ بست وپنجم ماہ جمادی الاول اخلاص پیش
شیخ میر ودلیر خان بوکیل گیہان ستان پیوستہ سعادت پذیر ملازمت اکسیر خاصیت گردیدند وعاطفت
بادشاہانہ بریک ابعطائے خلعت خاص واسپ باساز طلا اختصاص بخشید۔ ۲۹۵ عالمگیر نامہ

کو بڑی محنت اوٹھانا پڑی اکثر دشوار گذار جنگل حسبین منزلون آبادی و پانی کا نام نہ تھا طے کیے بہت سی فوج اور لشکر کے چوپاے ضایع ہوگئے اور لشکر کے خزانہ مین بھی بجز ایک ماہ کی تنخواہ کے کچھ باقی نرہا تھا بالآخر ۸ ربیع الثانی کو دلیر خان اور شیخ میر نہایت عجلت سے دار الخلافت آگرہ کیطرف روانہ ہوے اور ۱۲ تاریخ جمادی الاول کو خان شہامت نشان آگرہ کے قریب بادشاہ عالمگیر سے جبکہ وہ سلطان شجاع کو جنگ کجوہ مین شکست دیکر واپسی مین شکار کھیلتا آرہا تھا شرف اندوز ملازمت ہوے بادشاہ نے دلیر خان اور شیخ میر کو الطاف شاہانہ سے خلعت خاص و اسپ معہ طلائی ساز کے عنایت فرمایا۔

اس عرصہ مین دارا شکوہ نے گجرات مین میدان خالی پاکر اور وہانکے صوبہ دار شہنواز خان کو جو مراد بخش اور عالمگیر کا خسر تھا ہموار کرکے مراد بخش کا ساز و سامان اور دس لاکھ روپیہ اپنے تصرف مین کیے اور ولایت گجرات مین ایک ماہ سات روز رہکر بائیس ہزار سوار و توپخانہ نہایت کافی جمع کرلیا اور جنگ کے لیے آمادہ ہوا۔ اسی درمیانمین اُسنے شجاع کے مقابلہ مین عالمگیر کے شکست پانیکی خبر غلط سنی اور اجمیر کا ارادہ مصمم کردیا ادہر عالمگیر دارا شکوہ کے مقابلہ کے لیے اجمیر کیطرف بڑہا ۱۹ جمادی الثانی کو قصبہ نودہ آگیا اور حکم دیا کہ کارخانجات غیر ضروری قصبہ مذکور کے قلعہ مین رکھے جائین چنانچہ حسب الحکم راجہ رایسنگھ کو خلعت دیکر قلعہ کی محافظت سپرد کی گئی اسوقت[1] دلیر خان کو خلعت مین گھوڑا معہ ساز طلائی کے

[1] درین ہنگام دلیر خان بمرحمت اسپ باساز طلا و پردل خان بعطاے خلعت و دلیر خان ولد بہادر خان رو بلہ بمرحمت اسپ سرفرازی یافتند۔ ۳۰۵ عالمگیر نامہ

مرحمت کیا گیا اور خان موصوف کے بھتیجے دلیر ہمت خان کو ایک گھوڑا اور پردل خان کو خلعت عنایت ہوا۔

جنگ اجمیر مین نواب دلیر خان کا عالمگیر کیطرف سے داراشکوہ کو شکست دینا

داراشکوہ نے اجمیر[1] مین دو پہاڑون کے درمیان جو ایک درہ تھا اسمین اپنا لشکر ڈالا اور اسکے ہر دو جانب دیوار اوٹھا کر راہونکو بند کر دیا اور توپونکو قاعدہ سے لگا کر نہایت مستحکم پناہ بنائی ادہر عالمگیر جمادی الثانی کو اپنا لشکر جرار لیکر تالاب رامسر پر اوترا اور دوسرے روز موضع دیورائی مین جہان سے اجمیر تین کوس تھا خیمہ زن ہوا اور لشکر کو ترتیب دیکر دلیر خان اور راجہ جے سنگھ کو ہراول فوج یعنے مقدمۃ الجیش کیا جب دونون لشکر مقابل ہوے عالمگیر نے حکم دیا[2] کہ شیخ میر اور دلیر خان معہ دلیر ہمت اور رستم اپنے بھتیجون کے لشکر سے آگے بڑھجائین اور توپخانہ کے نزدیک جاکر دشمنون کے گھات اور حملہ سے خبردار رہین حسب الترتیب چار روز تک

---

[1] در جنگ اجمیر کہ داراشکوہ سرتاسر دیوار استوار برآوردہ سد سدید و حائلے محکم در پیش داشت و جا بجا توپ و تفنگ وسائر آلات نبرد و ادوات جنگ نصب کردہ از سر جمعیت خاطر در پناہ حمایت دیوار ہمت بمدافعت و محاربت میگماشت جنود عالمگیری را یورش بر مورچالش صورت نمی بست۔ ماثر الامرا تذکرۂ دلیر خان۔

[2] و از کمال دوربینی و حزم بادشاہانہ حکم اشرف صادر شد کہ عمدہ نوآئین عقیدت منش شیخ میر با لشکر التمش دلیر خان با دلیر و رستم پسران بہادر خان روہلہ از عسکر ظفر قرین پیش رفتہ نزدیک توپخانہ مہیاے رزم و پیکار از عذر و دست برد مخالفان خبردار باشند صفحہ ۳۱۵ عالمگیر نامہ

برابر لڑائی رہی میدان جنگ مین حرب و ضرب سے ایک زلزلہ پڑا ہوا تھا ایک
فریق دوسرے فریق پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا تھا مگر دوسرا پیشقدمی نہین کرنے دیتا
تھا چونکہ دارا شکوہ کے مورچے پہاڑ کے درمیان مین تھے اور قلب لسکر کا مقام
نہایت محفوظ و مستحکم تھا اسلیے عالمگیری لشکر کی کچھ نہین چلتی تھی اور دارا شکوہ
کا پلہ بھاری تھا چوتھے روز یہ حال دیکھکر شب مین اورنگ زیب نے اپنے
جان نثار امیرونکو بلاکر تاکید کی کسیکو غیرت دلائی اور کسیکی خلعت و انعام سے ہمت
بڑھائی غرضکہ ۲۹ جمادی الثانی روز یکشنبہ کو سب[1] سے پہلے دلیر خان
توپخانہ کے داہنی جانب سے مع اپنی فوج کے سوار ہوے اور دشمنون کیطرف
اپنی دلیری و جرات سے علم بلند کر دیا اسکے بعد شیخ میر مع اپنے ہمراہیونکے بائین
جانب سے سوار ہو کر دلیر خان سے آکر ملے دونون سردارون نے باہم اتفاق
کرکے شاہنواز خان کے مورچہ پر جو کہ کوکلہ پہاڑی کیطرف تھا حملہ کیا اور ان دونون
تہمتنون نے ایسی قیامت ناک کارزار کی کہ مخالفون کے حواس بگاڑ دیے
انتہاے شجاعت سے برابر قدم بڑھاتے ہوے اور کمال مردانگی سے صفین
الٹتے ہوے شیر کیطرح غنیم کے مورچہ مین گھس گئے مخالف کی فوج دوسرے

[1] نخست دلیر خان از دست راست توپخانہ با فوج خود سوار شدہ باستظہار اقبال دشمن مال خدیو جہان لواے جرات
و دلیری بجانب آن جسارت کیشان برافراخت و بعد از زدہ نوبتان عقیدتمند شیخ میر با ہمراہان خویش از دست
چپ سوار شدہ باد پیوست باجملہ شیخ میر و دلیر خان بمیامن ہمت اخلاص پرور با اتفاق یکدیگر بر مورچال
شاہنواز خان کہ بسمت کوکلہ پہاڑی بود حملہ آور گشتند و بازار کارزار گرمی پذیرفت این دو تہمتن بقدم
شجاعت و مردانگی داخل مورچال شدہ تیغ خون آشام بقصد دشمنان بدفرجام از نیام
قہر و انتقام کشیدند شیخ میر بکار آمد و دلیر خان کوششہاے مردانہ و تلاشہاے دلیرانہ کردہ زخم تیرے
بر دست خورد۔ ماثر الامرا تذکرۂ دلیر خان۔

مورچون سے شہنواز خان کی مدد کو آنا چاہتی تھی مگر دلیر خان دم لینے کی انکو مہلت نہین دیتے تھے اور وہ اسحالت کو دیکھکر قدم آگے نہین بڑھا سکتے تھے۔ داراشکوہ کے لشکر مین زلزلہ پڑ گیا بالآخر شہنواز خان کی کل جمعیت اکٹھا ہوگئی اور جوش دل توڑ کر لڑی اور دیوار کی پناہ مین آکر خوب توپ و بندوق کی آگ برسائی اور جدال و قتال مین نہایت کوشش کی اس ہنگامہ مین شیخ میر مارے گئے اور دلیر خان تنہا رہ گئے مگر اوسوقت اونھون نے ایسی جنگ مردانہ اور حملہ دلیرانہ کیے کہ جھنڈا گاڑ دیا ایک تیر انکے ہاتھ سے محمد شریف بخشی کے ایسا لگا کہ اوسکے پیٹ کو توڑ کر پیٹھ سے نکلگیا اور وہ اسی کاری زخم سے مرگیا اور شاہنواز خان بھی اسی معرکہ مین ایک تیر کے نشانہ ہوکر مارے گئے یہ فتح دلیر خان اور شیخ میر کے نام سے ہوئی بلکہ شیخ میر بھی نرہتے تو انھین نے میدان لیا تھا اس[1] جانستان مہم مین بجز دلیر خان اور شیخ میر کے

[1] وچنانچہ گذارش یافتہ از جنود نصرت طراز سوا فوج شیخ میر و دلیر خان لشکرے دیگر جنگ نمودہ سیدہ محمد شریف میر بخشی میر داراشکوہ از دست دلیر خان تیرے شکم رسیدہ از پشت گذر کرد بہمان کاری زخم در گذشت و دو سہ سپہداران موکب ایشان ستان کسیکہ مصدر خدمت شایان و جانفشانی نمایان گشتہ توفیق ادائے حق عبودیت دریافت آن دو سردار دلیر شہامت آثار بودند و بعد از اتمام جنگ و پیکار کہ نسیم فیروزی بر شقہ اعلام مبارزان ظفر اعتصام وزیدہ اقدام ثبات خصم تیرہ سر انجام لغزش پذیرفتہ راجہ جے سنگھ از عقب رسیدہ غنیمۂ آن فوج منصور گردید صفحہ ۳۲۴۔ عالمگیر نامہ

کوئی بادشاہی لشکر سے مقابلہ کو نہ نکلا جب فتح ہو چکی تو راجہ جے سنگھ آئے اور امیر الامرا اور اسد خان اور ہوشدار خان اپنے لشکر سے سوار ہوئے چنانچہ خود تاریخ شاہی موسومہ بہ شاہنشاہ نامہ و عالمگیر نامہ وغیرہ مین مفصل حال لکھا ہوا ہی اس معرکہ کے متعلق تلوار کی تعریف مین بادشاہی منشی محمد کاظم مصنف عالمگیر نامہ یون لکھتا ہے ؎

چنان تیغ را بود شوق مصاف — کہ چون برق جستی ز ابر غلاف
غضب آنچنان کرد در مرد کار — کہ رگ شد بہ تن افعی زہر دار
چو سر پنجہ از دست میشد رہا — ز کین مست کشتے بروے ہوا
پلارک بدو شیے نہ پیوستہ بود — کہ بر قش ز زیر بغل جستہ بود

دارا شکوہ اپنے محلات اور بیٹے سپہر شکوہ اور کچھ خزانہ اور سامان ضروری لیکر معہ

ل آخر کار اشرف وزیدن نسیم فتح از جان نثار نمودن شیخ میر و جلادت دلیر خان افغان بود کہ باظہار جلادت در مقابل صدمات بہادران مورچال دارا شکوہ کہ متصل گولہ توپ و بان و حقہ آتش و آلات جانستان می بارید باوجود جمع کثیر از جان بازان ہر دو امیر بکار آمدند اصلا ملاحظہ جان خود ننمودہ در مقابل آنہمہ صدمات ہوش ربائے نا لہائے توپ زہرہ شگاف کہ باصدائے کوہ دہل دہم گشتہ باعث تزلزل دل اہل مصاف گردیدہ بود از ہمہ مبارزان پیش قدم بودند و چندان سر و تن پامال سم سمندان دلاوران گشت کہ نشان از سر صورت نمانہا پیدا نبود تا آنکہ دو زخم گولی و تیر بدست دلیر خان رسید دست راست او را از تردد باز داشت باز ہر چند آزاد دلیر آمد کوتاہی نہ نمود دست از جنگ باز نہ داشت ؎ نرنگیخت زرمے چو بارندہ میغ ۔ نگر گرش زیکان و پیکان تیغ ۔ بر آمد ز قلب دو لشکر خروش ۔ بہ رسید آسمان را قیامت بدوش ۔ بدر آمد دود و دریا بجوشش چو ابر + ز ہر پیشہ سر بر دن زد ہزار بر صفحہ ۲۸۴ و ۲۸۲ شاہنشاہ نامہ قلمی

ل دارا شکوہ کی باقیماندہ سرگذشت یہ ہے کہ بعد شکست جنگ اجمیر کے وہ گجرات پہونچا اور وہانسے قندہار جانا چاہتا تھا مگر ملک جیون جو اسکا احسانمند تھا اسنے اپنی جاگیر داد مین اسکی پیشوائی کر کے

فیروز میوانی کے چکے سے احمد آباد کیطرف مفرور ہوا اور بجز دو سردار دنکے کوئی

بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل اپنے یہان مہمان ٹھہرایا انھین ایام مین اسکی بیوی نادرہ بیگم دختر خسرو پرویز جو اسکی سباہی کے الم مین مسلول ہو کر مری تھی اسنے حسب وصیت بیگم کے اسکی نعش لاہور مین میان میر اپنے پیرو مرشد کے مزار کے قریب دفن ہونیکو بھیجی اور یہ غلطی کی کہ اپنے کل بہتر سوار معہ جان نثار گل محمد کے اپنی بیوی کے جنازے کے ساتھ بھیجدیے چند خدمتگار اپنے پاس رہنے دیے ملک جیون مہمان کش احسان فراموش نے طمع دنیا سے دارا شکوہ کو مقید کر کے عالمگیر کے پاس بھیجدیا جب دارا شکوہ اور ملک جیون دہلی پہونچا تو اہل دہلی نے ملک جیون بے ایمان کی اس ناشائستہ حرکت پر اسکو اینٹ و پتھر سے مارا اور بڑا ہنگامہ پیش آیا بالآخر حسب الحکم عالمگیر کے دہلی کہنہ موسومہ خضر آباد مین سیف خان اور نظر بیگ چیلہ کے ہاتھونسے دارا شکوہ ۲۱ ذی الحجہ ۶۹ھ ہجری کو قتل ہوا اور اسکا نعشہ ہمایون کے مقبرہ مین دفن ہوا اسکا بیٹا سپہر شکوہ قلعہ گوالیار کو بھیجا گیا اور ۷۰ھ مین سلیمان شکوہ سری نگر سے مقید ہو کر آیا اور مراد بخش کے پاس قلعہ گوالیار مین وہ بھی بھیجا گیا دارا شکوہ کی عمر ۴۴ سال چند ماہ کی تھی کیونکہ اسکی پیدایش ۲۹ صفر ۱۰۲۴ھ کو اجمیر مین ہوئی تھی۔ اسکے بعد مراد بخش نے جب قلعہ سے بھاگنا چاہا تو حسب ایماء عالمگیر کے ایک شخص نے مراد پر اپنے باپ کے خون کا دعوے پیش کیا جسکا قصہ یہ ہے کہ شورش سلطنت کے وقت مراد بخش نے دیوان علی نقی کو قتل کیا تھا اسکے فرزند نے حسب ایما قصاص کا مواخذہ چاہا اسوقت مراد بخش نے اورنگ زیب کو یہ عرضداشت لکھی تھی پیرو مرشد جہان و جہانیان سلامت۔ اگر حضرت خلافت مرتبت پاس عہود و وعا بموعود در نظر داشتہ از خون این نامراد در گذشتند نقصان بدولت سلطنت والا نداشت اگر خواہ نخواہ توجہ اشرف مصروف براین است کہ وجود بے سواد این ضعیف درمیان نباشد مواجہ این قسم مردم کم مایہ چہ لطف دارد ہر چہ خواہند بکنند۔ مگر عالمگیر نے معاملات سلطنت مین اسکا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر کار مراد بخش قصاص مین قتل ہوا۔ تاریخ قتل یہ ہے ؎ اے وائے بر برہانہ کشتند۔ سنہ جلوس مین شاہجہان کے انتقال کے بعد عالمگیر کے مقابلہ مین کوئی دعویدار سلطنت باقی نرہا اور وہ دیکھی سے حکومت کرنے لگا۔

اور بڑا سردار اوسکے ساتھ نہ جاسکا۔ غرضکہ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۹ھ مین عالمگیر کو یہ فتح حاصل ہوئی۔ ۴ رجب کو عالمگیر خواجہ بزرگوار علیہ الرحمہ کی زیارت اور اپنے مقتولون کی تجہیز و تکفین سے فرصت کرکے اجمیر سے دلی کو روانہ ہوا۔

۹ تاریخ کو قصبہ نودہ سے گذر کر قیام کیا دلیر خان جو تیر کا زخم ہاتھ پر کھائے ہوے تھے اس منزل مین بادشاہ کی خدمت مین آکر حضوری سے مشرف ہوے بادشاہ نے کمال عنایت سے دلیر خان کو خلعت و تلوار و پچاس ہزار روپے نقد مرحمت فرمائے اور انکے منصب مین جو پنجہزاری پنجہزار سوار کا تھا ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کیے۔

انکے بھتیجون کو بھی جنمین رستم خان و دلیر ہمت خان تھے گھوڑے اور خلعت سے سرفراز کیا اور دلیر ہمت خان کے جنکا منصب ہزاری و ہزار سوار کا تھا دوسو سوار دو اسپہ سہ اسپہ ہوے۔

---

۱ نہم موکب جلال از قصبۂ نودہ گذشتہ نزول اقبال فرمود و روز دیگر آنجا مقام و درین منزل دلیر خان کہ زخم تیر برداشتہ بود عزبوس دریافتہ بعنایت خلعت و شمشیر و انعام پنجاہ ہزار روپیہ نوازش یافت و منصبش کہ پنجہزاری پنجہزار سوار بود ہ یکہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر گشت۔ عالمگیر نامہ صفحہ ۳۳۰۔

۲ دلیر ہمت خان ولد بہادر خان روہلہ کہ ہزاری ہزار سوار منصب داشت دو صد سوار از تابینان او دو اسپہ سہ اسپہ شد عالمگیر نامہ دلیر ہمت خان بعد تبدیلی عبد العزیز کے زمانہ کے فوجدار ہوے اور بوقت تقرری خلعت و اضافہ منصب سے سرفراز ہوے افغانان یوسف زی کے معرکہ مین انہون نے خوب معرکہ آرائی کی تھی بسنہ جلوس مین یہ خلعت فوجداری مدار المہامی سے سرفراز ہوے ایکبار بادشاہ نے انکے ہاتھ راجہ جے سنگھ کو خلعت خاص بھی بھیجا تھا۔

جب اورنگ زیب کوچ کرتا ہوا دہلی پہونچا تو جملہ مراسم جشن وخوشی کے جو جلوس ثانی پر ملتوی رکھے تھے ۲۴ ماہ رمضان سنہ ۶۹ ہجری کو تخت سلطنت پر جلوس کرکے ادا کیے اس جلوس کی تاریخین فضلا[۵۱] نے پائے تخت نے نکالین امرا وشعرا انعام واکرام سے مالا مال ہوے بادشاہ عالمگیر نے اپنی تخت نشینی کے جشن مین دلیر خان[۵۲] کو خلعت اور شمشیر معہ ساز مرصع وچندن ہار مروارید مرحمت کیا دلیر خان[۵۳] نے اشیائے نفیس وجواہرات بادشاہ کے حضور مین گذرانے اور شرف قبولیت کا حاصل کیا۔ انھین ایام مین[۵۴] دلیر خان کو انکی جاگیر پر جانے کی رخصت دیگئی۔ اور اُسکے ساتھ دلیر خان کو چالیس گھوڑے جنمین دس عراقی اور تیس ترکی تھے مرحمت کیے گئے۔

---

۵۱ چنانچہ عزیز اللہ خلف ملا باقی مجلسی اصفہانی نے یہ آیت کریمہ ان الملک اللہ یوتیہ من یشاء اور دوسرے فاضل نے سہ زیب اورنگ و تاج بادشاہان۔ لکھی

۵۲ وبہ دلیر خان خلعت وشمشیر با ساز مرصع با علاقہ مروارید مرحمت شدہ۔ عالمگیر نامہ صفحہ ۳۹۵

۵۳ ومحمد امین خان میر بخشی و دلیر خان واصالت خان ومرتضے خان و امیر خان و اسد خان و فیض اللہ خان و جمعے دیگر از امرائے عظام وعمدہاے بارگاہ سپہر احترام پیشکشہا از نقایس جواہر و دیگر رغایب و نوادر گذرانیدند عالمگیر نامہ صفحہ ۴۰۰۔

۵۴ درین ایام دلیر خان رخصت جاگیر یافتہ بمرحمت دہ اسپ عراقی وسی اسپہ کی سربلند شد۔ عالمگیر نامہ صفحہ ۴۰۳۔

نواب دلیر خان کا ملک بنگالہ کو فتح کرنا

جب میدان کجوہ مین شہزادہ محمد شجاع عالمگیر سے بڑی جنگ کے بعد شکست کھاکر صوبہ بہار و بنگالہ کیطرف مفرور ہوا تو عالمگیر نے اپنے بیٹے محمد سلطان کو ایک لشکر دیکر جسمین بہت نامی سردار اور دلیر خان کے عزیز و اقارب فتح جنگ خان و محمد حیات خان عرف زبردست خان و اسکندر خان و نیکنام خان وغیرہ تھے اسکے تعاقب مین روانہ کیا اسکے بعد معظم خان میر جملہ اور دیگر سردار و لشکر شہزادہ کی مدد کو بھیجا گیا جب کل لشکر محمد سلطان کے پاس پہونچگیا تو وہ بنگالہ پہونچا مگر ۲۷ رمضان سنہ جلوس کو معظم خان کی نا اتفاقی سے شہزادہ محمد سلطان عالمگیری لشکر سے نکلکر محمد شجاع کے پاس چلا گیا اس سے عالمگیری لشکر مین خلل پیدا ہوا جب آخر ربیع الاول مین برسات کا موسم ختم ہوگیا تو شجاع اور معظم خان کے مابین صف آرائی شروع ہوئی اور کئی لڑائیان ہوئین کبھی عالمگیری لشکر کو صدمہ پہونچا کبھی شجاع پر غلبہ حاصل ہوا جب لڑائی نے طول کھینچا اور اورنگ زیب دارا شکوہ کی مہم سے بھی فرصت کرچکا تو اوسنے دلیر خان[1] کو کمک کے لیے تجویز کیا

[1] چون دلیر خان از پیشگاہ عز و جلال بکوکبہ معظم خان میر جملہ کہ در اخراج شجاع از ولایت بنگالہ مساعی جمیلہ بروے کار آورد تعین گردید دلیر خان کہ دران ہنگامہ کہ آزمونگاہ دلیری و دلاوری بود بذات خود تبلاشہاے مردانہ ظہور آورد کہ ناسخ داستانہاے رستم و اسفندیار است چون انتظار رسیدن نیزادومی برد در اثناے راہ خبر رسید کہ دلیر خان در گذشتہ و وہ کہ بجدم تلی نیز اشتہار دارد ششم شہر حال بتوارہ داؤد خان عبور نمودہ وارد دورو ملخ گردید صفحہ ۵۳۳ عالمگیر نامہ۔

جب انکے آنے کی خبر معظم خان خانان کو پہونچی تو دلیر خان[1] کے آنے تک لڑائی ملتوی کر دیگئی۔ ۸۔ جمادی الاول کو جب لشکر بادشاہی اکبر نگر کو روانہ ہوا تو اثنائے راہ مین خبر آئی کہ دلیر خان نے دودھ گھاٹ سے ۶ تاریخ ماہ مذکور کو داود خان کے بیڑے سے عبور کیا ہے دو روز مین لشکر تک آجائینگے اس اثنا مین بادشاہی فرمان یہ آیا کہ جب مخالفین دریائے گنگ سے ہٹ جائین تو معظم خان انکا تعاقب کرین اور اسلام خان اکبر نگر جاکر دریا کے دوسری طرف کا انتظام کرین چنانچہ معظم خان نے اسی روز اسلام خان کو معہ فتح جنگ خان وزبردست ودلاور خان ولنگنام خان وغیرہ کے دس ہزار سوارون کی جماعت سے اکبر نگر رخصت کیا۔ جب[2] دلیر خان دریا کے اوسپار آگئے تو معظم خان خانان کو اُنکے آنیکا انتظار ہو رہا تھا جسوقت دلیر خان لشکر بادشاہی مین آگئے تو اہل لشکر کو تقویت حاصل ہو گئی۔ ۱۲ جمادی الاول کو بادشاہی لشکر اس جگہ سے کہ دریائے گنگا تین حصہ ہو گیا ہے پارا وترا اور وہان ایک جزیرہ مین جو دریا کے درمیان مین تھا فروکش ہوا جاسوس خبر لائے کہ محمد شجاع دریائے مہاندی پر پڑا ہوا ہے اور اسنے شاہزادہ محمد سلطان کو توپخانہ ولشکر دیکر داؤد خان اور دلیر خان کے مقابلہ کو بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے لیکن اب خوف سے جو

---

[1] ودرہمین ایام خبر عنقریب پیوستن دلیر خان کہ از بہادران ولاوران مشہور آن عہد بود واورا از حضور بکومک معظم خان تعین فرمودہ بودند انتشار یافت لہذا معظم خان صلاح صوابدیدہ کاردران دانست کہ تا رسیدن آن سردار نامدار دست از کارزار کشیدہ بدفعہ پردازد۔ تاریخ محمد ہاشم خافی خان قلمی ۲۹۵۔

[2] دلیر خان کہ آنطرف اب رسیدہ انتظار عبور معظم خان میکشیدند آمدہ با معظم خان ملحق شدند وفوج بادشاہی را تقویت تازہ بہمرسید۔ شاہنشاہ نامہ صفحہ ۴۱۲۔

پل باندھا تھا وہ توڑ دیا ہے دلیر خان اور داؤد خان جو دریا کے اسطرف اپنے
لشکر لیے ہوے پڑے تھے آخر دن مین جریدہ دریا کے اسپار آے اور معظم خان
سے ملاقات کی اور صلاح و مشورت کرتے رہے اور پہر رات گئے اپنے لشکر
گاہ کو واپس چلے گئے معظم خان نے دلیر خان اور داؤد خان کے اتفاق
سے مہاندی کے اوترنے کا قصد کیا تاکہ یہ دونون خان شجاعت نشان مہاندی
کے غنیم کے برابر مورچے لگائین اور اوپر توپخانہ جماکر دشمن کیطرف گولہ باری شروع
کردین چنانچہ ادہر لشکر نے کشت وخون شروع کرکے دشمن کو اپنی طرف مشغول کیا
اور ادھر دلیر خان اور داؤد خان نے آسانی سے دریاے مہاندی کے کنارہ
مورچے باندہ دیے اور اعدا کے برابر دمدمہ بناکر توپخانہ لگا دیا جب مورچون کا
استحکام ہوگیا تو دونون طرف سے رات ودن توپ و بندوق چلتی رہی ۸ تاریخ
کو معظم خان نے فرہاد خان کو کچھ لشکر دیکر آگے بھیجا کہ دریا کے کنارہ کا انتظام کرین
اور ذوالفقار خان وفدائی خان ولودیخان کو لشکر کی محافظت سپرد کی قبل طلوع
آفتاب کے دلیر خان اپنے بہادرون کو جسجگہ کہ نالہ پچاس گز چوڑا اور
نہایت گہرا تھا اور اوسکے گرد جنگل نہایت دشوار گذار تھا اوترنیکو لیگئے پہلے
بندوقچیون اور بیلدارون کو معہ چند توپون کے اوتروادیا اوسکے بعد محمد آغر کو معہ دیگر
قراولون کے کشتیون مین بٹھاکر اوتارا اور گھوڑونکو تیرادیا قراولون نے نہایت
چستی سے غنیم کے مقابل مورچے باندھ دیے جب فریق ثانی نے یہان کے لوگون
کو روکا تو ادھر کے لوگ مصلحتاً پیچھے ہٹے اور انکو دریا کیطرف بڑھا لائے اور گولون کی
زد پر رکھ لیا اور بھگا دیا دلیر خان اور داؤد خان نے نہایت کارگذاری سے

دوسرون پر سبقت کرکے اپنے آدمیون کو اوتروادیا تمام رات آدمی گھوڑے اوترتے رہے اور یہ دونون خان شہامت نشان بھی دریا سے اوترکر اپنے لشکر کو پہونچے چونکہ دریا کے اوسپار دلیر خان اور داؤد خان کی مورچالین خالی تھین اور وہ مصروف انتظام تھے اور دشمن قریب تھا اسلیے اسکی خبرداری عبداللہ خان وغیرہ کے سپرد کیگئی مگر فریق مخالف اس لشکر کے خوف سے بھاگ گئے سوم جمادی الثانی کو دلیر خان اور داؤد خان نے اوس جگہ سے کوچ کرکے نالہ کے کنارہ جسجگہ کہ دشمن نے پڑاؤ ڈالا تھا مورچے باندھے اور اپنا لشکر ڈالا اس عرصہ مین شاہزادہ محمد سلطان بھی معہ اہل حرم کے محمد شجاع کے یہان سے بادشاہی لشکر مین آگیا اب لشکر بگلہ گھاٹ سے جو مالدہ سے پانچ کوس پر ہے اور یہان پر مہاندی پایاب تھی اوترنیکو آیا اور توپخانہ پیشتر دریا کے کنارہ بھیجدیا محمد شجاع نے یہ خبر سنکر اپنے چھوٹے بیٹے بلند اختر اور اپنے سردار سید عالم وغیرہ کو معہ توپخانہ کے بگلہ گھاٹ اور مالدہ کیطرف بھیجا کہ سدراہ ہون اور خود محمد شجاع اپنا لشکر لیکر داؤد خان کے لشکر کے برابر پڑا یہ حال دیکھکر دلیر خان داؤد خان کی کمک کو روانہ ہوے معظم خان گنگا کے دوتین نالون کے درمیان جو جگہ ہے وہان ایک ماہ سے قیام گزین تھے اب وہ کوچ کرکے اور مہاندی سے اوترکر مالدہ کو جارہے تھے کہ دلیر خان کا نوشتہ[1] آیا جو انھون نے بگلہ گھاٹ سے بھیجا تھا اوس مین تحریر کیا تھا

[1] در اثنائے راہ نوشتہ دلیر خان از بگلہ گھاٹ رسیدہ بوضوح پیوست کہ در سیتل گھاٹ دلیر خان با دہ بزدہ دہ جنگی دلیرانہ روے دادہ است و مخالفان شقاوت شعار بعد از کوشش و آویزش بسیار ہزیمت فاحش خوردہ را فرار سپردہ چنانچہ مرزا بیگ مذکور یک زخم تفنگ و یک زخم نیزہ بر داشتہ با ہفت سوار جان بسلامت برآوردہ و خواہرزادہ او و دیگر روساء مقہوران دران دارو گیر دستگیر سرپنجۂ اقبال عدہ بند دشمن شکار

کہ مرزا بیگ اور بعض دیگر عمدہ نامی سردار شجاع کے فوج لیکر جسمین
قریب ہزار سوار اور چند ہاتھی تھے مہاندی کے اسپار لڑائی کے
قصد سے آئے اور سیتل گھاٹ پر مجھ سے اور اونسے نہایت سخت
جنگ ہوئی میرے آدمیون نے نہایت دلیرانہ و مردانہ مقابلہ
کر کے انکو پسپا کر دیا اور وہ شکست فاش کھا کر بھاگ گئے مرزا بیگ
مذکور کے ایک زخم بندوق کا اور ایک زخم نیزہ کا لگا اور وہ نیمجان
ہو کر معہ سات سوارونکے اس تہلکہ سے بھاگا اور اسکا بھانجا جسکا
خطاب یکہ تاز خان تھا اور دیگر روساجنمین سرانداز خان وغیرہ تھے

بقیہ حاشیہ صفحۂ ماقبل شہنشاہ روزگار گشتہ و گروہے انبوہ از ان جسارت کیشان طعمۂ تیغ سرافشان مجاہدان فیروزی نشان شدہ برخے ہنگام گریز از ان رستخیز و ستیز در آب مہاندی بغرقاب عدم فرو رفتہ اندو ان خان جلاوت نشان ایزخان بعد ازین فتح بہ بنگلہ گھاٹ رسیدہ بر کنار مہاندی مورچال بستہ و سید عالم باتونچا نہ برابر نشستہ معظم خان ازین لطیفہ نصرت کہ نیرنگی طالع والاے خدیو جہان چہرہ افروز دولت گشتہ بود بہجت قرین مسرت افزود گشتہ صفحہ ۵۴ عالمگیر نامہ ۵ دلیر خان بدان فوج مقابلہ رو داد و دلیر خان باوجود کہ آنہا در پناہ مورچال بسیار قلب باستظہار نوارہ بودند اکثر را کشتہ و بسیار را اسیر نمودہ معظم خان از شنیدن چنین فتح نمایان خوش شدہ دلیر خان تحسین و آفرین نمودہ شاہنشاہ نامہ قلمی صفحہ ۱۴۵۔ ۵ دلیر خان کہ از پردلان یکہ بہادر روزگار آنہند می شمردند بدان سپہ سالار دو جنگ و تردد غریب رو داد اولا معظم خان بمقابلہ مرزا بیگ و دلیر خان ابطریق ہراول مقرر ساختہ بود دلیر خان ان فوج مقابلہ و مقاتلہ غریب رو داد باوجود آنہا در پناہ مورچال بسیار قلب باستظہار نوارہ بودند دلیر خان تجلہ ہاے سرور یا چنان کار بر اعدا تنگ آورد کہ بیشتر آنہا طعمۂ تیغ و سنان افغان جلاوت نشان گردید و جمع کثیر زخمی و غرق بحر فنا گشتند و بسیارے اسیر شدند معظم خان از شنیدن چنین فتح نمایان شکر این عطیۂ الہی بجا آوردہ بر دلیر خان آفرین و تحسین زیادہ نمودہ۔ تاریخ خافی خان قلمی صفحہ ۲۹۸۔

سینے گرفتار کر لیے اور بہت سے لوگ بدحواسی سے بھاگنے
مین مہاندی کے اندر غرقاب ہوگئے اور بڑا حصہ لشکر کا تلوار کے
گھاٹ اوتار دیا گیا خانخانان دلیر خان کی یہ فتح سنکر نہایت مسرور ہوا اور
دلیر خان کی نہایت تحسین و آفرین کی یہ ترجمہ تو عالمگیر نامہ کا ہے مگر خافی خان
نے اس فتحیابی مین دلیر خان کو اور بھی باوقعت الفاظ سے یاد کیا ہے دلیر خان
اس فتح کے بعد بگلہ گھاٹ پہونچے اور وہان مہاندی کے کنارہ مورچہ باندھا دوسری
طرف سید عالم غنیم کا لشکر لیے ہوے پڑا تھا۔ ۴ رجب کو محمود آباد جو تین کوس پر
بگلہ گھاٹ سے ہے وہان بلند اختر اور سید قلی اوزبک اور چند دیگر سردار غنیم کیطرف
سے فوج لیے مقیم تھے معظم خان دوسرے روز سوار ہوکر بگلہ گھاٹ گئے اور وہان
کے مورچون کے دیکھنے کو دلیر خان کے لشکر مین آئے دلیر خان نے دمدمہ
باندھکر اوپر توپین نصب کردی تھین اور رات دن دشمنون پر گولے مارتے تھے چونکہ
یہان سے خشکی کے راستہ سے تین راہین جہانگیر نگر کو جاتی ہین ایک مالدہ ہوکر
جہان سید سالار خان وجمال دلزاق لشکر لیے ہوے نہایت محافظت سے پڑے
ہوے تھے اور دوسری راہ بگلہ گھاٹ سے جسپر دلیر خان قبضہ کرچکے تھے
تیسری شیر پور دہجرا پور ہوکر مہاندی کے پیچھے سے اور بگلہ گھاٹ وہان سے آٹھ
کوس پر تھا اور ابتک کوئی فریق اوسپر قبضہ کرنیکو نہین گیا تھا لودی خان معہ لشکر
اور توپخانہ کے اوسکی محافظت کو معین ہوے معظم خان نے محمود آباد مین ایک مہینہ
قیام کیا رات دن دشمن کے استیصال کی فکر اور دریاے مہاندی سے اترنیکی
کوشش مین مصروف رہے اس عرصہ مین بگلہ گھاٹ کا پایاب ہونا سنا گیا اور اس سے

اوترنے کی تدبیر ہوئی غرضکہ ۴ شعبان ۱۱۵۲ھ جلوس کو پہر رات رہے کل لشکر
بادشاہی بگلہ گھاٹ سے اوترنے کے لیے روانہ ہوا جب بگلہ گھاٹ پر لشکر
پہونچا تو شجاع پہلے سے اس ارادہ پر آگاہ ہو چکا تھا اور اوسنے فوج و توپخانہ
دفعیہ کے لیے مقرر کر دیا تھا غنیم نے بادشاہی لشکر دیکھتے ہوئی توپ و گولہ کی
آگ برسانا شروع کر دی دشمن بالکل ہوشیار کھڑا ہوا پانی پر آگ برسا رہا تھا
سب سے پہلے دلیر خان نے اپنا ہاتھی پانی مین ڈالدیا اسکے بعد اور
فوج بھی داہنے باین جانب سے روانہ ہوئی اوسوقت مخالفون نے توپ و
بندوق و تیرون کے برسانے مین کوئی کمی نہ اوٹھا رکھی کچھ فوج تیرونکی نشانہ ہوگئی
اور کچھ فوج آتش تیر و تفنگ کا سامنا نہ کرسکی اور واپس ہوئی مگر اکثر جوانمردون نے
جنکو اپنی سپاہگری کی غیرت دامنگیر تھی رُخ نہ پھیرا چونکہ گھاٹ کے دونون طرف
پانی غرقاب تھا اسلیے نالہ کے درمیان دونون جانب سے لکڑیان گاڑدی تھین
کہ آدمی اسکے ادھر اودھر نہ جائین اور پایاب جگہ کا پتہ رہے مگر جب تمام لشکر نالہ مین

سلہ ۵ شعبان دوم سال جلوس معظم خان از محمود آباد بعزم عبور از دھاندی کہ از انجا دو کروہ است و از بگلہ
گھاٹ پایان نو گذر پایابے بہم رسیدہ بود بر کنار آن نالہ رسید فوج مخالف کہ آنطرف آب تبزک
و استحکام توپخانہ پرداختہ مستعد مدافعت بود دست باندختن توپ و تفنگ بر کشود نخست دلیر خان
بسیامن ہمت و بلادت باسران دیگر فیل سوار بآب زدہ روان گردید آنہا در میان نالہ بہادران
را زیر تیر و تفنگ در گرفتہ آتش پیکار بر افروختند برخے از بسالت کیشان ہدف ناوک
نقد بر گشتہ و ابیارے زخم برداشتند و جمعے از صدمۂ پیکان بر گردیدند و چون ہر دو طرف گذر غرقاب
بود در میان نالہ از طرفین معبر چوہا بزمین فرو بردہ بودند کہ نشان پایاب باشد و ازینوقت بسبب
ہجوم لشکر آب تبلاطم در آمد و ریگ زمین بدررفت و بعضے از مواضع پایاب شدہ و چوہا غلطیدہ
نشان پایاب ہر جاے خود نماندہ بدین سبب سوار و پیادہ و بسیارے بطعمۂ امواج قضا بحر ہلاکت گشتند

آیا تو یکبارگی تلاطم پیدا ہو گیا اور وہ لکڑیان گرگئین اور جو جگہ کہ پایاب تھی وہ بھی زیادہ پانی آنے کیوجہ سے غرقاب ہو گئی قریب ایکہزار کے سوار و پیادے ڈوب گئے فتح خان دلیر خان کے فرزند بھی غرقاب ہو گئے شاہنشاہ نامہ اور تاریخ ہندوستان مین فتح خان کے غرقاب ہونے کی صورت خان بہادر شمس العلماء مولوی فرکاءاللہ صاحب دہلوی نے یہ لکھی ہے کہ دلیر خان کے فرزند فتح خان گھوڑے پر سوار ہو کر دلاورون کے ساتھ یورش کے لیے روانہ ہوے اونھون نے کمال جانبازی و غیرتمندی سے توپخانہ آتشبار کے مقابلہ مین اپنے لشکر کو دریا مین ڈالدیا اسی حالت مین فتح خان دریا کے تموج سے معہ گھوڑے کے اس گرداب بلا مین ایسے ڈوبے کہ پھر انکے زندہ اور مردہ ہونے کا نشان نہ ملا یہ سب کچھ ہوا مگر دلیر خان نے اپنے رخ کو نہین پھیرا جب دلیر خان دریا کے کنارہ پہونچگئے اور غنیم قریب ہوا تو پہلے چند ساعت غنیم نے توپخانہ کے بھروسہ پر مقابلہ کیا لیکن دلیر خان نے ایسا سخت حملہ کیا کہ دشمنون کا منھ پھر گیا اور ٹھہرنے کی تاب نہ لاے انھون نے اونکا توپخانہ بھی چھین لیا جب دشمن مہاندی کے کنارہ سے بھاگے اور اپنے مورچون کے قریب پہونچے تو بادشاہی لشکر نے اونکا تعاقب کیا سید عالم اور بلند اختر جنکو محمد شجاع نے لشکر دیکر اسطرف مقرر کیا تھا وہ بھی دور سے نمایان ہوے مگر اسقدر مرعوب ہوے کہ آگے نہ بڑھے اور بھاگ گئے غنیم کی یہ ایسی گوشمالی ہوئی کہ اسنے ٹانڈہ مین بھاگ کر دم لیا مقابلہ کرنا کیسا

بقیہ صفحۂ ماقبل۔ فتح خان پسر دلیر خان دران میان رخت حیات بسیلاب اجل دادخان شہامت نشان بعد گذشتن از آب بساحل مقصود رسیدہ و بکوشش دلیرانہ اعادی اوارہ را دشت ادبار ساختہ مجموع آنہا را بدست آوردہ۔ از مآثر الامرا ملخص عالمگیر نامہ جنگ بنگالہ۔

جان بچ جانا غنیمت سمجھا دلیر خان نے یہ ایسی عظیم الشان فتح حاصل کی کہ پھر شجاع کو دوبارہ مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی اور اسنے اپنا دل ملک بنگالہ سے اوٹھالیا اور نہایت یاس و ہراس سے اس دیرسالہ حکومت کو چھوڑ کر وہ تردی پور گیا اور وہان سے ٹانڈہ آیا اور اپنا سامان حسین جواہرات و اشرفیان و مرصع آلات وغیرہ تھے کشتیونمین بھر کر ۵ شعبان ۲سنہ جلوس عالمگیری کو مع بلند اختر و زین الدین و زین العابدین ہر سہ پسران اور حرم سرا و خدام و خواجہ سرا و چند سرداران جان بیگ و سید عالم و سید قلی و مرزا بیگ وغیرہ جو کل تین سو کی جماعت تھی جہانگیر نگر کو روانہ ہوا اہل لشکر نے شجاع کا مال خوب لوٹا لودی خان جو شیر پور اور ہجر الپور مین تھے اونھون نے تیس کشتیان شجاع کی گرفتار کین ۵ شعبان کو محمد شجاع کے نامی سردار مثل سراج الدین و اسفندیار معموری و میر مرتضے و ابن حسین داروغہ توپخانہ و محمد زمان میر سامان و قاسم کوکہ و داراب پسر فاضل خان مع اہل و عیال کے بادشاہی لشکر مین آگئے ۱۹ تاریخ کو دلیر خان معہ خانخانان کے تردی پور سے کوچ کرکے ہجر الپور و جہانگیر نگر کو روانہ ہوے۔

۱۹ رمضان ۳سنہ جلوس کو محمد شجاع معہ ہر سہ فرزندان و سرداران کے بنگالہ سے جزیرہ رخنگ کو ہمیشہ کے لیے چلا گیا

۱۹ شعبان کو بنگالہ سے بادشاہ اورنگ زیب کے حضور مین یہ خبر پہونچی[۱] کہ شجاع

---

[۱] نوزدہم شعبان از وقائع بنگالہ بسامع حقائق مجامع رسید کہ ناشجاع فساد انگیز فساد پرور کہ در ٹانڈہ پاے جسارت فشردہ حتے المقدور در مراتب مدافعت کوشش می نمود بسعای جمیلہ و ترددات شایستہ معظم خان و دلیر خان و داؤد خان قواعد ہمت و تباتش اختلال فاحش یافتہ بجا لیکہ سزاوار اعداے بدسگال باشد از انجا بر کشتی نشستہ روانہ جہانگیر نگر شد از درود نجستہ خبر السیادہ ہاے بساط سلطنت و بندہاے آستان

ٹانڈہ مین نہ ٹھہر سکا اور بادشاہی بہادرون نے اوسے ملک بنگالہ سے نکالدیا اس خبر سے شاہی دربار مین شادیانے بجے اور امرا مبارکباد بجالائے بادشاہ عالمگیر نے دلیر خان اور خانخانان وغیرہ کو خلعت بھیجے۔

مہم بنگالہ مین اگرچہ اور سردار بھی موجود و شریک تھے مگر آخری جنگ جسپر لڑائی کا خاتمہ اور فتح کا دارمدار تھا۔ دلیر خان ہی کے نصیب مین لکھی گئی تھی۔ کیونکہ شجاع نے جب یہ دیکھا کہ یہ شخص آگ پانی کسی چیز سے منہ نہین موڑتا تو اوسنے اپنا غالب ہونا امر محال اور لڑائی بیکار سمجھی۔

دلیر خان کی غیر معمولی شجاعت اور جوانمرد آدمی کی قدردانی کے ثبوت مین ایک حکایت اسی واقعہ کے متعلق جو ماثر الامرا تاریخ خافی خان شاہنشاہ نامہ تاریخ ہندوستان ہر ایک مستند کتاب مین درج ہے یہان تحریر کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ دلیر خان کے ہاتھی کے آگے آغر خان تھا اور وہ غنیم کے سوار و پیادونکے

بقیہ صفحۂ ماقبل خلافت مراسم تہنیت بجا آورد و تسلیم مبارکباد نمود و نقارہ ہاے نشاط بنوازش آمد و عاطفت خسروانہ بعنایت معظم خان و دلیر خان و داؤد خان و چندے دیگر عمدہ ہاے لشکیان لشکر ظفر اثر بنگالہ را بمرحمت ارسال خلعت نواخت۔ عالمگیر نامہ جنگ بنگالہ۔

سلہ آغر خان پیش پیش دلیر خان ہراول میرفت اسپ ابا آبے دہمین کہ بالاے آن کنار برآمدہ چقلیش عظیم رود افیل مست کہ پیش روے خصم آمدہ اورا با اسپ بخرطوم برداشتہ برانداخت نامبردہ درہمان گرمی بضرب شمشیر کار فیلبان را ساختہ بجاے نشست درین ضمن دلیر خان ابن ماجرا بچشم خود دید واز باعث غرق شدن پسرش فتح خان عالم در چشم او تاریک بود فیل خود را برابر فیل آغر خان رسانیدہ از عقب سیدہ تحسین گویان برگردوے گردید آغر خان بانہ بشکر قدردانی دلیر خان کشادہ گفت کہ این فیل در سرکار قبول افتد برلے آنخداوند گرفتہ ام من اسپے از اسپان کوتل مرحمت شود دلیر خان گفت فیل ہم بشما مبارک و دو اسپ خوب جہت وے فرستاد ہر چند گفت کہ فیل نیز از شما باشد آغر خان قبول نہ نمود واز فیل فرود آمدہ بود دلیر خان داد ماثر الامرا صفحہ ۵۰ جلد اول و شاہنشاہ نامہ صفحہ ۱۴۱۔

ہجوم کو تلوار سے مارتا اور پھاڑتا ہوا چلا جاتا تھا نا گہان غنیم کے فیلبان کے اشارہ سے آغر خان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اس بہادر نے ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری ہاتھی نے آغر خان کو معہ گھوڑے کے سونڈ مین لیکر اوپر اوچھایا اور آبشار پر ایسا پٹکا کہ راکب و مرکب دونون جدا ہو کر دس گز کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے جا گرے دونونکے چوٹ لگی گھوڑے کی آنت پھٹ گئی لیکن آغر خان پھر گھوڑے پر سوار ہو کر اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے مین قوت نہ تھی اسلیے یہ سمجھکر کہ اس بلائے سیاہ کے روبرو جانا جان کا رائگان کرنا ہے ہاتھی کے پیچھے سے آکر فیلبان کی گردن تلوار سے اڑا دی اور اسکو نیچے گرا دیا اور گھوڑے پر بیٹھ سے ہاتھی کی گردن پر جا کر سوار ہوا مگر ہاتھی کا انکس ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی بس مین نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کرون شیخ محمد فاضل خانسامان نے کہا کہ کمر سے خنجر نکالکر ہاتھی کے بنا گوش پر سہلائی اگرچہ بباعث غرق ہونے فرزند فتح خان کے دلیر خان کی آنکھون مین دنیا اسوقت تاریک تھی مگر اس بہادر کا رستمانہ کام دیکھکر اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لاے اور تحسین و آفرین کرتے ہوے ہاتھی کے ارد گرد پھرنے لگے آغر خان نے کہا کہ مینے یہ ہاتھی سرکار کیلیے گرفتار کیا ہے مین امیدوار ہون کہ آپ فیلبان کو حکم دین کہ اسکو فیلخانہ مین داخل کرے اور میری سواری کے لیے ایک گھوڑا کوتل گھوڑونمین سے مرحمت ہو دلیر خان نے اسکا دل بڑھانیکو تحسین کر کے کہا کہ یہ ہاتھی بھی تمکو مبارک ہو اور دو گھوڑے ترکی و عراقی اسکو مرحمت کیے آغر خان ہاتھی سے اوتر آیا اور باصرار تمام ہاتھی دلیر خان کو دیدیا۔

نواب دلیر خان کا ملک آسام کو خانخانان کے ساتھ جاکر فتح کرنا

آسام کی مہم سخت مشکل تھی اور اس کی فتح نہایت حیرتناک ہے جب سے کہ یہ ملک آباد ہوا تھا کسی سپہ سالار دا اولوالعزم بادشاہ کو اوسکی فتح نصیب نہین ہوئی تھی اس ملک کی پامالی وکشائش نواب دلیر خان کے نام لکھی گئی تھی باوجود غلبہ پانے اور فتح کر لینے کے پناہ دینا اور ملک مفتوحہ کا واپس کرادینا انھین کا کام تھا شجاعت کے ساتھ بخشش اور صلح جوئی کا مادّہ جو قدرت نے انکی طبیعت مین خمیر کیا تھا اور اس غیر معمولی بہادری وفتحمندی کے ساتھ رحمدلی اور تحمل کا وصف جو انکی ذات مین سرایت کیے ہوے تھا اسکے ثبوت مین یہ آسام ہی کی مثال موجود ہے جب کل ملک فتح کر چکے تو آسام کے راجہ نے نہایت عاجزی سے دلیرخان کا دامن پکڑا اور پناہ مانگی تو انہون نے اوسکی خطا بادشاہ سے معاف کرادی اسکے بعد خانخانان علالت کیوجہ سے وہان سے چلا آیا تو یہ بھی ملک آسام مین ٹھہر گئے بادشاہی پیشکش اور نذرانہ وصول کرکے صلح کے شرائط کو تکمیل پر پہونچایا اگرچہ وہان لشکر مین اور بھی سردار موجود تھے مگر بجز خانخانان کے سب پر[1] منصب اور شجاعت مین انھین کو فوقیت حاصل تھی انھین کے ذریعہ سے صلح بھی ہوئی اور انھین کو راجہ نے نذر بھی دی

[1] وپس از آوارگی شجاع بہادری معظم خان در تسخیر مملکت آسام بالش آن گروہ نافرجام دلیر خان سیہاے شایان نمودہ ہمہ جا شریک غالب بود ماثر الامرا تذکرہ دلیر خان۔

اور انھین کے توسط سے بادشاہی پیشکش ادا کی جب خانخانان کا ملک بنگالہ مین اس مہم کی وجہ سے انتقال ہو گیا تو دلیر خان وہین تھے اور تمام لشکر کی نگہداشت و سرداری انہین کے متعلق تھی جب انکے نام شاہی فرمان گیا تو یہ حسب الطلب لشکر لیکر دارالخلافت دہلی کو آئے اور بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے اوسوقت دوبارہ خلعت سے سرفراز ہوے۔ آسام کی مہم کی تفصیل یہ ہے کہ جب ۱۰۶۷ھ ہجری مین شاہجہان کی علالت کیوجہ سے سلطنت کے انتظام مین خلل پیدا ہوا اور باہم شہزادون مین لڑائی چھڑ گئی اس زمانہ مین سرحد بنگالہ پر راجہ آسام نے بغاوت اختیار کی اور اپنی ولایت کی سرحد پر جو بادشاہی ملک کے شہر تھے اپنے قبضہ مین کیے بھیم نرائن راجہ کوچ بہار نے بھی سرکشی کی حالانکہ وہ ہمیشہ سے مطیع و فرمانبردار تھا اور پیشکش ادا کرتا تھا۔ مگر اب اوسنے بھی گھوڑا گھاٹ پر حملہ کیا اور ایک جماعت کثیر جسمین اکثر مسلمان تھے اسیر کیے اور اپنے ملک مین لے گیا ولایت کامروپ جس سے مراد گواھٹی اور اسکے متصل دیگر چند مقامات ہین قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ مین شامل تھی راجہ کوچ بہار نے اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر اسے بھی اپنے تصرف مین کرنا چاہا اسوقت آسام مین راجہ جے دھجسنگھ حکمران تھا جو وسعت ملک افزونی لشکر کثرت توپخانہ وسامان حرب و مضبوطی قلعجات اور فیلان جنگی مین دیگر راجگان ہند سے بڑھا ہوا تھا اوسنے جب شجاع کی شورانگیزی کا حال سُنا اور بھیم نرائن کے ارادہ پر مطلع ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کرنیوالا ہے تو اوسنے ہامیون کا ایک لشکر عظیم معہ توپخانہ دریا اور خشکی کے راستہ سے بھیجا لطف اللہ شیرازی بادشاہ کیطرف سے کامروپ کا فوجدار تھا جب اسنے دیکھا کہ دونون طرف سے

آشوب کا سیلاب آگیا اور مجھ مین مقابلہ کی تاب نہین اور کمک امید نہین تو
وہ ازراہ دور اندیشی جنگی بیڑے کے ذریعہ سے جہانگیر نگر کو چلا گیا بھولانا تھ وزیر
بھیم نراین جو یہ جانتا تھا کہ مین اسامیون سے کبھی غالب نہین ہو سکتا جب آسام
والون کے اس ارادہ سے مطلع ہوا تو وہ بھی میدان سے ہٹ گیا اب اسامیون
کا کوئی مانع نرہا ولایت بادشاہی پر وہ قابض ہو گئے محمد شجاع اپنے حال مین گرفتار
تھا وہ اسکا کچھ علاج نہ کر سکا اسامیون نے دلیری کر کے آگے اور قدم بڑھایا اور
بغیر کسی مانع کے برگنہ کری باری کے اطراف تک جو جہانگیر نگر سے پانچ منزل
ہے متصرف ہوے اور موضع مست سلہ مین جو پرگنہ کری باری کے قریب
ہے اپنا تھانہ جمایا اور جماعت کثیر کو وہانکی محافظت کے لیے مقرر کیا جب ۱۰۷۳ھ
جلوس عالمگیری مین محمد شجاع کو شکست ہوئی اور وہ بنگالہ کو چھوڑ گیا تو اسکے تعاقب
مین عالمگیری لشکر جہانگیر نگر تک آگیا اسوقت راجہ آسام نے خوف زدہ ہو کر
اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان کے پاس بھیجا اور اسمین لکھا کہ
بھیم نرائن زمیندار کوچ بہار نے دست درازی کر کے ولایت کامروپ جو ممالک
بادشاہی سے ہے لینا چاہا تھا مگر مینے اسکے تصرف سے بچانے کی غرض سے
اپنے انتظام مین لے لی اب جسکو آپ مناسب سمجھین متعین کر دین چنانچہ اسکی
معذرت قبول کی گئی اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا گیا اور رشید خان وغیرہ
کو اسامیون کے افرار کے بموجب ولایت بادشاہی پر قبضہ کرنے کے لیے متعین کیا
گیا اس اثنا مین راجہ کوچ بہار نے بھی معافی مانگی مگر اسکا وکیل قید کیا گیا اور راجہ
سچا نرائن پر بندیلہ اور مرزا بیگ کوچ بہار کی تسخیر کے لیے بھیجے گئے جب اسامیون

نے سنا کہ رشید خان معہ فوج کے کامروپ کو روانہ ہوے ہین تو انھون نے
اول پرگنہ کری باری کو معہ چند پرگنون کے خالی کیا اور اوسکے بعد دریاے
بناس تک ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا رشید خان اسامیون کی اس پُر فریب
حرکت کو سمجھ گئے اور نہایت احتیاط سے جہانگیر نگر سے آگے چار منزل جاکر ٹھہر گئے
انکی مدد کو یوسف خان آغر خان بھی پہونچگئے اور وہان جاکر جو مقامات خالی ہوے تھے وہ
قبضہ مین کیے جب رشید خان زنگامائی کیطرف چلے تو اسامی رشید خان کے آگے
نہ بڑھنے سے زیادہ خیرہ سر ہوے اور اونھون نے دوبارہ کامروپ کے تصرف
مین لانے کا ارادہ کیا چنانچہ توپخانہ اور جنگی بیڑے اور آلات جنگ اور سامان نبرد
بھیجا رشید خان کے پاس انکے دفعیہ کے لائق سامان نہ تھا لہذا وہ زنگامائی مین
ٹھہر گئے اور خانخان کو حقیقت حال لکھی خانخانان اس حال سے آگاہ ہو کر معہ
کل لشکر اور توپخانہ کے اس مہم کے لیے خود چلا اور بادشاہ کے حضور مین اس
امر کی عرضداشت لکھ بھیجی عالمگیر کیطرف سے حکم صادر ہوا کہ کل امرا اور سرداران
لشکر جو شجاع کی مہم کے لیے مقرر ہوے ہین وہ سب خانخانان کے ساتھ موافقت
کر کے اسکی صلاح اور راے پر چلین چنانچہ حسب الحکم بادشاہی لشکر سہ درج
مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۰۷۲ھ ہجری کو آسام کی فتح کے لیے روانہ ہوا اور یہ راے
قرار پائی کہ اثناے راہ مین کوچ بہار ہے وہانکے راجہ کا بھی قلع قمع کرتے جانا
چاہیے پیشتر بادشاہی لشکر ہری تلہ کو جو شاہی سرحد پر ہے آیا اور وہان سے اس
راستہ سے جسطرف راجہ نے بوجہ جنگل ہونیکے محافظت نہین کی تھی روانہ ہوا جنگل
نہایت خطرناک و دشوار گذار تھا جب جنگل کی مسافت طے کر چکے تو ایک بند

آگے آگیا جسکو راجہ نے شہر کی حفاظت کے لیے بنوایا تھا اس بند پر بڑی بڑی توپین اور زنبورکین اور دیگر آلات حرب نصب کیے تھے جب بادشاہی لشکر پہونچ گیا تو اوسپر جو راجہ کی فوج محافظت کے لیے مقرر تھی بادشاہی لشکر سے مقابل ہوئی مگر مقابلہ کی تاب نہ لائی اور بھاگ گئی جب کونچ بہار کے قریب بادشاہی لشکر پہونچا تو راجہ بھیم نرائن جو اس جنگل اور بند پر بہت مغرور تھا اپنی جان و آبرو بچاکر بھاگا اور کوہ بھوٹان پر جاکر چھپا اوسنے اپنے وزیر بھولا ناتھ کو پانچ چھ ہزار فوج دیکر کوہ مورنگ اور جنگل مین رہزنی اور رعایا کے بھڑکانے اور رسد وغیرہ کے بند کرنیکی غرض سے بھیجا۔ ۱۰ ماہ ربیع الثانی کو بادشاہی لشکر کونچ بہار مین داخل ہوکر خیمہ زن ہوا اور اللہ اکبر کی تکبیر کا نعرہ بلند ہوا رعایا کے ساتھ نہایت دلجوئی سے انصاف اور احسان کیا گیا جو رعایا کہ رعب سے بھاگ گئی تھی وہ انصاف کا شہرہ سنکر اپنے مکانون مین آبسی راجہ کا بیٹا بشن نرائن جو اپنے باپ سے ناراض تھا لشکر بادشاہی مین حاضر ہوکر بکمال رغبت اسلام سے مشرف ہوا اور خلعت سے سربلند ہوا۔ ایک سو چھ توپین۔ ایک سو پچیس زنبورکین ورامچنگی اور بہت سے دیگر آلات بادشاہی لشکر کے ہاتھ آئے شاہی لشکر نے بھولا ناتھ وزیر کو بھی نہایت خوش تدبیری اور شجاعت سے جنگل و پہاڑ مین جاکر معہ زن و فرزند کے قید کرلیا راجہ بھیم نرائن و ہمراہ زمیندار کوہستان کی حمایت سے دامن کوہ مین پناہ گزین ہوا تھا جب اسکی طرف لشکر بڑھا تو وہ بالائے کوہ بھاگ گیا پہاڑ پر بجز ایک پیادہ شخص کے چڑھنا مشکل تھا اسلیے لشکر تعاقب نہ کرسکا زمیندار کوہستان کے پاس ایک نامہ اس مضمون کا بھیجا گیا کہ بھیم نرائن

کو اپنے ملک سے نکالدو۔

کوچ بہار[۵۱] بنگالہ کے مابین شمال و مغرب کے واقع ہے پچین کوس طول اور پچاس کوس کا عرض اوس عہد مین تھا ملک کی آب و ہوا پورب کے شہرونمین نہایت لطیف تھی۔ چونکہ کوچ بہار کی فتح سے اصلی غرض آسام کی تسخیر تھی لہذا دھمراج کی گوشمالی آیندہ پر موقوف کرکے اسفندیار کو حسب الحکم بادشاہ کے پانسو سوار اور ایکہزار پیادے دیکر وہانکا فوجدار مقرر کیا اور کوچ بہار کا نام عالمگیر نگر رکھا اس انتظام سے فرصت کرکے فتح آسام کے لیے بادشاہی لشکر نے کوچ کیا اور گھوڑا گھاٹ کی راہ سے روانہ ہوا ۲۸ تاریخ کو لشکر دریاے برہما پتر پر پہونچگیا اور دو کوس رنگامائی سے گذر کر لشکر نے قیام کیا وہان رشید خان بھی آگئے دریا کے کنارے جنگل و نالے اس کثرت سے تھے جس سے لشکر کا گذر نہایت دشوار تھا اس نواح کے زمیندار اگرچہ آسان راستہ سے لیچلنے کی رہبری کرتے تھے لیکن سپہ سالار ازراہ دوراندیشی دریا کا کنارہ نہین چھوڑتا تھا اور تکلیف دہی کو گوارا کرتا تھا کہ مبادا یہ قوم دھوکا دے اور راستہ گم ہوجاے لشکر کی روانگی کا انتظام اس صورت سے قرار پایا کہ دلیر خان[۵۲] مقدمۃ الجیش یعنے فوج کے ہراول ہوکر آگے آگے چلین اور میر مرتضے داروغہ توپخانہ اونکے ساتھ رہے غرضکہ اسی طریق سے

---

۵۱ اب کوچ بہار کی ریاست کا حال شاہی عہد کے برابر نہین ہا موجودہ رقبہ (۱۳۰۰) میل مربع اور آبادی تقریبا پچہ لاکھ ہے آمدنی گیارہ لاکھ سلامی ۱۱ توپ راجہ صاحب کا نام مہاراجہ سری نریندر نارائن بھوپ بہادر جی سی ایس آئی۔ والی کوچ بہار ایڈنکانگ پرنس آف ویلز بہادر ہے راجہ صاحب ولایت بھی گئے ہین دہلی دربار بھی تشریف لاے تھے۔

۵۲ مقرر ساخت کہ دلیر خان با فوج ہراول و میر مرتضے با توپخانہ منصور آن اوبسمت مقصد منتہی میشود سرگروہ پیش پیش افواج قاہرہ رہ نورد نصرت و فیروزی گردید عالمگیر نامہ صفحہ ۷۹۵۔

روانگی ہوئی ہاتھیونکے ذریعہ سے دشوار گذار جنگل صاف کیا گیا اور تبرداروں سے ناہموار راستہ برابر کروایا جسجگہ نالے دلدل آئی اونمین درختون کی شاخین اوڑنے کے دستہ اور گھاس کے پشتارے بھر کرانسے عبور کیا جاتا راہ کے خطرناک اور دشوار گذار ہونے سے ایک دن مین دو ڈھائی کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا تھا غرضکہ ۶ جمادی الثانی کو لشکر جوگی گھپہ پر پہونچگیا یہان سے گواھٹی جو ممالک بادشاہی کی سرحد پر ہے چالیس کوس تھی کرگاؤن جو راجہ آسام کا راجدہانی تھا ایک ماہ کی راہ تھی جوگی گھپہ پر آسامیون نے پہاڑ کے دامن سے دریا کے کنارہ تک ایک نہایت مستحکم قلعہ بنایا تھا جسکے حصار کی دیوار ایک کوس لانبی تھی اور برج نہایت مضبوط تھے دیوار سے ایک گولی کے ٹپہ پر گڑھے کھود کر اونمین تیز بانس کی سیخین جسکو بھالچہ کہتے تھے گاڑی تھین اور تین گز کی چوڑی خندق کھودی تھی اسمین بھی بھالچہ گاڑے تھے دریاے برھماپتر اوس سے دکن کیطرف ملا ہوا تھا اور اسکے پورب کی طرف دریاے بناس پاے کوہ سے گذر کر دریاے برھماپتر سے ملگیا تھا اور اوتر کیطرف خندق و پہاڑ و جنگل نہایت انبوہ کے ساتھ واقع ہوے تھے اس قلعہ کے پیچھے ایک اور پہاڑ تھا جسے پنچ رتن کہتے تھے اس پہاڑ پر بھی اسیطرحکا ایک حصار اور قلعہ بنا ہوا تھا جوگی گھپہ کے قلعہ مین پندرہ ہزار فوج معہ توپخانہ کے موجود تھی تین سو بیس کشتیان معہ سامان و آلات حرب کے تیار تھین کہ اگر شاہی لشکر غالب ہو جاے تو دریا کیطرف سے بذریعہ ان کشتیون کے کوہ پنچ رتن کے قلعہ مین پہونچکر مقابلہ کرین اور جب لشکر وہانسے آگے بڑھے تو گھاٹ پر بیٹھکر اپنر چھاپہ مارین اور رسد بند کردین اس قلعہ مین بھی چھ ہزار اسامی معہ توپخانہ اور سامان جنگ کے موجود تھے

یہان پر دریا کی دو شاخین ہو گئی تھین جنکے درمیان خشک زمین تھی جسپر اونھون نے
مورچے بناکر اوسکو چوب و بانس سے خوب مضبوط کیا تھا انکا یہ ارادہ تھا کہ لشکر
بادشاہی دریا کے جس حصہ سے نکلے توپ و بندوق سے اوسپر آگ برسائین اور
آگے نہ جانے دین۔ دریا کے متصل سپہ سالار نے قیام کیا اور دوسرے روز سید
نصیر الدین و یادگار خان و میانہ خان و جمال خان وغیرہ کو دریا کے پار اوتار دیا تاکہ
دریا کے دوسری جانب قیام کرین اور غنیم کو قدم بڑھانے کی مجال نہو۔ ایک
جماعت کو جوگی گھپہ کے پیچھے مقرر کیا کہ دریاے بناس کے کنارہ سے پہار تک راستہ
بند کردے تاکہ ان گمراہون کے بھاگنے کا گمان باقی نرہے جب یہ سب انتظام
ہو گیا تو آسامیون نے جانا کہ بھاگنے کی راہ بند ہو گئی خوف کے مارے وہ حصار
مین نرہے اور رات کیوقت دونون قلعون کو خالی کر دیا اور کشتیون مین سے بیٹھکر
بادشاہی بیڑون سے مقابلہ کو آمادہ ہو گئے جب جنگی بیڑے حصار کیطرف روانہ ہوے
اسامی لڑنے کو بڑھے مگر بادشاہی لشکر کے حملہ کی تاب نہ لاے اور بدحواس
ہو کر بھاگے بادشاہی لشکر نے تعاقب کیا اکثر نے اپنی کشتیان چھوڑ کر جنگل مین
پناہ لی اور بہت سے پانی مین غرقاب ہو گئے بعض زخمی ہوے اور بعض گرفتار ہوے
ایکسو اڑتالیس کشتیان اور چونسٹھ توپین چھوٹی بڑی اور بیشمار بارود اور سیسہ
و باروت بادشاہی لشکر کے ہاتھ لگی اور دو قلعے بلا جنگ کے قبضہ مین آگئے یہ
پہلی فتح نہایت مبارک فال سمجھی گئی اگر اسامی مجبور ہو کر مقابلہ کرتے تو انکی تسخیر مین
بہت دن صرف ہو جاتے کیونکہ دریاے برہماپتر و دریاے بناس و جنگل و پہاڑ
حائل تھے اور دیوارین صلاحیت نقب لگانیکی نہ تھی دو گز زمین کھودنے سے پانی

نکلتا تھا الغرض وہان عطاء اللہ خان کو تھانہ دار مقرر کرکے بادشاہی لشکر گواہٹی کو
چلا اور دریاے بناس پر پل باندھکر اوتر گیا اور ۱۴ تاریخ کو گواہٹی سے دو کوس
آگے بڑھکر لشکر خیمہ زن ہوا وہان آسامیون کا لشکر نہایت غلبہ سے جمع ہوکر
اور جنگ پر آمادہ تھا اور اوسجگہ آسامیون نے دو قلعے نہایت مستحکم بناے تھے ایک
قلعہ موضع ہری گھاٹ مین تھا اور اسکا حصار پانچ پہاڑونکو گھیرکر بنایا تھا اور دوسرا کوہ
ماندو پر ایک طرف اسکے دریاے برہمپتر اور دوسری طرف اسکے محاذین ہری
گھاٹ تھا اور تمام کشتیان آسامیون نے ان دونون قلعون کے درمیان مین جمع
کی تھین اور ان دونون قلعونمین ایک لاکھ سے زیادہ آسامی جمع تھے یہان اوترنیسے
بعد سپہ سالار نے رشید خان کو ایک فوج دیکر کہا کہ اوتر کیطرف قلعہ کے جو راہ ہے
وہان جاکر محصورونکی راہ بند کردو جب آسامیون نے راہ فرار مسدود دیکھی گھبراے
اور رات کیوقت قلعہ کو خالی کردیا کچھ کشتیونمین آئے اور کچھ دریا سے اوتر کر بھاگ
گئے جب سپہ سالار کو اسکی اطلاع ہوئی تو یہان سے کوچ کرکے سری گھاٹ ہوتا
ہوا قلعہ مین داخل ہوا قلعہ ماندو اور قلعہ کجلی بن کے محافظون نے دوسرے قلعہ
کا یہ حال دیکھکر بلا جنگ اپنے قلعے بھی خالی کردیے القصہ گواہٹی جو قدیم سے شاہی
سرحد تھی وہان تک بادشاہی لشکر نے اپنا قبضہ کرلیا اور آسامیون کو نکالدیا
محمد بیگ کو گواہٹی کا فوجدار اور حسن بیگ کو کجلی کی حراست پر تعینات کیا
اور ۲۵ تاریخ ماہ مذکور کو بادشاہی لشکر گواہٹی سے آسام کی تسخیر کو چلا شبانہ
روز سیاہ ہتیار نہ کھولتی رات کو گھوڑے کی زین سے جدا نہوتی لشکر کے آگے
قراول یعنے بندوقچی اور اونکے پیچھے توپخانہ اور اوس کے بعد لشکر کے

پشت وپناہ دلیر خان تھے اور اونکے ساتھ انکی کل فوج ہراول مین تھی اس عرصہ
مین ولایت درنگ کا زمیندار حاضر ہو کر بادشاہی لشکر سے ملا اور ہاتھی نذر دیے
اسکے بعد زمیندار ڈومریہ جو آسام کے تابع تھا اوسنے اپنے بھتیجے کو بھیجا اور ہاتھی
نذر کیا خانخانان نے ان دونون کی دلجوئی کی اور انکو لشکر کے ہمراہ لیا اسجگہ دریاے
برھمپتر پر آسامیون کا ایک قلعہ جھرنام تھا جو وہانکے بہت بڑے اور مشہور
قلعونمین تھا حصار اوسکا نہایت مضبوط اور برج اسکے نہایت بلند اور وہ قلعہ پہاڑ پر
بنایا تھا اور پہلو پہاڑ کے کاٹکر اسکو مضبوط کیا تھا ایک طرف اسکے دریاے مذکور
واقع تھا اور تین طرف پانی غرقاب اور نہایت چوڑا تھا محاذین اسکے ایک قلعہ
عظیم الشان جسکا نام سیملہ گڈھ تھا بنا ہوا تھا چونکہ گرکاؤن راجہ آسام کا دارالملک
اور مسکن تھا اور وہ دریاے برھمپتر پر واقع تھا اسلیے بادشاہی لشکر نے بندرکی
تسخیر کا ارادہ فسخ کر کے سیملہ گڈھ کیطرف رخ کیا کہ پہلے اس قلعہ کو فتح کر کے راجدھانی
لینا چاہیے اس غرض سے ۶ رجب کو بادشاہی لشکر جو بیشمار تھا دو روز مین اس
طویل وعریض دریا سے اوترا اور نہایت ہوشیاری سے آگے روانہ ہوا اثناے راہ
مین آندھی کا سخت طوفان آیا اور اسقدر بڑے اولے پڑے کہ لشکر کے بہت آدمی
ضایع ہوے اور کثرت سے چوپاے وگھوڑے جو اس صدمہ کی تاب نہ لاے
اور بھاگ کر دریا مین گرے انکو وہان دجونکے تھپیڑون نے غرقاب کر دیا ۱۱ رجب کو
لشکر سیملہ گڈھ پہونچلیا اور دو گولیونکے فاصلہ پر قلعہ سے لشکر نے پڑاو ڈالا[۵۲] سیملہ گڈھ

---

۵۱ در عقب توپخانہ دلیر خان با فوج ہراول فرود آمدہ سدّ راہ مقہوران باشند ۱۲ عالمگیر نامہ

۵۲ نامہ سیملہ گڈھ آن حصنے است متین آسمان رفعت محاصرہ آن از نیروے قدرت وطاقت ارباب ہمم

کا قلعہ ایسا وسیع اور عالیشان تھا کہ بلندی مین آسمان سے باتین کرتا تھا دیوار اسکی
نہایت بلند و چوڑی بنائی تھی جو دکن کیطرف پہاڑ تک کھنچی ہوئی تھی اور وہ پہاڑ اس
قلعہ کے پس پشت تھا اور وہ دیوار چار کوس کی لانبی تھی اور دوسری دیوار شمال کی
تین کوس کی لانبی تھی جو دریائے برہمپتر سے ملی ہوئی تھی اور ان دونون دیوارون پر
پانچ برج اتنے بڑے بنے ہوے تھے کہ دور ہر برج کا چار سو تیس گز کا تھا اور چھوٹے
چھوٹے برج پچاس گز کے فاصلہ پر بنا ے تھے اور ہر ایک دیوار کے درمیان مین
دیوار کنگرہ دار حسب دستور قلعہ کے اندر و باہر بنی تھی دونون جانب ایک ایک
خندق عمیق کھودی تھی اور اوسمین بجاے پانی کے خاک نرم مثل توتیا کے بھری تھی
تاکہ اوسکی دیوار تک کوئی نہ آسکے اور دیوار و برتوپین اور بادلج اور تمام آلات
جنگ و پیکار سے چنے تھے اور قریب تین لاکھ کے جنگجو آسامی اسمین
لڑائی کے لیے جمع تھے اس قلعہ کے باشندے اسکی مضبوطی و کثرت سامان پر ایسے
مطمئن تھے کہ انکو کسی قسم کے صدمہ پہونچنے کا کچھ اندیشہ نہ تھا۔ بادشاہی لشکر قلعہ
کے دکن جانب ایک نالہ کے کنارہ پر جو پچھم کیطرف گیا ہے پڑا ہوا تھا لشکر کے
سردار سوار ہو کر تمام رات لشکر کے اردگرد گشت کرتے پھرتے تھے تاکہ وہ مکا

بقیہ صفحہ ماقبل عالیہ افزون و ساکنانش از سنگ باران حوادث از آسیب منجنیق فلک مصون ازدو جانب
آن قلعہ دیوار عریض استوار رفیع کشیدہ اند کہ از جانب جنوب بطول چار کروہ منتہی میشود یکی سر بچرخ دوار کشیدہ
واز شمال تا سہ کروہ بدریاے ذخار مذکور رسیدہ و آن ہر دو را بدستور قلعہ و برج و کنگرہ ساختہ درون
و بیرون خندق بزمین پر دہ اند و ہمہ جا بہ توپ و بادلج و تفنگ و سائر آلات و ادوات جنگ مستحکم کردہ
قریب سہ لک اسامی جنگجوران بقدم ثبات در مقام مدافعت ایستادہ۔ ماثر الامرا ۔

گشتہ۔ صفحے ز رفعت دو سعت	بہرہ ور چون حصار چرخ برین
غوطہ خور دلو آسمان بچشش	ثور چرخشیں بجاے گاو زمین

چھاپہ نہ مارین اور خاصکر محمود بیگ بخشی فوج لشکر کی چوکیداری پر مقرر ہوا تھا تمام قلعہ کا محاصرہ کرنا غیر ممکن امر تھا۔ خانخان کی صلاح سے دلیر خان[1] اپنی فوج ہراول لیکر آگے بڑھے اور ایک بڑے برج کے سامنے آتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی کارگر نہو مورچے باندھ دیے اور دمدمے بنا کر انپر بڑی بڑی توپین لگا کر قلعہ پر گولے مارنا شروع کیا کچھ سپاہ نے راستہ بنائے اور سرنگ وغیرہ قلعہ کی دیوار تک پہونچاے آسام والے شام سے صبح تک برابر بادشاہی لشکر سے جنگ کرتے اور علے الاتصال برج دبارہ سے توپ و بندوق کے گولے اور گولیان برساتے مگر بادشاہی بہادر گولیونکے مینھ کو اپنے بدن پر جسطرح کہ ابر باران کے قطرات فصل بہار مین سبزہ پر گرتے ہین تصور کرتے اور ایک دم سعی سے باز نہ رہتے بعض راتون مین آسام والے موقع پاکر شبخون بھی مارتے اور غلبہ پانیکی تاک مین اہل مورچال پر حملے کرتے اودھر سے شاہی لشکر کے جوانمرد بھی اون ظالمونکو پسپا کرتے اور اپنی تلوارین انکے خون سے رنگین کرتے بقیۃ السیف بھاگ کر قلعہ کے حصار مین پناہ لیتے بعض مجاہدین اسلام زخمی ہوتے اور بعض رتبۂ شہادت سے فیضیاب ہوتے۔ ایک رات آسامیون کا بڑا گروہ ایک مورچہ پر جسمین خانخانان کے آدمی تھے حملہ آور ہوا اور ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ قریب تھا کہ لشکر اسلام کو صدمہ عظیم پہونچتا کیونکہ اسوقت خانخانان کی سپاہ انکے مکر سے غافل پڑی تھی وہ یکبارگی

[1] وبصوابدید سپہ سالار دلیر خان با فوج ہراول و میر مرتضے با اہل توپخانہ از معسکر فیروزی روانہ پیش رفتہ در جائیکہ بندوق از قلعہ نمیرسید برابر یکے از برجہاے کلان مورچال بستہ و توپہاے بزرگ بردمدمہ برآوردہ بر قلعہ میزدند صفحہ ۶۰۰ عالمگیر نامہ

آکر اونپر ٹوٹ پڑے مگر اوسوقت دلیر خان[۵۱] کے افغان آگاہ ہوکر نہایت جرات و دلاوری سے اونکے سر پر آگئے اور بادشاہی لشکر کی مدد کو پہونچگئے ان شیرونکے حملہ کی تاب آسامی نہ لائے اور روباہ کیطرح بھاگے اور ناکام پھرے چندروز اسیطرح محاصرہ مین گذرے۔ شاہنشاہ[۵۲] نامہ مین ہے کہ چوتھی شب مین آسامیون نے سخت چھاپہ مارا اس رات مین دلیر خان نے نمایان جنگ کی اس معرکہ مین بہت سے آدمی خانموصوف کے کام آئے اور بہت سے آسام والے امرسنگھ اور دلیر خان کے سپاہیونکے ہاتھونسے مارے گئے۔

شبانہ روز قلعہ شکن توپونکے گولے برابر حصار پر پڑتے تھے مگر وہ قلعہ ایسا مضبوط تھا کہ اوس سے گرد تک نہین گرتی تھی جسجگہ یہ قلعہ واقع تھا اور شاہی لشکر پڑا تھا وہ سرزمین[۵۳] نہایت خطرناک تھی شبخون کا نہایت گمان تھا چنانچہ سابق زمانہ مین دوبار عظیم الشان لشکر ہندوستان سے اس دیار کی تسخیر کو گئے تھے ان مکارونکے

---

۵۱ تا بنیان دلیر خان برجسارت وچیرگی آنہا آگہی یافتہ بکومک پرداختند مقہوران حملہ تاب آن شیردلان نیاوردہ روبہ صفت گریزان شدند وکارے نساختند۔ ۷۰ عالمگیر نامہ

۵۲ وشب چہارم شبخون عظیم آوردند ودران شب از دلیر خان تردد نمایان گردید وبسیار مردم دلیر خان بکار آمدند وآسامیان نیز از مردمان دلیر خان وراجپوتان امرسنگہ کشتہ گردیدند شاہنشاہ نامہ صفحہ ۴۸۴۔

۵۳ وسرزمینے بود قلب وخطرناک کہ در سوابق ازمنہ درہمین مکان لشکرہائے عظیم ہندوستان کہ بقصد تسخیر آنجا رفتہ بودند بتقوم غدار وتحولش ہلاکت وپائمال خرابی شدکسے جان بسلامت ازان ورطہ نیاورد لہذا رائے قرار گرفت کہ در کشائش انحصار سرعت وتعجیل بکار برود۔ ماثر الامرا عالمگیر نامہ۔

۵۴ ودلیر خان بلوازم قلعہ کشائی ہمت بربست واز ردن وبیرون جنگ در پیوست وچون ہر توپے کہ ببرج دبارہ میرسید از کمال استواری حصار جز گردے ازان برنمی خاست واثرے از شکستن دیوار وافتادہ کنگرہ مرتب نمیشد۔ ماثر الامرا تذکرہ دلیر خان

شجون وغیرہ سے اسی جگہ وہ ہلاکت کو پہونچے تھے کوئی بھی اس آفتگاہ سے بچکر نہ آیا پہلے
حسین شاہ جو سلاطین بنگالہ سے اولوالعزم بادشاہ تھا اُسنے
لشکر کشی کی تھی اور دوسری بار محمد شاہ تغلق نے ایک لاکھ سوار جرار
اور بے انتہا سامان جنگ آسام کی فتح کے لیے بھیجا تھا
مگر ایک شخص بھی اس طلسم سے بچکر نہ آیا تھا۔ جب سکے
بعد انتقام کے لیے بڑا لشکر آسام کیطرف بھیجا گیا اور وہ سرحد پر پہونچا مگر آگے بڑھنے
کی ہمت نہ پڑی ناچار فسخ عزیمت کرکے واپس آیا۔
جب کبھی کوئی صاحب عزم بادشاہ ہندوستان سے آسام کی تسخیر کو گیا تو آسامی
مکر و فریب سے چھاپہ مارتے اگر وہ اس طرح غالب نہ آتے تو رعایا گھر پھونک کر
کوہستان کو چلی جاتی جب برسات آتی تو سب جمع ہو کر حملہ کرتی اور غلہ وغیرہ کی
چار و نطرف سے رسد بند کر دیتی۔ وہان کی شدید بارش جو طوفان کا نمونہ ہے آہین
لشکر مجبور و محتاج ہو کر ہلاک ہو جاتا اسحالت مین یہ رائے قائم کی کہ ان دو دیوارون
مین سے ایک پر یورش کیجاے اور نہایت جلد یہ مہم سر کیجاے دیر کرنیمین ہزارون
آفتون کا احتمال ہے۔ اسی ضرورت سے فرہاد خان یورش کے موقع دیکھنے گئے
ہر طرف جنگل اور آدمیون کی کثرت تھی آسامی ہر طرف سے خبردار اور لڑائی کے
لیے مستعد و ہوشیار بیٹھے تھے لیکن دکن کیجانب جنگل کم تھا اسلیے اسطرف یورش
کرنا مناسب سمجھا گیا حسب صلاح یہ قرار پایا[1] کہ دلیر خان اپنے لشکر کو لیکر اسطرف

[1] و مقرر گردید کہ دلیر خان با جمعے از دلیران و ابطال جنود اقبال بان سمت شتافتہ از انجا یورش نماید

جائین اور جسوقت خانموصوف یورش کرین تمام لشکر یکبارگی جنبش مین آجاے اور حملہ کرکے محصورونکو ہر طرف سے مضطرب کیا جاے لہذا ۱۵ رجب شب کے وقت دلیر خان معہ اپنے لشکر کے جنمین انکے بھتیجے رستم خان اور راجہ نرسنگھ

بقیہ صفحۂ ماقبل وسائر عساکر قاہرہ نیز از معسکر فیروزی طراز باہتراز آمدہ از پیش روے خود حملہ آور شوند و محصورانرا از ہمہ سو مضطرب ساختند تزلزل در بناے ثبات ورخنہ در اساس حیات آن بیدنیان افگنند و شب پانزدہم ماہ مذکور باین عزیمت صواب دلیر خان با راجہ نرسنگھ و فرہاد خان و رستم خان وغیرہ باین سمت معین شدند اتفاقاً یکے از ان قوم کہ از مدتہا در ممالک بادشاہی بسر میبرد و در نیولا در احاد لشکر منتظم بود بکمر اندوزی و رمقام کینہ توزی شد و بصورت دولتخواہی اظہار نمود کہ برحقیقت این بوم و بر کماہی آگاہی دارم اگر بر بہری من عمل نمایند افواج فیروزی را بموضعے میبرم کہ از انجا یورش بآسانی آید و ہمان دم بمحصوران پیام فرستاد کہ در فلان مکان کہ اصعب جوانب آن حدود است جمعیت و ہجوم نموده مترصد باشند و دلیر خان بر نہجے نا بکار او اسط شب رہگراے مقصد گردید ہنگام ظہور تباشیر صبح بمکانے آورده راہ یورش نمود کہ خندق بر آب داشت صعوبت طریق اجتماع مقہوران بیش از دیگر جوانب بود اہل حصار یکبارچندین ہزار توپ و تفنگ و ادوات آتشبازی رہا کرده دودے ہوا را از ابر و دود تیرہ ساختند و حقہاے باروت از بالاے برج و بارہ شرارہ ریز و زمین و زمان از صوت توپہا زلزلہ انگیز شد دلیر خان از دو فوج جلادت و تہور رخ تافتن از ان آشوبگاہ کہ از مونجاے جوہر مردی و مردانگی بود تجویز نمودہ فیل سوارہ از کمال جلادت باب خندق را ند ہمراہان چون چنین دلاوری از سردار مشاہدہ نمودند عرق حرارت حرکت نمودہ دران رستخیز بلا کہ پہلوانان روزگار را ہمت میلغزید یورش کردند حربے صعب در پیوست اکثرے از عساکر اسلام را تن از آسیب زخم فگار و جمعے را دران بذل کوشش نقد جان نثار شد پنج تیر بہ دلیر خان رسید و بسبب صلاح مجروح نہ شد و تیر بسیار بر فیل مرکوبش و حوضہ آن بند شد خان دلاور باجوقے بپاے حصار رسید بدستیاری شجاعت ببالاے دیوار برآمد و با اہل ضلال برزم و قتال در آویخت و پس ازان جانب دروازہ و دیگر اطراف نیز مردم داخل حصار شده لوائے استیلا برافراشتند کفار مغلوب رعب و ہراس گشتہ بدر فرار زدند۔ از ماثر الامرا صفحہ ۱۱۷۔

وفرہاد خان ویادگار خان وسرانداز خان وجمال خان ومیانہ خان وآغر خان وا
قراول خان وغیرہ اور ایکہزار پانسو جوان منتخب خانخانان کی فوج کے اور میر مرتضے
دار وغہ توپخانہ تھا روانگی پر تیار ہوے اتفاق سے ایک آسامی جو مدت سے بادشاہی
لشکر مین ملازم تھا اوسنے اپنی بدطینتی اور قومی پاسداری سے فریب دیکر یہ بات
کہی کہ مین اس سرزمین سے پوری وقفیت رکھتا ہون اگر آپ میری رہنمائی پر عمل
کرین تو مین ایسی جگہ لشکر کو لیجاؤنگا کہ جسجگہ دیوار بھی بلندی مین کم ہو اور خندق بھی
زیادہ نہ چوڑی ہو سپہ سالار کو اسکی طرف سے مکر وکینہ کا خیال نہ تھا لہذا اسکے ساتھ
لشکر بھیجنے کا وعدہ کر دیا اس مکار نے اسیوقت آسامیونکو جو قلعہ مین محصور تھے
کہلا بھیجا کہ فلان جگہ پر بادشاہی لشکر لیے آتا ہون تم سب اپنی فوج کو مجتمع
کر کے میرے آنے کا انتظار کرو مین ان سبکو تمھارے تیرون کا نشانہ بناؤنگا
دلیر خان نے اس بداندیش کو ہمراہ لیا اور وسط شب مین قلعہ کیطرف روانہ ہوے
جب دروازہ کے برابر جو وسط دیوار مین تھا پہونچے تو میر مرتضے کو معہ میانہ خان
وجمال خان کے وہانپر چھوڑا کہ دشمنونکو توپ اندازی سے اپنی طرف مشغول کر کے
یورش سے غافل رکھین چنانچہ میر مرتضے نے دلیر خان کے حکم کے بموجب توپخانہ
لگا دیا اور گولے مارنا شروع کیا وہ بدنہاد آسامی اپنی بدنیتی سے خان شجاعت
نشان کو صبح صادق کے وقت جو جگہ کہ اوسنے تجویز کی تھی لیگیا وہان جاکر دیکھا
تو وہ جگہ کل مقامات سے سخت تھی خندق بے انتہا پانی سے لبریز راستہ سے
ہر طرف نکلنا دشوار آسامیون کا ہر جگہ سے وہان پر ہجوم زیادہ جب دلیر خان
اس جگہ پہونچے تو اکبارگی اہل قلعہ نے ہزارہا توپ وبادلج وبندوق وآتشبازی

کے آلات چھوڑ کر جہان کو تیرہ و تار کر دیا اور کثرت دھوئین سے ہوا مثل ابر
سیاہ کے ہو گئی توپونکا آواز جیسے کہ رعد گرجتا ہے قیامت برپا کرتا تھا اور زمین و
زمان مین اک زلزلہ پڑا ہوا تھا باروت کے حقے مجاہدین کے سر و پر گر کر شرارے
برساتے تھے اور بندوق کی گولیان برق کی طرح چمک کر غازیون کے گریبانون
مین پہونچتی تھین حسن اتفاق سے ایک گولہ تفنگ کا اس اسامی کے
جو دھوکا دیکر لشکر کو لایا تھا اور بھاگنے کی فکر مین تھا اس لیے
اُسکو باندھ لیا تھا لگا اور وہ فورًا ہلاک ہوا۔ اور بمصداق ولا یحیق المکر
السیئ الا باھلہ نتیجہ ظہور مین آیا اور نمونہ عبرت کا ہوا دلیر خان نے اپنی
وفور ہمت اور کمال شجاعت سے اُس میدان قیامتناک
سے رُخ پھیرنا گوارا نہ کیا حالانکہ وہ ایسا ہیبت خیز وقت تھا جو مردانگی
اور دلاوری کے جوہر کی آزمائش کا تھا دلیر خان نے حمایت الہی پر تکیہ
کر کے اپنا ہاتھی جسپر وہ سوار تھے خندق کے پانی مین ڈالدیا
یہ واقعہ اگرچہ ہم عالمگیر نامہ اور ماثر الامرا سے لکھ رہے ہین مگر خافی خان و شاہنواز
وغیرہ مستند کتب بھی پیش نظر ہین مضمون سبکا ایک ہے مگر بعض کتاب مین صراحت
زیادہ ہے۔ تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۷۲ مین شمس العلما خان بہادر مولوی ذکاء اللہ
صاحب دہلوی لکھتے ہین کہ صبح نہین ہوئی کہ وہ آسامی دلیر خان کو خندق
پر لیگیا جسکے پانی کی انتہا نہ تھی اور ادھر سے آسامیون نے طرح طرح کے
جانستان حربے چلانا شروع کیے اور اطراف سے توپ کے گولے اور آگ کے
حقے اور پتھر برسنا شروع ہوے باوجود اس مرگ بے امان کے دلیر خان

نے اس برستی آگ مین اپنے ہاتھی کو بڑھایا ہر چند دلباختہ
افغانون نے سمجھایا کہ آب و آتش سے نجات کی امید نہین ہے
اگر بحر خونخوار کے غرقاب ہونیسے بچگئے تو پتھرو نپر سر پٹکنے اور رائگان
جان دینے سے کیا فائدہ ہوگا رلے صائب کا مقتضا یہ ہے کہ ابھی قابوے
وقت باقی ہے اپنے لشکر گاہ کو مراجعت کرین پھر قلعہ کی تسخیر کرین
دلیر خان[1] نے تمام عمر منہ نہین پھیرا تھا فرار کی عار کو گوارا نہ کیا اور
شہادت کو سعادت دارین سمجھا فیلبان کو ہیبت ناک آواز سے

[1] دلیر خان فیل را در ان آب بے پایان رانده و از بادیدن آتش بالا نه اندیشیده بعضے افغانان را لباخته فرمانید ند که کامان گذشته که امید نجات از میان آتش باشد معهذا از گرداب بر آمدم سوے سر پنگ زدن و جان رائگان دادن فائده نخواهد مناسب آنست که قابوے وقت باقیست به نبگاه مراجعت نموده باز بکار قلعه باید پرداخت دلیر خان قبول نه نموده آتش بنر دعار فرار بر خود گوارا نه نموده و سعادت شهادت سرمایه نجات دارین دانسته بر فیلبان بانگ بهیبت زد که فیل را پیش بران افغانان و بهادران جانفشان دیگر مثل قراول خان معدود چند به تبعیت دلیر خان، بحکیر گویان در آب زدند بهر که گوله اجل میرسید آب سر فرو رده باز سر بالائی نتوانست نمود جمعے کثیر در آب فرو رفت سه چار گولی را مچنگی برجوشن آغر خان و دلیر خان رسید و کار گر نه شد آخر بر رفاقت چند شیر دلان بپای حصار رسیدند دلیر خان بزور بازوے خود و بدد همدمان جان باز بالاے دیوار کوه آسمان شکوه برآمد و آسامیان بمقابله در آمدند با وجود هجوم آن قوم شوم و قلت دلیران جان نثاران بحر و بدار البوار پیوستن وجمعے رو بفرار آوردند خانخانان از وقوع چنین فتح نمایان بعد فتح خود در قلعه آمده دلیر خان را آفرین گویان در بغل گرفته همه همراهان را تحسین نموده و در رکعت شکر ادا نمود شاهنشاه نامه صفحه (۴۵۰) و تاریخ خانی خان صفحه (۳۰۰) قلمی۔

ڈاٹا کہ ہاتھی کو آگے بڑھا۔

جب یہ حُسن دلیری اُنکے جانباز بہادرون نے اپنے سردار سے مشاہدہ کی تو انکی رگ جرات وغیرت بھی حرکت مین آئی اور اونھون نے اپنا پیر بھی آگے بڑھایا اور سب نے ملکر یورش کی۔

عالمگیر نامہ مین ہے کہ وہ موقع ایسا پرخطر اور میدان قیامت اثر تھا کہ بڑے بڑے پُردلان روزگار کے قدم ہیبت سے لرزتے تھے اور روئین تنون کی روحین خوف کے مارے بدن سے نکلتی تھین دلیر خان نے اعدا سے وہ جنگ عظیم کی جو لا بیان ہے خان ممدوح کے ہمراہیون نے بھی سخت حملہ کیا اور ان بہائم سیرت آسامیون نے قابو پاکر ایسا حربہ کیا کہ جس سے لشکر اسلام کو بہت بڑا صدمہ پہونچا بہت لوگ زخمی اور بڑی جماعت شہید ہوئی تین چار گولیان رامچنگی اور پانچ تیر دلیر خان کے لگے مگر چونکہ وہ زرہ چلتہ بکتر خود وغیرہ آہنی لباس پہنے ہوے تھے انکا جسم زخمی نہوا اور کثرت سے تیر اُنکے ہاتھی کے لگے حوصلہ اوسکا بند ہوگیا دلیر خان اپنے چند پہلوان لیکر قلعہ کی دیوار تک پہونچ گئے اور تائید الہی ایسی شامل ہوئی کہ دلیر خان کمال قوت اور انتہاے شجاعت سے جست کرکے قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے اونکے پیچھے اُنکے بہادر بھی پہونچے

دران موقف خصوصاً عرصہ قیامت اثر پہ دلان روزگار را قدم ہمت از نہیب آن میلغزید و روان تہتن در روح روئین تن از خوف استیلش برخویش می لرزید باعداے نابکار داد مگیر دادند و جنگے عظیم در پیوستہ حربے صعب رو داد اہ صفحہ ۱۱۱ عالمگیر نامہ

اور اہل ضلالت سے جدال و قتال کرنے لگے۔

اس معرکہ کو خافی خان جو اکثر دلیر خان کو دیو بنرد کے خطاب سے مخاطب کرتا ہے انکی اس حیرتناک شجاعت کو اپنی تاریخ منتخب اللباب مین نہایت قدر افزا الفاظ سے یون لکھتا ہے کہ اس شب مین دلیر خان سے ایسی کارنمائی ظہور مین آئی جسکی شرح نہین ہوسکتی۔ بہت سے آسامی دلیر خان کے افغانون کے ہاتھون سے ہلاک ہوے۔ چند پتھر و گولیان اونکے بوشن پر لگین مگر دلیر خان اپنے زور بازو اور کمند جرات و حملہ شجاعت سے جسطرح کہ شہباز جست کرکے شکار پر پہونچتا ہے اس قلعہ کی دیوار پر جو آسمان سے باتین کرتی تھی چڑھ گئے اور بعد چڑھ جانے کے وہ بہادری[1] کی اور داد تہوری کی دی کہ اگر رستم دستان ایک شمہ انکی اس شجاعت کی داستان سے سنتا تو زبان انصاف سے تعریف کرکے اپنا نام رستم ہونا پسند نہ کرتا اور

[1] دران شب از دلیر خان تردے کہ بشرح و بیان راست نیاید بعرصہ ظہور آمد و از مردان نیز از دست افغانان دلیر خان جمع کثیر بدار البوار پیوستند سہ چار گولہ تفنگ و سنگ بر بوشن دلیر خان رسید دلیر خان بزور بازوے خود و بہدان جان باز و کمند جرات و حملہ شجاعت مانند شہبازے کہ خود را بقصد صید زند بالاے دیوار کوہ آسمان شکوہ بر آمد و بعد برآمدن نیز چنان داد تہوری داد کہ اگر رستم دستان شمہ ازان داستان می شنید زبان بانصاف کشادہ ہم رستم برخودی پسندیدہ اگر افراسیاب آن جرات و جلادت را مشاہدہ می نمود انگشت حیرت بدندان میگزید از منتخب اللباب قلمی و مطبوعہ جنگ اسام۔ ز تیغ نہنگے برافروختہ ۔ ز تیغ از نہنگان سر انداختہ چنان خواست رزمے زبالا و پست ۔ فتادہ یلان بچو از باد مست ۱۲

اگر افراسیاب وہ جرات و دلاوری انکی دیکھتا تو حیرت سے
اونگلی اپنے دانتون مین دباتا اسکے بعد دروازہ کی جانب سے میر مرتضے
اور دوسرے لوگ بھی حصار مین داخل ہوے اور جو مورچونمین تھے وہ بھی یاوری
ہمت سے خندق پھاند کر پہونچے۔ آسام والے جو محصور تھے۔ رعب کے مارے
بدحواس ہوگئے اگرچہ وہ حد شمار سے زیادہ تھے مگر اس دروازے سے جو جنگل کیطرف اسی
اندیشہ سے رکھا تھا بھاگے اور قلعہ کلیابر پر جو شملہ گڈہ کے حصار کے اندر ایک نہایت مضبوط
قلعہ تھا اور اوسکی فتح نہایت دشوار تھی وہ بھی ہیبت سے خالی ہوگیا بادشاہی بہادر اسکے
اندر بھی پہونچگئے محمود بیگ بخشی فوج لیکر ان مفرورون کے تعاقب کو گیا اسنے ایک گروہ
کو تلوار کے گھاٹ اوتار دیا اور کچھ آدمیون کو گرفتار کر لیا ایک جماعت جو قلعہ جمدھر مین مقیم
تھی وہ بھی شملہ گڈھ کے فتح ہوجانیکی خبر سنکر بھاگ گئی۔ تاریخ اخبار محبت وخافی خان
وشاہنشاہ نامہ اور تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۳۷۱ مین ہے کہ **خانخانان اس
فتح نمایان کے بعد دلیر خان کے پاس گیا اور انکو گلے لگایا اور
دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی** بعد ازان یہ منادی کرائی کہ کوئی شخص رعایا
کے مال پر دست درازی نہ کرے اور عورت و اطفال کو دستگیر نہ کرے تاکہ یہ وحشی اپنے
گھرونمین آباد رہین اور جو چند ہزار آدمی آسام کے قید ہوے تھے انکو جہانگیر نگر کو بھیجا کہ بارود
کوٹین اور توپخانہ اور بعضے دیگر کارخانون کے کام کرین۔ کہتے ہین کہ خانخانان اور دلیر خان
اسی نیت کی وجہ سے فتح نصیب تھے اور جو اہل آسام ولایت کامروپ سے مسلمانون
کو گرفتار کرکے لائے تھے وہ عرصہ سے اپنے یار و دیار سے دور پڑے ہوے مبتلائے
عذاب تھے وہ رہائی پاکر اپنے مکانکو واپس گئے خان سپہدار قلعہ کی مضبوطی و بلندی

ووسعت اور کثرت سامان کو دیکھکر متحیر تھا پانچ روز معہ لشکر کے قلعہ کلیابر مین قیام کیا
بعد اوسکے سید نصیر الدین کو ایک جماعت دیکر قلعہ کلیابر کا فوجدار مقرر کیا اور سید مرزاے
سبزواری اور سید تاتار اور کشن سنگہ کو قلعہ جمدہر کا تھانہ دار مقرر کرکے لشکر شاہی نے
کوچ کیا اور دو منزل تک دریاے برھماپتر پہاڑ کے دامن سے ملا ہوا تھا اسلیے دریا کے
کنارے سے گذر نہو سکا اور دریا کے کنارہ سے دور ہو کر پہاڑ کے پیچھے سے روانہ ہوا
جب لشکر سولہ گڈہ مین پہونچا تو راجہ کے مدار المہام نے جسکو وہانکی زبانمین بھوکن کہتے تھے
ایک عریضہ عاجزی اور اظہار اطاعت کا بھیجا خانخانان نے جواب دیا کہ سرحد بادشاہی
یعنے گواہٹی سے جسقدر راجہ وہانکی رعایا اور انکا مال اور بادشاہی توپخانہ لیگیا ہے وہ
کل اور اپنی لڑکی اور پیشکش قدیمی جو ہاتھی ہین بھیجے تو صلح ہو سکتی ہے ورنہ عنقریب شاہی
لشکر اسکی راجدہانی کرگاؤن مین پہونچتا ہے۔ چونکہ یہ نامہ و پیام آسامیون کا صرف
فریب اور لشکر کے غافل کرنیکی غرض سے تھا کہ کسی طرح انپر غلبہ حاصل ہو اسلیے سپہ سالار
نے لشکر کو ہوشیاری و بیداری کی تاکید کی اور کرگاون کے فتح کے ارادہ سے ۲۰ رجب
کو لشکر چلکر لکھو گڈھ مین ٹھہرا یہان گیارہ ہاتھی راجہ کے بادشاہی لشکر کے ہاتھ آے اور
اسجگہ ایک برہمن جو راجہ کا بڑا مقرب تھا راجہ کیطرف سے ایک پاندان اور پیالہ طلائی
اور دو گھڑے نقرئی اور کچھ اشرفیان اور ایک مکتوب جسمین ندامت کا اظہار اور صلح کی
درخواست تھی لیکر آیا مگر یہ سب کارروائی مکر و فریب کی تھی خان معظم نے جواب دیا کہ بالفعل
لشکر بادشاہی کرگاؤن آتا ہے وہان پہونچکر جیسا مقتضاے مصلحت ہوگا عمل مین لایا
جائیگا۔ کرگاؤن دریاے دکھو پر آباد ہے جو آٹھ کوس پر دریاے دہنک سے ملا ہوا ہے
مگر اوسمین اسقدر پانی نہین ہے کہ بڑی کشتیان چل سکین اسلیے لکھو گڈہ مین جو مجمع

دریاؤن کا ہے وہان بڑی کشتیان چھوڑنے کی راے تھی دلیر خان نے کہا کہ چھوٹی
کشتیان بناکر ہمراہ لیجائین اور بعض ضروری چیزونکو اونپر رکھکر کام مین لایا جاوے چنانچہ
ابن حسین جو جنگی بیڑون کا داروغہ تھا معہ منور خان وجمال خان وزمینداران بنگالہ کے
بیڑونکی حفاظت کو چھوڑا گیا اور ایک گروہ اسکو مدد کو دیکر غرہ شعبان کو لشکر کوچ کرکے
جسجگہ کہ راجہ کے بیڑونکا کارخانہ تھا پہونچا اور سو کشتیان راجہ کی لشکر کے ہاتھ آئین
جو بادشاہی کارخانہ مین داخل کی گئین یہانپر ایک بڑا بتخانہ راجہ نے اپنے ایک برہمن
کے لیے بنوایا تھا یہان بھی تھانہ بٹھلایا گیا اسجگہ ایک نوشتہ ان مسلمانون سے کہ جو
ممالک بادشاہی سے کرگاؤن مین قید کرکے رکھے گئے تھے لکھا تھا پہونچا کہ جب راجہ
نے یہ سنا کہ بادشاہی لشکر قریب آگیا ہے تو وہ اپنے اہل وعیال وزر وجواہر اور نفیس
اشیاء کو لیکر کوہستان کامروپ کیطرف بھاگ گیا ہے جو یہانسے چار کوس کی مسافت
پر ہے اور وہ کچھ اپنے جنگلی ہاتھی جنگل مین چھوڑ گیا ہے اور شہر معہ جملہ سامان کے بلا کسی
محافظ کے خالی پڑا ہوا ہے یہ خبر سنکر ۴ شعبان کو لشکر موضع کجپور مین پہونچا اور وہانسے
فرہاد خان وسید محمد دیوان لشکر معہ چند سپاہیون کے نہایت جلد پیشتر سے روانہ ہوے
اور راجہ کے مال وسامان کے ضبط کرنے مین مصروف ہوے اسروز لشکر موضع ترہانی
مین جسجگہ دریاے دیکھو اور دریاے دہنک ملا ہے جاکر ٹھہرا اس نواح مین ۱۶ ہاتھی
راجہ کے دستیاب ہوے اور ایک جماعت فوج کی کجپور وترہانی اور موضع لام ڈنگ
مین انتظام کے لیے مقرر ہوئی ۵ شعبان سنہ جلوس کو شہر کرگاؤن یعنی دارالملک
آسام لشکر اسلام کے قبضے مین آگیا۔ کرگاؤن مین عرصے سے جو مسلمان کہ قید ہوکر آئے
تھے اور گرفتار مصیبت تھے رہا کیے گئے انکی خوشی وشادمانی کا اندازہ حد بیان سے

باہر ہے گویا اونھون نے دوبارہ حیات پائی اور جو توپین کہ راجہ نے تالاب مین غرق کرادی تھین نکالی گئین چنانچہ دوسو اسی توپین اور ایکسو سے زائد تعداد مین ہاتھی اور تین لاکھ کے تخمینا سونے چاندی کے اشیاء لشکر کے ہاتھ آے اسکے علاوہ چھ سو چھپتر توپین منجملہ انکے ایک توپ تین من کا گولہ کھاتی تھی اور دو ہزار تین سو چالیس زنبورکین اور ایکہزار دوسو رام چنگی یعنے بڑی بندوقین اور چھ ہزار پانسو دوسری قسم کی بندوقین اور دو ہزار صندوق بارود جسمین ہر ایک صندوق ڈھائی من کا تھا اور سات ہزار اٹھائیس سپر اور لوہا و سیسہ و شورہ و گندھک حد حساب سے زائد اور ایکہزار سے زیادہ کشتیان جنگی اور ایکسو بجرے آراستہ نہایت بڑے اور ایکسو بہتر انبار چانول کے جسمین ہر ایک انبار دس ہزار من کا تھا سب سے بیش بہا غنیمت غلہ کی تھی اگر یہ رسد غلہ کی ہاتھ نہ آتی تو لشکر ایام بارش مین یقینی ہلاک ہوجاتا ان چیزون کے علاوہ بہت سی چیزین آسامیون نے چلتے وقت آگ لگا کر برباد کر ڈالی تھین غرضکہ ۶ شوال ۱۰۷۸ھ ہجری کو یہ فتح حاصل ہوئی جسکے متعلق یہ شعر ہے ؎ کم واقع میشود بیک سال ٭ باکوچ بہار فتح آسام ٭ یہان جو مسلمان قید تھے انپر طرح طرح کے جور و ستم ان بیدینون نے کیے تھے اور انمین سے ایک جماعت کثیر کو راجہ مار کر چلا گیا تھا ان باقیماندہ مسلمانون کو خان معظم نے کشتیو نپر بھلا کر انکے وطن کو روانہ کردیا اور ایک سال تک ادائے مالگذاری اور دیگر تکلیفات سے معاف کردیا کرگاؤن کی زمین نہایت ہموار و شاداب ہر جگہ باغات مرزوعہ موضع سیملہ گڈہ سے کرگاؤن تک پچاس کوس کا فاصلہ تھا یہان سے وہانتک ہر جگہ باغات میوہ دار ایسے مسلسل لگے ہوے تھے کہ گویا ایک باغ ہوجنکے درمیان رعایا کے مکانات اور ان

باغات مین رنگین وخوشبو دار پھول ایک چمن کھلا ہوا تھا پھلونمین کیلہ کٹھل ترنج لیمو
انناس املہ بکثرت تھا باشندے وہانکے قوت وجرات ونشانہ لگانے مین طاق راجہ
کے مکانات کے گرد ایک باندا وسکے بعد بانس کی دیوار اور اوسکے چارونطرف ایک
خندق پرآب تیار کی تھی راجہ کے مکانات بڑے نفیس جو نہایت وسیع اور بلند لکڑی
وگھاس سے بنائے تھے منجملہ اونکے ایک دیوان خانہ جسکا طول ایکسو پچاس گز اور عرض
چالیس جسکے چھیاسٹھ ستون اور دور ہر ستون کا چار گز جنپر لکڑیان بنبت کار اور تختیان نخی
صیقلکار جنپر آفتاب پڑنے سے عجیب روشنی وچمک پیدا ہوجاتی تھی اسکی تعمیر مین تین ہزار
نجار اور بارہ ہزار مزدور دو سال تک کام کرتے رہے تھے جب راجہ اس محل مین اکر
بیٹھتا یا سوار ہوتا تو اسکے سامنے ڈھول وتاس بجایا جاتا اور سات ہزار اسامی راجہ کی
خوابگاہ کی محافظت مین تعینات رہتے ایک گروہ راجہ کے دربار کا بڑا معتمد میر غضب
تھا راجہ کثرت حشم وخدم پر نہایت مغرور نہ کسی بادشاہ اولوالعزم کو خراج دیتا نہ انکی
اطاعت وفرمانبرداری کو سر جھکاتا القصہ خانخانان اور دلیر خان معہ لشکر کے چند روز
کرگاؤن مین رہے اور رعایا انکے انصاف سے اپنے گھرونمین آباد رہی انھون نے وہان
عالمگیر بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور راجہ کے مال وسامان کو ضبط کیا اور کل بندوبست
ملکی ومالی سے فرصت حاصل کرکے اطمینان سے بیٹھے اور اس فتح کی عرضداشت بادشاہ
کو بھیجی گئی بادشاہ کو نہایت مسرت ہوئی اور اسکے جواب مین بادشاہ نے ایک فرمان
مرحمت عنوان معہ خلعت کے بھیجا۔

اس اثنا مین برسات کا موسم آگیا وہان کی بارش ممالک ہندوستان سے مقدار مین
زیادہ ہوتی ہے اب ہوا کا چلنا اور پانی برسنا شروع ہوا شدت بارش سے راستے

بند ہوگئے اور آسامی جنگل و پہاڑ سے مور و ملخ کی طرح نکل پڑے اور وہ مفسد بید غدغہ پانی پر مارے مارے پھرتے تھے اکثر موقع پاکر آتے اور حربے کرتے بارہا مقابلہ ہوا مگر وہ ہر بار مغلوب ہوے ایکبار جب سراندازخان اور محمد مراد بیگ کو کچھور کی تھانہ داری اور وہان کے مفسدونکی گوشمالی کو بھیجا گیا اور ان دونون مین باہم نا اتفاقی پیش آئی اور مراد بیگ اپنی خودرائی سے تنہا آگے بڑھ گیا اور آسامیون کا بیڑا آگیا اور اسنے بادشاہی بیڑے پر حملہ کیا اور مراد بیگ گھبراگیا اور معہ اپنے ہمراہیون کے کشتیون سے اوتر کر کنارہ پہونچا اور وہان سے ترمہانی چلا گیا اس اثنا مین **دلیر خان کے افغان** بغیر چند کشتیون کے اپنی شجاعت اور زور بازو سے دشمنون کیطرف دوڑے اور ان کشتیونمین جو قبضہ مین کرلی تھین دشمنون کے بیڑے سے ٹکراتے ہوے باہر نکلے اور دیولگانو پہونچے مگر کسی آسامی کی جرات انکی طرف نہ ہوئی اب بادشاہی بیڑے جسمین سامان رسد وغیرہ تھا آسامیونکے قبضہ مین آگئے اور انھون نے ملک مفتوحہ پر قبضہ کرلیا اور بادشاہی لشکر کے قبضہ مین صرف کرگاؤن اور متہراپور کے کچھ نرہا یہ امر بڑی وحشت کا باعث ہوا اسکے علاوہ رسد اور غلہ کے نرہنے سے اور بھی ملال تھا راجہ نے اپنا ایک مقرب جسکو بیدلی بھوکن کہتے تھے اسکو لشکر عظیم دیکر بادشاہی لشکر کے مقابلہ کو بھیجا اور کل ملک کے باشندون کے نام فرمان لکھا کہ کوئی شخص ہمارے بھوکن کے حکم سے ستابی

---

۱ چون میر منزل شیخانہ طرف مسکن اجہ برآورد از انتشار این خبر اسامیان چون مور و ملخ جوق جوق فراہم آمدہ شروع بشوخی زیادہ از حد نمودند و دلیر خان بتنبیہ انجماعہ پرداختہ ہزارہا ازان قوم شوم قتل و اسیری ساخت و خانخانان مقرر نمود کہ سر مقتولان را بر گردن اسیران بستہ در لشکر تشہیر نمایند ۱۲ صفحہ ۳۰ تاریخ محمد ہاشم خافی خان۔

۲ و بغیر چند کشتی از افغانان دلیر خان کہ بمجرد ظہور نوارہ تقسیم ان پردلان بہ نیروے بازوے جلادت ان سفاین بمیان نزاع مخالفان زدہ در فتند و بہ دیول گاؤن رسیدند ۱۲ منہ

نہ کرے اسکے بعد راجہ خود ولایت کامروپ سے اوترا اور قصبہ شولاکوری جو کرگاون سے چار منزل ہے اسمین اکر ٹھہرا اور بھوکن بھی نہر ولی کے کنارہ جو قریب متھراپور کے دریاے دہنک سے ملی ہے اور برسات کے موسم مین وہان ایک دریاے عظیم الشان ہوجاتا ہے آکر ٹھہرا اور تمام اس دیار کے لوگونکو طلب کیا اور وہان میدان حشر کیطرح مجمع اکٹھا ہوا اور نہایت جلد ایک دیوار بہت چوڑی ومضبوط تیس کوس تک بناکر تیار کی جسکا ایک کنارہ پہاڑ سے لگاکر دوسرا دریاے دہنک تک ملادیا تھا آسامیون نے کئی مرتبہ بڑی بڑی جمعتین اکٹھا کین اور دریا سے اوترکر دلیر خان کے لشکر پر شبخون مارنا اور نہایت سخت حملہ کرنا شروع کیے ایکمرتبہ دلیر خان خود سوار ہوکران ظالمون کے سر پہونچے[1] اور ایسی دلیری کو دخل دیا کہ بڑی بھاری جماعت کو تلوار کے گھاٹ اوتار دیا جس سے دوبارہ آسامیون کو دلیر خان کے لشکر پر حملہ کرنے کی ہمت نرہی بعض مرتبہ کالی گھٹا[2] ابر کی اوٹھ کر اس شدت سے برستین کہ پانی سوارونکے رکاب تک آجاتا اور جس طرح کہ کثرت اشکباری سے عاشقونکی آنکھون کو کھولنے کی فرصت نہین ہوتی ہے پانی ایکدم کو

[1] ودران شب تارہ دلیر خان کہ بذات نفس خود بدان تیرہ روزان مقابلہ کارزار اقتاد تردد رستمانہ وسعی بہادرانہ بظہور آمد بجنگ آسامیان رو بفرار آورد دلیر خان تاسہ گروہ میان آب وگل تعاقب پرداختہ بسیارے را بقتل رسانید و مراجعت نمود صفحہ ۳۰۰ خافی خان

[2] مقاہیر مقاومت فرجام چندین نوبت بجمعیت وہجوم تمام از آب گذشتہ بر لشکر دلیر خان شبخون آوردند آویزشہاے صعب کردند نوبتے آن خان شہامت شعار خود سوار شدہ بر آن مخذولان تاخت وجمعے کثیر را طعمہ حسام انتقام ساخت دیگر بار بہ لشکر او جسارت نہ نمودند۔ عالمگیر نامہ صفحہ ۸۸۰۔ چون بتخانہ لشکر شاہی بہ طرف سکن راجہ برآورد راجہ این خبر را بسامیان جوق جوق فراہم آمد شوخی زیادہ از حد نمودند دلیر خان ہزاران القوم قتل واسیر ساخت شاہنشاہ نامہ صفحہ ۴۶۳

بقوج سپہ سالار چند بار شبخونی نمودند از ہر دو طرف کشتہ شدند آسامیان بعد کشتہ واسیر گردیدن فرار نمودند و کردبر سر موضع چال در جان رنجیدند و بسیار کشتہ گردیدہ و فرہاد خان و وزخم برداشت و دلیر خان تاسہ کردہ دران لاوگل تعاقب نمود ۱۲ شاہنشاہ نامہ صفحہ ۴۵۷۔

مہلت نہ دیتا اس عرصہ مین بارش کی کثرت اور ہوا کی برودت سے تپ لرزہ اور سرسام کی وبا پیدا ہوگئی صدہا آدمی لشکر کے مریض ہوکر مرنے لگے حتے کہ ایک بڑی جماعت بادشاہی لشکر کی ہلاک ہوگئی اور دو لاکھ تیس ہزار آسام کے لوگ بھی مرگئے اس آفت سے غلہ اور چارہ اور دیگر ضروری اشیاء کا قحط پڑگیا راستہ کے بند ہوجانیسے جہانگیر نگر سے خبر کا آنا جانا بھی موقوف ہوگیا لشکر مین نہایت مصیبت و مشکل کا سامنا ہوا۔ اکیسو تہتر انبار غلہ کے تھے منجملہ انکے سولہ انبار لشکر شاہی کے قبضہ مین رہے باقی آسامی شبخون مارکر لے گئے اس زمانہ مین اوقات بسری کو یہی چاول تھے اور دیگر جنس عنقا تھی عرصہ تک لشکر کی گائین ذبح کرکے گذر اوقات کی گئی اور اس ملک کے پیداوار مین لیمون و نارنگی زیادہ پیدا ہوتے ہین وہ بھی کھاے گئے۔ ابتک بھوکن صلح کی استدعا کرتا تھا اب غلہ اور رسد کی کمی اور وبا کی زیادتی سے لشکر کی پریشانی اسنے دیکھی مخالفت پر آمادہ ہوا متھرا پور کی آب و ہوا کی خرابی دیکھکر وہانسے لشکر نے کوچ کیا اور ۱۳ سرم شنبہ جلوس کو کرگاؤن آیا اسامی اسبات سے اور بھی شرارتین کرنے لگے اور لشکر کو عاجز سمجھنے لگے وہ برابر حملے کرتے اور چھاپے مارتے بادشاہی لشکر مین رات بھر کوئی شخص آنکھ نہ جھپکاتا برابر بیدار رہتے ایکمرتبہ آسامیون نے بڑا ہجوم کیا اور چاندنی رات مین دلیر خان[1] اور راجہ سبحان سنگھ کے مورچونپر آکر جدال و قتال کرنے لگے

[1] نوبتے مقابہیر اجتماعے عظیم نمودہ در مہتاب شبے بمورچال دلیر خان و راجہ سبحان سنگھ آمدہ نائرہ جدال و قتال برافروختند و بجلے کثیر طعمہ مصمام انتقام مبارزان فیروزی مآل گشتہ خبر خذلان و نکال حاصلے بیدہ و خندند دلیر خان را از خیرگی و جرات آنہا عرق غیرت و شجاعت و دلیری حرکت نمودہ بتعاقب آن جسارت کیشان پرداخت و تا نالہ خنہ کار مفسد تیغ جلادت بخون بسیارے از ملاعین رنگین ساخت و پس از وقوع این معنی اسامیان ضلالت کیش سر از بھولے شبخون پرداختہ دیگر قدم جسارت بنزدیکی کرگاؤن نگذاشتند ۱۲ منہ عالمگیر نامہ

دلیر خان کو اوسوقت شجاعت کا جوش آگیا خود اونکے تعاقب کو
اوٹھ کھڑے ہوے اور نالہ زند کا تک اسامیون کو بھگاتے اور انکو اپنی تلوار سے
ٹکڑے کرتے ہوے لے گئے اور ان شریرون کو ایسی گوشمالی دی کہ دوبارہ انکو پھر
شبخون کی جرات نرہی اور کرگاون کے نزدیک قدم نرکھا جب کرگاون مین بھی امراض
وبائیہ پیدا ہوگئے تو بجز صبر وشکر کے کوئی چارہ نرہا وسط ماہ صفر مین بارش کم ہوئی
اور مخالفین جنگل اور درونمین بھاگ گئے غلہ وغیرہ کی رسد بھی آنے لگی راجہ جاکر کوہستان
کامروپ مین چھپا لشکر بادشاہی نے راستون کے کھلجانے سے آسامیون کو چار دنظر
سے نکالدیا اب پھر عنایت الہی سے اہل اسلام کا پیر مصیبت کی دلدل سے نکل آیا
اور مخالفونکے امید کی کشتی خشکی مین آگئی ۱۴ ربیع الثانی کو بادشاہی لشکر شہر کرگاؤنسے
نالہ زند کا جو پایاب ہوچکا تھا اور نہر ولی سے کہ وہ بھی پایاب تھی اوتر کر بجیدلی بھوکن کے
سر پر پہونچ گیا وہ ایک بڑا مجمع لیے ہوے پڑا تھا مگر خائف ہوکر بھاگا اور اوسکی
مورچال جو نہایت مضبوط تھی لشکر کے قبضہ مین آئی اور یہ نہایت عظیم فتح حاصل ہوئی
اسکے بعد آسامیونکو مایوسی ہوگئی اور ہمیشہ تک انکو اپنی کامیابی کی امید باقی نرہی ہرطرف
سے رعایا اطاعت وفرمانبرداری کرنے لگی اسکے بعد بجیدلی بھوکن جو نامی سردار اور
اس ملک کے بہادرون کا سرغنہ تھا راجہ سے رنجیدہ ہوکر معہ اپنے تین بھائیونکے
بادشاہی لشکر مین آگیا خانخانان نے اسکو خلعت عنایت کیا جسمین دھکدھگی وخنجر مرصع اور
گھوڑا تھا وہ نہایت خوش ہوا بھوکن کیوجہ سے چار ہزار جنگی اسامی لشکر مین آگئے اب
راجہ بہت گھبرایا اور اسکو اپنے سردارون کا اعتبار نرہا اکثر سردارونکے اہل وعیال
آہنی سیخون پر کھینچکر ہلاک کیے بھوکن کی نشاندہی سے راجہ کے اکثر ہاتھی دستیاب ہوے

اس عرصہ مین راجہ کے نکالنے کے لیے بادشاہی لشکر کامروپ کیطرف بڑھا مگر اتفاق سے خانخانان مرض الموت مین مبتلا ہوگیا اور اسکا آزار روز بروز بڑھتا گیا راجہ ہمیشہ صلح کے لیے اپنے سفیر بھیجکر عاجزی کرتا تھا مگر اوسکی استدعا قبول نہین ہوتی تھی اب راجہ[1] نے جانا کہ مین عنقریب گرفتار ہوجاونگا تو اُسنے دلیر خان کا توسل ڈھونڈھا اور اونکا دامن پکڑا دلیر خان نے راجہ کی عرضداشت پر توجہ کی اور خانخانان کو راضی کردیا، اجمادی الثانی کو لشکر موضع پتام مین پہونچا پتام درہ نامروپ کے برابر ہے وہان کا راجہ آسام کے راجہ کا عزیز تھا اسی جگہ راجہ آسام کے وکیل صلحنامہ کی شرطین طے کرنیکو آئے بعد گفتگوے دراز کے یہ امور[2] قرار پائے کہ بالفعل راجہ اپنی لڑکی اور راجہ پتام کی لڑکی اور بیس ہزار تولے سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولے چاندی اور بیس ہاتھی بادشاہ کو پیش کرے اور

[1] راجہ ضلالت آئین کہ ہموار بارسال سفراء وسیلہ امرا التماس صلح وطلب عفوی نمود وبقبول مقرون نیشد درینوقت کہ گرفتاری واستیصال خویش قریب الوقوع میدید بہ دلیر خان توسل جستہ ورا التماس مصالحت و اظہار عجز ومسکنت مبالغہ کرد وآن خان شہامت نشان بنابر صلاح وقت خانخانان را باین معنی راضی ساخت ۱۲- ۸۰۷ عالمگیر نامہ

[2] وپس از گفتگوے بسیار چنین قرار یافت کہ راجہ بالفعل صبیہ خود با دختر راجہ پتام وبست ہزار تولہ طلا ویک لک وبست ہزار تولہ نقرہ وبست زنجیر فیل برسم پیشکش وپانزدہ زنجیر فیل برائے خانان ودہ زنجیر فیل بجہت دلیر خان بفرستد ومتعاقب درعرض دو آزدہ ماہ سہ لک تولہ دیگر زنجیر فیل بسرکار بادشاہی واصل سازد وہر سالہ بست زنجیر فیل پیشکش می فرستادہ باشد وتا وصول تمہ پیشکش کہ ادائے آن در مدت دو الی ۴ ماہ مقرر شدہ بود چہار کس از عمدہ ارکان دولت وحکومت خود برسم گروگان ہمراہ لشکر ظفر پناہ بہ بنگالہ فرستد وفرزندان وعیال بدلی بھوکن بابرخے از رعایاے ولایت کامروپ کہ در کوہستان نامروپ ودیگر جبال محبوس بودند بہ لشکر ظفر اثر رساند ونیز مقرر شد کہ از سمت او ترکول ولایت ورنگ کہ کچھ برش گواہٹی وطرف دیگرش بدیاے الی برادی کہ از حوالی قصبہ ہر

پندرہ ہاتھی خانخانان کو اور پانچ ہاتھی دلیر خان کو نذر کرے اور اکیسال کے اندر تین لاکھ تولے چاندی اور نوے ہاتھی اور سرکار بادشاہی مین داخل کرے اور ہر سال بیس ہاتھی پیشکش سالانہ کے دار الخلافت کو بھیجتا رہے اور تا ادائے رقم پیشکش کے چار ارکان دولت اپنے بیٹونکو بطور ضمانت کے بادشاہی لشکر مین حاضر رکھین اور وہ بنگالہ تک لشکر شاہی کے ساتھ رہین اور بدلے بھوکن کے اہل وعیال اور کچھ رعایاے کامروپ جو ولایت نامروپ مین قید تھی لشکر بادشاہی مین پہونچائی جاے اور یہ امر بھی قرار پایا کہ اوتر کول سے ولایت دونگ تک جسکے ایک طرف گواہٹی ہے اور دوسری طرف اسکے دریاے آلی براری ہے جو حوالی قصبہ جھاہر سے گذرتا ہے اور دکن کول سے ولایت بیل تلی وڈومریہ کہ کبھی بادشاہی قبضہ مین نہ تھی ممالک محروسہ مین داخل کیجاوے چنانچہ ان امور کا عہدنامہ راجہ کیطرف سے اور قبولنامہ خانخانان کیطرف سے لکھا گیا اسکے بعد لشکر بادشاہی کی روانگی کا بندوبست شروع ہوا میر مرتضے کو لکھا گیا کہ توپخانہ اور دیگر اشیا جو کرگاؤن مین ہین اور وہ رعایا جو مسلمان وہندو ہے اور بنگالہ کے چلنے کو تیار ہے انکو لیکر لشکر گاہ کو آجاؤ اور ابن حسین کو تحریر ہوا کہ وہ بھی جنگی بیڑے اسباب اٹھانیکو کرگانو بھیجیے ۵ جمادی الآخر کو راجہ کے وکیل پیشکش معینہ مین سونا وچاندی اور راجہ آسام اور راجہ تپام کی لڑکیان اور ارکان دولت کے چار لڑکے بطور ضمانت کے کہ جو بنگالہ تک ساتھ جائین اپنے ہمراہ لاے الحاصل

تتمہ صفحہ ماقبل میگذرد متصل است از جانب کول ولایت بیل تلی وڈومریہ کہ بیگاہ در تصرف بندگان بادشاہی نبوده داخل پیشکش و جمعہ ممالک محروسہ باشده حد فاصل میان مملکت بادشاہی و ولایت آسام در جانب کرکول دریاے کلنگ و در اطراف کول دریاے آلی بہاری قرار یافت وعہدنامہ مشتمل بر تعہد این امور از جانب آسامیان و قبولنامہ از قبل خانخانان نوشتہ شد ۱۲ عالمگیرنامہ

۱۰ ماہ مذکور سنہ جلوس کو بعد صلح کے بادشاہی لشکر نے وہانسے کوچ کیا اور ۲۲ تاریخ کو لکھو گڈھ پہونچا وہان میر مرتضے تمام اشیا اور ایک خلقت کثیر لاکر موجود ہوا اور آگے بڑھنے کا قصد کیا کیونکہ موسم برسات کا سر پر آرہا تھا اور کل اہل لشکر وہانکے قیام سے گھبراکر بھاگنے کو تیار تھے اسلیے خانخانان معہ لشکر کے پیشتر بنگالہ کو روانہ ہوا اور دلیر خان معہ لشکر اور جنگی بیڑون کے بعرض وصول پیشکش جس مین ہاتھی وغیرہ رہگئے تھے ٹھہر گئے خانخانان حدود بادشاہی کو جو ابھی مقرر ہوے تھے دیکھتا ہوا موضع پانڈو مین جو قصبہ گواہٹی کے مقابل ہے اکر ٹھہرا وہان شاہی فرمان صادر ہوا کہ رشید خان کو ولایت نامروپ کا فوجدار مقرر کیا جاے چنانچہ حسب الحکم وہ وہان مقرر کیے گئے دوسرے روز دلیر خان آٹھ ہاتھی پیشکش کے لیکر آگئے اور وہان سے کل لشکر کوچ پر کوچ کرتا ہوا بنگالہ کو روانہ ہوا اور کوچ بہار کی دوبارا تسخیر کے لیے عسکر خان مقرر ہوے ۲ رمضان سنہ جلوس کو کہ لشکر سے دو کوس کے فاصلہ پر خضر پور رہا تھا کہ خانخانان نے انتقال کیا بنگالہ کے وقایع نگار کے ذریعہ سے عالمگیر نے

---

۱ دلیر خان را با اکثر لشکر و نوارہ بانتظار رسیدن برسے از فیلان پیشکش کہ ہنوز نرسیدہ بود در لکھو گڈہ گذاشتہ ۱۲ عالمگیر نامہ

۲ و روز دیگر دلیر خان از لکھو گڈہ رسیدہ ہشت زنجیر فیل کہ راجہ آسام از جملہ فیلان پیشکش بتعاقب ارسال داشتہ بود رسانید ۱۲ عالمگیر نامہ ۸۱۲

۳ اسمرقع پر دلیر خان کے دوست خانخانان کا مختصر حال لکھدینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ خانخانان کا نام میر محمد سعید اور خطابی میر جملہ معظم خانی خانخانان ہے یہ نہایت نیک نہاد و اقبالمند سردار تھا اصفہان کے اردستانی سادات سے تھا ایک الماس فروش نے اسکو پرورش کیا تھا اسنے اسکی کل املاک پاکر اپنی حسن لیاقت سے بادشاہی دربارون مین رسائی پیدا کی سلطان عبد اللہ قطب شاہ والی گلکنڈہ نے اسکی لیاقت و دولت دیکھکر اسکو اپنا وزیر مقرر کیا اور خطاب میر جملہ دیا اسنے عرصہ تک کمال خوبی سے انتظام کیا جب اسکے بیٹے محمد امین سے والی دکن برہم ہوا تو یہ آزردہ خاطر ہوکر اورنگ زیب کے توسل سے شاہجہان کے دربار مین

لاہور مین ۲۰ رمضان کو خانخانان کے رحلت کی خبر سنی نہایت افسوس کیا کیونکہ وہ نہایت کارگذار اور خیرخواہ سلطنت تھا ہر طرحسے اوسکی روح کو ثواب پہونچایا گیا اور

حاشیہ صفحہ ماقبل چلا آیا شاہجہان نے اسکے استقبال کو دانشمند خان کو بھیجا اسنے نذر مین ایک الماس قیمتی دو لاکھ کا اور ہاتھی وغیرہ سولہ لاکھ کی پیشکش بادشاہ کو نذر دی شاہجہان نے شش ہزار سوار کے منصب سے سرفراز کرکے معظم خان خطاب و پانچ لاکھ روپیہ اور قلمدان مرصع وزارت کا مرحمت کیا اور اوسکے بیٹے محمد امین کو دو ہزاری منصب اور خطاب خانی سے سرفراز کیا اسی زمانہ مین سعد اللہ خان کا انتقال ہو گیا تھا اسلیے بادشاہ نے راجہ رگھناتھ جسمین سعد اللہ خان کی تربیت کا اثر تھا اور چندر بھان جو فاضل خان کی تربیت یافتہ تھا مقدمات وزارت پر مدد گار کیے۔ بعدہ اورنگ زیب کے ساتھ دکن کی مہم پر یہ مقرر ہوا اور وہان اسنے کارنمائی کی اور جاگیر پائی۔ جب اورنگ زیب نے باپ کی علالت مین اسے مصلحتاً نظربند کیا تو شاہجہان نے اسکے بارہ مین بیٹے کو لکھا (کہ ازبازپرس روز جزانہ اندیشیدہ) اس بیگناہ کو قید کیا جنگ کجوہ مین عالمگیر نے اسے طلب کیا اور اپنے پیچھے خاصہ کا ہاتھی مرحمت کیا اس جنگ کے فتح مین ہفت ہزاری منصب اور دس لاکھ روپے سے سرفراز کیا بعدہ شجاع کے تعاقب کے لیے بنگالہ گیا اور وہان فتحیابی حاصل کرکے خطاب خانخانان و جاگیر پائی بعدہ آسام کی مہم سر کی وہان کی رودات آب و ہوا سے علیل ہوا ۱۸ ربیع الثانی کو یہ دریاے دہنک کے پاس آسامیون کا مورچہ دیکھنے گیا یکبارگی اسکو غش آگیا گھوڑے سے اوتر کر تکیہ لگایا اور ایک گھنٹہ بیہوش رہا بعدہ خیمہ گاہ کو آیا اس حالت مین فوج نے کہا کہ ابکی برسات کو بھی اگر لشکر آسام سے نہ جانے پایا تو ہم خود جدا ہو کر بہان سے بنگالہ چلے جائینگے اس دل آزار فقرہ سے اسے اور روحانی صدمہ ہوا آخر کار واپسی لشکر مین وہ ۲۰ رمضان بروز چہارشنبہ ۱۰۷۳ ہجری مطابق ۱۶۶۳ جلوس کو انتقال کر گیا یہ امیر نہایت عظیم الشان صاحب وقار و وراندیش اہل قلم اور صاحب علم تھا دونون جوہر اسکے ہاتھ مین تھے کوئی امیر قریب العہد اسکا مقابل نہ تھا اور کشور کشائی مین نہایت فتح نصیب تھا قصبہ تلنگانہ دکن مین اسکی یادگار ہے حیدرآباد مین اسکے نام کا تالاب دبلغ و حویلی مشہور ہے۔

+ + + + + + + + + +

اسکے بیٹے محمد امین خان میر بخشی کو مورد اکرام کیا گیا اسکے بعد لشکر بنگالہ پہونچا اور وہان دلیر خان کے نام فرمان بادشاہی طلبی کا پہونچا اور وہ حسب الطلب[1] بنگالہ سے دار السلطنت کو آئے اوسوقت دلیر خان نے بادشاہ کو ہاتھی اور نو گھوڑے ٹانگن نذر دیے بادشاہ نے دلیر خان کو خلعت پہنوایا اور انکو اپنے ہمچشمون مین نہایت اعزاز و افتخار حاصل ہوا اسکے بعد دلیر خان[2] کو اونکی جاگیر پر جانے کی اجازت دیگئی اور رخصت کے وقت بادشاہ نے ایک گھوڑا جسکا ساز طلائی تھا انکو عنایت کیا اور یہ زمانہ عالمگیر کے ساتوین سال جلوس اور اڑتالیسوین برس عمر کے جشن کا تھا اور ماہ ذیقعدہ ۱۰۷۴ھ تھے۔

نواب دلیر خان کا معہ راجہ جے سنگھ کے دکن جاکر سیواجی مرہٹہ کی مہم فتح کرنا

سیواجی نے جب ملک دکن مین قزاقی کا پیشہ اختیار کرکے لوٹ مار مچائی اور سلاطین دکن بوجہ ضعف سلطنت کے اوسکے مقابلہ سے عاجز آگئے تو اسنے اعلانیہ غارتگری کرکے اپنے ملک کے حدود وسیع کرلیے اور بہت سے قلعے چھینکر راجہ بن بیٹھا ایک بڑی جماعت اُسکے پاس ہوگئی اور چونکہ اسکی ولایت دریا

---

[1] دلیر خان بموجب ایفاے طلب از بنگالہ رسیدہ و بدولت زمین بوس فایز گردیدہ یک زنجیر فیل و نہ اسپ و ٹانگن برسم پیشکش گذرانیدہ بعطاے خلعت کسوت افتخار پوشیدہ ۱۲۰۔ ۸۵۸ عالمگیر نامہ

[2] دلیر خان بعنایت اسپ با ساز طلا مباہی گشتہ رخصت جاگیر یافت ۸۶۰ عالمگیر نامہ

سمندر پر واقع تھی اسلیے بعض بندر جو اسکے قریب اور تصرف مین تھے وہان جو جہاز
لجاتا اسکو موقع پاکر غارت کرلیتا ایک مرتبہ ایک عظیم الشان جہاز طوفان مین پڑجانیسے
کنارہ پر آگیا اسنے اسکا کل مال لوٹ لیا اور اوسمین جو لوگ تھے وہ اکثر مسلمان
تھے سیواجی نے ان سبکو قید کرلیا اور طرح طرح کی انکو ایذائین پہونچائین چنانچہ
اسکے ثبوت مین علاوہ فارسی تاریخونکے مسٹر ڈی لافوز ام اے ہسٹری انڈیا مین
جو بزبان انگریزی انٹرنس کورس مین داخل ہے یون لکھتے ہین کہ ۱۶۶۴ء مین شہر
سورت پر حملہ کرنے کے بعد سیواجی نے اپنے آپ کو راجہ کہلانا شروع کیا چونکہ اسلیے
کی غارتگری سے اسکو بہت بڑی دولت حاصل ہوگئی تھی اسوجہ سے اسکی قوت اور
زیادہ بڑھ گئی اسلیے اسنے ظاہر طور پر اسلامی سلطنت کی توہین شروع کی اور بعد غارتگری
شہر سورت کے حاجیونکے جہازونکو جو بندر سورت سے روانہ ہوا کرتے تھے غارت
کیا یہ ایسی بات نہ تھی کہ عالمگیر کے غصہ کی آگ کو مشتعل نہ کردیتی اسلیے اسنے
ایک بڑی فوج راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کے زیر فرمان روانہ کی ایک مختصر سی
لڑائی کے بعد سیواجی نے شکست پائی اور مغلوب ہوکر صلح کی عہدنامے کے یہ شرائط
قرار پائے کہ بیس قلعے وہ سلطنت مغلیہ کو دے اور سلطنت بیجاپور کے مقابلہ مین معہ
اپنی فوج کے مغلونکی شرکت کرے اسکے عوض مین چند اضلاع سے اسکو چوتھ
لینے کی اجازت دیگئی اور اسکے لڑکے کو فوجین پانچہزار سوارون کا افسر بنایا گیا
انگریزی تاریخ کے علاوہ اردو فارسی تاریخونسے بھی کچھ مختصر حال سیواجی کا یہان پر
لکھدینا مناسب معلوم ہوتا ہے سیواجی کی حالت کچھ عجیب مکر و فریب کی تھی کبھی
وہ عالمگیر سے لڑرہا ہے اور کبھی عالمگیر کیطرف سے وہ عادل شاہ کے قلع قمع کرنیمین

مصروف ہے کبھی دہلی آیا اور پھر چالاکی سے نکل گیا عجیب بہادر و چالاک آدمی تھا مگر محض ناخواندہ اپنا نام بھی نہین لکھ سکتا مسلمانون سے سخت تعصب رکھتا تھا اسکی اصلیت یہ ہے کہ بھوسلہ ایک خاندان کا لقب تھا باپ جی اوس قوم کا ایک شخص تھا جو دیوگڈہ عرف دولت آباد مین رہتا تھا اسکے بیٹے مالوجی کے کوئی اولاد نہ تھی احمد نگر مین ایک فقیر شاہ شریف تھا اسکی دعا سے مالوجی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام فقیر کیوجہ سے شاہ جی رکھا گیا۔ مالوجی ایک چالاک سلحدار تھا جسنے حسن خدمتگذاری سے جادو رائے کی بیٹی سے اپنے بیٹے کی شادی کرلی اس بیوی سے شاہ جی کے گھر سیواجی پیدا ہوا جب سیواجی کی مان شاہ جی سے ناراض ہوکر اسنے دوسری شادی کرلی تھی اپنے میکہ پونہ چلی آئی تو سیواجی ساتھ تھا۔ سیواجی کی پیدائش کا زمانہ ۱۶۲۷ء ہے اسوقت مین تین سلاطین کا تخت دکن مین ڈگمگا رہا تھا اور مغلون کے ہاتھ سے اسکی مان ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین لیے پھرتی تھی آخر کو وہ گرفتار ہوگئی سیواجی کو سپاہگری کے فن کی تعلیم ایک برہمن نے دی تھی پہلے سیواجی بڑا شکاری تھا اسکے بعد لٹیرون کی صحبت سے وہ لوٹ مار کرنے لگا اسکے بعد ایک جماعت پیدا کرکے شہر اور قلعو پر حملہ کرنا شروع کیا۔ مرہٹون کی ترقی کا زمانہ عالمگیر کے عہد سے شروع ہوا پہلے سلاطین دکن مرہٹونکو بطور کمک کے ملازم رکھ لیا کرتے تھے اور بطور بقاعدہ فوج کے انسے مدد لیتے تھے جب سیواجی نے بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے اور وہ دارالسلطنت سے دور ہونیکی وجہ سے اکثر بیجر قلعہ دار کے فوج سے خالی رہتے تھے انکو اپنے قبضہ مین کیا اسپر والی بیجاپور نے سیواجی کے باپ شاہ جی کو قید کردیا باپ کے قید کے زمانہ تک یہ بلا لوٹ مار خامش

بیٹھا۔ باپ کی رہائی کے بعد اوسنے افضل خان میر لشکر بیجاپور کو دھوکہ سے مار لیا اور راجگڈہ کو اپنا راجدھانی بنایا اوسوقت علی عادل شاہ فوج لیکر آیا اور اسنے اسکے قلعے اور بہت سا مفتوحہ ملک چھین لیا سیواجی اسکے مقابلہ کی تاب نہ لایا اورنگ زیب اس عہد مین دکن کا ناظم تھا سیواجی سلطنت مغلیہ کا ادب کرتا تھا جب شاہجہان کی علالت سے شاہزادونمین باہمی جنگ وجدال ہوا اور اورنگ زیب دکن سے دارالسلطنت دہلی چلا آیا تو اسنے مہلت پاکر شاہی حدود مین دست اندازی شروع کی اور رات کے وقت قلعہ جنیر کو جو بادشاہی سرحد پر تھا حملہ کرکے خوب لوٹا سیواجی نے اورنگ زیب کے معاملہ مین بڑی غلطی کی اوسکی زور وقوت وعقل وسپاہ کا ٹھیک تخمینہ نہ کیا پیشتر عالمگیر نے اپنے ماموں شایستہ خان امیرالامرا کو سیواجی کی تنبیہ کو بھیجا چنانچہ سنہ ہجری مین امیرالامرا نے قصبہ سوپہ اور قلعہ چاکنہ کو فتح کرلیا اور سیواجی امیرالامرا کے خوف سے بھاگتا پھرا۔ امیرالامرا قصبہ پونہ مین اس حویلی مین جو سیوا کی بنائی ہوئی تھی مقیم تھا مگر ایک رات کو وہ ایک مصنوعی بارات مکر سے لایا اور امیرالامرا پر چھاپہ مارا امیرالامرا زخمی ہوا اور اوسکا فرزند ابوالفتح ہلاک ہوا سیواجی نے شہر سورت کو جسے اس زمانہ مین باب الحج کہتے تھے خوب لوٹا اور حاجیون کے جہاز کو غارت کرنا شروع کیا اور بالکل بے امنی پھیل گئی اسلیے عالمگیر کے آتش غضب کا شعلہ بھڑک اوٹھا اور اسنے پیشتر راجہ جسونت کو سیواجی کے استیصال کو بھیجا جب اوسسے خاطرخواہ یہ مہم سر نہ ہوسکی تو بادشاہ نے راجہ جے سنگھ اور دلیرخان کو اوسپر مسلط کیا کیونکہ راجہ جے سنگھ نہایت تجربہ کار وہوشیار سردار تھے انکے پاس پاس لشکر کی جمعیت بھی زیادہ تھی اور دلیرخان شجاعت اور دیانت مین امرائے

نامدار سے تھے منتخب کیئے گئے اور چند امرا بھی اس مہم کے لیے انکے ساتھ مامور ہوے اوس زمانہ مین دلیر خان اپنی جاگیر پر تھے انکے نام بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ سیواجی کی گوشمالی مابدولت کو منظور ہے تم اپنی جاگیر سے جدا ہو کر اس مہم کیطرف روانہ ہوا اور راجہ جے سنگھ سے مل لو چودہ ہزار سوار اس مہم کے لیے مقرر کیے گئے اس عرصہ مین بادشاہ کے وزن کا جشن منعقد ہوا دلیر خان کو خلعت و ہاتھی بھیجا گیا القصہ حسب الحکم دلیر خان اپنی جاگیر سے دکن کو روانہ ہوے جو لشکر کہ سیواجی کی مہم کے لیے مقرر ہوا تھا وہ ۱۹ ربیع الاول سنہ جلوس کو دارالخلافت سے دکن کو روانہ ہوا اور ۴ شعبان کو اورنگ آباد دکن پہونچگیا وہان شاہزادہ محمد معظم جو ناظم دکن تھا اوسکی خدمت مین حاضر ہوا چار روز وہان قیام کر کے ۸ ماہ مذکور کو وہان سے پونہ کو روانہ ہوا اور ۲۵ تاریخ کو قصبہ پونہ مین پہونچگیا اور مہاراجہ جسونت سے حسب الحکم بادشاہ کے مہاراجہ جے سنگھ نے کل سامان و اختیارات کا چارج لیا اسکے بعد وہان کا انتظام شروع کیا گیا قطب الدین خان کو سات ہزار سوار دیکر قلعہ چنیر کیطرف بھیجا گیا اور قلعہ لوہ گڈہ مین تھانہ بٹھلایا گیا اور تین ہزار سوار وہان تعینات کیے گئے اور جہان جہان کہ غنیم کے غلبہ کا گمان تھا وہان لشکر مقرر کیا گیا احتشام خان کو چار ہزار سوار پونہ کی حراست کے واسطے دیے گئے ان سب

حاشیہ صفحۂ ماقبل ۵۱ راجہ جیسنگھ چندے از امرائے نامدار و عمدہاے ہندوستان سپہ مدار مثل دلیر خان و داود خان و زبردست خان و رایہ جہان سنگھ و رائے سنگھ وغیرہ قریب چار دہ ہزار بودند بتقدم این خدمت تعین نمودہ وہ بدان صوب مرخص کردند۔

۵۱ دریں گیتی مطاع بنام دلیر خان و احتشام خان و برہنے دیگر کہ در محال تیول خویش بودند بغرصہ در پیوست کہ از انجا عازم مقصد گشتہ براجہ پیوستند ۱۲۔ ۸ ۶۸ عالمگیر نامہ

۵۲ بجہت دلیر خان خلعت و یک بنجیر فیل و برائے احتشام خان خلعت مرسل گشت ۱۸۱ عالمگیر نامہ

انتظامات کے بعد یہ راے قرار پائی کہ قلعہ پورندھر اور رورمال جو سب سے بڑے قلعے سیواجی کے ہین پہلے فتح کیے جائین یہ دونون قلعے ایک پہاڑ کی بلندی پر واقع تھے ۲۲ رمضان المبارک کو یہ لشکر جسجگہ سے کہ ساسور یک منزل کے قریب تھا پہونچا دلیر خان جو مقدمتہ الجیش فیروزی تھے اپنی فوج دتوپخانہ لیکر قلعہ کیطرف سب سے پیشتر روانہ ہوے چونکہ زمین کتل دار و دشوار گذار تھی اسکو طے کرکے ساسور مین پہونچے اسکے بعد ہی آگے بڑھے اور اوترنیکے خیال مین تھے انکے سوار کھڑے ہوے اچھی پڑاؤ کیلئے جگہ تلاش کر رہے تھے کہ غنیم کی فوج نمودار ہوی اور قریب آکر لڑنے لگی دلیر خان نے پہلے اپنی فوج کو ترتیب دیا جب کل فوج درست ہوگئی اسکے بعد مرہٹہ کی فوج پر حملہ کردیا وہ اُنکے حملہ اور مقابلہ کی تاب نہ لائی اور پہاڑ

لہ و در سال ہفتم دلیر خان بہراہی راجہ جیسنگھ باستیصال سیوا بھونسلہ کہ ریشہ استقلال در سرزمین دکن فرو برد تباخت و تراز غبار شورش بر انگیختہ بود دستوری یافت و چون راجہ در سال ہشتم بانتزاع قلاع سیواہمت برگماشت و اقصبہ پونہ بکشایش قلعہ پورندھر و رورمال روانہ گردید دلیر خان کہ مقدمتہ الجیش فیروزی بود با فوج ہراول و توپخانہ منصور پیشتر روانہ شد از کتل ساسور گذشتہ نزدیک بدان مکان در صدد نزول بود کہ ناگاہ فوجے از اعادے نمودار گشتہ غبار انگیز پیکار شد آن خان شہامت پرور سپاہ ظفر اثر را تو زک کردہ بر آن جسارت کیشان حملہ آور شد آنہا بحملہ بہادرانہ تاب مقاومت نیاوردہ جنگے بگریز کردہ بجانب کوہے کہ آن ہر دو قلعہ برفراز ان بود کشید دلیر خان جنگ کنان و خصم افگنان بدآن کوہ برآمد و بسیارے را طعمۂ شمشیر گردانیدہ و معمورے کہ در کمر کوہ بود و آنرا ماچی گویند آتش زدہ بعزم محاصرہ پیش رفت چون مردم ہر دو حصار برق افروز توپ و تفنگ گشتہ خان مذکور پایہے ہمت نہ کشیدہ بیاوری شہامت و بسالت متصل حصن پورندھر سیدہ بعجالتہ مورچال بست و چون چندے در محاصرہ ہر دو حصار بہ نبرد ارالی و ہنگامہ افزاہی گذشت یک برج قلعہ رورمال بصدمات متواتر توپہا بانہدام یافت۔ از مآثر الامرا و عالمگیر نامہ

کیطرف جدہر قلعے تھے جنگ فرار آمیز کرتی ہوئی بھاگی دلیر خان اس فوج
کو مارتے اور سپا کرتے ہوے دامن کوہ تک پہونچے بہت سی جماعت دلیر خان
نے اور اونکے بہادرون نے قتل کرڈالی کچھ لوگ قلعہ کے حصار مین جاکر پناہ گزین
ہوے اور جو باقی تھے وہ ادہر اودھر بھاگ گئے دلیر خان معہ اپنی فوج کے پہاڑ
کی بلندی پر چڑھ گئے اور کمر کوہ پر ایک آبادی تھی جسے وہانکے لوگ باچی کہتے تھے
اوسمین آگ لگادی اور قلعہ کے محاصرہ کے لیے آگے بڑھ گئے ان دونون قلعون مین
جو لوگ محصور تھے اونہون نے توپ وتفنگ کے گولے اور بان وغیرہ کی آگ
برسانا شروع کی مگر دلیر خان نے اپنی خداداد ہمت سے اوس جلتی ہوئی آگ
سے اپنا قدم نہ ہٹایا اور غیر معمولی جرات سے قلعہ پورندہر کے نزدیک پہونچ گئے اور
نہایت جلدی سے مورچہ باندھ دیا اسکے بعد اور بادشاہی لشکر دوڑکر دلیر خان کے
لشکر کیطرف آیا دلیر خان نے اپنی سپاہ اور دونون بھتیجے غیرت خان ومظفر خان
اور دوسرے افغانون کو لیکر قلعہ رورمال کے پاس مورچال باندھی اور آتش خان
میر آتش کو معہ توپخانہ کے لیکر دونون حصارون کا محاصرہ شروع کیا راجہ جیسنگھ دوسرے
روز جسجگہ کہ ٹھہرے تھے وہان سے کوچ کرکے ساسور آے اور قلعہ سے دو کوس کے
فاصلہ پر پڑاو ڈالا اور مورچے دیکھکر اپنے قیامگاہ کو واپس گئے کمک کی خبرگیری اور
دیگر انتظام مین مصروف ہوے اس عرصہ مین احتشام خان جو نہایت کارگذار اور بہادر
سردار تھے اور پونہ کے تھانہ داری پر معہ لشکر کے متعین تھے قضا کر گئے وقائع نگار
نے بادشاہ کو اطلاع دی اور بجاے اونکے فہاد خان پونہ کے محافظ مقرر ہوے رات
دن شاہی لشکر اور مرہٹونسے لڑائی برپا رہتی تھی ادہر سے بہادر بڑھتے اور ادہر سے

اہل قلعہ ہٹانے کی کوشش کرتے تھے اسی حقاش مین ایک برج قلعہ رو رمال کا جسپر برابر گولہ باری ہو رہی تھی ٹوٹ گیا **دلیر خان** اپنی فوج کو ترغیب دیکر ۶ شوال کو اس قلعہ کے برج پر چڑھالے گیے جو لوگ کہ اس برج کی محافظت کرتے تھے وہ انکے مقابلہ کی تاب نہ لاسے اور گھبراکر اس برج کے مقابل ایک گھیرا تھا اسکے اندر گھس گئے **دلیر خان نے اپنا جھنڈا برج کی بلندی پر گاڑ دیا** محافظون نے **پناہ مانگی** اس یورش مین چار آدمی دلیر خان کے زخمی ہوے اور سات آدمی مخالف کے جان سے مارے گئے اور چار شخص غنیم کے زخمی ہوے جب راجہ جے سنگھ کو یہ معلوم ہوا تو انھون نے اپنے بیٹے کیرت سنگھ کو ایک بڑی جماعت راجپوتون اور پچھانون کی دیکر بھیجا کہ دلیر خان کے لشکر مین پہونچکر انکے افغانونکے ساتھ ہوکر حصار کی تسخیر مین کوشش کرو ہر روز حصار پر جدال و قتال رہا کرتا تھا اور توپخانہ کے آلات سے اہل قلعہ کو تنگ کیا جاتا تھا جب محافظون نے دیکھا کہ ہم مین محافظت اور مقابلہ کی تاب نہین ہے تو انھون نے نہایت خوشامد اور عاجزی سے پناہ مانگی اور قلعہ کے باہر آکر **دلیر خان کے پاس حاضر ہوے** اب یہ قلعہ فتح ہوکر بادشاہی بہادرون کے ہاتھ آگیا **دلیر خان نے** اس گروہ کے **دو سردارون کو جو قلعہ دار تھے خلعت دیا** اور انکو معہ دیگر ہمراہیون کے راجہ کے پاس بھیجدیا راجہ نے بھی چند شخصونکو خلعت دیکر اور انکے ہتیار لیکر سبکو انکے وطن چلے جانیکے لیے

---

۱ دلیر خان مردم خود را تحریص بیورش نموده بر فراز ان برج بر آورده محافظان بزینهاره را آورده ند ۱۲

۲ درین یورش و آویزش چهار کس از تابینان دلیر خان بیکبر مردمی بزینت زخم آراسته ۱۲

۳ و از روز مصوران از قلعه بیرون آمد دلیر خان ملاقی شده و از طرقه کوره دو سردار را دلیر خان خلعت داده با دیگر همراهان پیش راجه فرستاد ۱۲

رخصت کر دیا اُس قلعہ کی فتح مین کل پچاس سوار اور تیس پیادے پادشاہی لشکر کے کام آے اور تیس سوار اور ستر پیادے زخمی ہوے اس فتح کے بعد داود خان کو معہ چند سردارون کے سات ہزار سوار دیکر سیواجی کے ملک کی تاراجی کے لیئے بھیجا گیا قطب الدین خان نے جنیر سے اور لودیخان نے تلوکن سے غرضکہ سب نے ملکر ہر طرف سے ان ڈاکوون کو دبایا اور انکو پریشان کیا اور انکے مویشی گرفتار کیے تاکہ سیواجی ہر طرف سے عاجز آکر پناہ مانگے اور وہ رعایا کہ تمام بدچلن اور بدطریقہ تھی گوشمالی پاے ۔ بندگان خدا کو ایذا نی اور غارتگری سے نہ ستاے ایک رات مخالفین نے دوسرے قلعہ سے نکلکر بادشاہی لشکر پر چھاپہ مارا کیرت سنگھ معہ اپنے لشکر کے ہوشیار تھے وہان انکی نہ چلی رسول بیگ معہ ہمراہیونکے غافل پڑا ہوا تھا مرہٹون نے اسکے ایک شخص کو ہلاک کیا اور چودہ شخصونکو زخمی کیا جب شور وغل کی آواز بلند ہوئی زبردست خان[1] اور محمود ملازم دلیر خان کا اور دلیر خان کے دوسرے اعیان پہونچگئے اور اون سے لڑنے لگے چار آدمی مخالف کے قتل کر ڈالے اور بہت سے مرہٹے زخمی کیے باقی اپنی جان بچاکر بھاگے اور قلعہ مین جاکر دم لیا اسکے بعد پھر ایک گروہ اوسی فریق کا اپنے مقتولون کی نعشین اوٹھانیکو قلعہ کی کھڑکی سے باہر آیا مگر سطرف مورچہ پر دل خان اور سوبھکر بندیلہ کا تھا اونھون نے انکو بھگایا اس چپقلش مین آٹھ آدمی مخالف کے زخمی اور چار آدمی جان سے مارے گئے اور بہت سے زخم کھاکر بھاگے داود خان راجہ رامے سنگھ جو ملک کی خرابی کے لیئے گئے تھے وہ ۲۱ شوال کو نواحی رو ہیرہ اور

[1] زبردست خان زور جال خود و محمود ملازم دلیر خان بامیے ازان خان شہامت نشان سیہ و چہار تن آوردہ بودند و چہار تن اطعہ
صمصام اقتدام ساخت بسیارے مجروح و خستہ گردانیدند دقیقہ سیف نیم جانے برآوردہ بہ پناہ قلعہ در رفتند ۱۲ کے از تابیان فرنگی جان گذشت

قلعہ راجگڈھ کے قریب پہونچگئے پچاس گاؤن اون موذیون کے برباد کیے اور چار موضع
جنکے باشندے لڑنیکو آے تھے وہ بھی خاک سیاہ کیے اور قلعۂ کنواری اور قلعہ لوہ گڈہ
وغیرہ کیطرف بھی جاکر تاخت وتاراجی کیگئی اور اس نواح کے شریر رعایا کی گوشمالی
کرکے قریب تھبہ پونہ کے جاکر قیام کیا اور چودہ روز کے قیام کے بعد داؤد خان جب
اس اطراف کو خراب کرچکے تو ۴ ذیقعدہ کو لشکر گاہ واپس آے کچھ باغی لوہ گڈہ کی
چوٹی پر جمع ہوکر لڑائی کو آمادہ ہوے قطب الدین خان نے وہان پہونچکر خوب انکی سرکوبی
کی کچھ قتل ہوے اور کچھ بھاگ گئے جو لوگ کہ لشکر کی قید مین آے وہ تعداد مین تین سو
مرد وعورت تھے اور قریب تین ہزار کے انکے مویشی گرفتار کرکے لاے گئے قلعہ
زر ومال تو فتح ہوچکا تھا اب قلعہ پورندہر باقی تھا اور اسپر دمدمہ بنایا جاتا تھا چنانچہ
۲۴ ذیقعدہ کو دمدمہ بنکر تیار ہوگیا اور سفید برج کے مقابلہ مین دمدمہ پر توپخانہ لگایا گیا اور
اوسپر سے لڑائی شروع ہوئی اودہر سے اہل قلعہ بھی لشکر کے دفعہ کرنے پر آمادہ ہوے
پہلے **دلیر خان** کی **سپاہ** معہ اور بہادرون کے مورچال پر پہونچگئی اور انکے
پیچھے زبردست خان برادر **دلیر خان** اور آتش خان داروغہ توپخانہ پہونچے اور ہنگامہ
جدال وقتال کا گرم ہوا طرفین سے مردباڑی کی خوب کوشش ہوئی اس جنگ مین دلیر خان
کے لشکر کا ایک شخص اور راجہ جے سنگھ کا ایک عمدہ ملازم بھوبت سنگھ جو پانسو آدمیونکا
سردار تھا مارا گیا اور بہت سے لوگ فریق مخالف کے مارےگئے اسوقت[1] **دلیر خان**
دمدمہ کے پاس کھڑے ہوے اپنی فوج کو تاکید جنگ کی کررہے تھے اور آگے انکو

[1] دلیر خان متصل دمدمہ ایستادہ تاکید جنگ وکارزار وقیام پیش بردکار میکرد ہمہ صدمات توپخانہ وبرج سفید شکست وریخت دیخت
بسیار راہ یافتہ مبارزان نصرت نشش مکرر یورش کردند وتوڑا بپاے برج رسانیدہ شروع درکاوش آن نمودند عالمگیر نامہ صفحہ ۸۹۰

بڑہاتے تھے اور قاعدے سے لڑاتے تھے توپخانہ کے صدمے سے سفید برج
ٹوٹ گیا اور اوسمین بہت سے سوراخ پڑ گئے اُسحالت مین بہادرون نے مکرر یورش
کی اور برج سفید کے پاس پہونچگئے مرہٹون نے یہ تدبیر سوچی کہ سفید برج اور سیاہ برج
کے درمیان مین باروت بچھادی کہ اگر بادشاہی بہادر غلبہ پاکر برج سیاہ کیطرف آئین
تو باروت مین آگ لگاکر اونکو اوڑادین لیکن آپہی آدمی اُسمین خود اُنکے اوڑ گئے بادشاہی
لشکر چاہتا تھا کہ برج سیاہ بھی اسیوقت لے لین مگر شام ہوگئی اور دونون برجونکے
درمیان کچھ نشیب تھا وہان جلتی ہوئی آگ دیکھی اس سے بچکر سفید برج کے پاس رچہ
باندھا مخالف برج سفید سے مجبور ہوکر ہٹگئے اور برج سیاہ مین چلے گئے اب برج سفید
بھی بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آگیا اور توپین برج سیاہ پر لگالی گئین اور دونون برجونکے
درمیان جو نشیب تھا پاٹنا شروع کیا مٹی اور پتھر سے پانچ چھ روز مین وہ نشیب پاٹ دیا
گیا اور اوسکو بلند کرکے اوسپر توپین لگادی گئین اور برابر اوسپر گولہ باری کیجاتی تھی جس سے
اس برج مین بھی سوراخ ہوگئے اہل قلعہ نے اُس برج کو معہ ایک دوسرے برج کے
جو اسکے قریب تھا خالی کردیا اب یہ دونون برج بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آگئے یہحال
دیکھکر سیواجی نے جانا کہ عنقریب قلعہ پورندھر بھی فتح ہوا چاہتا ہے اور بہت سے عزیز
واقارب اور دیگر آدمی میرے اوسمین جو محصور ہین وہ سب قید ہوجائینگے اور اسکے بعد
راجگڈھ جسمین میرے اہل وعیال وسامان ومال ہے وہ بھی جبروقہر سے بادشاہی بہادر
چھین لینگے اسوجہ سے اُسنے راجہ جے سنگھ کے پاس عاجزی سے آدمی بھیجنا شروع کیے
اور آخر مین ایک پنڈت جسکا وہ بہت معتقد تھا راجہ کے پاس بھیجا اور امن کا مستدعی
ہوا راجہ نے جواب دیا کہ اگر وہ راستی وعاجزی سے بے ہتیار مجرمون کیطرح یہان آئے

تو امان دیجائیگی ، ذی العجہ کو سیواجی معہ چند آدمیونکے جسطریقہ سے کہ آنا قرار پایا تھا راجگڈہ سے روانہ ہوا۔ راجہ کے پاس یہ خبر رات کو پہونچگئی کہ کل سیواجی آنیوالا ہے راجہ نے علی الصباح **دلیر خان** سے جو عرصۂ کارزار مین پیش قدم اور حصار کے بہت قریب پہونچگئے تھے یہ کہلا بھیجا کہ آج کوشش بلیغ کرکے آگے بڑھجانا چاہیے **دلیر خان** نے اوسوقت زیادہ اہتمام شروع کیا اور دشمن کو مارتے ہوے آگے بڑھگئے دشمن یہ حال دیکھکر تمام حصار سے نکل پڑے اور بادشاہی فوج کے ہٹانیکی کوشش کرنے لگے **دلیر خان** نے ایسے متواتر حملے کیے کہ انکو پسپا کرتے ہوے قلعہ کے دروازہ کے پاس ہٹالیگئے اور **ساٹھ آدمی تلوار سے قتل کیے گئے اور اور بہت سے زخمی ہوے** اس ہنگامہ مین کچھ آدمی دلیر خان کے بھی زخمی ہوے اور کچھ کام آے اسوقت راجہ کا لڑکا کیرت سنگھ بھی دلیر خان کے ساتھ تھا اسکے آدمی بھی کچھ زخمی ہوے اور کچھ کام آے اس حال مین کہ ہنگامہ جدال وقتال کا گرم تھا راجہ ہر ساعت خبر منگاتا تھا کہ لڑائی کہانتک پہونچی اتنے مین مخبر خبر لاے کہ سیواجی موضع سیواپور مین آگیا ہے وہان سے سرفراز خان تھانہ دار

لہ چون سیوا بر جدہ وجد کوشش کار طلبان آگاہ گشتہ دانست کہ عنقریب حصن پرند مرکہ بسیارے از اقربا و مردم کاری او دران محصور بودند سخر خواہند گشت براجہ طرح آشتی انداختہ۔ راجہ بہ دلیر خان کہ از پیش قدمان عرصہ پیکار بودند وسیلہ آنہا بسیار نزدیک سیدہ بود پیغام نمود کہ مور چال خود پیشتر برد تدبیر یورش بر حصار نمایند خان مذکور بکمال اہتمام بلیغ شروع و پیش برد کار کرد مدار مشاہدہ ایخیال مقہوران بجمعیت تمام از حصار بیرون آمدہ برسم مدافعت پردا ختند بسیارے ازان فیروز مند بجلہ ہاے متواتر دلیرانہ آن جسارت نشان را از پیش راندہ بدروازہ قلعہ رسانیدند و بسیارے مردانہ روے دادہ قریب شصت تن از اعدا تیغ تیز افگن دلیران دشمن شکن سراز ہواے ہستی پرداختند و بسیارے مجروح گشتند و چند از انبا بنیان راجہ و لیر خان و کیرت سنگھ چہرہ مردی بگلگونہ زخم آراستند معدودے جان سپردنی در راہ عبودیت و رہا ختند انتخاب ماثر الامراء عالمگیر نامہ ۱۱۹۔

کے ہمراہ جو وہان تعینات تھے یہان آرہا ہے راجہ جے سنگھ نے اپنے منشی
اودیراج کو جو نہایت معتمد تھا معہ گرگ سین کچھواہہ کے بھیجا کہ تم آگے بڑھ کر سیواجی
کا استقبال کرنا اور یہ پیام کہنا کہ اگر تم اپنے جان و مال و آبرو کی امن چاہتے ہو تو کل
قلعے بادشاہی لشکر کے سپرد کردو اور ہمیشہ فرمانبرداری کرتے رہو تو آؤ ورنہ کچھ کام
تمھارا یہان آنیکا نہین ہے اودیراج کے پیام کے جواب مین سیواجی نے کہا کہ یہان
تک مین آگیا ہون جو دولتخواہی اور بندگی کا مقتضا ہوگا وہ ہی عمل مین لاؤنگا اسنے
مین وہ راجہ کے لشکر کے قریب آگیا راجہ نے جانی بیگ بخشی فوج کو حکم دیا
کہ تم جاکر اسکو خیمہ مین لاؤ جب وہ خیمہ مین آیا راجہ جے سنگھ نے اوس سے ملاقات
کی معانقہ کیا سیواجی نے بہت عاجزی و خوشامد سے کہا کہ مین معافی کی امید پر
بہت سے قلعے نذر کرتا ہون راجہ نے یہ سنکر اوسکو جان و مال کی امان دی اور
غازی بیگ میر توزک کو اشارہ کیا کہ سیواجی کا آدمی لیجاکر **دلیر خان** سے کہو
کہ سیواجی نے اپنی خوش نصیبی سے فرمانبرداری و اطاعت بادشاہ کی قبول
کرلی ہے اسکو امان دینا چاہیے اور جو لوگ قلعہ مین محصور ہین انکی جان سے نہ مارنا
ہونا چاہیے غازی بیگ نے یہ پیام **دلیر خان** کو پہونچایا اور سیواجی کے آدمی
نے حصار کے دروازہ پر جاکر اہل قلعہ کو خوشخبری سنائی کہ تم بے کھٹکے قلعہ سے نکلجاؤ
اونھون نے یہ خبر سنکر دوبارہ زندگی پائی اور ایک رات کی مہلت چاہی سیواجی چونکہ
جریدہ طور پر تنہا آیا تھا راجہ نے اسکو اپنے دائرہ مین ٹھہرایا اور بہت خاطر کی دوسرے
روز بموجب امر قرارداد کے سات ہزار آدمی قلعہ سے باہر نکلے جنمین چار ہزار جنگی
آدمی تھے جب یہ جماعت باہر آئی تو بادشاہی آدمیون نے قلعہ مین جاکر قبضہ کیا

سید محمد جواد جو دیوان بیوتات لشکر کا تھا اوسنے قلعہ مین جاکر ہر طرح کے ذخیرے اور ہتیار اور توپخانہ اور دیگر سامان جو اوسمین موجود تھا ضبط کیا سیواجی نے پانچ قلعے اور اوسی روز موسومہ لوہ گڈھ۔ ایساگڈھ۔ تنگی۔ تکونہ روہیرہ بادشاہی پیشکش مین نذر کیے اور ان قلعونکے انتظام وقبضہ کے لیے بعض افسر فوج کے بھیجے گئے ابھی چونکہ قلعہ پر ہے دلیر خان نے محاصرہ نہین اوٹھایا تھا راجہ جیسنگھ نے سیواجی کو راجہ رائے سنگ کے ساتھ کرکے دلیر خان کے پاس بھیجا انکے پاس جاکر ملاقات کرو جب سیواجی دلیر خان کے پاس آئے تو دلیر خان نے اونسے ملاقات کی اور اُسکے بعد دو گھوڑے عربی معہ ساز مرصع طلائی اور تلوار و جمدھر معہ ساز مرصع اور دو خلعت نو نو پارچہ کے جسمین نہایت نفیس و بیش بہا ٹکڑے تھے سیواجی کو عنایت کیے۔

اسکے بعد دلیر خان سیواجی کو اپنے ہمراہ راجہ کے پاس لاے اور اسکا ہاتھ پکڑکر راجہ کے سپرد کیا راجہ نے بھی سیواجی کو خلعت و گھوڑا جیغہ و پانچ بخشا۔

دلیر خان کے اس واقعہ کو علامی مولوی شبلی صاحب نے بھی اپنے پرچہ الندوہ مین جو اورنگ زیب کی بے تعصبی کے بیانمین ہے لکھا ہے اور وہ چھپکر شایع ہوچکا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ سیواجی مین دلیر خان ہراول فوج تھے اور راجہ جے سنگھ سربراہ تھے بعد مصالحت کے راجہ نے دلیر خان سے محاصرہ کے اٹھانیکے متعلق پیام کیا

لہ چون دلیر خان ہنوز بپاے حصار اقامت داشت راجہ شیوا را نزد خاند کور فرستاد و ابعد ملاقات دوسر سپہ پاساز طلا و یراق با مبارز مرصع و منقوز از فیلان قشہ اورا دادہ رخصت نمود نزد راجہ آورد چون دست او گرفتہ سپرد راجہ نمود راجہ نیز خلعت و سہ صد و قبل بخشد از سر نو عہد و پیمان جان آوردہ اقامت ساخت دیسوا رنزاد از پختہ کاری سلسلے بشمیر بستہ باز دا کرد گفت بے برق خدمت خواہم کرد صفحہ ۴۷ شاہنشاہ نامہ۔

اور سیواجی کو دلیر خان کے پاس بھیجا دلیر خان نے سیواجی کو دو عربی گھوڑے اور تلوار وجمدھر عنایت کیے اور اسکا ہاتھ راجہ کے ہاتھ مین دیا اور اوسکے کمر مین تلوار اپنے ہاتھ سے باندھی مگر اوسنے ایک ساعت پختہ کار رسیے باندہکر تلوار خانموصوف کے آگے رکھدی کہ مین بے ہتیار خدمتگذاری کرونگا۔

یہی بیان تاریخ ہندوستان مین شمس العلما مولوی ذکاء اللہ صاحب دہلوی کا بھی ہے القصہ جب سیواجی نے راجہ کی بہت منت وسماجت کی تو راجہ نے بھی اسکو بہت نصیحت کی اور بادشاہ کی خدمت مین اوسکی فرمانبرداری کی اطلاع دی اور اسکے لیئے خلعت کی سفارش کی راجہ کی سعی سے اسکے لیے خلعت اور معافی تقصیرات کا فرمان گرز بردار کے ہاتھ بارگاہ شاہی سے بھیجا گیا اور راجہ نے سیواجی کو وہ نہایت عنایت کے ساتھ پہنایا اور صلحنامہ کے یہ شرائط طے پاے کہ منجملہ پینتیس قلعونکے جو سیواجی نے ولایت نظام الملکیہ سے اپنے قبضہ مین کر لیے ہین تیئیس قلعے بادشاہ کے نذر کرے اور قریب دس لاکھ ہون کے جسکا چالیس لاکھ روپیہ ماحصل ہوا اسقدر ملک بھی بادشاہی آدمیون کے سپرد کرے اور بارہ قلعے جنکے متعلق ایک لاکھ ہون ہوا تنی آمدنی کا ملک اپنے قبضہ وتصرف مین رکھے اور اسکا بیٹا سنبھاجی جو آٹھ سال کا تھا ملازم شاہی ہوکر راجہ کے ہمراہ رہے اور جب کوئی مہم اس حدود مین پیش آے تو اسمین مدد کرے غرضکہ سنبھاجی اسکا بیٹا پنجہزاری منصبدار و نمین منسوب کیا گیا اسکے بعد راجہ نے سیواجی کو رخصت کیا اور دو گھوڑے مع ساز مرصع اور ایک ہتنی عنایت کی تفصیل قلعجات مفتوحہ کی جو سیواجی نے بادشاہی آدمیونکو دیے تھے یہ ہے۔ پورندھر۔ رودرمال۔ کنڈانہ کھنڈکلہ۔ لوہ گڈہ۔ ایسا گڈہ۔ تنکی۔ تکونہ۔ روہیرہ۔ نارد رک۔ ماہولی۔ بھنڈارورک

پلس کھول[۱۳]۔ روپ گڈہ[۱۴]۔ بکڈ گڈہ[۱۵]۔ مورنجن[۱۶]۔ مانک گڈہ۔ سروپ گڈہ۔ ساکر گڈہ[۱۸]۔ مرک گڈہ[۱۹] انکولہ[۲۰]۔ سون گڈہ[۲۱]۔ مان گڈہ[۲۲]۔

اسکے بعد پھر ایک بار سیواجی راجگڈہ سے بے ہتیار بطور مجرمون کے آئے راجہ نے تلوار و جمدہر معہ ساز مرصع کے دیکر انکو ہتیار باندھنے کی اجازت دی ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندہر کی فتح اور سیواجی کے آنے کی خبر راجہ کی عرضداشت سے بادشاہ کے سماعت مین آئی تھی اسوقت فتح کے شادیانے بجاے گئے تھے اور راجہ کو اور عمدۃ الجیش[۱] دلیر خان کو خلعت بھیجا گیا اور ایک ہزار سوار دلیر خان کے دو اسپہ سہ اسپہ مقرر کیے گئے اور اصل منصب پنجہزاری پنجہزار سوار کا تھا منجملہ اونکے دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوے اور چند سردارونکے لیے بھی خلعت ارسال ہوے جنکے نام داؤد خان اور راجہ رانسنگہ و کیرت سنگہ ہین۔

شاہنشاہ نامہ مین ہے کہ اس فتح کے صلہ مین دلیر خان اور انکے ہمراہین کا نمایان اضافہ بادشاہ نے فرمایا اور بعد بغاوت خانجہان نودی کے شاہجہان بادشاہ نے کسی افغان کو پنجہزاری منصب پر سرفراز نہ فرمایا مگر صرف دلیر خان اس منصب پر سرفراز ہوے اور باعث فخر قوم کے ہوے۔

---

[۱] عمدہ الجیش مسودہ دلیر خان بمرحمت خلعت قامت مباہات افراخت و پنجہزار سوار تا بنیان دلیر خان دو اسپہ سہ اسپہ مقرر شد کہ منصبش از اصل و اضافہ پنجہزاری پنجہزار سوار بود از انجملہ دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ باشد صفحہ ۹۰۔ عالمگیر نامہ دلیر خان و ہمراہیان او اضافہ نمایان عطا فرمودند بعد از استیصال خانجہان لودی حضرت افاضہ را منصب پنجہزاری سرفراز فرموده بودند مگر دلیر خان ابا ین مراتب فائز گردانیدہ و باعث فخر قوم گردید شاہنشاہ نامہ صفحہ ۴۰۷ و ۴۰۳ تاریخ محمد ہاشم خافی خان

خان بہادر شمس العلما مولوی ذکاء اللہ صاحب اپنی تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۲۳ حکومت عالمگیر مین لکھتے ہین کہ کرنل ڈف صاحب تاریخ مرھٹہ مین رقمطراز ہین کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام جو سترہ سو فٹ نیچی سطح سے بلند ہے اسپر دو قلعے تھے دلیر خان نے ایک برج اوڑا کر قلعہ لے لیا محصورون نے قلعہ سے باہر آکر حملے کیے مگر آخر کو اپنی پناہ گاہ مین مقیم ہوگئے اور جب محصورین اوپر جا رہے تھے لشکر شاہی نے قلعہ کے نیچے جا کر اونکے گھرونکو تاراج کر دیا اسوقت مرہٹے اپنے سردار کو لیکر مغلو پر حملہ آور ہوے اور اونکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اوتارا اوسوقت **دلیر خان ہاتھی پر بیٹھے ہوے اپنے آدمیون کو دیکھ رہے** تھے کہ کسطرح قدم اوٹھاتے ہین جب اونہون نے اپنے آدمیونکو ہٹتے ہوے دیکھا تو **دلیر خان نے اپنی کمان کو خمیدہ کر کے ٹھانونکو اپنے پاس بلایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا** اور بھاگنے والون کو للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا محصورین مغرور ہوکر دلیر خان کے آدمیون کے قریب آگئے اور سخت کوشش افغان بھی اونکی تلوار سے چکرائے مگر **دلیر خان نے اونکے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بنا کر مار ڈالا** سردار کے مرتے ہی مرہٹے ایسے بھاگے کہ اونھون نے قلعہ بالا پر جا کر دم لیا اور لشکر شاہی نے نیچے کا قلعہ لے لیا محصورین ایسے تنگ ہوے کہ اونھون نے سیواجی کو اطلاع دی کہ اب ہم قلعہ مین نہین ٹھہر سکتے۔

خافی خان لکھتے ہین کہ پانچ مہینہ تک لشکر شاہی کو مقابلہ و محاربہ سے آرام نہ ملی یہانتک کہ سیوا پور وغیرہ کی آبادی کا نشان نہ چھوڑا مگر عجز و انکساری کیوجہ سے سیواجی کو

معافی دیگئی اوسنے اپنا بیٹا خدمت کے لیے دیا اور دار الخلافت دہلی مین حاضر
ہونے کے لیے سال بھر کی مہلت مانگی۔ دوسرے روز سیواجی دلیر خان سے
ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ مین مصروف تھے چونکہ وہ اسوقت کی صلاح مین شریک
نہ تھے اسلیے خان ظفرمند سیواجی پر خفا ہوے اور اسکو دہمکایا کہ جب تک مین ایک
ایک آدمی مارنہ لونگا پورندھر کے قلعہ کا پیچھا نہ چھوڑونگا مگر انکو یہ خالی دہمکی دینا منظور
تھی سیواجی نے خود کنجیان دلیر خان کے حوالہ کردین اور کہا کہ میرے قلعے
اور ملک آپ ہی کے ہین مین تقصیر کی معافی چاہتا ہون تجربہ نے مجھے بتلادیا کہ ایسی
سپاہ سے جنکے سپاہی نسے اورنگ زیب کو فخر ہو لڑنا بیوقوفی ہے مجھے امید ہے
کہ مین بادشاہی ملازمونمین داخل ہونگا۔

تاریخ ہندوستان مین ہے کہ مرہٹونکی ناگہانی تاخت اور نمایان دستبرد اور تاریک راتونکے
شبخون سے اور دشوار راستونکے بند کرنے سے اور ہرے بھرے جنگلون کے
جلانے سے لشکر اسلام کی راہ بند ہوئی اور بہت دقت پیش آئی اکثر لشکر بادشاہی
کے آدمی اور بہت سے چوپائے تلف ہوے مگر آخر کار دشمن بیشمار مارے گئے اور
مرہٹون نے راہ فرار اختیار کی مرہٹون نے اپنے امکان بھر کوئی ڈاکوانہ ہتھکنڈے
اوٹھا نرکھے مگر دلیر خان کی بے روک تلوار نے اونکے ٹکڑے اوڑا دیے اور انکی
ایک نہ چلنے دی ورنہ اونھون نے بڑے بڑے سردارونکو دھوکہ اور سخت حملون
سے مجبور کردیا تھا یہ دلیر خان کی غیر معمولی شجاعت اور سخت ہاتھ کا اثر تھا کہ اوسنے
مرہٹونکو سر نہ اوٹھانے دیا اس مہم کی فتح کے بعد عرصہ تک سیواجی بادشاہ اورنگ زیب
کا مطیع رہا اور بیجاپور کے محاصرہ مین بادشاہی لشکر کیطرف سے خوب لڑا مگر وہ اپنی عادت

اور لوٹ کی چاٹ سے مجبور تھا حاجیون کے لوٹنے کے بعد پھر اوسکی گوشمالی کی ضرورت ہوئی تو پھر دلیر خان بادشاہ کیطرف سے بھیجے گئے جسکی سرگذشت بالترتیب سنہ جلوس مین لکھی جائیگی بالفعل سلسلہ وار حالات لکھتا ہین انگریزی مورخ عالمگیر اور سیواجی کے معاملات کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عالمگیر سیواجی کو تقریباً موش کوہی کہا کرتا تھا مگر دبی بلی چوہے سے کان کتروا تی ہے جس سے اس کوہی موش کے پکڑنے مین اتنی دیر لگی تو اسکو اپنی عادت کے موافق افسوس پر شبہ پیدا ہوا خود دکن جا نہین سکتا تھا سلطنت کو غصب کیا تھا باپ زندہ تھا صوبہ دکن مین شاہزادہ جو ناظم تھا اس خیال سے کہ اسکی جماعت زیادہ نہ ہو جاے لشکر دیتا نہ تھا اسلیے اسنے اپنی کثیر سپاہ اور سپہ سالارون کو روانہ کیا جنمین ایک راجپوت جے سنگھ اور دوسرا **افغان دلیر خان** تھے یہ دونون پہلے داراشکوہ کے طرفدار ہو کر لڑ چکے تھے اسلیے وہ انکا پورا اعتبار نہین کرتا تھا اسنے ان دونون کو بہت دور دکن مین بھیجا جہان بادشاہ کے جاننے والے بہت تھے اور ان دونون کے وافتکار کم تھے اور دلیر خان کی قوم کے افغان بادشاہ کے ملازم بہت تھے انکے بہکانے سے انکے پکڑنیکا خوف بھی کم ہو گیا۔

اس بیان کی صداقت پر مسلمانونکی تاریخین شہادت نہین دیتین مگر اسوجہ سے کہ ان معاملات مین یہ اختلاف بھی مشہور ہوا ہے لکھدینا مناسب سمجھا گیا۔

نواب دلیر خان کا ملک بیجاپور کو جاکر قلعہ قشمہ کرنا

جب دلیر خان سیواجی کی مہم سر کر چکے تو بادشاہی حکم پہونچا کہ مابدولت کو والی بیجاپور کی گوشمالی منظور ہے تم جاکر ولایت بیجاپور کی تاراج کرڈالو۔ والی بیجاپور سے بادشاہی مخالفت کی یہ وجہ تھی کہ اسنے حسب معاہدہ ایک کرور روپیہ پیشکش کا جو اوس سے چاہیے تھا نہین ادا کیا شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین جب اورنگ زیب صوبہ دکن کا ناظم تھا اور ملک بیجاپور مین طایف الملوکی سے نہایت بدنظمی پھیلی ہوئی تھی تو اورنگ زیب نے بیجاپور پر لشکر کشی کرکے قلعہ بیدر اور قلعہ کلیان فتح کرلیے تھے اور قریب تھا کہ ولایت بیجاپور پر بھی قبضہ کرلیتا کہ عادل شاہ نے منت و عاجزی کرکے ایک کرور روپیہ دینے کا وعدہ کیا اورنگ زیب نے جان و مال اور نام و ناموس کا احسان رکھکر اپنا لشکر اسکے ملک سے ہٹالیا اور خود اورنگ آباد چلا آیا اوسکے بعد شاہجہان بادشاہ کے علالت کا واقعہ پیش آگیا اورنگ زیب تخت و تاج کے لیے دکن سے دارالسلطنت کو چلا آیا اور ایک عرصہ دراز تک مدعیان سلطنت کے ساتھ جنگ و جدال کرتا رہا اسوجہ سے والی بیجاپور کو عرصہ تک آزادی کا موقع ملگیا اور زر معاہدہ کے ادا کرنے مین تساہل و بے پرواہی کرنے لگا جب بادشاہی فرمان تاکید کا جاتا وہ بیجا بہانے بناتا حالانکہ سلاطین سلف کے اندوختہ اسکے پاس جمع تھے مگر وہ اپنے ناواری کے عذرات لکھتا تھا ان سب باتون کے ساتھ جب سیواجی نے اسکے ملک پر غلبہ پایا اور چند قلعے چھین لیے جنمین قلعہ نیالہ بہت بڑا قلعہ اس ملک کا تھا وہ بھی لے لیا تو عادلشاہ بہت گھبرایا اور اوسنے اورنگ زیب کو عرضی نہایت خوشامد

عاجزی سے لکھی اور سابق وحال کے پیشکش کے ادا کرنیکا وعدہ کیا چنانچہ اورنگ زیب نے سیواجی کی تنبیہ وتادیب کے لیے فوج فاہرہ بھیجی اور اُسکی ایسی گوشمالی کی کہ اُسنے پناہ مانگی اور والی بیجاپور اُسکے پنجہ ظلم سے محفوظ رہا ان سب احسانات کے ساتھ والی بیجاپور نے مکر وشرارت سے ہاتھ کوتاہ نہ کیا سیواجی کی لڑائی کے وقت جب اورنگ زیب نے عادل شاہ کو لکھا کہ ایک طرف سے بادشاہی لشکر سیواجی کے استیصال مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے بیجاپور کا لشکر اسکا قلع وقمع کرے عادلشاہ نے بظاہر بادشاہ کے حکم سے کچھ اپنا لشکر سیواجی کے حدود مین تعین کیا جس سے بادشاہ کی اطاعت ثابت ہو لیکن باطن مین وہ یہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا میری خرابی حال کا مقدمہ بنے گا وہ یہی چاہتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان مین سیواجی حائل رہے اسلیے مصلحت کار کے لیے سیواجی کے پاس دلی موافقت کے نامہ وپیام بھیجے اور اسکے ساتھ ہمدستان ہوکر اسکی مدد کی زر نقد اور رسد اسکے پاس بھیجی اور قطب الملک والی گولکنڈہ حیدرآباد کو اسکی کمک کے لیے آمادہ کیا لیکن ان سب جوڑ توڑ کے ساتھ بادشاہ دہلی کو عرضیان برابر بھیجتا رہا اور اپنا رسوخ جتاتا رہا جب بادشاہ کو اسکے مکر کا یہ سب حال معلوم ہوا اور سیواجی کی مہم سے لشکر فارغ ہوا تو راجہ جے سنگھ اور **دلیر خان** کو حکم بھیجا کہ بعد بندوبست قلعجات مفتوحہ اور ولایت سیواجی کے تم بیجاپور جاکر وہان کا محاصرہ کرو اور خاص بیجاپور کے پائے قلعہ تک پہونچکر کوئی دقیقہ اس ملک کی خرابی اور بربادی مین اوٹھا نہ رکھو تاکہ عادل شاہ اپنی تقصیرات کی اچھی طرح سزا پاکر خواب غفلت سے بیدار ہو۔

القصہ ۳ جمادی الاول ۹۰۳ھ کو بادشاہی لشکر قلعہ پورندہر سے کوچ کرکے بیجاپور کیطرف روانہ ہوا راجہ جے سنگھ کے پاس قریب بارہ ہزار کے سوار تھے اور سیلوجی بھی بموجب اپنے معاہدہ کے کہ جب کوئی مہم ہوگی بادشاہی لشکر کے ساتھ رہونگا ساتھ ہوا سیواجی کی فوج کی تعداد ایک ہزار پانسو سوار اور سات ہزار پیادے تھے لشکر کے **مقدمۃ الجیش دلیر خان** تھے دلیر خان کے تابع قریب سات ہزار سوار کے تھے جنمین انکے بھائی بند افغان اور دیگر اہل لشکر و سردار تھے افغانونمین زبردست خان لودیخان دلاور خان سرفراز خان غالب خان قباد خان پردل خان جان نثار خان فتح جنگ خان حسن خان عبدالرسول خان قطب الدین خان ہلال خان وغیرہ اور اونکے بھتیجے پسران بہادر خان بھی تھے دوسرے سردارونمین دتاجی رستم راؤ سید نجابت پورنمل بندیلہ نرسنگھ کور چتر بھوج چوہان آتش خان داروغہ توپخانہ معہ پانسو برق انداز کے موجود تھے بادشاہی منشی **دلیر خان** کی تعریف مین یہ لکھتا[1] ہے کہ ہراول فوج دلیر خان تھے جنمین دلیری و شجاعت کا جوہر چمکتا تھا ایک طرف فوج کا حصہ داؤد خان کے ہاتھ مین دیا گیا اور دائین جانب فوج کے سردار فتح جنگ خان جو دلیر خان کے عزیز تھے کیے گئے۔

اسیطرح لشکر کے دوسرے حصونکے اور نامور افسر مقرر کیے گئے دو منزلین بادشاہی لشکر لے طے کی تھین کہ ابو محمد جو بہلول خان کا نبیرہ تھا اور عادلشاہ والی بیجاپور کا ایک نامی سردار تھا اپنے لشکر سے جدا ہوکر بادشاہی لشکر مین چلا آیا راجہ جے سنگھ نے اسکو خلعت دیا اور بادشاہ نے یہ خبر سنکر اوسکو پنجہزاری چار ہزار سوار کا منصب عطا کیا

[1] دسرگردگی ہراول بجوہر دلیری و شجاعت دلیر خان منوط گشتہ ۹۰۹ عالمگیر نامہ

اور خلعت بھیجا، جمادی الاخر کو جب قلعہ پلٹن جو سرحد بجاپور پر ہے اور دس کوس رہا تو سیواجی کے لشکر کا سردار نیتاجی معہ لشکر کے اس قلعہ کی تسخیر کو بادشاہی لشکر سے بھیجا گیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودات سے معلوم ہوا کہ تینتیس ہزار سوار قلعی اور پچیس ہزار سوار موجودی تھے نیتاجی لشکر کے ساتھ جب اس قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا اور سب لوگ بھاگ گئے اور وہاں کا ایک زمیندار حاضر ہوا اور مورد عنایت ہوا بعدہ قلعہ مذکور پر شاہی محافظ مقرر کیے گئے اسکے بعد نیتاجی قلعہ منگل بیدہ کی فتح کو بھیجا گیا یہ قلعہ بجاپور سے سولہ کوس تھا اور سیواجی کو قلعہ ناتھورہ کی فتح کے لیے جو سات کوس قلعہ پلٹن سے تھا بھیجا گیا اس قلعہ کے رہنے والے بھی خوف سے قلعہ خالی کر کے چلے گئے اور وہ بھی بادشاہی آدمیوں کے قبضہ میں آگیا۔

بادشاہی لشکر ہر روز صفین آراستہ کر کے بڑی شان و شوکت سے منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھتا جاتا تھا قلعہ کہاون بھی اسی سرحد پر تھا وہ بھی قبضہ میں آگیا اور قلعہ منگل بیدہ جو نہایت پرانا اور وہاں کا مشہور قلعہ تھا نہایت بلند اور خندق عمیق تھی پتھر چونہ سے تعمیر کیا گیا تھا وہ بھی فتح ہو کر ہاتھ آگیا۔ ۲۵ تاریخ کو اثنائے راہ میں مخالف کے قراول دو سے نمودار ہوئے اور رات کے وقت لشکر کے قریب حسب عادت چند بان پھینکے چونکہ بادشاہی بہادر اپنے مورچوں میں مستعد اور ہوشیار بیٹھے تھے سوار ہوئے اور انکو دفع کر دیا۔ اس عرصہ میں جاسوس خبر لائے کہ پانچ کوس پر یہاں سے غنیم کا ایک بڑا لشکر پڑا ہوا ہے راجہ نے دوسرے روز اوسجگہ مقام کیا **دلیر خان** معہ راجہ رائے سنگھ و قطب الدین خان و قباد خان و کیرت سنگھ و فتح جنگ خان کے اوس گروہ کی تنبیہ کے

لیے روانہ ہوے مخالفین انکے آنیکی خبر سنکر فرار کر گئے بادشاہی لشکر جب وہان پہونچا تو میدان خالی پایا مگر انکے نشان کے پیچھے لشکر آگے بڑہا دیکھا کہ ایک فوج عظیم جسمین بارہ ہزار سوار تھے اور اسکے سردار شرزہ[1] مھدوی و ابو المحمد وغیرہ تھے صف بستہ نمودار ہوے یہ دیکھتے ہی فوراً دلیر خان[2] جھپٹے اور اونکے سر پر پہونچگئے اور کمال شجاعت سے انکو تلوار سے ٹکڑے کرنے لگے اور میدان جنگ کو انکے خون سے رنگین کر دیا دشمن اُنکے مقابلہ کی تاب نہ لاے اور منھ پھیر کر نوک دم بھلگے بعد وہ اپنی عادت کے موافق قزاقی اور چھاپہ وغیرہ کے موقع ڈہونڈھنے لگے۔ اب مخالفین کی فوج چار حصونپر تقسیم ہوگئی ایک فوج کے ٹکڑے نے بادشاہی قراولون پر حملہ کیا مگر بازی نہ لیگیا اس زد و کوب مین یاقوت حبشی جو ایک نامی سرداران سیہ باطنونکا تھا مارا گیا اور پندرہ آدمی اور بھی مخالفین کے کام آے اور چتر و علم گھوڑے ہتیار مخالفین کے بادشاہی لشکر کے ہاتھ آے اور اس جنگ مین دلیر خان[3] اور دیگر

[1] شرزہ خان مھدوی دو دو آزدہ ہزار پیادہ کرنا ٹکی بشمار بہ دو فوج سابق بیجاپور پیوست و اطراف فوج ہراول فرو گرفتند و جلو ریز ناتند سیلاب کوہ ریا بر فوج بادشاہی زدند دلیر خان شیر نبرد در مقابل آنہا استقامت ورزیدہ چملہ ہاے پیاپے رستمانہ شرزہ خانرا ہزیمت دادہ و سوار و پیادہ بسیار از ہر دو طرف بعرض تلف آمدند ۱۲ صفحہ ۳۱۵ تاریخ محمد ہاشم وخافی خان۔

[2] بجرد دیدن فوج اعادے دلیر خان وراجہ رائسنگہ دکیرت سنگہ کہ در عین دیسار آن خان شہامت شعار بودند بنیروے شجاعت و دلیری جلو ریز بر مخالفان تاختند و بصمصام انتقام و تیغ کین بخون آن مخذولان ادبار آئین رازنگین ساختند مقابیر تیرہ روز خیرہ رو بمشاہدہ نیروے بازوے سطوت و جلادت بہادران شہامت خوے تاب ثبات در خود ندیدہ روے ہزیمت از عرصہ نبرد بر تافتند ۹۹۳ عالمگیر نامہ

[3] دلیر خان و دیگر بہادران کار طلب پیکار جواز ہر سو بازوے جلادت کشودہ باحداد آویختند و حملات متواتر بر آنہا پیمودہ بضرب تیغ آبدار و سنان آتشبار گروہ مارا زروزگار شان انگیختند۔

بادشاہی بہادرون نے ایسے حملے دشمنو پر کیے کہ اونکو تلوار و نیزو پر رکھ لیا اور ہلاک کردیا[1] **دلیر خان** جسطرف اپنی کمال دلیری و دبدبہ سے رخ کرتے تھے اوسطرف دم بھر مین غلبہ کے جھنڈے کھڑے کردیتے تھے اور انکی جمعیت کو منتشر کردیتے تھے غرضکہ اک بڑی جنگ کے بعد مخالف بھاگ گئے اور جب دن آخر ہوگیا اور بادشاہی لشکر چھ کوس تک جنگ و جدال کرتا ہوا مسافت طے کرچکا تو اسکے بعد سردارون نے دشمنون کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے لشکرگاہ کو واپس آئے جب مخالف بادشاہی لشکر کی واپسی پر مطلع ہوے تو چار و نطرف سے اکٹھا ہوے اور جیسا کہ شیوہ دکنیونکا تھا بادشاہی لشکر کے دو جانب سے نمودار ہوے اور شوخی کرنے لگے پہلے چند بان شاہی فوج پر ڈالے اب لشکر بادشاہی نے اونپر بھی حملہ کیا تو انکا پیر نہ جما بادشاہی بہادرون نے اپنی باگ اسطرف سے موڑی جب مخالفین نے نیتاجی پر ہجوم کیا اسوقت کیرت سنگہ و فتح جنگ خان اونکی مدد کو پہونچگئے اور نہایت شایستہ کارنمائی کی اور مخالفونکو دفع کردیا اس ہنگامہ مین جادون کیلیانی جو عہدہ سردار غنیم کا تھا مارا گیا اور بادشاہی لشکر کے بھی چند آدمی کام آے دوسری بار دشمنون نے راجہ رائسنگہ پر حملہ کیا مگر قطب الدین خان و کیرت سنگہ مدد کو پہونچگئے اور وہ بھاگ گئے شام کیوقت **دلیر خان** معہ اپنی فوج کے لشکرگاہ کو آگئے اسی تاریخ کو قلعہ دارمنگل بیدہ کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سرفراز خان جو وہان کے فوجدار تھے چھ ہزار سوار غنیم کے اونپر ٹوٹ پڑے اور اونھون نے تھوڑی جماعت

[1] خصوصاً دلیر خان کہ رمے صولت و دلیری ہر طرف کہ می آورد درد م لوائے غلبہ و استیلای افراخت و سلک جمعیت دشمنان را متفرق و پراگندہ می ساخت با لجملہ بعد از تردد بسیار و آویزش بیشمار مخالفان مردود رہگرای فرارگشتہ بودند ۹۹۴ عالمگیرنامہ

سے مقابلہ کیا اور نہایت دلیرانہ و مردانہ لڑائی لڑے اور جہانتک جرات بہادری کی انتہا تھی ظاہر کی آخرکار معہ اپنے ساتھیون کے زخمی ہوکر ہلاک ہوگئے مگر منھ نہ موڑا غرض رجب کو یہ خبر سنی کہ غنیم کی فوج نہایت جلدی سے آرہی ہے راجہ جے سنگھ و دلیر خان مقابلہ کو روانہ ہوے آدہ کوس لشکر شاہی گیا تھا کہ دشمن کے لشکر کی سیاہی نمودار ہوئی ابوالمحمد نبیرہ بچتر اور ثمرہ مہدوی اور نبیرہ بہلول اور خواص وغیرہ معہ دوسرے سردارونکے ایک فوج عظیم لیے ہوے آرہے تھے جب مخالف نزدیک آے تو اپنے دستور کے بموجب متفرق ہوگئے اور دونون طرف سے بان چھوڑنا شروع کیے اور بندوق کی بارہ مارنے لگے راجہ جیسنگھ نے دلیر خان سے کہا کہ آپ معہ اپنی فوج ہراول کے آگے بڑھکر لشکر بادشاہی کے داہنے طرف جو دشمن ہین انکو دفع کردین اور مین غنیم کے قول پر جسطرف زیادہ ہجوم ہے جاتا ہون غرضکہ راجہ موصوف نے کیرت سنگھ و فتح جنگ خان وسیواجی وغیرہ کو آگے لیا اور غنیم پر حملہ کیا دشمنون نے اپنی عادت کے موافق منھ پھیرا اور اونکے تعاقب کو ادہر کا لشکر روانہ ہوا اور دو پلٹے دونون لشکر ملگئے خوب تلوار چلی اور سخت لڑائی ہوئی آخرکار دشمن بھاگے قریب سو آدمیونکے دشمن کے جانسے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوے کچھ راجہ کے راجپوت بھی کام آے ان بہادرون نے انکو تین کوس بھگایا داؤد خان بھی معہ اپنے ہمراہیونکے جو دشمن کے مقابلہ مین تھے خوب بہادری سے لڑے اور غلبہ پایا اور راجہ سجانسنگھ نے جو انکے ہراول تھے خوب کارنمائی کی دلیر خان نے داہنے طرف فوج کے دشمنون پر حملہ کیا تھا اور مخالف قریب ہوگئے تھے قریب تھا کہ تیروگولی سے لڑائی گذرکر نیزے و تلوار کی نوبت پہونچے مگر دشمنون کے پیر اکھڑ گئے اور وہ

بھاگ گئے ۲۳ رجب کو بادشاہی لشکر نے جاکر بیجاپور سے پانچ کوس پر پڑاو ڈالا اور سات روز تک قیام کیا عادل شاہ والی بیجاپور قلعہ مین محصور ہوگیا بیجاپور کا قلعہ بلندی و وسعت و مضبوطی مین مشہور روزگار تھا اور اوسمین بڑی کثرت سے فوج و آلات حرب موجود تھے علاوہ قدیمی لشکر کے تیس ہزار کرناٹکی اسمین جمع کیے تھے اور تالاب نورسپور و شاپور کو خالی کردیا اور کنوئین اور باولیان خاک و خاشاک سے پاٹدیے اور تمام عمارتین و آبادی جو حصار کے باہر تھی سب کھود کر زمین کے برابر کردی غرضکہ جو بادشاہی لشکر اُس شہر کی بربادی کرتا اُسنے اپنے ہاتھ سے خود کرڈالی اور حسب دستور اہل دکن کے محصور ہوکر بادشاہی لشکر کے مقابلہ کو اپنی فوج متعین کی اور اسی حالتمین شمرزہ مہدوی اور سیدی مسعود و عزیز وغیرہ کو اشارہ کیا کہ تم بادشاہی ولایت مین جاکر شورش برپا کرو تاکہ اس خبر کو سنکر بادشاہی لشکر متزلزل ہو اور محاصرہ سے ہاتھ اٹھائے ایک روز رسد کے لانے کے وقت ایک جماعت غنیم کی راجہ رائسنگھ پرٹوٹی راجہ نے نہایت جرات و بہادری سے انکو پسپا کیا دوسرے گروہ نے قطب الدین خان کیطرف رخ کیا جنمین دو سو تلوارین کھینچے ہوے جھپٹے خانموصوف بھی نہایت شجاعت سے اُنکے دفع کرنے مین مصروف ہوے اور نہایت مردانہ کوشش کی اور چند اشخاص اپنی تلوار سے قتل و زخمی کیے راجہ جے سنگھ نے دلیر خان اور داود خان و کیرت سنگھ کو انکی مدد کو روانہ کیا اور خود راجہ بھی پڑاو سے باہر نکلکر معہ لشکر کے جنگ کے انتظار مین کھڑے ہوے بادشاہی لشکر سے اشخاص مذکور دشمن کی طرف جارہے تھے مگر راستہ مین راجہ رائسنگھ و قطب الدین خان دیگر سپاہ غنیم کو دفع کرکے فتحمند واپس آرہے تھے ملگئے اور سب لشکر پڑاو کو روانہ ہوا

قریب ایک پہر کے رات گئی تھی کہ سب لوگ لشکرگاہ مین داخل ہوگئے چونکہ قلعہ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کے مدنظر نہ تھا اسلیے توپخانہ سنگین جو اس مستحکم قلعہ کے لائق ہو اور دیگر آلات قلعہ کشائی کے ہمراہ نہین لیئے تھے اور شاہی سرحد سے قلعہ بیجاپور تک کوئی دقیقہ بادشاہی لشکر نے خرابی کا اوٹھا نہ رکھا تھا اور کوئی آبادی کا نشان اس اطراف مین نہین باقی چھوڑا تھا اور لشکر مین پانی دغلہ وغیرہ کی رسد کی بھی نہایت قلت تھی اسلیے صلاح وقت اسی مین دیکھی کہ اب دشمن کے اس لشکر کی جسنے شاہی حدود مین غبار شورش کا اوٹھایا ہے تنبیہ کرنا چاہیے لہذا ۹ رجب کو نواح بیجاپور سے لشکر شاہی نے کوچ کیا اور قلعہ منگل بیدہ کیطرف روانہ ہوا ۱۵ تاریخ کو دریاے بھمرہ پر قیام کیا اسدن جب راجہ اپنے پڑاؤ کو پہونچے اور ابھی فوج صف بستہ کھڑی تھی کہ غنیم کا لشکر اپنی عادت کیموافق پیچھے پیچھے لشکر شاہی کے آکر نمودار ہوا ایک حصہ غنیم کے لشکر کا دلیر خان کیطرف بڑھا[1] دلیر خان نے ایسا مردانہ حملہ کیا کہ اونکو ہلاک کردیا ایک گروہ داؤد خان کیطرف بڑھا اور دوسرا گروہ سجانسنگھ کے مقابل ہوا مگر شاہی بہادرون کے مقابلہ مین کچھ نہ چلی اور آخر کار وہ مفرور ہوگئے اسی زمانہ مین سکندر خان جو قلعہ پرنیدہ سے لشکر شاہی کو آرہے تھے چھ ہزار دشمنون نے اونپر نرغہ کیا اور خان مذکور نے نہاے شجاعت سے مقابلہ کرکے جان دی اور یہ نہایت افسوسناک واقعہ پیش آیا اسکا مفصل قصہ تذکرہ فتح جنگ خان مین بیان ہوچکا ہے۔

القصہ جو غنیم کی فوج لشکر شاہی کے پیچھے جمع ہوئی تھی راجہ نے انکے دفع کرنیکے لیے

---

[1] وقتے بطرف دلیر خان بے حسابت آورد ندد خان مذکور بادہ حملہ مردانہ گردہ مالا زروز گاشان برآورد (۱۰۰۰ عالمگیرنامہ

چند روز قیام کیا دیانت رائے جو عادلشاہ کا بڑا معتمد تھا وہ اوسکی طرف سے راجہ کے پاس پیغام لایا اور نہایت عاجزی سے صلاح کی درخواست کی اور کچھ مرصع آلات بھی جو اوسنے بھیجے تھے دیے یہان سید عبد العزیز بخاری کو قلعہ منگل بیدہ کی قلعہ داری اور محافظت پر مقرر کرکے یہ تجویز ہوئی کہ شاہی لشکر شولاپور اور پرنیدہ کے درمیان قیام کرے اور وہان سامان رسد وغیرہ چھوڑ کر پریدہ طور پر دوسری بار ولایت بیجاپور کو روانہ ہوا اسی ضمن مین سیواجی کے فوج کا سپہ سالار نیتاجی سیواجی سے جدا ہوکر مخالفون سے جاکر ملگیا ۲۶ تاریخ کو شاہی لشکر موضع لوہری پر گنہ پرنیدہ مین آیا اور دشمن کے دریافت حال کے لیے قراول ہر طرف بھیجے گئے دلیر خان حسب معمول ایک منزل پہلے پہونچے اور حسب دستور روزانہ کے پڑاؤ کے آگے صفین باندہ دین اسوقت لشکر کے داہنے طرف سے دشمن کی فوج ظاہر ہوئی اور داؤد خان راجہ کے اشارہ سے نالہ سے اوترکر اسطرف کھڑے ہوئے دلیر خان جسجگہ تھے وہانسے اسقدر آگے اور بڑھ گئے کہ دشمن کا بان پہونچ سکتا تھا وہان پہونچکر ٹھہر گئے راجہ نے قطب الدین خان کو لشکر کے پیچھے اور راجہ رائسنگھ کو بائین جانب اپنی جگہ پر چھوڑا کہ لشکر کو نالہ سے اُتار کر پڑاؤ کی محافظت کرین اور خود نہایت جلد نالہ سے اوترکر دلیر خان اور داؤد خان کے درمیان کھڑے ہوگئے قریب سات ہزار سوار کے غنیم کی بڑی فوج سے جدا ہوکر راجہ اور داؤد خان کے روبرو صف آرا ہوے اور مابقی دلیر خان کیطرف

---

۱ دلیر خان با فوج ہراول برسم معہود پیشتر تر منزل رسیدہ بدستور ہر روزہ پیش لشکر گاہ صفت بستہ بود صفحہ ۱۰۳ عالمگیر نامہ

۲ دلیر خان از جاے کہ بودہ پیشتر آمدہ بجاے کہ بان اعدادے میرسید قرار گرفت

۳ مابقی فوج رو بسوے دلیر خان نہادند و از جملہ این ہفت ہزار سوار کہ در برابر راجہ داؤد خان بودند بیشتر بسمت دلیر خان شتافتہ بر وہجوم آوردند و پیکاس از روز ماندہ مقہوران با فوج دلیر خان بکارزار درآمدند آن خان

بھگلے راجہ نے کیرت سنگھ اور فتح جنگ خان کو معہ ایک لشکر کے دلیر خان کی مدد کو بھیجا اسکے تھوڑی دیر کے بعد منجملہ ان سات ہزار سوارون کے کہ جو راجہ اور داؤد خان کے برابر تھے اونمین سے زیادہ تر دلیر خان کیطرف دوڑے اور اونپر ہجوم کیا جب راجہ نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنی سپاہ لیکر دلیر خان سے جا کر ملگیا ایک پہر دن باقی تھا کہ دشمنون نے دلیر خان کی فوج سے کارزار شروع کیا دلیر خان اوس کل فوج کے مقابلہ اور دفع کرنیکو اوٹھے ایسی تلاش مردانہ اور حملے دلیرانہ کیے کہ انکی جمعیت کو توڑ دیا اور دشمنون کے ایک گروہ کو تلوار سے قتل کر کے خاک پر ڈالدیا

غیرت خان اور مظفر خان خانموصوف کے دونون بھتیجے ساتھ تھے اونھون نے بھی اپنے چچا کے ساتھ ہو کر خوب خوب بہادریان دکھائین دلیر خان کا یہ حال تھا کہ مثل شیر کے جھپٹتے تھے اور جسطرف اپنی فوج پر دشمن کا غلبہ پاتے فوراً وہان پہونچ جاتے اور دشمنون کو مغلوب کر دیتے تھے اسوقت ایسی غیر معمولی شجاعت دلیر خان سے

بقیہ صفحۂ ماقبل شہامت شعار بدفع آن تیغ آبکار درآمدہ تبلاشہاے مردانہ و غلطہاے دلیرانہ سلک جمعیت آنہا را از ہم گسیخت و جمعے از گروہ ادبار پژوہ را بہ تیغ الماس گون چون بخاک معرکہ برآمیخت غیرت و مظفر برادر زادہ او دیگر مبارزان جانفشان و بندہ پاے اخلاص نشان کہ دران فوج بودند دستبردہاے نمایان نمودند و ہر طرف کہ بر سپاہ نصرت پناہ از استیلاے اعداد ہجوم خصم کار تنگ میشد دلیر خان خود را رسانیدہ دشمنان منکوب را مغلوب میساخت چون مخالفان از مقابلہ فوج دلیر خان طرفے نہ بستند خاسر و ناکام ازان سمت عنان ہمت برتافتہ بفوجیکہ مقابل راجہ و داؤد خان بود ملحق شدند صفحہ ۱۰۴ عالمگیر نامہ

و ہر طرف کہ بر فوج بادشاہی غلبہ دکنیان میشد دلیر خان خود را میرسانید شاہنشاہ نامہ صفحہ ۴۰۴۔

عمل مین آئی کہ دشمنون کو سنبھلنے نہ دیا اور اونکی صفین نہ بندھنے
دین جب مخالف دلیر خان کی فوج کے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکے تو ناکام و ذلیل ہوکر
اسطرف سے باگ پھیر کر اور اپنی اس فوج سے جو راجہ اور داؤد خان کے مقابلہ مین
تھی شامل ہوے راجہ جے سنگھ نے اسوقت نواب دلیر خان کو اپنے پاس
بلایا اور بائین جانب انکو اپنی حمایت کے لیے رکھا اور فتح جنگ خان وغیرہ کو اپنے
آگے کرکے ان ظالمون سے جنگ کا قصد کیا اس عرصہ مین مخالفون نے اور بھی
شوخی شروع کی شرارت سے قدم آگے بڑھایا فتح جنگ خان وغیرہ نے مخالفون پر
حملہ کیا خوب لڑائی ہوئی راجہ نے بھی خوب دلاوری کو دخل دیا دکنیون کا جسقدر
مقدور تھا اونہون نے کوئی کوشش لڑائی کی اوٹھا نرکھی مگر آخر مجبور ہوکر ناکام بھاگے
لشکر شاہی نے دس کوس اونکا تعاقب کیا اور فتحمند واپس آیا اکیسوے بادشاہی
بہادر کام آے اور دو سو پچاس آدمی زخمی ہوے اور دشمن کے چار سو سے زیادہ
لوگ قتل و زخمی ہوے بعض زخمی آدمی دشمنونکے جو گرفتار ہوے انسے معلوم ہوا
کہ خواص خان و شہباز خان سرداران فوج مخالف بھی زخمی ہوے لشکر شاہی نے تین
منزلین طے کرکے غرۂ شعبان کو قلعۂ پینده سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر چوبیس روز قیام
کیا یہان معلوم ہوا کہ قطب الملک والی حیدرآباد نے عادلشاہ سے اتفاق کرلیا
ہے چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار شرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے
تھے اور اب اپنے خواجہ سرا رضا قلی کو جونیکنام خان مشہور ہے اُسکو چھ ہزار سوار اور
پچیس ہزار پیادے دیکر والی بیجاپور کی مدد کو بھیجا ہے ۲۵ شعبان کو بادشاہی لشکر
نواحی پرینده سے اس قصد سے کہ عادلشاہ کی ولایت کو دوبارہ جاکر جہانتک ممکن ہو

برباد کرکے روانہ ہوا۔ ۲۷ رمضان ۹۳ جلوس کو تجاپور لشکر پہونچ گیا پھر وہان سے جاکر قلعہ کنجوتی کو فتح کیا اور پھر قلعہ نیلنکہ فتح کرکے قیام کیا اس عرصہ مین نیتاجی بھی دشمنون سے جدا ہوکر بادشاہی لشکر مین آگیا اور سیواجی بادشاہ کے سلام کے لیے دہلی کو روانہ ہوا سنبھاجی اسکا بیٹا اور پانسو سوار اور ایک ہزار پیادے اسکے ساتھ تھے ۱۱۷۶ ہجری کا زمانہ تھا راجہ جے سنگہ نے اسکے قدمبوسی حاصل کرنے کی عرضداشت بادشاہ کو بھیجی تھی جب سیواجی دار الخلافت کے قریب پہونچا تو بادشاہ نے رام سنگہ ولد جے سنگہ اور مخلص خان کو اسکے استقبال کو بھیجا اسنے پندرہ سو اشرفیان اور چھ ہزار روپیہ کل تیس ہزار روپیہ کی نذر گذرانی بادشاہ کے اشارہ سے وہ پنجہزاری منصب والون مین بٹھلایا گیا سیواجی ہفت ہزاری منصب کا متوقع تھا افسردہ خاطر ہوا اور اسکے چہرہ پر خجالت و جہالت کا اثر بادشاہ کو محسوس ہوا عالمگیر پہلے ہی سے اسکے افعال سے ناراض تھا اور بھی ناخوش ہوا اسکے لیے خلعت و جواہرات وہا تھی موجود تھے مگر وہ عیاری سے بیماری کا بہانہ لایا اور ایک کونہ مین علیحدہ بیٹھا بادشاہ سے آداب کے خلاف اسکی ادائین معروض ہوئین وہ دربار سے رخصت کیا گیا اور راجہ جے سنگہ کے مکان کے پاس شہر کے باہر ٹھہرایا گیا اور راجہ جیسنگہ کو اسکی حقیقت لکھی گئی کہ اس سے کیا قول و قرار ہوے ہین اور وہ مجرے سے محروم رکھا گیا مگر اسکا بیٹا مجرکو برابر حاضر ہوتا رہا فولاد خان کو توال کو نگرانی کا حکم تھا مگر راجہ جیسنگہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ وہ مجھسے ہمیشہ کی اطاعت اور ترک بغاوت کا وعدہ کرکے گیا ہے اگر فضل و کرم بادشاہانہ اسکے جرم سے درگذر کریگا تو مین احسانمند ہونگا بادشاہ نے راجہ کی سفارش سے

پیرہ اوٹھا دیا سیواجی موقع پاکر ۲ صفر کو وضع بدل کر معہ اپنے بیٹے سنبھاجی کے بھاگ گیا جب عالمگیر کو سیواجی کے فرار ہوجانیکا حال معلوم ہوا تو بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کو لکھ بھیجا کہ نیتاجی جو سیواجی کا عزیز اور اوسکی فوج کا افسر ہے اسکو گرفتار کرکے دلیر خان کے ہمراہ بھیجدینا چاہیے اور جملہ صوبہ داروں کے نام گرز برداروں کے ہاتھ حکم بھیجا گیا کہ سیواجی جسجگہ ملجاے اسکو گرفتار کرکے ہمارے حضور مین روانہ کرنا چاہیے۔

القصہ جب سیواجی دہلی روانہ ہوا تو اس زمانہ مین بادشاہی لشکر کے قریب شرزہ مددی معہ فوج کے پڑا ہوا تھا اسنے ترکتاز خان و دوتاجی پر ترغہ کیا بادشاہی بہادرون نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا مگر قلت سپاہ سے اونپر میدان تنگ ہوا بہت سے لوگ کام آے آخر دنمین[1] دلیر خان کو اسبات کی خبر ہوئی تو وہ خان شہامت نشان فوراً بلا توقف معہ اپنی فوج ہراول کے روانہ ہوے جسجگہ لڑائی ہوئی تھی وہان پہونچے رات کے وقت وہان قیام کیا اور فردا صبح سو آدمیون کے جو کام آے تھے انکی لاشین اوٹھانے کا حکم دیا کہ لاشین خاک سے اٹھاکر جو مسلمانونکی ہین وہ دفن کیجائین اور ہندونکی جلائی جائین راجہ رائسنگھ بھی لشکرگاہ سے کوچ کرکے آخر رات کو دلیر خان کے پاس پہونچے دلیر خان دوسرے رو

[1] اد آخر روز دلیر خان یعنی آگہی داد آن خان شہامت نشان بلا توقف با فوج ہراول روانہ آنصوب شد و بجائیکہ جنگ واقع شدہ بود رسید شب آنجا توقف گزید و قریب صد و پنجاہ تن از مبارزانے کہ جان نثار شدہ بودند اشارہ کرد کہ لشہاے آنہا را از خاک برداشتہ مسلمانان را دفن کردند و ہندوانرا سوختند و راجہ رائسنگھ نیز باشارہ راجہ اودآخر شب رفتہ با پیوست خانمذکور روز دیگر بدفع اعادے کہ بمسافت سہ کروہ از جنگ گاہ اقامت داشتند روان شد و مخالفان از استماع خبر آمدن او در بوادی فرار نہادند ۱۱ عالمگیر نامہ

دشمنون کے دفع کرنے کے لیے جو اوسجگہ سے تین کوس کے فاصلہ پر قیام رکھتے
تھے روانہ ہوے مخالفون نے دلیر خان کے آنیکی خبر سنی
تو بھاگ گئے ۵ شوال کو نیلنکہ سے لشکر بادشاہی اوسہ کیطرف پلٹا اور ۷ کو
مقام کیا جب یہ معلوم ہوا کہ لشکر بیجاپور و گلکنڈہ کا سواے ابوالحمد اور رضا قلی کے
جو پیچھے ہین تین فوجون پر تقسیم ہوگیا ہے اور ایک حصہ فوج کا سردار شرزہ مہدوی
اور دوسرے حصہ کا سردار خواص حبشی اور تیسرے حصہ کا سردار نبیرہ بہلول ہے
اس خبر کو سنکر بادشاہی لشکر ہوشیار اور مستعد کارزار بیٹھا تھا اتنے مین سہ پہر کو خبر آئی
کہ شرزہ اپنی فوج لیکر شاہی رسد لانیوالونکے سر پر آگیا اور تھوڑے اونٹ جو لشکر سے
دور تھے اوسنے لے لیے ہین اور دونون فوجین آکر داود خان و قطب الدین خان سے
جو رسد لانیوالونکی خبر گیری کے لیے مقرر ہوے تھے مقابل ہوئی ہین اور انھون نے
اونٹونکو آگے رکھ لیا ہے اور لڑتے ہوے آرہے ہین جب راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی
تو اوسوقت دلیر خان معہ اپنی ہراول فوج کے جہانتک جلد ممکن تھا اسجگہ پہونچگئے

سلہ دلیر خان با فوج ہراول تعجیل ہر چہ تمامتر کوچ بکوچ سیدہ خانمہ کوریسیدہ کہ داؤد خان قطب الدین خان با غنیم لئیم آویزش
داشتند روان شدہ و چون بپارہ رسید اتفاقا فوج از اعدا بقصد اینکہ از عقب فوج داؤد خان قطب الدین خان در آیند از جنود
مخالف جدا شدہ باین سمت کہ خانمہ کہ میرفت آمدہ بود آنخان جلادت پرور بر آن روباہ صفتان حملہ آور شدہ آنہا را
تفرقہ ساخت و از انجا بیشتر رفتہ در حالتیکہ داؤد خان و قطب الدین خان دو اب کہی را سالم از تعرض معاندین میدانند
ناگہ بنظر ایشان نمودار سر جمعیت خاطر با غنیم خویش معرکہ آراے بنرد یونہ با نہا پیوست و دیخان غیرت بر او زدہ
دلیر خان کہ بس رندے او بود نہ مرکب جلادت پیانگختند دلیرانہ بر مخالفان تاختند و رایت غلبہ استیلا افراختہ بسیارے
را بر خاک ہلاک انداختند چون فوجے دیگر از آن سبل ادبار بکمک رسیدہ دلیر خان از غیل فرود آمدہ بر اسپ
سوار شد و خود بنفس سیمان سیہ بختان رسید بطیبہ سرخپے ہمت و دلیری روے جرات و جسارت
شان از عرصہ کارزار برتافت و بسیارے را طعمہ حسام انتقام ساختہ تا دو کروہ در پے آن مدبران شقاوت
پژوہ تاخت ۱۲ عالمگیر نامہ

دلیر خان جسطرف داؤد خان اور قطب الدین خان غنیم سے لڑ رہے تھے بڑھے
تھوڑے گئے تھے کہ ایک فوج دشمن کی اس ارادہ سے کہ داؤد خان و قطب الدین
خان کی فوج کے پیچھے سے آکر حملہ کرین اپنے لشکر سے جدا ہو کر آرہی تھی دلیر خان
نے ان روباہ صفتون پر حملہ کیا اور اوسکو متفرق کر دیا دلیر خان اوسجگہ سے فرصت
کر کے آگے بڑھے دیکھا کہ داؤد خان و قطب الدین خان رسد کے چوپایہ دشمنون
سے چھین کر اپنے لشکر گاہ کو روانہ کر چکے ہین اور نہایت اطمینان سے دشمنونکے
ساتھ معرکہ آرائی کر رہے ہین دلیر خان اونسے جا کر ملے لودیخان اور غیرت خان
دلیر خان کے بھتیجے جو انکے سامنے تھے اونھون نے اپنے گھوڑے اوٹھلے
اور نہایت شجاعت سے مخالفون پر بہادرانہ حملے کیے اور انکو پسپا کر کے خاک پر
ڈالدیا جب مخالفون کی فوج اور کمک کو آگئی دلیر خان ہاتھی سے اوتر کر
گھوڑے پر سوار ہوے اور جلو ریز اونکے سر پر پہونچگئے اور اپنی خداداد
شجاعت سے وہ دلاوری کے جوہر دکھاے کہ مخالفونکا منھ
میدان سے پھیر دیا اور بہت سے شریر تہ تیغ بیدریغ کیے
دو کوس تک دشمنون کو بھگاتے لے گئے دلیر خان کی روانگی
کے بعد راجہ جے سنگھ نے کچھ بندوقچیون اور افسرونکو لشکر کی محافظت پر چھوڑا اور فوج
غنیم کی جو داہنے جانب نمودار ہوئی تھی اوپر حملہ کیا اور خوب بہادری کی داد دی فتح
جنگ خان اور کیرت سنگھ بھی لشکر سے بڑھکر خوب لڑے آخر کار دشمن مغلوب ہو کر
بھاگے راجہ دلیر خان کیطرف جانیکے لیے بڑھے مگر سنا کہ دلیر خان مظفر و منصور ہو کر آرہے
ہین پہر رات گئے کل فوجین بادشاہی اپنے قیام گاہ پر آگئین اس لڑائی مین دو سو

آدمی بادشاہی لشکر کے کام آئے اور چار سو پینسٹھ زخمی ہوے دشمن کے لوگ اس سے دوچند قتل و زخمی ہوے اور الیاس مہدوی معروف بہ شرزہ خان جو رکن اعظم ملک دکن کا تھا اور فنون سپہگری مین کامل سردار تھا اوسکے ہاتھ مین گولی کا زخم اور مونڈھے مین نیزہ کا زخم لگا اور وہ زمین پر گر پڑا لوگ اُسکو اٹھا لیگئے اسکا چھوٹا بھائی بھی زخمون سے چور ہوگیا اس معرکہ مین بائیس ہزار سوار بیجاپور اور گلکنڈہ کے تھے ۵ ذیقعدہ کو بادشاہی لشکر تلجاپور سے کوچ کرکے قریب قلعہ تیر کے جو پرگنہ دہوکی متعلقہ بیجاپور کے ہے پہونچا اور پڑاؤ ڈالا ابھی کل لشکر نہین آنے پایا تھا کہ بیجاپور گلکنڈہ کے لشکر نے بادشاہی لشکر پر حملہ کرنا چاہا راجہ یہ خبر سنکر فوراً دشمن کیطرف روانہ ہوے اور دلیر خان اور بعض عمائدین لشکر کو کہلا بھیجا کہ جہانتک ممکن ہو جلد آئین دلیر خان

سلہ راجہ بدلیر خان و دیگر سرداران فیروزی نشان پیام داد کہ خود را زود تر برساند و آنہا نیز در راہ براجہ پیوستند چون بغنیم نزدیک رسیدند دلیر خان پیش روے راجہ شد راجہ اسنگہ در دست خان مذکور قرار گرفت و از غنیم عاقبت رحیم خواص دلیر شرزہ مہدوی و دیگر بیجاپوریان وحیدرآبادیان قطب الملکی . با قریب ہفت ہزار روبرو داؤد خان و قطب الدین خان صف آراگشتند و نبیرہ بہلول باتمام افغانان بیجاپوری و انکوی بھونسلہ و مانک جی کواپرہ و دیگر مرہٹہاے بیجاپور و شرزہ حیدرآبادی کہ فوجے گران بودند بدلیر خان مقابل شد باندک زمانے آن خان شہامت نشان بجنگ توپخانہ مقید نا شدہ دلیرانہ سمند جلادت بدفع مخالفان برانگیخت و نزدیک بآنہا رسیدہ بہ تیغ تیز و سنان خونریز بان گروہ باطل ستیز در آویخت و چون اشتعال نیران حرب و قتال شدت پذیرفت اعداے بدسگال سطوت و صولت مجاہدان جبیل اقبال را تاب نیاوردہ روے ہمت از مقابلہ برتافتند و دلیران عرصہ نبرد و شیران بیشہ نورد ان روبہ صفتان شقاوت کیش را پیش انداختہ بتعاقب در آمدند غیرت و نعمت برادر زادہ ہاے خود را کہ از پیش روان معرکہ کارزار بودند کوششاے مردانہ بجاے آوردند و سید احمد برادر زادہ دیگرش زخمہاے کارے برداشتہ از مرکب فرو افتاد و دلیر خان ہر جا غلبہ از سپاہ مخالف مشاہدہ میکرد و بیاری دے شہامت و مردانگی خود را رسانیدہ بدفع آنہا می پرداخت راجہ نیز کہ در حین آن خان ببسالت آئین بود مساعی شایان و تلاشہاے نمایان بتقدیم رسانیدہ صفحہ ۱۰۱۵ عالمگیر نامہ

یہ سنکر فوراً بڑھے اور راہ مین راجہ سے ملگئے جب غنیم کے نزدیک پہونچے
دلیر خان راجہ کے آگے بڑھے اور راجہ رانسنگہ دلیر خان کے ایکطرف ہوگئے
دشمن کی فوج سے خواص اور فرزند شرزہ مہدوی اور دیگر بیجاپوری وحیدرآبادی
قریب سات ہزار سوار کے قطب الدین خان وداود خان کیطرف بڑھکر صف آرا
ہوے اور نبیرہ بہلول معہ تمام افغانان بیجاپوری اور دانکوئی بھونسلہ ومانجی کوہارہ
اور دیگر مرہٹے بیجاپوری وشرزہ حیدرآبادی جنکے ساتھ عظیم الشان فوجین تھین
دلیر خان کے مقابل ہوئین آگے پہلے انھون نے چندبان حسب عادت چھوڑے
اوسوقت خان شہامت نشان دلیر خان توپخانہ کی جنگ
کے پابند نہوے دلیرانہ اپنی شجاعت کا سمند اوٹھایا اور مخالفون
کے سرونپر پہونچگئے اور نہایت بہادری سے تیغ تیز اور سنان
خون ریز سے ان نابکارون کو خونمین ڈبونے لگے نہایت سخت
مقابلہ پیش آیا جب شعلہ جنگ کا انتہاے حد پر پہونچکر بھڑک
اوٹھا تو دشمن مقابلہ کی تاب نہ لاے اور اس شیر شجاعت کے
سامنے سے مثل روباہ کے بھاگے اور اونھون نے انکا
تعاقب کیا غیرت خان ونعمت خان دلیر خان کے بھتیجے
جو پیشقدمان معرکہ کارزار سے تھے اونھون نے بھی خوب
بہادری کی اور حمید اد خان دلیر خان کے تیسرے بھتیجے جو

سے چور ہوکر گھوڑے سے گر پڑے بعضے جو انمردون نے
اس جنگ مین کاری زخم کھاے دلیر خان جسجگہ مخالف کی
فوج کا غلبہ مشاہدہ کرتے تھے اپنی کمال دلیری و شجاعت سے
وہان پر فورًا پہونچتے تھے اور انکو دفع کر دیتے تھے راجہ نے
بھی جو اسوقت دلیر خان کے داہنے ہاتھ کیطرف تھے خوب بہادری و مردانگی دکھائی
دشمنون نے موقع پاکر جادون راے پر جو فوج سے کسیقدر دور تھا ہجوم کیا اسنے
بھی معہ اپنے ہمراہیون کے دشمنون کے ہٹانے پر نہایت جرات سے کام لیا
کچھ اسکے ہمراہی کام آے اور کچھ زخمی ہوے راجہ رائسنگہ اسکی مدد کو پہونچگئے
جب مخالفونکی کسی طرف کچھ نہ چلی مجبور ہوکر بھاگے سات کوس تک بادشاہی لشکر نے
مخالفین کا تعاقب کیا پالکی وچتر اور بہت سے اونٹ اور دیگر سامان و آلات حرب
غنیم کے جو چھوٹ گئے تھے بادشاہی لشکر کے ہاتھ آے راجہ جیسنگہ داود خان
وقطب الدین خان کو خواص اور پسر شرزہ مہدوی وغیرہ کے مقابلہ مین چھوڑکر دلیر خان
کی خبر اور کمک کو روانہ ہوے ایک کوس پہونچے ہونگے دیکھا کہ یہ گروہ غنیم کا اس
قصد سے کہ دلیر خان کے پیچھے سے حملہ کرین داؤد[1] خان وقطب الدین خان کے مقابلہ

[1] داود خان قریشی بھیکن خان کے بیٹے تھے یہ حصار فیروزہ کے شیخزادے تھے انکے باپ خان جہان خان لودی
کے ملازم تھے جو اسکے ساتھ دھولپور مین مارگئے شیخ داؤد شہزادہ داراشکوہ کے ملازم ہوے اور متھرا مہابن وجلیسر
مین فوجدار رہے انھین ایام مین حسب استدعاے شہزادہ کے بادشاہ کے حضور سے خطاب خانی سے سرفراز اور
بعد محاربہ داراشکوہی و عالمگیری کے بھکر سے یہ جدا ہوکر خانہ نشین ہوے عالمگیر نے خلعت بھیجکر انکو بلوایا بنگالہ مین
سلطان شجاع سے عالمگیر کیطرف سے یہ خوب لڑے اور چہار ہزاری منصب اور تین ہزار سوار کی سرداری سے

سے منھ پھیر کر آرہا ہے مگر اسجگہ سے پھر گیا اس حال مین خبر آئی کہ دلیر خان کے ہمراہی دشمنون کو بھگا کر دور لے گئے ہین اور اونکے تعاقب مین متفرق ہوگئے ہین اور دلیر خان کے پاس کل تین سو آدمی رہے ہین راجہ یہ سنکر فورا ایک پہاڑی جو انکے اور دلیر خان کے مابین حائل تھی اسکو طے کرکے دلیر خان کے نزدیک آپہنچے کیرت سنگھ و فتح جنگ خان جو راجہ کے فوج کے مقدمہ تھے وہ بھی دلیر خان کے پاس پہونچنے مگر راجہ سے کہ مخالف کی بڑی فوجین گوشمالی پاکر بھاگ چکی تھین اور دن آخر ہوچکا تھا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور دلیر خان سے پیام کیا کہ آپ اپنی باگین کھینچلین اور اپنی فوج متفرق کو فراہم کرلین اور لشکر گاہ کو روانہ ہون اسی ضمن مین فتح جنگ خان کا ہاتھی زخمی ہوا اور مخالفین نے اوسکو پکڑنا چاہا جسپر فتح جنگ خان و راجہ نے دشمنون کو بھگایا ہے جسکا مفصل قصہ تذکرۂ فتح جنگ خان مین ہم نقل کرچکے ہین۔ جب شام ہوگئی اور لشکر شاہی کو ہر طرح فتح حاصل ہوگئی تو خوشی کے نقارے بجاتے ہوے اپنی قیام گاہ کو واپس آے اس جنگ مین حیدر ترکمان جو قطب الملک کے لشکر کا سردار تھا زخمی ہوا اور پانسو سے زیادہ بیجاپور اور گلکنڈہ کی فوج مارگئی جسمین موسی افغان و نبیرہ بہلول اور مانکوی پسر نایک کہارہ اور دیگر مخالف کے سردار مارے گئے اور قریب یکہزار کے غنیم کے آدمی زخمی ہوے اور

تبیہ صفحۂ ماقبل سرفراز ہوے پٹنہ کے صوبہ دار رہے اسکے بعد زمیندار پلاون کی گوشمالی کی اور اوسکے دارالخلافت مین حاضر ہوکر سیواجی کی گوشمالی کے لیے حسب الحکم شاہی دکن گئے اسکے بعد خاندیس کے صوبہ دار کیے گئے اسکے بعد صوبہ برار کے صوبہ دار ہوے دلیر خان کے ساتھ مدت تک یہ رہے ہین اور خوب خوب بہادریان کی ہین بڑے کارگذار اور بہادر شخص تھے انکے بیٹے حمید خان تھے جنکا انتقال ۲۵ سنہ عالمگیری مین ہوا ہے۔

بادشاہی لشکر کے اکیسو پنتیس آدمی کام آئے اور سات سو چورانوے زخمی ہوے
بادشاہی لشکر نے تین روز وہان قیام کیا اور ۱۵ تاریخ کو وہ منزلین کرکے دس
کوس پر دریاے مانجرہ کے کنارہ فتح آباد عرف دہارور مین پڑاؤ ڈالا یہان یہ آکر
راے قرار پائی کہ دشمن نے پیشہ قزاقی کا اختیار کیا ہے اسلیے بادشاہی لشکر سامان
لشکر گاہ مین چھوڑ دے اور سبکبار ہوکر دشمن کا تعاقب کرے چنانچہ ۲۲ ذیقعدہ
کو اسیطور پر دریاے مانجرہ سے کوچ کیا گیا اور دہارا سیون کیطرف جہان دشمن
کے موجود ہونے کی خبر سنی گئی تھی رخ کیا اثناے راہ مین یہ خبر سنی گئی کہ غنیم کی فوج
نے بادشاہی لشکر کے آنیکی خبر پاکر فرار کیا اور تلجا پور چلی گئی ۲۷ تاریخ کو موضع سحری
مین جو پرگنہ پرینڈہ مین ہے دریاے سین سے گذر کر دریاے بھمرہ کے کنارہ قیام
کیا وہان مخبرون سے معلوم ہوا کہ کل فوج مخالف کی شولاپور کیطرف جمع ہوئی ہے اور
عادل شاہ نے یہ امر یقین کرکے کہ بادشاہی لشکر کے مقابلہ مین میری فوج کو کامیابی
نہین ہوسکتی مسلحانہ لڑائی کا ارادہ ترک کردیا اور اپنے سردار ابوالمحمد نیرہ بجترکہ معہ
اس لشکر کے جو خاص خیل مشہور ہے بلالیا اور دیگر سردارونکو ترک جنگ کا حکم بھیجدیا
اور یہ بھی لکھدیا کہ جب تک لشکر بادشاہی ہمارے حدود مین رہے تم شولاپور کیطرف
پڑاؤ رکھو اسیطرح قطب الملک نے اپنا لشکر جو بیجاپور کی کمک کو بھیجا تھا حیدرآباد
بلوالیا۔

چونکہ بادشاہی لشکر صرف مخالف کے ولایت کی خرابی و بربادی کے لیے مقرر
ہوا تھا اور اوسنے کوئی دقیقہ بربادی کا اٹھا نہ رکھا اور تمام محالات بیجاپور کو یکسر تخت
وتاراج کرڈالا اور جتنی مرتبہ صف آرائی ہوئی بادشاہی لشکر دشمنو پر غالب رہا

اور اب موسم برسات کا بھی سر پر آگیا لہذا فرمان بادشاہی صادر ہوا کہ شاہی لشکر اورنگ آباد چلا جاے اور موسم برسات کا وہین گذارے اور بعض سردار اپنی جاگیر ونپر جائین تاکہ وہ وہان آرام پاکر آسودہ حال ہو جائین۔

تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۲۵۶ مین خان بہادر شمس العلما لکھتے ہین کہ جب بادشاہی لشکر بیجاپور کو برباد کر چکا اور کوئی کسر خرابی نہ اوٹھا نرکھی اور موسم برسات کا سر پر آگیا اور آمد و رفت مین دشواری ہو گئی اسلیے راجہ جیسنگھ اور دلیر خان نے یہ امر مصلحتاً ضروری تصور کیا کہ چند روز زخمیون کے علاج کے لیے اور بارود وغیرہ کے جمع کرنے کے لیے اور لشکر کے آرام کیواسطے قصبہ دہارو کے متصل ٹھہرنا چاہیے اور بادشاہ کو عرضداشت بھیجی اس ضمن مین دکنیونکا یہ حال ہو گیا تھا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ اور غلہ ختم ہو گیا کمانین بیکار ہو گئین تیرونکے پر اوڑ گئے تلوارونکی دھارین کند ہو گئین ان وجوہات سے وہ جان سے عاجز آگئے دونون طرف کے سردار مصلحت کے لیے بہانہ جو ہوے اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ کا اظہار کر کے امان طلب ہوے جب بادشاہ سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اوسے حکم بھیجدیا کہ بادشاہی لشکر محاصرہ چھوڑ کر اورنگ آباد چلا جاے اور برسات وہین گذارے اور بعضے امرا و سردار اپنی جاگیر پر جائین اور دلیر خان میرے پاس آئین۔

عالمگیر نامہ مین ہے کہ قلعہ منگل بیدہ جسمین شاہی فوج تھی وہ ایسا مضبوط نہ تھا کہ لشکر بادشاہی کے چلے جانیکے بعد دشمن نہ لے سکتا لہذا راجہ جیسنگھ نے دلیر خان سے کہا کہ آپ وہان جاکر توپخانہ اور دیگر جو سامان ہے اوسکو لیکر قلعہ خالی کرادین دلیر خان ماہ ذیقعدہ کی چاندرات کو معہ قباد خان اور راجہ رائسنگھ کے قلعہ منگل بیدہ کو گئے

اور قلعہ مین جسقدر باروت وسیسہ تھا بندوقچیون اور بیلدارون وغیرہ کو تقسیم کیا
کہ لشکرگاہ کو لیجائین اور تمام غلہ اور دیگر ذخیرے جسقدر موجود تھے انکے بابت لشکر
والونکو حکم دیا کہ جہانتک ممکن ہو خرچ کرین اور جو کچھ بچے آگ لگادین اور قلعہ کے
کنگرونکے گرانے کے واسطے بیلدار مقرر کیے کہ جہانتک ممکن ہو سکے منہدم کردین
غرضکہ بعد فراغت ان کامون کے دلیر خان نے جتنے کہ آدمی قلعہ مین تھے سبکو
اپنے ساتھ لیا اور ۶ ذی الحجہ کو لشکرگاہ کو آگئے اسکے دوسرے روز بادشاہی لشکر
نے دریاے بہمرہ کے کنارے سے کوچ کیا اور پرینڈہ کے نواح مین جاکر قیام کیا اور
اور وہانسے بھوم ہوتا ہوا اطراف بیر مین آیا اور ۷ ربیع الثانی تک اسطرف قیام رہا
اسی زمانہ مین سیواجی نے دار الخلافت سے فرار کیا اور راجہ جیسنگھ کے نام[1] شاہی
حکم پہونچا کہ نیتاجی جو سیواجی کا عزیز اور اسکے لشکر کا سردار ہے اسکو قید کرکے
دلیر خان کے سپرد کردو اور خان مذکور اسکو اپنے ہمراہ لیکر ہمارے حضور مین آئین
راجہ نے نیتاجی کہ فتح آباد مین تھا اسکے قید کرنے کے لیے ایک جماعت بھیجدی اور
وہ ۵ جمادی الاول کو گرفتار ہوکر لشکر شاہی مین آگیا راجہ نے اسکو معہ اسکے بیٹے
کے دلیر خان کے سپرد کردیا اور اسکے دوسرے روز دلیر خان قریب
بیر کے راجہ سے جدا ہوے اور حسب الطلب بادشاہ کے دار السلطنت کیطرف روانہ ہو

[1] بتاریخ ہمایون براجہ جیسنگھ صادر شدہ کہ نیتوے خویش سیوا را دستگیر نمودہ بدلیر خان سپارد و خانمذکور را و را ہمراہ گرفتہ
بجناب خلافت آرد راجہ جمعے بجہت آوردن نیتوکہ در فتح آباد بود تعین نمود و آن جماعہ او را پنجم جمادی الاولے
با لشکر ظفر اثر رسانیدند و راجہ آن مسعود العاقبت را کہ حقیقت رسیدنش ببندۂ سپہر احترام و شرف
اندوزی ایا دراک شرف اسلام سبق ذکر یافتہ با پسرش عرا لہ دلیر خان نمودہ و آن خان بسالت نشان روز
دیگر بہ بیرزا راجہ جدا شدہ و بموجب فرمان طلب واردہ درگاہ معلی شدہ صفحہ ۱۰۲۱ عالمگیر نامہ۔

اسکے بعد ۹ ماہ مذکور کو راجہ جے سنگھ وہان سے چلکر ۸ جمادی الثانی کو اورنگ آباد پہونچگئے جب نیتاجی دہلی مین آیا اور مقید ہوا تو وہ اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا اور عالمگیر نے اوسکو سہ ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب عنایت کر کے محمد قلیخان کا خطاب مرحمت کیا۔

نواب دلیر خان کو عالمگیر کا شاہ ایران کی مہم کے لیئے طلب کرنا

جب دلیر خان بیجاپور کی مہم سر کر چکے اور سب لطاب دارالسلطنت آرہے تھے نیتاجی مقید انکے ہمراہ تھا اس عرصہ مین کہ نوان سال جلوس کا تھا شاہ عباس کا ہنگامہ پیش آگیا یعنے اوسنے سرحد ہندوستان پر فوج کشی کر کے عالمگیر سے مقابلہ کا ارادہ کیا جب عالمگیر کو یہ خبر پہونچی تو بادشاہ نے دلیر خان کے نام فرمان بھیجا کہ جہانتک ممکن ہو جلد آنا چاہیے دلیر خان کمال عجلت سے آرہے تھے اور دریائے نربدہ سے اوتر چکے تھے کہ نیرنگی تقدیر سے شاہ ایران خناق کے مرض مین مبتلا ہو گیا اور مر گیا اور اس آشوب کا شعلہ ٹھنڈا ہو گیا اس جنگ کے ہونیکی وجہ ایک یہ بھی مورخون نے تحریر کی ہے کہ شاہ عباس فرمانروا ے ایران نے سنہ جلوس عالمگیری مین اپنے سفیر لوداق بیگ کو معہ تہنیت نامہ کے ہندوستان بھیجا تھا جب وہ اورنگ زیب کی خدمت مین معہ نامۂ و تحائف کے آیا تو اورنگ زیب نے اوسکی نہایت عزت کی اور جواب لکھا اسکے بعد سنہ ۶ مین اورنگ زیب

نے اپنے یہانسے تربیت خان کو ایران کی سفارت کے لیے بھیجا اور اسکے ساتھ
تحفہ جات اور تہنیت نامہ روانہ کیا مگر جب تربیت خان اصفہان پہونچا تو شاہ ایران
کچھ مکدر خاطر نکلا اور سفیر مذکور کے ساتھ نہایت کج ادائی سے پیش آیا اور سفیر کے ساتھ
کوئی سلوک نہ کیا بلکہ بعض اوقات ہندوستان پر فوجکشی کا ارادہ ظاہر کیا
جب تربیت خان ایک سال کے بعد فرح آباد آیا اور ہندوستان کی روانگی کا قصد
کیا تو شاہ ایران نے ایک بڑی فوج اور توپخانہ ہندوستان کے لیے خراسان مین
متعین کیا اور خود فرح آباد سے اصفہان مین آکر سامان جنگ مین مصروف ہوا جب
سفیر مذکور یہ حال دیکھکر ہندوستان کے حدود مین پہونچا تو اوسنے اس امر کی عرضی
اورنگ زیب کے حضور مین روانہ کی اورنگ زیب عالمگیر کو بھی غیرت بادشاہانہ
دامنگیر ہوئی اور اوسنے ایران پر فوجکشی کا قصد کیا اور پہلے شاہزادہ محمد معظم کو
معہ راجہ جسونت سنگھ کے بیس ہزار سوار اور توپخانہ ساتھ کرکے کابل کو بھیجا اور کہا کہ
تمھارے پیچھے شاہی خیمہ بھی آتا ہے شاہزادہ موصوف فوراً روانہ ہوگیا اس مہم کے
لیے اورنگ زیب نے اکثر لشکر کے سرداروں کے نام طلبی کے احکام جاری کیے
اس ضمن مین دلیر خان کے نام بھی فرمان بھیجا اور خان موصوف حسب الحکم منزل مقصود

ف چون دلیر خان تاراج ولایت بیجاپور پرداختہ عادلشاہ را بالتماس سزاوار بعد دیدار برہنگامہ شاہ عباس ثانی کہ بعزم
سپاہ کشی درزم آرائی داعیہ فرشادن لشکر بسر حد ہندوستان اظہار میکرد از جانب عالمگیر با اکثر سرداران سپہداران وحکام
طلب عزمند و یافت دلیر خان نیز در سال نہم حسب الطلب بر جناح سرعت و استعجال روانہ گشت از دریائے نربدا گذشتہ
بود کہ از نیرنگی تقدیر حیات مستعار شاہ ایران بسر رسید گردید و نالہ آشوب باطفال گرایڑہ دلیر خان بوصول پیوستہ بجمیع از امرائے
بادشاہی کہ ہمراہ داشت عطف عنان بجانب چاندہ و دیوگڑہ نمودہ ماثر الامرا منتخب از عالمگیر نامہ

ف مثل جلیا بطلب دلیر خان و بہادر خان و داود خان و دیگر سرداران سپہداران کہ از پا سر بگردون نشان دہد و ذہ غرمند
یافتہ حکم شد کہ بر جناح سرعت و استعجال خود را بسایہ چتر اقبال رسانند ۵۵ عالمگیر نامہ

کی طرف راہی ہوے اور پنجاب کی طرف بادشاہ اورنگ زیب بھی روانہ ہوا آگے چلکر ملتان اور قندہار کے زمینداروں کی عرضیاں آئیں کہ شاہ ایران جب فرخ آباد سے اصفہان کی طرف پلٹا تو راہ مین اسکو خناق کا مرض پیدا ہو گیا اور تھوڑے عرصہ مین مادہ نے اسقدر ترقی کی کہ مرض لاعلاج ہو گیا اور وہ ماہ ربیع الاول مین اس دار غرور سے انتقال کر گیا اس سانحہ کے پیش آنے سے بوداق بیگ لشکر ایران سے جدا ہوا اور نہایت عجلت سے اصفہان پہونچا اور وہان امرا و ارکان دولت کے اتفاق سے اوسنے صفی مرزا کو جو بڑا بیٹا شاہ ایران کا تھا تخت نشین کرایا اسکے بعد کل لشکر ایران کا اس سے جا کر ملگیا مالکم کو شاہ ایران کے مرنیکی خبر سننے سے خوشی نہوئی بلکہ ملال کا اظہار کیا اور کہا کہ اگر شاہ زندہ رہتا تو فیما بین میرے اور اوسکے صف آرائی کا مزہ تھا اور اب تقاضاے مروت نہین ہے کہ ایران پر لشکر کشی کیجاے لہذا شہزادہ کو واپسی کا حکم بھیجدیا۔ اور اس معرکہ کا اس طرح پر خاتمہ ہو گیا

نواب دلیر خان کا دیوگڈھ[1] و چاندہ پر لشکر کشی کرنا اور وہانکے راجاؤن سے پیشکش وصول کرنا

جب ولایت، چاندھا اور دیوگڈھ کے راجاؤن نے سرکشی کر کے بغاوت

---

[1] دیوگڈہ اورنگ آباد دکن کے متصل واقع ہے اسکو محمد شاہ تغلق نے دہلی اوجاڑ کر آباد کیا تھا اور اُس کا نام دولت آباد رکھا تھا اکثر اولیاء اللہ بھی دہلی سے لیجا کر آباد کیے تھے جو وہین مدفون ہوے اوسنے وسط ہند مین یہ مقام واقع ہونیسے شہر بسایا اور دارالسلطنت بنایا تھا ۱۲

اختیار کی تو اورنگ زیب[1] کو اونکی گوشمالی منظور ہوئی اسلیے اوسنے دلیر خان کو سپہ سالار لشکر کا مقرر کیا اور اونکے نام فرمان بھیجا دلیر خان بیجاپور کی سرکوبی کرکے حسب الطلب بادشاہ کے حضور مین آرہے تھے کہ اسی اثنا مین ایران کی مہم کا معاملہ پیش آگیا اور اونھون نے حسب الحکم ادہر کو رُخ کیا تھا مگر شاہ ایران کے انتقال سے وہ مہم معطل ہوگئی یہ ہنوز دو منزل دریاے نربدہ سے گذرنے پائے تھے کہ وہان پر بادشاہی فرمان انکو ملگیا اوسمین لکھا ہوا تھا کہ جسجگہ پہونچے ہو وہان سے فوراً واپس ہوکر چاندا اور دیوگڈہ کی ولایت کو روانہ ہوجانا چاہیے اور وہان کے باغی راجاؤن کی واجبی سزا کرنا چاہیے دلیر خان فرمان کے پہونچتے ہی اسطرف کو روانہ ہوے اوسوقت اونکے ساتھ اپنا ماتحت لشکر افغانون کا تھا اور اوسکے علاوہ دیگر سرداران جنمین قادر داد خان وزبردست خان وآتش خان برق انداز خان رندولہ خان راجہ سجان سنگہ بندیلہ راو بہاو سنگہ ہاڈہ راو کرن بھورتیہ راجہ نرسنگہ

---

[1] درین ہنگام تعین افواج جہانکشا است بسرکردگی دلیرخان برسرزمین چاندہ وبیدار گشتن بداو از خواب غفلت و دادن پیشکش شائستہ باولیاے دولت

[2] بنابر تنبیہ آن وگوشمال آن خسران مال پیش نہاد ہمت خسروانہ گشتہ فرمان تہمان جلال بدلیرخان کہ با برخے از عسکر منصور دکن بعد فراغ از تاخت ولایت بیجاپور بہ پیشگاہ حضور طلب شدہ بود صادر گشت کہ بہ جاکہ رسیدہ باشد بجرد ورود منشور لامع النور برگشتہ باہمراہان برسر ولایت آن مقہور رود آن خان مذکور دو منزل از دریاے نربدہ گذشتہ بود کہ بوصول پرلیغ کرامت نشان مباہی گشتہ بازپس شتافت وراجہ سجان سنگہ بندیلہ وراو بہاو سنگہ ہاڈہ وراو کرن سنگہ بھورتیہ وراجہ نرسنگہ کور جگت سنگہ ہاڈہ وقادرداد خان وزبردست خان وآتش خان وبرق انداز خان وگروہے دیگر از مبارزان نصرت نشان وآخر جمادی الآخر عازم مقصد گشت ۲۳ - اصفحہ عالمگیرنامہ

کورجگت سنگه وغیره سب انکے تابع وهمراه تهے آخر جمادی الآخرین دلیرخان منزل

سلا اواسط شعبان دلیرخان باافواج قاهره بحدود ولایت چانده رسیده مانجی ملاذ زمیندار بسطوت عساکر ظفر قرین خوف درعب بر باطن ضلالت موطنش استیلا یافت ناگهانی نام شخصے که مدار المهام او بود نزد دلیرخان فرستاده اظهار عجز و ابتهال ندامت بر سوابق جرائم نموده و استدعا کرد که چون آن خان مذکور نزدیک شود باین مسکنت وخشوع آمده ملاقی گردد خانمذکور متمنای او را پیرایه انجاح بخشیده و فرستاده را باز گردانید که نویدحصول این مامول بدو رسانیده آن ضلالت کیش را بیاورد و چون ناگیا از لشکر فیروزی معاودت نموده خاطر وحشت زده او را از جانب دلیرخان مطمئن گردانید او این مژده را فوزے عظیم و نعمتے سترگ شناخته بلا توقف بعزم ملاقات آن خان شهامت کیش با مدهکر نام پسر مهین خویش روان شد و مبلغے از زر و سیم مسکوک بجهت پیشکش سرکار بادشاهی که عجاله آوردن آن میسر بوده همراه برداشت و بست و سیوم شعبان که دلیرخان بموضع مانده رسید که سرحد ولایت چانده ست نزول نموده زبان مذکور با لشکر ظفر اثر پیوسته چون قصد ملاقات خان مذکور نموده باشاره آن خان شهامت نشان آتش خان و رستم خان برادر ایرج خان رفته آن ضلالت پرور را با پیشکش آئین مجرمان میان بندر گردن افگنده بے سلاح و یراق نزد او آوردند و در نهایت خضوع و سرافگندگی ملاقات کرده و تمهید مراسم ندامت اعتذار و اظهار مراتب عجز و انکسار نموده یکهزار اشرفی و دو هزار روپیه و دو سر اسپ و یک زنجیر فیل برسم نیاز به دلیرخان گذرانید و هفت هزار اشرفی و پنج لک روپیه که همراه آورده بود بصیغه جرمانه و شکرانه امان بسرکار خاصه شریفه سپرد خانمذکور با او گفت که اگر سلامتی جان و ناموس و بقاے موطن و ولایت خویش میخواهی باید که پیشکشے لایق براے سرکار بادشاهی بزودے سرانجام بدهی و من بعد باغواے دیو ضلال و تحریک شقاوت و نکال قدم از شاهراه بندگی و فرمان پذیری بیرون ننهی او از کار آگهی و معامله شناسی سخن دلیرخان را آویزه گوش و هوش ساخته سرمایه بهبود کار و سود روزگار خویش دانست و چنین قرار یافت که مبلغ یک کرور روپیه از نقود و نفائس اشیا مثل جواهر مرصع و آلات و نقره فیلان کوه پیکر و سواے آن پنج لک روپیه بدلیرخان که واسطه اصلاح کار و ذریعه عفو جرایم در حضرت خلافت گشته بودند بطریق شکرانه بدهد و هر ساله دو لک روپیه پیشکش مقرر بے سرکار خاصه شریفه مودے سازد و بموجب التماس خانمذکور فرمان عالیشان از جناب فضل و احسان مشتمل بر صفحه ماثم آن مورد نکال عصیان و تفویض جانشینی او به رام سنگه

مقصود کیطرف روانہ ہوے اور شاہی حکم سے ایرج خان فوجدار ایلچپور فتاح خان فوجدار پونار وغیرہ دلکیون مین مقرر ہوے وسط ماہ شعبان مین دلیر خان معہ فوج قاہرہ کے ولایت چاندہ کے حدود پر پہونچگئے مانجی ملار وہان کا راجہ بادشاہی لشکر کی آمد سنکر نہایت گھبرایا اور غلبۂ خوف سے اوسنے اپنے مدار المہام کو جسکا نام ناکیا تھا دلیر خان کے پاس بھیجا کہ میر یطرف سے جاکر عاجزی کا اظہار کرا اور یہ عرض کرکہ مین بجاے بغاوت کے اطاعت کو تیار ہون مجکو میرے جان وملک کی امان دیجاے جب وہ مدار المہام دلیر خان کے پاس حاضر ہوا تو نہایت خوشامد سے ملا اور اوسنے امان کی استدعا کی دلیر خان نے اوس کی عرض قبول کی اور راجہ کی خطا کی معافی کا وعدہ کیا جب مدار المہام مذکور نے اس قول وقرار کا معاہدہ کرنا چاہا

بقیہ صفحہ ماقبل کہین پرسش بصد دریوزہ ودلیر خان بحقیقت معاملہ را بپیشگاہ سلطنت وجہانبانی عرض داشتہ بروقف التماس آن خان بسالت نشان رقم معافات بر صفحہ ذلات مرزبان مذبور کشیدہ از موافقت لطف و اعطاع پریلیغ گیتی مطاع مبنی براین معنی بطرفے نفاق پیوست وباخلعت فاخرہ بجہت سرافرازی واطمینان او از حضرت خلافت مرسل گشت بالجملہ دلیر خان مانجی ملار زمیندار را نزد خود نگاہ داشت وکلاے او را رخصت کرد کہ رفتہ سرانجام پیشکشے کہ مقرر شدہ بود بکوشند ومحمد لطیف دیوان باجمع از سوار وپیادہ بہدم قلعہ مانک درگ تعین نمودہ وپس از دو ماہ کہ ہفتاد وہفت لک روپیہ از وجہ پیشکش بوصول رسید چون زمیندار مذکور مریض وعلیل گشتہ احوال ولایتش فتور واختلال پذیرفتہ لاجرم دلیر خان از روے صلاح اندیشی مقرر نمودہ کہ مانجی ملار را رونے چند رخصت نماید شروط بر انکہ سہ لک دیگر ار جملہ تتمہ پیشکش سرکار جہاندار با مبلغ پنج لک روپیہ کہ تقبل دادن آن بخان مومی الیہ نمودہ بود کہ مجموع ہشت لک روپیہ باشد در عرض مدت دو ماہ ادا نماید درین باب مچلکہ از و گرفت تا این ہنگام خلعت فاخرہ دلیر خان مصلحتًا باو نداد و جمدہر مرصع وبرخے دیگر از آلات ویک زنجیر فیل بار دادہ بارام سنگھ پسرش مرخص ساخت ۱۲

تو دلیر خان نے اوسکی تسلی کرکے اوسکو واپس کردیا کہ تو اپنے راجہ کے پاس جاکر معافی کی خوشخبری سنادے چنانچہ وہ مدار المہام لشکرگاہ سے واپس ہوکر اپنے راجہ کے پاس گیا راجہ نہایت گھبرا رہا تھا مدار المہام نے دلیر خان کی خوشخبری سناکر راجہ کو مطمئن کیا راجہ نے ملک بچ جانا اور پناہ ملجا نا اک بڑی نعمت سمجھا اور وہ بلا توقف خان شہامت نشان یعنے دلیر خان کی ملاقات کو معہ اپنے بڑے بیٹے کو بھیجکر روانہ ہوا اور اس جلدی مین کچھ زر نقد بھی پیشکش کے لیے جو ممکن ہوا ساتھ لیا ۲۳ شعبان کو جب دلیر خان موضع ماندرہ مین جو ولایت چاندہ کی سرحد پر ہے لشکر لیے ہوے پڑے تھے وہ دلیر خان کے پاس حاضر ہوا دلیر خان کے اشارہ سے آتش خان و رستم خان اور ایرج خان گئے اور راجہ کو معہ اوسکے بیٹے کے بطور مجرمون کے گردن مین کمر بند ڈالکر بے ہتیارون کے دلیر خان کی خدمت مین حاضر لاے راجہ نہایت عاجزی سے پیش آیا اور معافی کا خواستگار ہوا ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک ہاتھی دلیر خان کو نذرانہ مین دیے اور سات ہزار اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ جو چند ہاتھیون اور اونٹون اور گاڑیون پر لاد کر ہمراہ لایا تھا وہ بغاوت کے جرمانہ اور امان کے شکرانہ مین سرکار بادشاہی کے لیے دلیر خان کے سپرد کیے دلیر خان نے راجہ سے کہا کہ اگر تم اپنی جان و آبرو کی سلامتی اور ملک کی خیریت چاہتے ہو تو سرکار بادشاہی کے لائق نہایت جلد پیشکش فکر کرکے ادا کردو اور اسکے بعد بجز فرمانبرداری کے کبھی سرکشی نہ کرنا ورنہ ابھی تمھارا ملک پامال کرکے نیست و نابود کردیا جائیگا راجہ نے دلیر خان کی نصیحت کو گوش جان سے

سنا اور اپنی بہبودی کا سرمایہ سمجھا اور نہایت تجربہ کاری اور معاملہ فہمی سے حکم کی تعمیل
کا پابند ہوا بعد صلح کے یہ شرائط قرار پائے کہ **مبلغ یک کرور روپیہ**
جرمانہ مین راجہ باقساط ذیل ادا کرے جسمین زرنقد وجواہرات ومرصع آلات
اور دیگر نفیس اشیاء اور ہاتھی بھی ہون اور دو ماہ کی مدت مین اس رقم کا انتظام
کرکے لشکرگاہ مین پہونچا دے اور مبلغ **پانچ لاکھ روپیہ** بطریق شکرانہ کے
دلیر خان کو نذر کرے کیونکہ وہی بادشاہ کے حضور مین معافی جرایم کے
واسطہ اور اصلاح کے ذریعہ ہوے ہین اور راجہ ہر سال **دو لاکھ روپیہ**
بطور خراج کے خزانہ بادشاہی کے لیے دارالخلافت کو بھیجتا رہے اور قلعہ مانک
درک جو نہایت مضبوط اور باعث سرکشی کا ہے اوسکو بادشاہی لشکر منہدم ومسمار
کردے اور دلیر خان بادشاہ سے التماس کرکے اوسکی خطائین معاف کرادین
اور اوسکا چھوٹا بیٹا رام سنگہ جو نائب وولیعہد ہے اوسکی جانشینی کا فرمان
منگوادین غرضکہ یہ امورات قلمبند ہوکر صلحنامہ مرتب ہوگیا **دلیر خان نے**
کل حقیقت بادشاہ کو لکھی اور اوسکی خطاؤن سے درگذر کرنیکے بارہ مین
سفارش کی **عالمگیر بادشاہ نے** دلیر خان کے التماس کے بموجب اوسکی
خطائین معاف کین اور الطاف شاہانہ سے فرمان پر اپنی مہر کرکے معہ خلعت فاخرہ
کے خانموصوف کے پاس بھیجدیا دلیر خان نے مانجی ملاروالی ملک کو اپنے پاس
نظربند رکھا اور اوسکے وکلاء کو رخصت کیا کہ تم جاکر معاہدہ کے مطابق پیشکش کا
سرانجام کرو اور محمد لطیف دیوان لشکر کو سوار وپیادونکی ایک جماعت دیکر قلعہ
مانک دوک کے مسمار کرنے کے لیے بھیجا وہ نہایت جلد گیا اور تھوڑی مدت مین

اوسنے اوس مضبوط قلعہ کو گرا کر خاک کے برابر کیا اوسمین بہت بڑی رقم روپونکی جو جا بجا دفن تھی نکلی اور قریب پچاس عدد کے توپین آہنی و راپھنگی اور بہت سی بندوقین اور دیگر سامان توپخانہ کا نکلا وہ سب بادشاہی لشکرگاہ مین یا اور قلعہ پہنولی جو دیوگڈہ کی سرحد پر تھا اور نہایت مضبوط تھا اسکے گرانے کے لیے بھی ایک جماعت مقرر کیگئی بعد دو ماہ کے ستر لاکھ روپیہ پیشکیش کا وصول ہو اچونکہ راجہ وہانکا نہایت مریض تھا اور اوسکا ملک نہایت خراب و برباد ہورہا تھا اور تمام رعایا اوسکی بھاگ کر متفرق ہوگئی تھی اسلیے دلیر خان نے راجہ کو رخصت کرنا مصلحت وقت سمجھا اور اس شرط سے اوسکو جانیکی اجازت دی کہ تین لاکھ روپیہ شاہی پیشکش کا اور پانچ لاکھ روپیہ خان مومی الیہ کا جو بصیغہ سرکرداری قرار پایا تھا غرضکہ کل آٹھ لاکھ روپیہ دو مہینہ کے عرصہ مین ادا کردے اور بیس لاکھ روپیہ جو باقی رہا ہے وہ بتدریج تین برس کے عرصہ مین ادا کردے اس بارہ مین راجہ سے مچلکہ لیا گیا اور اتنک انھین امورات کے قرار پانیکی وجہ سے خلعت و فرمان جو بادشاہ کیطرف سے آیا تھا اسکو مصلحتاً نہین دیا گیا تھا اب دلیر خان نے ایک جمدھر مرصع اور چند آلات اور ایک ہاتھی راجہ کو عنایت کیا اور ۲ شوال کو راجہ کو معہ اوسکے بیٹے رام سنگھ کے رخصت کیا کہ ولایت چاندہ مین جاکر جلد اپنے ملک مین خرابیان پڑگئی ہین اُنکی درستی و انتظام مین مصروف ہووے اور تعجیل پیشکش کی فکر کرے۔ اس عرصہ مین فتاح خان فوجدار پونار کا انتقال ہوگیا اُنکی جگہ پر قادر داد خان بادشاہ کے حکم سے مقرر کیے گئے دلیر خان نے جو روپیہ کہ پیشکش کا راجہ کے ذمہ باقی تھا اوسکی وصولیابی قادر داد خان کو سپرد کی

اور راجہ کے بڑے بیٹے مدھر کو آٹھ لاکھ روپیہ کے معاوضہ مین جسکی ادائگی جلد قرار پائی تھی نظر بسند رکھا اسکے بعد دلیر خان نے جو زر نقد اور مرصع آلات اور ہاتھی پیشکش مین وصول کیے تھے انکی روانگی کا یہ انتظام کیا کہ ایرج خان فوجدار المجپور اور محمد لطیف دیوان لشکر معہ ایک جماعت کے یہ سامان لیجائین اور کچھ اشیا، رستم خان برادر ایرج خان دوسری جماعت ہمراہ لیکر المجپور پہونچائین اور وہان سے یہ سامان خاندیس جاے اور وہان سے خان زمان خان صوبہ دار خاندیس اور اوسکا دیوان زین العابدین برہانپور پہونچائین اور وہانسے دار الخلافت لیجاکر بادشاہ کے حضور مین گذرانین۔

جب دلیر خان[1] ولایت چاندہ کے انتظام سے فرصت کرچکے تو ولایت دیوگڈہ کی طرف جو چاندہ کے قریب ہے متوجہ ہوے کیونکہ کوک سنگہ والی دیوگڈہ

[1] وچون کوک سنگہ زمیندار ولایت دیوگڈہ کہ بولایت چاندہ قریب الجوار است نیز از نا عاقبت اندیشی و رایصال پیشکش تہاون و اہمال ورزیدہ چنانچہ پانزدہ لک روپیہ از پیشکش سنوات ماضیہ برذمہ او جمع آمدہ بود دلیر خان فرمان شدہ بود کہ بعد از تشحیذ مہم چاندہ تادیب آن تیرہ بخت عذار پرداز دہ اورا نیز از گران خواب غفلت بیدار سازد و آن خان لیاقت شعار در اثنای اشتغال مہم چاندہ زمیندار مذکور را تخویف و تہدید نمود آن ضلالت فرجام شخصے کہ مدار السام او بعد فرستادہ تا بہ تمہید مراسم ندامت و اعتذار نماید لاجرم خان دلیر بنا بر کمال خشوع و ابتہال آن مکبوش باطل سگال را بہ قبول معذرت و تعہد التماس عفو زلات در پیشگاہ خلافت منت پذیر گردانیدہ مقرر ساخت کہ پانزدہ لک روپیہ کہ از پیشکش سنوات سابقہ برذمہ او لازم او بود با قریب سہ لک روپیہ دیگر بر سم جرمانہ در عرض مدتے بسرکار والا رساند و از انجملہ شش لک روپیہ در مدت دو ماہ واصل سازد و من بعد در اداے پیشکش مقرر ے کہ ہر سالہ یک لک روپیہ بود مداہنہ و مسامحہ نورزیدہ سر از خط بندگی و فرمانبرداری نہ پیچد و چون خانموصوف بحدود ولایت دیوگڈہ رسیدہ کوک سنگہ مرزبان آنجا بقدم عجز و خشوع آمدہ بآن نان عقیدت آئین ملاقی شد و بہرنے از وجوہ پیشکش بوصول رسانید۔

نے بادشاہ کو سالانہ خراج بھیجنے مین سستی کی تھی اور پندرہ لاکھ روپیہ اوسکے ذمہ سنوات ماضیہ کے باقی تھے مگر وہ حیلہ کرکے ادا نہین کرتا تھا اسلیے دلیر خان کے نام فرمان بادشاہی صادر ہوا کہ مہم چاندہ کی فرصت کے بعد اوس غافل باغی راجہ کو بھی خواب غفلت سے بیدار کرو چنانچہ دلیر خان نے جبکہ چاندہ ہی کی مہم مین مشغول تھے اوسکو اپنے عتاب سے خوف دلایا تھا اور راجہ مذکور نے اپنا مدار المہام بھیجا تھا اور نہایت عاجزی سے اپنی خطا اونکی معافی مانگی تھی دلیر خان نے اوسکی معذرت قبول کرکے جواب دیا کہ تیری عاجزی بادشاہ کے حضور مین عرض کرکے عفو جرائم کی التماس کیجائیگی تجکو چاہیے کہ مبلغ پندرہ لاکھ بابت بقایا اور تین لاکھ بابت جرمانہ کے باقساط ادا کر جسمین سے چھ لاکھ عنقریب داخل کردے اور مابقی دو ماہ کے عرصہ مین اور ایک لاکھ روپیہ جو سالانہ خراج کا ہے وہ بادشاہی خزانہ کے پہونچانے مین کسی سال سستی نکرنا اور کبھی دائرہ فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھنا دلیر خان کا یہ حکم والی دیوگڈہ نے سنکر دس ہاتھی نہایت جلد پیشکش مین بھیجے جب دلیر خان ولایت چاندہ کے انتظام سے فرصت حاصل کرچکے تو دیوگڈہ کے وکیل کو جو لشکر مین حاضر تھا رخصت کیا کہ آگے جاکر پیشکش کا سرانجام کرے۔

۱۵ ذیقعدہ سنہ جلوس کو دلیر خان تین مہینہ کے قریب ولایت چاندہ مین رہکر معہ اپنے لشکر کے دیوگڈہ کیطرف روانہ ہوے اور مانجی ملار والی چاندہ کو بھی طلب کیا کہ وہ بھی معہ اپنے متعلقین کے آکر بادشاہی لشکر کے ہمراہ چلے جب دلیر خان ولایت دیوگڈہ کے حدود مین پہونچے کوک سنگھ وہانکا راجہ نہایت

عاجزی سے پیشوائی کو حاضر ہوا اور خان ذیشان سے نہایت عقیدت سے
پیش آیا اور پیشکش کے ادا کرنے کے لیے چند روز کی رخصت لیکر اپنے قیامگاہ
کو واپس گیا دلیر خان نے چند روز اوسکے حدود مین قیام کرکے کچھ رقم پیشکش
کی وصول کی اور بابت بقایا کے حکم دیا کہ بہت جلد اوسکو بھی ادا کرنا چاہیے درصورت
تساہل کے کل قلعے اس ملک کے تسخیر کرکے نام و نشان یہان کی حکومت کا
برباد کردیا جاے گا وہ اسی انتظام مین مصروف تھے کہ اثنائے حال مین فرمان
بادشاہی خان شہامت نشان کے نام صادر ہوا کہ زمیندار دیوگڈہ کا معاملہ
جس طرح ممکن ہو جلد انجام کو پہونچا دو بالفعل دوبارہ تنبیہ و تادیب عادل شاہ
اور تاراجی ولایت بیجاپور کی منظور خاطر ہے لہذا فوراً معہ اپنے لشکر کے دکن کو جانا
چاہیے اور وہان شاہزادہ عالیقدر محمد معظم کیخدمت مین تاسدور حکم ثانی اس مہم
کے لیے قیام رکھو۔ اسوجہ سے دلیر خان نے بمقتضاے مصلحت دیوگڈہ کے
راجہ کو جو تنگدستی اور پریشان حالی کا اظہار کرتا تھا اور مہلت دی اور اس سے
وعدہ لیکر میعاد معینہ کا مچلکہ لیا اور اوسکی تحصیل قادرداد خان کے سپرد کی اسی عرصہ
مین مانجی ملار والی چاندہ نے آٹھ لاکھ روپیہ جو بابت پیشکش کے باقی تھا اور اسکی

ف۱ دور خلال این حال مثال کرامت تمثال از جانب خلافت و جہانداری بآں خان شہامت پرور صادر شد
کہ معاملہ زمیندار دیوگڈہ را بہر عنوان باشد زود صورت داده چون تادیب و تنبیہ عادلخان و تاخت و لایت بیجاپور گربارہ مرکوز
خاطر والا و جہہ ہمت جہانکشا گشتہ با افواج قاہرہ از آنجا بدکن شتابد چون دلیرخان خاطر از مہمات ولایت چاندہ و دیوگڈہ
پرداخت بموجب پرلیغ گیتی مطاع ہشتم ربیع الثانی باعساکر فیروزی روانہ دکن شد و عاطفت بادشاہ بندہ پرور
قدردان آن خان بسالت نشان را بعنایت خلعت خاص و اسپ باساز طلا و ازرش نمود و یکہزار سوار از ذاتی بیان
اور او و اسپہ سہ اسپہ مقرر ساخت کہ منصبش از اصل و اضافہ پنجہزاری پنجہزار سوار از انجملہ سہ ہزار سوار دو اسپہ
سہ اسپہ باشد۔ عالمگیر نامہ ۱۰۳۵)

ادائیگی جلد قرار پالی تھی لاکر پہونچائے اب کل پچاسی لاکھ روپے اسنے ادا کیے
جب دلیر خان ولایت چاندھ اور مملکت دیوگڈھ سے اطمینان خاطر حاصل
کرچکے تو ۸ ربیع الثانی کو معہ لشکر کے دکن کو روانہ ہوے بادشاہ نے
نہایت قدردانی سے دلیر خان کو خلعت خاص اور گھوڑا معہ ساز
طلائی کے مرحمت فرمایا اور اونکے ایک ہزار سوارون کو دو اسپہ سہ اسپہ کیا
اور اونکا منصب پنجہزاری پنجہزار سوار کا تھا منجملہ اونکے تین ہزار
سوار دو اسپہ سہ اسپہ کیے گئے اور ایرج خان کے منصب
مین اضافہ پانصدی کرکے دو ہزار پانصدی دو ہزار سوار کا درجہ عنایت ہوا
اور قادرداد خان کا منصب ہزاری آٹھ سو سوار کا تھا منجملہ انکے چار سو سوار
دو اسپہ سہ اسپہ کیے گئے۔

اعلان افسوس کہ ان واقعات کے بعد دلیر خان کے حالات متفرق طور پر دیگر کتب سے لکھے جائینگے۔ ابتک جو لکھا گیا وہ مفصل اور مسلسل عالمگیر نامہ سے۔ عالمگیر نامہ خود اورنگ زیب عالمگیر نے فرمائش کرکے منشی محمد کاظم بن محمد امین سے یعنے لکھا یا تھا اسکے باپ محمد امین کو مرزا امینای کاشی بھی کہتے ہین جسنے شاہجہان نامہ لکھا ہے بادشاہ موصوف کو اسکی انشا پردازی پسند آئی تھی لہذا اسکو حکم دیا تھا کہ ہماری حکومت کا سچا حال لکھیے۔ اس ضرورت سے وقائع نگارونکو ہدایت کردی تھی کہ جبتک مورخ سوانح نگاری کرے اسکو نسخہ واقعات اور فہرست واردات ماہ بماہ سال بسال جملہ صوبجات اور دارالسلطنت کے حوالہ کرتے رہین اور یہ امر بھی مقرر کیا تھا کہ جو سوانح و اخبار تحریر مین آئین وہ ترتیب پانیکے بعد مناسب اوقات و خلوت مین ہمکو داستان داستان سنائے جائین تاکہ اوسکی تصحیح و تنقیح بادشاہ بھی کرتا رہے اور چونکہ بادشاہ نامہ مین ہماری شاہزادگی کا مفصل حال لکھا جاچکا ہے اب ایام سلطنت کا حال جمادی الاول ۱۰۶۷ھ کے آغاز سے لکھا جاے چنانچہ سنہ مذکور سے ماہ رجب ۱۰۷۸ھ تک دس سال کا حال تالیف کیا گیا اور پیش کیا گیا اسکے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ باطن کے حالات کے مقابلہ مین ظاہر کے حالات کوئی چیز نہین لہذا اب دس سال کے آگے ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھی جاے اسوجہ سے چالیس سال کے حالات جو عالمگیری حکومت سے تعلق رکھتے ہین انکی کوئی ایسی تاریخ نہین ہے جیسی کہ عالمگیر کے آباو اجداد کی موجود ہے۔

ماثر عالمگیری مستعد خان نے خفیہ لکھی ہے مگر وہ روزنامچہ ہے مختصر طور پر واقعات مین کہین کہین صراحت کردیگئی ہے دوسری منتخب اللباب تاریخ خافی خان کی ہے اسکا باپ سلطان مراد بخش کا ملازم تھا وہ عالمگیر سے ناخوش تھا یہ مورخ اسکا بیٹا ہے اسنے اپنے

باپ سے واقعات سنکر لکھے ہین جسمین لوے عداوت آتی ہے نعمت خان عالی جسکا لقب دانشمند خان تھا اسنے بھی عالمگیری حالات رانا کی لڑائی محمد معظم بہادر شاہ کی جانشینی تک لکھے ہین مگر سخت تعصب اور تمسخر سے عبارت و قابلیت ضرور اوسکی اعلی درجہ کی ہے۔ خافی خان شیعہ ہی اُسکی تحریر تقیہ آمیز ہی وہ عالمگیر کے نیک کامونکی تعریف کرکے ایک ایسی بات لکھدیتا ہی جس سے بادشاہ کی نیکنامی خاکمین ملجاتی ہی اگر بادشاہ نے کوئی اچھا قانون بناکر جاری کیا تو اسکی توصیف لکھکر یہ ظاہر کردیگا کہ وہ عمل مین نہین آیا مثلاً محصول معاف کیا گیا مگر دار الخلافت کے نواح مین بجز دوسری جگہ اسکی تعمیل نہین ہوئی جا بجا ظلم و ستم ہونیلگا عالمگیری عہد اچھا تھا لیکن ایران کا دائم الخمر بادشاہ اس سے بہتر تھا کہ اسنے دشمنونسے وہ سلوک کیے جو اس دیندار بادشاہ نے اپنے بھائیونسے کیا۔ غرضکہ اسکے ہر کام مین مکر و فریب ثابت کرتا ہی اور اسکی خوبی و دینداری کو بہشتی بات تھی چھپایا ہی اچھے کام مین بھی زہر نکالا اسکی تاریخ لکھنے کی ممانعت کے بارہ مین بھی یہی رائے نکالی کہ اسکے بعض کام ایسے تھے جو عظیم الشان بادشاہ کو نہین زیبا تھے ڈاکٹر برنیر فرانسیسی ایک امیر کا ملازم وہ بھی سنی سنائی باتین زیادہ لکھنے پر پابند ہو۔ الغرض دس سال کے جس طرح مفصل اور ترتیب وار حالات عالمگیرنامہ مین لکھے گئے ہین اسطرح دیگر حالات کتب مین نہین ملتے دلیر خان کے حالات اور کارنامے دس سالہ جسکی تاریخ لکھی گئی اسقدر زیادہ ہوے تو اسکے بعد سترہ سال کے دوسرے کارنامے اسقدر زیادہ ہونگے کیونکہ دلیر خان عالمگیر کی سلطنت کے ستائیس سال تک زندہ رہے ہین مگر افسوس کہ سترہ سال کی تاریخ ہی تفصیل وار نہین ملتی کچھ مجمل واقعات دیگر کتابونمین پائے گئے وہ لکھے گئے۔ بادشاہنامہ ملا عبدالحمید لاہوری نے شاہجہان بادشاہ کی عہد حکومت کی تاریخ مین لکھا ہی وہ صرف بیس سال کے واقعات مین ہی باقی بارہ سال کی دوسری تصنیف شاہجہانی

سلطنت کے متعلق غیر مطبوعہ ہونیسے دستیاب نہین ہوئین بادشاہنامہ جب تصنیف ہوا ہی وہ
دلیر خان کی ترقی کا ابتدائی زمانہ ہی ان وجوہات سے دلیر خان کے حالات ابتدا سے انتہا تک
فراہم نہین ہوسکے باوجود ان مجبوریونکے صرف دس سال کے کارنامے اسقدر حیرت ناک
عالمگیرنامہ وغیرہ مین پائے جاتے ہین کہ دوسرے امرا اور ارکان دولت کے نہین سنے جاتے
عالمگیر نامہ مین ایکسو کئی جگہ دلیر خان کا نام نامی درج ہے
ایک واقعہ نواب دلیر خان کے متعلق جو شاہجہان بادشاہ کے عہد مین ہوا ہی اور وہ
شہنشاہ نامہ وغیرہ مین درج ہی یہ ہی۔ راجہ امر سنگھ کے والد کا جب انتقال ہوگیا تو اسکے بعد
راجہ جسونت سنگھ حسب وصیت باپ کے مسند نشین ہوے حالانکہ راجہ جسونت سنگھ راجہ امر سنگھ
سے چھوٹے تھے اور بڑے بھائی کے ہوتے ہوے چھوٹے بھائی کا ریاست پر حکمران ہونا
دستور اور آئین راجپوتیہ کے خلاف تھا اسوجہ سے راجہ امر سنگھ مغموم رہا کرتے تھے اور
دربار بادشاہی مین بھی رنجیدہ و بیدل حاضر ہوا کرتے تھے ایکبار صلابت خان نے
از روے نصیحت کچھ کلمات سخت کہے راجہ امر سنگھ مغموم اور علیل تو تھے ہی صلابت خان
کیطرف سے انکے دلمین کینہ پڑگیا اور وہ صلابت خان پر حملہ کرنیکی فکر مین ہوے ایک روز
شام کیوقت دیوانخانہ مین شاہجہان بادشاہ مغرب کی نماز پڑھکر عبداللہ خان فیروز جنگ
کے نام فرمان دستخط خاص سے لکھنے مین مشغول تھا مصنف شاہنشاہنامہ کا بیان ہے
کہ مین مکرمت خان داروغہ عمارات شاہی سے ایک گوشہ مین بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ
اعلیحضرت آجکل شاہزادہ محمد اورنگ زیب سے کم توجہی فرماتے ہین کہ اتنے مین امر سنگھ راجپوت نے

[1] جس زمانہ مین کہ شاہزادی جہان آرا بیگم شمع سے جلکر بیمار پڑی ہی نہین یام مین اورنگ زیب کے بعض اطوار سے شاہجہان بادشاہ کو
اورنگ زیب سے کچھ کدورت پیدا ہوئی جب شاہزادہ اورنگ زیب کو شاہ نامدار و پدر بزرگوار کی کم توجہی معلوم ہوئی تو منصب سے استعفا دیدیا اور
ہتیار رکھوا کر بادشاہ کے پاس بھیجدیے اور گوشہ نشینی اختیار کی شاہجہان نے ضبطی جاگیر کا حکم صادر کیا اور کچھ عرصہ تک حالت

ایک جمدھر صلابت خان کے سینہ پر ایسا مارا کہ قبضہ تک پیوست ہو گیا صلابت خان نے
ایک آہ کھینچی اور اسیوقت مر گئے خلیل اللہ خان اور ارجن سنگھ ولد ٹھلد اس کو رنے جب ایسی
گستاخی وجرات اس اجیوت کی بادشاہ کے حضور مین دیکھی اور وہ نزدیک بیٹھے ہوے تھے
اُسپر جھپٹے امر سنگھ نے اسکے وار روکے اور ارجن سنگھ کو زخمی کیا اور خود بھی زخمی ہوا امر سنگھ
باہر بھاگنا چاہتے تھے کہ اتنے مین گرز بردار و دیگر بادشاہی ارجن سنگھ کی مدد کو پہونچگئے اور
متواتر زخمون سے امر سنگھ کا کام تمام کیا امر سنگھ نے گر جانیکے بعد بھی ایسا کاری جمدھر
ارجن سنگھ کے مارا کہ انکا کان جڑ سے کٹگیا اس واقعہ کے بعد میر خان میر توزک اور ملوک چند
مہتمم دولتخانہ امر سنگھ کی نعش اٹھا کر باہر لاے اسعرصہ مین پندرہ خدمتگار اور ایک مشعلچی راجکا جو
اپنی بہادری مین دو سو سوارونکے برابر تھے گرز برداروں اور ملوک چند و دیگر بادشاہی آدمیونپر
حملہ آور ہوے تلوار و برچھی و جمدھر سے وار کرنا شروع کیے اور ایسی سخت لڑائی لڑے کہ گرز برداروں
کی جماعت باوجودیکہ انکے دفعیہ پر مستعد تھی مگر ملوک چند معہ عزیز اللہ خان و یعقوب خان
وغیرہ تمدخان تین منصبداروں کے کام آے باقی اور بادشاہی لوگ بھی زخمی اور ہلاک ہوے
اور میر خان فرزند صلابت خان کے بھی کاری زخم آیا اور ایک بلوہ عظیم برپا ہوا آخر کار پندرہ
خدمتگار جو امر سنگھ کے ساتھ تھے ہلاک ہوے اسحالت کو دیکھکر امر سنگھ کے دیگر ہمراہی راجپوت
رات مین بھاگ گئے مگر صبح کیوقت انکے انتقام کے لیے ارجن سنگھ کے دروازہ پر چڑھ گئے
اور وہان جو کوئی انکے سامنے آیا قتل کر دیا شاہجہان بادشاہ نے ازراہ تحمل و وقار بادشاہی
کے ان نادان اجپوتونپر فوج بھیجنا مناسب نہ سمجھا خیال کیا کہ فتنہ زیادہ بڑھ جائیگا رحمدلی کو

بقیہ صفحہ ماقبل قایم رہی لیکن جہان آرا بیگم کو شفا حاصل ہوئی اور غسل صحت کا جشن منعقد ہوا اور بچاس لاکھ روپیہ اسکے علاج سے غسل
صحت تصدق و علاج و انعام غسل مین خرچ ہوے اور کل امرا و شاہزادہ خلعت انعام سے سرفراز ہوے تو جہان آرا بیگم کی سفارش سے
اورنگ زیب کی خطا بھی معاف ہوئی اور بدستور پانزدہ ہزاری منصب اور دس ہزار سوار سے سربلند کر کے صوبہ گجرات احمد آباد پر مقرر فرمایا گیا تھا

کام فرمایا اور راجپوت سمجھدار تجربہ کار انکی فہمایش کیلیے بھیجے ان صلاح کارون نے سمجھایا کہ امرسنگھ اور جو جماعت کہ فساد کی مرتکب ہوئی تھی اپنی سزا کو پہونچی تم لوگ بیخطا ہو بلاوجہ اپنی ہلاکت کے پیچھے پڑے ہو ان جاہل راجپوتون نے اس بادشاہی پیغام پر توجہ نہ کی اور سخت کلامی اور جنگ سے باز نہ آئے آخر شاہجہان بادشاہ ناچار ہوا اور اسوقت جلال خان عرف نواب لیر خان کو معہ لشکر توپخانہ کے جنمین اور بھی چند نامی منصبدار تھے راجپوتونکی گوشمالی کیلیے بھیجا صبح سے شام تک بادشاہی لشکر اور راجپوتون سے برابر لڑائی ہوتی رہی نہایت سخت جنگ ہوئی آخر امرسنگھ کی جماعت پسپا ہوئی کچھ بھاگ گئے اور کل تلوار کے گھاٹ اتر گئے چھ ہزار کے قریب یہ جماعت شمار مین آئی بعد غروب آفتاب کے لڑائی ختم ہوئی بادشاہی لشکر کے بھی چند نامی سردار کام آئے سید عبدالرسول خان بارہہ جو نوجوان بہادر تھا معہ اپنی جماعت کے کام آیا اور سید غلام محمد جو شجاعت مین مشہور سردار تھا اور دیگر منصبدار بھی زخمی ہوے بادشاہ نے ان سبکو خلعت وانعام سے سرفراز کیا اور پس ماندگان صلابت خان اور ملوک چند اور دیگر جان نثار سردارونکے فرزندونکو عنایت شاہانہ سے خوشدل کیا اس معرکہ مین نواب لیر خان نے خوب بہادری کے جوہر دکھلائے تھے یہ واقعہ ۱۹ سنہ ۱۰ جلوس شاہجہانی مطابق ۱۰۵۶ھ کو ظہور مین آیا تھا ابتک نواب لیر خان کو لیر خانی خطاب نہین ملا تھا اور وہ جلال خان اصلی نام کے ساتھ موسوم تھے مصنف کتاب شاہنشاہنامہ بھی اس جنگ مین موجود تھا مصنف مذکور چونکہ شاہی ملازم ومنصبدار تھا اسلیے اکثر واقعات جو شاہنشاہ نامہ مین درج ہین اسکے چشم دیدہ ہین اور آسام کی جنگ مصنف نے خود لیر خان کی زبان سے سنی تھی یہ مصنف مختلف شاہی خدمات پر مامور رہا کبھی خدمت خانسامانی پر اور کبھی داروغگی غسلخانہ شاہجہانی پر معہ خلعت واسپ وفیل کے سرفراز ہوا کبھی شاہزادہ محمد شجاع کی اتالیقی اور شاہزادہ کے ہمراہ وقائع نویسی کی خدمت پر

مقرر ہوا اور کبھی دفتر جاگیر کا صدر رہا اپنا نام ابوالفضل معموری لکھتا ہے عہد عالمگیر مین دفتر بیوتات کا داروغہ رہا ہے
ماثرالامرا مین ہے کہ عالمگیر کا دسوان سال جلوس تھا کہ دلیر خان[۵۱] سرحد دیوگڈھ سے دکن کو
روانہ ہوے اور بادشاہی حکم کے کاربند ہوے۔ ماثر عالمگیری کے صفحۂ (۱۰۲) مین مرقوم ہے کہ
۱۷ ذیقعدہ کو بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ دلیر خان دیوگڈھ کے راجہ کو بدستور سابق
اسکے ملک پر مستقل حکومت دیکر اورنگ آباد چلے گئے اسعرصہ مین عید الضحے آئی اور بادشاہ
نے دلیر خان کو خلعت و جمدہر مرصع گرزبردار کے ہاتھ بھیجا۔
پیشتر یہ بیان ہوچکا ہے کہ جب دلیر خان کو بادشاہ نے بلایا تھا تو راجہ جیسنگہ اورنگ آباد
بھیجے گئے تھے اور اس صوبہ کے صوبہ دار مقرر کیے گئے تھے اس عرصہ مین راجہ جے سنگہ کو

---

[۵۱] خانمذکور در سال ہم از سرحد دیوگڈہ روانہ گشتہ کاربند حکم گردید ماثرالامرا [۵۲] ہفتدہم بفرض والدہ سید کہ دلیر خان مینمدار دیوگڈھ را
بدستور سابق برمحال زمیندار یعنے استقلال دادہ باورنگ آباد شتافت صفحہ ۱۰۲ ماثر عالمگیری [۵۳] دہم از اواب فتن بعیدگاہ بہجت دادے
صلوۃ عید الضحے و قربانی تقدیم رسید بدلیر خان خلعت و جمدہر مرصع مصحوب گرزبردار اشرف ارسال پذیرفت صفحہ ۱۰۲ ماثر عالمگیری۔
راجہ جیسنگہ راجہ مانسنگہ والی جے پور جو دربار اکبری کے نورتن تھے انکے باپ کا نام مہاسنگہ تھا جو جگت سنگہ کھپوایہ کے بیٹے تھے بعد
انتقال باپکے یہ حسب الطلب جہانگیر بادشاہ کی ملازمت مین پہونچے اور ۱۲ برس کی عمر مین منصب ہزاری ذات اور پانسو سوار و ہاتھی سے
سرفراز ہوے سلطان پرویز کے ہمراہ دکن کے لیے تعینات ہوے اور متواتر اضافہ مناصب سے سربلند ہوتے رہے بعد وفات جہانگیر
کے جب خانجہان لودی نے علم بغاوت بلند کیا تو یہ ناچار اسکے ہمراہ ہوے مگر اجمیر سے اس سے جدا ہوکر وطن چلے گئے اور جب شاہجہان
تخت نشین ہوا تو اسکے حضور مین حاضر ہوکر باضافہ پانسو سوار چارہزاری منصب اور نقارہ سے سرفراز ہوے اسی سال نذر محمد خان والی بلخ
نے فساد کرکے جب کابل کا محاصرہ کیا تو ہمراہ مہابت خان خانان یہ اسکی گوشمالی کو بھیجے گئے اسکے بعد خانجہان لودی کے تعاقب مین سلطان
شجاع کے ہمراہ مہم دکن اور ساہو بھونسلہ کی تادیب اور سلطان مرادبخش کے ہمراہ کابل کی روانگی مین متعدد خدمات بجالاے سنہ
شاہجہانی مین منصب پنجہزاری سے سرفرازی پائی جب ملک دکن مین راجہ نے خوب خدمتین کین تو شاہجہان نے راجہ کو خلعت خاص بھیجا بعدہ
بمالاے مروارید اور ہاتھی و خطاب مرزائی سے شاہجہان کے حضور مین سرخرو ہوے سنہ ۱۸ مین بجاے خاندوران خان کے دکن کی صوبہ داری
مستقل راجہ کو عطا ہوئی سنہ ۲۰ مین بلخ کی مہم مین اورنگ زیب کے ہمراہ بھیجے گئے اور سنہ ۲۲ شاہجہانی مین جملۃ الملک سعد اللہ خان زیر عظم
کے ہمراہ قلعہ چتور کے انہدام کو بھیجے گئے سنہ ۳۱ کو شاہجہان کی علالت مین جب بہمری سلیمان شکوہ محمد شجاع کی مہم کو بھیجے گئے تو
داراشکوہ کی سفارش سے شاہجہان نے منصب ہفت ہزاری اور پانچہزار سوار و اسپہ پر ترقی دی اسکے بعد راجہ اورنگ زیب
عالمگیر سے ملا اور فتح اجمیر کے بعد ایک بڑی جاگیر سے مالا مال ہوے سیوا جی اور عادلشاہی تنبیہ کے بعد حسب الطلب راجہ جیسنگہ کو دن
سے دارالسلطنت کو آرہے تھے بریا پنور مین سنہ ۱۰۸۳ھ کو انتقال کیا راجہ صاحب نہایت عمدہ اور سنجیدہ زمانہ شناس سردار تھے ۱۲

بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور ۷ شوال ۱۰۷۷ھ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور اسکے ساتھ صف شکن خان و صفی خان وغیرہ کو بھی بھیجا اور راجہ جیسنگہ کو لکھا کہ جسوقت شاہزادہ وہان پہونچے تم میرے پاس چلے آؤ چنانچہ راجہ حسب الحکم اورنگ آباد سے آرہے تھے اور برہانپور پہونچے تھے کہ ۲۸ محرم ۱۰۷۸ھ کو انتقال کر گئے انکے مرنیسے بالاگھاٹ کا انتظام جس سے مراد دولت آباد و احمد نگر وغیرہ ہے بگڑ گیا راجہ جیسنگہ دلیر خان کے بڑے دوست تھے القصہ دلیر خان جب دکن پہونچے تو یہان کی مہم لیلیے بادشاہ نے خانجہان بہادر کوکلتاس کو بھی مقرر کیا تھا مگر فوج کے مقدمۃ الجیش دلیر خان تھے دلیر خان کے کارنامے دکن مین ایسے ایسے عظیم الشان ہوے ہین کہ جو تمام ملک کے باشندونکی زبانپر چڑھ گئے تھے دریاے بہمرہ کے اسپار جو لڑائی کہ بیجاپوریون سے ہوئی تھی اس رستم زمانہ سے وہ وہ بہادریان ظہور مین آئی تھین کہ دوست دشمن سب نے تحسین کی تھی یہ جنگ اس قیامت کی ہوئی تھی کہ کئی کوس تک آدمیونکے سر اور ہاتھیونکی سونڈین مثل گوئے چوگان کے میدان رزم مین پڑی ہوئی تھین مصنف لکھتا ہے ؎

فگندہ ہمہ دشت خرطوم فیل ۔۔۔ فتادہ تن کشتگان چند میل

زخرطوم فیل و سر جنگجوئے ۔۔۔ ہمہ دشت پاشیدہ چوگان گوئے

اس لڑائی مین جو اس کی درستی اور انتہاے جرأت سے چار پانچ روز ہاتھیون اور گھوڑون کی پیٹھ پر سوار لڑتے ہوے بیجاپوریونکے تعاقب مین اتنا چلے گئے کہ جب لشکر بادشاہی پر

ملہ کارنامہاے دلیر خان روبارہ کن بہ نہ و افواہ وضیع و شریف ایرو سایر است و جنگے کہ خانجہان بہادر کوکلتاس بہراولی دلیر خان آنطرف آب بہمرہ بعسا کر بیجاپور واقع شد تلاشہاے نمایان و ثبات ہاے پابرجا کہ از رستم زمان ظہور یافت موجب تحسین و آفرین دوست و دشمن گردید تا چند کرو خرطوم فیل و سر آدم گوے چوگان ویران بود۔ و پس ازان کہ عرصہ بر فوج بادشاہی تنگ گردید ناچار با فزونی ہمت و دستی خواص لہے کہ در چہار پنج روز بالاے پشت فیلان و اسپان جنگ کنان و پنہان بیجاپوریان طے نمودہ بود در ہفتہ بر قرار مقرری رخصت نمودند۔ از ماثر الامرا

میدان جنگ تنگ ہوا تو تین ہفتو نمین اپنی جگھہ پر واپس آئے۔
اسکے بعد قلعہ سالیر جو نواح بگلانہ مین ہی اور وہ غنیم یعنی مرہٹونکے ہاتھ مین آگیا تھا اور قلعہ دار کو معتوب و بے منصب کیا گیا اس زمن مین فرمان گرز بردار کے ہاتھ دلیر خان کو بھیجا گیا کہ قلعہ مذکور کے قریب جاکر دست اشقیا سے قلعہ چھینا چاہیے دلیر خان معہ توپخانہ وغیرہ کے پلے قلعہ تک گئے اور محاصرہ مین مشغول ہوے نہایت شجاعت کو دخل دیا بہت سے لوگ کام آے مگر اس عرصہ مین وہان وبا کی شدت ہوئی اور آب و ہوا نہایت بد ہوگئی تمام لشکر کے لوگ مرنے لگے محاصرہ کو بھی عرصہ ہوچکا تھا بادشاہی حکم پہونچا کہ لشکر وہانسے ہٹانا چاہیے چنانچہ دلیر خان حکم کے کاربند ہوے اسی ضمن مین سیواجی جب دہلی سے بھاگ کر دکن پہونچا اور پھر قزاقی اختیار کرکے لوٹ مار مچائی تو عالمگیر نے حکم دیا کہ دلیر خان اور خانجہان بہادر اسکے سر پر جاکر اچھی طرح گوشمالی کردین خانجہان نے اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنیکے لیے ابھی سپاہ کافی نہین جمع ہوئی لڑنیمین توقف کیا اور جسقدر گھاٹ تھے انکی راہین بندکین کہ ان مقاموںسے مرہٹے حملہ نہ کرسکین اور جا بجا دروں پر توپخانہ لگایا مگر یہ تدبیر دلیر خان نے ناپسند کی کیونکہ اورنگ زیب کے سرداروںمین سب سے زیادہ دلیر و شجاع تھے اور ابھی قلعہ چاکنہ کے حملہ مین کامیاب ہوچکے تھے انھون نے جنگ محفوظہ کی غلطیون کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اس سے قلعونپر حملہ کرنا چاہیے مگر خانجہان اسکو نہ سمجھا مرہٹونکے سوار جنکی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس کو لوٹنے کے لیے ان دروں سے جنکو خانجہان نے روکا تھا آئینگے مگر وہ مختلف گروہونمین منقسم

ف۱ قلعہ سالیر تعلقہ بگلانہ بہ تسخیر کفار در آمد قلعہ دار را بے منصب و معتوب فرمودند دریولا فرمان مصحوب گرز بردار ان بنام دلیر خان صادر گردید کہ خود بالاے قلعہ رانده قلعہ را از اشقیا برآورد دلیر خان معہ توپخانہ وغیرہ پلے قلعہ آمدہ بمحاصرہ پرداخت و جلادت بجا آورد و بسیار مردمان کشتہ و شہید گشتند و جا نگزا ب و ہوا ے آنمقام بتضیع و ہلاک مردم کشید بعدہ کہ ایام محاصرہ بطول کشید بندوخبر رسید حکم برخاستن دادند فرمودند

ہوکر اورنگ آباد و احمد نگر چلے گئے اگرچہ خانجہان نے انکو بہت سے اہو نسے روکا مگر وہ اس ارادہ مین کامیاب نہوا ادہر سیواجی نے اپنے سوارونکو چوتھ وصول کرنیکے لیے چار و نطرف پھیلا دیا ۱۶۷۵ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی شروع کی جب ہمیرا و سیواجی کے فوج کا ایک سردار گودادری سے اتر کر اپنے گھر کیطرف آرہا تھا تو راہ مین دلیر خان نے اسکا تعاقب کیا وہ بڑی مشکل سے اپنی بیش قیمت لوٹ گھر کو لیجا سکا۔ جسوقت دلیر خان اور خانجہان دوسری طرف لڑائی مین مصروف تھے تو ہمیرا و مغلون کے ملک مین آیا اور خوب لوٹا۔ ۱۶۷۲ء مین جب علی عادلشاہ والی بیجاپور فالج مین مبتلا ہوکر مرگیا اسکا کوئی بیٹا سوائے سکندر عادلشاہ کے دوسرا نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور ایک بیٹی بادشاہ بی بی تھی عبدالمجید وزیر تھا اور خواص خان و عبدالکریم عرف بہلول خان و مظفر خان یہ تین ارکان سلطنت تھے سبکو اپنے مطلب سے مطلب تھا اس گھر کا کوئی خیر خواہ نہ تھا اسلیے سیواجی نے بیجاپور کو کمزور سمجھکر بادشاہی لشکر سے صلح کی اور بیجاپور کی غارتگری شروع کی خواص خان رکن سلطنت نے بیجاپور کی نازک حالت دیکھکر خانجہان بہادر سے عہد و پیمان کیے کہ بیجاپور کی سلطنت شاہ دہلی کے ماتحت رہیگی اور اورنگ زیب کے کسی بیٹے سے بادشاہ بی بی شہزادی بیاہی جائیگی لیکن عبدالکریم اور دیگر امیرون نے ان عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کرکے مارڈالا اور لڑائی کا سامان فراہم کیا جب خانجہان بیجاپور کیطرف آیا تو بیجاپور والے اس سے کئی لڑائیان لڑے جنمین بیجاپور والون کا پلہ غالب رہا عبدالکریم[1] دلیر خان کا ہموطن دوست تھا اسلیے اسکے ذریعہ سے دونون مین صلح ہوگئی۔

[1] عبدالکریم کا خطاب بہلول خان تھا پہلے اسکا باپ عبدالروف عرف دلیر میانہ دو ہزار پانصدی کے منصب پر شاہجہان کے پاس ملازم ہوا

سیواجی نے خانجہان سے درخواست کی کہ مین بادشاہی ملک نہین لونگا مگر اورنگ زیب بادشاہ میری حمایت کرے بادشاہ نے یہ صلح منظور نہین کی دلیر خان نے بادشاہ کو یہ تدبیر لکھی کہ والی گولکنڈہ پر حملہ کیا جاے اور عبدالکریم وزیر بیجاپور اور بیجاپور کی فوج سے اعانت لیجاے بادشاہ نے دلیر خان کی یہ راے پسند کی اور خانجہان کو اپنے پاس بلالیا اور دلیر خان کو اسکی جگہ پر مقرر کردیا۔

قطب شاہ والی گولکنڈہ پر حملہ کرنیکی یہ وجہ تھی کہ اسنے سیواجی سے سازش کرلی تھی عبدالکریم وزیر بیجاپور ۱۰۷۶ھ مین مرگیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی کہ مسعود خان حبشی اسکی جگہ پر مقرر کیا جاے وہ جوہر سیدی کا داماد تھا دلیر خان کی کوشش سے سلطنت بیجاپور کا وہ وزیر مقرر ہوگیا اسنے فوج کی چڑھی ہوئی تنخواہ اور دلیر خان کے قرضہ کی ادائیگی اور ملک مین امن اور بادشاہ بی بی کو بادشاہی لشکر مین پہونچا دینے کے اقرار کیے۔

دلیر خان بیجاپور سے ان عہد و پیمان لینے کے بعد بیرگرام مین گئے مگر دلیر خان اور مسعود خان کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا وہ بادشاہ کے منشاء کے خلاف تھا بادشاہ نے دلیر خان کو لکھا کہ بیجاپور کی چڑھی ہوئی سپاہ کی تنخواہ کو اپنی طرف کرکے جتنی سپاہ زیادہ ہوسکے اپنی طرف کرلینا چاہیے کیونکہ ولایت بیجاپور کو بادشاہ اپنے ملک مین شامل کرلینا

بقیہ صفحہ ماقبل پھر وہ خانجہان لودی کے ہمراہ نظام الملک سے جاملا اوسکے بعد اسکا بیٹا عبدالکریم جسکا خطاب بہلول خان عہدالرؤف تھا بیجاپور مین صاحب منصب ہوا خواص خان اور بہلول خان کے درمیان مین بیخ ہونیسے دکنیون اور افغانون کے باہم ملاپ پیدا ہوا بعض والی حیدرآباد سے رجوع ہوے نواب دلیر خان اور عبدالکریم بہلول خان سے بوجہ مناسبت ہمقومی اور ہمزبان ہونیکے نہایت لطف تھا دونون سردار اتفاق کرکے لشکر کو لیکر ساتھ ساتھ حیدرآباد پر چڑھے اسعرصہ مین بہلول خان کا انتقال ہوگیا اسکے بعد اسکا بیٹا سردار ہوا ۱۰۷۹ھ جلوس عالمگیری مین بعد فتح بیجاپور کے جبکہ نواب دلیر خان کا انتقال ہوچکا تھا اورنگ زیب نے دلیر خانی کا خطاب دیا اور شرزہ کو رستم خان کے خطاب سے سرفراز کیا اور ان ہردو بیجاپوری سردارون کو شش ہزاری منصب سے سرفراز کیا۔

چاہتا تھا اسلیے یہ بھی حکم ہوا کہ مسند نشین بیجاپور سے جو اسکے ذمہ مطالبہ تھا زیادہ مواخذہ
کرنا چاہیے دلیر خان بحیثیت سپہ سالار ہونیکے اس مطالبہ کی تعمیل مین آمادہ ہوے
اول بادشاہ بی بی کا تقاضہ کیا گیا بعد ایک جھگڑیکے بادشاہ بی بی خود دلیر خان کے
لشکر مین چلی آئی کہ بھائی کی سلطنت کسیطرح بچ جاے دلیر خان نے اسکو اورنگ آباد
بھیجدیا اور بیجاپور کا محاصرہ کیا جب بیجاپور والے مایوس ہوے تو وہانکے وزیر مسعود خان
نے سیواجی سے مدد مانگی اسنے دلیر خان کی فوج پر حملہ کرنیکا وعدہ کیا تاکہ محصورین کا
پیچھا چھوٹے اس مطلب کے لیے سیواجی نے نیالہ مین بہت سے سوار جمع کئے اور بیجاپور کیطرف
چلا مگر اس سیلے گھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازو مین عالمگیری لشکر کے صدمہ اٹھانیکی
تاب نہین ہے اسلیے وہ محاصرہ کے ۱۲ میل کے قریب جاکر کترایا اور بادشاہی علاقہ
پر حملہ کرنے لگا دلیر خان جو فن سپہ گری مین یکتاے روزگار تھے اسوقت
انکے پاس زیادہ فوج نہ تھی مگر جتنے سپاہی تھے وہ سب انکے ہمقوم ڈمی جرات اور
بڑے دل گردہ کے آدمی تھے ایسی فوج ایسے افسر کے ماتحت بڑی فوجونسے بھی بڑھکر
کام دیسکتی ہے دلیر خان نے محاصرہ کو نہین چھوڑا سیواجی نے دہات کو جلاکر
خاک سیاہ کیا شاہزادہ محمد معظم جو اورنگ آباد مین تھا اسکے حکم سے دس ہزار سوارون
نے جمع ہوکر سنگم نیر کے قریب سیواجی کو ایسا گھیر لیا کہ مار ہی لیا تھا مگر بقول عالمگیر وہ
پہاڑی چوہا تھا کسی بل مین ایسا دبک کر جا بیٹھا کہ کسیکو خبر تک نہوئی مسعود خان وزیر
نے پھر اسے بلایا وہ دلیر خان کے مقابلہ کے لیے بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا ہزارون
مرہٹے برچھیت ساتھ تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ نیستان اڑا جاتا ہے مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور
تک نہ پہونچا تھا کہ یکایک اسکا بیٹا سنبھاجی بھاگ کر دلیر خان کے پاس آگیا

دلیر خان نے اسے نہایت تپاک سے خیمہ مین اتارا سیواجی نے سنبھاجی کو عیاشی
کیوجہ سے ناخوش ہوکر قلعہ پرنالہ مین قید کردیا تھا وہ ایک برہمن کی بیوی سے ناجایز تعلق
کرنا چاہتا تھا وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان کے پاس آیا دلیر خان نے
بادشاہ کو لکھا کہ باپ کے مقابلہ مین بیٹے کو لڑانا چاہیے یہ خوب سکے
ہتکھنڈون سے واقف ہے وہ مرہٹون کو توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا غرضکہ گوشت خر
دندان سگ کا تماشہ دکھلائیگا بادشاہ نے دلیر خان کے نام حکم بھیجا کہ اسے
پابزنجیر ہمارے پاس بھیجدو دلیر خان نے یہ وضعداری کے خلاف سمجھا
اور اوس سے چشم پوشی کی وہ بھاگ کر سیدھا باپ کے پاس آیا چندروز باپکو بیٹے
کے سبب سے پریشانی رہی جب سیواجی کو دلیر خان کی بدولت اس پریشانی
سے نجات ملی تو اسنے ہمیر راؤ کو بیجاپور کی مدد کو بھیجا وہ آکر نسبت خان سے لڑا ادھر
خاندیس مین مرہٹے لوٹ مار کر رہے تھے اور ادھر ہمیر راؤ اپنی فوج لیے ہوے دلیر خان کے
لشکر کے ارد گرد پھر رہا تھا اور محصورین کو مسعود خان خوب لڑا رہا تھا دلیر خان بھی انکو
دبا رہے تھے مگر انکی ذاتی شجاعت فتح کے لیے کافی نہ تھی جابجا انکی رسد پر چھاپہ مارے
جاتے تھے اوسیطرح رسد انکے لشکر تک نہین پہونچتی تھی اب برسات آگئی اور محاصرہ
اٹھالیا گیا آخر برسات مین وہ میدانی ملک کے لوٹ مین مصروف ہوا معلوم نہین کہ سیواجی
کے دلمین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب خاکمین ملگئے کہ اسکو بخار چڑہا اور یکایک
ایسی طبیعت بگڑی کہ سنہ ۱۶۸۰ء مین ترپن برس کی عمر مین سیواجی[1] دنیا سے انتقال

[1] سیواجی کے انتقال کے متعلق یہ بھی ایک روایت مستند کتاب مین مندرج ہے کہ جب سیواجی کے ظلم و آزار حد سے
زیادہ مخلوق پر طاری ہوگئے تو مظلومون کی آہ کے علاوہ ایک صاحب حال درویش کی دعا بھی اسکی ہلاکت کی
باعث ہوئی جسکی تفصیل تاریخ محمد ہاشم خافی خان کے صفحہ ۳۴۰ مین یہ ہے کہ جب ۲۳ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۰۹۰ھ مین

کر گیا اور بجاے اسکے اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا بعد سیواجی کے اسکے بیقاعدہ لشکر
مین بے انتظامی پھیلگئی تھی سنبھاجی کے ظلم اور غارتگری سے مفتوحہ ملک برباد ہوگیا تھا
کیونکہ سنبھاجی بعض مظالم مین اپنے باپ سے بڑھگیا تھا سیواجی سواے غارتگری قافلہ زنی
کے اور امور سے پرہیز رکھتا تھا بلکہ قیدیونکے اہل وعیال وعورات کے متعلق اپنے
سپاہیون اور ملازمون سے تاکید رکھتا تھا برخلاف اسکے سنبھاجی شراب اروعیاش
تھا غیر قوم کی عورتین اکٹھا کرتا تھا اور رعایا کی ناموس وآبرو پر دست درازی کرتا تھا
اور اسکے علاوہ اپنا پیشہ آبائی جو قزاقی وراہزنی تھا وہ علیحدہ اختیار کیا تھا سنبھاجی
بعد باپکے دس گیارہ سال تک نہ رہا اور یہی کردار کرتا رہا اسکے ادنی ظلمون سے
صرف یہ ایک واقعہ بطور نمونہ کے تحریر کیا جاتا ہے پہلے سال بعد باپکے سنبھاجی بیس
ہزار سے زیادہ سوار لیکر صوبہ برار کے اطراف کو لوٹتا ہوا بھادرپورہ پر ٹوٹ پڑا یہ
قصبہ بہادرپورہ برہانپور سے کوس ڈیڑھ کوس تھا اور اسمین جوہری صراف وتجار لکھپتی
آباد تھے لاکھون روپیہ کا کاروبار کرتے تھے اور ہفت اقلیم کا سامان وزر وجواہر
رکھتے تھے یہانکے باشندے غافل وبیخبر تھے کہ یکبارگی صبح کے وقت یہ ڈاکو آگرے

بقیہ صفحہ ماقبل سیواجی معہ اپنے غارتگرونکے خاندیس مین آیا اور قصبہ دہرنگا نوجو اس زمانہ کی تجارت کی منڈی تھا لوٹتا ہوا قصبہ جالنہ مین پہنچا
اس قصبہ مین سید جان محمد جو درویشان واصل الی اللہ وصاحب دعوت سے تھے رہا کرتے تھے جسوقت کہ اس قصبہ مین مرہٹے لوٹنے آتے
مسلمان ودیگر غربا اپنے اہل وعیال لیکر حضرت حقایق ومعارف آگاہ کے گھر چھپتے اور پناہ پاتے اس سال بھی اکثر اشخاص
معہ اپنے مال وعیال کے سید صاحب موصوف کے گھر پناہ گزین ہوے سیواجی نے سید صاحب کا کچھ پاس ادب نہ کیا اور سید صاحب
کے گھر پر چڑھ گیا سبکو لوٹا اور قید کیا بلکہ ممانعت کرنے سے سید صاحب اور انسے جو لوگ منسوب تھے انکی زجر وتوبیخ پر بھی زبان
وہاتھ دراز کیے یہ حرکت اسکی کرنا تھی کہ سید جان محمد جو مقبولیت دعا مین شہرۂ آفاق تھے انھون نے بددعا کے ہاتھ اٹھائے
اور انکی توجہ باطنی سے فوراً یہ قضا اسکے لگا اور سیواجی اسی مہینہ مین نواح مرتضے آباد مین مرگیا۔ یہی مضمون شاہنشاہنامہ
کے صفحہ ۵۳۸ مین بھی مرقوم ہے۔

اسکو ایسا لوٹا کہ کوئی شخص ایک حبہ از قسم مال اور بال بچونکو باہر نہ لیجا سکا ان ظالمون نے تمام آبادی مین آگ لگادی کاکر خان جو ہفصدی منصبدار تھا اور خانزمانخان صوبہ دار برہانپور کا نائب تھا اور تین سو سے زیادہ سوار اوسکے پاس نہ تھے وہ اس واردات سے اسوقت خبردار ہوا کہ آگ کے شعلے آسمان تک پہونچتے تھے اوسنے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی اور ناچار محصور ہوگیا۔ جسنگنج جسکو نورالحسن خان نے آباد کیا تھا اور شاہگنج جسکو شاہ بداغ خان نے بسایا تھا اور شاہجہان پورہ جسکو بہادر خان نے آباد کیا تھا اور خرم پورہ جسکو خرم عرف شاہجہان نے ایام شاہزادگی مین بسایا تھا غرضکہ بیس نامی قصبے جو برہانپور کی شہرپناہ سے متصل آباد تھے اور ہر ایک قصبہ مین لاکھون روپیہ کا مال و سامان تھا لوٹ لیے اور جلا کر خاک سیاہ کردیے تین روز تک بازار ظلم و لوٹ کی گرم رہی اسکے بعد اپنی راہ لی برہانپور کے علما و فضلا نے عرضداشت جسمین مسلمانونکی مال و ناموس کی بربادی درج تھی بادشاہ کے حضور مین بھیجی اور اورنگ زیب نے اسکے جواب مین لکھا کہ مابدولت خود ان ظالمونکی تنبیہ کو دکن کے آنیکا عزم رکھتا ہے اسکے بعد یکماہ تک سنبھاجی یون ہی مخلوق کو آزار پہونچاتا رہا مگر جب اورنگ زیب دکن گیا تو ۳۴ ج مطابق ۱۰۹۱ھ کو وہ اپنے شامت اعمال سے گرفتار ہوا اور اورنگ زیب کے حضور مین قتل ہوا اس واقعہ کی تاریخ "بازن فرزند سنبھا شد اسیر" سے نکلتی ہے۔ سیواجی کا ایک خط اورنگ زیب کے نام راجہ کولاپور کے پاس اب تک موجود ہے۔

مآثر عالمگیری مین ہے کہ سنبھاجی کے قلعجات و محالات خانجہان[1] بہادر کوکلتاش و دلیر خان

[1] خانجہان بہادر ظفرجنگ کلتاش و دلیرخان و غازی الدین خان بہادر فیروزجنگ و دیگر امرایان عظام بانامومس قلعجات و محالات متعلقہ آن کہ از تصرف ضنیم لئیم رحیم تا این مدت بکوشش مرادان و مساعی نمایان برآورده اند و ضبطہ قلمرو محروسہ گردید ۲۴۵ مآثر عالمگیری۔

وغازی الدین خان بہادر فیروزجنگ اور بعض دیگر امرا کی کوشش سے ۲۷ سنہ ۲۷ تک بادشاہی ملک مین شامل ہوگئے تھے۔

سیواجی کو یہ فتوحات حاصل ہوے انکے اسباب یہ مہیا ہوگئے تھے اول یہ کہ بادشاہ خود شمالی و مشرقی فوجونکے ساتھ لڑائیمین مصروف تھا دکن کیطرف وہ بذات خود جانہین سکتا تھا دوسرے شاہزادہ محمد معظم جو صوبہ دار دکن تھا اسکے پاس سیاہ مرہٹونکے مقابلہ کیلیے کافی نتھی باپ کو بیٹے کا اعتبار نہ تھا ہر ایک شہزادہ باپکے مرنیکے بعد بادشاہ ہونیکے لیے اپنی سپاہ و طرفدارونکو قوی کرنا چاہتا تھا اسلیے بیٹے کو کمک بھیجنے سے بادشاہ انکار کرتا رہا اسکے علاوہ بیجاپور و حیدرآباد کے سلاطین کی کمزوری و نااتفاقی سے کبھی سیواجی ادہر ہوکر کام نکال لیتا تھا اور کبھی اودہر چلا جاتا تھا جب عالمگیر کو اس امر کا یقین ہوگیا کہ دکن مین کثیر فوج کی ضرورت ہے تو اُسنے ۱۷۰۱ھ مین مہابت خان کو معہ آغرخان کے کابل سے بلاکر چالیس ہزار سوار دیکر دکن کو روانہ کیا مہابت خان شہزادہ محمد معظم کو خیال مین نہین لاتا تھا اسنے شاہزادہ کے پاس صرف ایکہزار آدمی رہنے دیے بادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ کو بلالیا مہابت خان نے یہان اکر سیواجی کے قلعونکو فتح کرنا شروع کردیا آدھی فوج دلیر خان کی ماتحتی مین تھی دلیر خان نے قلعہ چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سلہر کا محاصرہ کیا سیواجی اس قلعہ کی بڑی قدر کرتا تھا اور اسکے بچانیمین جان و دل سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے کہ چاکنہ مین ذخیرہ اور سامان سد کا کافی نہ تھا اسکے نواح مین جو عمدہ اور منتخب دو ہزار سوار تھے پٹھانون نے انکے پرزے اڑا دیے آغرخان نے پھول پتہ کی تسخیر مین بڑی بہادری دکھائی اسنے خانجہان بہادر کوکلتاس کیساتھ ابتدا مین اور دلیر خان

ف ونیز کہ آغرخان ابتدا ہمراہ خانجہان کوکلتاس باز در قراولی دلیر خان شیر دل نمودہ اگر مفصل بنگارد ممول باغراق میگردد

کی ہراولی مین بڑے بڑے کارنمایان کیے دلیر خان کی مرہٹونکی فوجون سے اکثر لڑائیان ہوتی ہین مرہٹے کی قوم کا یہ طریقہ تھا کہ ابتدا مین وہ تھوڑی فوج سے نمودار ہوتے اور پھر پیچھے ہٹ جاتے جب لشکر بادشاہی انکا پیچھا کرتا تو دشوار گذار جنگلون کیطرف سے ہزارون نکل آتے اور گھیر کر تنگ کرتے۔

ایکروز دلیر خان کے مقابلہ مین چار پانچسو سوار پہلے نمودار ہوے اسوقت آغر خان کے ساتھ ہراول مین بہت کم آدمی تھے مگر وہ لنکے مقابلہ کے لیے دوڑا اول حملہ مین دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پاکر بھاگے اور وہ اُنکے تعاقب مین گیا مرہٹون نے فوج مغلیہ کو تین چار کوس اپنی طرف کھینچا پھر سات آٹھ ہزار سوار مرہٹونکے نمودار ہوے اور ہجوم کرکے لڑنے لگے آغر خان[1] انپر ایسا گرا جیسے کہ بھیڑون پر شیر گرتا ہی ہر طرف وہ تلوار سے انکا منھ پھیرتا تھا تین نامی سردار مرہٹونکے مارے گئے اب مرہٹونکو شکست عظیم ہوئی دلیر خان نے آغر خان کے پاس آکر اُسکی تحسین و آفرین کی آغر نامہ مین لکھا ہے[2]

بقیہ صفحہ ماقبل درین ضمن دلیر خان نزد آغر خان رسیدہ آفرین گفت چنانچہ در آغر نامۂ نظم آورده ۱۲ شاہنشاہ نامہ

[1] آغر خان کا نسب قوم اغر سے ہے قوم اغر اولاد یافث بن نوح علیہ السلام سے تھی لہذا اسی نام سے ملقب ہوا اسکا نام امام قلی بیگ تھا اکثر معرکون مین آغر خان نے بہادری کے جوہر دکھلے ہین نہایت بہادر اور صاحب جرات شخص تھا دلیر خان کے ساتھ اکثر رہا ہے بنگالہ مین جب محمد شجاع سے مقابلہ ہوا اور آسام کی جنگ مین یہ دلیر خان کے ہمراہ تھا چنانچہ اُن واقعات مین اسکا تذکرہ آچکا ہے خانخانان اسکی بہادری سے راضی تھا مگر اہل دیہات پر تعدی کرتا تھا اس وجہ سے وہ ناخوش رہتا تھا ایکروز یہ بلا دستک خانخانان کے گھر آیا اور زبردستی اجازت لیکر دارالسلطنت چلا جس سے معتوب شاہی ہوا پھر بحال ہوا مکیان اکابل مین تعینات ہوا وہ خیبر مین جب مہمند و یوسف زی افغانون نے شورش کی تھی تو اسنے خوب تنبیہ کی تھی اسنے اسکدر نامی پٹھانونکے سر کاٹے تھے کہ اسکی مینار بنائی تھی اسکا نام وہان پچنکے ٹھانیمین مشہور ہوگیا تھا اس سخت مہم مین بادشاہ نے مومیائی و تعویذ اپنے خط مبارک کے لکھکر اسکو بھیجا تھا ۳۳ جلوس عالمگیری سے اسنے خطاب خانی پایا تھا ۳۴ سنہ مین نقارہ مرصع ہوا تھا ۳۵ کے بعد توح اکبرآباد مین جاٹون نے سر اٹھایا اور قطاع الطریقی اختیار کی چند گاڑیان ایک قافلہ کی جاٹون سے اسنے چھینکر زکی گاہی پر حملہ کیا اتفاق سے ایک بندوق کی گولی اسکے لگی اور ۱۰۵۱ھ مین آغر خان جان بحق ہوا۔

بہر یک از ایشان ہزار از غنیم	مقابل شدند دیدہ جہیم
چنان کشتہ شد از عدد بیحساب	ندیدہ زمین پر تو آفتاب
چو دشمن بگردید عاجز ز جنگ	براہ گریز آمدہ بے درنگ
دلیر خان رسید از قفا آن زمان	بگرد آفرین بر چنان پہلوان

دلیر خان جس پہلوان و بہادر کی تعریف کر دیتے تھے اسکے لیے موجب فخر و ناز ہو جاتا تھا چنانچہ مصنف آغر نامہ نے دلیر خان کی تحسین آغر خان کی بہادری کی سند سمجھی ہے اور اسکو نظم مین لایا ہے۔

دو نشان اور بہت سی چھتریان مرہٹونکی شاہی لشکر کے ہاتھ آئین پونہ تک جو اصل سیواجی کا مسکن تھا تاخت کیگئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی آغر خان کے بیٹے نے جو آغر خان ثانی کے لقب سے مشہور تھا اپنے باپ کی نمایان فتح کی یادگار مین مرہٹونکے نشانونکو اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا دلیر خان فتوحات کے علاوہ بعض والیان ملک کے ساتھ دوستانہ سلوک بھی کیا کرتے تھے اور انکی بادشاہ کیخدمت مین سفارش کرتے اور خطا بھی معاف کرادیے کرتے تھے رانا والی اودیپور راجپوتانہ کی جنگ مین جب بادشاہی لشکر سے عاجز آگیا تو اسنے بذریعہ شاہزادہ محمد اعظم کے پناہ مانگی اورنگ زیب نے اسکی معافی منظور کی لہذا رانا اودیپور ۱۷ جمادی الثانی کو تالاب اج سمندر پر بادشاہ کی ملازمت کے لیے حاضر ہوا اسوقت[1] دلیر خان رانا کو ساتھ لیکر بادشاہ کے حضور مین لائے رانا نے پانسو اشرفی اور اٹھارہ گھوڑے معہ ساز طلائی و نقرئی کے پیشکش مین

[1] ہفتم جمادی الثانی رانا بر تالاب سمندر بدولت ملازمت شاہزادہ ابر بخش کرم گستر سے بر روے کار عزیش آورد دلیر خان پذیرائی آورد و ندا از آنجا رانا بخانہ شہامت و ثار دلیر خان رفت خان مذکور اقامت گویان از طرف خود با و رسانید پارچہ سہ لقہ زر و شمشیر مرصع یکمقطہ و سپر با گل مرصع و چھتری بنت کار و نہ سراپ یکے با زیور طلا و پیسر اپا پارچہ تقہ زر و خنجر مرصع و بیسی مرصع و بازو بند مرصع و دو سر پیچ عنایت کنود

گذرانے اور آداب بجا لایا داہنے جانب بیٹھنے کا حکم ہوا اور اسکو خلعت و تلوار مرصع اور جمدھر معہ پھول کٹارہ اور ایک گھوڑا معہ ساز طلائی اور ایک ہاتھی معہ ساز نقرئی کے عطا ہوا اور خطاب رانا بھی بدستور بحال رکھا گیا اور منصب پنجہزاری پنجہزار سوار کا مرحمت ہوا اور اسکے ہمراہیونکو ایک خلعت اور دس جمدھر مرصع اور چالیس گھوڑے عنایت ہوئے اور اجازت رخصت ہونیکی دیگئی وہانسے رانا والی اودیپور دلیر خان کے گھر آیا

دلیر خان نے اسکو ضیافت کی دعوت دی اور اپنی طرف سے نہ پارچہ بیش قیمت اور ایک تلوار مرصع اور ایک قبضہ سپر مرصع جسپر جڑاو پھول بنے ہوے تھے اور ایک برچھی منبت کار اور نو گھوڑے اور ایک ہاتھی رانا کو دیا اور تین پارچہ کا خلعت جو نہایت گرانقدر تھا اور ایک خنجر مرصع اور ایک پرسی مرصع اور ایک جوڑ بازو بند مرصع اور دو گھوڑے

دلیر خان نے رانا کے بیٹے کو دیے۔

رانا وہ خاندانی راجہ ہے جسکو اپنی قدامت و اصالت اور کثرت حشم و خدم پر بڑا امتیاز تھا اور اسکے خاندان کو یہ بڑا فخر تھا کہ وہ ہندوستان کے کسی عالیشان بادشاہ کی اطاعت کو سر نہین جھکاتا تھا بلکہ اپنے ولیعہد کو بھی کسی شاہنشاہ کیخدمت مین نہین بھیجتا تھا یہ رانا نہ بابر نہ ہمایون نہ اکبر کے عہد مین پورا مطیع ہوا نہ اسکے ساتھ جنگ و پیکار ختم ہوئی شاہنشاہ اکبر نے اگرچہ پچاس سال تک حکومت کی اور رانا پرتابسنگہ کو فرمانبردار بنانیکی غرض سے شاہزادہ جہانگیر کو راجہ مانسنگہ اور دیگر امرا کے ساتھ بھیجا جہانگیر نے فوجکشی کی مگر وہ پورا مطیع نہوا وہ ہمیشہ سے اپنے طریقہ قدیم پر چلتا تھا اور لوازم اطاعت کے نہین بجا لاتا تھا جب اسپر لشکر کشی کیجاتی تو وہ دشوار گذار پہاڑ و نمین چلا جاتا مگر سر نہ جھکاتا رانا سنگا جو بابر سے لڑا تھا اسکے دو بیٹے تھے ایک اودیسنگھ جسنے اودیپور آباد کیا تھا

اور دوسرا پرتابسنگھ جسکا بیٹا امرسنگھ تھا جسکو شمالی شاہجہان نے دی تھی دلیر خان نے
اس رانا کے ساتھ ایسے احسانات کیے کہ وہ صرف انکے گھر آیا اس سے دلیر خانکی عزت و
وقعت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ کس پایہ کے امیر اور کیسے صاحب عزم و شجاع سردار تھے
راجپوتون نے جب ۱۶۸۰ع مین قومی اتفاق کرکے اورنگ زیب پر سخت چڑھائی کی
تھی اور عالمگیر نے بھی رانا اور راجپوتونکے مطیع کرنیمین پوری قوت صرف کردی تھی
مگر شاہزادہ اکبر کے باغی ہوجانیسے بادشاہی لشکر کو نہایت کشمکش کا معاملہ پیش آیا
تھا لیکن آخر کو شاہزادہ اکبر راجپوتونکی طرف سے بھاگ گیا اور راجپوت عاجز ہوکر صلح
کے خواستگار ہوے اس جنگ مین دلیر خان کے واسطہ سے اصلاح ہوئی تھی چنانچہ
یادنامہ راجستان مین اس جنگ و صلح کی تفصیل جسکو لفٹنٹ کرنل جیمس ٹاڈ صاحب سابق
پولیٹیکل اجنٹ راجپوتانہ نے تصنیف کیا ہے اور وہ شاہ جارج چہارم کے ملاحظہ و
منظوری سے طبع ہوا ہے اور اسکا انگریزی سے اردو مین ترجمہ بھی شایع ہوچکا ہے
یہ تحریر ہے۔ کہ ایک لشکر شاہنشاہ کا دلیر خان کی سرکردگی مین مارواڑہ سے درہ دیوی
کیطرف سے شہزادہ اکبر کی بلا سے نکلنے کے لیے آگے بڑھا یہ پہاڑی لڑائی راجپوت
نہایت ہوشیاری سے لڑتے تھے جسوقت کہ بادشاہی لشکر کو درہ مین شکست ہوئی
اسوقت رانا نے نہایت جلدی سے اورنگ زیب پر جو اپنے فرزند محمد اعظم کے مقام
دہ باڑی مین دلیر خان اور شہزادہ اکبر کی جنگ کے نتیجہ دیکھنے کا منتظر بیٹھا تھا حملہ کیا
مگر ایک افسر نے جو قوم کا راجپوت تھا اور دلیر خان کے زیر حکم خدمتگذاری کرتا تھا
ان مشکلات کو آسان کردیا وہ اپنے وطن کے جانیکے بہانہ سے فوج سے جدا ہوا اور
جسطرح کہ کوئی شخص سفر مین نہایت محبت سے ملاقات کو آتا ہے رانا کے پاس آیا اور اسنے

معاملات جنگ مین گفتگو کی اس سے اسکو معلوم ہوا کہ درحقیقت اجیوت لڑائی کے
چھڑنیسے مغموم ہین اسوقت اسنے رانا سے کہا کہ شاہنشاہ خود تو صلح کا پیغام بھیجنا پسند
نہین کریگا لیکن اگر کوئی شخص مصالحت کا خواستگار ہوگا تو وہ شرائط صلح کو ضرور منظور
کریگا یہ سنکر رانا نے اس راجپوت کو اختیار دیا کہ تم صلح کا پیغام میری طرف سے شہنشاہ
کیخدمتمین پیش کرو چنانچہ اسنے اس صلح کی سلسلہ جنبانی شروع کی اس امر کی تصدیق اجیوتون کی
تاریخ بھی ظاہر کرتی ہے اور تواریخ مین اس سردار کا نام جسکی معرفت صلح کا پیغام درمیان
مین آیا تھا راجہ شیام سنگھ ساکن بیکانیر درج ہے رانا راجسنگھ نے اورنگ زیب سے
عہد و پیمان کیے اور شاہزادہ اعظم اور دلیر خان اس عہد نامہ کے سربراہ کار مقرر ہوئے
دلیر خان ہمیشہ اسموقع پر جبکہ صلحنامہ کے بارہ مین گفتگو ہوا کرتی تھی رانا راج سنگھ کی
طرفداری کرتے تھے۔ رانا کے ساتھ دس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے تھے
ماسوا اسکے بہت سے اشخاص پہاڑی سیر کے لیے جمع ہوے تھے یہ سب تعداد مین
ایک لاکھ سے زائد ہونگے شہزادہ محمد اعظم نے جو رانا کے حسب و نسب اور عالی خاندان
ہونیسے خوب واقف تھا بادشاہ اور رانا کے درمیان صلح کرادی عہد نامہ مین جرمانہ
برائے نام تفویض ہوا اور تین ضلع بابت اس جرم کے کہ وہ شہزادہ اکبر کی سرکشی
و بغاوت مین مددگار رہوا تھا ضبط ہونا قرار پائے اور یہ امر شاہنشاہ کی بزرگی قائم
رکھنے کے لیے عہد نامہ مین درج ہوا اور علامات شاہی یعنی قرمزی چھنڈا و شامیانہ وغیرہ
آیندہ سے رانا کے استعمال سے موقوف ہونا طے کیا گیا۔ اس صلح سے رانا کو بھی فوائد
حاصل ہوے فرزندان دلیر خان اس مصالحت کے دوران مین بطور یرغمال
و سپردگی کے دیے گئے تھے اور یہ امر واقعی اس گفتگو سے جو رخصت کے وقت

دلیر خان اور رانا سے ہوئی تھی ظاہر ہوتا ہے اور وہ گفتگو یہ تھی کہ تمھارے امیر تو اکبر ہین اور میرے فرزند بلور یرغمال کے تمھاری حفاظت مین تم خاطر جمع رکھو کہ مین انکی جان قربان کرکے تمھارے ملک کو بحال کرادونگا بدین وجہ کہ تمھارے باپ سے مجھ سے کمال دوستی تھی۔

لیکن تقدیر سے ایسا اتفاق پیش آیا کہ سوائے تلوار کے اور کچھ کام نہ آیا دلیر خان اگرچہ وقتاً فوقتاً بدل سعی کرتے تھے لیکن واردا تین ایسی واقع ہوتی تھین کہ کوشش کچھ کارگر نہوتی تھی رانا کو مجبوری ملک چھوڑ کر موری کے ان مقامات پر جو ناقابل رسائی تھے بھاگنا پڑا اسکے بعد دلیر خان کی سعی سے صلح ہوگئی۔

بیان مذکورۂ بالا سے چند باتین ثابت ہوتی ہین اول نواب دلیر خان کی مہم راجپوتانہ مین موجودگی دوسرے رانا سے اودیپور سے دوستی تیسرے امر صلح مین کوشش چوتھے بادشاہ کیطرف سے انکے فرزندون کا ضمانتاً رانا کے یہان بھیجا جانا لیکن افسوس ہے کہ راجپوتانہ مین جو اورنگ زیب سے جنگ ہوئی تھی اسکی کوئی مفصل تاریخ نہین ملی جس سے نواب دلیر خان کے کارنامے اور انکے فرزندونکے نام کہ کون کون صاحبزادہ یرغمال مین بھیجے گئے تھے معلوم ہوسکتے ڈاڈ صاحب موصوف نے صرف انکے واقعات کو تحریر کیا ہے جسمین مختصر طور پر یہ واقعہ بھی شامل ہوا ہے۔

یہ تو پیشتر بیان ہوچکا ہے کہ دسوین سال جلوس کے حسب الحکم دلیر خان دکن کو روانہ ہوے اور وہان پر اہل بیجاپور وغیرہ سے معرکہ آرا رہے ہین مگر ۱۳ سنہ جلوس مین بعد کئی برس کے دکن سے حسب الطلب دہلی مین بادشاہ کے پاس آئے اسعرصہ مین

سنہ ۱۰ درسال سیزدہم باستان بوس خلافت چہرہ دولت برافروخت واز تغیر عابد خان بصوبہ داری ملتان رخصت یافت ۱۲ منہ

عابد خان[1] کی تبدیلی ہوئی اور بجاے انکے دلیر خان صوبہ دار ملتان کیے گئے اور وہان جاکر ایوان صوبہ داری کو انھون نے رونق دی اور ملکی و مالی انتظام مین مصروف ہوے

سنہ ۱۹ جلوس عالمگیری مین جب صوبۂ ملتان شاہزادہ محمد اعظم کی جاگیر مین دیا گیا تو دلیر خان بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوے اور پھر بادشاہ نے دارالسلطنت سے انکو مہمات دکن کے لیے بھیجا۔

سنہ ۲۰ جلوس[2] مین جب خانجہان[3] بہادر جو دکن کا ناظم تھا معتوب ہوا تو دلیر خان

[1] عابد خان کا عرفی نام قلیچ خان تھا یہ باپ کی طرف سے شیخ شہاب الدین سروردی کی اولاد مین ہین ۔ شاہجہان کے عہد مین ہندوستان مین وارد ہوے یہ غازی الدین خان فیروز جنگ کے پدر بزرگوار اور نظام الملک اصفجاہ کے دادا تھے یعنی حضور نظام فرمانروا ے دکن کے مورث اعلیٰ ہین صوبہ ملتان مین انھین عابد خان کی جگہ پر دلیر خان مقرر ہوے پہلے عابد خان چار ہزاری منصب سے فائز ہوے بعد کو پنجہزاری منصب کو پہونچے صدارت کل کا منصب بھی انھین حاصل ہوا ۱۰۳۳ھ مین قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ مین توپ کا گولہ آپکے شانہ پر لگا ۔ کمال قوے سے اپنے قیام گاہ پر واپس آئے جملۃ الملک اسد خان وزیر عظم انکی عیادت کو آئے جراح ہڈیون کے ریزے نکال رہا تھا اور ۔ بدستور بیٹھے ہوے ایک ہاتھ سے قہوہ پیتے جاتے تھے اور حاضرین سے باتین کرتے جاتے تھے اور پریشانی پر شکن نہین آتی تھی کہتے تھے کہ خبیہ دوز خوب ہاتھ آیا ہے اوسحالت مین ۱۰۹۸ھ کو انتقال کیا انکے والد شیخ عالم فاضل اعظم سمرقند کے تھے اور وہ پسر ۱۱ داد صاحب بن عبدالرحمن صاحب صاحب سجادہ کے فرزند تھے عابد خان صوبہ دار دکن و اجمیر ملتان کئی جگہ کے رہے ہین انکے بیٹے غازی الدین خان فیروز جنگ کو نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کی بیٹی منسوب تھی

۵۲ و در سال نوزدہم ان صوبہ بیتول شاہزادہ محمد اعظم شاہ مقرر شد خان مذکور بحضور رسیدہ بسباق دکن مرخص گردیدہ ۔

۵۳ چون سال بستم خان جہان بہادر ناظم دکن معتوب شد خبر دار ے آن دیاربان سردار نامدار مفوض گشت کہ تا تعین صوبہ دار مہمات آنجا بصوابدید او تقدیم یابد۔

۵۴ خانجہان کی معتوبی کی یہ وجہ تھی کہ اوسکے لشکر مین فسق و فجور بہت ہوتا تھا اور بادشاہی فرمان اور اعتراض پر وہ مطلق اثر نہین ہوتا تھا شاہزادہ محمد اکبر کے قریب پہونچکر اوسنے گرفتاری سے اغماض کیا سر دربار بادشاہ کے گو کہ یعنی رضاعی بھائی ہونے سے گستاخانہ جواب دیتا تھا اور دیگر مقدمات ملکی و مالی مین بدخیالی کرتا تھا سنہ ۱۰۴۱ھ جلوس مطابق سنہ ۱۱ھ کو یہ مرض الموت مین مبتلا ہوا ۔ ۱۶ جمادی الثانی کو خود بادشاہ عالمگیر اوسکی عیادت کو گیا ۱۹ ۔ ماہ مذکور کو وہ دنیا سے رخصت ہوا اس امیر عالیشان کی محفل نہایت شاندار رہتی تھی جو چاہتا

اوسکی جگہ پر مقرر ہوے تمام صوبہ دکن کی صوبہ داری و فوجکی سپہ سالاری دلیر خان کے سپرد ہوئی یہ صوبہ اتنا وسیع تھا کہ ایک سلطنت کا ہم پلہ تھا وہ بالے جملہ مالی و فوجی مہمات انکی راے سے انجام پاتے تھے۔

۱۲ سنہ مین دلیر خان اور حیدر آبادیون سے ایسی سخت جنگ ہوئی کہ ایک ہاتھی انکا زخم بان سے ہلاک ہو گیا اور خانمو صوف کی سواری کا جو ہاتھی تھا اسکے ایک گولہ کا زخم لگا اور انکا خدمتگار جو پیچھے انکے ہاتھی پر بیٹھا تھا وہ بھی بان کے زخم سے ہلاک ہو گیا اور بان سے دلیر خان کے گریبان مین آگ لگ گئی مگر چھاگل کے پانی سے جو ساتھ مین رکھی ہوئی تھی وہ آگ بجھائی گئی اُسروز بیشمار آدمی غنیم کے قتل کیے گئے اور ایک بڑی جماعت دلیر خانکے فوجکی بھی کام آئی دلیر خان اس روز لڑتے ہوے اور اپنے لشکر کی خبر لیتے ہوے شام کیوقت اپنے خیمہ مین پہونچے۔

۲۳ سنہ مین قلعہ منگل بیدھ دلیر خان کے حسن تردد سے سیواجی کے قبضہ سے نکل آیا چنانچہ ماثر عالمگیری مین ہے کہ جب قلعہ منگل بیدھ دلیر خان نے سیواجی سے چھین لیا ہے تو اس امر کی اطلاعی یادداشت بھی بادشاہ کو لکھی ہے۔

بقیہ صفحہ ماقبل وہ کہا کرتا تھا اکثر اوسکی مجلس مین نظم و نثر و تلوار و جواہرات و ہاتھی و گھوڑے وادویہ پیشتی کا تذکرہ رہا کرتا تھا۔

۱۱ وقایع نگار معروضداشت کہ دلیر خان بامنازعان گلکنڈہ آویزشے سخت دست داد یک فیل بزخم بان بکار آمد و بفیل سواری خانمذکور زخم تفنگ رسید و خدمت گاری کہ عقب خان مذکور بر فیل نشستہ بود بزخم بان جان درباخت و آتش بان در گریبان خان افتاد و از آب چھاگل فرو نشاندند مردم بسیارے از مخالفان برخاک ہلاک افتادند و جمع کثیر از فوج خان بکار آمد پند جنگ کنان خبر لشکر یافتہ شام بخیمہ رسید ماثر عالمگیری ۱۶۵۔

۱۲ نہم رمضان عرضداشت دلیر خان رسید کہ قلعہ منگل بیدھ از تصرف سیوا برآمد۔ ماثر عالمگیری۔

سنہ ۲۶ مین جب بادشاہ اورنگ زیب خود اورنگ آباد دکن مین رونق افروز تھا اوسنے دلیر خان کو بیجاپور کی مہم کے لیے مقرر کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ جب تک شاہزادہ محمد اعظم شاہ نہ حاضر ہوے تم بھی میرے حضور مین رہو اس زمانہ مین دلیر خان سخت علیل تھے۔

نواب دلیر خان کا شاہ آباد کو آباد کرنا

بوجہ تعلقات حکومت کے دہلی سے صوبہ اودھ کیطرف دلیر خان کی آمد و رفت اکثر رہا کرتی تھی شاہجہان بادشاہ کے عہد مین سرکار قنوج و کالپی انکے متعلق تھی اور اورنگ زیب کے زمانہ مین سرکار اودہ دلیر خان کے سپرد ہوئی تھی اور جب اورنگ زیب نے اپنی تخت نشینی کے چند ماہ بعد صوبہ اودھ کی حکومت دلیر خان کو عنایت کی تو بوجہ اسکے کہ دلیر خان اکثر مہمات شاہی مین رہا کرتے ہین انکے فرزند جمال خان کو انکے عہدہ کا نائب و جانشین مقرر کیا تھا غرضکہ صوبہ اودھ سے رسل و رسائل کا سلسلہ برابر جاری رہا کرتا تھا جسجگہ پر کہ اب یہ قصبہ شاہ آباد آباد ہے ایک قصبہ انگئی کھیڑہ کے نام سے بستا تھا اور اسمین ٹھٹھرونکی قوم آباد تھی ایک قلعہ اور چند گڑھیان بنالی تھین ٹھٹھرونکی حکومت بصورت ایک خود مختار ریاست کے تھی ایک مدت کے بعد یہان کی حکومت برہمنان پروالہ کے قبضہ مین آئی وہ برہمن اسوقت مین پانڈے کہے جاتے تھے جب انھون نے پیشہ بغاوت و راہزنی کا اختیار کیا اور خزانہ شاہی جو ملک اودھ سے دارالسلطنت دہلی کو جارہا لوٹ لیا تب انپر عتاب شاہی نازل ہوا دلیر خان اس قوم باغی کے استیصال کیلیے مقرر ہوے بعض مستند ذرایع سے معلوم ہوا کہ پیشتر دلیر خان پرگنہ کانٹھ ضلع شاہجہانپور

مین آئے اور اپنا لشکر ڈالا اور یہانکے باغیونکے دریافت حال کے لیے مخبرونکو مقرر کیا مخبرون نے جاکر یہ خبر پہونچائی کہ جملہ باغی متفرق طور پر گڑہیون وغیرہ مین رہا کرتے ہین ایکروز انکے نہان کا ہوگا اور سروز موقع حملہ کرنیکا اچھا ہوگا چنانچہ ایکروز تالاب رتیہنا پر جو اس قصبہ کے دکن جانب واقع ہے وہ پانڈے نہانیکے واسطے جمع ہوے میلہ لگا ہوا تھا کہ نواب دلیر خان انکے سر پر پہونچگئے اسمقام پر بعض راوی یہ بھی بیان کرتے ہین کہ نہان کے زمانہ کے قریب دلیر خان نے کانٹھ سے کوچ کرکے یہانسے پانچ کوس پر لشکر کا پڑاؤ ڈالا تھا اور قصبہ پالی مین قیام کیا تھا جاسوسون کے خبر دینے سے وہ یہان آگئے اور انکی گڑہیو پر جنکے ڈہیر محلہ کھیڑہ کے قریب پلے جاتے ہین چڑہائی کردی اور تالاب رتیہنے کا محاصرہ کرکے لڑائی چھیڑ دی گڑہیان چھین لین اور میلہ پر سبکو پسپا کرکے بہت سے تلوار کے گھاٹ اتار دیے اور بہت سے اسیر کرلیے مشہور ہے کہ بارہ ہزار جرار فوج دلیر خان کے ساتھ تھی اسمین سے بارہ سو ٹھان بھی قتل ہوے اور بیشمار پانڈے اور دیگر ہنود مفرور ہوے بعد فتحیابی کے اس مہم کے صلہ مین پیشگاہ سلطانی سے یہ علاقہ معہ قصبہ انگئی ومہیس پور کے جسمین مواضعات آباد و کچھ غیر آباد تھے دلیر خان کو عطا ہوے۔ آبادی شاہ آباد کے متعلق تاریخ افتاب اودہ مصنفہ مرزا محمد تقی صاحب لکھنوی ترجمہ گزیٹر سرکاری مین یہ مرقوم ہے۔

ٹھٹھرونکا نکلنا اور انکے بعد چھترپونیکا حال اور انکی ترقی دلیر خان کی کامیاب لڑائیان اور بعد ازان شاہ آباد اور تعلقہ باسط نگر کا تقرر۔ تاریخی واقعات جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھٹھرونکی آبادی انگئی کھیڑہ مین تھی جسکی جگہ پر بالفعل شاہ آباد واقع ہے۔

ان ٹھٹھرونپر فتح اسطرح کیگئی کہ چند پانڈے برادر برہمن جو کاشی سے ہردوار جاتے تھے

یہان ٹھہرے اور ٹھٹھرونکو کمزور خیال کرکے واپسی کیوقت انکو نکالدیا مگران پانڈے بردارونکا
حال نہین معلوم انکے سردار کا نام انگد تھا۔ پانڈے بردار انگئی کھیڑہ اور اسکے قرب وجوار
پر اورنگ زیب کے زمانہ تک قابض رہے۔ ایک خراب ساعت مین ان لوگون نے سرکاری
خزانہ جو کہ خیرآباد سے دہلی جاتا تھا لوٹ لیا سلطان نے غصہ مین اکر دلیر خان افغانکو انکی
سرکوبی کیلیے بھیجا شاہجہانپور پہونچکر تنہا دلیر خان انگئی کھیڑہ کیطرف چلے تاکہ دشمنونکی قوت
دریافت ہو راستہ مین انکو پیاس معلوم ہوئی ایک بڑھیا سے انھون نے پانی مانگا دو شیرفون
کے انعام نے اس عورت کی زبانکو کھولدیا اور دلیر خان نے اس سے تمام حالات پانڈے
بردارونکے دریافت کیے معلوم ہوا کہ ایکدن سب لوگ ہتہنا تالاب پر نہانے کے لیے
جمع ہوتے ہین یہ سنکر دلیر خان شاہجہانپور واپس گئے اور وہان ایک بڑی فوج جمع کرکے
انگئی کھیڑہ پر چڑھائی کردی اور برہمنونکو گھیر لیا اور قتل وقمع کردیا اس چالاکی وبہادری
کے صلہ مین ان برہمنونکی کل ریاست انکو جاگیر مین مرحمت ہوئی اور نواب دلیر خان بہادر
پنجہزاری کا منصب وخطاب ملا انکی اولاد اس معافی پر نواب سعادت علیخان کے زمانہ
تک قابض رہی ۱۷۷۷ء مین دلیر خان نے انگئی کھیڑہ کے مقام پر شاہ آباد بسایا
اور اس شہر کو اپنے رشتہ دار افغانون اور سوارونسے بھردیا۔ اور انکو قرب وجوار کی معافیان عطا کین
وسط مین بڑی ڈیوڑھی کی عمارت بنوائی باون محلے انکے ساتھیونکے نام سے مشہور ہین
کپتان گاردن نیگ صاحب موضع دریاپور کے بابت اپنے فیصلہ مین لکھتے ہین کہ ان باون نے
رہن باجیل وفریب اور بزور شمشیر اپنی ریاست حاصل کی اور پچاس یا ساٹھ برسکا عرصہ گذرا
کہ اسپر مالک ہے بعدازان انکو زوال آیا اور تعلقہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اکثر موقع پر
قدیم زمینداروں نے چند حصہ انسے مول لیے اور اوسپر قابض ہوگئے۔

بموجب تحریر ٹیفن تھیلر صاحب کے شاہ آباد کی بنا انگد نے جو رامچندر کا بھانجا تھا ڈالی تھی اگر ایسا ہے تو یہ قصبہ بہت قدیم ہے کیونکہ رامچندر سولہ سو برس پیشتر حضرت عیسی علیہ السلام سے گذرے اور اورنگ زیب کے زمانہ مین نواب دلیر خان نے اسکو بنوایا اور آباد کیا تھا۔

اسکے بعد اسجگہ دلیر خان نے ایک شہر موسومہ بہ شاہ آباد اپنی یادگار و سکونت اولاد کے لیے بسانا چاہا چونکہ اسکے قریب شاہجہانپور ایک بھائی کیطرف سے شاہجہانکے عہد مین پندرہ برس پہلے آباد ہوچکا تھا اور وہان انکے اصلی نام جلال خان کی نسبت سے ایک محلہ جلالنگر اور خطابی نام دلیر خان کی مناسبت سے دلیر گنج آباد بھی ہوچکا تھا اسلیے اس خیال مین انکی اور ترقی ہوئی اور اپنے نام و نشانکے لیے ایک علیحدہ شہر بسانا منظور ہوا تاکہ افغانونکا ایک ٹکڑا ہندوستانمین آباد ہوکر انکی قوم کی جمعیت و قوت زیادہ ہو۔ اور آرضی ملنے سے ہمیشہ کے لیے حکومت حاصل ہو اور ہزارہا پٹھان جو انکے ہمراہ فوجمین بصورت چھاونی کے جابجا قیام رکھا کرتے تھے انکی خانہ آبادی بھی ہوجائے اور آیندہ نسل چلے ان مصلحتونسے اپنے شاہ کی نسبت سے شاہ آباد نام رکھا اور شہر بسانا شروع کیا سب سے پہلے موضع دلیر پور عرف نعمت پور مین قلعہ یعنی بڑی ڈیوڑھی کی بنیاد ڈالی اور باضابطہ اجازت حاصل کرنے اور بنا بر وطن انعام التمغا ارضی ملنے کی غرض سے ایک عرضداشت عالمگیر بادشاہ کے حضور مین گذرانی چنانچہ حسب درخواست بادشاہ موصوف نے بنا بر وطن ارضی معاف کرکے انعام التمغا کا فرمان عطا فرمایا جسمین چھبیس لاکھ دام کی جاگیر بصیغہ تنخواہ اور چھ لاکھ دام بنام وطن انعام التمغا غرضکہ جملہ بتیس لاکھ دام کی جاگیر عنایت فرمائی اور اس فرمان کی تحریر کا زمانہ ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۰۷۲ھ لغایتہ سنہ ۱۰۷۳ھ مطابق ماہ اردی بہشت سنہ ۱۸ جلوس سینتیس موضع معہ قصبہ انگئی کے جو متعلق شاہ آباد ہین فرمان مین درج ہین و تفصیل دیہات

نام بنام پشت فرمان پر تحریر ہے القصہ یہ فرمان حاصل کیا گیا اور شاہ آباد کی آبادی کیطرف توجہ کیگئی جامع مسجد بڑی ڈیوڑھی مقبرہ کی بنیاد دلیر خان نے اپنے ہاتھ سے ڈالی اور عمارت بنوانا شروع کی تعمیر کا سلسلہ چھڑا ہوا تھا کہ دلیر خان حسب الطلب بنگالہ وغیرہ کی مہم پر چلے گئے اور انکے بڑے بیٹے نواب کمال الدین خان نے یہ عمارت تکمیل کو پہونچائین چھ لاکھ ان ہر سہ عمارات کا پونے تین لاکھ روپیہ ہی جوفی زمانہ اس مضبوطی وخوبصورتی کیساتھ دس لاکھ پیومین بھی نہین بن سکتین کیونکہ اس زمانہ کیسی شخصی حکومت پر چیز کی ارزانی کم مزدوری اسوقت مین کہان میسر سکتی ہی عمارت کی تفصیل انشاء اللہ کمال الدین خان کے تذکرہ مین تحریر کیجائیگی اب رہی یہ بات کہ نواب دلیر خان نے شاہ آباد کب اور کس سنہ مین فتح اور آباد کیا ہی اسکے بھی تاریخ قرآن اور تحریری دلائل موجودہ مین بعد فتح اجمیر کے دلیر خان دارالسلطنت دہلی آئے اور وہان جلوس ثانی مین خلعت وانعام وغیرہ پانیکے بعد انکو اجازت جاگیر جانیکی مرحمت ہوئی یہ مابہ ۱۰۶۹ھ کا تھا انھین ایام مین دلیر خان اپنی جاگیر پر آئے اور شاہ آباد فتح کیا بہرکیف ۱۰۶۹ھ سے ۱۰۷۱ھ تک دلیر خان نے شاہ آباد فتح کرلیا کیونکہ یہی زمانہ انکے قیام کا اپنی جاگیر مین پایا جاتا ہے اسکے بعد حسب الحکم دلیر خان جنگ بنگالہ پر چلے گئے اور پھر وہانسے اسام وغیرہ جاکر دوسری مہمات سرکی ہین اور کئی سال انکو ان مہمات مین مصروفیت رہی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نوابصاحب بنگالہ جانیکے پیشتر شاہ آباد فتح کرچکے تھے اور اسکا نام بھی شاہ آباد قرار دے چکے تھے کیونکہ فتح بنگالہ کے بعد دلیر خان کا جاگیر پر آنا کسیطرح ثابت نہین ہوتا بلکہ بنگالہ سے کوچ بہار فتح کرتے ہوے اسام چلے گئے تھے اور وہانسے ۱۰۷۴ھ مین جاگیر پر آئے ہین فرمان بادشاہی جو ۱۰۷۲ھ مین تحریر ہوا ہی اوسمین شاہ آباد کا نام تحریر ہی اور اگر یہ کہا جاے کہ فتح آسام اور ۱۰۷۶ھ مین آنیکے بعد نوابصاحب نے شاہ آباد فتح کیا اور اسے

بسایا تو اس سے پیشتر ۱۰۵۳ھ مین قبل از موجودگی شاہ آباد کیسے فتح ہوا اور فرمان مین اسکا وجود کیونکر پایا جاتا ہے بہرکیف یہ امر لازمی ہے کہ ۱۰۷۲ھ تک شاہ آباد کی بنیاد پڑ گئی تھی ہان یہ ہوسکتا ہے کہ بنا بر آباد کرنے شاہ آباد کے بادشاہ سے دلیر خان نے زبانی بھی عرضکیا ہو اور اسکے بعد کسی مہم پر جانیکے بعد تحریری درخواست دی ہو اور باضابطہ فرمان شاہی عنایت ہوا ہو۔ جب دلیر خان مہم بنگالہ و آسام وغیرہ مین مصروف ہون تو انکی عدم موجودگی مین انکے لایق فرزند نواب کمال الدین خان آبادی شاہ آباد مین مشغول ہون اسکے بعد جب دلیر خان مہمات سے یہان تشریف لاے ہون تو پھر انھون نے آبادی مین زیادہ ترقی دی ہو۔

۱۰۵۳ھ مین دلیر خان دکن گئے ہین اور ۱۰۸۰ھ مین ہان سیواجی کی مہم سر کرکے ۱۰۹۰ھ مین بجاپور کا قلع وقمع کیا ہے۔ واجب العرض سرکاری مین جو زمانہ آبادی کا ۱۰۸۸ھ اور ۱۰۷۶ء لکھا گیا ہے وہ اسوجہ سے ٹھیک نہین معلوم ہوتا کہ بعد فتحیابی اور حصول فرمان کے سولہ برس تک شاہ آباد کی آبادی کیون معرض التوا مین ڈال دیجاتی بلکہ خود فرمان سے شاہ آباد کی اصلیت ظاہر ہوتی ہے غالبًا بندوبست سرکاری مین باشندگان شاہ آباد نے بلاتحقیق بموجب اس بانی روایت کے کہ آبادی شاہ آباد کے چھ سات برسکے بعد بانی شہر یعنے نواب دلیر خان نے انتقال فرمایا ہے لہذا ۱۰۸۸ھ لکھا یا کیونکہ ۱۰۹۴ھ مین نواب دلیر خان نے رحلت فرمائی ہے راقم نے تواریخ اور فرامین شاہی اور دیگر اسناد کے ہر پہلو پر غور کیا ہے مگر ۱۰۸۸ھ مین شاہ آباد کی آبادی کسیطرح ثابت نہین ہوتی خاکسار کے پاس نواب دلیر خان کے دستخطی اسناد موجود ہین انھون نے چودہری میکو کو جو بازار کا منتظم تھا پچاس بیگہ اراضی معافی مین مرحمت کی ہے اور اسکی سند ۱۰۷۷ھ مین تحریر کی ہے اگر یہانکی آبادی موجودہ نہوتی تو قبل ۱۰۸۸ھ کے ۱۰۷۷ھ مین وہ سند کیسے دیجاتی اسکے بعد ۱۰۸۷ھ مین

کچھ اراضی دلیر خان نے اپنے چوبدار فیروز والہ بخش کو عنایت کی ہے اسکی سند مین گردونواح
کے مکانات کے حدود بھی درج ہین اگر یہ خیال کیا جاے کہ قبل افتح انگئی اور آبادی شاہ آباد کے
یا سنادو اراضیات بطور خود تقسیم کردیے تھے تو حدود اور مکانات نام بنام کیونکر معرض
تحریر مین آسکتے اسکے علاوہ ۱۰۸۷ھ مین دوسرا پروانہ دلیر خان نے شیخ محمد مہدیصاحب قادری
کے صاحبزادگان شیخ محمد مراد و شیخ ہدایۃ اللہ و شیخ منور صاحبان کے نام جنکے مکانات و مزارات
محلہ بندریا مین ہین اور یہ اپنے باپ کے جانشین ہوے ہین تحریر کیا ہی جب شیخ مہدیصاحب کا انتقال
ہوگیا تو انکی جاگیر موضع جوگی پور و کنھر پور انکے صاحبزادونکو دی ہی اگر قبل از ۱۰۸۷ھ کے
شاہ آباد کی آبادی نہوتی اور شیخ مہدیصاحب یہان آباد نہوتے تو ازروے سند سابق
جو دلیر خان کیطرف سے شیخ محمد مہدیصاحب کے نام تھی دوسری سند منجانب دلیر خان صاحبزادہ کے
نام کیونکر تحریر کیجاتی اور وہ دیہات کسطرح دیے جاتے غرضکہ ان دلائل سے ۱۰۸۸ھ سے
پیشتر شاہ آباد کا آباد ہونا پورے طور سے ثابت ہوسکتا ہی اور اسناد مذکورہ بالا مستند ہین
اور انپر دلیر خانی مہر جو ایک شعر مین بطور سجع کے ہی پڑی ہوئی ہی اور وہ شعر یہ ہی ؎

جلال داشت زروز ازل چو صدق ضمیر
دلیر خان شدہ ز الطاف شاہ عالم گیر

اس مہر کے بعد اسناد و پروانونکی پشت پر دفتر کے کارپردازونکی تصدیق وغیرہ بھی تحریر ہے
جب بوجہ کثرت آبادی کے قصبہ انگئی کے حدود سے باشندگان شاہ آباد کے مکانات و باغات
تجاوز کرگئے تب محمد طاہر عامل شہزادہ نے محصول طلب کیا اسپر کمال الدین خان نے
بارگاہ شاہی مین عدم مزاحمت اور اضافہ دیہات کی عرضداشت گذرانی چنانچہ بموجب
استدعا کے جو مواضعات کہ ویران و افتادہ تھے علاوہ ان دیہات کے جو دلیر خان کو پیشتر عنایت

ہو چکے تھے دوسری بار کمال الدین خان کو مرحمت ہوے اور اسکا فرمان ۱۷ جمادی الثانی
سنہ ۹۶ ہ کو مخاطب بادشاہ عالمگیر تحریر ہوا جسکی نقل تذکرۂ کمال الدین خان مین بجنسہ درج
ہے اسکے بعد آبادی شاہ آباد کی توسیع و ترقی ہوتی رہی اور شاہ آباد کے یہ حدود قرار پائے
پچھم واوتر کیطرف موضع اودہر نپور و بلغ پچاس ہزار احد پور باغ لکھ پیڑا موسومہ بہ بڑا باغ
حد دکن موضع سرائے کمال الدین خان جسجگہ کہ سرائے پختہ ویران آجتک پائی جاتی ہے
غرضکہ یہ طول و عرض قائم کیا گیا اور باون محلے مندرجہ ذیل آباد کیے گئے اور اب قبہ اس قصبہ
شاہ آباد کا از روے پیمایش انگریزی کے نو ہزار سات سو پچاس بیگہ جریب پختہ ہے بوجہ ویرانی
اور ضلع نہونیکے یہ شہر قصبہ ہی رہا مگر ملک اودہ مین سب سے بڑا یہی قصبہ ہے آبادی غیر مسلسل
ہونیکی یہ وجہ واقع ہوئی کہ بطور لشکر کے جابجا فاصلہ پر محلہ بسائے گئے تھے عہد شاہی کہ
زمانہ عام ہتیار بندی اور سپاہگری و زور آزمائی کا تھا روزمرہ جنگ و جدال برپا رہا کرتی
تھی اسلیے شہر پناہ شجاع اور جری افغانونکے محلونکی آبادی سے بنائی گئی اور وسط شہر
مین بجاے قلعہ منہدمہ کے بڑی ڈیوڑھی قائم کیگئی اور اندرون قصبہ کے علما و حکما و فقرا
کایستھ برہمن اور دیگر پیشہ ور رعایا کو آباد کیا گیا اور بازارونکو بسایا گیا اور محلونکے نام جو قوم
کہ اوسمین آباد کیگئی تھی نامزد کیے گئے مثلاً مہمند سلیمانی۔ باقرزئی۔ غلزی کہ ہر ایک
قبیلہ کی قومیت ہے جو پٹھان جس قوم کا جسجگہ کہ آباد ہوا تھا وہ محلہ اسکے نام سے منسوب
کیا گیا اور چکات باون کے مشہور ہونیکی وجہ یہ ہے کہ قصبہ ہذا کی آبادی کیوقت جو فسرو
رفیق ہمراہ دلیر خان کے باغیون کے تدارک مین کام آے انکے ورثا کو ازراہ قدردانی افتادہ
ویران ارضی و جنگل آبادی کے لیے علی قدر مراتب تقسیم کیے گئے اور جو دوسرے
اشخاص بذات خاص اہل استحقاق سے تھے انکے نام بھی محلہ داری کے پروانے

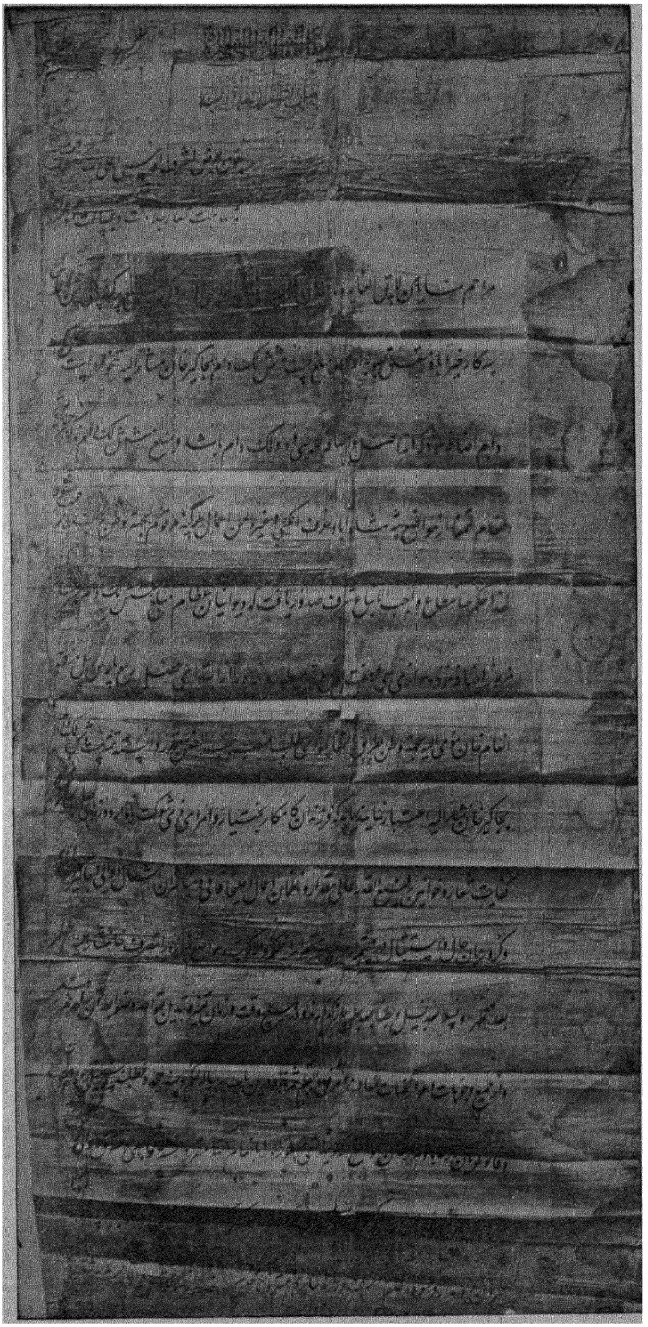

*

فرمان شاهي بنام نواب دلور خان بانئي شاهآباد

منجانب نواب دلیر خان و نواب کمال الدین خان مرحمت ہوے یہ قبائل تعداد مین باون تھے اراضیات کے رہن و بیع کا اختیار بھی اصلی مالکونکے ورثا کو نسلاً بعد نسل آجتک حاصل ہے کمال الدین خان کے فرزند نواب سردار خان نے خود شاہ آباد مین ان لوگون کی حقتین خریدی تھین چنانچہ چاریگہ زمین محلہ اللہ پور مین متعلقہ حویلی اختیار خان کے انکی دختر مسماۃ گرامی بی بی اور انکی پوتی تاج بی بی بنت دولت خان سے مبلغ پچاس روپیہ کو محمد معقول اپنے وکیل کے ذریعہ سے مول لی اور اسکا بیعنامہ غرہ صفر سنہ ۱۱۴۲ھ کو تحریر ہوا تھا جسپر قاضی شہر اور دیگر شرفا کی مہرین ثبت ہین۔

اب یہانپر فرمان شاہی جو دلیر خان کے نام ہے تحریر کیا جاتا ہے۔ نقل سکی صفحہ آیندہ پر ملاحظہ کرنا چاہیے۔

نقل فرمان بادشاه عالمگیر بنام نواب دلیر خان

بسم الله الرحمن الرحیم

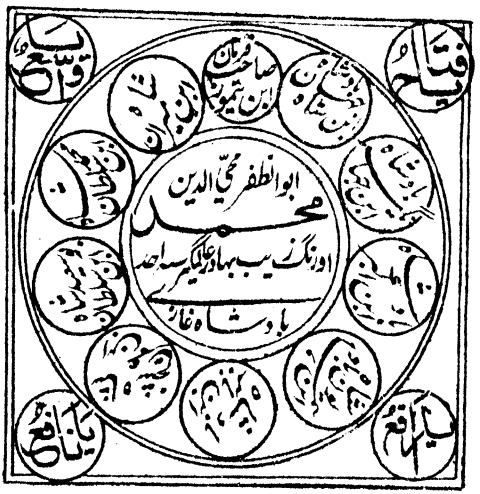

فرمان نفاذ عنوان بنام نامی نواب دلیر خان بهادر شاد باش

چون بعرض اشرف اقدس اعلی رسید شجاعت و شهامت شعار

جلادت و بسالت آثار سردار مراحم نمایان لایق العنایة

والاحسان دلیر خان التماس دارد کہ بر جمع پالی من اعمال سرکار خیرآباد متعلق
بصوبہ اودہ کہ مبلغ بست و شش لک دام بجاگیر خان مشار الیہ تنخواہ است
شش لک دام اضافہ شود کہ اصل و اضافہ جملہ سی و دو لک دام باشد
و مبلغ شش لک دام مذکور بطریق انعام التمغا از مواضع پٹۂ شاہ آباد عرف
انکئی وغیرہ من اعمال پرگنہ مرقوم بجہت وطن بہ بندہ مرحمت شود لہذا
حکم جہانمطاع واجب الاتباع شرف صدور یافت کہ دیوانیان عظام
مبلغ شش لک دام بر جمع پرگنہ مزبور اضافہ نمودہ موازی سی و ہفت موضع
پٹۂ مسطورہ وغیرہ را از ابتدائے فصل ربیع پارس ئیل دروجہ انعام
خان مومی الیہ بجہت وطن بطریق التمغا سوای طلب منصب بالضمن مقرر
دانستہ تمتہ بست و شش لک دام بجاگیر خان مشار الیہ اعتبار نمایند
می باید کہ فرزندان کامگار بختیار و امرائے ذی شوکت نامدار و وزرائے
صائب رائے کفایت شعار و خوانین رفیع القدر عالیمقدار و ناظمان
اعلیخاقانی و مباشران اشغال دیوانی و جاگیرداران و کروریان حال
و استقبال در استمرار و استقرار این حکم والا کوشیدہ
مواضع مذبورہ را بتصرف خان مشار الیہ ظہرا بعد ظہر و نسلا بعد نسل و بطنا

بعد بطن او باز گذارند و در ہیچ وقت و زمان تغیر و تبدیل بقواعد و ضوابط آن راہ ندہند و از جمیع وجوہات و عوارضات معاف و مرفوع القلم شمرند و درین باب ہر سالہ حکم و سند مجدد نطلبند سبیل چودہریان و قانونگویان و رعایا و مزارعان آن مواضع آنکہ دیہلے مسطورہ را انعام آنہا مقرر دانستہ مالواجبی و حقوق دیوانی را موافق حق و حساب بخان مومی الیہ جواب گو و از انجملہ چیزی قاصر و منکسر نکردانند و از اصلاح و صوابدید حسابی آنہا بیرون نروند و از فرمودہ تخلف و انحراف نورزند بتاریخ بستم ذی حجہ سنہ پنج از جلوس والا نوشتہ شد۔

جانب پشت فرمان

شرح یادداشت واقعہ تاریخ روز شنبہ سوم شہر رمضان المبارک سنہ جلوس مقدس مطابق سنہ ۱۲ موافق اردی بہشت ماہ الہی بر سالہ نواب قدسی القاب فی رحدقہ خلافت و ابہت نور حدیقہ سلطنت و دولت فروغ دودمان عز و اقبال چراغ خاندان جاہ جلال والا گہر بلند مکان رفیع القدر منبع الشان ستودہ خصال نخجستہ شیم۔ و بمعرفت وزارت پناہ کفایت و دستگاہ شایستہ اضاف و مراحم تفقدات سزاوار صنوف عواطف قلطفات اجہ کھاب کہی و نوبت واقعہ نویسی کمترین بندگان درگاہ خلایق پناہ محمد علی الحسینی قلمی میگردد کہ چون درینولا بعرض اشرف اقدس اعلی رسید کہ امارت پناہ دلیر خان از درگاہ فضل و کرم التماس دارد

که در جمع پرگنه پالی من اعمال سرکار خیرآباد متعلق بصوبه اوده مبلغ بست شش لک دام بجاگیر خان مشار الیه تنخواه است شش دام اضافه شود که جمله اصل و اضافه سی دو لک دام باشد مبلغ شش لک دام مذکور بطریق انعام التمغا از مواضع ته شاه آباد عرف انکئی وغیره از مواضع پرگنه مذکور بموجب مسطور فی الزیل بجهت وطن مرحمت شود لهذا حکم جهانمطاع عالم مطیع صادر شد که مبلغ شش لک دام بر جمع پرگنه مذکور اضافه نموده مواضع ته شاه آباد وغیره دیهات مذکور را من ابتدائے ربیع پارسیل بانعام خان مومی الیه بجهت وطن برسم التمغا سوائے طلب منصب عطا فرمودیم تتمه بست شش لک دام را بجاگیر خان مشار الیه حساب نمایند و مطابق فهرست جات قلمی شد شرح بخط وزارت پناه کفایت دستگاه راجه رکهاب کهی برساله نواب قدسی القاب ستوده خصال خجسته شیم و بمعرفت کمترین بندگان درگاه داخل وقعه نمایند

شرح حاشیه بخط واقعه نویس مطابق واقع است شرح بخط وزارت پناه کفایت دستگاه شایسته اضاف مراحم تفقدات سزاوار صنوف عواطف و تلطفات راجه رکهاب کهی بعرض مکرر نمایند۔

شرح بخط سیادت پناه رفعت و معالی درگاه اشرف خان آنکه نهم شهر رمضان شنه جلوس مبارک مکرر بعرض تقدس نمایند

شرح بخط وزارت پناه کفایت دستگاه شایسته اضاف مراحم و تفقدات سزاوار صنوف عواطف تلطفات راجه رکهاب کهی فرمان عالیشان قلمی نمایند۔

موضع
اصلے داخلے

ے موضع
جمع دامے حسب الحکم

بتاریخ ۱۴ شہر محرم سنہ جلوس
نقل بر مزبر منشی الملک سنہ
الف

بتاریخ ۱۴ شہر محرم سنہ جلوس
نقل بر مزبر منشی الملک سنہ

بتاریخ ۱۴ شہر محرم سنہ جلوس
نقل بر مزبر منشی الملک سنہ

بتاریخ ۱۴ شہر محرم سنہ

تھوک چاندوخیرہ — موضع ۱۰۰ سو ہزار دام — موضع اودہران پور وغیرہ — لگان
۵ موضع — ۱۰۰ موضع — یعنی دولک چھ ہزار دام
اصلے داخلے
تھوک چاند — تھوک برد — تھوک لہرو — تھوک ایراد
۱۰۰ سو دام — ۱۰۰ سو دام — ۵ صد دام
اودہ نپور — نگلا توموہ — منکیا دان — نیوری
۱۰۰ سو موضع — ۱۰۰ سو دام — ۵ سو دام — ۱۰۰ صد دام
اصلے داخلے
۱۰۰ موضع — موضع
انکمت صد — ۱۰۰ سو — ایک لاکھ چھ ہزار پانسو

ارتہ ایگوان — ۱۰۰ سو دام
۱۰۰ موضع
جمع دامے

ایگوان خاص — سرائے رانگ — ہرائی — کندپور عرف کرنا
۱۰۰ موضع — ۱۰۰ موضع — ۱۰۰ موضع بلا امتداسم — ۱۰۰ سو دام
خاص — نظام پور — محمد پور — خاص — ترلوک — رسول پور
موضع — موضع — موضع — موضع — موضع — موضع
۱۰۰ صد — ۱۰۰ سو ہزار دام

ارتہ کچھہ — ۱۰۰ سو موضع — لگان
اصلے داخلے — دولک بیس ہزار
۱۰۰ موضع — لاکھ موضع
مندرجہ جمع دامے

بھگاوان — کچھیلا و نواجہ کلان پور — کرنا مو — نرسا پور — بیجھلا — روپا پور لہر
۱۰۰ موضع — ۵ موضع — ۱۰۰ موضع
اصلے داخلے — اصلے داخلے — اصلے داخلے
اموضع — اموضع — اموضع
جمع دامے
اچھیا — ۱۰۰ صد ہزار — ۵ صد ہزار — ۱۰۰ صد ہزار — ۱۰۰ صد ہزار

برسالہ بادشاہزادہ کامکا نامدار گرامی منسب عالی تبار نور حدقہ خلافت و ابہت نور حدیقہ سلطنت و دولت فروغ دودمان عز و اقبال

چراغ خاندان جاہ و جلال والاگہر بلند مکان رفیع القدر منیع الشان ستودہ خصال بہتر شیم **شاہزادہ محمد اعظم** خانہ زاد پدید گار

اب یہان پر کچھ قدیم آبادی کی حالت بھی جسپر شاہ آباد بسایا گیا ہے بیان کردینا
مناسب معلوم ہوتا ہے اس قصبہ انگئی کی آبادی کے متعلق ہمین کوئی تاریخ ہندی
نہین ملی مگر ہمارے ایک محقق دوست نے جو قوم کے ہند وہین ایک سنسکرت کی پوتھی
سے ترجمہ کرکے کچھ حالات لکھاے ہین جو نذر خاطر ین کیے جاتے ہین انکی روایت مین
ہے کہ انگئی اصل مین انگدہ گڈہ تھا راجہ انگد نے یہ بستی اپنے نام سے بسائی تھی راجہ انگد
مہاراجہ رامچندر کے سپہ سالار تھے مہاراجہ رامچندر سورج بنسی خاندان سے تھے
جو ہندوستان کے مشہور فرمانروا گذرے ہین انکے والد راجہ دسرتھ تھے جنکا پایہ
اجودھیا تھا جب مہاراجہ موصوف نے جنوبی ہند یعنی ملک دکن کی راجدھانی کو جو
اسوقت مین جزیرۂ لنکا اور اب اردو مین سنگلدیب اور انگریزی مین سلون کہتے
ہین فتح کرنا چاہا اور اپنے باپ کے حکم سے وہان چڑھائی کی تو اسوقت راجہ انگد
نے چمپا پور ضلع ناسک واقع سنٹرل انڈیا کے باشندہ تھے بڑی بہادری دکھائی
اور بڑی بڑی لڑائیان جیت کر مہاراجہ رامچندر کے دلمین بہت گنجایش اور محبت
پیدا کرلی جب وہان سے وہ کامیاب ہوکر اپنی راجدھانی اجودھیا کو واپس
آئے تو مہاراجہ رامچندر نے اپنے پایہ تخت کے پچھم کیجانب تخمیناً سو کوس کے فاصلہ پر
راجہ انگد کو جاگیر عنایت کی اور انھون نے یہان آکر اس مقام پر ایک بستی
بسائی جسکا نام اپنے نام سے منسوب کرکے انگد گڈھ یا انگئی رکھا اور اوسمین
پانچ کنوئین جنکے نام۔ گنگودک۔ سمندرکھار۔ سوبھدرہ۔ کوشودک۔ پیوبرت
اور نو تیرتھ جنکے نام۔ نرمدا۔ گروتھ۔ برھمعہ ورت۔ مہنڈکا۔ باراہ۔ ساگر
درائے برت۔ رتھینہ۔ برنگدا گا۔ قائم کیے یہ مقام نیکھار سے ۲۸ کوس

پچھم کیطرف واقع ہے اور بموجب اونکے عقیدہ کے ٹیکم دیو کا تعلق نربدہ سے ہی اور جالتی دیبی کا تعلق گروتھ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ بعض راجہ انگد کو مہاراجہ رامچندر کی اولاد مین بھی بتلاتے ہین واللہ علم بالصواب۔

شاہ آباد کے محلونکے نام جو تعداد مین ۵۲ تھے

سید خیل	اللہ پور	امن زی	شیخو پور
ملکا پور	جنگلیان	خلیل	نئی بستی
ولی یمین	محلہ شمشیر خان	غلزی	احاطہ حکیم عبدالسبحان خان
میران کی بستی	محلہ جعفر خان عرف موجا گڈن	نیکوزی	بازید خیل
مولا گنج محلہ حاجی حیات خان	مہمند	سلیمانی	گڈھی کلان
گڈھی بغیا	بازید خیل ہمت خان	باقرزی	تاجپورہ
سید خیل ثانی محلہ علی شیر خان	محلہ سورون	دلاور پور	اختیار پور
عنایت پور	یونس خیل	بی بی زی	کھیڑہ عظمت خان
گگیانی	ماہی باغ	محلہ بھیا	ٹیڑھا نیب
کوٹ غرومیان	بازید خیل نعمت خان	گنجی خانزاد	ابن زی کھتہ والا
نعلبندان	سیدواڑہ	بازید خیل ثانی محمود والا	ٹلوا ویران
ہرواویران	ٹلیا ویران	کھتہ	بھوڑیا
باراپور ویران	محلہ اسمعیل خان	کوٹ باجیل	محلہ سنجر خان

نواب دلیر خان کے ہمراہی اور محلہ دار

دیوان عظمت خان۔ انھین کے نام سے محلہ باقرزئی عرف ہوا لولہ آباد ہوا ہے یہ باقرزئی قوم کے پٹھان تھے اس لیے ان کا یہ محلہ باقرزئی مشہور ہوا یہ فوج مین نامور افسر تھے اور ان کا حضور رس ہونا بھی ثابت ہوتا ہے جو سند کہ نواب دلیر خان نے انکو محلہ وغیرہ کی عنایت کی تھی انھون نے اس اراضی کا فرمان بھی بادشاہ سے حاصل کرلیا تھا ان کا مقبرہ مابین دلاورپور و باقرزی کے ابتک شاندار بنا ہوا ہے انکے والد کا نام آدم خان تھا جو نیکنام خان کے نامور فرزند تھے انکے ایک بیٹے اجمیری خان تھے جو شاہ آباد مین عابد اور باخدا انسان گذرے ہین بعض کاغذات کہنہ مین انکا نام خانزادہ کے لقب سے لکھا ہوا ہے بعض کاغذون مین عظمت خان کے نام کے پیشتر اجلال پناہ وغیرہ باوقعت الفاظ لکھے ہوے راقم کی نظر سے گذرے ہین سنہ ۹۶ھ مین خان موصوف نے ایک موضع زنار داروں سے خرید کیا تھا جس سے انکا تمول ہی زمانہ سے پایا جاتا ہے

نقل فرمان شاہی منسلک ہے

نقل فرمان عالمگیر بادشاہ بنام دیوان عظمت اللہ خان باقرزئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چون بعرض مقدس معلے رسید کہ بموجب سند
دلیر خان موازی یکصد و بست بیگہ زمین از پرگنہ پالی
سرکار خیرآباد مضاف بصوبہ آوده از انجملہ بست بیگہ بجہت باغ در سواد قصبہ
شاه آباد و باقی در وجہ مدد معاش عظمت اللہ مقرر است و مشار الیہ
اراضی مذکورہ را قابض و متصرف التماس فرمان والاشان دارد
حکم جہان مطاع عالم مطیع صادر شد کہ موازی مذبور از محل قدیم
بدستور سابق بشرط قبض و تصرف در وجہ مدد معاش و باغ او حسب الضمن
مقرر باشد کہ حاصلات انرا فصل بفصل و سال بسال صرف معیشت
خود نموده بدعاے بقاے دولت ابد طراز اشتغال میداشتہ باشد میباید
کہ حکام و عمال و جاگیرداران و کروریان حال و استقبال ایں حکم والا
را مسلم دانستہ اراضی مسطورہ را بتصرف او باز گذارند اصلا و
مطلقا تغیر و تبدیل بدان راہ ندہند و بعلت مالوجہات و اخراجات مثل
قتلغہ و پیشکش و جریبانہ و ضابطانہ و محصلانہ و مہرانہ و داروغگانہ و بیکار و شکار
دوه نیمی مقدمی و صدوئی و قانونگوئی و ضبط ہر سالہ و تکرار زراعت و کل تکالیف
دیوانی و مطالبات سلطانی مزاحمت نرسانند و در نیاب ہر سالہ سند مجدد
نه طلبند و اگر در محلے دیگر چیزے داشتہ باشد انرا اعتبار نکنند تاکید دانند۔

بتاریخ بست و دوم شہر رمضان المبارک
سنہ بست و پنجم از جلوس والا تحریر یافت

عبارت بجانب پشت پروانہ

شرح یادداشت واقعہ بتاریخ روز دوشنبہ ہفتدہم شہر ۲۴ سنہ ۹۲ والا موافق سنہ ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۲ شہر ماہ الہی برسالہ سعادت ونجابت پناہ شجاعت وشہامت دستگاہ سزاوار عنایت بادشاہی قابل مرحمت خلیفہ الہی صدر رفیع القدر قلیچ خان۔ و نوبت واقعہ نویسی کمترین بندگان درگاہ خلایق پناہ نورالدین محمد قلمی میگردد کہ بعرض مقدس معلے رسید کہ بموجب سند دلیر خان موازی یکصد وبست بیگہ زمین از پرگنہ پالی سرکار خیرآباد مضاف بصوبہ اودھ از انجملہ بست بیگہ بجہۃ باغ در سواد قصبہ شاہ آباد وباقی در وجہ مدد معاش عظمت اللہ مقرر است ومشار الیہ اراضی مذکورہ را قابض ومتصرف التماس فرمان والاشان دارد حکم جہانمطاع عالم مطیع صادر شد کہ موازی مذبور از محل قدیم بدستور سابق بشرط قبض وتصرف در وجہ مدد معاش وباغ او مرحمت فرمودیم اگر در محلے دیگر چیزے داشتہ باشد آنرا اعتبار نکنند۔ واقعہ بتاریخ شہر جمادی الاولی سنہ ۲۴ مطابق تصدیق یادداشت قلمی شد۔

شرح بخط سیادت ونجابت پناہ شجاعت وشہامت دستگاہ صدر رفیع القدر قلیچ خان آنکہ داخل واقعہ نمایند۔

شرح بخط مؤتمن الدولۃ العلیۃ معتمد السلطنۃ العلیہ عمدہ وزراے رفیع الشان زبدہ خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک ومال ناہج مناہج دولت واقبال شایستہ انواع عنایت سزاوار اصناف مرحمت خان شجاعت نشان جمدۃ الملک مدار المہام آنکہ بعرض مکرر رساند۔

شرح بخط خانه زاد لایق العنایة والاحسان قابل المرحمة والامتنان لطف الله خان
آنکه دوازدهم شهر شعبان سنه ۲۴ جلوس میمنت مانوس مکرر بعرض مقدس رسید.
شرح بخط خان شجاعت نشان جمدة الملک مدار المهام آنکه فرمان عالیشان قلمی نمایند
ماعسگر زمین از محلقدیم

بتاریخ ۱۹ شهر شوال سنه ۲۵ جلوس والموافق سنه ۱۰۹۳ هجری مطابق ۱۴ ۱۵
الی نقل بدفتر صاحب ابوبکر شد ابواب الفتح
بتاریخ ۱۲ ذیقعده سنه ۲۵ جلوس نقل بدفتر استفسار شد
۱۵ شهر محرم الحرام سنه ۲۵ داخل سیاهه حضور شد

بتاریخ ۲۸ شهر شعبان سنه ۲۴ جلوس والموافق سنه ۱۰۹۲ هجری مطابق ۱۴ ۱۵
الی نقل بدفتر صاحب ابوبکر شد ابواب الفتح
بتاریخ ۱۱ شهر ذی الحجه سنه ۲۴ جلوس نقل بدفتر استفسار شد
سیاهه حضور شد

دیوان پایہ خان یہ محلہ مہمند کے بانی و مورث اعلی اور نہایت پاکباز و شجاع انسان تھے محلہ مہمند مین مسجد بھی دیوان موصوف کی بنوائی ہوئی ہے جو آجتک آباد ہی اس سے انکی نیک نیتی و پاک کمائی کا پتہ چلتا ہے اسی مسجد کے ملحق پورب جانب انکا مزار ہے افسوس کہ انکا کوئی کاغذ دستیاب نہین ہوا۔

دیوان رحیمداد خان یہ محلہ سلیمانی کے مورث اعلی اور نہایت دیندار و جری بزرگ تھے چونکہ قوم کے سلیمان خیل پٹھان تھے بدینوجہ سلیمانی انکا محلہ مشہور ہوا انکی والد کا شجرہ تذکرہ حافظ غلام علیخان مین تحریر کیا گیا ہی راقم کے یہ بزرگ تھے۔

دیوان دلاور خان یہ محلہ دلاورپور کے بانی اور وضعداری و بہادری اور دیگر خوبیونمین ممتاز تھے انکی اولاد نے حکیم دولت اے کے خاندان کو غسل صحت کے موقعونپر اکثر چک و باغ دیے ہین جنکے کاغذات راقم کی نظر سے گذرے ہین ہین جنسے انکا صاحب ثروت ہونا ثابت ہی۔ آپکی اولاد مین بادل خان تھے جنکے فرزندان ارشاد علیخان کرم علیخان نگاہ علیخان فضل حسین خان ہوے ہین باعتبار دنیاوی امور کے یہ گھر خوشحال و باتوقیر ہی چند سال ہوے کہ اسخاندان کے ایک ممبر اسناد علیخان صاحب نے جو آنریری مجسٹریٹ تھے انتقال کیا وہ خلیق و متحمل انسان تھے دلاور خانی سلسلہ مین امتیاز علیخان بھی شریفانہ وضع اور آن بان کے تھے۔

دیوان عنایت خان دیوان رحیمداد خان سلیمانی مذکورۂ بالا کے داماد تھے اور بعض کاغذات سے ایک دوسرے شخص بھی پائے جاتے ہین اور محلہ کے بانی اور سرگروہ ثابت ہوتے ہین ممکن ہے کہ کوئی دوسرے پٹھان انکے ہمنام ہون۔

حاجی حیات خان یہ محلہ مولا گنج کے تھے ایک حیات خان وہ بھی تھے جو

زبردست خان کے خطاب سے مشہور تھے اور جولیر خان کے چچازاد بھائی تھے جنکے کارنامے اکثر بنگالہ و دکن وغیرہ کی مہمات مین منقول ہین مگر یہ امر تحقیق نہ ہوسکا کہ یہ وہی حاجی حیات خان تھے۔

دیوان سنجر خان و شمشیر خان یہ حضرات بھی اپنے محلہ کے بانی ہین انھون نے اپنا محلہ غازی سے قریب آباد کیا تھا قوم کے من زی تھے انکی اولاد یہان سے قصبہ ملیح آباد مین جاکر سکونت پذیر ہوئی چونکہ صوبہ اودہ کی نظامت سے بیسواڑہ و ملیح آباد و سندیلہ وغیرہ کے پرگنات دلیر خان کے متعلق تھے اور بعض اوقات وہ ملیح آباد مین بھی رہا کیے اسلیے بعض ہمقوم پٹھان شاہ آباد سے جاکر ملیح آباد مین آباد ہوے شمشیر خان کے فرزند فتح خان تھے جنکے صاحبزادہ سعادت خان مؤلف تاریخ مخزن اخبار ہین عہد شاہی مین بمقام ملیح آباد رہے ہین اور سنجر خان کی اولاد مین بہرہ مند خان وغیرہ بھی ملیح آباد مین رہے سہے ہین جنکے فرزند احمد خان نے ایک کتاب اپنے بزرگ سنجر خان و عبدالنبی کے حالات مین لکھی ہے محمد خان و سرمست خان بھی شاہ آباد سے جاکر ملیح آباد مین سکونت پذیر ہوے ہین ان حضرات کی اولاد محلہ بختیار نگر وغیرہ مین گذری اور ابتک امداد علیخان و عبدالعلیخان وغیرہ اسی نسل سے باقی ہین۔

القصہ شاہ آباد کے اکثر محلہ جات نیکوزی۔ خلیل۔ سیدخیل۔ بازیدخیل۔ غلزی۔ اپنے بانیونکے قوم سے منسوب ہین اور بعض محلے دوسری خصوصیت کیوجہ سے اور کسی نام سے بھی موسوم ہوے۔

یہ روایت بھی بیان کیجاتی ہے کہ اکثر اراضی محلونکی آبادی کیلیے بارہ بیگہ پختہ الہی گز سے محلہ دارونکو دیگئی تھی مگر بعض اسناد مین چالیس بیگہ بھی دیکھنے مین آئی دلیر خان نے

جو سندین آبادی کے لیے اہل استحقاق کو دی ہین وہین سے بعض یہانپر درج کیجاتی ہین
دلیر خان نے اپنی حیات مین اپنے بیٹونکو بھی مواضعات و مکانات تقسیم کیے تھے
اور انکو بھی جداگانہ اسناد عطا کیے تھے منجملہ انکے فتحمعمور خان کو موضع اودھرنپور دیا تھا
جسکی اصلی سند دلیر خان کے ہاتھ کی راقم کے پاس موجود ہے نقل اسکی مندرجہ ذیل ہے

نقل سند نواب دلیر خان بنام فتحمعمور خان

مہر
جلال دہشت روز ازل چو صدق ضمیر
دلیر خان شد از الطاف شاہ عالمگیر

متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ پالی از تہ شاہ آباد
سرکار خیر آباد صوبہ اودہ بدانند۔
موضع خانپور خاص از تہ شاہ آباد از جملہ دیہات التمغا
علمہ پرگنہ مرقوم در وجہ انعام برخوردار اقبال آثار فتحمعمور خان من
ابتدائے فصل خریف قوی ئیل ۱۰۸۷ھ یکہزار و ہشتاد و ہفت فصلی حسب الضمن
مرحمت گشتہ شاید کہ از موضع مسطور تعلق و تصرف کسان برخوردار واگذارند کہ حاصلات
آنرا متصرف بودہ در ازدیاد آبادانی و تکثیر زراعت و عمارت جہد بلیغ بکار برند۔
در ینباب قدغن دانند۔ فی التاریخ نوزدہم شہر رمضان المبارک سنہ ۱۰۹۰ھ

جانب پشت

ملاحظہ نمایند

محمد تقی
۲۲ رمضان سنہ ۱۰۹۰ھ
بمکیہ موضع اصل
بتاریخ ۲۶ رمضان سنہ ۱۰۹۰ھ
بمنصب خان نامزد شد

ضمن نویسی

شرح ضمن زوجہ انعام خان از دہ فتح معمور خان از موضع خانپور تہ شاہ آباد از جملہ دیہات
انتمغا عملہ پرگنہ پالی من ابتدائے فصلخریف قوی سل ۱۰۸۰ف مرحمت شد قلمی شد۔

از رمضان الیا رک ۱۰۸۰ ہجری	نقل بیست دیوان بیست	شرح پروانگی بخطاب اسلام خان مسمی بہ
خواجہ یہ بیست اس آنکہ	حسب الامر از ابتدائے فصل خریف	اورشد کہ در وجہ انعام
قوی سل ۱۰۸۰ف قلمی شد		تنخواہ دہ بعد از ابتدائے فصل خریف
		۱۰۸۰ف

شرح و خط دزارت پناہ

ایک موضع اصل

اس کے بعد ایک باغ جواہل خانہ نواب دلیر خان کا تھا اور وہ سند مین داخل ہونے سے رہ گیا تھا دلیر خان کے عاملون نے اس سے مزاحمت کی فتحمعمور خان نے اپنے والد بزرگوار سے اس باغ کے لیے عرض کیا اسکی سند بھی دلیر خان نے عطا کی جسکی نقل بجنسہ تحریر کیجاتی ہے۔

ایضاً

مہر
جلال داشت نروزال حق صدق ضمیر
دلیر خان شدہ زالطاف شاہ عالمگیر

متصدیان مہمات حال و استقبال تہ شاہ آباد محال وطن بدانند

کہ موضع خانپور عرف اودہر پور در وجہ انعام برخوردار اقبال مند فتحمعمور خان من ابتدائے فصلخریف ۱۰۸۰ف یکہزار ہشتاد و ہفت فصلی مرحمت گشتہ بود و رینولا کسان

برخوردار مسطور رباب گذر و باغ ولی نعمت مرحومہ بعرض رسانیدند کہ عاملان پرگنہ جہت حاصل مزبور مزاحم میشوند لہذا من ابتدائے فصلخریف یحیی ئیل ۸۸ف حاصلات گذر راہ و باغ حضرت ولی نعمت کہ در موضع مسطور است حسب التضمن مرحمت نمودہ شد باید کہ حاصل گذر و باغ تعلق و تصرف کسان برخوردار واگذارند و از محصول ۸۷ف مزاحم نشوند در اینباب قدغن دانند۔

تحریر فی التاریخ پنجم شہر رمضان المبارک سنہ ۹۱ الف ایکہزار نود و یک ہجری

جانب پشت پروانہ ملاحظہ نمایند

ضمن نویسی تاریخ ۱۰ جمادی الاول سنہ ۹۱ھ

شیخ فتح اللہ ابن عبد الحکیم حسینی

شرح ضمن حاصل گذر راہ موضع خانپور عرف اودہرپور و باغ حضرت ولی نعمت جواز محال وطن کہ در وجہ انعام برخوردار اقبال مند فخر خان من ابتدائے ۸۷ف مقرر گشتہ بود عامل محال مرقوم جہت حاصل مذکور مزاحم شدہ بنابران حاصل گذر راہ و باغ مسطور من ابتدائے فصلخریف یحیی ئیل ۸۸ف مرحمت گشتہ و از محصول ۸۷ف مزاحم نشوند و تعلق و تصرف برخوردار اقبال مند واگذارند ضمن قلمی شد

سنہ ۹۱ الف

[illegible]

مہر اہلکار دفتر

حاصل گذر راہ موضع خانپور عرف اودہرپور

باغ مغفورہ مرحومہ حضرت ولی نعمت کہ در موضع مسطور است

ایک پانچ بیگہ پختہ اراضی کی دلیر خان نے اپنے چوبدار ونکو جنکا نام فیروز والہ بخش تھا بنا بر تعمیر مکانات محلہ کھیڑہ مین عنایت کی یہ اصل سند بھی آجتک موجود ہے۔

مہر نواب دلیر خان

متصدیان مہمات حال واستقبال شاہ آباد بعنایت امیدوار بودہ بدانند موازی پنج بیگہ زمین پختہ برائے آبادی از قصبہ شاہ آباد مذکور بہ فیروز والہ بخش چوبداران مرحمت نمودہ شد باید کہ زمین مذکور متصل حویلی ہر رائے پیمودہ بدہند کہ نامبردہا محلہ خود را علیحدہ آباد کردہ بخاطر جمع آباد باشند واز رعایائے پیرامون حویلی آنہا ہیچ یکے مزاحم نشود و رینباب تاکید حسب السطور بعمل آرند تحریر فی التاریخ غرہ محرم ۱۱۸۰ سنہ یکہزار وہشتاد ہفت ہجری

حافظ محمد یقی — حافظ عبد الصمد — حافظ محمد منعم

اسیطرح ایک سند دلیر خان نے اپنے چودہری میکو کو جو بازار کا منتظم تھا پچاس بیگہ اراضی کی دی ہے جسکی نقل بھی درج ذیل ہے۔

مہر نواب دلیر خان

متصدیان مہمات حال واستقبال پرگنہ پالی بعنایت امیدوار بودہ بدانند موازی پنجاہ بیگہ بگزالہی زمین بنجر افتادہ خارج جمیع لایق زراعت در وجہ انعام میکو چودہری بازار شاہ آباد من ابتدائے فصلخریف لوی ئیل سنہ ۱۱۷۰ مقرر گردید باید کہ اراضی مذکور بجائے کہ مناسب دانند پیمودہ وچک بستہ دہند کہ مزروع ساختہ حاصلات آنرا متصرف شدہ در سر براہ خدمت مذکور بہ دیانت وامانت وحسن سلوک بارعایا وسکنہ قصبۂ مسطور کہ باعث مزید آبادانی ست سرگرم وساعی باشد زیادہ مبالغہ رفت۔ تحریر تاریخ شہر صفر ختم اللہ وسیلۃ الظفر ۱۱۷۰ سنہ

عصمت اللہ — دلال ہر رائے

غرضکہ اسطرح بیسیون سندین معافیات کی دلیر خان نے تحریر کی ہین ان سب کا فراہم کرنا اور لکھنا موجب طوالت ہے صدہا بیگہ اراضی دلیر خان صاحب نے تقسیم کی ہے

چنانچہ دو موضع مسلم موسومہ بہ موضع جوگی پورہ و کھرلوپر حضرت شیخ محمد مہدیہ قادری
کو جاگیر مین دیے تھے جنکی سند علیحدہ تذکرہ حضرت شیخ مہدیہ صاحب موصوف مین درج ہے
دلیر خان کی عدم موجودگی اور بعد انتقال کے انکے بڑے صاحبزادہ کمال الدین خان
جو قائم مقام اپنے باپ کے ہوے انھون نے اہل استحقاق کو تقسیم اراضیات کی سندین
دی ہین جو انکے تذکرہ مین انشاء اللہ درج ہونگی۔
بعض ہمراہی افغان جو نواب دلیر خان کے ساتھ معرکونمین شہید ہوے ہین انکی لاشین
بھی دلیر خان نے انکے ورثاء کے پاس دفن ہونیکی غرض سے اصلی وطن شاہ آباد مین
بھجوائی ہین چنانچہ اسمعیل خان امینہ زی جو ملک دکن مین شہید ہوے تھے انکا تابوت
دلیر خان نے دکن سے شاہ آباد بھیجا تھا اور وہان سے لاکر یہان دفن کیے گئے تھے
اسمعیل خان کے فرزند ملک سول خان ایک مشہور پٹھان گذرے ہین جنکے بیٹے
شہاب الدین خان اور پوتے زبردست خان تھے جنسے دو لڑکے سرمست خان
اور بخش اللہ خان پیدا ہوے تھے جب یہ دونون بھائی دکن جاکر مفقود الخبر ہو گئے
اور اونکی ملکیت اور محلہ پر راے موہن لال اور ہیرالال کایستھون نے نواب
اعزاز خان کیطرف سے ایک جعلی سند بناکر جھگڑا کیا ہے تو اسوقت انکی بیوہ کیطرف
سے صورتحال لکھی گئی تھی اور باشندگان شاہ آباد نے اوسپر مہرین اور گواہیان
کثرت سے تحریر کی تھین اس صورتحال مین یہ سب مفصل قصہ لکھا ہوا ہے جو فارسی
عبارت مین ہمارے پاس موجود ہے۔

نواب دلیر خان کا مختلف مقامات پر عمارتین تعمیر کرانا

نواب دلیر خان نے عہد صوبہ داری اور سپہ سالاری مین جسجگہ قیام کیا وہان کچھ کچھ اپنے نام و نشان کا یادگار ضرور چھوڑا انکی عادت مین داخل تھا جہان انکے لشکر کی چھاونی پڑتی یا کسی صوبہ کی حکومت انکے متعلق ہوتی تو وہان آبادی اور مکان وغیرہ بنوانیکی ضرور کوشش کرتے فی نفسہ انمین بعض صفات لاجواب تھے مثلاً جسجگہ اُنکے فوج سے کچھ لوگ کام آتے تو وہ خیال کرکے مسلمانونکی نعشین دفن کرا دیتے اور ہنود کی لاشین جلوا دیتے اور کوئی زبردست کسی کمزور پر اونکے روبرو ظلم نہ کرنے پاتا۔

نواب دلیر خان جب شاہجہان کے عہد مین دہلی مین قیام فرما تھے تو ایک حویلی اور باغ شاہجہان بادشاہ نے دلیر خان کو شاہانہ نوازش سے مرحمت کیا تھا اور نوسو بیگہ خام اراضی حسب درخواست بادشاہ کے حضور سے مکانات بنانے کیواسطے معاف ہوئی تھی اسکے علاوہ اسکے متصل بکثرت اراضی وہانکے زمینداروں اور مالکون سے انھون نے خرید کی تھی بعض حقیت کا بعینامہ انکے نام ابتک موجود ہی بعینامہ[1] موضع نہرولہ کا ناظرین کے ملاحظہ کیلیے راقم نے حاشیہ درج کردیا ہے

[1] نقل بعینامہ موضع نہرولہ زرخرید دلیر خان

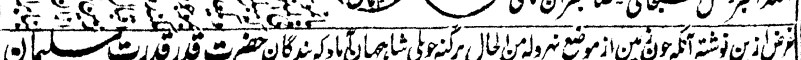

اللہ اکبر۔ ظل سبحانی۔ صاحبقران ثانی

غرض ازین نوشتہ آنکہ چون مین از موضع نہرولہ من الحال پرگنہ حویلی شاہجہان آباد کہ بندگان حضرت قدر قدرت سلیمان منزلت جمشید شوکت سکندر مرتبت حضرت بہ اقبال پناہ دلیر خان بخشتہ باغ و حویلی مرحمت فرمودند۔ منکہ مانوسہ ولد دوبچند و واحد ولد جادون و مانا ولد گوپی و بچھتر ولد مکنس و آسا ولد نھان و ساکھان ولد رودرا مالکان موضع مذکورایم۔ اراضی بست بیگہ زمین بخشتہ از موضع مذکور کہ در ہشو تکدی امان ہست بمبلغ یکصد و بست و یکصد روپیہ النصف شصت و نیم روپیہ میشود برضا و رغبت خود بابدست خان مشار الیہ فروختیم و بہلے آنرا و قبض و تصرف خود

دلیر خان نے دہلی مین اجمیری دروازہ کیطرف قریب جیسنگہ پورہ کے جو مقام رسد کا تھا اپنے سکونت کے مکانات بنولئے تھے اور رعایا آباد کرکے اسکا نام دلیر پورہ رکھا تھا سلطنت تیموریہ کے زوال تک قریب چار باغ

بقیہ صفحۂ ماقبل آوردیم اگر ثانی الحال وارث اراضی مذبور ظاہر شود یا دعوے خود پیش نماید عند الشرع دروغے و نامسموع بود این چند کلمہ بطریق سند نوشتہ و دیم کہ ثانی الحال صحت بودہ باشد حدود بدین تفصیل

شرق ــــ غرب ــــ جنوب ــــ شمال ــــ

حدود دیوار حویلی سید لدراو سرسالہ زمین حویلی روپ سنگھ ولد کشن سنگھ باغ قطب کلال تال فیروز شاہ چاہ دیوار باغ او گرسین راٹھور و چاہ کہنہ کہ در حال مشار الیہ است پختہ و زمین کہ حال مومی الیہ است

گواہ سد شد نہم شہر رجب المرجب سنہ ۲۴ جلوس مبارک

بندہ درگاہ کمند داس جوہری قانونگوے شاہجہان آباد

انچہ در متن نوشتہ ایست بیان واقعہ است

قانونگو پرگنہ دہلی جوہری شاہجہان آباد

ف ۵ دیکھو تاریخ اخبار محبت کے صفحہ ۶۲۵ کو۔ از چار دیواری خاص شاہجہان آباد و چہار و سی صد بیگہ اراضی خام در دہلی بنا بر تیاری ساختن مکان خود بہادر خان مع ۲ صد بیگہ خام اراضی دلیر خان از حضور بادشاہ دین پناہ درخواست نمودہ و حضرت خلافت مرتبت بموجب درخواست ہر دو سردار یکہزار سہ صد و سی بیگہ اراضی خام معاف فرمودند و اراضی کثیر از مالکان و زمینداران باعجاز خرید نمودہ چنانچہ بہادر خان در دہلی قریب بہادر گنج و جیسنگہ پورہ بہ سمت دروازہ اجمیری شہر پناہ تعمیر مکانات خود و آبادی رعایا کردہ موسوم بہ بہادر پورہ شہرت دادہ بہ ہمین دستور جلال خان مخاطب بہ دلیر خان صد بیگہ اراضی زر خرید نمودہ قریب بے سنگہ پورہ کہ مقام رسد و دیوار بیرون است مکانات سکونت خود و آبادی رعایا تعمیر ساختہ موسوم بہ دلیر پورہ گردانیدہ تا این دم در دہلی قریب چار باغ نواب قمر الدین خان وزیر اعظم بہ سمت دروازہ اجمیری شہر پناہ شاہجہان آباد دلیر پورہ اشتہار دارد و اکثرے دران برف سازان سکونت میدارند و در اکثر جا ما صوبجات نواب بہادر خان و نواب دلیر خان مکانات عمارات عالی و قصبات و مساجد و مقابر و سرائے مسافران و چاہ ہائے و پلہائے بنا کردہ آنہاست در سرکار کالپی و سرکار قنوج محلسرا و دیوانخانہ و جلوہ خانہ و باغات و بسیار چاہ ہا و سرائے نزول مسافران و درگاہ حاجی شریف زندنی و مقبرہ ہائے حضرت بالا پیر و حضرت مہدی و چند مکانات بدرگاہ بدیع الدین المشہور بہ حضرت شاہ مدار در موضع اکبن پور بنا کردہ آنہاست و در الہ آباد حویلی سکنی محلہ بنا نہادہ است و در سرکار لکھنو بر دریائے گومتی عمارات عالی کہ بکان آن نواب شجاع الدولہ پنج محلا تعمیر نمودہ آن حویلی نواب دلیر خان است۔

نواب قمرالدین خان وزیر اعظم کے وہ مکانات و آبادی باقی تھی اور اسمین برسات زیارت کرتے تھے
اکثر صوبجات مین دلیر خان اور بہادر خان دونون بھائیون نے مساجد سرائے چاہات
پل بنوائے سرکار کالپی و قنوج کی جاگیر جب انکے متعلق تھی اور وہان یہ قیام فرماتے
تو وہان بھی انھون نے محلسرا دیوانخانے جلوخانے و باغات و سرا بنوائے اور درگاہ
حاجی زندنی و مقبرہ حضرت شیخ کبیر بالا پیر و حضرت شیخ محمد مہدیصاحب تعمیر کرائے مقبرہ
بالا پیر پر نواب بہادر خان کے نام کا کتبہ آجتک لگا ہوا ہے جو آیندہ اسی سلسلہ بیان
مین تحریر ہے اور مکن پور مین شاہ بدیع الدین صاحب عرف شاہ مدار کے درگاہ کے
قریب مدرسہ اور حجرہ دلیر خان نے بنوایا ہے جسکا ذکر خود تاریخ مکن پور مین بھی موجود ہے
اور وہ یہ ہے کہ نواب دلیر خان برادر نواب بہادر خان شاہجہانپوری نے جمعیت خانہ
تعمیر کرایا ہے انکے نام کا کتبہ بھی چسپان ہے مگر مدت دراز ہو جانیسے خراب ہو گیا
پڑھا نہین جاتا۔ جمعیت خانہ کے دائین بائین دو حجرہ ہین ایک حجرہ سلح خانہ کے نام
سے اور دوسرا توشہ خانہ کے نام سے موسوم ہے جمعیت خانہ مین صاحبزادگان درگاہ
کی نشست ہوتی ہے اور عہد زندگی مین اسیجگہ حضرت قطب المدار بھی رونق افروز
ہوتے تھے اور اسوجہ سے اسمقام کو شرف حاصل ہے غسل و نصب فقرائے مداریہ کا
بھی اسی مقام پر ہوتا ہے اور صاحبزادگان درگاہ یعنی اولاد ہر سہ خواجگان یعنی جو اولاد
آپکے برادر کی ہے انکی جانشینی کا فخر حاصل ہونا اسیجگہ سے تعلق رکھتا ہے۔

وہ عبارت بنا بر ثبوت درج ذیل ہے (جمعیت خانہ) بعہد جنت آشیانی شاہجہان بادشاہ
نور اللہ مرقدہ نواب دلیر خان برادر نواب بہادر خان شاہجہانپوری تعمیر کنانید کتبہ بر طاق
محرابش چسپانیدہ است در خواندن نیاید در (جمعیت خانہ) دو حجرہ است

یکے موسوم بہ (سلح خانہ) و دیگرے بہ (توشہ خانہ) و در جمعیت خانہ نشستگاہ صاحبزادگان شد نیز حضرت قطب المدار قدس سرہ در حین حیات خویش دریں جا تشریف ارزانی می فرمودند لہذا باین اعتبار این مقام شرفے دارد عزل و نصب بر گروہ فقرائے خاندان عالیہ مداریہ از یں جا میشود و از زمرہ صاحبزادگان یعنی اولاد ہر سہ خواجگان کہ در اولاد برادر آنحضرت و جانشینان وے قدس سرہ اند بہ استعداد قابلیت علمی و عملی و اتباع طریقت چنانکہ معمول است داشتہ باشد و برابر آن سجادہ راہ دہند۔

صفحہ (۱۵۶) تذکرۃ المتقین فی احوال خلفاے حضرت بدیع الدین مصنفہ سید امیر حسن صاحب مداری مطبوعہ مطبع عزیزی واقع کانپور۔

اور سرکار الہ آباد مین جب انکا قیام تھا تو وہان ایک حویلی سکونت کے لیے تعمیر کرالی تھی اور جب صوبہ اودھ کی نظامت دلیر خان کے متعلق تھی اور دلیر خان کا قیام سرکار لکھنو مین تھا تو دریاے گومتی پر انھون نے نہایت شاندار مکان بنوایا تھا اسکے پچاس ساٹھ برس کے بعد نواب شجاع الدولہ نے وہا نپر نچ محلہ تعمیر کرایا پچاس ساٹھ برس پیشتر وہ مکان و جگہ انھین کی حکومت مین تھی اسکے عرصہ کے بعد محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین صوبہ اودھ سلاطین اودہ کے قبضہ مین آیا انسے پہلے کمال الدین خان بھی اودھ کے ناظم رہے اور لکھنو کی اراضیات وغیرہ کے رہنلے و بعنلے نواب کمال الدین خان کے نام ابتک موجود تھے قبل زمانہ آصف الدولہ کے لکھنو کوئی بڑا شہر نہ تھا ایک معمولی قصبہ تھا جسمین شاہان دہلی کیطرف سے صوبہ دار رہا کرتے تھے سب سے پہلے نواب سعادت خان برہان الملک جو مورث اعلے سلاطین اودہ کے ہین صوبہ دار ہو کر دہلی سے اودہ کیطرف آئے ہین۔

ملیح آباد مین عرصہ تک انکی چھاؤنی رہی وہان انھون نے ایک سرا اور چند مکانات بنوائے تھے دلیر خان کے ایک بیٹے کا مقبرہ ملیح آباد مین نالہ بیتا پر واقع ہے قصبہ سندیلہ کے پرگنہ مین موضع دلیر نگر عرف موضع کندولی بھی دلیر خان کا آباد کیا ہوا ہے ملک دکن مین بھی ایک چھوٹا سا قصبہ دلیر خان نے آباد کیا تھا اور اس طرح انکے کٹرے وگنج واصطبل اور پل وکنوین ومسافر خانے جو زمانہ صوبہ داری مین اورنگ آباد وبرہانپور وغیرہ مین بنوائے تھے لوگون نے دیکھے ہین اسی طرح لاہور مین حویلیان وکٹرہ بنوایا اور اکبر آباد مین بھی مکانات وباغات تعمیر کرائے اور دریائے گنگا کے کنارہ میان دوآب کے ایک قصبہ پوتھے اسکے اندر انکے والد دریا خان نے ایک قلعہ تیار کرایا تھا اور اس قصبہ کے دو تین کوس کے فاصلہ پر بہادر گڈہ نواب بہادر خان نے آباد کیا تھا اور ملتان مین اکثر مکانات ومزار حضرت بہاء الحق زکریا اور حضرت شمس تبریز کی تعمیر بھی نواب بہادر خان کے متعلق تاریخ اخبار محبت مین مرقوم ہے اور ملک اسام ولایت رنگ مین بمقام ستر پور بہت سے مکانات دلیر خان نے بنوائے تھے جو چھاؤنی دلیر خان کے نام سے مشہور تھی اور مآثر عالمگیری[۲] مین ہے کہ

---

[۱] ودر ملیح آباد دو مکانات ومقبرہ پسرش وسرائے تعمیر اوست وقصبہ خرد در حوالی دکن ہم آباد ساختہ ودیگر عمارات وسرائے ہا ودو باولی وچاہ ہا وکٹرہ جات وگنجہات واصطبل ہا در اورنگ آباد وحیدر آباد وبرہانپور وغیرہ در ایام صوبہ داری خود نواب دلیر خان تعمیر نمودہ وآباد ساختہ ودر لاہور نیز حویلیات وکٹرہ ودر بخارا بسیار مکانات است ودر اکبر آباد حویلیات وباغہا وکٹرہ تعمیر کردہ در میان دوآب بر لب گنگ قصبہ پوتھہ است ودران قلعہ تعمیر دریا خانی دوسہ کردہ از قصبہ مذکور بسمت مغرب بہادر گڈہ آباد کردہ نواب بہادر خان است ودر ملتان اکثر مکان ودرگاہ از سر نو حضرت بہاء الحق زکریا وحضرت شمس تبریز قدس اللہ سرہ تعمیر کردہ نواب بہادر خان است ودر ملک آسام بولایت رنگ بمقام ستر پور بسیار مکانات تعمیر کردہ دلیر خان ست کہ بچھاؤنی دلیر خان اشتہار دارد صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱ اخبار محبت

[۲] سیوم ذی الحجہ قلعہ احمد نگر ساختہ دلیر خان مضرب خیام نصرت احتشام گردید صفحہ ۲۳۰ سطر ۲ جلد اول مآثر عالمگیری

احمد نگر مین قلعہ خام دلیر خان نے بنوایا تھا جسمین خود عالمگیر بادشاہ نے دکن جاتے وقت قیام کیا تھا۔

ہمنے اسخیال سے کہ کوئی صاحب مبالغہ نہ سمجھین تاریخ اخبار محبت کی عبارت بجنسہٖ حاشیہ پر تحریر کردی ہے۔ اسقدر جابجا عمارات تعمیر کرانا کوئی تعجب خیز بات نہین ہوسکتی جس صوبہ کے گورنر اور جس فوج کے سپہ سالار ہونگے وہان مکانات اور چھاؤنی کی ضرورت پیش آتی ہوگی صاحب فوج اور دولت تھے جسجگہ قیام کیا وہان کچھ نکچھ بنوادیا ہوگا

نواب دلیر خان کا کھیڑہ نونہر و لوہی کھیڑہ کو فتح کرکے اپنے بھائی نواب بہادر خان کیطرف سے شاہجہانپور آباد کرنا

یہ تو مجمل طور پر پیشتر بیان ہوچکا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کے عہد مین قنوج و کالپی کی جاگیر ان دونون بھائیون کو دیگئی تھی اور یہ ہر دو برادر وہان قیام رکھتے تھے اور وہان[1] انھون نے عالیشان عمارتین بنوائی تھین چنانچہ قنوج مین درگاہ شیخ کبیر بالا پیر صاحب پر یہ عبارت کندہ ہے کتبہ (در خانہ اول) این گنبد عالی

[1] در ہنگام آبادی دار الخلافت شاہجہان آباد لہ سرکار کالپی و قنوج بہادر خان بجاگیر خود ہا میداشت و در قنوج بہادر خان و دلیر خان طرح عمارات عالی و درگاہ حضرت بالا پیر قدس اللہ سرہ و سرائے نزول مسافران تعمیر ساختہ و جائے سکونت متعلقان خود ہا مقرر کردہ بودند روزے پنج لک روپیہ معہ دیگر اسباب بسیار از دہلی بہ قنوج روانہ فرستادہ بودہ از اختلاف راہ گذرش براہ پرگنہ کانٹ کولہ افتادہ قریب پرگنہ مذکور مردمان ہنود قوم راجپوت پاچل و کور مرسلہ راجہ ہائے آنجا بر سر اسباب مذکور ہجوم آوردہ تمام اسباب اتاخت و تاراج و غارت کردہ بودند و در مقابلہ و مقاتلہ اکثر جمعداران و بسیار سپاہیان بکار آمد چون این خبر بہ بہادر خان رسید بغضب آمدہ خانموصوف بحضور بادشاہ جم جاہ شاہجہان معروض ساختہ ان سرزمین را برائے آبادی وطن خود ہا درخواست نمودہ از حضور پرنور بادشاہ عالم پناہ چہاردہ موضع کہ ہر یک موضع بمنزلہ محال بود معاف فرمودند و بہادر خان برائے قطع شجر حیات مفسدان

در زمان دولت نواب معلے القاب بہادر خان ابن دریا خان افغان غوریہ خیل داؤدزئی عمارت پذیرفت۔

(در خانہ دوم) این گنبد عالی در سنہ ہزار و پنجاہ و ہفت ہجری در عہد سلطنت ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ تعمیر پذیرفتہ

سرکار قنوج پر انکا تصرف تو ان جلی حرفوں سے ثابت ہو گیا غرضکہ آنکی آمد و رفت دہلی و قنوج سے اکثر رہا کرتی تھی ایکبار پانچ لاکھ روپیہ اور بہت سا اسباب نواب بہادر خان نے دہلی سے قنوج کو بھیجا تھا اتفاق سے جن لوگونکے ہمراہ وہ زر نقد و سامان بھیجا تھا وہ کانٹ ہو کر نکلے جسمقام پر کہ اب شاہجہان پور آباد ہے وہان کثرت سے جنگل خاردار تھا اور تین خود سر لوٹیرے راجہ آباد تھے اونھوں نے اپنے راجپوت وغیرہ غارتگری کو بھیجے چنانچہ ان آدمیوں نے آکر وہ سب سامان و روپیہ

بقیہ صفحہ ماقبل راجہ ہائے آنذیار مدار المہام دلیر خان برادر خورد را مقرر کردہ رخصت فرمودند دلیر خان در آنجا رسیدہ قریب کھیڑہ نونہر مقابلہ کارزار نمودہ راجہ ہائے باجمعیت بیشمار پیش آمدہ کارنامہ رستمے بظہور آوردہ بعد زد و خورد بسیار و جانبازی سپاہیان جان نثار حق سبحانہ تعالی نسیم فتح آن سرزمین بنام دلیر خان وزید و کھیڑہ نونہر و کھیڑہ لوہی و کھیڑہ بخاری کہ اماکن سکنی راجہ ہائے عمدہ بودند و دیگر مکان توابع آن بتقبل رسیدند و پنجاہ و دو راجہ ہائے فیل نشین معہ یازدہ ہزار و سہ صد زن و مرد زیر تیغ سر دادہ بشمار آمدند و یکہزار و یکصد افغان باتہور پیشہ شجاعت نشان قابض بپایہ شہادت گشتند و دو زخم یکے گولہ تفنگ و رپالے دیگرے تیر بہ بازو شہباز خان قوت بازوے دلیر خان رسیدہ از فضل الہی زخمہائے کارگر نشدہ و چہے نام زمیندار سلمانپور و بفرار آوردہ و دلیر خان بفتح و نصرت داخل خیمہ شدہ و حکم برائے بریدن جنگل کہ عظیم بودند و پسران قوم راجپوتان باچیل و کرود و دیگر قوم ہا کہ گرفتار آمدند

لوٹ لیا اس مقابلہ و مقاتلہ مین اکثر سپاہی و بمعدار نواب بہادر خان کے جان سے مارے گئے چند آدمی جو جان بچاکر بھاگ گئے تھے اونھون نے جاکر نواب بہادر خان سے سب حال عرض کیا نواب بہادر خان یہ حال سنکر نہایت غصہ مین آئے اور شاہجہان بادشاہ سے حقیقت بیان کی اور کہا کہ بجاے ان مفسدون کے خود اپنا وطن آباد کرکے اس سرزمین کو آباد کرون بادشاہ نے انکی درخواست کو منظور فرماکر چودہ موضع کہ ہر ایک موضع ایک محال کے برابر تھا انکے نام معاف فرمائے تب نواب بہادر خان نے اپنے بھائی نواب دلیر خان کو اپنا نائب مقرر کرکے ان مفسدون کے استیصال کے لیے رخصت کیا دلیر خان اس جگہ آئے

بقیہ صفحہ ماقبل محبوس ساختند واین فتح بسرزمین ویھہ چنور بظہور پیوست و گنج شہیدہ وحظیرہ قبور افغانان در ویھہ مذکور کہ از قلعہ دو گروہ بسمت شمال واقعہ است مدفون اند و ہر سال بعد فراغ نماز عیدین بروز دیگر افغانان بنا بر فاتحہ خوانی بزرگان شہدا میروند و ہر سال دو میلہ عظیم در انجا میشوند القصہ دلیر خان عریضہ سمت حوال مفصل نوید فتح بہ بہادر خان ارسال کردند بہادر خان از خبر یافتن فتح عظیم خوشدل شدہ شادان و فرحان بحضور بادشاہ غازی صاحبقران ثانی نذر مبارکباد فتح مذکور رسانیدہ واز حضور بادشاہ غازی دین پناہ خلعت خاصہ بہ بہادر خان و دلیر خان و شہباز خان عطا فرمودند و نوشتہ بہادر خان معہ خلعت حضور مصحوب خواجہ بلند بہ دلیر خان شرف ورود فرمود معزز و مکرم ساخت دران مکتوب مرقوم بود کہ بلند خواجہ سرا و انور معمار نزد آن برادر میرسد لازم کہ طرح عمارات قلعہ و مکانات محلہاے سکونت قبایل اینجانب و خود بجائیکہ امن باشد مقرر سازند و تجویز آبادی شہر شاہجہانپور بجاے مناسب کردہ و خواجہ سرا و معمار مذکورین نمایندہ و پران راجپوتان و غیرہ را مشرف باسلام درآوردہ دان سرزمین را از خار بقیہ مفسدین پاک ساختہ خود متوجہ اینصوب شوند دلیر خان بموجب فرمودہ آن تجویز قلعہ بر کھیڑہ نونہر کہ جاے صدر نشین بود بسمت جنوب کہ ہر سہ طرف قلعہ دو نہر جاری شد یکے گزاوہ دوم کھنود نام جاری است تجویز فرمودہ و آبادی شہر از روے پیش قلعہ بسمت شمال قرار دادہ و بجائیکہ گوش زد برآوزہ فتح نصیب دلیر خان شدہ بود بران طبقہ زمین براے نہادن باغ لک پیڑہ حکم کرد و دیگر باغ نام خود موسوم بہ دلیر باغ مشہور است نہادند و آبادی قصبہ جلالنگر اسمی خود آباد ساخت و در آنجا شہباز خان بعد فتح خیمہ برپا ساختہ بود بران آبادی شہباز نگر تجویز کردہ و خواجہ بلند را میر اہتمام مقرر فرمودہ و قراین

اور قریب کھیڑہ نونہر کے تین راجہ جو یہان بستے تھے وہ اپنی جماعت کثیر مقابلہ

بقیہ صفحہ ماقبل عمارات بانو زمعمار دہلی را اقرار واقعہ فہمانیدہ کہ احدی کسے دقیقہ فروگذاشت نکند وطفلان راجپوتہ را راجپوتان قوم باچہل وکورو دیگر قوم ارزل وغیرہ کہ دربندی مقید بودند بشرف دین محمدی درآوردہ آنہا را خطاب خاصخیلان بخشیدہ خود متوجہ درگاہ سلطانی شدہ چون دلیرخان بحضور خدیو جہان رسیدند مورد عنایات سلطانیہ گشتہ رخصت یافتہ درآنزمان کہ بہادرخان متعین مہم بدخشان بودند درآنجا رسیدند چون بہادرخان را دیدند از دیدنش بوسیدند ودرآغوش محبت کشیدہ عنایات بے پایان فرمودند چونکہ درولایت پشاور ودیگر اطراف قندھار وبدخشان وبلخ وملتان وغیرہ لکھوکھا افغان برادر ہمقوم برادرخان ودلیرخان سکونت داشتہ بودند بعد الفراغ جنگ بدخشان خوانین محمد وحسین سرداران افغانان رئیسان آنجا کہ بلقب ملک مشہور بودند جمع کردہ درخواست از آنہا آبادی شاہجہانپور وطن خود کردند چنانچہ نہ ہزار افغانان ہریک قوم سرنبی وغیرہ بنابرآبادی شہر شاہجہانپور تیار شدہ بہادرخان از افغانان قوم خیل خیل علحدہ علحدہ کردہ درمحل خیل مدبر ولیق وہمداری دانستہ بخطاب ملک ممتاز ساختہ شمار فرمودہ پنجاہ ودو خیل بشمار آمدہ از ملک آنہا فرمودند ہریک خیل علحدہ علحدہ درشاہجہانپور آباد شود آن محلہ را بنام آن خیل نام زد کنند چنان شد کہ کسے افغان خیل خود را گذاشتہ درخیل دیگر آباد شود وگرد آبادی شہر افغانان ودرمیان رعایا وپیش وچپ راست قلعہ خاص خیلان نومسلم آباد شوند وباین طور ہریک افہمانیدہ افغانان مذکورین را ہمراہ نیکنام خان ویوسف خان شہباز خان برادر خود کردہ برائے آبادی شہر شاہجہان پور رسیدہ بموجب حکم آن آباد شہر قرار دادہ نیکنام خان ہم محلہ بنام خود بسمت شمال از قلعہ آباد ساختہ نیکنام پورہ نام نہاد گویند کہ بعد آبادی شہر شاہجہان پور وتعمیر قلعہ بہادرخان ودلیرخان تشریف آوردہ شہر وقلعہ را بنظر غور وملاحظہ فرمودہ حکم بنابر آبادی بہادرگنج ودلیرگنج فرمودہ بعض گویند کہ ہفت روز وبعض گفتہ کہ دوازدہ روز بہادرخان استقامت داشتہ بار دیگر بقید حیات خود تشریف نہ آوردہ۔ از اخبار محبت صفحہ (۲۲۹)

کو لاے فریقین مین نہایت سخت لڑائی ہوئی بعد ایک بڑے معرکہ کے دلیر خان
کو فتح حاصل ہوئی یہ تینون راجہ ہاتھی نشین تھے اور انکے ماتحت و تابع باون
زمیندار جو چھوٹے چھوٹے تھے تعلقہ دارونکی حیثیت رکھتے تھے وہ معہ گیارہ ہزار
تین سو مرد و عورت کے قتل ہوے اور ایکہزار ایک سو پٹھان جو نہایت جری
تھے وہ سب شہید ہوے دو زخم ایک گولی اور دوسرے تیر کا شہباز خان کے
بازو پر لگا مگر زخم کارگر نہوا چھبے سنگھ راجہ بھاگ گیا دلیر خان فتحمند ہوکر خیمہ
مین داخل ہوے اور جنگل کاٹنے کا حکم دیا اور راجپوت و باچھل وغیرہ جو گرفتار
ہوے تھے وہ قید کیے گئے اور جو پٹھان کام آے تھے وہ سب موضع چنور مین
دفن کیے گئے چنانچہ بعد عید کے انکی فاتحہ خوانی کیغرض سے ہر سال جانیکا دستور تھا
جو رفتہ رفتہ چنور کے میلہ سے موسوم ہوگیا اس فتح کے بعد مفصل حالات کا ایک
عریضہ دلیر خان نے اپنے بڑے بھائی بہادر خان کو بھیجا بہادر خان
اس فتح عظیم کو سنکر نہایت خوش ہوے اور شاہجہان بادشاہ کے حضور مین جاکر
اس فتح کی مبارکبادی مین نذر دی شاہجہان بادشاہ نے خلعت
بہادر خان۔ دلیر خان۔ شہباز خان کے لیے مرحمت فرمائے
بہادر خان نے وہ خلعت اور ایک نوشتہ خواجہ بلند کے ہاتھ دلیر خان کو بھیجا
بہادر خان نے دلیر خان کو جو مکتوب بھیجا تھا اوسمین یہ مرقوم تھا کہ مسمی بلند
خواجہ سرا اور انور معمار اس برادر کے پاس پہونچتے ہین لازم ہے کہ قلعہ کی بنا ڈالکر
اسمین مکانات و محلسرا ہمارے اور اپنے لیے مناسب جگہ پر تجویز کرکے بنواؤ اور
کل امورات شاہجہانپور کی آبادی کے متعلق خواجہ سرا اور معمار مذکور کو سمجھا دو اور

پسران راجپوت کو دین اسلام سے مشرف کرکے انکو بھی وہین آباد کرو اسکے بعد
تم چلے آؤ دلیر خان نے اپنے بھائی کے ارشاد کے بموجب قلعہ کی تعمیر کھیڑہ
نونہر پر تجویز کی کیونکہ وہ مقام بلندی پر تھا اور اسکے ارد گرد دو دریا گزرا اور کھنود
جاری تھے شاہجہانپور کی آبادی قلعہ کے اوتر دروازہ کیطرف قرار دی اور جسجگہ پر
دلیر خان کو فتح حاصل ہوئی تھی وہانپر لکھپیڑا باغ لگانیکا حکم دیا اور
دوسرا باغ جسکا نام بعد کو دلیر باغ رکھا گیا تھا نصب کرایا اور ایک بہت بڑا محلہ
جسکو قصبہ سمجھنا چاہیے اپنے نام کا جلالنگر آباد کرایا اور جسجگہ پر شہباز خان نے
بعد فتح کے اپنا خیمہ نصب کیا تھا وہانپر شہباز نگر بسانا تجویز کیا ان سب تجویزونکے
بعد دلیر خان نے خواجہ بلند کو میر اہتمام مقرر کیا اور کل عمارتونکے قرینہ انور معمار
کو سمجھا دیے کہ کوئی شخص انکے حکم کے خلاف ایک شمہ بھی اپنی راے سے
عمل نہ کرے اور پسران راجپوت اور دیگر قوم جو رزیل و اجلاف مقید تھے انکو دین
اسلام سے مشرف کرکے خاصیخیلون کا خطاب عنایت کیا ان سب انتظامات کے
بعد دلیر خان درگاہ سلطانی کیطرف متوجہ ہوے جب دلیر خان شاہجہان
بادشاہ کے حضور مین پہونچے مورد عنایت شاہی ہوے اور
رخصت کیے گئے چونکہ اس زمانہ مین نواب بہادر خان بدخشان کی مہم پر متعین ہوے
تھے دلیر خان اپنے بڑے بھائی سے ملنے گئے جب بہادر خان نے دلیر خان
کو دیکھا انکے سر اور آنکھونکو بوسہ دیکر فرط محبت سے لپٹ گئے اور بہت
مربیانہ عنایتین فرمائین چونکہ ولایت پشاور اور اطراف قندہار و روہ و بدخشان
بلخ و ملتان وغیرہ مین لاکھون افغان انکے ہمقوم اور برادر آباد تھے جب جنگ

بدخشان سے فرصت کرچکے تو ان دونون بھائیون نے وہانکے افغانی سردارونکو جو
بلقب خان اور ملک کے مشہور تھے جمع کیا اور اپنے شہر نوآباد شاہجہانپور مین
چلکر آباد ہونیکی درخواست کی چنانچہ نو ہزار افغان سڑبن وغیرہ ہر ایک خیل کے
شاہجہانپور آنیکے لیے تیار ہوے چنانچہ وہ جماعت انکے ہمراہ آئی بہادر خان نے
ہر ایک قبیلہ کو علیحدہ علیحدہ کیا اور ہر خیل مین جو لائق و مدبر تھا اسکو افسر کرکے ملک کے
خطاب سے ممتاز کیا کل خیل باون شمار مین آے اور ان گروہونکے ہر ایک سرگروہ اور
ملک محلہ سے کہا کہ علحدہ علحدہ اپنا خیل شاہجہانپور مین آباد کرین اور جس خیل کا محلہ جسجگہ آباد
ہو اس محلہ کو اس خیل کے نام سے نامزد کرین اور ایک خیل دوسرے خیل مین نہ
آباد ہو اور شہر کے ارد گرد افغانون کی آبادی اور درمیان مین دیگر دوکاندار اور
رعایا اور قلعہ کے قریب خاص خیل نومسلم بسائے جائین اور اسی طرح ہر بات پٹھانونکو
سمجھادی اور اس جماعت کو اپنے چچا نیکنام خان اور برادر یوسف خان کے
ہمراہ شاہجہانپور آباد کرنے کی غرض سے روانہ کیا جب ہر دو یہ خانموصوف وہ
جماعت لیکر شاہجہانپور آئے تو حسب قرارداد منشا شہر آباد کیا نیکنام خان نے
اپنے نام کا ایک محلہ اوترکیطرف نیکنام پورہ آباد کیا۔ روایت ہے کہ بعد آبادی
شاہجہانپور اور تعمیر قلعہ کے نواب بہادر خان اور نواب دلیر خان
دونون صاحب تشریف لاے شہر اور قلعہ کو بنظر غور دیکھا اور
حکم فرمایا کہ بہادر گنج اور دلیر گنج ہمارے نام کے آباد کیے
جائین بعض روایت کرتے ہین۔ بارہ روز نواب بہادر خان
نے شاہجہانپور مین قیام کیا اسکے بعد دوسری بار زندگی مین

شاہجہانپور مین تشریف لانے کا اتفاق نہوا۔

یہ کل مضمون تاریخ اخبار محبت کا ہے جو ایک پرانی مستند کتاب اسی خاندان کے نواب محبت خان نے لکھی ہے ہم بمقابلہ اسکے کسی زبانی روایت یا کسی اور رسالہ کو تسلیم نہین کرتے۔

حافظ اسمٰعیل صاحب مراد آبادی وکیل شاہجہانپور نے جو لکچر بتقریب کالج محمڈن کالج علیگڈھ جب سرسید احمد خان ۱۸۹۵ء مین شاہجہانپور تشریف لائے مین شاہجہانپور کی تاریخ پر لکھا تھا اسمین تحریر کیا ہے کہ نواب بہادر خان نے خود آکر باغی راجاون کو قتل و اسیر کیا ہے اور پھر اپنی جاگیر پر پہونچکر بادشاہ کی خدمت مین باغیون کی گوشمالی اور بحال وطن پانے کی درخواست بھیجی ہے چنانچہ بموجب عرضداشت شاہجہانپور آباد کرنے کی اجازت شاہجہان نے مرحمت فرمائی اسی موقع مین [illegible] حکم انکے نام صادر ہوا اور بہادر خان نے اپنے بھائی دلیر خان کو شاہجہانپور آباد کرنے کی غرض سے اسطرف روانہ کیا اور [illegible] واپسی مین [illegible] وپشاور وغیرہ سے پٹھانون اور کترون کو ساتھ لیا جب [illegible] تو خود مل گئے اور اس جماعت کو اپنے چچا نظام خان کے [illegible] عرف دلیر خان کے پاس شاہجہانپور بھیجا اور دلیر خان نے [illegible] آباد کیا چونکہ بہادر خان نے کچھ کلمات گستاخانہ شاہزادہ اورنگ زیب کے [illegible] تھے اسلیے شاہجہان نے انکی جاگیر ضبط کرلی اور انکے بھائی جلال خان عرف دلیر خان کو وہ جاگیر مرحمت فرمائی چنانچہ حسب الحکم شاہی دلیر خان شاہجہانپور سے فوج و کاپلی کی جاگیر پر گئے اس بیان اور انجام محبت سے [illegible]

راقم کو نواب بہادر خان کا خود آکر شاہجہانپور فتح کرنا کسی طرح ثابت نہین ہوا اسی لیے بنا بر رفع اختلاف کتاب اخبار محبت اور لکچر مذکور حافظ اسمعیل صاحب کے پاس راقم لیکر چلا گیا اور ہر دو مضامین دکھلا کر دریافت کیا کہ اپنے اس لکچر مین جو نواب بہادر خان کا آکر شاہجہانپور کے باغی راجاون کو قتل کر کے آباد کرنا تحریر کیا ہے آپ نے کسی کتاب یا روایت سے لکھا ہے حافظ صاحب نے یہ جواب دیا کہ مجھے یہ روایت زبانی طور پر کسی نواب صاحب سے پہونچی تھی جنکا نام یاد نہین رہا مگر جو کچھ اس کہنہ کتاب اخبار محبت مین تحریر ہے وہ صحیح ہے لہذا حضرات ناظرین اس لکچر کو ملاحظہ کر کے اسبات کا یقین نہ کرلین کہ راقم نے غلطی سے نواب دلیر خان کا باغی راجاؤنکو تاراج و پسپا کر کے شاہجہانپور آباد کرنا تحریر کیا ہے بلکہ اصلی واقعہ ہے نواب بہادر خان کو مہمات سے مہلت ہی نہین ملی جو آسکتے صرف ایکبار اپنے شہر کو دیکھنے البتہ آئے ہین یہ ضرور ہے کہ نواب دلیر خان نے اپنے بہائی کیطرف سے اونکی ہدایت کے بموجب شاہجہانپور آباد کیا ہے دفعہ مغالطہ کے لیے اس اختلاف کا ظاہر کر دینا مناسب سمجھا گیا۔

اور مہم بدخشان مین انتظامی بے عنوانی اور حاسدین کی فتنہ پردازی تو ضرور نواب بہادر خان کے متعلق تاریخون سے ثابت ہے مگر شاہزادہ اورنگ زیب کو کلمات نازیبا کہنا بجز زبانی روایت کے کہین ثابت نہین ہوتا۔

شاہجہانپور کی آبادی کا زمانہ ۱۰۵۸ھ اس کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے جو کانچ کی مسجد پر چسپان ہے اس سے قبل کا کوئی کاغذ و کتبہ نہین پایا جاتا تعمیر مسجد کا یہ قطعہ کندہ ہے جسکا مادہ نغر ہے۔

شد مرتب بدور شاہجہان در وطن دلکشا بہادر خان

مسجد و چاہ ساخت خواجہ بلند سال تاریخ نغز بشد بجہان

مخزن اخبار مین بھی نواب دلیر خان کے متعلق اکثر حکایتین تحریر ہین یہ کتاب راقم کی نظر سے ملیح آباد مین گذری ہے مستند پرانی قلمی فارسی زبان مین ہے اسکو سعادت خان ولد فتح خان نے جو شمشیر خان ملیح آبادی کے پوتے تھے تصنیف کیا ہے انکے بزرگ افغان دلیر خان کے ہمراہی تھے اسوجہ سے مصنف کو دلیر خانی حالات سے ذاتی علم تھا جس زمانہ مین کہ دلیر خان صوبہ اودھ کے ناظم اور اونکی طرف سے انکے فرزند نائب تھے اکثر نواب دلیر خان کے متعلقین ملیح آباد و بیسواڑہ مین مقیم رہا کرتے تھے اسی سبب سے اکثر افغان شاہ آباد سے جاکر ملیح آباد مین رہے اور بسے ہین چنانچہ منجملہ ان اشخاص کے دیوان محمد خان سرمست خان امین زئی وغیرہ شاہ آباد سے منتقل ہوکر ملیح آباد مین سکونت پذیر ہوے۔

المختصر کتاب مذکور کے صفحہ (۳۰) مین ہے کہ نواب دلیر خان جسوقت سوار ہوتے تھے تو پانچ اشرفیان اپنے دونون موزون مین ڈال لیا کرتے تھے اور جب اپنے خیمہ مین واپس آتے تھے تو اونکی تمام سپاہ صف بستہ ہوکر کھڑی ہوجاتی تھی بعدہ انکے امراؤ مصاحب آداب بجالاکے انکے ہمراہ خیمہ مین آتے تھے نواب دلیر خان کمر کھولتے اور جسکی طرف پیر کرتے وہ شخص موزہ اوتارتا تھا اور وہ اشرفیان لے لیتا تھا

نواب دلیر خان کے منجملہ دیگر مصاحبین کے کمال خان اور دیوان بہادر خان بھی مصاحب تھے یہ دونون افغان محمد خان کے فرزند تھے جو دریا خان کے ہمراہ موضع گل بیلا متصل پشاور سے ہندوستان آئے تھے اسی قبیلہ مین ایک پٹھان سرمست خان تھے وہ نہایت بہادر و نامی شخص تھے انھون نے نواب دلیر خان اور نواب کمال الدین خان کے ہمراہ خوب خوب بہادری کے جوہر دکھاے ہین ایکبار بادشاہ نے سرمست خان کی بہادری کا حال سنا اور انھین طلب کیا دلیر خان نے اونکے زخمی ہونے اور دربار شاہی کے آداب وغیرہ نہ جاننے سے غیر حاضری کا عذر پیش کیا اسپر ایک مخبر نے اورنگ زیب سے سرمست خان کے زخمی ہونیکا حال کہا اور خود انکے لیجانیکا بیڑہ اوٹھایا اسکے بعد وہ مخبر سرمست خان کے پاس آیا اور ہر چند انسے بادشاہ عالمگیر کے پاس چلنے کے متعلق اصرار کیا اور شاہی اعزاز و تقرب حاصل ہونیکے وعدے کیے مگر وہ بلا اجازت اپنے افسر کے بادشاہی حضور مین نہ گئے اور حسب الامر دلیر خان کے فوراً پرگنہ ملیح آباد کو چلے آئے اس حکایت سے ایک نہایت اچھا نتیجہ نکلتا ہے کہ دلیر خان کا اپنے لشکر و ہمقوم پٹھانون پر اثر غالب تھا کہ وہ دلیر خان کی اطاعت کے روبرو کسی اپنے ذاتی نفع اور شاہی اعزاز کو بھی کوئی چیز نہین سمجھتے تھے اور انکے اشارون پر چلتے تھے صفحہ ۳۳ مین ہے کہ بعد انتقال نواب دلیر خان کے نواب صاحب موصوف کی والدہ زندہ تھین اونھون نے سرمست خان کو اپنی سرکار مین روزگار دینا چاہا مگر انھون نے دلیر خان کے انتقال کیوجہ سے ملازمت قبول نہ کی اور بختیار نگر واقع ملیح آباد

مین خانہ نشینی اختیار کی ایک لاکھ روپیہ فوجدار ہونے کے زمانہ مین پیدا کرلیا تھا جس سے گذراوقات کرتے رہے سرمست خان کے فرزند شمشیر خان تھے اور کمال خان کے صاحبزادہ سنجر خان تھے۔

یہ بھی اسی کتاب مین ہے کہ ایک بار نواب دلیر خان اپنے بڑے بھائی نواب بہادر خان سے کسی بات پر رنجیدہ ہوکر معہ چار سو جوانون کے شاہجہان پور چلے آئے جب شاہجہان بادشاہ نے یہ سنا تو فرمان جلال خان عرف دلیر خان کے نام صادر فرمایا اور شاہزادہ سلیمان شکوہ کے رسالہ مین انکو منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا اور خطاب دلیر خانی اور صوبہ اودہ کی نظامت سے سربلند کیا مخزن اخبار مین یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک کتاب ملیح آباد مین احمد خان ولد بہرہ مند خان نے اپنے آباواجداد عبدالنبی خان وسنجر خان کے متعلق جو نواب دلیر خان کے ہمراہی پٹھان تھے لکھی ہے اور اوسمین دلیر خانی حالات بھی ہین مگر افسوس ہے کہ وہ کتاب دستیاب نہوئی ورنہ اوس سے بھی مفید مطلب واقعات کا پتہ چلتا جیساکہ واقعات مذکورۂ بالا سے نواب دلیر خان کی نظامت کا پتہ ملیح آباد مین چلتا ہے اسی طرح کاغذات سے سندیلہ پر بھی دلیر خانی حکومت کا ثبوت ملتا ہے ابتک سندیلہ مین نواب دلیر خان نے جو معافیان اہل استحقاق کو دی ہین انکے پروانے پائے جاتے ہین اور انکے نام کا ایک موضع دلیر نگر بھی موجود ہے اسجگہ پر دوسندین جو ہمین مکری راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقہ دار سندیلہ سے ملی ایک ذی لیاقت اور صاحب تصنیفات رئیس ہین عنایت کی ہین درج کرتے ہین جسکے متعلق راجہ صاحب موصوف نے اپنے خط مین یہ تحریر فرمائے ہین

تحریرات نواب دلیر خان در سندیله بسیار اند نقول دو پروانجات روانه خدمت شریف میکنم از انجمله یک پروانه نواب جعفر خان وزیر اورنگ زیب عالمگیر است که دیوان ذکر سند نواب دلیر خان بوده است موضع گندولی دلیر نگر در علاقه راقم است که دران دلیر نگر آباد کرده نواب دلیر خان ست پس نمونه از خروارے ارسال داشتم و از مثنوی سنگاسن بتیسی نقل ضروری کرده تبلیغ خدمت میکنم ذکر یمینی و ذکر نواب دلیر خان هم دران موجود است۔

نقل پروانه نواب دلیر خان بمهر قاضی سندیله

از قرار بتاریخ چهاردهم شهر محرم الحرام سنه ۱۰۷۰ھ آنکه متصدیان مهمات حال و استقبال پرگنه سندیله سرکار لکهنو صوبه آوده بدانند که چون بموجب وقوع دولتخواهی موضع دلیر نگر عرف گندولی در قریات کماری من اعمال پرگنه مذکور از ابتدائے فصل خریف سنه ۱۰۶۷ در وبست در وجه ناتکار پرتاب مل قانونگو پرگنه مذکور نموده باید که موضع مذکور از مجملات هر سال حشو منها بقلم داشته به تعلق مشارالیه واگذارند و تکلیف بهیته و بگار وغیره فرمایش

معاف دارند که متصرف گشته در کفایت سرکار ذوالفقار رعایا سرگرم بوده باشد و هر سال سند مجدد طلب نه دارند دو بتیاب تاکید تمام دانسته از فرموده تخلف و انحراف نورزند فقط

عالمگیر
جهانگیر
جهانبان
شاهجهان
بابر

دیگر

گماشته های جاگیرداران و کروریان حال و استقبال پرگنه سندیله سرکار لکنو مضاف بصوبه اوده بدانند۔

که چون بموجب سند امارت پناه شجاعت و شهامت و شکوه لائق العنایت والاحسان دلیر خان و تجویز صمصام الدوله نجابه بیگ زمین بگزالهی از پرگنه مذکور در وجه مدد معاش شیخ مصطفی وغیره مقرر شده بود لهذا نیز بموجب فرمان عالیشان سعادت نشان بندگان حضرت خدیو زمین و زمان خداوند مکین و مکان ذریعه امن و امان وسیله آرمش عالمیان ظل ظلیل ایزد متعال نائب نبیل و اوار بیمثال مظهر اتم پروردگار رحمت اعم آفریدگار ربانی مبانی جهانبانی مشید قوانین گیتی ستانی خلافت پناه ظل الله مسطوره تاریخ دوازدهم شهر جمادی الاول سلسله جلوس والاموازی مذکور از محل قدیم بدستور سابق بشرط قبض و تصرف از فصل خریف سمی یسل در وجه مدد معاش مشارالیه الیخ می و قائم حسب المضمن مقرر گشته می باید که برطبق فرمان والاشان عمل نموده ارضی مذکور را بتصرف آنها باز گذارند و اصلاً مطلقاً تغیر و تبدل بدان راه ندهند و بوجهی بین الوجوه طلب و طمع نه نمایند که حاصلات

آنرا فصل بفصل و سال بہ سال سرف معیشت خود یا نمودہ بوظائف دعاگوئی دوام دولت قاہرہ اشتغال نمایند اگر در محلے دیگر چیزے داشتہ باشد آنرا اعتبار نکنند در ینباب قدغن نمایند بتاریخ ۱۹ شہر شوال سنہ ۱۲ جلوس میمنت قلمی شد

نواب دلیر خان کے نوابی خطاب کے متعلق تذکرہ

دلیر خان کو شاہجہان بادشاہ نے دلیر خانی خطاب اور نقارہ و فیل و جاگیر اور جن شاہانہ عنایتون سے سرفراز کیا تھا اونکی تفصیل تو ماثر الامرا وغیرہ تاریخی کتب مین تحریر ہے لیکن نوابی کے خطاب کا تذکرہ نظر سے نہین گذرا جس طرح کہ اونکی شہ زوری کے واقعات عالمگیری تاریخ کے نامکمل ہونے سے چھوٹ گئے ہین اسی طرح یہ امر بھی فروگذاشت ہو جانا کوئی تعجب خیز بات نہین بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ جب کوئی منصبدار درجہ امارت و منصب پنجہزاری و حضوررسی پر پہونچتا تھا لوگ اسکو نوابی کے لفظ سے مخاطب کرتے تھے گویا یہ اعزازی لقب ہے مگر اسمین جسقدر کہ بعض حضرات یہ خیال نکرین کہ صرف باشندگان شاہ آباد بوجہ بانی شہر اورنگ آباد حضرت مآب ہونے کے نواب کے خطاب سے انکا نام لیتے ہین اسکی صراحت کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے بلکہ تاریخ خافی خان کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ دلیر خان کی حیات ہی مین وہ نوابی کے لقب سے مخاطب تھے اور حاضر و غائب ملک مین

اونکے نام کے ساتھ نوابی کا خطاب استعمال کیا جاتا تھا چنانچہ ملا امیدی نے جو قطعہ کہ انکے فرزند فتح خان کے غرقاب ہونے کے متعلق نظم کیا ہے اوسمین انکے نام کے ساتھ نوابی کا لفظ شامل کیا ہے اگر یہ خطاب انکا نہوتا تو بادشاہ کے عہد حکومت مین وہ اس خطاب کے لکھنے کی جراءت نہین کرسکتا تھا حالانکہ اس عرصہ مین ملا امیدی نواب دلیر خان سے رنجیدہ تھا اور انکے فرزند کے غرقاب ہونے پر اوسنے خوشی ظاہر کی ہے جب دلیر خان نے اوسکی نظم جو بہت جلد مشہور ہوگئی تھی اپنے جوانمرگ بیٹے کے ماتم مین سنی تو بہت رنج ہوا دلیر خان نے ملا امیدی جو بڑا فاضل اور مشہور شاعر تھا اوسکے پکڑنے کا قصد کیا ملا خوف سے بھاگ کر سلطان شجاع کے لشکر مین پناہ گزین ہوا جب وہان بھی امن نہ دیکھی تو **خانخانان** کے ذریعہ سے معافی کا خواستگار ہوا **اور اپنے ہاتھ رومال سے باندھکر دلیر خان کے حضور مین حاضر ہوا** جب دلیر خان نے اوسکا یہ حال دیکھا تو اپنی عادت کے موافق اوسکی خطا معاف کردی اور اوسکو نقدی وخلعت دیکر مالا مال کردیا اور اپنا مصاحب کرلیا یہ مستند قصہ مفصل طور پر تاریخ مذکور مین لکھا ہوا موجود ہے راقم نے اسکا ترجمہ تحریر کیا ہے۔ قنوج مین بالا پیر صاحب کے مقبرہ پر پتھر پر انکے بھائی بہادر خان کے نام کے ساتھ نوابی کی نفظ کندہ ہے۔ اگر نواب نہوتے تو شاہجہان کے عہد مین پتھر پر خطاب کندہ کراسکتے۔ نواب دلیر خان کے حالات مدح کو مصنفین نے بھی اپنی تصنیفات مین لکھا ہے چنانچہ منشی سدا سکھ لال شائق نے اپنی مثنوی سنگاسن بتیسی جو ۱۰۴۵ھ ہجری مین

لہ چنانچہ قنوج مین بالا پیر صاحب کے مقبرہ پر پتھر پر انکے بھائی بہادر خان کے نام کے ساتھ نوابی کی لفظ کندہ ہے

تصنیف کی ہے اوسمین نواب دلیر خان کی مدح کے متعلق اشعار لکھے ہین شائق موصوف خلیفہ عبدالرزاق صاحب یمنی کے لائق شاگرد ونمین تھے ؎

بود شاہ آباد از مسکنم — ازان دم باد صاف اومیزنم
بخوبی چو اوشہر زیبا ترے — نباشد بہندوستان دیگرے
نباشد چو نواب عالیجناب — دلیر آمدش درجہان خوش خطاب
پوشد نام او درجہان شیر ہند — ز دستش شرف یافت شمشیر ہند
بدور جہاندار شاہ جہان — ز تیغش بلرزید ہندوستان
امیر دکن را بآن رنگ و زیب — تبہ کرد دور اورنگ زیب

دلیر خان کی شجاعت کے متعلق نواب عبداللہ خان شاہ جہانپوری نے ایک تاریخ لکھی ہے اوسمین تحریر کیا ہے کہ نواب دلیر خان بڑے تنگ وتوش کے جوان تھے زور وقوت مین یکتاے روزگار تھے تاریخ انہار البحر کے حوالہ سے لکھتے ہین کہ ملک دکن کی ایک قلعہ کی تسخیر پر دلیر خان مامور تھے جب یورش کرکے دلیر خان قلعہ کے دروازہ پر پہونچنے تو اوسکا دروازہ بند تھا اور محاصرہ کو عرصہ ہوگیا تھا دلیر خان بذات خاص پھاٹک کیطرف متوجہ ہوے اوسکے کواڑ نہایت مستحکم تھے لوہے سے جڑے ہوے تھے مگر انھون نے ایسا زور کیا کہ کواڑ ٹوٹ گئے اور یہ قلعہ کے اندر گھس گئے اور اسکے بعد انکی کل فوج انکے پیچھے چلی آئی جو شخص فریق مخالف کا خان موصوف کے سامنے آیا اوسکی گردن پکڑ کر اوٹھا کے پھینکدیا اسکے گھونسہ مارا اوسکا کام تمام ہوگیا جسکا سر دبایا دماغ نکل گیا آخر کار اہل قلعہ عاجز ہوکر امان کے خواستگار ہوے

یہ حکایت بھی اوسی کتاب مین ہے کہ ایک شخص وحشی پہاڑ مین رہتا تھا
اوسکی غذا آدمی کا گوشت تھا۔ اوسنے قافلے کے قافلے تباہ کر دیے تھے
اتفاقیہ ایک امیرزادہ اوس موذی درندہ کے پنجہ سے بچکر اپنے گھر آیا اور اپنے
باپ سے سارا قصہ کہا کہ ایک مردم خور آدمی فلان مقام پر رہتا ہے آج میرا
گذر شکار کی تلاش مین اس طرف ہو گیا تھا وہ مجھ پر بلا کی طرح جھپٹا مگر خدا نے مجھے
بچا دیا مین بھاگ کر گھر آیا اوسکا باپ بادشاہ روس تھا اوسنے جاکر یہ قصہ
اورنگ زیب سے عرض کیا عالمگیر علے الصباح چند نامور سردار لیکر اس آزار
خلق کے دفعیہ کو گیا جب اس مقام پر پہونچا وحشی آہٹ پاکر پہاڑ کے غار سے
نکلا اور سامنے آکر کھڑا ہوا بادشاہ کے اشارہ سے ایک پہلوان آگے بڑھا
وحشی نے ایسا طمانچہ مارا کہ اس پہلوان کی روح فنا ہو گئی اسی طرح چند اور پہلوان
بھی ضائع ہوے آخر نواب دلیر خان کو حکم ہوا عرض کیا کہ وحشی خالی ہاتھ ہے
مین بھی بے ہتیار جاؤن گا یہ کہکر آگے بڑھے اور اوسکے نزدیک پہونچے
وحشی نے حسب معمول بڑھ کر حملہ کیا دلیر خان نے دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے
اور دیر تک کھڑے رہے اور پھر چھوڑ کر چلے آے اور بادشاہ سے عرض کیا
کہ اوسمین حملہ کی طاقت باقی نہین رہی ہے اسکے ہاتھ بیکار ہو گئے دیکھا تو ہڈی
چور چور تھی اوسکے بعد اس وحشی کو گرفتار کر کے لے آے اوسکا روزانہ راتب
ایک بکری کا گوشت تھا۔

یہ روایت بھی عبداللہ خانصاحب لکھتے ہین کہ دلیر خان کے دو شاگرد تھے
جنکا نام خداداد و قادر داد خان تھا وہ ایسے زوردار تھے کہ دلیر خان کا ایک

گھوڑا بڑا شریر و بدذات تھا اونھون نے قادر داد خان کو اوسکی سواری کا حکم دیا وہ سوار ہوے گھوڑے نے شرارت شروع کی اونھون نے ایسا دبایا کہ گھوڑا بیکار ہو گیا۔

ایک روز خانموصوف نے کنوین پر بیٹھکر اپنے اونھین دونون شاگردون سے کہا کہ زور کرو اونھون نے کہا کہ مبادا آپ کنوین مین نہ گر جائین مگر اُنھون نے اجازت دی شاگردون نے ایسا زور کیا کہ تھنون سے خون نکل آیا مگر دلیر خان ایسے شہ زور تھے کہ پہاڑ کیطرح اپنی جگہ سے نہ جنبش کی خداداد خان کی خداداد طاقت کا یہ حال تھا کہ نقاہت مین ایک روز تکیہ لگاے بیٹھے تھے کسی نے پوچھا کیسے اب کیا حال ہے کچھ جوانی کی قوت اب بھی باقی ہے کہنے لگے کہ اب میرا کون وقت ہے لیکن اب بھی کوئی سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا قریب آجاے اور گھوڑیکے پیر میرے ہاتھ مین پڑجائین تو پھر اسے آگے نہ بڑھنے دونگا اور اسیطرح بیٹھا رہونگا ایک شخص انمین سے انکے اس قول کی جانچ کے لیے کہ واقعی زور بھی ہے یا خالی باتین ہین گھوڑا دوڑا کر انکے پاس آیا خداداد خان نے اسکے پیر پکڑ لیے اور جگہ سے نہ ہلنے دیا اور اسیطرح بیٹھے رہے۔

دلیر خان کے زور و طاقت کی بہت سی حکایتین مشہور ہین ایام غدر مین ایک شخص مدراس کے آئے تھے وہ ناقل تھے کہ اورنگ آباد دکن مین ایک مکان تھا جسکی چھت پتھر کی تھی اوسمین تیر دلیر خان نے مارے تھے جو اس پتھر کی چھت مین پیوست ہو گئے تھے وہانکے لوگ اسکو اک یادگار سمجھکر بڑے شوق سے جاکر بطور زیارت کے دیکھتے تھے دو تین تیرونکا اپنی آنکھو نسے

دیکھنا وہ شخص بھی بیان کرتے تھے۔

روایت بھی بعض ثقہ نے بیان کی ہے کہ ایکبار دلیرخان کے سر پر بال بڑھکر کاکلون کی حد تک پہونچگئے تھے اونکے بڑے بھائی عمدۃ الملک نواب بہادرخان نے دیکھکر کہا کہ فوج کے افسر کے لیے اسقدر لمبے بال سر پر ہونا جنگ کی مصلحت کے بالکل خلاف ہے دلیرخان نے کہا کہ یہ بال مجکو مجبور نہین کرسکتے اسوقت وہان پر ایک سیڑھی کھڑی ہوئی تھی اوسپر تھوڑا چڑھے اور ایک آدمی سے کہا کہ میرے بالونکو کھینچ اوسنے پکڑکر کھینچا شروع کیا دلیرخان اوپر چڑھتے چلے گئے اور وہ آدمی لپٹا ہوا چلا گیا۔ عالمگیر کی دس سالہ حکومت کے بعد سلطنت کی مفصّل تاریخ نہ ہونے سے اکثر کارنامے دلیرخان کے لکھنے سے چھوٹ گئے ہین۔ مثلاً قصبۂ بلہور ضلع کانپور مین جب کایستھون کے خاندان کو جو بادشاہی دفتر مین ملازم تھے وہانکے چودہریون نے ستایا تو بادشاہ نے اون مفسدون کی سرکوبی کے لیے دلیرخان کو بھیجا تھا اور دلیرخان نے بلہور آکر ان ایذادہندونکی واجبی گوشمالی کردی تھی اس واقعہ کی تصدیق ان کایستھونکی اولاد آجتک کرتی چلی آئی ہے۔ راجہ نرہر کا قصّہ بھی قابل الذکر ہے جو صوبہ آودھ مین ایک بڑا سرکش راجہ تھا جب اسنے بادشاہ سے سرکشی کی تو دلیرخان اوسکی تنبیہ کو متوجہ ہوے وہ راجہ بھی بڑا بہادر تھا اوسنے دلیرخان کو کہلا بھیجا کہ فوج کے قتل ہونے سے کیا فائدہ ہم اور تم دونون سردار مقابلہ کرکے ہار جیت کا فیصلہ کرلین دلیرخان نے اسبات کو بڑی خوشی سے منظور کیا آخرکار مقابلہ ہوا دونون سردارون نے انتہاے شجاعت سے سپہ گریکے

جوہر دکھلاے اور بہادری کے فن کو ختم کر دیا اس دوران مین راجہ کی تلوار ٹوٹ گئی دلیر خان نے اپنی دوسری ولایتی جو لٹکی ہوئی تھی اوسکو دی اور کہا کہ یہ انصاف کے خلاف ہے کہ مین اس حالت مین تمپر حملہ کرون تم پہلے اپنا ہر طرح سے حوصلہ پورا کر لو اوسکے بعد جو غالب و مغلوب ہوگا اسی پر نتیجہ مترتب ہوگا راجہ دلیر خان کی یہ شجاعت اور انصاف دیکھکر انکا بندہ بنگیا اور اطاعت قبول کر لی مستند روایت ہے کہ ایک بار بادشاہ نے انکے ضبط و تحمل کے امتحان کے لیے دلیر خان کو خلعت دیا اور اوسکے اندر بچھو رکھوا دیے جب خانموصوف نے وہ خلعت پہنا اور بچھو نے نیش مارنا شروع کیا تو یہ سمجھ گئے مگر جس انداز سے بیٹھے تھے تو مین فرق نہ آیا بدستور بیٹھے رہے اور اپنا وقت پورا کر کے شاہی بزم سے اٹھے اور مکان پر آکر وہ خلعت اوتار ڈالا۔

ایک روایت انکے بھائی کے متعلق بیان کیجاتی ہے اور غالبًا وہ یوسف خان ہونگے کیونکہ بعد دلیر خان کے وہ زور و طاقت مین شہرہ آفاق تھے خود بادشاہی تاریخ مین شاہی وقائع نگار نے اونکے شہ زوری کی تعریف لکھی ہے۔ دلیر خان سے بادشاہ نے انکے بھائی کی حاضری کے متعلق ارشاد کیا دلیر خان نے عذر کیا کہ وہ شاہی دربار کے آداب سے ناواقف ہے سلام وغیرہ جھک کر باقاعدہ نہین کر سکے گا بادشاہ نے ایک چھوٹا دروازہ تعمیر کر کے اسکے اندر سے حاضر ہونیکا حکم دیا تاکہ اسطرح اُسکا مجرا ہو جاے جب انکے بھائی کو یہ حال معلوم ہوا تو جسوقت یہ دروازہ پر پہونچے ایسا زور لگایا کہ دروازہ کی دیوار ٹوٹ کر گر گئی ممکن ہے کہ بادشاہ ان افغانون کے زور دیکھنے کی وجہ سے ان حرکات سے

دلچسپی رکھتا ہو۔

دلیر خان کے مزاج مین مروت از حد تھی مگر اسکے ساتھ افغانی مغلوب الغضبی بھی جو شجاعت کی دلیل ہے موجود تھی

تحمل بھی نہایت تھا حتے کہ اپنے زبردست اور چھوٹون کی گستاخی سے چشم پوشی کرتے تھے۔ چنانچہ اسکے شاہد حال ایک نقل لکھی ہوئی ہے انکے ایک بھتیجے نمست خان تھے۔ جو نواب بہادر خان کے فرزند تھے انکے مزاج مین بہادری کے ساتھ غصہ اور جلدی بہت تھی ایک روز نواب دلیر خان کا ایک بازدار اونکے باز کو جو قاز اور کلنگ کو بھی شکار کر لیتا تھا ہاتھ پر بٹھلائے ہوئے جاتا تھا اتفاقاً وہ باز چھوٹکر نمست خان کے قریب آیا بھتیجے نے چچا کا باز پکڑ لیا بازدار نے عذر کیا کہ بے تم نوابصاحب کے مین یہ دے نہین سکتا نمست خان اس بازدار پر ایسے غصہ ہوئے کہ اوسکے حواس جاتے رہے حتے کہ اوسی غیظ مین اپنے چچا کی مجلس مین چلے گئے اور جاکر برابر بیٹھ گئے تھوڑے عرصہ کے بعد بازدار اکر نوابصاحب کی پشت کیجانب کھڑا ہو گیا نمست خان نے اوس سے باز کو چھین کر چچا کے سینہ پر دے مارا وہ جانور مر گیا دلیر خان کو بہت ناگوار گذرا مگر کچھ نہ کہا اور مجلس سے اٹھکر محل کے اندر چلے گئے اسکے بعد اسی مجلس مین نمست خان نے تلوار چلی اور کتنے شخصونکو زخمی کر کے نمست خان مارے گئے دلیر خان نے انکی زوجہ کو محل بلا بھیجکر اپنی ملکیت کا دیکر راضی کیا۔

نواب دلیر خان کی وفات

ماثر الامرا میں لکھا ہے کہ عالمگیر کے جلوس کا چھبیسوان سال تھا کہ بادشاہ مذکور نے دلیر خان کو شہزادہ محمد اعظم کے ساتھ بیجاپور کی مہم کے لیے مقرر کیا تھا اور اس زمانہ میں بادشاہ اورنگ زیب خود اورنگ آباد دکن میں موجود تھا اس عرصہ میں دلیر خان سخت بیمار تھے آغاز ۲۷ جلوس شاہی مطابق سنہ ۱۰۹۴ھ میں دلیر خان نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا یہ روایت بھی مشہور ہے کہ عالمگیر نے

---

۵۱ در سال بست و ششم کہ بلدۂ اورنگ آباد مقر الویہ عالمگیری بود او را با سران دیگر بہ یساق بیجاپور تعین نمودہ تا رسید اعظم شاہ بحضور موقوف داشتہ بودند دران ایام بیماری شدید کشیدہ در بیادی سال بست و ہفتم سنہ ۱۰۹۴ھ بجاویدہ اشتافت اگرچہ مشہور آنست کہ خلد مکان بعضے آثار خود سری و سرکشی از و تفرس نمودہ مسموش فرمود اما آنچہ بتحقیق پیوست اینحرف پر توے از فروغ راستی ندارد و بعضے ثقات بر انند کہ برادر زادہ اش تبدیل جے کہ معتاد داشت کارش تمام کرد۔ اما عالمگیر بادشاہ بآن فرط غیرت و شجاعت کہ بسپاہ گری پیچ یکے را بخاطر نمی آورد از دلیر خان حساب بر میداشت گویند ہنگامیکہ او باشاہ عالم در دکن بود شاہزادہ خواست کہ او را با خود بہمراستان ساختہ علم خود سری بر افراز د دلیر خان سر از ان پیچید سرگرانی طرفین بناخوشی انجامید دلیر خان برسم یلغار روانہ حضور گشت شاہزادہ بتعاقب فطرہ نمود چون عرضی دلیر خان از نظر بادشاہی گذشت کہ شاہزادہ خیال باطل داشت من ترک رفاقت نمودہ احرام حضور بستم متصل ان عرضی شاہزادہ رسید کہ این افغان پر شور و سر مخواست غبار طغیان بر انگیزد من بمالش او روانہ شدم بوصول این عرایض بادشاہ را غریب اضطراب در گرفت و مکرر بتوضا شتافت ہمت خان چون از بس صبا تربیت یافتہ دوش و کنار بادشاہی بود بسیار گستاخانہ عرض میکرد بادشاہ گفت کہ اینہمہ ندارد چرا حضرت این قدر اضطراب میفرمایند بادشاہ تند شد فرمود کہ مرا فکر شاہ عالم نیست مشکل آنست کہ مبادا با ہم ساختہ باشند و فوجے کہ سردارش

کچھ انکی طرف سے آثار خودسری کے پائے تھے اسوجہ سے اونکو زہر دلوادیا تھا مگر صمصام الدولہ شاہنواز خان کا قول ہے کہ جہانتک تحقیق سے ثابت ہوا اس خبر کی کچھ اصلیت نہین پائی جاتی۔

بعضے ثقہ راویون کی یہ رائے ہے کہ دلیر خان کسی قسم کی ایک گولی روز کھایا کرتے تھے اونکے ایک بھتیجے نے وہ گولی بدل دی اور بجاے اسکے زہر کی گولی انھین کھلادی جسنے انکا کام تمام کردیا۔

مصنف ماثر الامرا لکھتا ہے کہ اسمین شک نہین کہ عالمگیر بادشاہ فرط غیرت اور شجاعت سے اپنی سپاہگری کے مقابلہ مین کسیکو خیال مین نہین لاتا تھا مگر دلیر خان سے کھٹکتا تھا کیونکہ انکی دلیری اور شجاعت کا جواب نہین تھا اسی سلسلہ مین مصنف موصوف لکھتا ہے کہ جب شاہ عالم دکن مین تھا اور شاہزادہ نے چاہا کہ انکو ہمدستان کرکے بادشاہ کے مقابلہ مین علم بغاوت بلند کرے دلیر خان نے اسکو نامنظور کیا آخر کار طرفین مین بدمزگی پیدا ہوکر نا اتفاقی پیش آئی دلیر خان فوراً کوچ پر کوچ کرتے ہوے بادشاہ کیطرف روانہ ہوے شاہزادہ بھی انکے پیچھے آیا بادشاہ دلیر خان کی عرضی پڑھ رہا تھا کہ شاہزادہ خیال باطل رکھتا تھا اوسکی ترک رفاقت کرکے مین حضور مین آیا ہون۔ اسی حالت مین شاہزادہ بھی آگیا اور کہنے لگا کہ یہ افغان پرشور و شر چاہتا تھا کہ غبار سرکشی کا اٹھاے مین بھی اوسکی سرزنش کے لیے حاضر ہوا ہون بادشاہ کو یہ حالات سنکر عجیب اضطراب ہوا

بقیہ صفحۂ ماقبل۔ دلیر خان باشد در مقابل او غیر از خود دیگرے را نمی بیند پس ہرگاہ مرا با او سر و کار افتد جنگ دو سر دارد۔ ماثر الامرا تذکرۂ دلیر خان۔

ہمت خان جو لڑکپن مین بادشاہ کے ساتھ کھیلے تھے اور بہت گستاخانہ عرض کیا کرتے تھے بادشاہ سے کہنے لگے کہ یہ بات کچھ حقیقت نہین رکھتی حضرت اسقدر اضطراب کیون فرماتے ہین بادشاہ یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ مجکو فکر شاہ عالم کی نہین ہے مشکل یہ ہے کہ مبادا دونون باہم سازنہ کرلین جس فوج کا سردار دلیر خان ہوگا بجز اپنے مین کسیکو اسکے مقابلہ کا نہین دیکھتا اور جسوقت مجکو اس سے سروکار پڑیگا اسوقت کے لیے (جنگ دو سردارد) کا قول مشہور ہے۔

دلیر خان کے اسباب مرگ مین جو اختلاف تھا وہ مفصل ماثر الامرا جیسی مستند کتاب مین لکھا ہوا ہے۔ خان بہادر شمس العلما اپنی تاریخ ہندوستان کے صفحہ (۳۴۰) مین خافی خان کا یہ بیان لکھتے ہین کہ دلیر خان جو شجاعان کار طلب اور افغانان صاحب غیرت سے بانام ونشان تھے بغیر کسی عارضہ بدنی کے انتقال کرگئے اور عوام مین یہ شہرت ہوئی کہ رات کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لیے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا دوسرے شاہزادہ نے جسکا نام سلطان معظم تھا اسکی اطلاع بادشاہ کو پہونچائی اسلیے خود دلیر خان نے زہر کھالیا۔

ماثر الامرا عالمگیری کے صفحہ ۲۲۷ سنہ ۲۷ جلوس مین تحریر ہے کہ تیسری[1] شوال کو حسب الحکم بادشاہ کے شہزادہ شاہ عالم بہادر کا پیش خیمہ اورنگ آباد سے ملک

[1] سیم شوال مطابق یریغ معلے پیش خانہ دولت نشانہ شاہ عالم بہادر از اورنگ آباد بارادہ استیصال سمت کوکن در اندرہ و دیگر ممالک غنیم بدآئل شادیانہ ظفر فال نواختہ برآوردہ۔

کوکن کیطرف روانہ کیا گیا۔ اسی زمانہ مین دلیر خان جو بیماری شدید اٹھا چکے تھے اس دار فانی سے ملک بقا کیطرف راہی ہو گئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی رحلت کا مہینہ ماہ شوال ہوگا۔

اگر دلیر خان کے انتقال کا زمانہ شروع سن جلوس سے لگایا جاے تو ذی الحجہ و محرم مین رحلت کا زمانہ ہو سکتا ہے کیونکہ عالمگیر پیشتر داراشکوہ پر فتحیابی حاصل کر کے غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ روز جمعہ کو دہلی کے قریب باغ آغرآباد مین تخت نشین ہوا ہے مگر باہمی جنگ و جدال کیوجہ سے جشن و سکہ وغیرہ کے دیگر مراسم کو جلوس ثانی پر موقوف رکھا تھا مگر جب جنگ اجمیر مین بھی عالمگیر کو فتح حاصل ہوئی تو ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ کو تخت نشین ہوا اور اسکے بعد ہمیشہ جشن عید الفطر کے بعد ہوتا رہا۔

اگر مورخ نے پہلے جلوس سے مراد لی ہے تو ذی الحجہ اور محرم کے ماہ مین بھی رحلت کا خیال ہو سکتا ہے۔ ورنہ ماہ شوال مین رحلت کرنا ثابت ہوتا ہے۔

ذاتی شجاعت اور اخلاقی خوبیون کے متعلق جو ماثر عالمگیری اور ماثر الامرا مین دلیر خان کی تعریف لکھی ہوئی ہے وہ قابل قدر عبارت بجنسہ ناظرین کی آگاہی کے لیے یہانپر تحریر کیجاتی ہے اُس سے انکی وقعت کا اندازہ

لہ دلیر خان افغان بیماری شدید کشیدہ بجاوید سراشفاقت دور اکثر معارک بذات خود مصدر تردوات نمایان شدہ قوی ہیکل زور مند بود غریب قوت و اشتہا و ضبط برانوس و یلوری طالع را بتدلے عمرتا انتہا داشت صفحہ ۲۳۰۔ ماثر عالمگیری۔ اسکا ترجمہ خان بہادر شمس العلما نے اپنی تاریخ ہندوستانین لکھا ہو اور غالبا یہی ماخذ ماثر الامرا کا ہے۔ بعد انتقال کے دلیر خان کے نام شاہی و فرمین لفظ مغفور کی لکھی گئی اکثر امرا کے نام بغیر خطاب مغفرت کے لکھے گئے ہین دلیر خان کا تذکرہ بعد رحلت کے سنبھاجی کے بیانمین ماثر عالمگیری مین آیا ہے ۱۲ مرتبہ ثانی اونرود دلیر خان مغفور براہ غدر و احتیال گریختہ ۱۲

ہو جائے گا۔

دلیر خان مذکور قوی ہیکل و بسیار زور مند بود و حکایتہائے عجیب از قوت و اشتہائے او اشتہار دارد و بر الوس خود بسیار ضابط و ہمیشہ فتح نصیب بود و از موافقت زمانہ و یاوری طالع از ابتدائے عمر تا انتہا اوج پیمائے دولت و شوکت ماند ہیچگاہ سیلی زمانہ نخورد و ذلت و خواری نہ کشید۔

یعنے دلیر خان نہایت قوی ہیکل اور شہ زور تھے اونکی قوت اور اشتہا کی حکایتین عجیب و غریب عالم مین مشہور ہین وہ اپنے قوم اور لشکر کے بڑے منتظم اور ضابطہ دان تھے اور خدا نے انکو فتح نصیب کیا تھا خوش نصیبی اور یاوری مقدر سے ہمیشہ زمانہ انکے موافق رہا اور ابتدائے عمر سے انتہائے حیات تک انکا ستارہ عروج پر رہا اور ہمیشہ دولت و شوکت کی ترقی ہوتی رہی اور مدۃ العمر کبھی گردش زمانہ سے ٹھوکر نہ کہائی اور ذلت و رسوائی نہ اوٹھائی دلیر خان کی عمر پچاسی برس کی بیان کیجاتی ہے اور نگ آباد دکن مین انکا انتقال ہوا اور وہان سے انکا تابوت لاکر شاہ آباد مین جو اونکا مقبرہ نزدیک تالاب کے کنارہ واقع ہے دفن کیا گیا۔ مقبرہ انکا عالیشان عمارت ہے جسکے بارہ مین ایک سیاح انگریز نے اسکے پتھرونکے نقش و نگار کی مثال آگرہ کے تاج محل سے دی ہے۔ اونکی تاریخ رحلت کا ایک قطعہ جو کسی اساتذہ نے نظم کیا یہ ہے۔

قطعۂ تاریخ انتقال دلیر خان مرحوم

غبار آلود شد دنیا ز ماتم خان والاشان
کدر شد بہ عالم فضل بسا دوران

نظر کردم بتاریخش برآمد از سر مصرع
دلیری از جہان برد شجاعت ملک ہندوستان

لفظ غم جان بھی دلیر خان کی رحلت کا تاریخی مادہ ہے کثرت رواج سے بعض انگریزی دان حضرات بجز سنہ عیسوی کے سنہ ہجری نہین جانتے لہذا راقم نے وہ سنہ مسیحی بھی شامل کر دیا ہے تاکہ انگریزی مذاق کے صاحبان کو حساب مین دقت نہو۔

قطعۂ تاریخ وفات نواب دلیر خان بانی شاد آباد از خاکسار مظفر

اہل عالم مین جلیل القدر تھے خان جلال
ہو گئے دار فنا سے راہی ملک بقا

زیب دیتا تھا انھین بیشک دلیری کا خطاب
انکی خلقت کو شجاعت کی تھی خالق نے عطا

انکی فطرت سے دلیری کے تھے وہ جوہر عیان
آئے جس میدان جنگی مین تو وہ روشن ہوا

قوت و بازوے شاہ وقت و رکن سلطنت
تھے بہادر اور پھر اوسپر رحیم و باحیا

آبروے قوم افغان عزت و فخر وطن
رشک رستم شیر دل لشکر کش و کشور کشا

قدر دان شاہجہان تھا اور عالمگیر بھی
دونون شاہونکے انھین دربار سے خلعت ملے

انکی شہ زوری کے قصے آجتک مشہور ہین
شوق سے سنتا ہے اسکو ہر جگہ چھوٹا بڑا

لشکر شاہی مین اوٗنکا سا بہادر تھا کہان — غلبۂ ہیبت سے تھرّاتے تھے سب اہل وغا
رعب انکی جنگ کا ایسا تھا غالب ہند پر — فتح و نصرت سامنے آئے جہان دُنکا بجا
جب اٹھائی باگ گھوڑے کی تو پھر رُکتے تھے — آگ و پانی سامنے ہو سخت ہو کوئی بلا
جب کیا دشمن نے حملہ فیل بنکر جھم گئے — خود بڑھے تلوار لیکر ہو گئے شیر وغا
صوبۂ بنگال و آسام و دکن ملک آودھ — دیوگڈھ چاندھ کوچا پور کو بھی سر کیا
تھے وہ ایسے بامروّت فاتح میدان جنگ — فتح کر کے ملک پھر مفتوح کو واپس دیا
معتمد تھے شاہ کے ایسے سفارش کی اگر — حکم شاہی انکی مرضی کے مطابق آگیا
رد نہین ہوتی تھی جو کچھ بات کہدیتے تھے وہ — خیر خواہی کا دیانت کا نتیجہ بھی یہ تھا
نام نامی تا قیامت انکا مٹنے کا نہین — بیسیون ہین یادگارین انکی باقی باصفا
پھر نہ ہوتی کسطرح تائید حق حاصل انھین — ظلم عاجز پر کبھی رکھتے نہ تھے ہرگز روا
وہ ولایت سے بہادر لوگ لائے قوم کے — اور بسائے شہر اونسے صرف کر کے روپیا
انکی نسلونمین ہین ابتک کچھ شجاعت کے نشان — دے رہی ہے انکی رنگت باپ دادا کا پتا
مقبرے مسمار ہین اب قصر ہین سب بیچراغ — کہہ رہی ہے دیکھ لو انجام اپنا یہ ہوا
بر در و دیوار کہنہ نقش پارینہ نگر — بیگمان ہر نقش باشد حیرت و عبرت فزا
ان سلف کے کارنامونسے سبق لیکر خلف — اپنی حالت کو سنبھالین ہو ثمین آئین ذرا
بس مظفر ختم کر یہ نظم بیجا طول ہے — حال جو سچا تجھے معلوم تھا تو نے لکھا

مصرعۂ تاریخ ہے یہ مخبر سال وفات

شیر میدان شجاعت نیک آنکھوں سے چھپا

۸۲ ۶ ۱۶

نواب دلیر خان کا پشت نامہ

نواب دلیر خان کی قومیت کے متعلق ایک کتاب کسی محقق نے انکی فرمایش سے انکی زندگی مین لکھی تھی جسمین انکے آبا و اجداد کی قومیت کا سلسلہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام تک پہونچایا تھا اور ہر قبیلہ کی شاخین اسمین علحدہ علحدہ شامل کی تھین اور وہ کتاب شاہ آباد مین غدر تک موجود تھی جن صاحب کے پاس وہ کتاب تھی اور اونکو اپنے بزرگون سے پہونچی تھی راقم سے وہ اس کتاب کی خوبی اور مصنف کی تحقیق کی بڑی تعریف کرتے تھے اور یقین غالب ہے کہ خانموصوف یا انکے فرزند نواب کمال الدین خان وغیرہ نے خود اوسکے مصنف کو مدد دی ہوگی کیونکہ بغیر تبلاے ہوے انکے خاندان کی شاخین اسکو کیونکر معلوم ہوسکتین مگر افسوس ہے کہ وہ کتاب ضایع ہوگئی اور اوسکا پتہ نہ چلا اخبار محبت مین جو نسب نامہ درج ہے عجب نہین کہ اسی کتاب سے لیا ہو یا نواب محبت خان جو دلیر خان کی اولاد مین تھے انھون نے اپنے ذاتی علم سے مرتب کیا ہو اور وہ پشت نامہ یہ ہے۔

جلال خان عرف دلیر خان ابن دریا خان ابن ابراہیم خان
ابن علی سعید خان ابن پایو ابن عمر ابن احمد جنگی بافرزی
ابن باقر ابن مامون داؤدی ابن داود ابن دولت عزی حنل نہیرہ سڑبنی
ابن قیس عبدالرشید بن عیص بن سلول بن تمیم بن عبسن
بن مرہ بن حلدر بن اسکندر بن زمان بن بہلول
بن ہشام بن صلاح بن قارود بن عبسم بن قیلول

بن کرم بن عمال بن حدیقہ بن مہتال بن عتیس
بن عمیم بن سموئیل بن ہارون بن تمرود بن ابی
بن طلل بن ولی بن عامیل بن تارخ بن ارمد
بن مندول بن سلیم بن افغنہ بن ارمیا بن سارول الملقب طالوت
بن قیس بن عقبہ بن عیص بن رویل بملک سائول طالات
بن یہود بن مہتر یعقوب اسرائیل بن مہتر اسحاق بن مہتر ابراہیم خلیل اللہ
بن تارخ کہ اورا آذر میگویند بن ماحور بن سروع بن سارفع
بن مہتر ہود علیہ السلام بن عامر بن سالح بن ارفحد بن شام
بن نوح علیہ السلام بن ملک بن سلح بن مہتر ادریس بن برد
بن مہلائیل بن انوش بن مہتر شیث علیہ السلام ؑ بن حضرت آدم علیہ السلام

اکثر نام اسمین مختلف زبانون گے ہین اسلیے انکی تصحیح کی ذمہ داری راقم نہین کرسکتا ہے اور نہ درمیانی سلسلہ کی وقفیت کا دعوی ہوسکتا ہے جو نام کتاب مذکور مین درج تھے بجنسہ نقل کردیے گئے واللہ اعلم بالصواب

اسکے بعد دلیر خان کی اولاد کا شجرہ حتی الامکان نہایت تحقیق سے مرتب کرکے لکھا ہے اسمین کوئی شک نہین کہ انکے بعض فرزند کی نسل منقطع اور بعض شاخ درمیان سے مجہول النسب ہوگئی اور بعض ابتک شریف النسب موجود ہے۔

جہانتک ممکن ہوا انکی اولاد کا حال تحریر مین لایا گیا البتہ بعض شاخ جو دیہات یا دوسرے شہرون مین منتقل ہوگئی ہے انکے نامون کی فراہمی مین زیادہ سرگرمی نہین کی گئی۔

نواب دلیر خان کے عزیز و اقارب

نواب دلیر خان کے چار بھائی تھے اور دو بہنیں تھین تاریخ اخبار محبت مین ہے کہ دریا خان پہلی بار جب ہندوستان آئے ہین تو شیخ رکن الدین بازید خل جو منصبدار شاہی تھے اور وہ ایک درویش کی خدمت مین نہایت اعتقاد رکھتے تھے اونھون نے اپنی دختر دریا خان کے عقد مین دی تھی جنکے بطن سے یہ اولادین پیدا ہوئین مگر اس خاندان مین یہ روایت چلی آتی ہے کہ پہلی اُن بیوی سے جنکا ذکر ابھی ہو چکا ہے نواب بہادر خان اور محمد خان وغیرہ پیدا ہوے تھے جب ان بیوی کا انتقال ہو گیا تو دریا خان نے دوسرا عقد اپنا اپنے چچا کی بیٹی سے کیا جس سے نواب دلیر خان اور اونکے بھائی یوسف خان پیدا ہوے۔

تاریخ مخزن اخبار سے دلیر خان کی والدہ کی زندگی دلیر خان کے انتقال کے بعد تک پائی جاتی ہے۔

نواب دلیر خان کی بیوی انکے چچا عثمان خان کی بیٹی تھین شاہ آباد مین اونکے یادگار مین بعض چیزین منسوب ہین مثلاً محلہ والدہ جو کمال الدین خان نے اونکے نام سے منسوب کر کے آباد کیا تھا انکا باغ بھی اودھر پورہ مین نصب کیا گیا تھا جسکا تذکرہ فتحمور خان کی سند مین بیان ہو چکا ہے اور انکا انتقال دلیر خان کی زندگی مین ثابت ہوتا ہے۔

عثمان خان دریا خان کے بھائی اور دلیر خان کے چچا تھے نہایت باوقار و منتظم انسان تھے عرصہ تک یہ دکن مین کمکی فوج کے ملازم رہے صاحب منصب

سکتے شاہجہان کے عہدہ دار و نمین تھے صوبہ خاندیس کے فوجدار بھی رہے ہین انھون نے افغان قوم کے لشکر بڑھانے مین نہایت کوشش کی تھی اور اچھے اصول قائم کیے تھے بادشاہ نامہ مین انکا منصب ہزاری ذات و ہفتصد سوار کا مرقوم ہے مگر ماثر الامرا مین ہشتصدی سوار تحریر ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعد کو انکی ترقی ہوئی بادشاہ نامہ مین لکھا ہے کہ جب سا ہو ملازم نظام الملک کی تنبیہ کی گئی ہے اوسوقت اونکی سہ صدی سے ہفت صدی پر ترقی ہوئی ہے اور صفحہ ۶۸ مین بتقریب جشن شاہی انکی ترقی پانسو سوار کی تحریر ہے اپنے عہد مین معزز و مشہور سردار تھے سنہ جلوس شاہجہانی مین انکا انتقال ہوا شاہجہان نے اپنی تخت نشینی کے روز انکو بھی خلعت و منصب ہزاری ذات کا دیا تھا[1]۔

نیکنام خان دلیر خان کے دوسرے چچا تھے نہایت شجاع نیکنام پٹھان تھے اپنے بھتیجے بہادر خان کے ساتھ انھون نے شاہی مہمات مین خوب خوب بہادریان کی ہین جنگ بندیلکھنڈ و بدخشان مین داد مردانگی کی دی ہے اور بلخ و بدخشان مین نیکنام خان کے منصب مین شاہجہان بادشاہ نے ترقی بھی فرمائی ہے انکا تذکرہ ضمناً بہادر خان کے حالات مین درج ہے اخبار محبت مین انکا منصب ہفتصدی ذات اور تین سو سوار کا مرقوم ہے۔

شیر خان دریا خان کے چچا تھے اسم بامسمے شخص تھے انکا منصب ہزاری ذات و ہفتصدی سوار کا لکھا ہوا ہے۔

---

[1] یازدہم شوال خان خان روہیلہ از اصل و اضافہ بمنصب ہزاری ذات و ہفتصد سوار مفتخر و مباہی گشتہ بادشاہ نامہ صفحہ ۱۴۱ جلد دوم۔

مصری خان دلیر خان کے چچا تھے ہفتصدی ذات اور پانصد سوار کے افسر تھے۔

حیات خان عرف زبردست خان دلیر خان کے چچازاد بھائی اور حضور رس تھے اورنگ زیب نے انکو زبردست خانی کا خطاب دیا ہے عالمگیر کے ساتھ ہو کر انھون نے داراشکوہ کو شکست دی ہے اسوقت بادشاہ نے انکو خطاب اور پانچہزار روپے نقد مرحمت فرمائے تھے۔

جنگ بنگالہ اور دکن مین بھی انھون نے نہایت بہادری کو دخل دیا ہے اپنے بھائی دلیر خان و فتح جنگ خان کے ہمراہ اکثر مہمات مین یہ شریک رہے ہین جابجا اونکے تذکرہ مین انکے حالات موجود ہین عالمگیر نے انکو گوالیار وہوشنگ آباد کا فوجدار بھی کیا اور خلعت مین گھوڑا بھی عنایت کیا ہے۔

انکا منصب ہزار و پانصدی ذات و پانصد سوار کا تھا جنمین ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھے شاہ آباد مین مولا گنج محلہ حیات خان اور شاہجہانپور مین حیات پورہ انکے نام سے منسوب ہے۔ انکا منصب و تذکرہ عالمگیر نامہ مین دیکھنا چاہیے

سکندر خان کا خطاب سلابت خان تھا یہ فتح جنگ خان کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے یہ بھی اپنے بھائیونکی طرح نامور اور جری تھے شاہی مہمات مین اپنے بہادریان بھی کثرت سے ظہور مین آئین ہین جسکا تذکرہ ضمناً عالمگیر نامہ وغیرہ مین مندرج ہے محاربہ داراشکوہی مین انکو بھی عالمگیر نے پانچہزار نقد مرحمت فرمائے اور منصب ہزار و پانصدی ذات و ہزار و پانصد سوار سے سرفراز کیا ہے۔

فتح خان کا منصب اخبار محبت مین ہزاری ذات وہشتصد سوار کا تحریر ہی
یہ دلیر خان کے چچازاد بھائی تھے مگر ماثر الامرا اور عالمگیر نامہ وغیرہ مین جو دلیر خان
کے چچازاد بھائی کا تذکرہ درج ہے اوسمین فتح خان کے والد کا نام ذکریا خان
ہے اونکو عالمگیر نے داراشکوہی فتح مین فتح جنگ خان کا خطاب وعلم ونقارہ
ومنصب دو ہزاری وپانصد ذات اور دو ہزار پانصد سوار کا مرحمت کیا تھا
اور جنگ کیجوہ کے سرکرنیکے بعد سہ ہزار وپانصدی ذات اور سہ ہزاری سوار
سے سرفراز کیا ہے اور اوسکے بعد بیس ہزار روپیہ نقد انکو مرحمت کیا گیا ہے
فتح جنگ خان کا مفصل تذکرہ علحدہ راقم نے لکھا ہے۔
یہ بڑے منصبدار ونمین تھے ممکن ہے کہ اول الذکر فتح خان اس خاندان مین
کوئی دوسرے عزیز ہون یا مصنف اخبار محبت کی نظر انکے اضافہ منصب وخطاب
پر نہ پڑی ہو اور غلطی سے فتح جنگ خان کو فتح خان اور قلیل منصب لکھ گئے ہون
واللہ اعلم۔
محمد خان یہ سب سے بڑے دلیر خان کے بھائیون مین تھے یہ اپنے باپ
دریا خان کے ہمراہ خانجہان لودی کے واقعہ مین کام آئے انکا منصب ہزاری
ذات وسات سو سوار کا تھا یہ لاولد جوانمرگ جان بحق ہوے تھے۔
دیوان عنایت خان یہ دلیر خان کے دوسرے بھائی ہین انکا منصب
ہزار پانصدی ذات پانسو سوار کا تھا نواب بہادر خان نے قصبۂ بہادر گڈہ ضلع
مراد آباد مین قریب قصبۂ حسن پور کے جو انکا ننہال تھا آباد کیا تھا جب
نواب صاحب موصوف صوبہ دار ملتان ہوے اور بعد آبادی کے شاہجہانپور

دیکھنے آئے ہین تو قصبۂ بہادر گڈھ مین دو روز قیام کیا اور پھر یہ قصبہ اپنے بھائی دیوان عنایت خان کو عنایت کیا۔ غالبًا دیوان عنایت خان کی بود و باش وہین رہی جنگ بلخ و بدخشان مین عنایت خانصاحب اپنے بھائی بہادر خانصاحب کے ساتھ تھے اور اس عظیم الشان مہم مین انھون نے خوب شجاعت کے جوھر دکھائے ہین جسکے صلہ مین شاہجہان بادشاہ نے دیوان عنایت خان کے منصب مین اضافہ کیا تھا بادشاہ نامہ مین انکے حالات درج ہین بہادر خان کے تذکرہ مین ہمنے حالات بھی ضمنًا درج کیے ہین۔

دیوان یوسف خان دلیر خان کے حقیقی متحد البطن چھوٹے بھائی تھے انکا منصب اخبار محبت مین پانصدی ذات و پانسو سوار کا لکھا ہے یہ اپنے وقت کے رستم زمانہ تھے زور و طاقت مین دلیر خان کے بعد انھین کا نمبر تھا انکے بارہ مین عالمگیر بادشاہ کا منشی عالمگیر نامہ کے صفحہ (۱۰۴) مین بایں الفاظ وعبارت انکی تعریف لکھتا ہے **یوسف خان برادر دلیر خان کہ افغانان اورا از یکہ جوانان دلاور در مراتب سپاہگری ثانی اثنین مہین برادرش میشمردند از آب تیغ مجاہدان شہامت پرور شربت ہلاک چشید۔**

یعنے یوسف خان جو دلیر خان کے چھوٹے بھائی تھے یہ ایسے خوشرو اور شہ زور تھے کہ تمام افغانان انکو یکتائے روزگار سمجھتے تھے اور دلاوری و سپاہگری کے فن مین اپنے بھائی دلیر خان کے بعد درجہ رکھتے تھے افسوس کہ محاربۂ داراشکوہ و عالمگیری مین یہ داراشکوہ کیطرف شریک ہوکر جوانمرگ کام آئے ہین۔

اور تمام پٹھانونمین انکی قیامت ناک موت کا افسوس وصدمہ لاحق ہوا۔

تاریخ اخبار محبت کے صفحہ ۵۳۰ مین مرقوم ہے کہ دیوان یوسف خان جو دلیر خان کے چھوٹے بھائی تھے انکی جاگیر مین امیٹھی وکھاگھٹ مؤ پلیا مہر آباد مارہرہ اترولی چہرہ پنڈرا ول وبہادر پور تھے ایکبار نواب محمد خان بنگش فرخ آبادی جو نواب عزیز خان سے ملنے آیا کرتے تھے اور اس خاندان سے انکا ربط وضبط بہت تھا انھون نے دیوان یوسف خان کے صاحبزادہ سے کہا کہ آپکے زیر سایہ مین بھی بود وباش رکھنا اور شہر بسانا چاہتا ہون اگر مرضی جناب کی ہو تو بادشاہ کے حضور مین عرضکرون پردل خان نے جواب دیا کہ نہایت بہتر ہے آپ قوت بازو ہین چنانچہ نواب محمد خان بنگش نے بادشاہ سے عرضکیا اور بارہ موضع انعام التمغا محمد خان کو بنا بر وطن کے عطا ہوے نواب بنگش نے اپنا شہر فرخ سیر کے عہد مین آباد کرکے فرخ آباد نام رکھا جس زمانہ مین کہ دلیر خان کے خاندان کا عروج تھا نواب بنگش وغیرہم پلہ نہ تھے

شاہباز خان کا منصب پانصدی ذات وپانسو سوار کا تھا دیا پور وکوہستان جمون وغیرہ کے فوجدار بھی رہے تھے بعض انکو نواب بہادر خان کا متبنیٰ اور بعض راوی بہادر خان کے کسی چھوٹے بھائی کو یہ خطاب ملنا بیان کرتے ہین ایک شہباز خان دلیر خان کے چچازاد بھائی اور فتح جنگ خان کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے جو جنگ بنگالہ مین کام آئے

ملہ دیوان یوسف خان برادر خرد دلیر خان یاست امیٹھی داشت نواب محمد خان بنگش فرخ آبادی از پسر دیوان ممدوح التجا آورد کہ میخواہم کہ در ظل حمایت آنجناب برائے بود وباش خود شہرے آباد سازم اگر مرضی جناب عالی باشد بحضور بادشاہ عرض نمایم پردل خان در جواب فرمود کہ ازین بہتر چہ خوب شما قوت بازوے من است ازین چہ بہتر چنانچہ نواب محمد خان بحضور بادشاہ عرضکردہ دوازدہ موضع التمغا بنام محمد خان مرحمت شدہ واو شہرے فرخ آباد در عہد فرخ سیر آباد ساخت امیٹھی وکھاگھٹ مؤ پلیا ومہر آباد واترولی وچہرہ وپڈرا ول و بہادر پور وغیرہ جاگیر دیوان یوسف خان بودہ ۵۳۰۔ اخبار محبت۔

پُردل خان کا منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار کا تھا یہ فوجدار بھی ٹین کے رہے تھے اخبار محبت مین دیوان یوسف خان کے فرزند تحریر کیے جاتے ہین مگر مستند دیگر کاغذات سے نواب چاند خان کے فرزند یعنے نواب دلیر خان کے پوتے ثابت ہوتے ہین عہد فرخ سیر مین انکو داؤد خان کا خطاب ملا تھا۔

لودیخان کا منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار پانسو سوار کا تھا نامور افغان تھے اکثر فتح جنگ خان و زبردست خان وغیرہ کا اور انکا ساتھ رہا ہے چنانچہ اسبارہ مین عالمگیر نامہ کے صفحہ ۲۴۵ جنگ شجاع واقع بنگالہ مین یہ عبارت تحریر ہے

وجمعے از دلیران عرصہ وغا و ثابت قدمان معرکہ صبحا مثل فتح جنگ خان ولودیخان وزبردست خان وسکندر خان روہلہ وغیرہ پیشقدم میدان نصرت گشتہ گوئے مسابقت از اقران ربود

غرضکہ جانباز و پیشقدمی کرنیوالے بہادرونمین تھے۔

جمال خان لوہانی ہزار و پانصدی ذات و آٹھسو سوار کا منصب تھا اور نواب بہادر خان و نواب دلیر خان کے لشکر مین افسر تھے۔

پچھیے سنگھ راجپوت سہ صدی ذات و سو سوارون کا افسر تھا نواب بہادر خان و دلیر خان کے لشکر مین بہادر شخص تھا اور انھین کا پرورش یافتہ بھی تھا۔

روشن اسلام خان و پہاڑ خان لوہانی یہ ہر دو افسر ہفتصدی ذات اور پانسو سوارونکے سردار تھے۔

شنجر خان ہزار و پانصدی اور پانسو سوار کے سردار تھے۔

تور خان پانصدی ذات و سو سوار کے سردار تھے۔

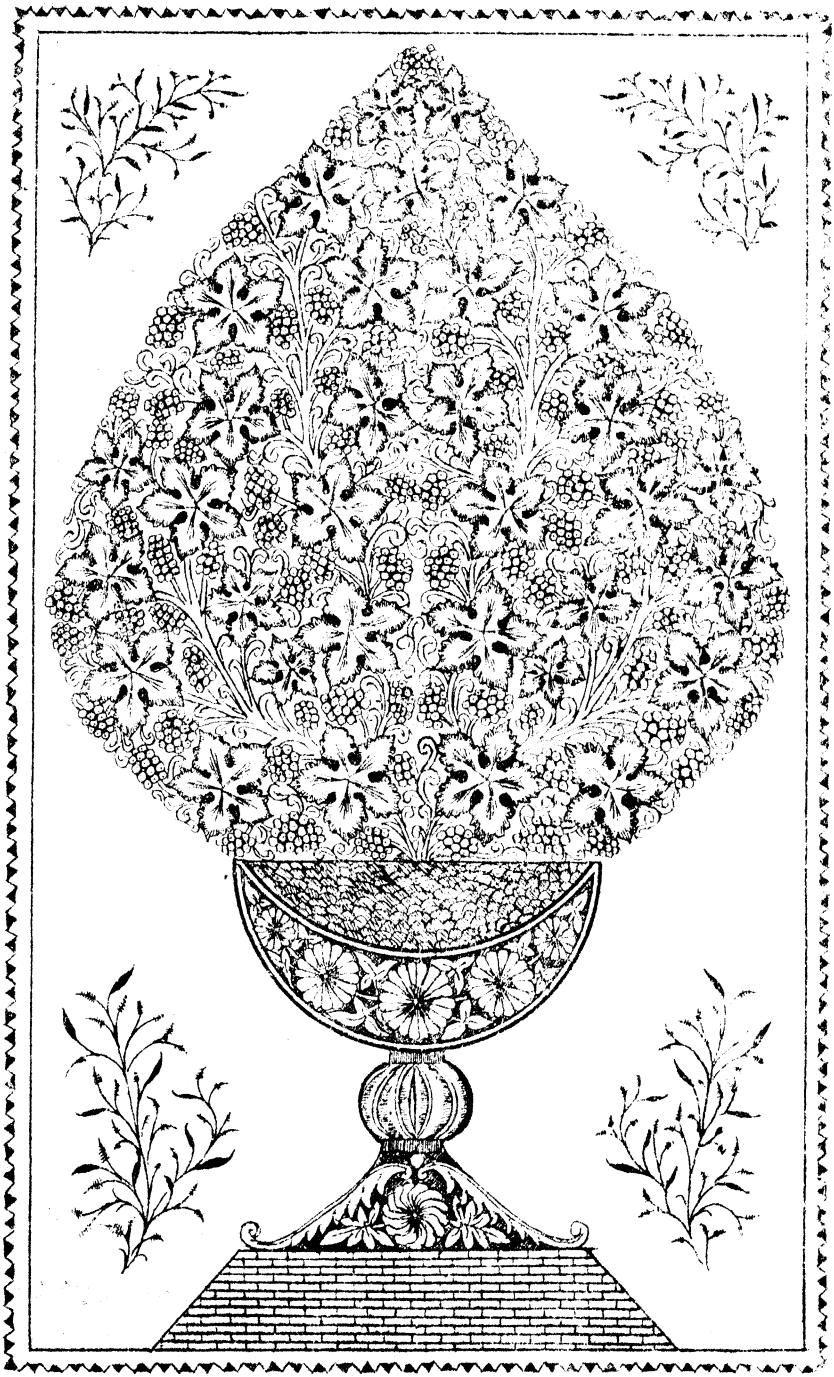

نواب کمال الدین خان

نواب کمال الدین خان بہادر

نواب کمال الدین خان کا خطابی نام رستم خان تھا یہ نواب دلیر خان کے خلف اکبر اور اپنے پدر بزرگوار کے قایم مقام و جانشین تھے آبادی شاہ آباد کی تکمیل انھیں کے ہاتھون ہوئی مہمات شاہی مین انھون نے اپنی حسن لیاقت اور شجاعت سے ایسے ایسے کارنمایان کیے کہ روز بروز انکی ترقی ہوتی رہی آپکو اپنے نامور باپ کے زمانہ حیات مین منصب عطا ہو چکا تھا اور اسیوقت سے بڑے بڑے معرکہ سر کرنا شروع کیے تھے بارہا پیشگاہ بادشاہی سے انکو خلعت اور اضافہ منصب سے سرفرازی حاصل ہوئی تھی اور بادشاہی دربار مین تقرب و حضوررسی کا درجہ تمام و کمال حاصل کر لیا تھا موروثی جاگیر کے علاوہ سات لاکھ سات ہزار دام کی جاگیر جو کالنجر متعلقہ صوبہ الہ آباد کے تھی اور سات پرگنہ ہنڈون بیانہ کے جو متصل اکبر آباد کے تھے انکو زائد ملے تھے جب کبھی کوئی ضرورت انکو پیش آئی تو وہ فوراً بادشاہ کے حضور سے پوری کی گئی تاریخ اخبار محبت مین ہے کہ نواب کمال الدین خان کا منصب چار ہزاری ذات اور تین ہزار سوار کا تھا تاریخ ماثر عالمگیری مین انکے ابتدائی زمانہ کا منصب ہزاری ذات و سات سو سوار کا تحریر ہے اور جب ۸۵ھ مین دو صدی کا اضافہ ہوا تو انکی اور باقر خان کی ترقی ساتھ ساتھ ہوئی ہے اسکے بعد جب ہنڈون بیانہ کی عظیم الشان مہم انھون نے

۱؎ کمال الدین خان ولد دلیر خان و باقر خان ہر کدام باضافہ دو صدی ہزاری ہفت صد سوار سرفرازی یافتند سال ہیجدہم جلوس ۸۵ھ صفحہ ۱۴ ماثر عالمگیری

۲؎ سال سی و ششم جلوس ۸۴ھ غرہ شہر ربیع الاول کمال الدین خان فوجدار ہنڈون بیانہ در جلدے استیصال سرکشان آن نواح باضافہ پانصدی پانصد سوار بمنزلت دو ہزار سوار رسید۔

فتح کی ہے تو پانصدی ذات اور پانسو سوار کا اضافہ ہوکر دوہزاری منصب کیا گیا۔
الحاصل آخر زمانہ تک یہ چار ہزاری منصب کو پہونچے بیشتر اکثر مقامات پر یہ فوجدار رہے
ہین اسکے بعد صوبہ داری کے معزز عہدہ پر سربلند ہوے چنانچہ صوبہ اودھ کی
صوبہ داری پر مامور رہے تھے۔ تاریخ انہار البحر مین نواب احمد خان شاہجہانپوری انکے
متعلق لکھتے ہین کہ نواب کمال الدین خان لاغر ونحیف البدن بود در شجاعت یکتاے
زمان بود گاہے چشم از اعدا نپوشید و ہر بلائیکہ آمد رو نمی تافت۔ جبکہ شاہ آباد کی آبادی
کا رقبہ بادشاہی فرمان کے حدود سے تجاوز کر گیا اور محمد طاہر جو شہزادہ کا عامل تھا اسنے
محصول طلب کیا اس زمانہ مین نواب دلیر خان کا انتقال ہوچکا تھا آخر کار کمال الدین
خان نے بارگاہ شاہی مین اس امر کی عرضداشت پیش کی اور وہ منظور کیگئی صرف عدم
مزاحمت کا حکم صادر نہین ہوا بلکہ اسکے ساتھ چھبیس موضع اور توسیع آبادی کے لیے
معاف ہوے اور اسکا فرمان ۹۶ سنہ ۱۰ھ کو عالمگیر نے مرحمت فرمایا۔ اسکے بعد جب
سرکار خیرآباد کے فوجدار نے پیشکش اور سائر کے حقوق کا جھگڑا اٹھایا تو اس امر کی
درخواست بھی انھون نے عالمگیر بادشاہ کے حضور مین گذرانی وہ بھی نہایت توجہ سے
سنی گئی اور اسکے بارہ مین بھی پروانہ عنایت کیا گیا کہ یہ جاگیر انکو نسلاً بعد نسل و بطناً بعد
بطن بادولت نے مرحمت فرمائی ہو اور کل حقوق مالی و دیوانی اور جملہ ابواب داخلی و خارجی سب
انکو معاف کیے گئے ہین کوئی اہلکار شاہی کبھی کسی امر مین انسے مواخذہ نہ کرے
عنوان خطاب انکے نام بہت اعزاز کے ساتھ بادشاہ کیجانب سے تحریر ہوا ہے
اور وہ الفاظ مثل رفعت پناہ شجاعت شعار لایق المرحمت والاحسان
کمال الدین خان ولد دلیر خان مرحوم استعمال مین لاے گئے ہین۔

اور دوسرے پروانہ مین کمال الدین خان کو اورنگ زیب نے ان جلیل القدر فقرات سے عزت بخشی ہی کہ جو بڑے بڑے امرا کو بھی نصیب نہین ہوے مثلاً بیش منصب کا رطلب خانہ زاد بادشاہی سپاہی وغیرہ الفاظ تحریر ہین تاریخ انہار البحرین ہی کہ ایکبار شاہجہان بادشاہ ہاتھیونکی لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا ناگاہ ایک ہاتھی شاہزادہ اورنگ زیب پر حملہ آور ہوا کمال الدین خان بھی وہان کھڑے تھے انھون نے کمال دلاوری سے بڑھکر ہاتھی کے ایسی تلوار ماری کہ سونڈ دو ٹکڑے ہوگئی اور شاہزادہ محفوظ رہا۔

۱۹ سنہ ۱۰ مین جب بادشاہ عالمگیر لاہور سے دارالخلافت دہلی کو معہ لشکر کے آیا ہے تو کمال الدین خان کو خانی کا خطاب بادشاہ نے مرحمت فرمایا ہی جبتک بادشاہ کے حضور سے خانی کا خطاب نہین ملتا تھا اسوقت تک کسی سرکاری کاغذ مین اسکے نام کیساتھ لفظ خانی کی نہین لکھی جاتی تھی چنانچہ ایک عرصہ تک کمال الدین خان کا نام بھی بغیر خان کے لکھا جاتا تھا اسیطرح نواب کمال الدین خان کے صاحبزادہ نواب محمد سردار خان کو بحالی جاگیر کا جو فرمان بادشاہ دہلی کیطرف سے عنایت ہوا ہی چونکہ وہ خطاب یافتہ نتھے اسلیے اسمین صرف محمد سردار لکھا ہوا ہی اگرچہ لفظ خان قبیلۂ افغان کا قومی لقب ہی مگر بادشاہ کے یہانسے نام کیساتھ یہ قومی نسبت بھی نہین لکھی جاتی تھی عظمت اللہ خان باقرزی جو نواب لیر خان کے افغانونمین بڑے شجاع اور جری شخص تھے اور جب انکو لیر خان کی سند کے بموجب بادشاہی فرمان حاصل ہوا ہی اسمین بھی صرف عظمت اللہ لکھا ہوا ہے۔

اگرچہ عالمگیر کے آخری عہد کی مفصل تاریخ نہ ملنے سے اور شاہ عالم نامہ کے نہ دستیاب

لہ نوزدہم ذی الحجہ از لاہور رایات عالیات جانب دارالخلافت ارتفاع یافت کمال الدین خان ولد لیر خان خطاب خانی یافت صفحہ ۱۵۴ ماثر عالمگیری

ہونے سے کمال الدین خان کے کارنامے مخفی ہو گئے ہین مگر جو شاہی مہمات مآثر عالمگیری مین انکے نام سے درج ہین وہ مختصر طور پر ذیل مین تحریر کیے جاتے ہین

سنہ جلوس مین جب میوات کے سرکشون نے بغاوت اختیار کی اور انکی تعداد موروثی سے زیادہ بڑھ گئی اور پانچہزار باغیون نے قصبۂ نارنول کے نواح مین لوٹ مچائی اور وہانکے دیگر قصبات و پرگنات پر دست درازی شروع کی طاہر خان وہان کا فوجدار باغیون کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکا اور بھاگ کر بادشاہ کے حضور مین آیا تو بادشاہ عالمگیر نے ان مفسدونکی سرکوبی کے لیے ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۸۲ھ کو کمال الدین خان کو معہ لشکر جرار کے بھیجا اور باغیونکے بابتہ بادشاہ نے انکو حکم دیا تھا کہ انکے قتل و قید مین کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا جاوے اور موذیون کا نام و نشان اس سرزمین سے مٹا دیا جاے جسوقت کمال الدین خان میوات مین

سلہ مفسدان سرزمین میوات ناگہانی چون دیوچہ از زمین جوشیدند و مانند ملخ از آسمان ریختند القصہ فتنہ بانبوہ قریب پنجہزار کس در نواح نارنول رفت عصیان منشی پہن کردہ قدم جرات و جسارت پیش گذاشتہ دست نہیب و غارت بر قصبات و پرگنات دراز کردند طاہر خان فوجدار تاب مقاومت و مجادلت در خویش ندیدہ بحضور آمد عزم جزم بادشاہ عدو بند کافرکش بر استیصال کفار فجار مصمم شد بست و ششم ذیقعدہ کمال الدین خان و لدلیر خان باجمعیت سرکار ایشان تقبل و اسیر بیدینان شرارت نشان فرمان پذیر گردیدند ہرگاہ فوج منصور بدان مرز و بوم عرصہ صعب و رزمے شدید رو داد اکثرے از بہادران چہرۂ سعادت بگلگونہ شہادت رنگین و بسیارے مجروح شدند و باصطلاح اہل ہند مہابھارت کہ عبارت از کشتہ شدن افیال در رزمگاہ باشد درین معرکہ مردآزما بظہور آمد عاقبۃ الامر باطل ستیزان روبگریز آوردند نصرت مندان بتعاقب گریختہا پرداختہ فراوان ازخاک ہلاک انداختہ فتح و ظفر بیامن اقبال خدیو دین پرور نصیب و لیلے دولت شد غازیان نصرت شعار ہمعنان فیروزی زمین بوس شدند و بشنیدن تحسین و آفرین از زبان دربار سر افتخار بفلک وار رسانیدند جمیع خرد و بزرگ تلاش ورزان لمضاف سترگ باضافہ ہاے نمایان و خلاع امتیاز یافتند۔ انتخاب از مآثر عالمگیری صفحہ ۱۱۶۔

پہونچے باوجود اسکے کہ اس گروہ باغی کے پاس آلات و میگزین وغیرہ کی کمی تھی مگر انھون نے بڑے زور سے مقابلہ کیا اور نہایت شدید جنگ پیش آئی اور یہ ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ گویا مہابھارت جو ایک ہندوستانمین عظیم الشان لڑائی ہوئی تھی اسکی نظیر دوبارہ ظہور مین آئی بہت سے بادشاہی لشکر کے بہادر بھی کام آئے اور بہت سے زخمی ہوے آخر کار اک بڑے معرکہ کے بعد وہ باغی بھاگے اور شاہی لشکر نے انکا تعاقب کیا بہت سے بھاگنے مین قتل ہوے اور بہت سے قید کیے گئے غرضکہ کمال الدین خان کی کمال بہادری سے وہ سرزمین ان شریرون سے پاک ہوئی اسوقت انکے ساتھ رعد انداز خان و رومی خان اور توپخانہ اور شاہزادہ محمد اکبر والی جماعت اور انکا ذاتی لشکر تھا۔

جب یہ بادشاہی فتح حاصل ہوگئی اور کمال الدین خان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے تو خود بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب نے اپنی زبان سے تحسین و آفرین کی اور خلعت و اضافہ منصب سے سرفراز فرمایا اور انکے ہمراہی بہادرون کو بھی عنایت شاہانہ سے سربلند کیا۔ یہ زمانہ دلیر خان کی زندگی کا تھا۔

سنہ ۲۲ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۹۰ھ مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے انتقال کے بعد جو جھگڑا پیش آیا ہی اس معرکہ مین بھی نواب کمال الدین خان نے نہایت شجاعت کو دخل دیا ہی اس واقعہ کی تفصیل یہ ہی کہ مہاراجہ جسونت سنگھ والی جودھپور جو اکثر صوبجات مین صوبہ دار رہے اور اکثر لڑائیون مین بادشاہ کیطرف سے شریک ہوے جب وہ کابل مین کئی صوبہ دار تھے اور وہان فوت ہوگئے تو

کوئی اسکا لڑکا نہ تھا انکے نوکر وغیرہ رگھناتھ داس وغیرہ بڑے معتمد تھے انھون نے
بادشاہ کو ایک عرضداشت لکھی جسمین راجہ کے مرنے اور انکی رانیونکے حاملہ ہونیکا
حال درج تھا اسکے بعد راجہ مذکور کی دونون رانیون سے دو لڑکے لاہور مین اکر
پیدا ہوے اس امر کی اطلاع بھی ان ملازمون نے بادشاہ کی خدمت مین پہونچائی
بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونون لڑکون کو ہمارے روبرو لاؤ جب وہ سن تمیز کو پہونچینگے
اپنے باپ کے راج و منصب سے سرفراز ہونگے اسکے بعد راجہ کے متعلقین و ملازم
دہلی آے اور ان لڑکون کے نام بادشاہ سے راجہ کے ملک و منصب کو لیکر اپنے
قبضہ مین کرنے کے لیے حد سے زیادہ مبالغہ کیا اس عرصہ مین راجہ کا ایک لڑکا مرگیا[1]
بادشاہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ راجہ کے راجپوتونکا جودھپور اکر فساد برپا کرنے کا
ارادہ ہے تو ۱۶ جمادی الثانی کو بادشاہ عالمگیر نے فرمان صادر کیا کہ راجہ کی دونون
رانیان جو روپ سنگھ راٹھور کی حویلی مین ٹھہری ہین یہ نورگڈھ مین جاکر ٹھہرین وہان
فولاد خان کوتوال اور سید حامد خان جاکر چوکی پہرہ بٹھاوین اور کمال الدین خان

[1] چون بسامع جاہ و جلال رسید کہ این طائفہ بدسگال ارادہ فاسد دارند شانزدہم جمادی الآخر یرلیغ گیتی نفاذ
یافت کہ ہر دو زوجہ مہاراجہ را کہ در حویلی روپ سنگہ راٹھوری باشند با پسر آوردہ در نورگڈھ وا رند فولاد خان
کوتوال و سید حامد خان با بند ہاے چوکی خاص و کمال الدین خان پسر دلیر خان و حمید خان پسر داؤد خان
و خواجہ میر کہ صلابت خان خطاب یافت با ملازمان رسالہ بادشاہزادہ محمد سلطان مرحوم این فریق ضال
را ازین عزم وبال باز داشتہ و اگر از راہ خذلان پرستی بجنگ پیش آیند تنبیہ و گوشمال نمودہ بکفر
کفران نعمت رسانند تعین شدہا بموجب فرمان کار پابند گشتہ بلوازم اندرز و نصیحت پرداختہ کفار
نگونسار چشم از بہبود کار خود پوشیدہ در تیر و پیکار کوشیدہ جمع کثیر سر در جیب عدم کشیدہ و جمعے از
بندہاے بادشاہی بکار آمدند۔ ۱۲ منتخب ماثر عالمگیری

معہ چند سردارون کے اور شاہزادہ محمد سلطان مرحوم کا رسالہ لیجا کر ان راجپوتون کو
اس فساد سے باز رکھین اور اگر وہ گروہ خام خیالی سے لڑائی اختیار کرے تو اچھی
طرح انکی گوشمالی کیجاے چنانچہ حسب الحکم کوتوال مذکور نے وہان جاکر پہرہ بٹھادیا اور
نواب کمال الدین خان معہ اپنی جماعت کے راجپوتونکے پاس گئے اور انکو نہایت
نصیحت کی مگر وہ راجپوت اپنے اس ارادہ اور جہالت سے باز نہ آے اور لڑائی پر
آمادہ ہوے طرفین سے خوب تلوار چلی بہت سے راجپوت مارے گئے اور بادشاہی
لوگ بھی کام آے جب اجپوتون نے میدان جنگ اپنے حال پر تنگ دیکھا
تو انھون نے دونون رانیون کو جو مردانہ لباس پہنے تھین قتل کرکے لڑکے کو ایک
شیرفروش کے گھر مین چھپا دیا اور خود بھاگ گئے فولاد خان نے بادشاہ کو حقیقت
حال سے مطلع کیا اور بادشاہ کے پاس لڑکے کو پہونچا دیا بادشاہ نے جو لونڈیان کہ
راجہ کی قید ہوکر آئی تھین اس لڑکے کو شناخت کے لیے دکھلایا انھون نے پہچانکر
بتلادیا کہ یہ لڑکا واقعی راجہ جسونت سنگھ کا ہے چنانچہ وہ لڑکا لونڈیون کے ساتھ
پرورش کے لیے شاہزادی زیب النسا بیگم کے سپرد ہوا اور اوسکا نام

ملہ یہ شہزادی سلاطین مغلیہ مین باعتبار علم وقابلیت وشاعری کے فخر خاندان ہوئی ہے زیب النسا بیگم
۱۵ شوال ۱۰۴۸ھ کو دلرس بانو بیگم جو شاہنواز خان صفوی کی بیٹی تھی اسکے بطن سے پیدا ہوئی شاہی
دستور کے موافق تربیت وتعلیم ہوئی حافظۂ ذہانت کا یہ عالم تھا کہ سات برس کے سن مین قرآن مجید
ختم کیا اور اسکے بعد حفظ بھی کرلیا جسکے صلہ مین عالمگیر بادشاہ نے اپنی بیٹی زیب النسا کو تیس ہزار
اشرفیان مرحمت فرمائین ملا جیون نے بسم اللہ کرائی تھی چار برس کے عرصہ مین اسنے علم
عربی مین پوری دستگاہ حاصل کرلی ریاضی ہیئت سے بالطبع میلان تھا وہ بھی بہت جلد حاصل کی
غرضکہ عربی وفارسی علوم مین بہرہ تمام رکھتی تھی شاعری سے طبعی مناسبت تھی مخفی تخلص کرتی تھی اقسام
خطوط جسمین نستعلیق نسخ شکستہ شامل تھے پوری خوشنویس تھی اسکی قدردانی سے ارباب علم

محمدی راج رکھا گیا اور جو اسباب کہ لوگون کے پاس تھا وہ چھینکر بیت المال کے

بقیہ صفحہ ماقبل فضل و کمال اطراف سے آکر جمع ہو گئے تھے علما شعرا منشی خوشنویس اسکی سرکار مین وظیفہ پاتے تھے اسکے نام سے کتب و رسائل بہت سے تصنیف ہوے چنانچہ زیب التفاسیر ملا صفی الدین کشمیری اردبیلی نے اسکے حکم سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کرکے تصنیف کی ہے اسے کتب جمع کرنے کا نہایت شوق تھا اسکے استاد ملا سعید اشرف نے پیشینگوئی کی تھی کہ یہ شاہزادی شاعرہ ہوگی اسکا یہ شعر مشہور ہے ؎ اگر دشمن دو تا گردد تظلیمش مشو غافل + کمان چندانکہ خم گردد خدنگش کارگر آید + وہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتی تھی ؎ دیوانہ خموش بعاقل برابرست + دریاے آرمیدہ بساحل برابرست + ایک وز زیب النسا چمن مین ٹہل رہی تھی دیوان حافظ بغل مین تھا ایک بلبل شاخ پر چہچہاتی تھی اوسنے یہ فورا برجستہ کہا ؎ اے عندلیب نادان دم درہ گلو ببند نازک مزاج شاہان تاب سخن ندارند + ایک اسکی خواص امانی بیگم تھی جو نہایت سلیقہ شعار و قابلہ تھی ایک روز شاہزادی نے باغ کی گلگشت کے وقت یہ مصرع پڑھا ؎ اے امانی گل ضد گچرا میخندد + امانی بیگم بولی ؎ بر بقاے خود و بر غفلت ما میخندد + ایکبار ایک آئینہ فغفور چین نے شاہجہان کو بھیجا تھا جو عالمگیر نے اسکو ملا تھا وہ ایک پرستار کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا اسنے رو کر کہا ؎ از قضا آئینہ چینی شکست + شہزادی نے کچھ ملال نہ کیا بلکہ ہنسکر کہا ؎ خوب شد اسباب خود بینی شکست + ایکبار طرح ہوئی ؎ در ابلق کسے کم دید موجود + اسنے مصرع لگایا ؎ مگر اشک بتان سرمہ آلود + اسکا یہ بھی قطعہ مشہور ہے ؎ بشکند دستے کہ خم در گردن یار نشد + کور بہ چشمے کہ لذت گر دیدار نشد صد بہار آخر شد و گلہا بفرقے جا گرفت + غنچہ باغ دل ما زیب دستار نشد + اسکا شعر اسکے دیوان مخفی مین اسکی حالت پر شاہد ہے ؎ دختر شاہم ولیکن رو بفقر آوردہ ام + زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست + چار لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر اسکے نام تھی جو علمی شوق کے پورا کرنے مین وہ خرچ کرتی تھی لاہور مین ایک باغ بھی بنوایا تھا۔

کمال بیدماغی اور عار ہمسری سے ازدواج کرنا پسند نہین کیا ایک گوسفند کو دوزنہ کی حالت مین دیکھکر بولی ؎ اے صدف تشنہ بمیر د سوے نیسان منگر + بہر یک قطرہ آبے کہ شکم بشگافند

کوٹھے مین داخل کیا گیا دونون رانیون اور تیس راجپوت سردارونکی لاشین شمار مین آئین جونامی راجپوت بھاگ کر ہم جمادی الثانی کو جودہپور پہونچے وہان انھون نے دو لڑکے جعلی راجہ کے قرار دیے ایک لڑکے کا نام اجیت سنگھ رکھا اور فساد برپا کیا۔ طاہر خان جو جودہپور کا فوجدار تھا وہ وہان نہ ٹھہر سکا اس جرم مین وہ عہدہ اور خطاب سے معزول کیا گیا اور سربلند خان کو ایک شائستہ فوج دیکر جودہپور کے

بقیہ صفحۂ ماقبل ایکبار اجمیر شریف و اورنگ آباد دکن بھی گئی تھی بادشاہ اکثر امورات سلطنت مین اس سے کام بھی لیا کرتا تھا حمیدہ بانو والدہ روح اللہ خان کے انتقال مین خلعت ماتمی اسکے ہاتھ بھیجا گیا تھا شاہزادہ اکبر کی بغاوت مین اسکے نوشتہ اسکے نام پائے گئے اسلیے جاگیر اوسکی ضبط ہوئی اور قلعہ سلیم گڈھ مین مکان سکونت کو دیا گیا۔

سنہ ۱۳ھ بمقام دہلی اسنے باپ کی زندگی مین قضا کی اورنگ زیب دکن مین تھا وقایع نویس کے ذریعہ سے خبر معلوم ہوئی بادشاہ بہت رویا یہ زمانہ سنہ ۴۶ جلوس کا تھا سید امجد خان شیخ عطاء اللہ حافظ نور محمد کو حکم خیرات و تعمیر عمارت کا بھیجا۔ باغ سی ہزاری مترو کہ جہان آرا مین مدفون ہوئی کابلی دروازہ کے پاس مزار بنا مسجد کے سرہانے کتبہ ہے کل من علیہا فان ھذا مرقد بنت الکبرے للعبد المذنب العاصی وھی المتوفی برحمۃ الرحیم الکریم الحافظ زیب النسا بیگم المرحومہ من عباد اللہ الصالحین یدعوالھا بالغفرات الرضوان تاریخ فوتھا القولہ وادخلی جنتی اسکے شعر کے بموجب مقبرہ بنا ؎ اغنیا سازند گنبد از طلا و نقرہ ۔ بر سر گور غریبان گنبد گردون بس است ۔ نظم کے علاوہ نثر بھی خوب لکھتی تھی یہ رقعہ اپنے پیر و مرشد کے نام لکھا ہے نقطہ پرکار تدویر وجود ہفتم خط محیط صفحہ فلک ہشتم حضرت پیر من ظلکم۔

مروان خدا و در سیدہ زیب النسا فرمانے کہ دارد پایانے نہ دارد اگر از تجرید خود دم نغزید زنم رواست منکہ بصورت گرفتار نہ بمعنی خبردار بالب مسازنے ہمچو گفتیہا گفتمے ؎ آنکہ رواز ہمہ بانی شد جدا۔ نے نوا شد گرچہ دارد صد نوا۔

عزرہ زیب النسا،

انتظام کے لیے بھیجا گیا راجسنگھ جو راجہ متوفی کا ملازم تھا اسنے بیشمار فوج فراہم کرکے تہور خان فوجدار اجمیر سے مقابلہ کیا اور تین روز تک خوب لڑائی رہی طرفین سے اس کثرت سے آدمی مارے گئے کہ کشتوں کے انبار لگ گئے آخر راجسنگھ مارا گیا اور تہور خان فتحمند ہوا اس عرصہ مین رانا والی اودیپور نے بھی سرکشی کرکے بغاوت اختیار کی اب عالمگیر خود دہلی سے اجمیر کو روانہ ہوا اور شاہزادہ محمد معظم دکن سے بلایا گیا اور شاہزادہ محمد اعظم بنگالہ سے بعجلت طلب کیا گیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو ایک بڑا لشکر دیکر رانا کی گوشمالی کے لیے بھیجا گیا والی اودیپور نے اودیپور کو ویران کیا اور راجہ جسونت سنگھ کے آدمیونکو لیکر دشوار گذار پہاڑ ونمین چلا گیا شاہی لشکر نے رانا کا ناطقہ بند کیا جب راجپوت مقابلہ سے عاجز ہوے تو انھون نے شاہزادہ محمد معظم کو ملانا چاہا کہ اسکے ذریعہ سے معافی مانگین یا بغاوت پر اسکو آمادہ کرکے اپنا رفیق بنائین مگر شہزادہ موصوف نے انکی باتونپر کان نہین لگایا اور نواب بائی اسکی والدہ نے بھی اسکو نصیحت کی کہ راجپوتونکی معاونت نہ کرنا جب وہ پہلسے مایوس ہوے تو شاہزادہ محمد اکبر سے رجوع کی کہ چالیس ہزار سوار اور خزانہ بیشمار موجود ہی آپ ہمارے بادشاہ بنین شاہزادہ ناتجربہ کار یسے راجپوتونکے دام مین آگیا اور باپ سے بغاوت اختیار کی اس زمانہ مین کل شاہی فوج راجپوتونکے استیصال کو چلی گئی تھی اور بادشاہ کے پاس دو امیر ایک بہرہ مند خان اور دوسرے اسد خان اور قریب دس ہزار کے فوج اور اہل دفتر اور چند خواجہ سرا تھے بلکہ بعض روایت مین سات آٹھ سو سوار تحریر ہین لشکر مین اک زلزلہ پڑا ہوا تھا بادشاہی لشکر مین

کسی شخص کو اس بلا سے نجات پانے کی امید نہ تھی اور یہ خبر مشہور تھی کہ شاہزادہ محمد اکبر
ستر ہزار سپاہ لیکر باپ سے مقابلہ کو آتا ہے اگرچہ محمد معظم دس ہزار سوار لیکر
باپ کے پاس آیا مگر باپ بیٹوں کا لشکر ملکر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سواروں کا مقابلہ
نہیں کر سکتا تھا بادشاہ عالمگیر کے لیے یہ وقت بڑا بُرا تھا مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی
اسی کمزور حالت مین کمال الدین خان بھی معہ اپنی جماعت کے بادشاہ
کے پاس مدد کو آگئے اور بادشاہ کو نہایت تقویت اور خوشی حاصل ہوئی
بادشاہ نے امرا کو شاہزادہ کے پاس سے نہایت خوش تدبیری کے ساتھ توڑ لیا
اور شاہزادہ پر غلبہ حاصل کر لیا اس لڑائی مین رانا ے اودیپور کا زیادہ نقصان ہوا
چنانچہ اسکی بربادی کی تاریخ کسینے یہ نکالی ہے ؎ کہ رانا راندہ شد از
ملک و مسکن۔ آخر کار رانا نے مجبور ہو کر شاہزادہ کے ذریعہ سے معافی چاہی اور
دلیر خان کے توسل سے بادشاہ کی حضوری حاصل کی جسکا تذکرہ ہم دلیر خان کے
تذکرہ مین کچھ تحریر کر آئے ہین اسکے بعد ۲۵ سنہ مین اورنگ زیب نے اجمیر سے
برہانپور کیطرف کوچ کیا اور ایک منزل بڑھ کر شاہزادہ محمد عظیم کو خلعت بیش بہا
دیکر موضع دیورائی سے اجمیر کو رخصت کیا اور جمدۃ الملک اسد خان کو خلعت عنایت
کر کے اسکے ساتھ مقرر کیا اور کمال الدین خان کو بادشاہ نے اُنکی کارنمائی
اور وفاداری کے صلہ مین خلعت و جواہرات و ہاتھی و گھوڑے

---

۱ کمال الدین خان و دیگران آمدہ بار دوے معلے پیوستند صفحہ ۲۰۰ سنہ ۲۴ جلوس ماثر عالمگیری۔

۲ کمال الدین خان پسر ولیر خان و اعتقاد خان پسر اسد خان راجہ بھیم و پسرش و دیندار پسر نامدار خان و
مرحمت خان شد و دیگران خلاع جواہر و اسپ و فیل بہ تعیناتی این فوج کم امتثال بستند ۲۱۳ ماثر عالمگیری

عنایت کرکے فوج کے ساتھ تعینات کیا۔ اسی عرصہ مین شاہزادی جہان آرا[1] جو حسن صورت و سیرت مین یکتاے روزگار تھی انتقال کرگئی عالمگیر نے یہ خبر سنکر نہایت رنج کیا اور تین روز تک نوبت بجنے کی ممانعت کی اور نواب جنت آب صاحبۃ الزمانی خطاب مقرر کیا۔

[1] حالات جہان آرا بنت شاہجہان بادشاہ یہ شاہزادی ایسی لائق و عاقلہ تھی کہ بعض اوصاف مین اپنی مان ممتاز محل اور پھوپھی نورجہان سے بڑھی ہوئی تھی جو خوبیان کہ عورات مین ہوتی ہین اس بیگم مین وہ کل موجود تھین ۱۲ صفر ۱۰۲۳ھ ہجری کو ارجمند بانو کے بطن سے پیدا ہوئی شاہجہان کو اپنی اولاد مین سب سے زیادہ یہ بڑی بیٹی محبوب تھی عقل کی پتلی ہونے سے امورات سلطنت مین دخیل تھی ساٹھ لاکھ سالانہ تک اسکی آمدنی ہوگئی تھی تخت نشینی کے بعد جب شاہجہان گھر مین آیا تو اس لاڈلی شہزادی کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپے مرحمت فرماے اور پہلے سال جشن نوروز مین پچیس لاکھ روپیہ کا زروجواہر اسکو عنایت کیا اور باقی جملہ خاندان کو پچیس لاکھ کا سامان ملا جب اسکی مان ۱۰۴۰ھ ہجری مین انتقال کرگئی اور ایک کرور سے زیادہ زروجواہر چھوڑا اسمین سے نصف جہان آرا کو دیا گیا اور نصف کل شاہزادون کو بوجہ مزاجدانی اور کمال سلیقہ کے کل امورات محلسرا کے اسیکو سپرد تھے مُہر سلطنت بھی بدستور اسکے زیر نگرانی ستی خانم النسا کو سپرد کی گئی تھی۔ داراشکوہ کی شادی جسمین تیس لاکھ روپے صرف ہوے اسیکے زیر اہتمام ہوئی تھی اسکے باغات بھی نہایت دلکش تھے ایک باغ جو شاہجہان نے ایام شاہزادگی مین نصب کرایا تھا وہ بھی اسکی مان کے انتقال کے بعد اسیکو دیا دوسرا اسکا باغ صفاپور مین و تیسرا انبالہ مین تھا صاحب آباد عرف اچھول اسکی جاگیر مین تھی ایک سرا بھی اپنے نام کی تعمیر کرائی تھی نذر محمد خان والی توران کے اہل و عیال کی خاطرداری بھی اسنے نہایت کی تھی اجمیر شریف بھی اپنے باپ کے ہمراہ حاضر ہوئی جب ناہر اکبرآبادی نے ایک مثنوی اسکی مدح مین والدہ عنایت خان آشنا کے ہاتھ بھیجی اور اسکا یہ شعر ؎ بذات او صفات کرد کار است ۔ کہ خود پنہان و فیضش آشکار است ۔ پڑھا تو نہایت محظوظ ہوئی اور پانچسو روپیہ صلہ مین مرحمت فرمایا اور جب اسکے

اسکے بعد ۲۷ سنہ جلوس مطابق ۹۴۴ سنہ ہجری ماہ شوال مین بادشاہ نے شاہزادہ

بقیہ صفحۂ ماقبل جشن شفامین قدسی نے قصیدہ پڑھا تو دو ہزار روپیہ خلعت کے عطا ہوے بادشاہنامہ مین اسکے جل جانیکا مفصل قصہ مرقوم ہے جس سے اسکی شان وعظمت معلوم ہوتی ہے کہ کس قدر شاہجہان بادشاہ کو صدمہ ہوا اور علاج مین کسقدر اہتمام کیا گیا ہے ۲۷ محرم ۱۰۵۴ سنہ ہجری کو اپنے باپ شاہجہان کے پاس سے اوٹھکر خوابگاہ کو جارہی تھی کہ ناگاہ شمع سے دامن مین آگ لگ گئی چونکہ لباس ریشمی وعطر جہانگیری وغیرہ سے معطر تھا تمام لباس مین شعلہ بھڑک اوٹھا چار خواصین آگ بجھاتی تھین مگر آگ نہین بجھتی تھی دونون ہاتھ اور دونون پہلو اور پسلیان جل گئین چونکہ خوبی لیاقت سے تمام محلسرا کا انتظام اسکے ہاتھ تھا اور بادشاہ کو نہایت محبت تھی اسلیے شاہجہان وفور غم سے ایک دن دولتخانہ مین باہر آکر تخت عدالت پر نہ بیٹھا ہمہ تن تیمارداری مین مصروف رہا عبادت گذار شب بیدار ونسے دعائین کرائی گئین سید جلال صدر الصدور کے کہنے سے جو معافیون کی تحقیقات کا حکم ہوا تھا وہ سب بلا تفتیش بحال ہوگئین۔ حاذق اطبا اور جراح اطراف عالم سے بلائے گئے بادشاہ خود سجادہ عبادت پر بیٹھکر شافی برحق سے دعا مانگتا لاکھون روپیہ خیرات کیا گیا دو خواصین جلکر مرگئین۔ محمد داؤد خان وحکیم مومنا وحکیم مسیح الزمان کے علاج ومعالجہ جراح کے مرہم سے چار ماہ مین روبصحت ہوئی تھی مگر تبدیل آب وہوا کی غرض سے کشمیر کا سفر کیا گیا تو پھر مرض نے عود کیا اور آخر مین ہمیون درویش کے معالجہ سے غسل صحت ہوا شاہزادی پر سے جواہرات نثار کیے گئے چار لاکھ شہزادی کو مرحمت ہوے جاگیر مین بندر سورت سات لاکھ سالانہ آمدنی کا اضافہ ہوا اس جشن مین بیس لاکھ انعامات مین اور دو لاکھ سے زیادہ خیرات ہوئی پانچ لاکھ مکہ معظمہ ومدینہ منورہ بھیجے گئے شاہجہان کے انتقال کے بعد بادشاہ عالمگیر نے قلعہ اکبرآباد مین خود جاکر اوسکا ماتی لباس اتروایا اور جملہ ارکان دولت وامرا کو حاضری ونذر گذرانے کا حکم دیا اور وہ حاضر ہوے اور آداب بجالاے عمر یاد الہی مین بسر کی بعد انتقال شاہجہان ۱۶ برس کے بعد ۶۹ برس کی عمر مین ۱۰۹۲ سنہ ہجری کو جہان آرا نے جہان فانی سے رحلت فرمائی ترکہ مین تین کرور کا سامان چھوڑا سلطان المشائخ نظام الدین ولیا محبوب الہی کے روضۂ اقدس کے صحن مین حین حیات جو اوسنے

محمد اعظم کو خلعت دیکر بیجاپور کی مہم کے لیے بھیجا تو کمال الدین خان کو بھی شاہزادہ موصوف کے ہمرکاب کیا اور انپر بادشاہ نے نہایت شاہانہ عنایتین فرمائین۔

انھین ایام مین انکے والد نواب دلیر خان جو نہایت علیل تھے رحلت فرما ہوے محاصرہ بیجاپور مین کمال الدین خان نے بڑی بڑی بہادریان کی ہین جب شرزہ بیجاپوری ایک فوج عظیم لیکر شاہزادہ محمد اعظم کے لشکر کیطرف بڑھا اور نہایت سخت مقابلہ ہوا بہت سے لوگ قتل ہوے آخرکار وہ منھ پھیر کر بھاگا کمال الدین خان نے کمال شجاعت سے وہ دلیری دکھائی کہ اپنے باپ دلیر خان کا نام روشن کردیا

بقیہ صفحہ ماقبل اپنے لیے مجر سنگ مرمر کا نہایت نفیس بنوایا تھا امین مدفون ہوئی جسپر عبارت یہ کندہ ہے جو راقم کی چشم دیدہے ہوالحی القیوم ۵ بغیر سبزہ پوشد کسے مزار مرا پۂ کہ قبر پوش غریبان ہمین گیاہ بس است ۱۲ الفقیر الغانیہ جہان آرام مرید خواجگان چشت بنت شاہجہان بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ سنہ ۹۲ ۱۰۹۲ھ اسکی تصنیفات سے کتاب مونس الارواح سوانحعمری خواجہ اجمیری ہے جو اسنے عاقل خان خوشنویس شاہجہان سے لکھائی ہے راقم نے دیکھی ہے۔ عبارت بطور نمونہ کے جو اورنگ زیب کو خط مین لکھی تھی درج کیجاتی ہے۔ مناسب آن ست کہ آن برادر نامدار از ین امور ردیہ و افعال شنیعہ کہ منتج سوے خاتمت و مثمر وخامت عاقبت ست اجتناب لازم شمردہ در ستر رضاے خاطر قدسی مناظر شاہنشاہ دین پرور و خاقان معدلت گستر تا ممکن و مقدور سعی نماید و خوشنودی آنحضرت را از موجبات حصول سعادت دارین فراگرفتہ از ارادہ دم متابعان حضرت خاتم النبیین در ماہ رمضان مبارک محترز باشد و احکام مرشد و ولی نعمت و والی سلطنت ایجاب و قبول امتثال نماید کہ فی الحقیقت بمقتضاے اولی الامر منکم امتثال امر شاہنشاہ حقیقی ست قدم در راہ خلاف خلیفہ الہی سپردن مخالفت فرمان مالک الملک نمودن ست۔

۱۵ کمال الدین خان و دیگر متعینہ رکاب باشاہزادہ باصناف عنایات مفتخر گشتند ۳۳۶ ماثر عالمگیری

اور کمال الدین خان ایسے زخمی ہوے کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی تھی چنانچہ وقایع بادشاہی سے مصنف ماثر عالمگیری صفحہ ۶۶۲ مین یہ عبارت لکھتا ہے کمال الدین خان پسر دلیر خان و فتح جنگ خان میانہ گلگونہ زخم را پیرایہ چہرہ جلادت نمودند۔

یہ ایسی قیامت ناک لڑائی ہوئی کہ انکے چھوٹے بھائی فتحمحمد خان شہید ہوے اور امان اللہ فرزند الہ وردی خان بھی کام آئے اور فتح جنگ خان بھی نہایت زخمی ہوے۔ روایت ہے کہ کمال الدین خان کے اس کثرت سے زخم آئے تھے کہ بدن مین جنبش کرنے کی قدرت نہین باقی رہی تھی چالیس زخمونکے لیے بادشاہ نے چالیس جراح مقرر کیے تھے۔

سنہ ۳۰ جلوس مین کمال الدین خان کے زخم اچھے ہوے اور یہ بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے اسوقت عالمگیر نے کمال الدین خان کو خلعت تلوار اور عصاے سرا کی مرحمت کیا

آخر کار ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۹۷ ہجری مطابق سنہ ۳۰ جلوس کو قلعہ بیجاپور فتح ہوگیا سکندر شاہ عادل خود اورنگ زیب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ سد سکندر گرفت تاریخ فتح نکالی گئی اور بادشاہ عالمگیر نے نہایت خوش ہوکر کمال الدین خان کو خلعت

۱؎ زخمہاے کمال الدین خان و دلیر خان بہ شد ملازمت نمود بموجبت خلعت و شمشیر و عصاے سرا کی تشیم زخم آرزو پیش التیام پذیرفت سال سیم ج سنہ ۱۰۹۷ھ صفحہ ۲۷۸ ماثر عالمگیری

۲؎ متعینہ فوج فیروزی اوج کمال الدین خان وغیرہ و دیگر پیش منصب و کم منصب بانعام خلاع و جواہر و اسپ و فیل و اضافہ و خطاب و بذل اصناف اعطاف سرفراز و والا برآورند ۲۸۴ ماثر عالمگیری۔

وخطاب وجواہرات اور ہاتھی گھوڑے اور دیگر شاہانہ عنایتون سے سربلند کیا اور دیگر امرا بھی جو اس مہم واس فوج مین متعین تھے سبکو انعام واکرام سے مالامال کیا اسی مہم کے بعد ابوالحسن تاناشاہ کی معزولی کی گئی اور قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا اور میر عبدالکریم نے تاریخ ۵ فتح قلعہ گولکنڈہ مبارکباد نکالی اور مورد تحسین ہوا یہ زمانہ ۳۱ جلوس مطابق ۱۰۹۸ ہجری کا تھا دکن کی ان مہمات مین کمال الدین خان نے خوب خوب کارگذاریان کی ہین۔ مگر افسوس کہ ماثر عالمگیری کے بجز چند مختصر واقعات کے کوئی دوسری مفصل تاریخ نہ ملی جو شرح و بسط سے کارنامے تحریر کیے جاتے۔

تاریخ مخزن اخبار کے صفحہ ۳۱ مین ہے کہ جب فرقہ ست نامی جو بیراگی فقیرون سے تھا اور اسنے لوٹ مار کا پیشہ اختیار کرکے بادشاہی ملازمون سے مقابلہ کیا ہے تو اورنگ زیب نے کمال الدین خان کو انکی گوشمالی کیلیے بھیجا اور انھون نے وہان پہونچکر انکی تنبیہ وگوشمالی کرکے ان باغیون پر فتح حاصل کی اس مہم مین انکے لشکر مین منجملہ دیگر پٹھانون کے سرمست خان نے بڑی بہادری کی ہے چنانچہ اسی عہد مین اس مہم کے متعلق ہندی زبان مین کبت بنایا گیا تھا جو کتاب مذکور مین مندرج ہے اور اسکی نقل یہانپر درج کیجاتی ہے ؎ اورنگ زیب پرتاب بلے جن کوپ کمال دین بول ہکارو مار پڑی ست نامن کو تھان ہمت کو سبھی ہارو تھان بھٹا نو بلے سرمست خان صاحب کرور گنوار کو دل مارو دیکھ رہے امراو سبھی جہان پانو کٹو تھان پانو نہ ٹارو۔

سنہ ۳۵ جلوس مطابق سنہ ۱۱۰۲ ہجری مین جب جاٹون نے سر اوٹھایا اور ہنڈون بیانہ مین جو اکبر آباد کے متصل ہے وہان آکر لوٹ مار مچائی تو عالمگیر نے شہزادہ بیدار بخت کو معہ لشکر کے بھیجا اور شہزادہ نے وہان جاکر قلعہ سنسنی کو جو ان سرکشون کا مسکن تھا برباد کیا اور اسکے بعد شہزادہ نے راجہ بشن سنگھ کو اپنی جگہ پر چھوڑا اور حکم دیا کہ چھ ماہ کے عرصہ مین اس گروہ کو قتل و قید کرکے انکی گڈھیان چھین لو اور انپر اپنا قبضہ کرلو تاکہ ان موذیون سے جو بے امنی پھیلی ہے وہ سرزمین پاک ہوجائے اور مخلوق کو راحت حاصل ہو۔ چنانچہ راجہ مذکور اسکام مین مصروف ہوا اور جو کچھ اوسنے پیشگاہ بادشاہی سے امداد چاہی وہ اسکو پہونچائی گئی تو پنچانہ حسب التماس اسکے پاس بھیجا گیا راجہ نے انکے قلع وقمع کرنے کے لیے بہت کوشش کی بلکہ جاٹون کا قلعہ سوکر چھین لیا مگر جیساکہ انصرام اس مہم کے لیے درکار تھا وہ راجہ سے ظہور مین نہ آسکا یہ جماعت بڑی اور نہایت شورہ پشت تھی اسلیے اک سخت زبردست ہاتھ کی ضرورت تھی ایسا شخص جو مدبر شجاع ہو اور اوسمین سرداری کے جملہ صفات موجود ہون مطلوب تھا جب راجہ بشن[1] سنگھ نہ غالب آسکے تو وہ گروہ اور بھی بیباک ہوا اور دست درازی شروع کی پرگنہ ہنڈون بیانہ روپ بان بہساوہ

[1] بشن سنگھ کا منصب ہزاری چارسو سوار کا تھا انکے باپ کے مرنیکے بعد ۱۵ ربیع الاول ۳۵ ج مطابق سنہ ۹۱ ھ کو انکو خطاب اجلی کا دیا گیا اور دیگر عنایتین شاہانہ بھی ہوئین کچھ دنون یہ راٹھور ونکی گوشمالی پر بھی رہے ہین اور ایک مدت تک سلام آباد عرف متھرا کے فوجدار رہے اسکے بعد انکا انتقال ہوگیا انکا بیٹا بجیسنگھ تھا جسکو خطاب راجہ جیسنگھ کا دیا گیا تھا اور اسکا منصب ہزاری وپانسو سوار کا تھا بشن سنگھ کے باپ کا نام کشن سنگھ تھا جو رام سنگھ کے بیٹے تھے رام سنگھ راجہ جیسنگھ جے پوری کے فرزند تھے کشن سنگھ نے اپنے باپ کے عہد مین اچھا منصب پایا تھا اور کابل مین تعینات رہے تھے یہ اپنے پیانکی خانہ جنگی مین زخمی ہوکر ۱۲ ربیع الاول ۹۳ ھ مطابق ۲۵ جلوس مین کام آئے۔ یہ خاندان مہاراجہ مانسنگھ نورتن دربار اکبری کا ہے۔

وغیرہ خوب لوٹے وہانکے عامل وجاگیردار کوئی مقابلہ کی تاب نہ لائے اور دارالخلافت
آگرہ کو بھاگ آئے جب اورنگ زیب کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس مہم کے لیے
کمال الدین خان کو انتخاب کیا اور انکے نام اس مضمون کا فرمان صادر کیا
کہ تم شجاعت شعار پیش منصب کا رطلب خانہ زاد بادشاہی ہو تمکو ہنڈون بیانہ اور اسکے
محالات کی جاگیر عنایت کیجاتی ہے جسکی تفصیل اس فرمان مین درج ہے اور تم فوجدار
وہانکے کیے جاتے ہو لہذا نہایت جلد وہان جاکر مفسدونکی سرکوبی کرو اور اگر وہ گروہ
عدول حکمی کرے پھر کوئی دقیقہ انکی بربادی کا اوٹھا نرکھنا تاکہ وہ ملک اون
شرکشون سے بالکل صاف ہوجاے اور عامل وگماشتے مطمئن ہوکر وہانکے محالات
مین قیام رکھین اور رعایا کی دلجمعی اور مالگذاری کا اضافہ اور وصولیابی کا انتظام خاطر
خواہ ہوتا رہے تمکو وہان جاکر اپنی کارگذاری اور حسن لیاقت کا ثبوت ادا کرنا چاہیے
بوجہ عجلت کے یہ فرمان گرزبردار کے ہاتھ روانہ کیا جاتا ہے چنانچہ حسب الحکم
کمال الدین خان ہنڈون بیانہ تشریف لیگئے اور اپنی ذاتی لیاقت وشجاعت سے اس
گروہ باغی کا قلع وقمع کرڈالا اور باغیون کے ہستیصال مین کوئی کسر اوٹھا نرکھی سرزمین
ہنڈون سے فساد کا غبار بالکل مٹادیا ہر طرح کی امن پھیل گئی اور بدستور کاروبار جاری
ہوگیا بادشاہ نے انکی کارگذاری وخوش تدبیری پر نہایت تحسین کی اور اونکے
منصب مین جسکا تذکرہ اوپر آچکا ہے اضافہ کیا اس جنگ مین کمال الدین خان کے
لشکر کے بہت پٹھان کام آے چنانچہ بعض انکے نامور افغانونکے وارثونکو بادشاہ
نے جاگیرین دین اور انکے نام پروانے عنایت کیے ایام غدر تک ان جاگیرونکے
فرمان جو عالمگیر کیطرف سے مرحمت ہوئے تھے شاہ آباد مین باقی تھے اب نہین ہے نوٹو فرمان کا یہ ہے

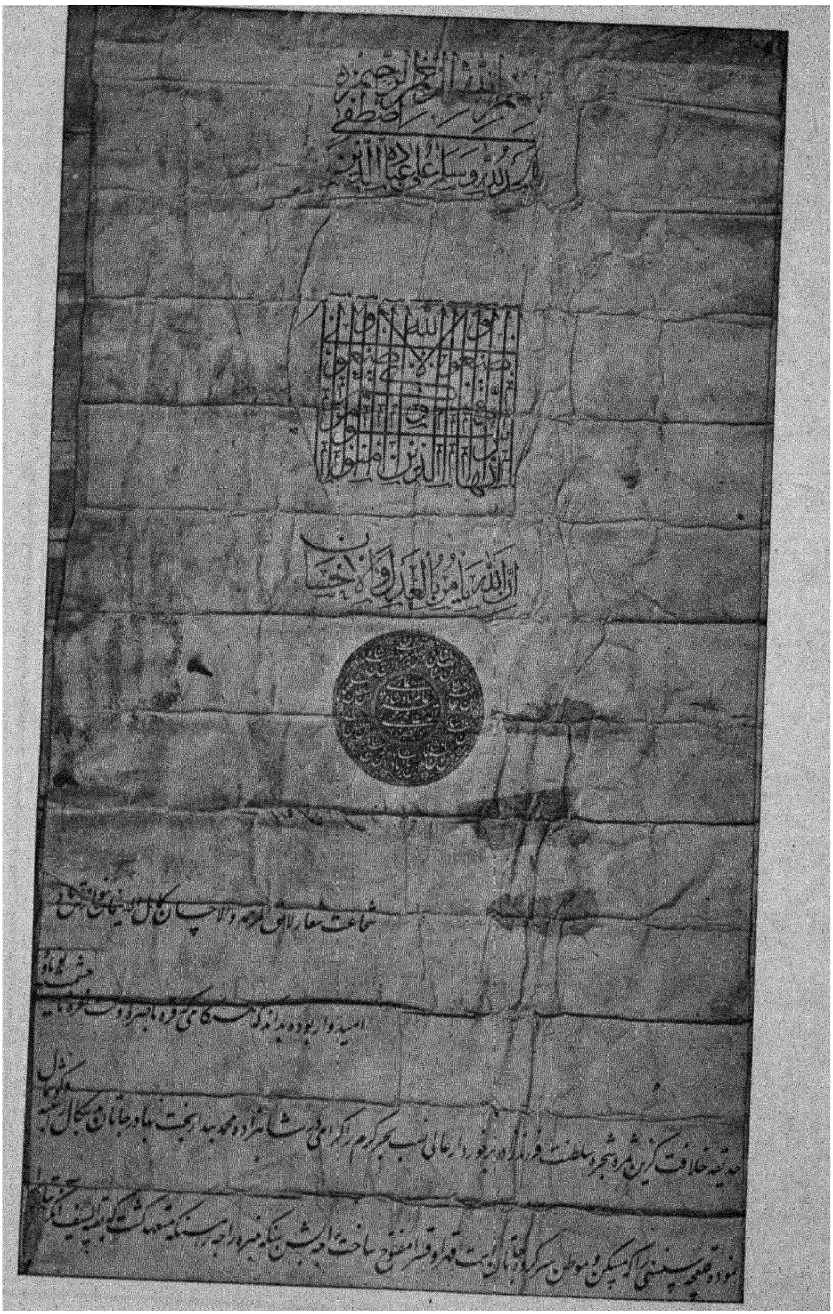

فرمان شاهي بنام نواب کمال‌الدین خان

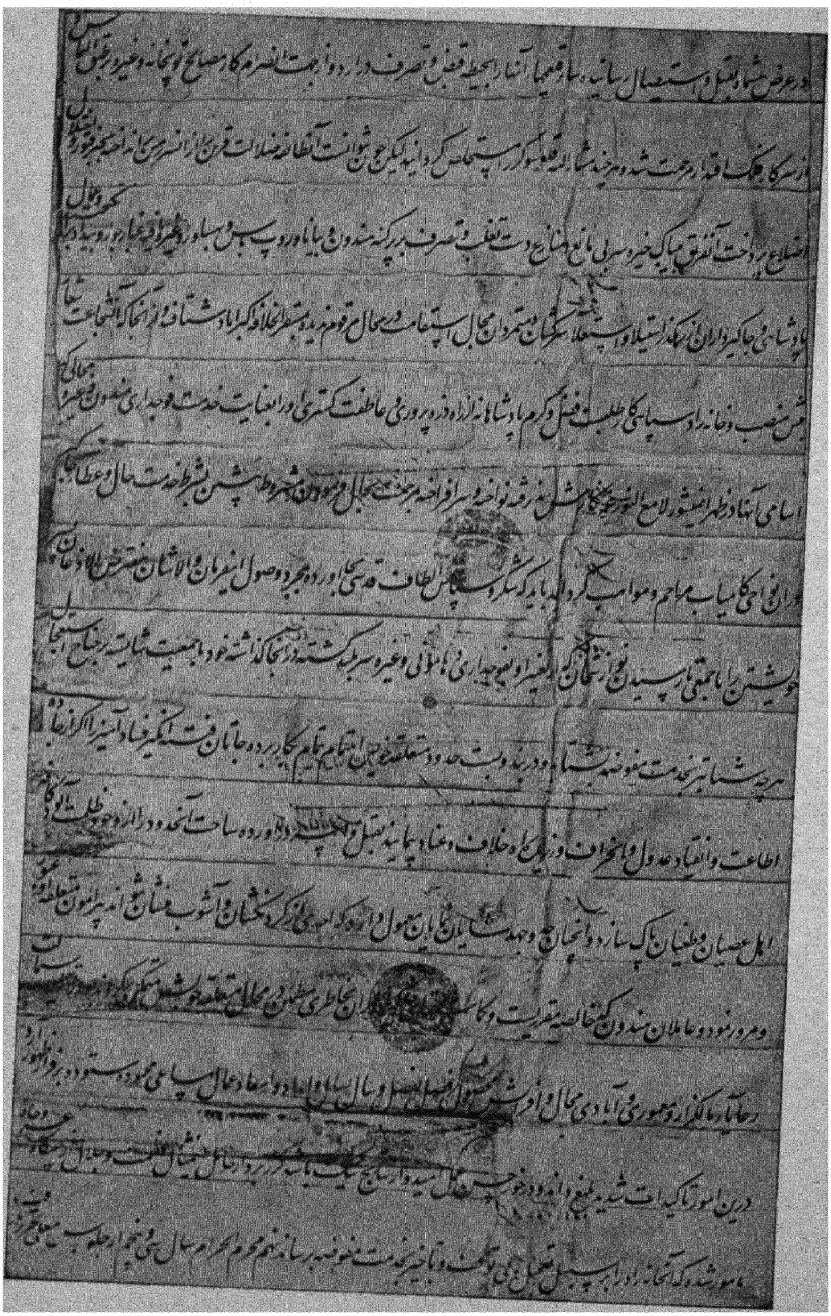

بقیهٔ فرمان شاهی بنام نواب کمال‌الدین خان

بقیه فرمان شاهي بنام نواب کمال‌الدین خان

سنہ ۴۰ جلوس مین جب صوبہ ملتان مین ایک فرقہ نے جو فقیری لباس مین تھا
فساد اختیار کیا اور بلوچون نے علم دآشوب اٹھایا تو بادشاہ عالمگیر نے شاہزادہ
محمد معظم عرف بہادر شاہ کو لاہور مین اس مہم کے لیے مامور کیا اوسوقت
کمال الدین خان کے نام فرمان صادر کیا کہ تم شاہزادہ
موصوف کی خدمت مین فوراً حاضر ہو تمھارے منصب کے لایق جو خدمت ہوگی
وہ شہزادہ تجویز کرکے سپرد کریگا اور اس سے مابدولت کو مطلع کریگا شاہزادہ
نے لاہور مین لشکر کی فراہمی کے لیے توقف کیا اور وہان جابجاے لشکر جمع
ہونے لگا چنانچہ کمال الدین خان بھی حسب الحکم شاہزادہ کے پاس گئے اونکے
متعلق جو شیر افگن[1] خان کو خدمت دیگئی تھی سپرد ہوئی جب کل امرا جمع ہوگئے اور
لشکر کا انتظام پورا ہوگیا تو ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۱ ہجری کو شہزادہ محمد معظم ملتان کو روانہ ہوا
اور ملتان مین اوسکا بیٹا شہزادہ معزالدین صوبہ دار مقرر کیا گیا اوسکے بعد شاہزادہ
نے وہان جاکر بلوچون سے مقابلہ کیا اور نہایت سخت مقاتلہ پیش آیا مخالف کا
غلبہ حد سے زیادہ ہوگیا تھا مگر آخر کو خداوند کریم نے بادشاہی لشکر کو فتح عنایت کی
کمال الدین خان سرخرو ہوے بادشاہی فرمان اصلی آجتک موجود ہے جسکی
نقل تحریر کیجاتی ہے۔

[1] شیر افگن خان شاہوردی کے بیٹے اور نزور کے فوجدار تھے انکا منصب
ہزار و پانصدی ذات اور سترہ سو سوار کا تھا مگر وہ کسی وجہ سے خدمت مندرجہ فرمان
سے علحدہ کیے گئے اور بجاے انکے کمال الدین خان نہایت تحسین وقدر افزا مخاطبت
اس خدمت کے لیے مقرر کیے گئے۔

نقل فرمان عالمگیر بادشاہ بنام کمال الدین خان

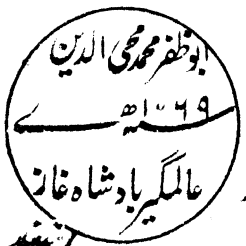

بموجب مسطور عمل منشور مطاع عمل نمایند

خانہ ادشجاعت شعار لایق المرحمت والاحسان کمال الدین خان نبو ازشن بادشاہی امید وار عاطفت

از انجا کہ قبل ازین خدمت متعلقہ او بشیر افگن خان مرحمت شدہ حکم گیتی

منقاد لازم الانقیاد نفاذی یابد کہ بعد رسیدن ابطالی خانمذکور باید کہ آن خانہ زاد بسلیل

استعجال بخدمت فرزند بجان پیوند برخوردار نامدار اعزار شد کامگار عالی نسب

والاتبار منظور نظر حضرت آفریدگار غرہ ناصیہ دین و دولت قرہ باصرہ ملک وملت

مہبط انظار عنایت مطلع انوار مرحمت ظل جلیل القدر منبع الشان عظیم المنزلت رفیع

المکان المحفوظ بہ حفظ بہ الحافظ الکلام المتمسک بہ سنن محمد معظم بہادر شاہ کہ برفتن

دار السلطنت لاہور مامور شدہ بہ شتابد و جمعے کہ آن قابل الاحسان بہ آورد نشان

آستان فلک نشان ملک پاسبان براہ بندگی درگاہ آسمانجاہ مامور بود آن فرزند اعز

ارشد تجویز مناصب درخور حالت ورتبت آنہا خواہد نمود برطبق آن معروض مقدس

اقدس خواہد گردید۔ نوزدہم ذی القعدہ سال چہلم از جلوس والا تحریر یافت۔

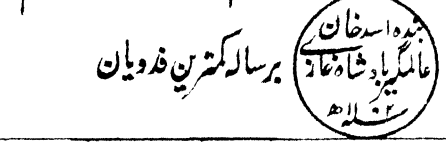

برسالہ کمترین فدویان

تاریخ اخبار محبت مین ہے کہ جب اورنگ زیب نے ۵۱ برس فرمانروائی ۹۰ برس کی عمر مین ۱۱۱۸ھ کو احمد نگر مین عالمگیر نے رحلت کی مرنے سے چند روز پہلے وصیت نامہ بھی لکھا تھا اور سلطنت کا یہ انتظام کیا تھا کہ چھوٹے بیٹے محمد کام بخش کو جو بہت پیارا تھا صوبہ بیجاپور و گلکنڈہ مرحمت فرمایا اور اپنے روبرو رونگی کا حکم دیا اور محمد اعظم کو صوبہ مالوہ کی صوبہ داری عطا کی اور حکم دیا کہ میرے پاس سے وہ جاوے اور ہر منزل مین دو روز قیام کرے تاکہ دونہوجاوے اور لشکر مین غدر نہ پڑجاوے اور پاس رہنے سے شاہجہان کا معاملہ پیش نہ آجاوے اور مجھے گرفتار نکرے القصہ شاہزادی زینت النسا بیگم کے لکھنے سے باپ کے انتقال کے بعد اعظم شاہ راستہ سے واپس آگیا اور ۱۴ روز ماتم مین رہا اسکے بعد تخت پر بیٹھا اور محمد معظم جو سر حد کابل پر تھا باپ کے مرنیکی خبر سنکر تخت نشین ہوا۔ سلطان معظم کے کئی فرزند تھے جسمین دو شاہزادے خجستہ اختر جہاندار شاہ اور رفیع القدر اسکے پاس تھے اور بڑا بیٹا اسکا محمد معزالدین جہاندار شاہ صوبہ ملتان کا حاکم تھا اور منجھلا بیٹا عظیم الشان پٹنہ عظیم آباد کا صوبہ دار تھا سلطان معظم نے محمد اعظم کو لکھا کہ تم بموجب تقسیم پدری کے مملکت دکن پر قبضہ کرو عالمگیر نے اعظم شاہ کے لیے کل جنوبی و مغربی ملک معہ دکن کے تجویز کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ آگرہ کو وہ دارالسلطنت بنالے اور سلطان معظم شمالی و مشرقی صوبون پر قبضہ کرکے دلی کو دارالخلافت مقرر کرے مگر سلف کا قول دو بادشاہ دراقلیم نگنجند مشہور ہے محمد اعظم احمد آباد سے گوالیار ہوتا ہوا آگرہ آگیا اور اسکے آنے سے پیشتر ہی سلطان معظم معہ بیٹون کے آگرہ مین داخل ہوچکا تھا طرفین سے جان توڑ جسکا تذکرہ اوپر ہوچکا ہے لڑائی ہوئی شاہزادہ اعظم جو نہایت شجاع تھا اور اپنے مقابلہ مین بھائی کی حقیقت نہین سمجھتا تھا کام آیا اسکے بعد سلطان معظم مستقل بادشاہ ہوا۔

یہ واقعہ ۱۰ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو بعد وفات عالمگیر کے پیش آیا عالمگیر کی کل اولاد نو تھی جسکی تفصیل یہ ہے۔

محمد اعظم ۱۲ شعبان ۱۰۶۳ھ کو دلرس بانو بیگم کے بطن سے جو شاہنواز خان صفوی کی بیٹی تھی پیدا ہوا تھا نہایت قابل و شجاع تھا عالمگیر اسکو مصاحبے بدل کہا کرتا تھا اسکا تابوت اکبر آباد بھیجا گیا تھا۔

کرکے انتقال کیا ہے تو اسکے بیٹون مین تخت کے لیے خانہ جنگی ہوئی ایک

بقیہ صفحہ ماقبل کام بخش ۱۰ رمضان ۱۱۱۸ھ کو اودے پوری بائی کے بطن سے پیدا ہوا حافظ کلام اللہ خوشنویس تھا باپ کے انتقال کے دو برس کے بعد باہمی محاربہ دکن مین مارا گیا۔

محمد معظم رجب ۱۱۱۳ھ مین نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوا انتہا علم حدیث مین اسکو قدوۃ المحدثین کہتے تھے حافظ قاری خوش الحان تھا عربی ایسی فصیح بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے نہایت دیندار رحیم دل فیاض بادشاہ تھا اسکے عہد مین بڑی امن رہی پانچ برس حکومت کی لاہور مین سرکشوں کی تنبیہ کو گیا تھا ستر برس کی عمر مین ۱۱۷۱ھ کو انتقال کیا جوار قطب صاحب مین مدفون ہوا۔

محمد سلطان شاہزادہ محمد اکبر زیب النسا بیرسہ باپ کے حیات مین انتقال کر گئے تھے سلطان معظم کے بعد اسکے چار بیٹون مین تخت کے لیے باہم جنگ ہوئی مگر معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ ہوا مگر نالائق نکلا ۱۱ مہینے چند روز سلطنت کرنے کے بعد فرخ سیر بن عظیم الشان بادشاہ ہوا وہ بھی چھ برس تین مہینے ۱۱ روز حکومت کرنے پایا تھا کہ سادات بارہہ نے مار ڈالا اور مقبرہ ہمایون مین دفن کیا گیا اور اسکی جگہ پر مرزا رفیع الدرجات بن رفیع الشان بہادر شاہ کو تخت پر بٹھلایا مگر وہ تین مہینے حکومت کرکے بیس برس کی عمر مین دق کے مرض مین مر گیا جسکے بعد حسب وصیت اسکے اسکا بھائی شمس الدین رفیع الدولہ تخت نشین کرایا گیا مگر وہ بھی چند ماہ سلطنت کرکے اوریما ہو کر مر گیا اسکے بعد روشن اختر عرف محمد شاہ رنگیلے جو خجستہ اختر جہانشاہ بن بہادر شاہ کے فرزند تھے تخت پر بیٹھے یہ بڑے رنگیلے نکلے عیش و غفلت مین تخت سلطنت کو کھو دیا نادر شاہ نے حملہ کیا دہلی کو قتل و لوٹ سے برباد کر ڈالا جس سے پھر دہلی نہ سنبھلی ۲۹ سال ۸ ماہ حکومت کرکے سادات بارہہ کا خاتمہ کیا اور آپ بھی لاہی جنت ہوئے اسکے بعد برائے نام بادشاہ مغلیہ ہوتے رہے روز بروز تنزل ہوتا رہا احمد شاہ نے جلوس کیا مگر کمزوری بڑھتی گئی مرہٹون کا غلبہ ہوا احمد شاہ ابدالی کے محاربے ہوئے چھ سال تین ماہ حکومت کرکے احمد شاہ بھی سدھارے بعدہ عزیز الدین عالمگیر ثانی نے ۵ سال آٹھ ماہ حکومت کی اسکے بعد سلطان علی گوہر شاہ عالم ثانی نے ۴۵ سال سلطنت کی انکے بعد اکبر شاہ ثانی ۳۱ سال برائے نام قلعہ مین حکمران ہوئے کمپنی انگریزی مسلط تھی انکے بعد ۱۲۵۳ھ مین سراج الدین بوظفر بہادر شاہ نے جلوس کیا اور ۱۲۷۴ھ مین بالزام بغاوت ۱۸۵۷ء کے رنگون بھیج دیے گئے اور اسطرح پر سلطنت تیموریہ کا خاتمہ ہو گیا۔

طرف سے شاہزادہ محمد اعظم شاہ عالیجاہ معہ اپنے لڑکونکے اور دوسری طرف سے
شاہزادہ محمد معظم شاہ عالم المخاطب بہ بہادر شاہ معہ اپنے بیٹونکے فوجین لیکر آیا
اور نہایت سخت مقابلہ ہوا شاہزادہ محمد معظم جو ولیعہد اور خلف اکبر تھا اوسکی
طرف کمال الدین خان بھی شریک تھے اور خانموصوف کے ساتھ
اُنکے بھائی بھتیجے بھی موجود تھے پیشتر میدان جنگ مین اعظم شاہ کے دونون شہزادے
والاجاہ اور بیدار بخت گولون سے کام آئے جسپر اعظم شاہ نے اکاہ پر درد دل
سے کھینچی اور کہا کہ اب کچھ لطف زندگی کا نہین ہے یہ کہکر مرنے پر کمر باندھی اور ایسے
متواتر حملے کیے کہ برادر مخالف کی صفین لوٹ دین قریب تھا کہ غلبہ پاکر فتح اُسکو
حاصل ہو مگر نیرنگی تقدیر سے دوسرا واقعہ پیش آگیا عین ہنگامہ مین ایک آندھی سیاہ
ایسی اوٹھی جس سے تمام عالم مین تاریکی چھاگئی اور ہوا کا رخ اعظم شاہ کی فوج کیطرف
پیدا ہو گیا اسلیے اوسکے جو تیر پھینکا جاتا تھا وہ خود انھین کیطرف پھر آتا تھا
سلطان معظم کی فوج نے غیبی امداد سمجھی اور اعظم شاہ کی فوج کو پتھرون اور گولیون کی
بارھ پر رکھ لیا مرتضےٰ خان و مصطفےٰ خان پسران فتحمحمد خان یعنے
ولیہ خان کے پوتون نے اور کمال الدین خان کے دیگر چچیانون نے گھوڑے
اُٹھائے اور اعظم شاہ کی فوج مین گھس گئے اور ایسے پیہم حملے کیے کہ قیامت برپا کردی
فتح خان جو ولیہ خان کے عزیز تھے زخم کھاکر سرنگون ہوے محمد اعظم شاہ
کو دایرہ مین گھیر لیا اور تیرون کا مینھ برسانا شروع کیا اعظم شاہ نے بھی چار ترکش
تیرونکے خالی کر دیے جسکے تیر تاک کر مارتا تھا وہ جوان خاک پر گر جاتا تھا
اسحالت مین تیسرا شاہزادہ چودہ برس کا جو باپ کے پاس ہاتھی پر عماری مین

بیٹھا تھا وہ بھی تیر سے زخمی ہوا اعظم شاہ نے خود اسکے بدن سے تیر نکالا اور کہا کہ نو نظر سر جھکا کر لیٹ جا مگر وہ شیر بچہ رانی نہوا اور بدستور بیٹھا رہا اعظم شاہ نے کثرت زخمون سے پیاس کی شکایت کی فیلبان نے صراحی پیش کرنا چاہی مگر شہزادہ نے کہا کہ وقت اسکا نہین تینے مین شہزادہ کا فیلبان بھی گولی کھا کر گر گیا محمد اعظم نے خود اشارہ سے ہاتھی ہانکا اور بمشکل نہ ہارا ناگاہ ایک بندوق کی گولی شاہزادہ محمد اعظم کی پیشانی پر لگی اور اسکے ساتھ اسکی روح پرواز کر گئی اسکے بعد بہادر شاہ کی فتح ہوئی شادیانے بجائے گئے سلطان محمد معظم نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اپنے باپ کا دیا ہوا خطاب بہادر شاہ اختیار کیا جن سرداروں نے اس معرکہ مین جانبازی کی تھی وہ سب خلعت و ترقی منصب سے سرفراز ہوے علی الخصوص سادات بارہہ اور خاندان دلیر خان جو شریک غالب تھا سرفراز کیے گئے اس معرکہ مین سات اشخاص دلیر خان و بہادر خان کی نسل سے شریک تھے کمال الدین خان اور انکے ساتھ عزیز خان و مرتضے خان و مصطفے خان و بہادر خان و حیات خان وغیرہ تھے اور انھون نے جانستان

سلہ درین گرمی ہنگامہ باد تند از طرف جنود کہ مقابل فوج عالیجاہ بود بر خاست عرصہ عالم تاریک گردید تیر کہ سپاہ عالیجاہ می انداختند ہم آنہا میرسید سپاہ بہادر شاہ ظہور این لطیفہ غیبی را از امداد آسمان دانستہ مخالفان را بہ تیر و تفنگ و بان فرو گرفتند خصوصاً مرتضے خان و مصطفے خان و دیگر افغانان برادران و بنابر دلیر خان اولے حقوق تربیت یافتہ قدیم را بظہور آوردہ اسپہ را جولان کردہ بقول عالیجاہ رسید حشر و نشر قیامت برپا ساخت و فتح خان برادرزادہ دلیر خان زخم سرخروئی برداشت صفحہ ۱۹۰ تاریخ اخبار محبت تذکرہ جنگ پسران عالمگیر۔

حملہ کیے تھے ہر ایک کو خلعت و منصب سے سرفرازی حاصل ہوئی اس جنگ
مین جو کمال الدین خان وغیرہ کے متعلق تذکرہ ہے وہ عبارت ہم یہان پر نقل کیے
دیتے ہین بعد مقتول شدن اعظم شاہ شاہ عالم بہادر شاہ
بر تخت سلطنت نشست درین جنگ اکثر فدویان جانبازی
نمودہ خصوصًا سادات دلاوران بارہہ و سرداران افغانان
مثل کمال الدین خان و مرتضے خان و عزیز خان خان بہادر خان
وجیہات خان بدرجۂ تردد مردانہ کردہ ہفت کس سرداران
نامی از نسل دلیر خان و بہادر خان بکار آمدند ہر یکے بخطاب
و باضافہ منصب سرفراز نمودہ۔

نواب کمال الدین خان کا شاہ آباد کی تکمیل کرنا

یہ تو دلیر خان کے تذکرہ مین ہم لکھ چکے ہین کہ دلیر خان کے بعد و نیز عدم موجودگی
مین جو شاہ آباد کی آبادی کا انتظام ہوا ہے وہ کمال الدین خان کی ذات سے
ہوا عمارات کی تعمیر ہر ایک محلہ دار کو اراضی کی تقسیم معاملات شاہ آباد کی بادشاہ
سے عرضداشت یہ سب کام انھین نے کیے بعض کاغذات جو زمانہ آبادی میانکی اجارات
سرکار سے دیے گئے ہین انکی نقل یہانپر بطور نمونہ کے تحریر کیجاتی ہے اور بعض
اسناد جو انکی طرف سے قابل لذکر اشخاص کو ملے وہ علیحدہ انکے تذکرہ مین بھی شامل کیے گئے ہین

نقل سند منجانب کمال الدین خان بنام اسمعیل خان مورخہ بست و چہارم شہر رمضان المبارک سنہ ۹۷ھ مطابق سنہ ۳۰ جلوس والا

متصدیان حال و استقبال پرگنہ شاہ آباد امیدوار بودہ بدانند۔
موازی بست و یک بیگہ پختہ اراضی افتادہ لایق آبادی در سواد قصبہ مسطور من ابتدائے فصل خریف سال و سنہ ف برائے سکونت و آبادی رعایا بنام ملک اسمعیل خان قوم افغان امن زی از سابق تا حال بر فاقت ہمراہی اینجانب صبر و تحمل و دلاوری بکار بردہ لہذا معہ فرزندان مقرر و معاف نمودہ شد باید کہ اراضی مذکور پیمودہ و چک بستہ حد حدود جدا ساختہ بقبض و تصرف مشار الیہ واگذارند کہ سکونت و آبادی ورزیدہ در شعار تہورانہ سرگرم و ہوشیار باشند بوجہی من الوجوہ معترض و مزاحم نشوند بہر امور مرجوعہ لازمہ غور و رجیمانہ لازم دارند در ینباب تاکید مزید دانستہ حسب السطور عمل آرند۔
اسکے متعلق ایک حکمنامہ بھی کمال الدین خان کیطرف سے اہلکاران بڑی ڈیوڑھی کے نام صادر ہوا تھا کہ الماس امین دین محمد مردہ وسیو کرائے کارکن و کاشی رام وپچو پچند اراضی پیمایش کرکے اور چک باندھ کرکے اسمعیل خان اور انکے فرزندون کو زمین بنا بر آبادی کے دیوین چنانچہ اس حکم کی اہلکارون نے تعمیل کی حدود مین دیوانخانہ شمشیر خان شمالی حد مین واقع ہے مہرین وغیرہ پڑی ہوئی ہین۔

نقل سند بنام تاج خان منجانب نواب کمال الدین خان

بادشاہ عالمگیر خانہ زاد کمال الدین خان

متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ شاہ آباد امیدوار بودہ بدانند قطب خان و بالا خان و سلطان خان و تاج خان قوم افغان مہمند درسرکار آمدہ التماس نمودکہ مایان بموجب ایماے وارشاد نواب صاحب قبلہ مرحوم مغفور برائے سکونت و آبادی جائیکہ تجویز فرمودہ موافق آن در مکان معہودہ آبادی داریم لیکن از باعث شرکت قصبہ برادران دیگر بروانہ مکان آبادی خود از سرکار میخواہیم الحال موافق اظہار نامبردہ موازی چہل بیگہ اراضی پختہ مع حدود اربعہ موافق آبادی قدیم از سرکار صادر شدہ باید کہ بخاطر جمع تمام معہ فرزندان در مکان مذکورہ آباد بودہ باشند و گلہ ہے متصدیان سرکار از اراضی مذکور مزاحم و معترض نشوند درینباب تاکید مزید دانستہ حسب المرقوم بعمل آرند للگہ پختہ

شرق — غرب — جنوب — شمال

حدود ہورہ دیوان پاخان — حدود ہورہ محلہ مقرب خان — حدود محلہ باقرزی شرقی — حدود ہورہ محلہ بازید خیلان

تحریر فی التاریخ بست و پنجم شہر صفر

اسیطرح بازار شاہ آباد کا بھی انتظام عمل مین لایا گیا ہے پیشتر نواب دلیر خان نے میلو چودہری کو پچاس بیگہ اراضی دیکر چودھرایت پر مقرر کیا تھا اسکے بعد کمال الدین خان نے بازار دلیر گنج اور رستونکی چودھرایت جمال خاصخیل کو عنایت کی ہے اسکے بعد دیوان مبارک کو دیگئی ہے دیوان مبارک پیشتر متصدی تھے مگر ترقی کرکے نواب سردار خان کے نائب ہوگئے تھے بعد انتقال دیوان موصوف کے

چودھرایت امنکے فرزند اعظم خان کو دیگئی تھی دیوان مبارک کیطرف سے انکا گماشتہ
نرنجن داس کلوار کام کرتا تھا اور ایکسو پچاس روپیہ سالانہ اونکا محصول ادا کیا
جاتا تھا بعد انتقال نواب کمال الدین خان کے انکے فرزند نواب سردار خان
اور پوتے نواب شیر انداز خان نے یہ چودھرایت محمد دلاور محمد نصیر محمد جعفر کو جو
اعظم خان کے ورثا تھے عنایت کی ہے اسکے بعد بازار کا انتظام محمد قادر داد خان
کو جو دیوان مبارک کے نبیرہ تھے سپرد کیا گیا ان سب کے کاغذات سوقت
پیش نظر رہیں۔

نقل سند چودھرایت بنام دیوان مبارک منجانب نواب کمال الدین خان

متصدیان مہمات حال و استقبال شاہ آباد بعنایت امیدوار بودہ بدانند۔
چون خدمت چودھرای دلیر گنج و گذرہا از تغیر حال خاصیل معتمد الخدمت مبارک
مقرر و مفوض فرمودہ شد باید کہ خدمت مامورہ را از حسن سلوک بہ استی و درستی تبقدیم
رسانند تا جمعورا نام و مہاجنان و بیوپاریان کاسبان آنچنان سلوک بکار بردہ کہ
روز بروز آبادانی شہر بوقوع آید و متنفسے را از خود متفرق تشفی نگرداند و مطابق معمول
از عمل دستور قابض و متصرف بودہ باشند درینباب تاکید دانستہ حسب السطور عمل
آرند شہر ربیع الثانی سنہ ۳۲ جلوس والا قلمی گشت مطابق سنہ ۱۱۸۸ھ
اسیطرح سنہ ۳۲ جلوس عالمگیری مین جب درگا ساہ دین اسلام سے مشرف
ہوا ہے اور اسکا نام محمد حسین قرار پایا ہے تو نواب کمال الدین خان نے اپنے
علاقہ مین اسکو چودھری قانونگو مقرر کیا ہے پیشتر اسکے میسن رائے و امرائے چودھری تھے

اور بیربل و دھرمداس قانونگو تھے مگر وہ کارگذار نہ ثابت ہوے لہذا بجاے انکے راجہ درگا سہاے کا تقرر ہوا اور چالیس موضع انکے سپرد ہوے انیس[19] موضع اور دو چکڈیوڑھی کے متعلق تھے اور اکیس موضعات علاقہ ایکوان کے تھے۔

سند چودھرائی و قانونگوئی علاقہ بنام راجہ درگا سہاے منجانب نواب کمال الدین خان

متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ شاہ آباد تابع سرکار خیر آباد منصاف صوبہ اودھ بدانند چون مہیس رام و امراے چودھریان و بیربل و دھرمداس قانگویان پرگنہ مذکور بغایت مجہول و ناکارہ بودند و در سرانجام کار و امور متعلقہ رسیدن نتوانستند و رعایا و برایا محال مذکور از دست بدسلوکی آنہا ہمیشہ نالش و واویلا میکردند بنابران نظر بر سرآمد کار و رفاہیت رعایا داشتہ مشار الیہا از خدمت چودھرائی و قانونگوئی و محال مسطور برطرف ساختہ راجہ درگا سہاے کہ از سعادت ابدی بشرف اسلام مشرف شدہ باسم محمد حسین موسوم گردیدہ او را چودھری و قانونگوئی پرگنہ مرقوم نمودہ شد باید کہ مشار الیہ را چودھرائی و قانونگوئی مستقل دانستہ معاملہ تشخیص و تحصیل باستصواب او نمودہ باشند و طریق مومی الیہ اینکہ خدمات متعلقہ خود را بر آتی و درستی بتقدیم رسانیدہ و انچہ کفایت سرکار و آبادانی محال و افزونی مال رو منصہ ظہور آید ساعی و مجتہد باشد و رعایا و برایا از معاش حسنہ و حسن سلوک خود راضی و شاکر دارد و دستور عہدۂ خود موافق استمرار از سواے مال سرکار از رعایا متصرف بودہ

در لوازم سہ براہ کاری و دولتخواہی کوشدہ و در نیاب تاکید دانستہ حسب المسطور
بعمل آرند تحریر فی التاریخ نہم ربیع الثانی سنہ ۳۳ جلوس والا۔

شرح ضمن۔ خدمت چودہرای و قانونگوئی پرگنہ شاہ آباد سرکار خیرآباد از تغیر
مہیس رام در امرائے چودہریان بیرول و دہرداس قانونگویان اجہ رکاسہا نام
کہ از سعادت ابدی شرف اسلام مشرف شدہ باسم محمد حسین موسوم گردید مقرر شد

محال	اصلی	داخلی	موضع از اصل در آبادی قصبہ
اللہ موضع ۲ چک	۲ موضع ۲ چک	لہ	شاہ آباد
حویلی متعلقہ ۲ موضع ۲ چک اصلی ۲ داخلی		ایگوان لہ اصلی سے داخلی	
تھوک داندو	تھوک	تھوک امرو	اصلی للہ داخلی
آغاپور	پڑھوان	پوروہ	سرائے
تھوک چاند	خان پور	رسولپور	کوئیان
کندھرپور	مگیاوان	نصیرپور	چٹھو
ہرولی	بندہا	ایگوان	سرائے رانا ک
فتح پور	ہری		

کھلیا اصلی سے داخلی للہ

کرنامو بھگایوان روپاپور کہنہ خواجہ کلان بیجہا نرسیامئو

بتاریخ ۹ ربیع الثانی سنہ ۳۳ نقل بدفتر رسید

محمد مراد — جلال الدین — کارپردازان ڈیوڑھی نوابصاحب

مہر — مہر

شاہ آباد کی عمارت

جن عمارتون کی بنیاد نواب دلیر خان نے ڈالی تھی وہ سب کمال الدین خان نے تیار کرائین عمارتین عالیشان ومستحکم ہین کہین پر کوئی بات بقاعدہ نظر نہین آتی یہ بات بھی لایق بانیونکی امارت ونفاست اور معمارون کی دستکاری ثابت کرتی ہے بڑی ڈیوڑھی اسکی عمارت پتھر اور اینٹ کی تھی مصالحہ کی خوبی وعمدگی کا یہ عالم ہے کہ آج قریب ڈھائی تین سو برس کے زمانہ گذرا مگر جو حصے اسکے باقی ہین وہ آجتک بدستور پایہ مستحکم کھڑے ہوے ہین اکثر مکانات کے قطعات بہت خوبصورت بنائے گئے تھے بعض مکانون کی بنیاد جو کھودی گئی تو پانی کی سطح تک پائی گئی تمام محلات مین پانی چوبرجی کے کنوین سے پہونچایا گیا تھا اندر قلعہ کے دیوان خانہ اور موتی محل بارہ دری وغیرہ نہایت نفیس قطعے تیار کرائے گئے تھے صحن مکان مین حوض پانی کے لبریز رہا کرتے تھے زیر پھاٹک پائین باغ کا ہرا بھرا منظر پیش نظر رہتا تھا کرسی کی بلندی شہر کے دیگر مکانونکے بالاخانہ کے سطح کے برابر تھی دو پھاٹک جو جنوبی وشمالی تھے پتھر وچونہ سے بنائے گئے تھے اور بڑی اونچی دیوار سے بڑی ڈیوڑھی کا احاطہ گھیرا گیا تھا بازار کیطرف جو پھاٹک تھا اسپر سیڑھیان بنائی گئی تھین بارہ دری جو باہر اور اندر دونون جانب کے منظر کی نشستگاہ تھی وہ بہت خوشنما عمارت تھی افسوس کہ گردش زمانہ سے انکی اولاد نے وہ سب عمارتین کھود ڈالین اب صرف حمام باقی ہے جسکے اندر کے بیل بوٹے باوجود اس خستگی وہ کثافت کے ابتک اپنا رنگ وروغن اور آب وتاب

دکھلا رہے ہین صدہا برس سے نہ کسی نے مرمت کرائی نہ صاف کیا گیا مگر اپنے استحکام سے ابتک بدستور بنا ہوا ہے کہین ایک قطرہ نہین ٹپکتا یہ کل عمارت کڑے کی تھین اب تخمیناً لاکھ روپیہ سے کم مین صرف حمام جسمین تین درجے ہین تیار نہین ہو سکتا۔

نواب دلیر خان کا مقبرہ

یہ مقبرہ شاہ آباد کے شمال کی جانب واقع ہے نیچے کا حصہ چونے اور اینٹ اور کنکر سے اور بالائی حصہ سرخ پتھر سے تعمیر کرایا گیا ہے یہ عمارت نہایت شاندار ہے مضبوطی اور پتھرونکے نقش و نگار کے اعتبار سے فی زمانہ لاجواب ہے تیسرا حصہ جو سب سے بلند تھا اور جسکے اوپر کلس چڑھا ہوا تھا زلزلہ سے گر گیا مگر دوحصے اوسکے ابتک باقی ہین جب پورا بلند تھا تو شام کیوقت اسپر بعض اشخاص چڑھکر شاہجہانپور کے چراغ دیکھا کرتے تھے چھت جو کڑے کی ہے اسکی مضبوطی کا اندازہ اسبات سے کرنا چاہیے کہ بالائی حصہ سے ہزار ہا من کا اسپر گرا ہے مگر وہ ذرہ بھر نہ ٹوٹی اور ایک قطرہ پانی کا نہ ٹپکا اوپر کے درجہ مین جو سنگ سرخ پر بیل بوٹے بنائے ہین انکے جال و درخت ایسے دلکش ہین کہ جنکے دیکھنے سے نظر کو تازگی اور دل کو شگفتگی حاصل ہوتی ہے اس مقبرہ کے متعلق گزیٹیر مصنفہ ایچ ارنول سی آئی سی۔ ایس مین لکھا ہے کہ مقبرہ کا گنبد اب گر گیا ہے یہ بھی مثل جامع مسجد کے مسطح کنکر ونکے ٹکڑونسے بنایا گیا ہے اور بالاخانہ کی دیوار و نیز مثل تاج محل کے سنگ سرخ کا نفیس کام ہے

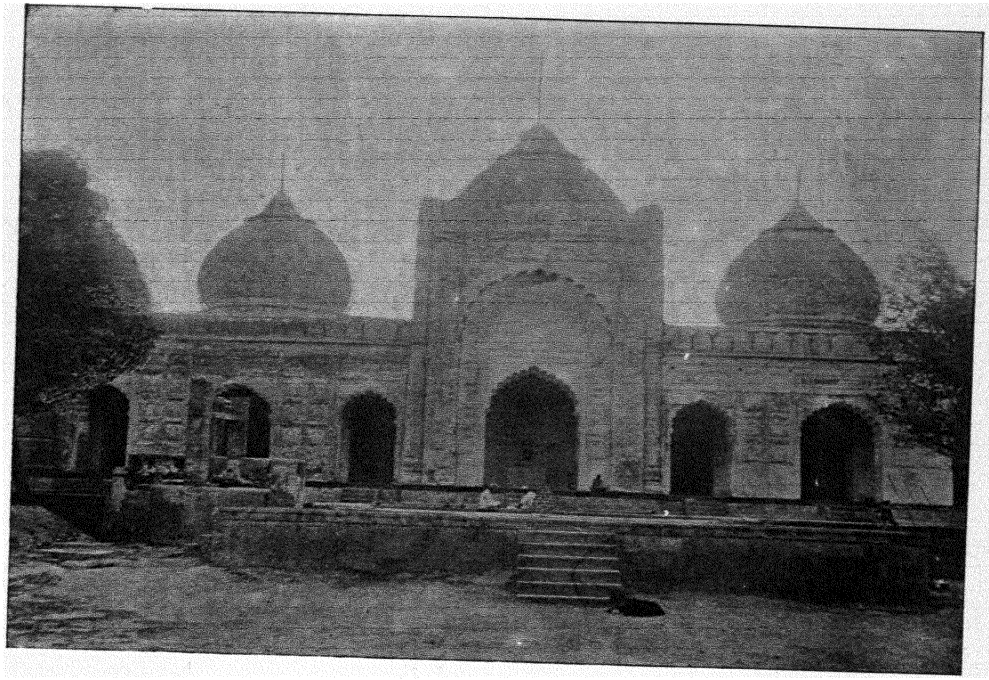

جامع مسجد شاہ آباد

اب یہ مقبرہ آثار قدیمہ مین داخل ہوگیا ہے تیرہ ہزار روپیہ اسکی مرمت کے لیے گورنمنٹ سے عنایت ہوا جس سے مرمت کرائی گئی مگر اتنی بڑی عمارت کے لیے یہ رقم کیا کام دیسکتی ہے کم از کم پچاس ہزار روپے اسکی درستی کے لیے کافی ہوسکتے تھے اس مقبرہ کے سالانہ مصارف کیلیے شاہ عالم بن اورنگ زیب نے ایک موضع سرائے کنکو معاف کیا تھا اور اسکی معافی کا پروانہ بھی تحریر کیا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ موضع بھی مثل دیگر جاگیرات کے ضبط ہوگیا اسکا پروانہ محمد امین خانصاحب اختیار پوری نے صید شاہ بریلوی کی معرفت نواب کلب علیخانصاحب والی رامپور کی خدمت مین پیش کرایا تھا اور یہ امید تھی کہ نوابصاحب صوف کی رئیسانہ فیاضی و قدردانی سے اس مقبرہ کی از سر نو مرمت ہوجائیگی اور عمارت اپنے اصلی لباس سے جلا پائیگی لیکن محرومی قسمت سے کچھ ایسی پیچیدگی پیش آئی کہ وہ آرزو پوری نہوئی اور نواب خلد آشیان خلد برین کو روانہ ہوگئے اور اتفاق وقت سے اسکا پروانہ بھی وہین رہگیا راقم نے حصول پروانہ کے لیے کوشش کی مگر ریاست کے دفتر مین وہ بے پتہ ہوگیا ہے اور نہ دستیاب ہوسکا۔

جامع مسجد شاہ آباد

یہ عمارت ماشاء اللہ بہت اچھی حالت مین ہے کسی امداد کی محتاج نہین نہایت وسیع عالیشان مستحکم خوشنما مسجد ہے قصبات کا تو کیا ذکر بڑے بڑے شہرون مین بجز شاہی مساجد کے ایسی خوبصورت شاندار مسجد نظر نہین آتی جامع مسجد ہی کا نقشہ در شاہجہانی معمارونکی بنائی ہوئی ہے اسکے ہر سہ جانب غلام گردش کی کوٹھریان

ہین اور اوتر کیطرف حمام ہے پورب اور دکن کی کوٹھریان بازار حسین گنج مین شامل ہوگئی ہین اور انسے آٹھ نوسو روپیہ سالانہ کی آمدنی کرایہ مین حاصل ہوتی ہے اس ترمیم و آمدنی کے باعث حاجی محمد حسین خانصاحب بندپوری ہین جو ایک نیک نیت و مخیر رئیس شاہ آباد مین گذرے ہین یقین ہے کہ اس کوشش حسنہ کا اجر حقتعالی انکو عالم آخرت مین عنایت کریگا۔

آجکل اس مسجد کے پس پشت ایک گنج تعمیر ہو رہا ہے اور اسکے بانی خان بہادر حکیم خادم حسین خان رئیس اختیارپور ہوے ہین اور وہ اپنی خوش تدبیری و انتظامی لیاقت سے اس کام مین مستعد و سرگرم رہتے ہین انشاء اللہ یہ گنج اگر تیار ہوگیا تو انجمن اسلامیہ جامع مسجد کو بہت فائدہ پہونچے گا مسجد کی موجودہ آمدنی انجمن اسلامیہ اور مسلمانان شاہ آباد کے زیر انتظام ہے پیش امام موذن مدرسین مدرسہ اسلامیہ کی تنخواہون اور مرمت مسجد مین صرف ہوتی ہے اس مسجد کے لیے بھی شاہ دہلی نے ایک موضع جمالپور معاف ہوا تھا جو مسجد کے مصارف کیلیے وقف تھا مگر افسوس کہ وہ بھی ضبطی مین ہے اصلی فرمان ابتک موجود ہے جسکی نقل درج ذیل ہے۔ جامع مسجد کے مینار ناتمام رہجانے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ کمال الدین خان کا انتقال ہوگیا اور یہ عمارت پوری نہین ہوسکی کتبہ کی جگہ بھی خالی ہے چھ لاکھ ان ہر سہ عمارات یعنے بڑی ڈیوڑھی و مقبرہ نواب امیر خان و جامع مسجد کا پونے تین لاکھ روپیہ ہے جو اسوقت پانچ لاکھ مین بھی تیار نہین ہوسکتین کیونکہ پہلی سی اشیاء کی ارزانی اور مزدوری کی کمی اسوقت مین کہان ہے۔

نقل فرمان معافی موضع جمالپور بنام بر جامع مسجد شاہ آباد پنجاب

شاہ عالم بن عالمگیر بادشاہ دہلی

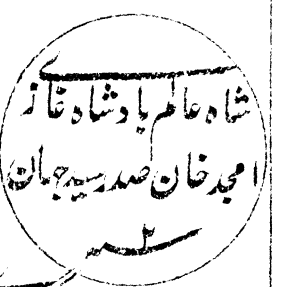

لما شتہا جاگیرداران کروریان حال و استقبال پرگنہ پالی سرکار خیر آباد
مضاف بصوبہ اودہ بدانند۔

بموجب فرمان عالیشان بندگان حضرت بادشاہ زمین و زمان خلیفہ معدلت نشان ذریعہ
امن و امان سبب آسایش عالمیان ظل ظلیل ایزد متعال سریلند دادار بیمثال مظہر اتم رحمت
رحمت آفریدگار بانی مبانی جہانبانی مشید قوانین گیتی ستانی خلافت پناہ ظل مرحوم
بست و نہم جمادی الثانی سنہ جلوس و الا موضع جمالپور تہ شاہ آباد عملہ پرگنہ مذکور
از ثلث خریف پارس دروبہ عرض امام و موذن و خطیب و صادر و وارد و مرمت
وغیرہ جامع مسجد بنا کردۂ دلیر خان مرحوم واقعہ قصبۂ شاہ آباد عملہ پرگنہ مسطور
حسب التضمن مقرر گشتہ باید کہ مطابق فرمان عالیشان عمل نمودہ موضع مسطور را بتصرف
آنہا باز گذارند و از جمیع وجوہ و عوارض مقام مرفوع القلم شمارند کہ حاصل آنرا صرف معیشت
نمودہ بوظائف دعا گوئی موافبت مینمودہ باشند و اگر در عمل دیگر چیزے داشتہ باشد
انرا اعتبار نکنند در بیاض قید غن دانستہ حسب المسطور العمل آرند نہم شعبان سنہ قلمی شدند

کیفیت بر پشت

شرح ضمن در وجہ خرچ امام و موذن و صادر و وارد و مرمت و غیرہ لوازمہ جامع مسجد بنا کردۂ دلیر خان مرحوم واقعہ قصبۂ شاہ آباد موضع جمالپور کونیہ شاہ آباد پرگنہ پالی سرکار خیر آباد مضاف بصوبہ اودہ از ثلث خریف بتاریخ یازدہم شعبان ۴۸ نقل بدفتر رسید۔ محمد صادق۔

نواب کمال الدین خان کی ذاتی لیاقت سے بڑی ڈیوڑھی اور ریاست کا ترقی پانا

کمال الدین خان اپنے سب بھائیون سے بڑے اور لایق تھے نہایت مہذب نازک مزاج دیندار انسان تھے علاوہ شجاعت کے مدبر و منتظم بھی تھے انکی تصویر سے بھی وجاہت اور شائستگی پائی جاتی ہے بعد اپنے والد ماجد کے یہ ہی منصبدار و صاحب اختیار ہوے ہین بادشاہی جاگیر بھی انھین کے نام بحال رہی بلکہ انھون نے بادشاہ عالمگیر سے درخواست کرکے اتنی بات اور بڑھوالی کہ تا بقاے نسل میرے وہ جاگیر کسی دوسرے امیر کی تنخواہ مین نہ دیجاوے چنانچہ اس امر کا فرمان بھی بادشاہ نے منظور کرکے عنایت کیا اودہ کے صوبہ دار ہونیسے بہت سے پرگنات انکے قبضہ مین تھے جنمین اکثر زر خرید تھے اور بعض از روے جاگیر و معافی کے آے تھے شاہ آباد اور اسکے گرد و نواح کے دیہات جو تعداد مین ساڑھے چودہ سو تھے انکے قبضہ مین تھے تاریخ اخبار محبت کے صفحۂ (۲۶۰) مین تحریر ہے

کہ نواب دلیر خان و بہادر خان کی اولاد کے پاس قریب تین ہزار مواضعات کے تھے اور اکثر خرید شدہ تھے پرگنہ پالی۔ سانڈی۔ سندیلہ۔ ملیح آباد سرہ باون برور۔ وغیرہ اور دیگر متفرق محالات جو صوبہ اودھ کے متعلق تھے و شیر انداز خان نبیرہ کمال الدین اور مرتضے خان ابن فتح معمور خان کے قبضہ مین تھے اور نواب بہادر خان کی اولاد کے قبضہ مین شاہجہانپور و پرگنہ کانٹ سرکار بدایون و دیگر محال تھے چنانچہ انکے علاقہ کے دھرے اور سرحد پر اکثر روہیلون سے تنازع رہا ہے ہم اس بیان کے ثبوت مین اخبار محبت کی بجنسہ الفاظ و عبارت یہانپر درج کرتے ہین

چون علاقہ دیہات زمینداری قریب سہ ہزار زر خرید
پیچندین لکھ روپیہ نواب دلیر خان و نواب بہادر خان
پسران و بنابر آنہا در سرکار بدایون و پرگنہ کانٹ و
محال کتھارو دکنہ و سنبا وغیرہ از روے حصہ رسدی کمال
الدین خان رسیدہ و پرگنات سانڈی و پالی و سندیلہ و ملیح آباد
و سرہ و باون و برورو دریاددو و دیگر دیہات متفرقات متعلقہ
صوبہ آودھ شیر انداز خان و مرتضے خان المخاطب بہ
فتح معمور خان در قبضہ میداشت۔

جبکہ تحصیل شاہ آباد مین بجز نواب کمال الدین خان کے کوئی اور حصہ دار اور جاگیردار نہ تھا تو سوائے بڑی ڈیوڑھی کے یہانکے جملہ دیہات کسکے قبضہ مین جاتے۔

بموجب الفرض سرکاری مین ہے کہ بعد انتقال نواب دلیر خان کے موروثی جاگیر سے جو شاہ آباد کے متعلق تھی نواب کمال الدین خان نے اپنے ہر ایک بھائی کو کچھ دیہات اور قصبہ کا ایک ایک محلہ اور ایک ایک بازار حسب تفصیل ذیل عنایت کیا تھا۔

نواب فتح محمد خان کو محلہ چوک اور بازار چوک اور موضع ایگوان معہ دیگر بارہ مواضعات کے دیے تھے۔

نواب چاند خان کو موضع بہری معہ بارہ مواضعات کے اور محلہ کھیرہ بازار شنبہ

نواب اللہ دیے خان کو موضع نوروز پور معہ بارہ مواضعات کے اور اندر قصبہ کے بیرو بازار، محلہ نالہ۔

نواب دلدار خان کو موضع باسط نگر معہ بارہ مواضعات کے اور بازار چہار شنبہ و محلہ زیر بنگلہ وکٹرہ۔

بموجب اس تقسیم کے ہر ایک بھائی اور اوسکی اولاد اپنے اپنے حصہ پر قابض رہی اسکے بعد کمال الدین خان نے اپنی جائداد بڑھانا شروع کی حکومت اور غمخواری سے ایک ریاست قائم کردی صدہا آدمی بڑی ڈیوڑھی کے علاقہ کے منتظم اور محافظ رہتے تھے۔

جب شاہ آباد کی آبادی قصبۂ انگئی سے تجاوز کرگئی اور محمد طاہر عامل نے محصول طلب کیا تو کمال الدین خان نے بادشاہ عالمگیر کیخدمت مین درخواست کی کہ پیشگاہ شاہی سے جو وطن کے لیے جاگیر انعام التمغا عنایت ہوئی ہے اور وہان شاہ آباد نام کا ایک شہر بسایا گیا ہے اور اسکے باشندے وہ ہی شرفا ہین جنکے آباؤ اجداد ہمراہ دلیر خان کے

*

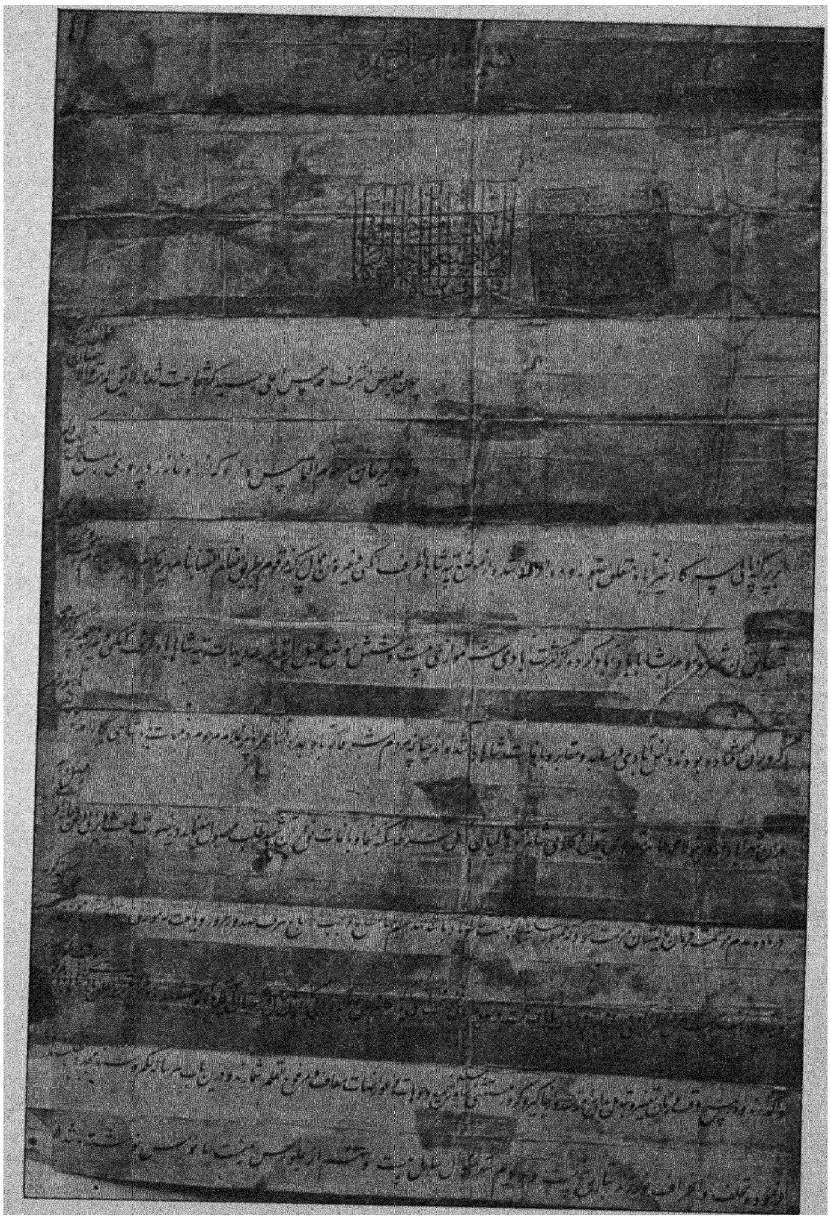

فرمان شاهي بنام نواب كمال‌الدين خان

مہمات شاہی مین کام آئے ہین کثرت آبادی سے چھبیس موضع جو قلیل الرقبہ اور افتادہ تھے وہ مساجد اور باغات اور قبرستان کے حدود مین آگئے ہین شہزادہ کا عامل محصول طلب کرتا ہے اور یہ صورت خانہ زاد کے وطن کی ویرانگی کی ہے اسپر بادشاہ نے حکم دیگر فرمان صادر کیا کہ جتنے دیدہ و دانستہ چھبیس موضع وسعت آبادی کے لیے علاوہ قصبہ اورینتیس مواضعات کے کمال الدین خان کو دیگر عنایت کیے مین کوئی عامل کسی طرح انسے مزاحم نہو اور اسکا فرمان ۹۶ھ کو نواب دلیر خان کے تصرف کے دو برس کے بعد مرحمت ہوا ہے جسکی نقل درج ذیل ہے۔

اور اسکے دو برس کے بعد جب نائب فوجدار خیرآباد نے سائر غروج کا جھگڑا اٹھایا اور اسکی شکایت کی عرضی بادشاہ اورنگ زیب کے حضور مین کمال الدین خان نے گذرانی تو اسپر بھی بادشاہ نے عدم مزاحمت کا حکم صادر کیا اور ہمیشہ کے لیے یہ جاگیر اوغین کی نسل و اولاد کے واسطے مخصوص کردی تھی۔ اسکا فرمان بھی آجتک بدستور رکھا ہوا ہے نقل جسکی منسلکہ کتاب ہذا ہے۔

نقل فرمان بادشاه عالمگیر بنام نواب کمال الدین خان

چون بعرض اشرف اقدس اعلی رسید که شجاعت شعار لائق المرحمة والاحسان کمال الدین خان ولد دلیر خان مرحوم التماس دارد که از راه خانه زاد پروری مبلغ شش لک دام پرگنه پالی سرکار خیر آباد متعلق بصوبه اودهه افزوده شده از موضع ته شاهاباد عرف انکئی وغیره من اعمال پرگنه مرقوم بطریق انعام التماس نام پیر غلام دلیر خان مرحوم بجهت وطن مرحمت شده بود مطابق آن شهر موسوم بشاهاباد آباد کرده از کثرت آبادی شهر موازی بست وشش موضع قلیل الرقبه مرزعه دیهات ته شاهاباد عرف انکئی وغیره علمه پرگنه مرقوم که دیران افتاده بودند داخل آبادی ومساجد ومقابر وباغات شاهاباد شده اند

چنانچه مردم شهر فاکه آبا و اجداد آنها همراه پیر غلام مرحوم در مهمات بادشاهی بکار آمده بودند تاهنوز دران شهر آباد اند درینولا محمد طاهر متصدی تیول وکلاے شاهزاده عالمیان از اهل حرفه سکنهٔ آنجا و باغات نواح آن شهر طلب محصول مینماید درینصورت باعث ویرانی وطن خانه زاد است انفضل وکرم درباره عدم مزاحمت فرمان عالیشان مرحمت شود که جمهور سکنهٔ آنجا بجمعیت خاطر آباد باشند لهذا حکم جهانمطاع واجب الاتباع شرف صدور عزورود یافت که موازی بست وشش موضع ملتمسه عمله پرگنه مذکور دیده و دانسته حسب التضمن در تعلق آبادی و مساجد و مقابر و باغات شاهابادم مرحمت فرمودیم احدی مزاحمت نرساند می باید که حکام و عمال و جاگیرداران و کروریان حال و استقبال بانحکم والا کوشیده مواضع ملتمسه را متعلق آبادی شاهابادم قوم بموجب مذکور الصدر واگذارند و در پنج وقت وزمان تغیر و تبدیل بدان راه ندهند و از جاگیر و کرور مستثنی شناسند و از جمیع وجوهات و عوارضات معاف و مرفوع القلم شمارند و درین باب هر ساله حکم و سند مجدد نطلبند و از فرموده تخلف و انحراف نورزند. بتاریخ بست و دویم شهر شوال بست و نهم از جلوس میمنت مانوس نوشته شد.

بجانب پشت پروانه

شرح یادداشت واقعه بتاریخ روز پنجشنبه هفتم شهر جمادی ۲۸ سنه جلوس معلے موافق سنه ۹۶ هجری

بر ساله مؤتمن الدوله العلیه معتمد السلطنة الیه عمده وزراے رفیع الشان زبده خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال ناصح و مناصح دولت و اقبال شایسته انواع عنایت سزاوار

اصناف مرحمت جمدة الملک مدار المهام اسد خان و نوبت واقعه نویس کمترین بندگان
درگاه خلایق پناه محمد شفیع قلمی میگردد که بموجب التماس شجاعت شعار لایق المرحمت
والاحسان کمال الدین خان ولد دلیر خان مرحوم بعرض مقدس معلی رسید که مبلغ
شش لک دام بر پرگنه پالی سرکار خیر آباد متعلق بصوبه اودهه افزوده شد از مواضعه
شاه آباد عرف انکئی وغیره من اعمال پرگنه مرقوم بطریق انعام التمغا بنام پرغلام
دلیر خان مرحوم بجهت وطن مرحمت شده بودند مطابق آن در آنجا شهر موسوم بشاه آباد
آباد کرده از کثرت آبادی شهر موازی بست و شش موضع قلیل القریه مزرعه دیهات
مذکور وغیره عمله پرگنه مرقوم که ویران افتاده بودند داخل آبادی و مساجد و مقابر و باغات
شاه آباد شده اند چنانچه مردم شرفا که آبا و اجداد آنها همراه پرغلام مرحوم در مهمات بادشاهی
بکار آمده بودند تا هنوز دران شهر آباد اند و رینولا محمد طاهر متصدی تیول وکلای شاهزاده
عالمیان از اهل حرفه سکنه آنجا و باغات آن نواح شهر محصول طلب مینمایند و رینصورت
باعث ویرانی وطن خانه زاد است از فضل و کرم و رأفت عام مراحمت فرمان عالیشان
مرحمت شود که جمهور سکنه آنجا بجمعیت خاطر آباد باشند حکم جهانمطاع واجب الاتباع
صادر شد که موازی بست و شش موضع ملتمسه مزرعه تهٔ شاد آباد عرف انکئی وغیره عمله پرگنه
مرقوم دیده و دانسته و تعلق آبادی و مساجد و مقابر و باغات شاه آباد مرحمت فرمودیم
بموجب تصدیق یادداشت قلمی شد۔

شرح بخط موتمن الدوله العلیه معتمد السلطنة البهیه عمده وزرای رفیع الشان زبده خوانین
بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال ناهج مناهج دولت و اقبال شائسته انواع عنایت سزاوار
اصناف مرحمت جمدة الملک مدار المهام اسد خان آنکه داخل واقعه نمایند شرح بخط

واقعہ نویس آنکہ مطابق واقعہ است شرح بخط مؤتمن الدولۃ العلیہ معتمد السلطنۃ البہیہ عمدہ وزرائے رفیع الشان زبدہ خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال ناصح مناصح دولت و اقبال شائستہ انواع عنایت سزاوار اصناف مرحمت جمدۃ الملک مدار المہام اسد خان آنکہ بعرض مکرر رسانند شرح بخط قابل التربیت والاحسان شریف خان انکہ بتاریخ بست و ہفتم شہر رمضان المبارک سنہ ۲۹ مکرر بعرض مقدس و معلے باین شرح بخط مدار المہام اسد خان آنکہ فرمان عالیشان قلمی نمایند۔

ے موضع از اصل بتصدیق منہائی نسخہ دیوان صوبہ اودھ

از تہ شاد آباد حرف انکی			ے موضع از اصل	
تھوک اندو	کھانڈی	تودھک پور	شہباز پور	مومن پور	نظام پور
موضع	موضع	موضع	موضع	موضع	موضع
بہادر پور	محی الدین پور	مہیس پور	یوسف پور	چودھری پور	کمال الدین پور
موضع	موضع	موضع	موضع	موضع	موضع
تھوک دھرمکدہ	جالب پور کھوکھل	جوگی پور	کنھر پور	دلیر پور	نمرے پور	مہوری
موضع	موضع	موضع	موضع	موضع	موضع
جالب پور ہالس	بی بی پور کھاسی	بی بی پور اودیکر	گلگر گھٹہ	ملک پور
موضع	موضع	موضع	موضع	موضع
از تہ ایگوان				ے موضع از اصل
سورا پور	جنک پور	کرم اللہ پور		

بر رسالهٔ مؤتمن الدولهٔ العلیهٔ معتمد السلطنهٔ الهیه عمده وزرای رفیع الشان زبدهٔ امرای بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال نابج مناهج دولت و اقبال جمدة الملک ارالمهام اسخان و نوبت واقعه نویسی محمد شفیع.

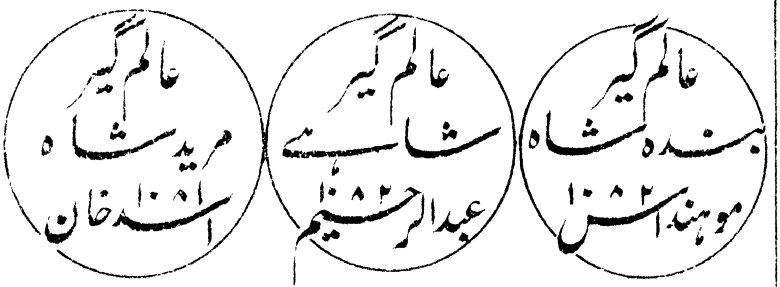

نقل فرمان بادشاه عالمگیر بنام نواب کمال الدین خان

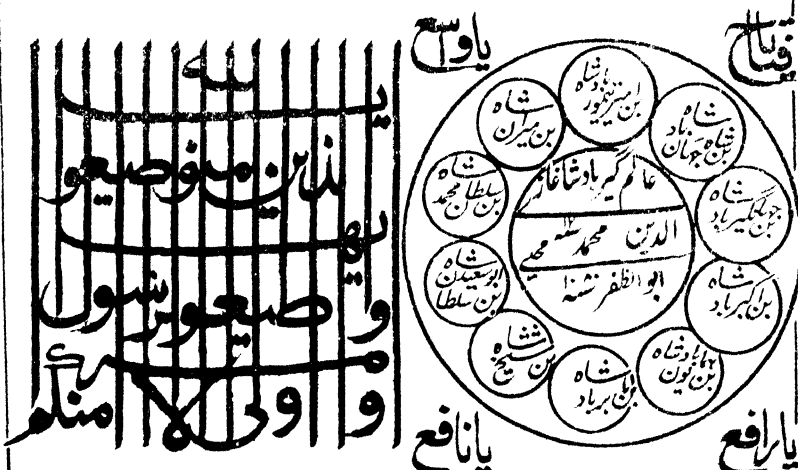

چون بعرض اشرف اقدس اعلی رسید که شجاعت شعار لائق المرحمة والاحسان کمال
الدین خان ولد دلیر خان مرحوم التماس دارد که مبلغ شش لک دام از پرگنه شاه آباد
در بست سرکار خیر آباد متعلق بصوبه اودهه که از راه خانه زادپروری بطریق محال وطن
بجاگیر خانه زاد مرحمت شده از وقت آبادی پر غلام دلیر خان مرحوم احدی از فوجداران
سرکار خیر آباد بعلت پیشکش واخذ سرکار وغیره ابواب ممنوعه که معفوه بارگاه والاست
مزاحمت نرسانده در نیولا نائب فوجدار سرکار خیر آباد مزاحمت میرساند درینصورت
باعث ویرانی محال وطن خانه زاد است از فضل وکرم درماده عدم مزاحمت پیشکش
وسایر وغیره وتنخواه پرگنه مذکور تا بحیات بجاگیر خانه زاد وبعد آن تا بقائے نسل فرزندان
خانه زاد بجاگیر دیگرے تنخواه نشود فرمان عالیشان مرحمت شود لهذا حکم جهانمطاع
واجب الاتباع شرف صدور وعزور ودیافت که پرگنه شاه آباد مذکور در بست تا بحیات
بجاگیر خان مشار الیه وبعد آن تا بقائے نسل فرزندان او بجاگیر دیگرے تنخواه نشود
واحدے بعلت پیشکش واخذ سائر وغیره ابواب ممنوعه که معفوه بارگاه والاست
بوجه من الوجوه مزاحمت نرساند می باید که فرزندان کامگار ووزرائے صائب رائے
کفایت شعار وناظمان وفوجداران حال واستقبال در استمرار واستقرار احکم والا کوشیده پرگنه
مذکور تا بحیات بجاگیر خان مشار الیه وبعد آن بجاگیر فرزندان او ظهراً بعد ظهر ونسلاً بعد
نسل وبطناً بعد بطن مقرر شناسند ودر هیچ وقت وزمان تا بقائے نسل او بجاگیر دیگرے
تنخواه ندهند واز جمیع وجوهات وعوارضات معاف ومرفوع القلم شمرند واز فرموده تخلف
وانحراف نورزند - بتاریخ هفتم شهر ربیع الثانی سال سی ویک از جلوس میمنت مانوس
نوشته شد -

جانب پشت پروانہ

شرح یادداشت واقعہ بتاریخ روز جمعہ بست وہفتم شہر رمضان المبارک سنہ ۳۱ جلوس
مقدس موافق ۹۸۰ھ مطابق ۱۰۱۰ اردی ماہ الہی - برسالہ موتمن الدولۃ العلیہ معتمد السلطنۃ
البہیہ عمدہ وزرائے رفیع الشان زبدۂ خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال ناج صنایع
دولت واقبال شایستہ انواع عنایت سزاوار اصناف مرحمت عمدۃ الملک
مدار المہام اسد خان و نوبت واقعہ نویسی کمترین بندگان درگاہ خلایق پناہ غلام علی
قلمی میگردد کہ بموجب التماس شجاعت شعار لایق المرحمۃ والاحسان کمال الدین خان
ولد دلیر خان مرحوم بعرض مقدس معلے رسید کہ مبلغ شش لک دام پرگنہ شاہ آباد
دربست سرکار خیر آباد متعلق بصوبہ اودھ کہ از راہ خانہ زاد پروری بطریق محال وطن بجاگیر
خانہ زاد مرحمت شدہ از وقت آبادی پرگنہ غلام دلیر خان مرحوم احدی از فوجداران
سرکار خیر آباد بعلت پیشکش واخذ سائر وغیرہ ابواب ممنوعہ کہ معفوہ بارگاہ والاست مزاحمت
نرسانندہ درینولا نائب فوجدار سرکار خیر آباد مزاحمت میرساند درینصورت باعث ویرانی
محال وطن خانہ زاد است از فضل وکرم در مادہ عدم مزاحمت پیشکش وسائر وغیرہ ابواب
ممنوعہ وتنخواہ پرگنہ مذکور تا بحیات بجاگیر خانہ زاد وبعد آن تا بقلے نسل فرزندان خانہ زاد
بجاگیر دیگرے تنخواہ نشود فرمان عالیشان مرحمت شود حکم جہانمطاع عالم مطیع صادر شد
کہ پرگنہ شاہ آباد مذکور دربست تا بحیات بجاگیر خان مشار الیہ وبعد آن تا بقلے نسل
فرزندان وبجاگیر دیگرے تنخواہ نشود واحدے بعلت پیشکش واخذ سائر وغیرہ کہ ابواب
ممنوعہ معفوہ بارگاہ والاست بوجہ من الوجوہ مزاحمت نرساند بست وہفتم شہر رمضان المبارک سنہ ۳۱ جلوس والا
بموجب تصدیق یادداشت قلمی شد

شرح بخط معتمن الدولة العلیه معتمد السلطنة الیه عمده وزراے رفیع الشان زبدهٔ خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک ومال ناهج مناهج دولت واقبال شایسته انواع عنایت سزاوار اصناف مرحمت جمدة الملک مدار المهام اسدخان آنکه داخل واقعه نمایند.

شرح بخط واقعه نویس آنکه مطابق واقعه است شرح بخط معتمن الدولة العلیه معتمد السلطنة الیه عمده وزراے رفیع الشان زبدهٔ خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک ومال ناهج مناهج دولت واقبال شایسته انواع عنایت سزاوار اصناف مرحمت جمدة الملک مدار المهام اسدخان بعرض مکرر رسانده شرح بخط قابل التربیت والاحسان شریف خان آنکه بتاریخ بست وهفتم شهر محرم الحرام سنه ۳۱ جلوس مبارک مکرر بعرض مقدس وملی باین شرح بخط مدار المهام اسدخان آنکه فرمان عالیشان قلمی نمایند

بیت لک دام پرگنه شاه آباد محال وطن دربست

برساله معتمن الدولة العلیه معتمد السلطنة الیه عمده وزراے رفیع الشان زبدهٔ خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک ومال ناهج مناهج دولت واقبال انواع عنایت سزاوار اصناف مرحمت جمدة الملک مدار المهام اسدخان ونوبت واقعه نویسی تمام علی.

سرکار کالنجر میں کمال الدین خان کو جو جاگیر عنایت ہوئی تھی اسکا فرمان جو ملا تھا اسکی نقل یہانپہ تحریر کیجاتی ہے۔

نقل فرمان بادشاہ عالمگیر بنام نواب کمال الدین خان

چودھریان وقانونگویان ومقدمان ومایا ومزارعان پرگنہ سہدہ سرکار کالنجر صوبہ الہ آباد بدانند کہ

چون مبلغ ہفت لک وشصت ہزار دام از پرگنہ مذکور از تغیر چاند من ابتدائے خریف تحاقوی ئیل مطابق ضمن بجاگیر رفعت وشجاعت پناہ کمال الدین خان مقرر گشتہ باید کہ مالواجب وحقوق دیوانی را از قرار واقع دراین موافق جہان ومعمول بخان مشارالیہ جواب میگفتہ باشند وازیچ حسابے وصلاح وصوابدید خان مومی الیہ بیرون نروند بتاریخ ۲۵ ربیع الاول سنہ ۳۷ جلوس اقبال مانوس قلمی گشت

جانب پشت پروانہ

مقررہ ضمن باسم کمال الدین خان از پرگنہ سہدہ سرکار کالنجر صوبہ الہ آباد از تغیر چاند کہ از ثلث ربیع بجاوی سل تا بباقی ابتدائے فصل خریف بجاقوی سل مرحمت شد

نواب کمال الدین خان کی بیوی

بیگم صاحبہ سندر خان کی صاحبزادی تھیں نہایت لایق و منتظم بیوی تھیں انھیں کے فرزند سردار خان تھے کمال الدین خان کی رحلت کے بعد عرصہ تک یہ زندہ رہی تھیں انکے پاس اکثر شاہ آباد کی شریف بیویاں جو دردمند ہوتی تھیں جاکر استغاثہ کرتی تھیں اور یہ انکی دلجوئی کرکے فریاد کی طرف توجہ کرتی تھیں چنانچہ شیخ محمد مہدی صاحب کی بہو بھی جب اپنے بیٹے عبدالرزاق کے ظلم سے تنگ آئیں تو نواب کمال الدین خان کی بیوی کے پاس آگئیں تھیں اس عرصہ میں نواب سردار خان انکے صاحبزادہ بھی انتقال کرچکے تھے مگر یہ زندہ تھیں کاغذات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

اکثر معاملات ریاست میں انکی مداخلت تھی بعض کاغذات انکی مہر کے راقم کی نظر سے گذرے ہیں ۱۲۷۰ھ تک انکی حیات کا زمانہ ایک باغ کے بیعنامہ سے بالمکاز زخریدے ہے ثابت ہوتا ہے۔

منجملہ دیگر کاغذات کے ایک بیعنامہ انکے نام کا ناظرین کی آگاہی کیلیے ہم درج کرتے ہیں

نقل بیعنامہ بنام اہلخانہ نواب کمال الدین خان

اقرار معتبر صحیح شرعی نمودند مخبران باسم و نسب خود ہا ہریک شیخ غلام معین الدین خان عرف شیخ غلام محی الدین ولد شیخ غلام قطب الدین و شیخ قمر الدین و شیخ ظفر الدین و شیخ کریم الدین و مسماۃ نجیب النسا و مسماۃ جان بی بی ابنان و ابنات دانشور خان عرف شیخ محمد غوث بن شیخ محمد رضا بن شیخ عبداللہ و مسماۃ رابعہ خانم است بنت حاجی

محمد حسین بن حاجی محمد اسمٰعیل و مسماۃ بی بی گلاب بنت شیخ ولی محمد و مسماۃ بی بی راجی بنت شیخ محمد زمان ولد شیخ محمد داؤد زوجہ ہائے دانشور خان مذکور فی حال بصحیح اقرار ہم شرعاً بدیں وجہ کہ منتقرین مذکورین مبلغ پانصد روپیہ محمد شاہی جید تمام وزن کہ نصف آن دو صد پنجاہ روپیہ موصوفہ میشوند از وجہ قیمت یک قطعہ باغ پختہ کہ موازی آن دو نیم پختہ زمین پختہ معہ یک دھنہ چاہ معہ اشجار ہا ثمرہ و غیر ثمرہ و محدود است بدیں حدود اربعہ متعینہ ذیل

شرقی ۔۔۔ شمالی ۔۔۔ غربی ۔۔۔ جنوبی

آن متصل است بباغ محمد رفیق آن ملکی است بباغ بھولیخان آنطرف است بباغ میر امان اللہ آن پیوستہ است بشارع عام

بعض بزمین باغ مذکور

بر ذمہ مسماۃ پیار بی بی ولد سندر خان بن جلال خان والدہ امارت پناہ محمد سردار خان زوجہ رستم خان طلب داشتم آنرا تمام و کمال مبلغ مذکور گرفتہ درست و تصرف خود آوردم بعد آن ہیچ حقے و دعوے و خصومتے بوجہے من الوجوہ و بسببے من الاسباب نیست و نماندہ بنابر آن اینچند کلمہ بطریق قبض الوصول وجہ بتلے محدودہ مذکورہ را نوشتہ دادیم کہ ثانیاً حال سند باشد کہ عند الحاجت بکار آید و کان ذلک بمحضر المسلمین تحریراً فی التاریخ بست و ششم شہر محرم سنہ ۱۲۶۱ جلوس والا مطابق سنہ ۱۲۴۷ھ

العبد	العبد	العبد	العبد	العبد
غلام محی الدین ولد دانشور خان مرحوم	قطب الدین ولد دانشور خان	قمر الدین بندہ درگاہ	ظفر الدین بندہ درگاہ	بی بی جیونی بندہ درگاہ
گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
عصمت اللہ فدای جیلانی	عبد الباقی	درویش محمد	خیر اللہ	شیخ محمد طاہر

نواب کمال الدین خان کی زخریدار اعیان دہلی میں اشرتھین منجملہ ان حقیقت سند موضع نہرولہ جو نواب دلیر خان نے خرید کیا تھا اور جسکا بعینا تذکرہ دلیر خان میں منقول ہو چکا ہے اسکی صورت حال نواب کمال الدین خان نے لکھائی ہے اور اسکی تصدیق باشندگان دہلی سے کرائی ہے جسکی نقل یہانپر تحریر کیجاتی ہے۔

نقل صورتحال مولعلی۔ بادشاہ عالمگیر

چون کتمان شہادت موجب اثم است

لہذا سوال میکند و گواہی میطلبد کمال الدین خان ابن دلیر خان بن دریا خان از ہر یک مسلمان ذوی الاحترام و مشایخ کبار و عظام و علمائے دین متین از اہل اسلام و زمینداران و سکان و احالی و موالی **موضع نہرولہ معمولہ حویلی دارالخلافت شاہجہان آباد** کہ بر ہر یک پیشیانیان روشن و مبرہن است کہ یکقطعہ معلومۃ الحدود کہ واقع است در موضع مذکور و محدود است بدین حدود اربعہ مسطورہ و مشتمل بر حویلی پختہ و خام و چاہ و خانہاء متحرفہ

شرق ـــــ غرب ـــــ جنوب ـــــ شمال ـــــ

آن پیوستہ است بدیوار قلعہ کہنہ آن ملزق ست بباغ سرکار خاصہ شریفہ آن متصل است بہ بعضے بہ بزرگ و شاہی آن ملاصق ست بمحلے بحویلی سید مہر

باجنا گرہین صراف وبعضے بقبرستان عام بن سید مرتضے بن سید قطب

کہ حق ملکیت امارت پناہ دلیر خان مغفرلہ بموجب خط شرائی کہ از املاک آنہا خریدہ بندہ بحضور جماعہ شہود و عدول و بمہر شریعت پناہ قاضی حبیب اللہ قاضی شاہجہان آباد و بمہر اقضی القضاۃ شیخ الاسلام قاضی لشکر ظفر اثر حضرت ظل ظلیل سبحان ہبہ نمودند و بندہ

در مجلس نقد ہبہ قبول کرد و بموجب آن ہر قطعہ زمین مزبور متصرف گشتہ ہر ہر کس ظاہر و باہر است و بر ایشان اطلاع و آگاہی داشتہ باشد اشتہاد ہے خود دلیل خط نویسد یا نویسانند کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور خواہد شد و کان ذلک فی التاریخ احد من عشر رمضان المبارک سنۃ الف و سبع ثمانین من الہجرۃ النبوت و صلعم۔

گواہ شد	گواہ شد
انچہ در متن مسطور ست بیان واقعہ است بندہ درگاہ	مکند اس ابن موہند اس چودھری و قانونگو
بیداس ولد مکنداس چودھری و قانونگو دار الخلافہ	شاہجہان آباد

نواب کمال الدین خان کی وفات

افسوس ہے کہ نواب صاحب مرحوم کی وفات کا سنہ کہین نظر سے نہین گذرا لیکن انکی حیات کا زمانہ جو کاغذات سے ثابت ہوتا ہے اسکا یہ حساب ہے سنہ ۱۸ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۰۸۵ ہجری مین وہ اورنگ زیب کیطرف سے شاہزادہ محمد معظم کی خدمت مین کسی مہم کے لیے لاہور بھیجے گئے ہین جسکا فرمان آجتک موجود ہے اور وہ اوپر درج ہو چکا ہے اور سنہ ۱۱۰۹ ہجری تک اونکی زندگی تاریخ اخبار محبت سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس سنہ مین وہ عالمگیر بادشاہ کے انتقال کے بعد جو باہمی شہزادون مین تخت کے لیے جھگڑا ہوا تھا شریک و موجود تھے اسکے علاوہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری تک بڑی ڈیوڑھی کے کاغذات سے بھی انکی حیات پائی جاتی ہے چنانچہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری مین انکی جانب سے محمد دلاور کو خدمت امانت و فوجداری کی دیگئی ہے اور اسی طرح سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین بازار دلیر گنج کی چودھرایت کی سند محمد حسین خاصیخیل کو دیگئی ہے اور ایک حکمنامہ

محمد مبارک کے نام چوبیس بیگہ اراضی پیر محمد کو سرائے رانک مین عنایت ہوئی ہے
اسکے متعلق موجود ہے اور وہ نواب صاحب کا دستخطی مہر شدہ حکمنامہ راقم کی نظر
سے گذرا ہے غرضکہ ان کاغذات سے ۱۱۲۱ھ تک انکی زندگی ثابت ہوتی ہے
لیکن اسکے بعد کا کوئی کاغذ جو انکی مہر کا ہو خاکسار کی نظر سے نہین گذرا بلکہ ۱۱۲۵ھ ہجری
مین انکے صاحبزادہ محمد سردار خان کی مہر کے کاغذات دیکھے جاتے ہین اسلیے ثابت
ہوتا ہے کہ نواب کمال الدین خان نے ۱۱۲۴ھ ہجری کے آخر زمانہ مین یا ۱۱۲۵ھ
کے شروع زمانہ مین انتقال فرمایا ہے کیونکہ کسی رئیس کا کوئی بیٹا اپنے باپ کی حین
حیات اپنی مہر مین بادشاہ کا خانہ زاد ہونا نہین تحریر کرتا ہے ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۲۹ھ
کو ایک تملیک نامہ ایک مکان کا سید احمد صاحب گیلانی نے اور ایک اقرار نامہ اونکے
صاحبزادہ سید محمد صالح صاحب نے اپنی والدہ یعنے گل بیگم صاحبہ کے نام تحریر کیا ہے
اور سمین گل بیگم صاحبہ بنت کمال الدین خان مرحوم تحریر کیا ہے جس سے اچھی طرح
تحقیق ہوگیا کہ وہ ۱۱۲۴ھ ہجری تک زندہ تھے اور اسکے بعد انکا انتقال ہوگیا ہے

نواب کمال الدین خان کی اولاد

نواب صاحب کی اولاد مین محمد سردار خان اور ایک صاحبزادی گل بیگم صاحبہ تو بالاتفاق
ثابت ہین لیکن بعضونکو فرزندون اور انکے نامونمین اختلاف ہے نہال الدین و جمال الدین
خان کے متعلق بعض کہتے ہین کہ یہ لاولد فوت ہوگئے اسیوجہ سے انکا نام بعد
کمال الدین خان کے جائداد وغیرہ مین نہین لکھا گیا مگر موضع اترچی پرگنہ پالی کے
بیعنامہ مین جو ۱۱۲۵ھ ہجری کو انکے کارندہ نور محمد کے ذریعہ سے تحریر ہوا ہے اسمین

جمال الدین خان خلف نواب کمال الدین خان لکھا ہوا ہے دوسرے بازار جمال خان بھی انکے نام سے آباد ہوئی ہے جس سے انکا نواب صاحب موصوف کی اولاد مین ہونا پایا جاتا ہے کیونکہ جب تک یہ خانزادہ نہوتے تو معمولی خاصخیل وخانہ زاد کیطرف سے بازار بسانا اور پھر چودھرایت کا دیا جانا عمل مین نہ آتا اسیطرح نہال الدین خان کے نام سے نہال گنج آباد ہونیکا معاملہ ہے اس سے نہال الدین خان کا رئیس زادہ ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے جسطرح کہ سردار گنج نواب سردار خان کے نام سے اور سعادت گنج نواب سعادت خان کے نام سے آباد ہوے اسیطرح بازار جمال خان جمال الدین خان کے نام سے اور نہال گنج نہال الدین خان کے نام سے بسلے گئے ہون اور یہ بھی ممکن ہے کہ نواب کمال الدین خان کی ڈیوڑھی مین کوئی مقرب خانہ زاد اسنام کے ہون واللہ اعلم ایک جمال نام خاصخیل بھی جسکے متعلق چودھرایت گنج و بازار کی ہے کاغذات مین پایا جاتا ہے اور ایک کاغذ مین جمال الدین ولد حسین خاصخیل کا نام بھی تحریر ہے جسکی اہلیہ محمد معروف کی دختر تھی اور اسکے اہلیہ کے نام عیسگہ اراضی کا معافی نامہ بھی محمد سردار خان کیطرف سے تحریر ہوا ہے بعض کاغذات مین محمد یار خان بھی کمال الدین خان کی ولدیت مین لکھے ہوے ہین نواب صاحب کی دوسری دختر کا نام خیر النسا بیگم تھا

نواب کمال الدین خان کا مقبرہ معروف بہ قدم رسول

نواب صاحب نے اپنا مقبرہ جسجگہ پر کہ سرائے بنوائی تھی تعمیر کرایا تھا اسی کے قریب محلہ والدہ جو انکی والدہ ماجدہ کی ذات سے منسوب ہے آباد کیا گیا تھا اب یہ مقبرہ شفاخانہ سرکاری کے محاذ مین پچھم کیطرف لب سڑک واقع ہے

چونکہ کمال الدین خان کی قبر پر بجاے تعویذ کے قدم رسول مقبول صلعم کا نصب ہے
اسوجہ سے یہ مقبرہ قدم رسول کے نام سے مشہور ہے اس مقبرہ کی عمارت بہت
خوشنما ہے چار دیواری کے وسط مین ایک کرسی دار چبوترہ پر مقبرہ بنایا گیا اور گنبد
قایم کیا گیا ہے اسکے ارد گرد برآمدے ہین اور درمیان والے حصہ مین خاص مزار
ہے جسکی دیوارونمین جالیان اور دروازے لگے ہوے ہین پچھم کیطرف اوسکے
مسجد ہے مقبرہ کے اطراف مین باغ نصب تھا تیس برس پیشتر اس مقبرہ کی حالت
بہت اچھی تھی حاجی محمد امین خانصاحب حاجی محمد حسین خانصاحب اختیار پوری نے
بڑی ڈیوڑھی سے لیکر اسکی صفائی و درستی کرائی تھی اور بہت اسپر توجہ رکھتے تھے
ازسرنو باغ نصب کرایا تھا مسجد و مقبرہ کے ہرے بھرے باغ مین ہر سال ربیع الاول
مین مجالس میلاد شریف کی منعقد ہوا کرتی تھین اندرون احاطہ کے مسجد بھی آباد تھی مگر
اب کئی سال سے اسکی حالت قابل توجہ ہوگئی ہے کئی جانب سے مقبرہ کی عمارت
کے گوشہ ٹوٹ چکے ہین ایک بے تمیز کاشتکار نے اوسکے ستونون سے جانور باندھکر
کثافت وغیرہ سے صحن کو خراب کیا تھا افسوس کہ جس مقبرہ کی خاک اہل نظر اور
صاحب ارادت کے لیے کل الجواہر سے زیادہ رتبہ رکھتی تھی اور وہ جگہ کہ جہان محبوب
خدا کا قدم جو کائنات کا سرتاج ہو موجود ہو ایسی عدم توجہی سے ڈال رکھا جاے نہایت
بے ادبی و بدنصیبی کی بات ہے۔ اس قدم مبارک کے آنیکا شاہ آباد مین یہ قصہ ہے
کہ جب نواب کمال الدین خان سے کوئی بڑی مہم سر ہوئی تو بادشاہ نے خوش ہوکر کہا تھا
کہ جو مانگوگے وہ پاؤگے اسموقع پر نواب صاحب نے بادشاہ عالمگیر سے عرض کیا
کہ سامان دنیا تو حضور کی بدولت سب حاصل ہے مگر اب عالم آخرت اور بادشاہ

دین مین سرخروئی حاصل کرنا چاہتا ہون قدم حضور سرور عالم صلعم جو ملک عرب سے
آیا ہے اسکے پانیکی آرزو رکھتا ہون چنانچہ حسب التماس انکے وہ انکی تمنا پوری کیگئی
اور قدم مبارک مرحمت فرمایا گیا کمال الدین خان یہ نعمت عظمے اور دولت کبرے حاصل
کرکے باوضو اپنے سر پر رکھ کر ہاتھی پر سوار ہوے اور نہایت ادب سے شاہ آباد لاے
یہان اکر اپنی اولاد کو وصیت کی کہ جب مین مرجاؤن اور میری نعش قبر مین دفن ہو
تو یہ قدم پاک میری قبر پر سینہ کے محاذ چسپان کیا جاے تاکہ خدا کے روبرو میرے
لیے ذریعہ نجات ہو۔

اسموقع پر دو باتین قابل الذکر ہین اول یہ کہ قدم مبارک کے وجود کے متعلق کچھ کتب
صحیحہ مین اسناد بھی مرقوم ہین یا نہین دوسرے یہ کہ کتب مستند مین روایات صحیحہ
ثقہ راویون سے اگر منقول ہین تو یہ قدم مبارک جو شاہ آباد مین موجود ہے اصل ہے
یا نہین اور اگر اصلی ہے تو اسکی عظمت اور تعظیم سے کیون نہ برکت حاصل کیجاے
امر اول کے متعلق تو متکلمین و محققین نے تواتر کے ساتھ مفصل طور پر بحث کی ہے
اور اسکے وجود کو احسن طور پر ثابت کیا ہے کہ حضور سرور عالم کا یہ معجزہ تھا کہ پاے مبارک
کے نیچے پتھر مثل موم کے نرم ہوجاتا تھا اسبارہ مین مولوی عبدالحکیم صاحب دہلوی
نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب کے فرزند اور مولانا قاسم صاحب کے شاگرد اور
نبیرہ تھے ایک رسالہ ہدیۃ الحرمین عربی و اردو مین تصنیف کیا ہے اور اسپر علماے
حرمین یعنے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی مہرین ثبت ہین اسکے علاوہ راقم نے اور مستند
کتب و مہاجرین حرمین شریفین سے بذات خاص بھی ثبوت فراہم کیا ہے۔

شفاء قاضی مین ہے کہ لم یوت نبی معجزۃ الا وعند نبینا مثلھا او ما ھو ابلغ منھما ۱۲ الخ

یعنے کسی نبی کو ایسا کوئی معجزہ نہین عطا کیا گیا مگر وہ معجزہ یا اس سے زائد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کیا گیا ہو قرآن شریف مین خود خداوند کریم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قدم مبارک کے متعلق کہ انکا نشان سخت پتھر پر بنگیا تھا ارشاد فرماتا ہے تو حضرت سرور کائنات کے قدم کے نقش پتھر پر بنجانا بقاعدہ کلیہ ثابت ہے اور یہ بات آپ کی ذات کے لیے کوی بڑی فضیلت کی نہین آپ تو سید المرسلین و افضل المخلوقات ہین جملہ خلایق پر تمام صفات مین خداوند کریم نے آپ کو فوقیت بخشی ہے اس سے بڑھا ہوا آسمان پر شق القمر کا معجزہ آپ سے ظہور مین آیا ہے تو پھر پتھر کا نرم ہوجانا آپ کے پاے مبارک کے نیچے کون بڑی حیرت کی بات ہے جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب انموذج اللبیب فی خصایص الحبیب مین اپنے استاد مصنف سیرت شامی سے لکھا ہے کہ جب جناب رسالتمآب پتھر پر چلتے تھے تو نقش و نشان قدم مبارک کے اوسپر بنجاتے تھے اور نظم الدرر مین مرزا جان برکی نے اسبارہ مین یہ تحریر کیا ہے کہ جب آنحضرت پتھر پر چلتے تھے تو ضرور اسپر اثر ہوجاتا تھا اور حافظ عبداللہ دمشقی نے مولد انوار مین اس امر کو باین عبارت نقل کیا ہے کہ حضرت کے قدم کے نقش کا معجزہ مجکو نہایت شہرت کے ساتھ پہونچا ہے شاید منکر معجزہ نے کتب سیر کو نہین دیکھا۔ اور محمد عبدالعزیز خلال نے قائم قرطبی کی تصدیق سے بیان کیا ہے کہ پتھر پر نقش قدم کا معجزہ بالتحقیق ثابت ہے اور اسکو تمام محققین نے اپنی اپنی تصنیفات مین ثقہ راویون سے نقل کیا ہے جو لوگ اس معجزہ پر اعتراض کرتے ہین وہ جاہل ہین اور یہ امر اونکی جہالت و ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے ابن جوزی نے اپنی کتاب مولد مین تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرت سے یہ معجزے ظاہر ہوے ہین کہ چاند آپ کے اشارے سے دو ٹکڑے ہوا

پتھر نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی کلمہ پڑھا ہے اور درخت آپکے روبرو رویا ہے
اور ہرن نے آپ کو سلام کیا ہے اور جسوقت آپ زمین پر چلتے تھے تو آپکا سایہ اسپر
نہین پڑتا تھا اور ریت مین آپکے پاے مبارک کا نشان نہین بنتا تھا اور سخت پتھر
آپکے قدم کے نیچے نرم ہوجاتا تھا اور انہین مصنف ابن جوزی نے دوسری جگہ
کتاب الوفا مین حافظ ابونعیم کے حوالہ سے رقم کیا ہے کہ جب رسولخدا صلعم غار حرا مین
داخل ہوے اور آپنے اپنے سر مبارک کو پہاڑ کیطرف مائل کیا تاکہ آپکی صورت اس
مین چھپ جاے پس نرم کردیا حقتعالے نے پہاڑ کو یہانتک کہ داخل کیا آنحضرت
نے اپنے سر مبارک کو اور آرام کیا آپنے جسطرف دل چاہا اور نشان ہوگیا اس پہاڑ
کے پتھر مین آپ کی کلائی اور کہنی مبارک کا۔ چنانچہ حاجی لوگ آجتک اسکی زیارت
کرتے ہین اور اسیطرح بیت المقدس کا پتھر خمیر آٹے کیطرح ملائم ہوگیا تھا اور اوسیجگہ پر
شب معراج مین آپکے براق کو باندھا گیا تھا اور آجتک اس متبرک مقام کو تلاش
کرکے زیارت کرتے ہین۔ انسان العیون مین علی برہان الدین نے مرقوم کیا ہے کہ
شب معراج کو صخرۂ مقدس جو بڑا پتھر کہ ہوا مین معلق ہے اوسپر آنحضرت کے قدم شریف
کا اثر بنگیا تھا اور مشہور ہے کہ شب معراج مین حضرت صخرہ شریف پر سے آسمان کو تشریف
لیگئے تھے اور مصنف کتاب فتح المتعال نے تحریر کیا ہے کہ مصر مین سلطان ابی نصر محمود
مرحوم کی قبر پر مینے ایک پتھر دیکھا ہے جسمین آنحضرت کے قدم مبارک کا نشان ہے
جسکی لوگ زیارت کرتے ہین اور وہ نہایت مشہور قدم مبارک ہے اور پروردگار
نے یہ خاص اپنے حبیب پر عنایت کی ہے کہ پتھر کی سختی سے آپکے پاے مبارک
کی نرمی کو تکلیف نہو اسلیے وہ نرم ہوجایا کرتا تھا۔ ابوشجاع مالکی ملجنی نے تفسیر درمکنون مین

آیت۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی کی تفسیر مین تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قدمونکے نیچے بھی پتھر خمیر آٹیکے مثل نرم ہوگیا ہے اور اوسپر اونکے قدم مبارک بنگئے ہین ایکبار جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ خانہ کعبہ بنانے کے لیے کھڑے ہوے تھے اور دوسری بار جسوقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی منکوحہ نے یعنے آپ کی بہونے آپ کا سر دھلایا ہے اور اسیطرح جسوقت آپنے لوگون کو حج کے لیے آواز دی تھی تو آپکے پاے اقدس کے نیچے پتھر نرم ہوگیا تھا اور اپنے نشان منقوش ہوگئے تھے۔ ایسے ہی حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قدم مبارک کے نقش بارہا پتھر پر بنگئے ہین بعض اوقات دونون قدمون کے نقش معہ نعلین شریف کے منقوش ہوے ہین اور بعض وقت آپکے برہنہ پا کے نشان بھی بنگئے ہین بلکہ آپکے خچر کے سم کا نشان بھی پتھر پر بنگیا ہے اور کفار کے باعث جسطرح کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے نقش قدم نہ مٹا سکے اسطرح وہ ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کو بھی نہ مٹا سکے جسوقت کہ شب معراج مین آپ براق پر سوار ہوے ہین اوسوقت بھی آپکا قدم پتھر پر بنگیا ہے۔ علماء کاملین نے اپنی اپنی تصنیفات مین برابر اس معجزہ کو تحریر کیا ہے ان علما سے بعض کے نام نامی ہم اسجگہ پر تحریر کرتے ہین۔ امام ابی سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابی۔ محمد بن مالکی۔ اسحاق بن ابراھیم معاویہ بن صالح۔ ثعلبی طرطوسی۔ بیہقی۔ ابونعیم وغیرہ۔ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ مین اور امام ابراہیم نخعی اور شرف الدین ابوعبداللہ فاضل نے قصیدہ ہمزیہ مین یہ معجزہ لکھا ہے اور عبدالرحمن صفوری نے کتاب نزہت مین قصیدہ جسکا ایک شعر یہ ہے ھذا الذی اثر المشی فی الرمل الاثر ۔ یری لہ ویری فی الصخر والجبل

یعنے یہ وہ نبی ہے کہ اگر چلتا تھا ریت مین تو اسکے پاے اقدس کا اثر نہین نظر آتا تھا اور اسکے پاے مبارک کا نقش پتھر اور پہاڑ پر دیکھا جاتا تھا۔ اسیکو حافظ حسن دیار بکری صاحب الخمس نے احوال نفس نفیس مین تحریر کیا ہے

یعنے بیت پر آپکے قدم مبارک کا نشان نہین بنتا تھا اور پتھر آپ کے قدمون کے نیچے نرم ہو جاتا تھا۔

اس زمانہ کے علما نے بھی قدم شریف کے وجود کو دلائل عقلی اور شواہد نقلی سے ثابت کیا ہے منجملہ اونکے مولانا فرید الدین صاحب مرحوم شہید واعظ جامع مسجد دہلی نے اپنی کتاب سیف المسلول علے انکر اثر قدم الرسول مین جو تردید مین مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی غیر مقلد کی کتاب دلیل المحکم فی نفی اثر القدم کے لکھی ہے اس معجزہ کو بیانکیا ہے اور مولوی کریم اللہ صاحب محدث نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے اور مولوی فضل رسول صاحب و مولوی حسن الزمان صاحب نے قول المستحسن مین اور مولوی عبد الرحمن صاحب اور مولانا حاجی قاسم صاحب نے بھی تصنیفات اسکے متعلق تحریر فرمائی ہین جو قدم شریف کہ دہلی مین خواجہ باقی باللہ کے مزار کے قریب شہزادہ فتح خان ابن فیروز شاہ کی قبر پر ۱۱۷۶ھ مین بادشاہ موصوف نے لگایا ہے اسکے متعلق شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ایک رسالہ لکھا ہے۔

جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ بعض اکابر نے آنحضرت صلعم کے نعلین کے نقشے بنا کر تعظیم دی ہے اور اونسے فوائد و برکات حاصل کیے ہین۔ خوشا نصیب ان اشخاص کے کہ جو چیز آپ کی ذات سے منسوب ہو اوسکو واجب التعظیم سمجھین اور اس سے سعادت حاصل کرین اور جس مقام پر کہ آپکے آثار اور قدم مبارک کے انوار ہون

اس سے برکت حاصل کرین اور وہ مقام کہ جسجگہ پر آپ کا قدم مبارک ہوگا ہمیشہ مہبط انوار الہی رہے گا اور اہل ارادت اُسجگہ پر جبہہ سائی کرتے رہین گے جسکے متعلق حافظ شیرازی فرماتے ہین ؎

بر زمینیکہ نشان کف پاے تو بود ٭ سالہا سجدہ صاحب نظر آن خواہد بود

راقم نے مکہ معظمہ کو جو عریضہ اس امر کی تحقیق کے لیے مکرمی مولانا مولوی فضل حق صاحب مہاجر کیخدمت مین لکھا تھا اوسکے جواب مین مولانا نے ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۲ ہجری کو یہ تحریر فرمایا کہ حرمین شریفین کی ساری زمین متقدس قدم رسول ہے وقاق لنبی صلعم کی ایک مکان کی دیوار مین ایک پتھر بشکل زبان گاؤ کے نصب تھا اسکو حجر متکلم کہتے تھے اسکی روایت یون مشہور ہے کہ ایک روز صبح کو حضور اقدس سرور عالم حرم شریف تشریف لیے جاتے تھے ایک شخص ملا اوسنے عرض کیا کہ نماز ہوگئی آپ افسوس کی حالت مین کہنی ٹیک کر کھڑے ہوگئے اور اس حجر مین نشان ہوگیا فقیر نے بھی اسکو دیکھا تھا اس پتھر نے عرض کیا کہ یہ شیطان ہے صحابہ سب حرم شریف مین حضور کے منتظر ہین مگر وہ پتھر شاہ ایران نے شریف مکہ کو جنکا نام سید محمد عون تھا ہزار بار اشرفیان دیکر منگوالیا۔

اسیطرح راقم الحروف نے مدینہ منورہ کو منشی محمد رکن عالم صاحب تحصیلدار و مہاجر کیخدمت مین اسکے متعلق عریضہ بھیجا تھا جسکے جواب مین مہاجر صاحب نے مدینہ منورہ کے سنندہ حضرات سے حالات تحقیق کرکے جواب سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ مضمون یہ ہے کہ یہان ایک مسجد ہے وہان آپ کی سواری کا جو پتھر تھا اوسکے سم کا نشان موجود ہے قدم مبارک یہان تو اب کوئی نرہا سلف مین موجود ہونا ممکن ہے کہ جنکو صاحب اقتدار

لوگ تبرکاً جا بجا لے گئے۔ مکہ معظمہ مین مقام ابراہیم ہے وہان حضرت ابراہیم کے قدم کا نشان ہے حج کے زمانہ مین وہ کھولا جاتا ہے اور زوار و حاجی زیارت کرتے ہین اور اب زمزم اوسمین بھر کر پیتے ہین اور اپنے ساتھ دور دراز مقام کو لیجاتے ہین امام فخرالدین رازی نثر الجواہر مین تحریر فرماتے ہین (کہ چون بر سنگ میرفت می پذیرد سنگ اثر قدم مبارک آن سرور) اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین (کہ از انجملہ است کہ چون بر سنگ میرفت فرو میرفت ہر دو پلے او در ان) کتاب المعجزات مین ہے کہ حضرت رسالت پناہ جب چلتے تھے تو آپ کے قدمون کے تحت مین نشان بنجاتے تھے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رات کو غار حرا مین جانے کے وقت آپ کے قدم کے نشانات پتھر پر بنگئے جسطرح کہ گیلی مٹی پر چلنے سے نشان بنجاتے ہین پس نبی رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ کفار آپ کے قدمونکے نشان پہچانکر ہم لوگون کو دیکھ لین گے آپ نے فرمایا تم انکو محو کرتے جاؤ پس اللہ تعالے نے اپنی قدرت سے اونھین محو کر دیا۔

ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری نے فتح الباری مین اور حافظ الزبیری نے خصایصہ مین لکھا ہے کہ لوہا تو آگ سے بھی نرم ہوجاتا ہے مگر اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پتھر کو نرم کر دیا جو نہ آگ سے اور نہ کسی دوسری شیے سے نرم ہوتا ہے مصنف فتح المتعال رقمطراز ہین کہ مینے اس قبہ مین جو زمزم کے پیچھے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نشان کو دیکھا لوگ کہتے تھے کہ وہ آپ کے قدم مبارک کا نقش ہے غرضکہ علماے متقدمین و متاخرین سبکی زبانون سے یہ مشہور معجزہ

بیان مین آچکا ہے - نواب سلطان جہان بیگم والیہ بھوپال نے اخیر اقبال مین قدم شریف صلعم کی سلطان المعظم کے خزانہ سطنطنیہ مین موجودگی اور اپنی زیارت تحریر کی ہے
جسکا یہ قدم پاک ہے اوسکے مراتب بھی تمام عالم مین روشن ہین جسکے متعلق حدیث
قدسی ہے کہ لولا محمد لما اظہرت ربوبیتی یعنے ارشاد باری ہے کہ اگر نہوتا تو اے محمد صلعم
تو نہ ظاہر کرتا مین اپنی الوہیت کو اس حدیث کو حاکم نے نقل کیا ہے اور دوسری حدیث
قدسی یہ ہے ما خلقت خلقا اکرم علی منک خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک لما خلقت الدنیا
یعنے فرمایا حقتعالے نے نہین پیدا کیا مینے کسیکو مخلوقات سے بزرگتر تجھ سے بجز اپنے
اور البتہ پیدا کیا جو دنیا اور اوسمین ہے تاکہ پہچانین اور معلوم کراون اونکو بزرگی اور مرتبہ
تیرا کہ جو میرے نزدیک ہے اور اگر نہوتا تو بیشک مین نہ پیدا کرتا دنیا کو روایت کیا
اسکو ابن عساکر نے اور اسبارہ مین ایک یہ حدیث ہے ان اللہ قد رفع الدنیا فانا
انظر الیہا وما ہو کاین فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیشک حق سبحانہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے دنیا کو پیدا کیا مین دیکھتا
ہون دنیا کو اور جو کچھ اوسمین ہونیوالا ہے قیامت تک اور مین اسطرح دیکھتا ہون جیسے
کہ ہتیلی دیکھتا ہون اس حدیث کو طبرانی نے نقل کیا ہے اور مواہب مین بھی اسکا ذکر
آیا ہے اور مشکوۃ شریف مین وہ حدیث کہ جسمین فعلمت واقع ہوا یعنے جو کچھ آسمانون
وزمینون مین ہے وہ سب جانا مینے اور یہ حدیث ابوذر سے مواہب مین منقول ہے
قال ابوذر لقد ما ترکنا رسول اللہ صلعم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر منہ علما
یعنے کہا ابوذر صحابی نے کہ عالم مین پرندتک جو پر ہلاتا ہے اوسکے ذکر کو بھی آنحضرت
صلعم نے نہین چھوڑا کہ بیان نہ کیا ہو از روے علم کے اور خداوند کریم نے آپکو خبردار
کیا ہے اس سے زیادہ اور القا کیا -

حضرت کو علم اولین و آخرین کا روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے ترمذی مین
کہ ایک روز آنحضرت سرور عالم دولتخانہ سے باہر تشریف لائے ہم سب حاضر
تھے آپ کے دست مبارک مین دو کتابین تھین آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ
یہ کون کتابین ہین ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمکو نہین معلوم آپ خبر دین پس ارشاد
کیا انحضرت نے کہ جو کتاب میرے سیدھے ہاتھ مین ہے یہ کتاب منجانب رب العالمین
کے ہے اسمین نام جنتیونکے ہین اور اونکے باپ دادا اور قبائل کے اور پھر اس بیان
کو مجمل رکھا اور فرمایا کہ دوسری کتاب مین دوزخیونکے نام ہین اور انکے باپ دادا کے
اور اس بیان کی بھی اس سے زیادہ صراحت نہین فرمائی اور دوسرونکا کچھ حال نہین
ارشاد کیا جنتی اور دوزخی لوگ اس سے زیادہ ہونگے نہ کم۔ اور خطیب قسطلانی نے
مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ زیارت کرنیوالے اشخاص کو حضرت سرور عالم اسطرح
دیکھتے ہین کہ گویا آپ کے روبرو وہ کھڑے ہین اور حضرت کا دیکھنا سنا اب بھی ایسا
ہے جیسا کہ زندگی مین تھا اور سر مو فرق نہین اس سے۔ حافظ سیوطی نے کتاب تنویر مین
لکھا ہے کہ انحضرت زندہ ہین بدن اور روح کے ساتھ تصرف اور سیر کرتے ہین عالم
ملکوت اور زمین کے کنارونمین اور اوسی ہیئت اور شکل کے ساتھ ہین جیسے کہ زندگی
مین تھے آپ وفات سے پہلے اور کوئی چیز نہ تبدیل ہوئی آپ کی ذات مبارک سے
اور کل اختیار دیا گیا ہے انکو حق تعالے کیطرف سے قبر سے نکلنے کا اور عالم علوی و
سفلی مین تصرف کرنے کا اور اسبارہ مین خود حدیث شریف موجود ہے الانبیاء
احیاء فی قبورھم ویصلون یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انبیاء
زندہ ہین اپنی قبرون مین اور نمازین پڑھتے ہین اور دوسری حدیث ہے

حرم اللہ علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء یعنے فرمایا رسول اللہ صلعم نے حرام کیا اللہ نے زمین
پر انبیا کے بدن کھانے کو کتاب حیات الانبیا مین بیہقی نے اور اصبہانی نے ترغیب
مین انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت نے جو کوئی مجھپر جمعہ کے دن یا رات مین
درود شریف پڑھتا ہے وہ میرے روبرو ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے اور میرا علم بعد وفات
کے بھی اوسیطرح ہے جیسا کہ زندگی مین تھا اخبار مدینہ اور دلائل النبوۃ مین ابو نعیم نے
سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ زمانہ یزید مین جب بے حرمتی اہل مدینہ کی
کیگئی ہے اور کوئی شخص وہان اسوقت مین نہین رہا تھا جب نماز کا وقت آتا اور یہ
صحابی نماز پڑھتے تو قبر نبوی سے تکبیر و اذان کی آواز آتی تھی اور ابن حجر نے شرح
ہمزیہ مین لکھا ہے کہ جو عدم سے ملک ہستی کیطرف آتا ہے وہ حقتعالے آنحضرت کے
واسطے سے بھیجتا ہے اور آپ ہی کے وسیلہ سے پہونچتا ہے خواہ وہ علوم و معارف
ہون یا رزق کی تقسیم ہو جواہر المنظم مین ہے کہ آنحضرت خلیفہ ہین اللہ کیطرف سے روے
زمین کے اور آخرت مین شفیع کیے گئے ہین چنانچہ حشر کے دن مقام محمود آپکو شفاعت
کے لیے عنایت کیا جائیگا اور خداوند تعالے کے روبرو آپ کرسی پر تشریف فرما
ہونگے آنحضرت نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خود اسیارہ مین ارشاد فرمایا ہے
اور فضیلت آپکی قیامت کے دن مسلم ہے کہ انا سید ولد آدم یوم القیامۃ
یعنے مین سردار ہون اولاد آدم کا روز قیامت کے اور خود حق تعالے قرآن مجید مین آپکی
شان مین فرماتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنے قیامت کے دن خدا آپکو دیگا
کہ تو راضی ہو جاوے گا وعسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعنے قریب ہے کہ اٹھاے
تجکو قیامت کے دن تیرا رب مقام محمود مین ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

یعنے آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیا ہین حافظ عبد اللہ نے مصباح الظلام مین لکھا ہے کہ ایک بدو آپ کی وفات کے تین دن کے بعد قبر شریف پر آیا اور ایک مٹی خاک قبر سے بھر کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا کہ یا رسول اللہ ظلم کیا مینے اپنی جان پر اب آپ کے حضور مین آیا ہون کہ میری بخشش خدا سے طلب کرو پس قبر شریف سے آواز آئی کہ مقرر بخشد یا تجلو اللہ تعالے نے۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔ یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقَّهٗ بَعْدَ از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

غرضکہ بیان مذکورۂ بالا سے واضح ہو گیا کہ آپ بزرگترین مخلوقات سے ہین جس نبی کے یہ فضائل ہون اسکے قدم مبارک سے کیونکر نہ انوار و برکات حاصل ہون اور اسکے پاے مبارک کے نیچے پتھر کا نرم ہو جانا کون بڑی بات ہے۔

رہی دوسری بات کہ شاہ آباد مین قدم مبارک اصلی ہے یا نہین یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اصلی و نقلی قدم مبارک کی ہیئت مین زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے جو شخص پہلے کے قدم مبارک کی زیارت کریگا اوسکو صاف روشن ہو جائیگا کہ سیمین ذرہ بھر بھی قدرتی طور پر نقش ہونیکے دستی تصرف نہین ہے اگر یہ اصل نہوتا تو عالمگیر سا متشرع و دیندار بادشاہ اسکو اتنا عزیز کیون رکھتا اور کمال الدین خان سے واقعکار بلا اسناد اپنے سر پر رکھکر دہلی سے کیون لاتے اور بعد موت کے اپنے سینہ پر چسپان کرنیکی وصیت کیون کر جاتے راقم سے ایک استبا زبا وقات صاحب نے بیان کیا ہے کہ ایک بزرگ صاحب کشف نے اس مقبرہ کے اندر کشف القبور کا مراقبہ کیا تھا وہ کہتے تھے کہ

کمال الدین خان کی روحانیت پر رحمت الہی کے انوار برستے ہین اور عالم آخرت مین انکو درجہ اپنے باپ سے بلند ملا ہے اور یہ سب صدقہ حضرت سرور عالم کے قدم مبارک کا ہے جب دلائل قوی سے اس قدم شریف کا مستند ہونا ثابت ہو گیا تو اوسکی تعظیم و توقیر نہ کرنا کیسی محرومی ہے صاحبان ارادت کو توجہ چاہیے اور اسکی زیارت سے ہمیشہ فیض حاصل کرنا چاہیے۔ اب اس مقبرہ کی شکستگی زبان حال سے یہ امر ظاہر کر رہی ہے کہ کوئی دیندار فیاض امیر اپنی عالی ہمتی سے میری مرمت کرا کے دربار رسول اللہ مین سرخروئی حاصل کرے اگر وہ دنیا مین میری درستی کرائیگا تو اسکے صلہ مین خداوند کریم اجر عظیم اسکو عنایت کریگا۔ طالبان صادق اس دائمی حسنات کا حصہ ضرور حاصل کرین اور اس خدائی خزانہ سے ابدالآباد کے لیے دولت دارین پانیکی کوشش کرین۔

نواب لیر خان و نواب کمال الدین خان کی ڈیوڑھی کے اہلکار

نواب صاحب کی ڈیوڑھی بالکل شاہی ڈیوڑھی کے نمونہ کی تھی ہر ایک مد کا باقاعدہ علیحدہ محکمہ تھا خواجہ سرا۔ دفتر انشا۔ صیغہ جاگیر۔ صیغہ فوج۔ ہر ایک جداگانہ تھا اونکے اہلکاروں کے نام بعض کاغذات مین پائے جاتے ہین جو تحریر کیے جاتے ہین۔ خواجہ سرا نہایت خوشحال و دیندار تھے ہر ایک نے اپنی اپنی یادگارین چھوڑین ہین چنانچہ چودہ کنوئین سات مسجدین شاہ آباد مین باشندگان قصبہ کی آرام کے لیے انہون نے بنوائی ہین ایک کا نام خواجہ اقبال ہے جنھون نے ایک مسجد لب سڑک بازار چہار شنبہ مین معہ پختہ کنوین اور حجرہ کے تعمیر کرائی ہے جسپر سال تعمیر یہ کندہ ہے ؎

از برائے خدا مسافر گاہ ✤ خواجہ اقبال ساخت مسجد و چاہ

دوسرے کا نام **خواجہ الماس** ہے اونھون نے ایک مسجد زیر مکان خواجہ محمد شاہ صاحب مرحوم کے بنوائی ہے جسکی پیشانی کے پتھر پر یہ کندہ ہے۔

بہ الف و نون نہ خود کرد اساس	براہ خیر مسجد خواجہ الماس

تیسرے کا نام **خواجہ بلند** ہے اوسنے ایک مسجد و کنوان و حجرہ لب سڑک بازار سردار گنج مین بنوائی ہے جو اب تعلقدار باسطنگر کے قبضہ مین ہے اور اسی علاقہ کے رئیسونکی قبرین بھی اسمین موجود ہین اسپر یہ تاریخ کندہ ہے

در چہل ہفت سن جلوس پسند	مسجد و چاہ ساخت خواجہ بلند

ایک مسجد حکیم سید فرزند علیصاحب مرحوم کے پیش دروازہ بنی ہوئی ہے حکیم صاحب موصوف نے اس مسجد کی بھی مرمت کرائی تھی ایک مسجد سرائے مین ہے ایک مسجد قریب محلہ اللہ پور کے ہے جو لب سڑک باغمین ہے جسکی مرمت حاجی محمد حسین خانصاحب اللہ پوری نے کرائی ہے اسکے متصل حاجی صاحب اور انکے برادر خرد احمد حسین خانصاحب کے مقابر ہین۔ ایک مسجد ناتمام بی بی بتو کے مقبرہ کے قریب ہے بی بی بتو نواب دلیر خان کی بہن تھین اور انکا مقبرہ بدھ کی بازار کے دکن جانب ہے جنکے بیٹے سلیم خان اور تے پو جاہ خان تھے نواب صاحب موصوف کی ڈیوڑھی مین ایک **نیاز نام** کے خادم تھے جنھون نے نواب دلیر خان کے مقبرہ کے متصل نیاز باڑی لگائی تھی اور اسمین مسجد و مکان و کنوان غیرہ بنا کر ایک پر فضا چمن سجایا تھا مگر اب مقام امتداد زمانہ سے خراب و خستہ ہو گیا ہو ایک تھر سال تعمیر کا کندہ کیا ہوا راقم نے دیکھا اور اسی سے یہ دلکش قطعہ نقل کیا ہے۔

از غوث چو یافت این بشارت رضوان	کز فضل گذر کند شفیع دو جہان
از بہر بنائے باغ پائین رسول	آورد نیاز از باغ جنان

انھین مین ایک **خواجہ معقول** اور **خواجہ اسد اللہ** وغیرہ تھے جنھین بعض وکیل اور بعض بڑی ڈیوڑھی کے فوجدار تھے۔

نواب صاحب کے دفتر انشا کے منشی عبد الحکیم بن شیخ فتح اللہ۔ محمد نبی اور کاشی رام دیوان تھے جو آخر مین ترقی کرکے نیابت کے درجہ کو پہونچگئے تھے عالم چند چودہری قانونگو تھے سیوکرام۔ پھولچند۔ حافظ منعم صدیقی کارپرداز تھے دیبی داس عظیم خان ڈیوڑھی مین صاحب اختیار تھے اور یہ بھی نیابت کے درجہ کو پہونچے تھے۔ گھاسی رام نور محمد خان۔ اسلام محمد توشکخانہ کے داروغہ تھے اور موہن سنگھ پسر جے سنگھ اور محمد معروف میان بلال۔ پیر خان یہ سب کارندہ تھے نواب کمال الدین خان کے قاضی جو اونکی طرف سے بعض کاغذات پر مہرین کیا کرتے تھے **قاضی سید زمان** تھے جنکی مہرین سید زمان اور کمال الدین خان دونونکے نام بطور سجع کے کندہ ہین۔

نواب کمال الدین خان کی مہرین تین قسم کی تھین ایک مین **رستم خانہ زاد عالمگیر بادشاہ** دوسری مین **کمال الدین خان خانہ زاد عالمگیر بادشاہ** تیسری مین **کمال الدین خان خانہ زاد شاہ عالم بادشاہ غازی** کندہ ہے۔

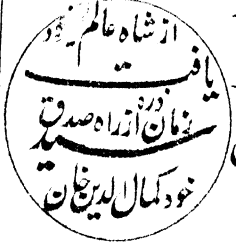

قاضی صاحب کی مہر مین یہ شعر اس صورت سے کندہ ہے۔ غالبًا چوتھی مہر بھی تھی جسمین خطابی نام رستم خان عطیہ شاہی کندہ تھا۔

بڑی ڈیوڑہی کے کارپردازون مین **دیوان محمد مبارک** بڑے منتظم اور مالدار تھے نواب کمال الدین خان کے عہد مین یہ متصدی تھے اور چودھرایت وغیرہ بھی انکے متعلق رہی تھی لیکن بعد نواب صاحب کے یہ محمد سردار خان کے زمانہ مین نیابت کے

درجہ کو پہونچگئے تھے اونکی مقدرت کے ثبوت مین اونکا تقسیم نامہ جو اونھون نے سنہ ۱۲۴۱ھ مین اپنے ہر سہ فرزندان کو اشیا تقسیم کرکے تحریر کیا ہمارے پاس موجود ہے اور اوسپر قاضی صاحب کی مہر بھی ہے آپکے فرزند محمد دلاور محمد عظم محمد بہادر تھے اور محمد نصیر محمد اکبر محمد قایم پوتے تھے۔ اشیا منقسمہ مین تین ہزار روا شرفی۔ دس ہزار پانسو روپیہ طلائی و نقرئی ظروف مسی ظروف۔ پارچہ جات ریشمی تیس تھان۔ پارچہ جات سفید بیس عدد سربند مقیشی پندرہ عدد۔ پٹکہ گجراتی سترہ عدد دوشالہ پندرہ عدد تھے۔ ان سب کی تقسیم و تفصیل تقسیم نامہ مین درج ہے۔ زیور و خیمہ و فرش معہ دیگر لوازمات اسکے علاوہ تھے توشہ خانہ مین اپنی ذات کے لیے تا بہ زندگی سامان علیحدہ محفوظ رکھا تھا۔ دیہات و باغات اپنے اختیار مین رکھے تھے لیکن انکا کاغذ اپنی بیوی کو حوالہ کر دیا تھا لونڈیان اور خدمتگار بھی اونھین کے متعلق تھے فہرست دیہات و چکات کی جو محمد مبارک کی زمینداری کے متعلق تھی یہ ہے۔

بیعنامہ موضع سرائے رانک — بیعنامہ موضع جمراجو نواب لیر خان کے نام تھا مگر بیوی بیگم نے اسکا بخشش آپکا نام لکھدیا تھا — بیعنامہ موضع سارباہن پور موضع موہن پور

۲۰ بسوہ — ۲۰ بسوہ — ۲۰ بسوہ — ۲۰ بسوہ

جو بنام خانزادہ جلال الدین خان خلف نواب کمال الدین خان تھا مگر نواب سردار خان نے بصلہ کارگذاری اسکا بخشش نامہ بھی انکے نام لکھدیا تھا۔

بیعنامہ موضع عیسے پور متعلقہ سرومنگر — بیعنامہ موضع کندرہ پرگنہ سرومن نگر

۲۰ بسوہ — ۲۰ بسوہ

بیعنامہ موضع تریر پورن پور جو بنام نواب کمال الدین خان تھا مگر نواب صاحب موصوف نے

یہ موضع پیر محمد کو مرحمت کیا تھا اور ایک مدت کے بعد پیر محمد مذکور نے چھوٹے لال تواری کے ہاتھ فروخت کردان تھا اور وہاں سے اسکے خاندان مین آیا تھا

بعینامہ پئی سرام پور ۲۰ بسوہ	بعینامہ موضع بھوڑا ۲۰ بسوہ	بخشش نامہ موضع بہداسی دو قطعے ایک بمہر نواب شیرانداز خان ودیگر بمہر نواب شیرانداز خان	
بعینامہ موضع نگلا ویراتی بچھوپا ۲۰ بسوہ	بعینامہ موضع روپا پور ۲ بسوہ	بعینامہ موضع جسئی وامریا ۲ بسوہ	بعینامہ موضع بسولی وامریا لگہ
پروانہ اراضی موضع خانپور بمہر سردار خان وشیرانداز خان صگہ	پروانہ چک موضع نگلا لوتو بمہر نواب کمال الدین خان عگہ	پروانہ چک موضع میرپور پیر بخشش نامہ موضع محمود پور گریا سردار خان بشیرانداز خان صگہ	بمہر نواب شیرانداز خان صگہ
پروانہ چک موضع بہداسی بمہر مذکورۂ بالا صگہ	بعینامہ موضع دیرا پور گوریہ ۱۵	چک دین محمد مزید لیہ خانی بمہر نواب شیرانداز خان محمد بخش ۱۲۱۷ صگہ	بعینامہ چک بلال لگہ

ایک رہنامہ موضع گنگا مؤ سرائے شیخ صلاح کا منجانب چودھری ہرسہائے جو چین سنگہ کا لڑکا اور چودھری ہمنا تھ ساکن پالی کا پرتا تھا موجود ہے یہ ہر دو موضع دیوان مبارک کے قبضہ مین تھے۔ مگر دیوان مذکور کے انتقال کے بعد اونکے پوتے نامدار خان ولد دلاور خان نے دو ہزار روپیہ پر یہ دونون مواضع ۱۵ رجب سنہ ۶۱ھ کو چودھری مذکور کے ہاتھ فروخت کیے اور قاضی ضیاء اللہ صاحب کی مہر سے بعینامہ تصدیق کرایا

۱؎ پیر محمد بڑی ڈیوڑھی کے خدام مین تھا اور وہ محمد حسین خاصیل کا لڑکا تھا تیس بیگہ اراضی سرائے رانا کے مین اسکو نواب کمال الدین خان نے ۱۵ رمضان سنہ ۱۲۱۷ھ کو مرحمت کی تھی جسکی معافی اور پیمایش کا حکمنامہ نواب صاحب نے محمد مبارک اور سجا چند کارکن کے نام صادر کیا تھا چنانچہ حسب الحکم فتح خان تھہرواس گماشتہ نے انکی تعیین کی تھی یہ کاغذات راقم کی نظر سے گذرے ہین۔

اسکے بعد سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو چودھری ہرسہائے نے گنگا بشن کے پاس پندرہ سو روپیہ پر مواضعات مذکور رہن کیے۔ اسکے بعد سنہ ۱۲۰۴ ہجری کو رام پرشاد ولد گنگا بشن وشیوشن وغیرہ جو اس خاندان مین حقدار تھے اور پالی مین رہتے تھے اونھون نے پندرہ سو روپیہ پر امیر خان ولد قادر داد خان کے ہاتھ جو دیوان مبارک کے پوتے تھے وہ دونون موضع رہن کر دیے اور یہ عجب اتفاقی بات ہے کہ کئی جگہ پھر کر وہ مواضعات پھر قدیمی زمیندار کے یہان آگئے اسکا کاغذ قاضی ابوالحسن صاحب کی مہر سے ۲۰ شعبان سنہ ۱۲۱۴ ہجری کو تحریر ہوا ہے جو اسوقت راقم کے پیش نظر ہے ایک ہبہ نامہ محمد مبارک نے اپنے فرزند محمد بہادر کو تحریر کیا ہے اسمین ۲۰ بسوہ کا باغ خواجہ الماس کا جو دلیر پور مین واقع تھا ہبہ کیا تھا پیشتر یہ باغ خانزادہ جلال الدین خان نے خواجہ مذکور کو دیا تھا اور خواجہ سے دیوان صاحب نے پایا تھا۔ اسکے علاوہ ایک موضع مسلم موسومہ بہ علی ہادی پور پرگنہ پالی جو دیوان مذکور کو فتحمور خان نے بخشا تھا اور پندرہ بسوہ موضع مراد پور پرگنہ پالی کے جو ذاتی زر خرید تھے اور ایک بسوہ سرائے شیخ صلاح کا اور ایک باغ دلیر پور کا غرضکہ اسقدر حقیت ۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۱ھ مین اس ہبہ نامہ کے ذریعہ سے اور تحریر مین لائی گئی ہے اور اوسپر قاضی فیض اللہ صاحب کی مہر بھی موجود ہے اور محمد مبارک کے دستخطی العبد بھی اور انکی مہر بھی دونون قسم کی تصدیق تحریر ہے مہر مین محمد مبارک بندہ درگاہ سنہ ۱۱۹۰ھ کندہ ہین۔

اور ایک سند محمد مبارک کیطرف سے محمد بہادر کے نام دوسری حقیت کی تحریر ہوئی ہے جسمین محمد پور پرگنہ پالی مین بسوہ اور کچھ اراضی قاسم اور قطبی فراش کے مکان کی درج ہے اسپر بھی قاضی فیض اللہ صاحب کی مہر ہے۔

غرضکہ دیوان محمد مبارک کو بہت کچھ امارت حاصل تھی اور بہت سی جائداد انھون نے نواب دلیر خان کے خاندان سے حاصل کی تھین اور خود زر خرید جائداد بھی بہت کچھ پیدا کی تھی مرد دانشمند کارگذار تھے اکثر موقعون پر اپنی سرکار کو خوش کرکے خلعت وجائداد حاصل کین۔ دیوان محمد مبارک کا مکان پہاڑ خان کے احاطہ مین عالیشان بنا ہوا تھا مگر انقلاب زمانہ سے نہ اب وہ مواضعات باقی ہین نہ مکانات ہین بہت سے لوگ انکو جانتے بھی نہین انکے خاندان سے مان خان آخر زمانہ تک زندہ رہے تھے اب اولاد وحقیت کا کچھ نام ونشان باقی نہین۔

اس خیال سے کہ ناظرین سے بعض اشخاص یہ گمان نہ کرین کہ انکو بڑھا دیا کچھ اصلیت بھی تھی یا نہین ایک کاغذ جسمین انکو نواب دلیر خان نے ایک معافی نامہ مین مخاطب کیا ہے اور دوسرا کاغذ جو بخشش نامہ ایک موضع کا انکے پوتے کے نام ہے ثبوت کے لیے اسجگہ پر ہم تحریر کیے دیتے ہین اس سے ناظرین کو اندازہ ہوجائیگا کہ انکے خاندان مین یہ جائداد کثیر اس طریقہ سے آئی اور جملہ کاغذات کے نقل کرنے سے بجز طوالت کے اور کچھ نتیجہ نہین تصور کیا گیا ہے بعض کاغذات مین محمد مبارک نائب محمد سردار خان نام کے ساتھ نیابت کا خطاب بھی لکھا ہوا ہے بحیثیت بااختیار ہونیکے نواب صاحب کیطرف سے یہ مقدمات بھی فیصل کیا کرتے تھے چنانچہ ۱۱۲۷ھ کی صورتحال موجود ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ مسماۃ اتمان بعد وفات اپنے شوہر کے جب اسلام سے مشرف ہوئی ہے تو اوسنے پیرا قوم حایک سے نکاح کرلیا ایک لڑکا تین برس کا اپنے ہمراہ لائی تھی اسکے بعد اس لڑکے کی پھوپھی مسماۃ جیونی نے اس امر کا دعوے کیا کہ یہ لڑکا مسمے ٹیکا رام میرا بھتیجا ہے اور اسکے باپ سرومن نے

مجھے بخشا تھا لہذا وہ مجھے ملنا چاہیے اسکی عرضی دیوان محمد مبارک کے اجلاس مین دیگئی تھی جب یہ عرضی انکے ملاحظہ سے گذری تو چونکہ قاضی بدیع الزمان اسوقت یہان موجود نہ تھے پالی مین تھے لہذا اُنکے آنے تک یہ فیصلہ ملتوی رکھا گیا اور وہ لڑکا امانتاً محافظونکو سپرد کیا گیا اونھین ایام مین مرزا محمد قاسم متصدی جاگیرات کے آمد آمد کی خبر گرم ہوئی اور محمد مبارک اس انتظام مین مصروف ہوے وہ لڑکا کوئی چرا لیگیا جب یہ خبر معلوم ہوئی تو صورتحال لکھائی گئی بعض کاغذات سے انکے اختیارات کا پتہ چلتا ہے

نقل سند معافی منجانب نواب سردار خان حسین بن محمد مبارک مخاطب کیے گئے

محمد فرخ سیر بادشاہ غازی ۱۱۲۵ سنہ جلوس سردار خان

شجاعت و عقیدت نشان محمد مبارک بعنایت امیدوار بودہ بدانند بظہور پیوست کہ چند بیگہ اراضی در وجہ مدد معاش اہلیہ جمال الدین ولد حسین خا تخیل در سواد موضع خانپور علہ پرگنہ شاہ آباد بموجب پروانہ خانصاحب مرحوم مقرر است بنابران قلمی میگردد کہ اراضی مذکور بعد ملاحظہ سنہ بمہر خانصاحب مرحوم بشرط قبض و تصرف مطابق معمول بتصرف اہلیہ مرقوم واگذارند و مزاحمت نرسانند کہ بفراغ خاطر کشتکار نمودہ بدعاے ترقی و دولت اینجانب مواظبت دارد و درینباب تاکید اکید دانستہ حسب السطور عمل آرند۔ بتاریخ دہم رجب المرجب سنہ ۲ جلوس والا مطابق سنہ ۱۲۵ ہجری قلمی رفت۔

اس معافی کا پروانہ نواب کمال الدین خان بہادر نے ۵ صفر سنہ ۱۱۲۲ھ کو تحریر کیا ہے

کرکچیں بیگہ اراضی اہلیہ جمال الدین خان کو جو دختر محمد معروف کی ہے چک بنا کر دینا چاہیے
اسی طرح پیر محمد ولد حسین خاصیخیل کے نام جو معافی کی سند نواب کمال الدین خان کی
طرف سے ۲۵ رمضان سنہ ۱۱۲۱ ہجری کو مرتب ہوئی ہے اوسکے حکمنامہ کا حکم بھی
محمد مبارک اور سبھا چند کارکن کے نام صادر ہوا ہے کہ تیس بیگہ اراضی پیمایش
کرکے چک بنا کر دینا چاہیے چنانچہ حسب الحکم محمد مبارک نے موضع سرلے راٹک
مین وہ اراضی گھاسی رام چودھری وقانونگو اور نور محمد وامیر خان جریب کش سے پیمایش
کراکے دی ہے اور اس حکمنامہ مین انکے نام کو رفعت پناہ امانت دستگاہ
باوقعت الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے جس سے انکا ذی عزت اور صاحب اختیار
ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس چک کا دیوان مبارک کے قبضہ مین آجانا
کاغذات سے ثابت ہوتا ہے۔

نقل بخشش نامہ موضع بھداسی منجانب نواب سردار خان بنام محمد جعفر نبیرۂ دیوان محمد مبارک

محمد فرخ سیر بادشاہ غازی ۱۱۲۵

متصدیان مہمات حال واستقبال سرکار اینجانب بدانند

سردار سنہ احد

چون موازی بست بسوہ زمینداری موضع بھداسی متعلقہ شاہ آباد
پرگنہ پالی سرکار خیرآباد صوبہ اخترنگر اودہ زرخرید وموروثی سرکار
اینجانب بطوع ورغبت خود بجمیع حدود وحقوق ومرافق ومنافع آن اشجار واثمار وانہار
انہار وحیاض وارتکاب وخاکدان جداول از قلیل وکثیر وما یضاف وینیب الیھا

خارج از مساجد و مقابر و طرق عامہ واوقاف بہ محمد جعفر ولد محمد اعظم ابن محمد مبارک بخشیدہ و تملیک بلا عیوض نمودم باید کہ بست بسوہ زمینداری موضع مذکور بقبض و تصرف مشارالیہا واگذارند کہ حاصلات آنرا از رسومات زمینداری موضع مسطور صرف احتیاج خود نمودہ بدعائے ترقی عمر و دولت مشغول باشد درینباب تاکید مزید دانستہ حسب المسطور عمل آرند

شرقی — غربی — جنوبی — شمالی

دھورہ موضع برہانی — حد دھورہ موضع بیہا — حد دھورہ موضع رامان پور نرہائی — حد دھورہ منکا پور بیہاری

بتاریخ ہفتدہم شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۴۵ھ تحریر یافت۔

نواب محمد سردار خان ولد نواب کمال الدین خان

بعد انتقال نواب کمال الدین خان کے محمد سردار خان اپنے باپ کے جانشین ہو کر بڑی ڈیوڑھی اور ریاست کے مالک ہوے انکے خود مختار اور رئیس ہونیکا زمانہ سنہ ۱۲۵۰ ہجری بذریعہ انکی مہر کے ثابت ہوتا ہے یہ عہد فرخ سیر بادشاہ کی حکومت کا تھا نواب صاحب بادشاہ رس بھی تھے اور اپنے نامور باپ دادا کی عزت انھین بھی حاصل تھی انکی طرف سے جو باشندگان شاہ آباد کو پروانہ جات دیے گئے ہین انسے یہ بات پائی جاتی ہے کہ یہ بھی داد و دہش مین اور اخلاقی خوبیون مین اپنے اسلاف کے ہم صفات تھے کثرت سے معافیان انھون نے اہل استحقاق کو عنایت کی ہین بہت سے انکے کاغذات راقم کی نظر سے گذرے ہین۔ انکی رحلت کا زمانہ سنہ ۱۲۵۰ھ ہے ۲۵ برس حکومت کی نواب کمال الدین خان کی جاگیر بھی انھین کے نام بحال ہوئی ہے اور بادشاہ دہلی سے اسکے متعلق وزیر اعظم کی مہر کا جو پروانہ انکے نام ملا ہے

وہ آجتک موجود ہے جسکی نقل درج ذیل ہے۔

نقل فرمان شاہی بنام نواب محمد سردار خان

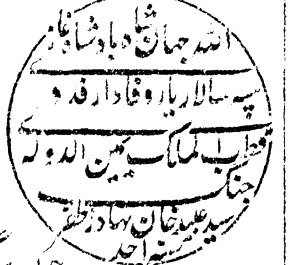

باشند
باشتمان محفوظ
رفعت پناہ وزارت و کفایت دستگاہ

چون پرگنہ شاہ در بست من اعمال سرکار خیر آباد مضافات صوبہ اودھ بجمع مبلغ ہفت لک دام بجاگیر محمد سردار ولد کمال الدین خان مرحوم بدستور سابق بحال و برقرار است لہذا نوشتہ میشود کہ پرگنہ مذبور در بست بجمعدام مذکور حسب الضمن بجاگیر مومی الیہ بحال دانستہ بزمینداران آنجا قدغن نمایند کہ مالواجب را بعامل مشارالیہ جواب میگفتہ باشند بتاریخ ۲ شعبان سنہ احد قلمی شد

مضمون پشت پروانہ

مقررہ ضمن باسم محمد سردار ولد کمال الدین خان مرحوم پرگنہ شاہ آباد سرکار خیر آباد صوبہ اودہ کہ بدستور سابق بحال و برقرار است موہ لک دام در بست

نواب شیر انداز خان

یہ محمد سردار خان کے صاحبزادہ تھے بعد اپنے والد ماجد کے یہ بڑی ڈیوڑھی کے مالک ہوئے اور خوب ریاست کا انتظام کیا وضعداری اور لیاقت مین اپنے بزرگوں کے اوصاف سے متصف تھے اکثر معافیون کی سندین جو انھون نے مستحق اشخاص

کوڈی ہین خاکسار کی چشم دیدہ ہین سنہ ۱۱۵۰ھ مطابق سنہ ۲۰ جلوس محمد شاہی مین یہ رئیس ہوے اور سنہ ۱۱۶۵ ہجری تک انکی جانب سے اسناد دیا جانا پایا جاتا ہے سنہ ۱۱۶۲ھ مین انھون نے چودھرایت اپنی جاگیر کی محمد قادر داد کو عنایت کی ہے سنہ ۱۱۵۰ھ سے سنہ ۱۱۷۲ھ تک انکی زندگی کا زمانہ کاغذات سے ثابت ہوتا ہے جس سے ۲۲ برس انکا بڑی ڈیوڑھی پر با اختیار رئیس رہنا اور اسکے بعد انکا انتقال کرنا معلوم ہوتا ہے

نواب محمد اعزاز خان

آپ نواب شیر انداز خان کے فرزند رشید تھے بڑے ذی حوصلہ نہایت فیاض رئیس گذرے ہین۔ خوبصورت انسان تھے بیسیون معافیون کی سندین انکی طرف سے دی ہوئین دیکھنے مین آئی ہین جنسے انکا اولوالعزم و مخیر ہونا ثابت ہوتا ہے نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ جب اودھ سے روھیلکھنڈ کو جاتے تو شاہ آباد مین قیام کیا کرتے تھے اور انسے بہت لطف فرماتے تھے انکی خوبصورتی کیوجہ سے نواب شجاع الدولہ نے انکی بہن سے نکاح کرنے کی خواہش کی تھی چونکہ حقیقی بہن انکی کوئی نہین تھی اسلیے انکی چچازاد بہن یعنے بنت محمد یار خان سے انکا نکاح ہوا اسی رشتہ سے نواب آصف الدولہ نواب اعزاز خان کو ماموں کہا کرتے تھے ایکہزار دوسو روپیہ ماہوار بطور وثیقہ کے اعزاز خان کے نام سرکار لکھنو سے مقرر تھے۔ بعض کاغذات مین جو مہر۔ اعزاز الدولہ ظفر جنگ بہادر کی پائی جاتی ہے شاہ دہلی یا والی اودھ نے انکو یہ خطاب دیا تھا۔ نواب اعزاز خان نے ایک اپنی شادی نواب فیض اللہ خان ولد زین الدین خان عرف نواب عبداللہ خان رئیس شاہجہانپور

کی صاحبزادی سے کی تھی ان بیوی کا نام عصمت جہان عرف محمدی بیگم تھا اور خطاب بہو بیگم تھا انکا دین مہر دو لاکھ پچاس ہزار کا مقرر ہوا تھا انکے بطن سے جب کوئی اولاد نہوئی اور چند سال کے بعد کچھ ناموافقت پیش آئی تو انھون نے اپنا دوسرا نکاح مستماۃ عمدہ بیگم بنت نواب قائم علیخان سے جو داؤد خان کی پوتی اور نواب چاند خان رئیس کھیڑہ کی پروتی تھین کرنا چاہا فریق ثانی نے یکبدی ہونیسے رضامندی ظاہر کی جب بہو بیگم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اونھون نے اپنے باپ بھائی کو اس امر کی اطلاع دی اونکے بھائی مرتضے خان ڈیڑھ سو آدمی شاہجہانپور سے لیکر شاہ آباد آے اور بڑی ڈیوڑھی کے پھاٹک اور دیوانخانہ مین اپنا بندوبست کرکے محمد اعزاز خان کو دیوانخانہ مین زبردستی بٹھلایا اور کل جائداد کے لکھدینے کی خواہش کی نواب اعزاز خانصاحب نے چارناچار اپنی جان بچاکر اسوقت تملیک نامہ لکھدیا اسکے بعد نواب اعزاز خان نے نواب بندہ علیخان رئیس چھوٹی ڈیوڑھی کو کہلا بھیجا کہ غیر شہر کے آدمی آکر ہمکو بیوقوف کرین اور زبردستی مجھسے کاغذ پر مہر کروالین آپکو برادرانہ غیرت بھی نہین آتی اسپر بندہ علیخان نے اپنے صاحبزادہ لطف علیخان کو ایک جماعت کثیر دیکر بڑی ڈیوڑھی کو بھیجدیا اون آدمیون نے مرتضے خان کے آدمیون کو بڑی ڈیوڑھی سے نکالدیا اور کہا کہ اہل اسلام کے مذہب مین چار عقد تک جائز ہین تم کس سبب سے مانع ہوتے ہو آخر کار مرتضے خان مجبور ہوے اور مجلس عقد منعقد ہوئی قاضی رضاء اللہ خان نے سرمست خان لیرخانی کی وکالت اور فقیرن میان صاحب اور غلام مصطفے صاحب کی شہادت سے نواب اعزاز خان کا نکاح پڑھایا سات لاکھ روپیہ اور تیس ہزار اشرفی شاہجہانی کا دین مہر قرار پایا اسکے صبح کو اعزاز خان انتظام کرکے مرتضے خان سے اپنی تملیک واپس لینے پر

آمادہ ہوے مرتضے خان یہ سنکر جلدی سے روانہ ہوے اور راجہ ہلاس راے
کے بھائی راے منسارام کے مکانمین جاکر پناہ گزین ہوے مرتضے خان کی والدہ
جو محل مین تھین اونسے اعزاز خان نے جاکر کہا کہ بغیر واپسی دستاویز کے آپ
شاہجہانپور نہین جاسکتین اسپر راے منسارام درمیان مین آئے کہ اپکی واپسی دستاویز
کا مین ذمہ دار ہوتا ہون آپ اپنی خوشدامن صاحب کو رخصت کردین چنانچہ
راے صاحب کے کہنے کے بموجب نواب صاحب نے مرتضے خان کی ماں
کو رخصت کردیا اور بدستور قدیم اپنی املاک پر تاحین حیات قابض رہے بہت سے
لوگونکو باغ نصب کرادیے مکانات بنوادیے چک معاف کردیے انکی عالی ہمتی
وفیاضی کا یہ عالم تھا کہ بیس موضع راے موہن لال کو معافی مین دیدیے تھے انکے
دم تک آبائی شان وشوکت بھی باقی تھی انکی سرکار مین ہزار بارہ سو آدمی ہمیشہ ملازم
تھے اور پرورش پاتے تھے اسکے بعد نواب اعزاز خان نے دو نکاح اور بھی
غریب شرفا کی لڑکیون سے کیے جنمین ایک منکوحہ بیوی سے اعزاز خانصاحب کی
لڑکی بھی پیدا ہوئی تھی یہ دونون بیویان اور لڑکی عمدہ بیگم کے پاس رہتی تھین اور محمدی بیگم
عرف بہو بیگم نے اپنے بھتیجے جمعہ میان عرف نواب محمد خان کو شاہجہانپور سے لاکر
متبنہ کیا تھا نواب اعزاز خان چکات شاہ آباد کی مالگذاری پانسو روپیہ سرکار اودھ کو ادا
کرتے تھے دیہات جو انکے زرخرید اور آبائی جاگیر کے متعلق تھے اسکی مالگذاری
سے اسکو کچھ بحث نہین۔ نواب اعزاز خان کے حیات کا زمانہ ۱۱۷۳ھ تک
کاغذات سے ثابت ہوتا ہے جب نواب اعزاز خان کا انتقال ہوگیا اور انکی زوجہ
اولے یعنے بہو بیگم نے کل جائداد پر قبضہ کرکے اپنے بھتیجے کو سب یاست دینا چاہی

تو اوسپر زوجۂ اولے اور زوجۂ ثانی سے جھگڑا ہوا اور نواب آصف الدولہ کے اجلاس
مین مقدمہ پیش ہوا نواب وزیر الممالک نے اپنے فیصلہ سے دونون کو نصف نصف ترکہ
تقسیم کر دیا اور اپنے عاملون کے ذریعہ سے دونونمین تعلقہ کی تقسیم کا عمل درآمد بھی
کرا دیا نواب اعزاز خان کے بعد بڑی ڈیوڑھی مین تنزل شروع ہوا وہ امیرانہ جاہ وحشم
باقی نہین رہا اور اونکی دونون بیگمون سے کوئی اولاد نرینہ بھی نہین پیدا ہوئی صرف
ایک لڑکی تھی جو اہل شاہجہانپور کی روایت ہے کہ نواب محمدی بیگم نے عمدہ بیگم کی
رضامندی سے کہ اونکی وہ پرورش یافتہ تھی اپنے بھتیجے محمد خان ابن مرتضے خان
کو بیاہ دی تھی جنسے غلام غوث خان عرف نواب رعد انداز خان پیدا ہوے تھے
محمد خان کی دوسری بیوی نواب لطف علیخان کی دختر بتلائی جاتی ہین انسے نواب
امیر حسین خان پیدا ہوے تھے۔ نواب محمد خان اور محمدی بیگم کی مہرین اکثر کاغذات
پر کی ہوئین راقم کے پاس موجود ہین محمد خان نے ۲۹ محرم ۱۲۵۵ھ کو دردگردہ
کے مرض مین شاہ آباد مین انتقال کیا نواب محمد خان کی مہرین ۱۱۸۱ھ کندہ ہین
اور ایک مہر مین انھون نے اپنی ولدیت نواب اعزاز خان کیطرف بوجہ متبنہ ہونیکے
منسوب کی تھی محمدی بیگم زوجہ نواب اعزاز خان نے بھی ۱۱۸۱ھ سے کاغذات پر
مہر کرنا شروع کیا تھا محمد اعزاز خان بہادر نواب اعزاز خان کی ایک مہر مین کندہ تھا
اور ۱۱۷۲ھ ہجری بھی اوسمین مرقوم ہین ۱۲۰۹ھ مین نواب اعزاز خان نے گھور نشاہ
تکیہ دار کو موضع لگر ہالی مین ایک بڑی معافی دی ہے۔ افسوس کہ نواب رعد انداز خان
۱۸۵۷ء کے غدر مین بالزام بغاوت قتل کیے گئے یہ کتاب خوب لکھا کرتے تھے
ایک کتاب راقم نے انکی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ اور نواب امیر حسین خان کے

فرزند نواب احمد حسین تھے جو لاولد فوت ہوگئے۔ اب بڑی ڈیوڑھی مین نہ مواضعات ہین نہ مکانات ہین صرف چند نشانات باقی رہگئے ہین۔ نواب اعزاز خان کی حکومت اور ریاست کی مدت ۳۹ برس ہے اور نواب محمد خان کی تعلقہ داری ۴۴ برس پائی جاتی ہے نواب محمد خان کی بعض بہن مین نواب اعزاز خان کی فرزندی کندہ ہے

نواب فتح معمور خان

یہ نواب دلیر خان کے صاحبزادہ کمال الدین خان کے چھوٹے بھائی تھے چوک کی ڈیوڑھی انھین کے نام سے قائم ہوئی تھی اور چوک والی نسل کے یہی مورث اعلے ہین فتح معمور خان اپنے نامور باپ کے ساتھ معرکون مین رہے ہین اور بعد اپنے والد کے علیحدہ بھی مہمات شاہی بجا لائے ہین انھون نے اپنی ذاتی شجاعت اور موروثی دلاوری سے خوب خوب کارنمایان کی ہین یہ اہم باسدفتمند تھے پیشتر انکا منصب ششصدی تھا اسکے بعد سہ ہزاری ذات و سہ ہزار سوار کا ہوا دکن کی مہمات مین انکی بہادری مشہور ہوئی ہے جب سنہ ۲۵ جلوس مطابق سنہ ۱۰۹۳ ہجری مین بیجاپور کی مہم پیش آئی تو بادشاہ عالمگیر نے بخشی الملک روح اللہ خان اور فتح معمور خان اور شہاب الدین خان اور خاص اپنے جلو کے امرا کو تعینات کیا ہے اور انھون نے وہان جاکر ایسی جانبازی کو دخل دیا ہے کہ اپنا نام روشن کردیا ہے پانچ برس تک یہ دکن کی

سلہ روح اللہ خان بتاخت بیجاپور مرخص گردید شہاب الدین خان و بندہاے جلو فتح معمور خان و دلیر خان باو تعین گردیدند۔ ماثر عالمگیری

مہمات مین مصروف فرمادیے جب آخری محاصرہ بیجاپور کا شروع ہوا اور اوسکے چند ماہ کے بعد ہمیشہ کے لیے فتح ہوکر شاہی ممالک مین شامل ہوگیا ہے یہ معرکہ ماہ رمضان ۱۰۹۶ھ مین ایسا سخت واقع ہوا کہ فتح معمور خان اور امان اللہ خان فرزند الہ وردی خان شہید ہوے چنانچہ یہ واقعہ ماثر عالمگیری کے صفحہ (۲۶۲) مین بایں عبارت درج ہے **ورجنگ مورچال بیجاپور فتح معمور خان پسر دلیر خان و امان اللہ خان پسر الہ وردی خان مرد انہ شربت شہادت نوشیدند** ماثر الامرا مین بھی دلیر خان کے تذکرہ مین جو انکی اولاد کا ذکر آیا ہے اوسمین بھی فتح معمور خان کا مورچال بیجاپور مین کام آنا تحریر ہے۔

فتح معمور خان کی ڈیوڑھی مین بھی علاقہ بہت تھا موضع اودھرپور وغیرہ تو دلیر خان نے اپنے زمانہ حیات مین انکو علیحدہ دیا تھا اسکے بعد کمال الدین خان کی باہمی تقسیم مین بارہ موضع انکے قبضہ مین جداگانہ آے تھے ذاتی منصب کی تنخواہ اسکے ماسوا تھی۔ زرخرید جائداد بھی بہت تھی۔

فتح معمور خان کے دو صاحبزادے تھے مرتضے خان و مصطفے خان **مرتضے خان** انکا پیشتر منصب پانصدی تھا اوسکے بعد **سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار** کو پہونچے اور اپنے باپ کے نام کا خطاب **فتح معمور خان** حاصل ہوا ان دونون بھائیون نے عالمگیر کے بعد اوسکے دونون شہزادون محمد معظم اور محمد اعظم مین جب تخت کے لیے جنگ ہوئی ہے اوسمین بڑی بہادری کو دخل دیا ہے اور میدان جنگ مین اپنی مردانگی سے گھوڑے دوڑا کر اعظم شاہ کے غول مین گھس گئے اور قلب لشکر مین پہونچکر حشر و نشر برپا کیا تھا آخر کار فتح حاصل کی اسکے بعد معظم شاہ نے انکو خلعت و اضافہ

منصب سے سرفراز کیا اور جب اپنے بڑے بیٹے معزالدین کو جہاندار شاہ اور پسر دوم کو عظیم الشان اور پسر سوم کو رفیع الشان چہارم کو جہان شاہ کے خطابات سے سربلند کیا اسوقت[۱] مرتضے خان کو فتح معمور خان اونکے آبائی خطاب سے سرفراز کیا تھا اس واقعہ کی کسیقدر بیہانسے زیادہ صراحت ہم کمال الدین خان کے تذکرہ مین تحریر کر آئے ہین۔

اسکے بعد جب سلطان معزالدین جہاندار شاہ سے اور اسکے بھتیجے سلطان فرخ سیر سے سلطنت کے لیے جنگ پیش آئی ہے تو جہاندار شاہ نے اپنے شاہزادہ اعزالدین کو ایک فوج جرار دیکر روانہ کیا اوسوقت شاہزادہ کے ساتھ مرتضے خان و مصطفے کو بھی جنکی شجاعت مسلم تھی مقابلہ کو بھیجا تھا جسوقت فرخ سیر اور شاہزادہ اعزالدین کی فوج کا مقابلہ ہوا ابھی تھوڑی سی چپقلش پیش آئی تھی اس دارو گیر مین مصطفے خان نے ایک زخم تیر کا کھایا مگر کچھ خیال نہ کیا بدستور مستعد رہے مگر شاہزادہ کچھ ایسا خایف ہوا کہ میدان جنگ سے بھاگ گیا مگر مرتضے خان

---

[۱] سلطان محمد معظم بہادر شاہ بعد فتح پسر کلان خود معزالدین را بخطاب جہاندار شاہ و پسر دوم را بشاہ عظیم الشان و پسر سوم را رفیع الشان و چہارم را بجہان شاہ سرفراز فرمود و مرتضے خان نبیرہ دلیر خان را بخطاب فتح معمور خان امتیاز بخشید۔ اخبار محبت (۴۲۲)

[۲] معزالدین خبر قریب رسیدن فرخ سیر شنیدہ پسر مہین خود اعزالدین را با فوج جرار بمقابلہ فرستاد در حوالی کورہ تلاقی افواج رو نمود سلطان فرخ سیر بمقابلہ شہزادہ اعزالدین و محمد مرتضے خان عرف فتح معمور خان و برادرش محمد مصطفے خان ہر دو پسران نواب فتح معمور خان کلان ابن دلیر خان مذکور اسعد توجہے تعین فرمودند ہر دو برادران کہ در جوانمردی و شجاعت مشہور بودند بمیدان آمدہ و مصطفی زخم سہل تیر برداشت بیع ملاحظہ نکردہ و شہزادہ اعزالدین بدون تحریک آلات حرب راہ فرار پیش گرفت مرتضے خان عرف فتح معمور خان بفتح و ظفر مراجعت بلشکر خود کرد۔ اخبار محبت (۴۵۱)

کمال دلاوری واطمینان سے اپنے لشکر کو واپس آئے۔

مرتضے خان کی وفات احمد شاہ کے عہد مین ہوئی یہ نہایت شجاع حضور رس عالی حوصلہ انسان تھے۔

تاریخ اخبار محبت مین مرتضے خان کی رحلت کا زمانہ جو احمد شاہ کے عہد مین لکھا ہے غالبًا کاتب کی غلطی ہے وہ بجاے محمد شاہ کے احمد شاہ لکھ گیا ہے یا مصنف کتاب سے سہو ہوا ہے کیونکہ احمد شاہ ۱۱۶۱ھ ہجری مین بعد اپنے باپ محمد شاہ کے تخت نشین ہوا ہے اور مرتضے خان کے فرزند محمد روشن خان کو جو قدیمی معافی کی بحالی کا پروانہ صفدر جنگ نے دیا ہے وہ ۱۱۵۲ھ ہجری مین لکھا گیا ہے اوسمین مرتضے خان کے خطابی نام کے ساتھ مرحوم کی لفظ تحریر ہے اگر وہ عہد احمد شاہ مین انتقال کرتے تو قبل ۱۱۶۱ھ ہجری کے وہ ۱۱۵۲ھ ہجری مین مرحوم نہ لکھے جاتے بلکہ مرتضے خان کے انتقال کی صورت حال فارسی مین موجود ہے جسپر عمائدین شاہ آباد کی مہرین پڑی ہوئی ہین اور اونکے دفن ہونیکے وقت ایک جھگڑا پیش آیا ہے۔ صورت حال مین لکھا ہوا ہے کہ ۳ شعبان ۱۱۴۲ھ کو مرتضے خان نے قصبہ بسولی مین جو سرکار لکھنو کے متعلق تھا قضاے الہی سے انتقال کیا چند روز کے بعد اونکی لاش کا تابوت شاہ آباد لایا گیا اور باشندگان وطن جمع ہوے اوسوقت انکی بیوی بادشاہ بیگم بنت امانت اللہ خان نے اپنی ایک خواص مسماۃ چاندنی بی کو حاضرین کے پاس بھیجا کہ مبلغ ایک لاکھ روپیہ اور پندرہ ہزار اشرفی میرے دین مہر کی خان مرحوم کے ذمہ ہے جو رقم کہ واجب الادا ہے اور عند الطلب اوسکی ادائی لازمی قرار دیگئی ہے لہذا پہلے انکے

ورثا میرادین مراد اکردین اوسکے بعد اونکی لاش قبرمین دفن کرین جب حاضرین نے انکی بیوی کا یہ پیام سُنا تو ابراہیم خان جو مرتضے خان کے چچازاد بھائی تھے اوٹھے اور اونکے ساتھ فرید خان گگیانی اور سمندر خان مہمند ہردو شمشیردار شاہ آباد کے تھے محلسرا کے دروازہ پر گئے اور خانزادہ محمد روشن خان کو جو مسماۃ بادشاہ بیگم مذکورہ کے بطن سے تھے مسماۃ مذکورہ کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ ازروے شرع شریف دین تمھارا مرتضے خان عرف فتحمور خان مرحوم کے ترکہ سے چلے ہے ریاست موجود ہے اور نواب صاحب کے دیگر فرزندان خانزادہ بہرہ مند خان وغیرہ جو تمھارے شوہر کی زوجہ ثانی کے بطن سے پیدا ہین حاضر ہین یہ بھی تمھارے لڑکے ہین ہم سب باشندگان شاہ آباد تمھارے دین مہر کے ذمّہ دار ہین اور علاقہ آج سے آپ کے متعلق ہے جب یہ جواب مسماۃ بادشاہ بیگم نے سنا تو اونھین کچھ اطمینان ہوا غرضکہ ایک بڑی خوشامد کے بعد مسماۃ مذکورہ نے دفن کرنے کی اجازت دی اور مرتضے خان دفن کیے گئے اس روز سے یہ بیوی گھر کی حاکم رہین اور جائداد کا انتظام بھی انھین کی رائے سے ہوتا رہا اور دوسرے لڑکون کو بھی مثل اپنے فرزند کے سمجھتی رہین اس سند پر قاضی فیض اللہ صاحب جو قاضی وقت تھے انکی مہر بھی ثبت ہے المختصر محمد شاہ جو ۱۱۳۱ھ ہجری مین تخت نشین ہوا ہے اور اونیس سال آٹھ ماہ سلطنت کرکے ۱۱۶۱ھ ہجری مین رحلت فرما ہوا ہے اوسکے عہد حکومت مین مرتضے خان کا انتقال کرنا ثابت ہے۔

فتحمور خان کی امارت کا پتہ اس واقعہ سے چلتا ہے کہ جب زین الدین خان

نبیرہ نواب بہادر خان جو کچھ دیوانہ سے تھے شاہجہان پور سے فرخ سیر کے
لانے کے لیے بنگالہ کو روانہ ہوے تو پانسو آدمی اونکے ہمراہ تھے شاہ آباد
آکر ٹھہرے مسماۃ بادشاہ بیگم کو کسی بہانہ سے بلاکر کٹارا اونکے پیٹ پر رکھدی
اور چچی سے کہا کہ جب تک زر نقد نہ دوگی تمھاری رہائی نہوگی بعد بڑی قیل وقال
کے پانچ لاکھ روپیہ اور بہت سی اشرفیان نقد دیکر جان بچائی اور زین الدین خان یہ رقم
لیکر چلتے ہوے۔

مرتضے خان نے اپنی حیات مین ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۳۴ ہجری کو ایک تملیک نامہ
بھی اپنی ملکیت کا بیٹون کے نام لکھا ہے اور اوسپر مہرین اور دستخط قاضی فیض اللہ
صاحب اور قاضی ناصر الزمان صاحب اور زبردست خان ونواب اعزاز الدولہ
ظفر جنگ بہادر ونواب بندعلیخان وفتح محمد ودرویش محمد وغیرہ کی ثبت ہین اور اسکا مضمون
یہ ہے کہ مینے اپنی جائداد کی تقسیم اس طریق سے کی ہے کہ موضع ایگوان معہ مزرعجات
وموضع انکپور وموضع کرسیلی ویسین پور وکچورا وہیبت پور وباغات
واراضیات شاہ آباد ومحلہ چوک وبازار موروثی وزرخرید ونقد وجنس واثاث البیت

لہ نواب زین الدین خان باپانصد سوار پیادہ برفاقت سلطان فرخ سیر روانہ بنگالہ شدہ در شاہ آباد رسیدہ
درآنجا بخدمت بادشاہ بیگم زوجہ محمد خان ابن امیر عظام دلیر خان کہ در رشتہ چچی زین الدین خان شد بنابر ملاقات
رفتہ وبہ بہانہ مشورہ درخواست خلوت نمود وقتیکہ بیگم صاحبہ موصوفہ تنہا شدند زین الدین خان کٹار را کشیدہ
بر شکم چچی خود نہادہ مستعد بکشتن او شدہ ورہائی جان بشرط حصول زر خاطر خواہ قرار داد بعد
قیل وقال بسیار پنج لک روپیہ واشرفی ہاے نقد ازو گرفتہ رہائی داد واز شاہ آباد بنگاہ داشت سپاہ جاری
نمودہ وروانہ پیشتر شدہ۔ اخبار محبت .

محمد روشن خان کے حصہ مین دیا ہے اور باقی کل علاقہ بحصۂ مساوی بہرہ مند خان وہدایت خان وخرد مند خان وصالح محمد خان اور والدہ محمد روشن خان کو بچہ حصہ پر تقسیم کیا ہے اور موضع بنیاری قائم وغیرہ اپنے خاصیخیلون کو دیا ہے۔

دوسرا قسمت نامہ ۱۵ محرم ۱۱۴۱ ہجری کو مرتضے خان عرف فخمور خان نے مکانات کا تحریر کیا ہے جسپر قاضی وقت اور محمد علی اور محمد مبارک ودیبی داس وغیرہ کی مہرین بڑی ہوئی ہین اسمین مکانات کے تقسیم کی یہ صورت ہے کہ دیوانخانہ مشرق رویہ جو دالان در دالان ہے اور ہر دو سہ دری معہ پانچ کوٹھرون کے اور ایک مکان مغرب رویہ جو دیوانخانہ کے مقابل ہے اور ایک دروازہ بیرونی مشرقی جسکی مغربی حد محلسرا سے ملی ہوئی ہے محمد روشن خان کو دیا ہے مابقی مکانات دیگر بیٹون کو علیحدہ دینا پایا جاتا ہے۔

محمد مرتضے خان کے جملہ فرزندان منصبدار شاہی ہوے ہین جنکے منصب اور نامون کی تفصیل یہ ہے۔

محمد روشن خان ہزار پانصدی ذات **ہدایت خان**۔ **بہرہ مند خان** **خرد مند خان**۔ **صالح محمد خان** ہر چہار فرزند ہزاری ذات اور چار سوار کا منصب رکھتے تھے **تربیت علیخان** ولد محمد روشن خان پانصدی تھے

محمد روشن خان کا اپنے بھائیون مین سربرآوردہ ہونا اس پروانہ سے بھی ثابت ہے کہ جو نواب منصور علیخان صفدر جنگ والی اودھ وزیر اعظم دہلی نے انکو بعد انتقال مرتضے خان کے اونکی معافی کا دیا ہے اوس مین **رفعت پناہ شجاعت دستگاہ** بیش قدر الفاظ سے مخاطب کیا ہے

جس سے ذاتی طور پر اونمین اپنے بزرگون کی وقعت کا موجود ہونا پایا جاتا ہے انکی مہر کا یہ سجع تھا۔

از محمد مرتضے روشن خدا یار

اسمین بڑی رعایت یہ پنہان تھی کہ انکے فرزند کا نام خدا یار خان تھا غرضکہ دو بیٹے پوتے تین کا نام شامل ہے۔

نقل پروانہ

۱۱۴۲ محمد شاہ بادشاہ غازی جنگ صفدر فدوی ۱۴ ابوالمنصور خان بہادر

رفعت و شجاعت دستگاہ یعقوب علیخان محفوظ باشند التماس رفعت پناہ محمد روشن خان ولد فتحمعمور خان مرحوم نمود کہ در باب معافی باغات و بازار و کٹرہ مشار الیہ واقع شاہ آباد شجاعت دستگاہ نوشتہ شود لہذا نگارش میرود کہ بدستور قدیم الحال ہم معاف دانند و متعرض نشوند بست و چہارم شہر شعبان سنہ ۲۲ جلوس والا مطابق سنہ ۱۱۵۲ھ

مصطفے خان یہ فتحمعمور خان کے فرزند اور نواب دلیر خان کے پوتے تھے یہ بھی اپنے بھائی مرتضے خان کے ہمراہ شاہی مہمات مین شریک رہے ہین چنانچہ فرزندان اورنگ زیب کی جنگ اور محاربہ فرخ سیری مین موجود تھے جنکا تذکرہ کمال الدین خان اور مرتضے خان کے حالات مین انکے نام کے ساتھ اوپر ہم بیان کر چکے ہین یہ شجاعت و وضعداری مین اپنے باپ بھائی کے قدم بقدم تھے انکی اولاد بیٹے اور پوتون تک باقی رہی اوسکے بعد یہ شاخ لاولد ہو کر

منقطع ہو گئی مصطفے خانصاحب کا انتقال سنہ ۶۰ ہجری مین کا غدات سے ثابت ہے۔

بعد انتقال محمد روشن خان کے تین صاحبزادون کے ترتیب علیخان وسعد اللہ خان وخدایار خان زندہ تھے۔ تربیت علیخان وسعد اللہ خان سے اور بہرہ مند خان وہدایت خان وصلح محمد خان سے بابت ریاست کے بہت جھگڑا رہا ہے اور ان چچا بھتیجون کا تنازع دہلی تک گیا ہے اور شاہجہان آباد مین قاضی تاج الدین صاحب نے انکا باہمی فیصلہ کر کے صلحنامہ بھی کرایا تھا مگر یہان آنیکے بعد پھر جھگڑا اوٹھا اور ماہ صفر سنہ ۶۰ ہجری کو دارالقضا شاہ آباد مین وہ مقدمہ پہونچا اور وہان قاضی فیض اللہ صاحب نے اسکا فیصلہ لکھا اور لالہ کرپا دیال کو یہ تحریر کیا کہ بازار چوک پر قبضہ بدستور محمد روشن خان کا رہنا چاہیے اور بہرہ مند خان ومحمد ہدایت خان وخرد مند خان وصلح محمد خان ہر چہار بھائیون کا قبضہ مثل تصرف مصطفے خان مرحوم کے رہنا چاہیے۔ اور کٹرہ پر عملدرآمد بموجب فیصلنامہ سابق کے فریقین کا اور تربیت علیخان اور سعد اللہ خان کا عملدرآمد مرتضے خان مرحوم کے مطابق رہیگا۔

اگر اسکے خلاف کوئی فریق دست اندازی کرے تو آپ حاکم وقت ہین تحقیقات کر کے حسب عمل درآمد مصطفے خان ومرتضے خان کے دخل دلادین۔

یہ خط منعلق اجراء فیصلنامہ کے قاضی رضی اللہ خان کا مہر شدہ راقم کی نظر سے گذرا ہے اور اسی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

خاندان چوک اور بڑی ڈیوڑھی سے ہمیشہ نااتفاقی رہی

چنانچہ سنہ ۵۸ ہجری مین یہ تنازعہ پیش آیا ہے کہ موضع ایگوان وغیرہ جو دیہات

کہ فتح معمور خان کے متعلق تھے اور وہ پرگنہ شاہ آباد مین شامل ہونیسے شیرانداز خان
کی جاگیر سے وابستہ اور کاغذات شاہی مین بڑی ڈیوڑھی والون کے نام تھے
اسپر ایک فریق دوسرے فریق سے جھگڑا کرتا تھا چنانچہ مقدمہ دارالقضا تک
پہونچا اور وہان ۹ رمضان ۱۱۵۷ھ ہجری کو قاضی ناصر الزمان صاحب نے
خانزادہ بہادر علیخان و محمد علیخان و زبردست خان و پرول خان تمندارون
کی راے سے یہ فیصلہ کیا کہ چوک والے قبولیت استمراری لکھدین اور مبلغ
ایکہزار دو روپیہ بڑی ڈیوڑھی والونکو جنکی جاگیر مین پرگنہ شاہ آباد ہے ادا کرتے
رہین اور دیہات پر اپنا علیحدہ علیحدہ قبضہ رکھین اور اسی فیصلہ کے موجب بڑی
ڈیوڑھی والون سے پٹہ لکھالین چنانچہ ابتداے فصلخریف ۱۱۵۲ھ سے یہ کاغذات
فریقین کیطرف سے لکھکر مرتب ہوگئے بہرہ مند خان ہدایت خان خرد مند خان
صالح محمد خان جو فرزندان مرتضے خان رئیس چوک کیطرف سے انکے گماشتہ
محمد شہباز نے اور تربیت علیخان و سعد اللہ خان و خدایار خان کیطرف سے انکے
گماشتہ محمد بہادر نے قبولیت لکھدی کہ ہم چچا بھتیجون کے گماشتے جو مستاجر
موضع ایگوان وغیرہ کے ہین اور یہ دیہات خانصاحب شیرانداز خان و محمد یار خان
پسران نواب محمد سردار خان صاحب رئیس بڑی ڈیوڑھی کی جاگیر و محال سے تعلق
رکھتے ہین لہذا ہم ہر سال پانسو روپیہ ادا کرتے رہینگے اس سند پر مہرین شیرانداز خان
رئیس بڑی ڈیوڑھی اور سعادت خان رئیس چھوٹی ڈیوڑھی کی پڑی ہوئی ہین موضعات یہ تھے

ایگوان	محمد پور	بسولی	بنگلہ سہاگ
بنسی پور	مصری پور	نعمت پور	اولنا پور

اور باغات وغیرہ بھی ہین جو مشترکہ علاقہ مین داخل تھے یہ کینہ ہمیشہ دونون فریق مین برابر قایم رہا اور یہ پرانا خمیازہ اعزاز خان اور شیر زمان خان بن محمد ہدایت خان سے سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین از سر نو اوکھڑا اور لکھنو تک پہونچا نواب اعزاز خان اور مرزا حسن رضا خان وزیر اعظم اودھ سے نہایت مراسم تھے اسلیے اعزاز خان نے حسن رضا خان کے ذریعہ سے نواب آصف الدولہ کے اجلاس مین مقدمہ دائر کیا وہان سے دوشتر سوار رسالہ جھاولال کے شاہ آباد آئے اور شیر زمان خان کے دروازہ پر دستک دی شیر زمان خان حسب الطلب لکھنو گئے اور انکے بعد اعزاز خان بھی لکھنو روانہ ہوے جناب عالی یعنے نواب آصف الدولہ سے عرض کیا گیا کہ فریقین مقدمہ حاضر ہین جناب عالی نے یہ مقدمہ راجہ جھاولال کے سپرد کیا کہ وہ فیصل کرین اور مہاراجہ مذکور نے راے بالکرشن راے بالکرام کے ذمہ کیا کہ یہ دونون صاحبان یہ جھگڑا فیصل کرین چند روز تک اے صاحبان کے اجلاس مین شیر زمان خان حاضر رہے اور اعزاز خان صاحب کیطرف سے وکیل حاضر ہوتا تھا اور روبکاری کرتا تھا مگر نواب اعزاز خان خود کچہری نہین جلتے تھے۔ راے بالکرام نے کہا کہ نواب اعزاز خان خود نہین آتے ہین لہذا ہمسے یہ فیصلہ نہین ہوسکتا آخر کار جناب عالی نواب وزیر الممالک نے قاضی شہر کے پاس یہ مقدمہ بھیجا اور مفتی غلام حضرت صاحب کے اجلاس مین شرعی فیصلہ کے لیے یہ مقدمہ پیش ہوا شیر زمان خان حاضر ہوے اور تین چار روز تک مقدمہ پیش رہا مگر اعزاز خان مفتی صاحب کے اجلاس مین بھی نہ گئے اور انکی طرف سے غلام محمد صاحب وکیل سوال وجواب کرتے رہے اور جو تمسکات کہ

نواب اعزازخان کے پاس تھے اون کاغذات کی رو سے دعوے اپنے
جدامجد کے عہد تک کا کرتے رہے۔ مگر ثابت نہ کرسکے اسلیے مفتی صاحب
نے دعوے نامنظور کیا اور نواب اعزازخان کے وکیلون سے کچھ جواب
نہ بن پڑا اور شیرزمان خان کے حق مین وہ کاغذات کچھ نقصان رسان
نہ ہوے اس عرصہ مین نواب آصف الدولہ نے شکار کی غرض سے لکھنو سے
کوچ کرکے جنگل کی طرف رُخ کیا اور مہاراجہ جھاؤلال اور دیگر اُمرا بھی
اونکے ہمرکاب روانہ ہوے اور یہ معاملہ مذبذب یون ہی پڑا رہا اور اسکے
بعد فریقین اپنے اپنے گھر شاہ آباد چلے آئے۔

سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین جب کہ شاہزادۂ عالی[1] گوہر دہلی سے بنگالہ کو روانہ ہوے
تو پہلے مرادآباد و بریلی آئے اور وہان سعداللہ خان ولد علی محمد خان روہلہ
نے اپنے علاقہ مین نذر و دعوت کے مراسم ادا کیے اسکے بعد شاہزادہ
موصوف شاہجہان پور آئے اور یہان نواب زین الدین خان عرف
عبداللہ خان نے حاضر ہوکر ملازمت حاصل کی وہانسے شاہزادہ بہادر

[1] شاہزادۂ عالی گوہر بصوب بنگالہ بعد فراہم شدن اسباب سفر و قدرے رفیقان براہ مرادآباد
و بریلی عازم گردید در عرض راہ سعداللہ خان خلف علی محمد خان روہلہ ضیافت در خور استعداد بعمل
آورد و ازانجا شاہجہانپور نزول اجلال فرمود نواب زین الدین خان عرف عبداللہ خان حاضر
آمد شرف ملازمت حاصل نمودہ بہ خلعت و خطاب زین الدین خان بہادر چغتائی سرفرازی یافت
و بمقام سانڈی نواب صالح محمد خان بحضور رسیدہ بعد حصول ملازمت بخلعت و خطاب
دلیرخان مخاطب شد۔ اخبار محبت صفحہ ۳۷۷۔

ساندی تشریف لے گئے وہان صالح محمد خان ابن مرتضے خان حاضر ہوے
اوسوقت شاہزادہ نے محمد صالح خان کو خلعت وخطاب
دلیر خان مرحمت کیا۔

نواب دلیر خان کی اولاد مین چوک والون کو دوخطاب خاندان شاہی سے دستیاب
ہوے اسکے بعد شاہزادہ صاحب لکھنو مین نواب شجاع الدولہ سے نذر لیتے ہوے
الہ آباد گئے اور وہان سے پٹنہ عظیم آباد روانہ ہوے اور اثناے راہ مین اپنے
باپ عالمگیر ثانی کے انتقال کی خبر سنکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور پھر دہلی
آکر مستقل طور پر دارالسلطنت مین شاہ عالم بادشاہ ثانی کا خطاب اختیار کرکے
حکمرانی مین مصروف ہوے۔

خاندان فتح معمور خان مین شجاعت اور تیغزنی کے علاوہ قلم کے جوہر بھی خداوند
کریم نے عنایت کیے تھے نواب محبت خان جو فیض عطا خان کے فرزند اور
صالح محمد خان کے پوتے تھے یہ صاحب تصنیف نواب گذرے ہین انکی والدہ زینب بیگم
نواب عبداللہ خان مخاطب بہ زین الدین خان بہادر سولت جنگ کی بیٹی تھین
جنسے یہ اور انکے بھائی نواب مردان علیخان پیدا ہوے تھے نواب محبت خان
کا عقد نواب مہتاب خان شاہجہان پوری کی صاحبزادی سے ہوا تھا نواب
محبت خان اپنے ننہالی وسسرالی رشتہ کیوجہ سے شاہ آباد سے جاکر اکثر
شاہجہانپور کے قلعہ مین رہا کرتے تھے کتاب اخبار محبت انھین کی تصنیفات
سے ہے جسکے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑے وسیع النظر اور
صاحب تحقیق انسان تھے شاہ آباد کے نوابون مین ایسے ذی علم ولایق شخص

کم ہوے ہین بہت سے مستند خاندانی واقعات انھون نے لکھے ہین اور
تاریخی کتابین بھی بہت سی فراہم کی تھین اکثر اپنے بزرگون اور خاندان کے
قابل الذکر لوگون کے حالات سلاطین مغلیہ کی تاریخ مین ترتیب وار لکھے
ہین اور نواب بہادر خان و نواب دلیر خان کے جو حالات کہ انھون نے
اخبار محبت مین تحریر کیے ہین وہ کتب شاہی کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ
راست و بے کم و کاست اور اصل وقایع کے مطابق ہین نواب صاحب
نے جن کتابون کے نام اپنی کتاب مین لکھے ہین انسے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا
ذخیرہ انکے پیش نظر تھا اور بڑی معلومات کے انسان تھے بعض رسائل
قلمی نایاب روزگار انکے ہاتھ آئے تھے جنکا اب کہین نام و نشان نہین ملتا
مثلاً رسالہ دلیری یہ دلیر خان کے حالات مین معلوم ہوتا ہے اور وہ غالباً
دلیر خان کا لکھایا ہوا ہو۔ دریا دلیری دریا خان کی زندگی کے واقعات کے
متعلق ثابت ہوتا ہے۔ فیض بخش نواب بہادر خان کے کارنامے آہین مندرج
ہونا معلوم ہوتے ہین جو انھون نے خود لکھاے ہونگے۔ مابقی کتب مندرجہ
جنسے اخبار محبت مرتب کی ہے یہ ہین۔ اکبرنامہ ابوالفضل۔ تاریخ سلطان ناصرالدین
سبکتگین و سلطان محمود مصنفہ عنصری۔ تاریخ سلطان شہاب الدین غوری۔ تاریخ
علاء الدین خلجی۔ تاریخ فیروز شاہی مصنفہ مولانا اعزالدین۔ تاریخ افغانیہ بہلول لودی
و شیر شاہ مصنفہ حسین افغان۔ ظفرنامہ تیمور صاحبقران مصنفہ مولانا شرف الدین یزدی
تیمورنامہ منظوم مصنفہ مولاناے حاجی برادرزادہ مولاناے جامی واقعات
بابری مترجمہ خانخانان عبدالرحیم بزبان فارسی۔ تاریخ اکبری

مُصنفہ عطا بیگ قزوینی اکبر شاہی مُصنفہ شیخ الہداد منشی مرتضے خانی طبقات اکبری مُصنفہ خواجہ نظام الدین احمد بخشی اکبری۔ اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ معتمد خان عرف محمد شریف خان تزک جہانگیری مُصنفہ جہانگیر بادشاہ تاریخ شاہ جہانی مصنفہ محمد وارث اصلاح کردہ علامی سعد اللہ خان طبقات عالمگیری عالمگیر نامہ تاریخ بہادر شاہی مُصنفہ مولانا شاہ آبادی۔

دیگر کتب ہندی مہابھارت و رامائن برس بران سری کشن پوتھی بھاگوت جوگ بشست گل افشان عرف سنگھاسن بتیسی حال راجہ بکرماجیت پدماوت وغیرہ کا حوالہ ہے۔

نواب چاند خان

یہ نواب دلیر خان کے تیسرے صاحبزادہ ہین محلہ چوک کے مورث اعلیٰ تھے یہ بھی منصب دار شاہی ہوے۔ چونکہ عالمگیری سلطنت کا مفصل حال بجز دس سال کے مسلسل نہین ملتا اسوجہ سے انکے عہدہ کی تفصیل نہین ملسکی انکے فرزند پردل خان عرف داؤد خان دوہزاری ذات اور دوہزار سوار کے منصبدار تھے پردل خان کو فرخ سیر بادشاہ نے داؤد خان کا خطاب دیا تھا چنانچہ اس امر کا سجع بھی اونھون نے اپنی مہر مین کندہ کرایا تھا اور وہ یہ ہے

ز لطف حضرتِ فرخ سیر خدیو جہان

خطاب شوکتِ داؤد یافت پردل خان

انکی ڈیوڑھی مین بھی مثل اپنے بھائی بندون کے داد و دہش کا بازار گرم تھا چنانچہ ایک درگاہ کے فقیر کو جنکا نام اسمٰعیل شاہ تھا ۱۱۲۹ھ ہجری مین ایک معافی عنایت کی ہے جسکی سند آجتک موجود ہے نقل اسکی ناظرین کے ملاحظہ کے لیے تحریر کیجاتی ہے۔

ز لطف حضرت فرخ سیر خدیو جہان یافت داؤد پردل خان لقب خطاب شوکت

متصدیان مہمات حال و استقبال تعلق سرکار تعبات التفات امیدار بودہ بدانند چون رسوم وجہ معیشت شاہ اسمٰعیل ولد شاہ باقی فقیران بموجب سند سابق از تغیر اسم وجہ شاہ محمد فقیر

ساکن موضع پریرا از روشن و رسم چراغ و غیرہ عرس درگاہ مقدسہ متبرکہ
حضرت شاہنشاہ قدس اللہ سرہ العزیز از سرکار اینجانب من ابتداے تاریخ
بست و یکم شہر رمضان ۱۲۲۹ھ ہجری مقرر نمودہ شدہ می باید کہ وجہ مسطورہ
سال بسال در تصرف مومی الیہ واگذارند کہ بفراغ خاطر متصرف شدہ و قابض
بودہ بدعا ذکر خیر و عبادت و ریاضت مشغول شدہ باید کہ بوجہے من الوجوہ
مزاحمت بحال فقرا مرقوم نرسانند در ینباب حسب الرقوم متن قدغن دانستہ
بعمل آرند۔ فی التاریخ بست و دویم شہر رمضان سنہ ۱۲ از جلوس والا تحریر یافت
پردل خان کے بیٹے قاسم علیخان و بہادر علیخان بھی مثل اپنے باپ دادا کے
نامور اور شجاعت و رئیسانہ اوصاف سے متصف تھے۔

اس خاندان کے آخری عہد مین رجب علیخانصاحب بھی معزز و ذی مقدرت
شخص گذرے حکام اور برادری مین اونکا لحاظ کیا جاتا تھا عہد نوابی مین شاہ اودھ
کیطرف سے جو چکلیدار شاہ آباد آتا تھا اور اوسکے پاس زر مالگذاری کسی کے
پاس سے پہونچنے مین تامل ہوتا اور اوسکی جانب سے مالگذار شخص پر تشدد کیا جاتا
تو جسکی ضمانت زبانی بھی یہ کر دیتے تھے پھر اس سے مواخذہ نہین کیا جاتا تھا
رئیسانہ فیاضی سے انھون نے اکثر اہل استحقاق کو معافیان دی ہین جنکی
سندین راقم کی نظر سے گذری ہین اور بعض سند موجود بھی ہے مگر بوجہ
طوالت کے قلم انداز کیجاتی ہے دس بارہ موضع بھی انکے قبضہ مین
تھے تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ انکا شاندار مکان و پھاٹک کھدا ہے۔
افسوس کہ نواب چاند خان کے اور نیز اونکے خاندان کے کاغذات نہین

دستیاب ہوے جس سے مفصل انکے حالات معلوم ہوتے۔
بعض شاخین انکی اولاد کی صحیح النسب ہین اولاد کے نام شجرۂ دلیر خانی مین دیکھنا چاہیے۔

نواب اسداد خان عرف اللہ دے خان

یہ چوتھے فرزند نواب دلیر خان کے تھے محلہ نالہ مین انکی ڈیوڑھی تھی امیرانہ اوصاف مین اپنے باپ و بھائیون کے ہمدوش تھے نوروزپور کا علاقہ انکے قبضہ مین تھا مسماۃ فاضلہ خانم نعمت خان باقرزئی کی دختر انکو منسوب تھین یہ لاولد رہے انکے انتقال کے بعد انکی منکوحہ بیوی علاقہ کی مالک ہوئین اور انھون نے اپنے حین حیات کل املاک کی دستاویز اپنے بھتیجے محمد علیخان کے نام تحریر کردی اور اوسپر عمادین شہر کی مہرین کرادین سہاگ پور علاقہ نوروزپور۔ روشن بازار وبڑا باغ اور ایک حویلی جو کمال الدین خان کے محلسرا کیطرف بڑی ڈیوڑھی مین تھی غرضکہ اپنی ملکیت کی اکثر اشیاء اوسمین شامل کردین اور یہ تملیک نامہ ۲۶۔ جمادی الاول ۱۱۳۷ھ ہجری مین تحریر ہوا ہے۔ محمد علیخان جو قطب خانکے فرزند تھے انکے ورثا مین آخری شخص افضل خان تارین ہین جو لاولد تھے جسپر اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا ہے۔

نقل تملیک نامہ اللہ دے خان بنام محمد علیخان

بمہر قاضی فیض اللہ و قاضی نادر الزمان و قاضی ناصر الزمان و مواہیر خانزادہ

سعادت خان ولد دلدار خان و محمد روشن خان و فتحمحمد خان و خرد مند خان بن فتح محمد خان
مرحوم و اشرف خان و سعادت خان پسران نعمت خان ولد یوسف خان
و عالم خان و قاسم خان و ہادی داد خان و حامد خان فرزندان نعمت خان مرحوم
و بہر خواجہ جواہر و بہر سید امید و بہر سید فتح محمد و دیگر تمندارن شاہ آباد
از قرار بتاریخ بست و ششم شہر جمادی الاول ۱۱۳۷ھ
آنکہ اقرار کردہ اعتراف صحیح شرعی نمود مسماۃ فاضلہ خانم بنت نعمت خان
ولد یوسف خان قوم افغان باقرزئی زوجۂ خانزادہ اللہ دیے خان ولد نواب
دلیر خان مرحوم ساکن قصبۂ شاہ آباد سرکار خیر آباد مضاف صوبۂ اختر نگر اودھ
فی الحال بصیحت اقرار ہا شرعًا بر این جملہ کہ چون سابق موازی بست بسوہ
زمینداری در وبست موضع جٹ پورہ ساحت عملہ پرگنہ پالی سرکار و صوبہ مسطورہ
و دو قطعہ باغ نودہا و باغ متصل مھینڈہ تالاب سواد قصبہ شاہ آباد مذکور
کہ موسوم بہ باغ چوبے پران ناتھ است و یک منزل حویلی تعمیر پختہ
واقع قصبہ شاہ آباد مذکور کہ مشہور بکوٹھ بران چوبے است بمسمے محمد علیخان ولد
قطب خان ترین کہ این الاخت اعیانہ است تملیک بلا عیوض کردہ دادم نالاموں
چہل بسوہ در وبست موضع نوروز پور و موضع سُھاگ پور عملہ پرگنہ پالی مذکورہ و
یک محلہ روشن بازار عرف بروا بازار و یک منزل حویلی تعمیر پختہ داخل اندرون
قلعہ واقع شاہ آباد و یک قطعہ باغ کلان معہ تالاب واقعہ سواد قصبہ شاہ آباد
مرقوم کہ منجملہ عیوض زر مہر خود از ترکہ خانزادہ اللہ دیے خان مرحوم کہ زوج
من بود در قبض و تصرف مالکانہ خود تا زمان این تملیک بلا عیوض میدہم

بدین حدود اربعہ معروفہ مذکور کما فصلت۔

بسوہ ہا موضع نوروز پور ۴۰ بسوہ

نوروز پور مسطور الملتن بست بسوہ در بست۔ سوہاگ پور مسطور الملتن بست بسوہ در بست محلہ روشن بازار عرف بروا بازار مع اربعہ حدود معروضہ و مطابق مقبوضہ قدیم معہ اراضی آن و یک محلہ باغ کلان معہ تالاب و زمین و اشجار واقع شاہ آباد مذکور۔

حد شرقی	حد غربی	حد جنوبی	حد شمالی
پئی محمد حیات حویلی تعمیر داخل اندرون قلعہ واقع شاہ آباد حد جنوبی کوٹھ خاص اندرون دروازہ	حد باغچہ علاول خاصیل و محاذی بکیطعہ مذکور بدین حدود اربعہ یک منزل حویلی محلسرائے نواب دلیر خان مرحوم حد شمالی شارع عام	محلہ خضر خان و لازاک و مسماۃ زینہ زیل حد شرقی دروازہ محلسرائے کمال الدین خان مرحوم	تالاب و غیرہ و باغ نواب کمال الدین خان مرحوم حد جنوبی صحن محلسرائے نواب دلیر خان مرحوم

بجمیع حدود و حقوق و مرافق و منافع ان اشجار و اثمار و آبار و خاص و از مکان و خاکدان و عملہ حویلی مذکور معہ عملہ داخل و لکل قلیل و کثیر و بہا، فیہا و مایضاف و بسبب الیہا خارج از مساجد و مقابر و طرق عامہ و اوقاف مسمی محمد علیخان ولد قطب خان مرقوم الصدر از تملیک بلا عیوض کردہ دادیم کہ کہ قابض و متصرف باشد چنانچہ عقد تملیک بلا عیوض در میان مملکہ و مملک لہ مرقومین واقع شد و تملیک لہ مذکورہ مملک را در قبض و تصرف

مملکه برآورده در قبض و تصرف خود آورد تملیکا صحیحا شرعیا جائزا ناقذا پس نماند
بعد از عقد تملیک بلا عیوض مملکه مذکوره را و من مقدم مقامها در ملک مرقوم حقے
و دعوے و دستخط تملیک بلا عیوض باقرار مسماة مذکور بتصدیق گواهی اشرف خان
و قطب خان برادران علاتی مسماة مذکوره و مستحسن عالم خان و قائم خان
و هادی داد خان و خانزادان برادران علاتی مسماة مرقوم نوشته شد
و کان ذلک تحریر مرقوم الصدر شد

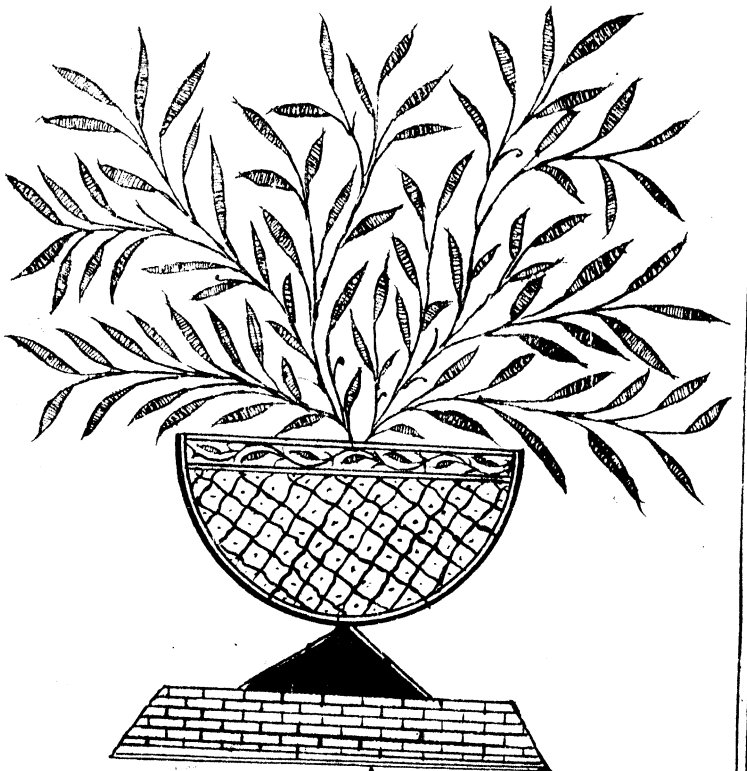

نواب دلدار خان

یہ نواب دلیر خان کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ اور چھوٹی ڈیوڑھی کے یہی مورث اعلے تھے صاحب منصب بیان کیے جاتے ہین جب دس برس کے تھے انکی تصویر کھینچی گئی تھی جو آجتک موجود ہے اس سے امارت کے آثار پائے جاتے ہین۔

انہارالبحرین ہے کہ انکے فرزند ابراہیم خان تھے جنکے صاحبزادہ سعادت خان تھے اور انکے پسر بندعلیخان تھے یہ دونون باپ بیٹے نہایت زوردار اور عالی گذرے ہین شاہ آباد مین کسیکی مجال نہ تھی کہ انکے خلاف چون وچرا کرسکتا بندعلیخان کے صاحبزادہ احمدعلیخان تھے جو ایسے شہ زور ہوے کہ شیر کے پنجے پھیر دیے اور اوسکی کلائیان بیکار کردی تھین اسکا یہ قصہ مشہور ہے کہ نواب احمدعلیخان کو راجہ مظفرعلیخان رئیس نانپارہ کی بیٹی منسوب تھین یہ نانپارہ گئے ہوے تھے وہان خیمہ مین ٹھہرے تھے صبح کے وقت جنگل کی طرف نکلے شیر کا سامنا ہوگیا اوسنے حملہ کیا اونھون نے اسکی دونون کلائیان تھام لین آخرکار دونون شیرون کا مقابلہ ہوا خوب زور ہوے مگر وہ جنگلی شیر انپر نہ غالب آسکا بعض یہ کہتے ہین کہ اوسکے اور انکے فیمابین ایک درخت حائل تھا جب وہ شیر انپر حملہ آور ہوا تو یہ درخت کے دوسری طرف تھے اوسنے کلائیان بڑھاکر انکو دبوچنا چاہا مگر انھون نے اسکے ہاتھ ایسے تھامے کہ پھر نہ چھوڑے جب یہ اُسکا جھگڑا ختم کرچکے

تو اپنے قیامگاہ کو واپس آئے۔
جلد مین جو خراش اوسکے پنجون سے آگیا تھا وہ لونڈی سے صاف کرایا اور خود کسی سے کچھ نہ کہا اسکے بعد یہ خبر ہر جگہ مشہور ہوگئی۔
اونکے زور کی یہ روایت بھی مشہور ہے کہ روپیہ کے نقش مٹاکر گولی بنا دیتے تھے انکی ہیبت لوگون کے دلون مین بہت رہا کرتی تھی ایک بار کا ذکر ہے کہ راجہ بلاس رائے کے یہان لکھنو مین نواب احمد علیخان بیٹھے ہوے تھے اس اثنا مین شاہ اود کے کوئی عزیز آئے انھون نے انکی کچھ تعظیم نہ کی تو انھون نے کوئی سخت کلمہ کہا انکو اپنی شجاعت کا زعم اونکو والی ملک کے عزیز ہونیکا پندار اشتعال بڑھا احمد علیخان نے اوٹھکر سر مجلس تپانچہ مارا حاضرین جلسہ نے رفعہ شر کرایا اس جھگڑے کا قصہ نواب آصف الدولہ کے کانون تک پہونچا مگر راجہ بلاس رائے نے رفعہ فساد کرادیا۔
اپنے بھائی بندون مین بجز دو تین صاحبون کے یہ کسی کا پورا نام بھی نہین لیا کرتے تھے۔
بعض لوگ انکے طرز عمل مین جابرانہ رنگ بھی بتلاتے ہین مگر اسکے ساتھ انکی یہ خوبی نہایت مشہور ہے کہ کوئی زیردست انکے سامنے کسی کمزور پر زیادتی نہین کرسکتا تھا ہمیشہ زیردست کے شریک ہوکر اوس موذی کی مزاج پرسی کیا کرتے تھے چنانچہ اسکے مصداق حافظ غلام علیخان مرحوم ایک نقل بیان کرتے تھے کہ ہمارے والد احمد علیخان کہ وہ بھی ہمنام نواب احمد علیخان اور شجاعت وبہادری مین نہایت مشہور شخص تھے جب اونکے لڑکپن مین

اونکے والد عبداللہ خان جو زور و قوت مین پہلوان تھے انتقال کر گئے تو ملک
قادر داد خان نے حقیت کے جھگڑے پر اونکو دبانا چاہا وہ تنہا تھے کوئی
بھائی دوسرا اونکا نہ تھا وہ نواب احمد علیخان کے پاس چلے گئے اور انسے
سارا قصہ بیان کیا نواب احمد علیخان یہ سُنکر ہاتھی پر سوار ہوے اور محلہ
سلیمانی کو آے یہان ملک لوگون کو بُلوایا اور کہا کہ اگر تمنے اس لڑکے کو جو ہمارے
دوست ملک اکبر علیخان کا بھانجہ ہے ستانا چاہا تو تمھارے حق مین بہتر نہوگا
ہم اوسکے شریک ہونگے اور ہمارے ہوتے ہوے کسکی جرات ہوسکتی ہے
کہ اسے مجبور کرسکے چنانچہ اسکے بعد دوبارہ ملک لوگون کو لڑائی کی ہمت نہ پڑی
نواب احمد علیخان نے اپنی حیات مین اپنے پس ماندگان کے نام ہبہ نامہ لکھکر
ہر ایک وارث کو علیحدہ علیحدہ حصہ تقسیم کر دیا تھا اور یہ ہبہ نامہ ماہ ذیقعدہ
سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین تحریر کیا ہے اوسپر مہرین رجب علیخان و امانی خان سید غلام
مصطفے وغیرہ کی پڑی ہوئی ہین۔ ایک ہزار دو سو روپیہ نقد اور ۱۲۶۶ گھ
اراضی باسط نگر سے اور سات سو روپیہ سعادت نگر سے اور ۱۴۷۰ گھ
اراضی سیر موضع سعادت نگر و سوہاگ پور و ٹمر کی وغیرہ سے اور حقوق
زمینداری بازار سعادت گنج و جملہ زمینداری رانی صاحبہ کو مرحمت فرمائی
اسکے بعد اپنے صاحبزادہ نواب دوست علیخان کو ۲۲۵۶ نقد اور خرد محل
یعنے مادر دوست علیخان کو دو سو روپیہ نقد اور ۶۹ گھ اراضی بخشے اور
اپنی دختر والدہ جیون خان کو ایک سو روپیہ نقد اور اپنی بھاوج زوجہ
لطف علیخان کو ۱۳۶ گھ اراضی سیر کی دیہات تعلقہ باسط نگر سے اور

تیس روپیہ نقد اسکے علاوہ حقوق بازار سعادت گنج کے دیے تھے۔
نواب احمد علیخان کے انتقال کے بعد اونکی رانی صاحبہ کا انتقال ہوا نے چونکہ وہ لاولد تھین اسلیے شاہ اودہ کی طرف سے حکام قصبہ آئے اور اونکے اشیاء مقبوضہ کا حساب لگاکر فرد بنائی کہ جب تک سرکار اودھ سے کچھ حکم نہ آئے یہ سامان مقفل ومحفوظ رکھا رہے۔
اور یہ فہرست اسباب کوٹھ جات رانی صاحبہ کی ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۵ھ کو رانی صاحبہ کے وفات کے زمانہ مین تحریر کی گئی ہے اور ملازمان سرکاری سے مرزا محمد مہدی صاحب تحصیلدار اور ہرپرشاد صاحب پیشکار دیبی سہلے متصدی چیت رام گماشتہ اخبار دیبی سنگہ جمعدار کمپنی تلنگہ وغیرہ تھے ایک دالان مین ۶۵ عدد اور دوسرے کوٹھرین ایکسو سی عدد عدد سامان کے نکلے جس مین پارچہ جات اور ظروف وکتب وغیرہ تھے یہ وصیت نامہ اور فہرست وغیرہ اسوقت ہمارے پیش نظر ہے فہرست پر قاضی وصی علی صاحب اور مولوی محراب علی صاحب اور قاضی شجاعت علی صاحب وحکیم عیوض رائے بیجناتھ دستہ دار پلٹن دگلہ پوش کی مہرین پڑی ہوئی ہین۔
اسکے بعد نواب دوست علیخان نے تعلقہ داری باسط نگر کی حاصل کرنیکی کوشش کی اور دوسری طرف سے والدہ غلام غوث خان جوانکی سوتیلی بہن تھین انھون نے اور اُنکے لڑکون نے دعوے کیا بڑا جھگڑا ہوا دوست علیخان نے جو درخواست سرکار اودہ مین گذرانی تھی اسکے پیروکار وسفارشی فقیر محمد خانصاحب رسالدار

ملیح آبادی تھے جو نہایت با اثر انسان تھے اسلیے دوسرے حقداروں کے مقابلہ
مین انکو کامیابی حاصل ہوئی اور یہ تعلقہ دار باسط نگر قرار پاے انکی درخواست
پر جو حکم شاہ اودہ کی روبکاری سے صادر ہوا تھا وہ اسوقت موجود ہے نقل
حکم فارسی حاشیہ پر تحریر کرکے ترجمہ اسکا یہان پر لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔
فدوی خاص دوست علیخان تعلقہ دار باسط نگر کو معلوم ہو کہ تمھاری عرضداشت
۱۹ ذیقعدہ سنہ جلوس معلے کو نظر اقدس سے گذری اوسمین تمنے خاندانی
قدامت اور شاہان گذشتہ کی خدمات اور پرگنہ باسط نگر کی جاگیرداری
کا جس مین ۴۵ موضع احمد علیخان متوفی کے قبضہ مین ہونا اور
پانچہزار روپیہ نانکاری کے مجرا ہونے کے بعد زر سرکاری کا ادا کرنا اور اب بسبب

نقل فرمان والاشان وبہر شاہی مرقوم سیوم ذی الحجہ سنہ جلوس معلے۔ صاد خاص حضور والا
فدوی خاص دوست علیخان تعلقہ دار باسط نگر معلوم نماید عرضداشت آن فدوی معروضہ نوزدہم
ماہ ذیقعدہ متضمن حال قدامت وسرفرازی بخدمات سترگ آباد واجداد درحضرات سلاطین پیشین
انار اللہ برہانھم وجاگیرداری وتقرر جاگیر پرگنہ شاہ آباد ومتعلق بودن پرگنہ باسط نگر چل وپنج
دیہات بقبضہ احمد علیخان متوفی معہ قصبہ شاہ آباد وزر واجب الاداے سرکاری ادا نمودہ ماذن بعد
مجرائی پنجہزار روپیہ نانکار ومقیم الاحوالی خود بسبب نبودن حلاوت از سنگینی جمع مشخصہ
واجازت ملازمی مردم یک ہزار سوار وپیادہ وچہار ضرب توپ واجازت عطاے تنخواہ
ملازمان از خزانہ عامرہ وخواہ از تحصیل محال بنظر بندگان اقدس واعلے گذشت
وانشاء اللہ العزیز عنقریب بعد فتح یابی کامل کہ بنا بر انتظام ملکی افواج ظفر
امواج روانہ آن طرف خواہد گشت وبندوبست آن طرف ہم بخوبی صورت خواہد بست

سنگینی جمع کے اضافہ کی گنجایش نہ باقی رہنا اور چار ضرب توپ ایک ہزار سوار و پیادون
کے ملازم رکھنے کی اجازت جملہ حالات تحریر کیے ہین امور مندرجہ معلوم
ہوے انشاء اللہ عنقریب جو فوج کہ ملکی انتظام کے لیے اوسطرف جائیگی
وہ بندوبست تمھارے طرف کا بھی بخوبی کردیگی تمکو بالفعل اتنے سوار کہ رعایا
کی حفاظت اور کاشتکاری وغیرہ کی ضرورت پوری کرسکین ملازم رکھنا کچھ
مضائقہ نہین تنخواہ انکی اسی محال سے ادا کرنا چاہیے تاکہ علاقہ سے آمدنی کا چشمہ
جاری رہے اور تحصیل وصول کے زمانہ مین ادائے مالگذاری وتنخواہ ملازمین
کے بعد کل جمع خرچ ہمارے حضور مین بھیجنا چاہیے اور ہر طرح سے اطمینان رکھو
اس خیرخواہی کیصورت مین منصب موروثی وخدمات خاص تمکو پیشگاہ سلطانی
سے عنایت کیے جائینگے اور ہر طرحسے مورد الطاف خسروانہ رہوگے۔
زیادہ الطاف شاہانہ۔

اس کوشش اور کارروائی کے بعد نواب دوست علیخان مستقل تعلقہ دار
باسطنگر کے ہوے اور اپنی لیاقت وکرمت رئیسانہ سے باشندگان شاہ آباد کو

ولیکن فی الحال بنا برحفاظت نفوس وخلق اللہ وایرادے کشتکار وافزونی زراعت وآبادی رعیت
بقدر ضرورت ملازم داشتن سوار وبرات تنخواہ آنہا از آمدنی ہمان محال مضائقہ ندارد تا در اعانت
آنہا چشمہ تحصیل جاری گردد وقت وصول محاصل بعد ادائے تنخواہ ملازمان وعین المہال
سرکار وولتدار معہ حساب بمخرج ابلاغ حضور پرنور باید ساخت واطمینان کلی باید داشت کہ در
صورت ظہور اینگونہ خبر اندیشی باسرفرازی خاص بخدمت ومنصب موروثی از پیشگاہ اعلا
خواہد شد وہرگز نہ مورد التفات خسروی خواہد گشت زیادہ تفضلات

ہمیشہ خوش اور ممنون رکھا نواب صاحب پابند صوم وصلوٰۃ اور خوش آواز انسان تھے قرآن شریف قراءت سے پڑھتے تھے مذہبی فرایض کی حمیت بھی مزاج مین تھی عشرہ محرم مین امام عالیمقام کی فاتحہ وغیرہ بھی نہایت خلوص وشان وشوکت سے کیا کرتے تھے چونکہ نہایت خوش عقیدہ تھے اسلیے فقرا اور علما کی خاطر وعزت بھی تہ دلسے کیا کرتے تھے چنانچہ شمس الدین میانصاحب جنکا تلہر مین مزار ہے اور وہ بزرگ عارف باللہ تھے انکی ہر سال اپنے مکانپر دعوت کرتے نذر دیا کرتے تھے سید صاحب موصوف کے بعد انکے خلیفہ سید شمشیر علی صاحب سے بھی وہ ہی برتاؤ رکھا اسیطرح پیرزادگان بلگرام کے ساتھ بھی ہمیشہ حسن وسلوک سے پیش آتے رہے۔

نواب صاحب نے ایک صورتحال باشندگان شاہ آباد سے تصدیق کرائی ہے کیونکہ علی شیر خان ساکن محلہ گڈھی نے ایک نالش انکے نام سرکار لکھنو مین اس امر کی دائر کی تھی کہ نواب صاحب نے ہمارا باغ زبردستی کاٹ لیا اسپر لکھنؤ سے انکے نام منراول جاری ہوئی نواب صاحب نے یہان اس مضمون کی صورت حال تصدیق کرائی کہ میرے والد نواب احمد علیخان خانزادہ رئیس شاہ آباد نے یہ باغ چھ سو روپیہ پر بہادر خان خلیل کے ورثا سے خرید کیا تھا اور وہ پینتیس برس تک اس باغ پر قابض رہے اب علی شیر خان نے مجھپر اتہام لگاکر دربار دولت پر استغاثہ کیا ہے مینے اس باغ کو ذاتی سمجھکر کٹوایا ہے کاغذ اس باغ کا بھی تھا لیکن جسطرح کہ دیگر کاغذات رہنامے بعنامے فرامین شاہی جو رانی صاحبہ کے قبضہ مین تھے اور انکا انتقال ہوگیا مین اس زمانہ مین لکھنؤ تھا

جیون خان وحسن علیخان اونکے نواسون نے چالاکی سے اوڑالیے اور وہ کاغذات میرے ہاتھ سے جاتے رہے آپ جملہ صاحبان اس واقعہ کو تصدیق کرکے دستخط کردین تاکہ یہ کاغذ عرضداشت کے ہمراہ ردبکاری حضور مین ارسال کیا جائے۔

نواب صاحب نے اپنے نام کا بیج مہر مین کندہ کرایا تھا جسمین ۱۲۴۲ھ ہجری کندہ تھے **بطفیل احمد است دوست علی** نواب دوست علیخانکے فرزند نواب حسین علیخان تعلقہ دار باسط نگر تھے انکی اولاد نرینہ کوئی نتھی ایک دختر مسماۃ لطیف النسا بیگم تھین جو ولیعہد ریاست قرار پائی تھین پہلے انکا عقد نواب اصغر حسین خان باون ہزاری رئیس فرخ آباد کے ساتھ ہوا تھا لیکن انسے ناانفاقی پیش آئی اسلیے اونھون نے اپنا عقد ثانی شاہزادہ کیوان[1] شاہ ثریاجاہ دہلی سے کیا شاہزادہ صاحب بڑی شان وشوکت سے شاہ آباد تشریف لائے

[1] شاہزادہ مرزا ثریاجاہ عرف مرزا کیوان شاہ نہایت متین وقابل تھے۔ ذاتی اعزاز کے علاوہ حاجی اور حافظ ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل تھا ۱۸۵۳ء مین پیدا ہوے اور ۱۹۰۰ء مین دہلی کے خاندان شاہی کے آپ بزرگ تسلیم کیے گئے گورنمنٹ نے عدالت دیوانی کی حاضری سے آپکو مستثنے کیا تھا شہر دہلی کے آپ آنریری مجسٹریٹ اور میونسپل کمشنر اور جامع مسجد اور مسجد فتحپوری اور مدارس عربیہ کی منتظم کمیٹیون کے صدر ممبر بھی تھے دو ہزار نوے روپیہ ماہوار علاوہ جاگیر کے آپ کو آمدنی ورثہ مین پہونچی تھی ۱۸۹۹ء مین جناب موصوف نے شاہزادون کے لیے اسکول قائم کیا جسکی بڑی امداد جیب خاص سے کرتے رہے اور درسگاہ کے لیے ایک مکان بھی بلاکرایہ مرحمت فرمایا۔ ایک لاکھ پچپن ہزار روپیہ

مگر نواب امانت فاطمہ بیگم مادر لطیف النسا بیگم اور شاہزادہ صاحب سے

بقیہ صفحہ ماقبل | جو نواب کلب علیخان بہادر فرمانروائے رام پور نے جامع مسجد دہلی کی مرمت کی ضرورت کو عنایت کیا تھا وہ بھی کمیٹی منتظمہ کے صدر نشین ہونیکی وجہ سے آپ ہی کے زیر اہتمام صرف ہوا گورنمنٹ عالیہ نے ۱۸۹۱ء مین آپ کی وساطت سے خاندان مغلیہ کی چالیس عورتون اور پانچ مردون اور پھر ۱۸۹۶ء مین باسٹھ عورات اور چالیس اشخاص کی پنشن پرورش کے لیے مقرر کردی۔ صاحب عالم شاہزادہ ثریا جاہ بہادر کے والد کا نام نامی شاہزادہ مرزا ہدایت افزا عرف مرزا الہی بخش بہادر تھا جنکی دادی نواب عمدۃ الزمانی النسا بیگم حضرت عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کی بیٹی تھین شاہزادہ صاحب موصوف کی پھوپھی فتح الملک مرزا فخرو ولیعہد کو بیاہی تھین شاہی محل مین آپ کے والد ماجد کا بڑا اثر تھا کیونکہ زینت محل یعنے سراج الدین ابوظفر شاہ آخری بادشاہ دہلی کی بیگم آپ پر نہایت مہربان تھین ایام غدر مین مرزا الہی بخش بہادر سے سرکار انگریزی کی خیر خواہی ظہور مین آئی جسکے صلہ مین یکم مئی ۱۸۵۸ء کو گورنمنٹ برطانیہ نے انکو بائیس ہزار آٹھ سو تیس روپیہ کی سالانہ نسلاً بعد نسل پنشن عطا فرمائی اور ۱۸۶۱ء کو گورنمنٹ نے پانچہزار روپیہ سالانہ کی دوامی پنشن اس معاوضہ مین جو ضلع رہتک کے مواضعات سے مشترکہ طور پر آمدنی غدر سے پہلے ملا کرتی تھی عنایت کی اور ۱۸۹۶ء کو اضلاع دہلی و میرٹھ مین دو ہزار دو سو چھبیس روپیہ سالانہ آمدنی کے چند مواضعات مرحمت فرمائے۔ اور ایام غدر مین جو اسباب تلف ہو گیا تھا اسکی تلافی مین ایک لاکھ چودہ ہزار تین سو چھتر روپیہ نقد گورنمنٹ نے عطا فرمائے اور ۱۸۷۶ء مین پینتیس ہزار روپیہ جو بطور قرضہ کے عنایت کیے تھے اوسمین سے نصف رقم معاف کردی اور جب ۱۸۷۷ء مین ملکہ معظمہ نے قیصرہ ہند خطاب اختیار کرنے کا دربار دہلی مین کیا تو اسوقت

موافقت نہین ہوئی شاہزادہ صاحب بڑی ڈیوڑھی مین جاکر مقیم ہوے کچھ

بقیہ صفحہ ماقبل دوہزار دوسوپچاس روپیہ ماہوار کا انکے لیے اضافہ کیا جب مرزا اسنا

سنہ ۱۸۵۸ء مین رحلت کرگئے تو شاہزادہ صاحب کے بڑے بھائی مرزا سلیمان شاہ

اونکے قائم مقام ہوے اور وہ بارہ برس جانشین رہ کر سنہ ۱۸۹۰ء کو انتقال کرگئے

جسکے بعد آپ با اختیار و اکبر خاندان ہوے۔ شاہزادہ ثریا جاہ بہادر نے کئی شادیان

کین پہلا عقد ہز ہائنس نواب محمد علیخان والی ٹونک کی صاحبزادی سے کیا دوسرا

عقد اپنے حقیقی مامون مرزا فیروز شاہ بہادر جو حضرت اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی کے

پوتے تھے انکی دختر سے کیا تیسرا عقد لطیف النسا بیگم ولیعہد تعلقہ باسط نگر بنت نواب

امانت فاطمہ بیگم تعلقہ دار و رئیسہ شاہ آباد سے کیا اسی تعلق سے شاہزادہ صاحب

شاہ آباد تشریف لاے اور آپ کے اوصاف درج کرنے کا تاریخ شاہ آباد مین موقع ملا

بعد عقد جس زمانہ مین کہ شاہزادہ صاحب شاہ آباد تشریف لاے ہین آپکی شان و شوکت اور

خوشروئی و لیاقت کی بڑی دھوم تھی اور وہ آپکے شباب کا زمانہ تھا افسوس کہ اس عہد و وضع

کی تصویر نہ دستیاب ہوئی موجودہ فوٹو آخری سن کا ہے۔ آپکی اولاد مین ایک فرزند مرزا بخت

تھے جو ۱۸ برس کی عمر مین ۶ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء کو بزمانہ تاجپوشی حضور ملک معظم شاہنشاہ جارج پنجم رحلت کرگئے

اب دو شاہزادیان یعنے نواب ملکہ جہان بیگم اور نواب بادشاہ جہان بیگم آپکی اولاد مین موجود اور

کل املاک کی وارث ہین اور یہ تین اولادین آپکی ان بیگمصاحبہ کے بطن سے جو فیروز شاہ کی

دختر ہین پیدا ہوئین اور یہی بیگمصاحبہ حسب منشاء گورنمنٹ بزرگ خاندان تسلیم کی گئین بیگمصاحبہ

ٹونک بھی زندہ اور گذارا پاتی ہین مگر لاولد ہین افسوس کہ کئی سال ہوے شاہزادہ صاحب

نے وفات پائی اور گورنمنٹ نے تا اولاے قرضہ انتظام کورٹ کا فرمادیا ہے۔

عرصہ تک اونکا یہان قیام رہا اسکے بعد وہ دہلی چلے گئے ایک مدت تک انکے
ملازم اور سامان جو بکثرت ہر قسم کا تھا یہین رہا اور پھر دہلی واپس گیا اوسکے بعد
نواب لطیف النسا بیگم کا جو انمرگ انتقال ہوگیا انکے انتقال کے بعد نواب دلیر خان
کے چھوٹے فرزند کی نسل ہمیشہ کے لیے منقطع ہوگئی نواب امانت فاطمہ بیگم جو بعد
اپنے شوہر نواب حسن علیخان کے تعلقہ باسط نگر کی سربراہ کار اور لطیف النسا بیگم
کی ولیہ قرار پائی تھین تعلقہ کی مالک و منتظم رہین بیگم صاحبہ موضع مگرینہ کی جس کا کہ
خاندانی تعلق محمدی سے ہے لڑکی تھین انھون نے اپنے بھانجہ کو پرورش کیا تھا
اور انھین کو علاقہ بھی دیا ۱۹۰۳ء مین بیگم صاحبہ نے بھی انتقال کیا۔ اب انکے
بعد نواب محمد عبدالکریم خانصاحب تعلقہ دار باسط نگر مالک علاقہ ہوے
ہین نواب صاحب موصوف فی نفسہ بامروت مستقل مزاج رئیس ہین راقم کے
کہنے سے کئی تصویرین اس تاریخ کے متعلق آپنے فراہم کردین۔

صوبۂ آودھ کا سرکار شاہی سے علیحدہ ہونا اور شاہ آباد کا تنزل کرنا

آبادی کے بعد عرصہ تک شاہ آباد روز افزون ترقی کرتا رہا اور اسکی مردم شماری بڑھتی گئی حتے کہ اوسکے حدود نہایت وسیع ہوگئے۔ اس پرانے قصبہ کی وسعت کافی نہوسکی اور چھپیس موضع جو اسکے متصل افتادہ تھے اوسکی آبادی مین شامل ہوگئے اسکے بعد جب دہلی کی سلطنت کو زوال شروع ہوا تو اسکے ساتھ شاہ آباد مین بھی تنزل نے اپنا قدم بڑھایا چنانچہ گزیٹر ضلع ہردوئی مین مسٹر ایچ ارنیول صاحب لکھتے ہین کہ شاہ آباد کی موجودہ آبادی بمقابلہ سابق اب تہائی باقی رہگئی تھی۔ سنہ ۱۸۰۱ء مین ٹی فن ٹھلر صاحب یہان آئے تھے اونھون نے شاہ آباد کو ایک بہت بڑا شہر لکھا ہے اور اوسکی ویرانی کا زمانہ شروع سنہ ۱۷۹۹ء سے تحریر کیا ہے اور اسکے بعد بہت جلدی کے ساتھ اسکی ویرانی بڑھتی گئی ہے کیونکہ ٹینٹ صاحب نے اسکو بالکل برباد پایا اور بشپ ہیر نے سنہ ۱۸۲۴ء مین اسکے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ یہ بہت بڑا قصبہ قریب قریب شہر کے تھا جسمین بہت بڑے بڑے گھر اور چار دیواری کے نشان باقی تھے۔

نواب کمال الدین خان جو بادشاہ رس اور یہان کے مستقل رئیس تھے وہ صوبہ اودہ کے ناظم اور صوبہ دار بھی تھے انکی حیات مین شاہ آباد کے

شباب کا زمانہ تھا اور جب اوسکا انتقال ہوگیا اور اس صوبہ کی حکومت اور افسری نکل گئی مگر تاہم چودہ پندرہ سو مواضعات کا مستقل علاقہ اپنے خاندان مین چھوڑ گئے وہ زمانہ بھی اچھا تھا لیکن جب محمد شاہ بادشاہ کا عہد آیا اور سلطنت کمزور ہوئی اور ارکان دولت سے ہر ایک امیر بجائے خود حاکم بن بیٹھا چنانچہ میر محمد امین نیشاپوری عرف سعادت خان برہان الملک صوبہ اودھ کے صوبہ دار تھے اودہ بھی اونکے ملکیت مین آگیا اسکے بعد شاہان دہلی کی حکومت روز بروز ضعیف ہوتی گئی اور سلاطین مغلیہ کی فرمانروائی برائے نام رہ گئی اسوجہ سے صوبہ اودھ کے صوبہ دار کی تبدیلی کی دوبارہ نوبت نہ آئی اور مستقل طور پر یہ صوبہ برہان الملک کے گھر آگیا جب برہان الملک کا انتقال ہوگیا تو انکے بعد انکے بھانجے مرزا مقیم عرف نواب منصور علیخان صفدر جنگ صوبہ اودہ کے صوبہ دار ہوے اور محمد شاہ کے بعد احمد شاہ کے عہد مین دہلی کے وزیر اعظم بھی ہوگئے اب کیا تھا ہر طرح کے اختیار اونکو ملکی و مالی حاصل تھے اور اونکی حکومت زیادہ مضبوط ہوگئی وزیر الممالک کا غلبہ اور خاندان دلیر خان کی کمزوری اور بادشاہی تسلط کا انحطاط ان اسباب کے پیدا ہوجانیسے نتیجہ یہ ہوا کہ کئی علاقے دلیر خانی انکی اولاد کے قبضہ سے نکلکر صوبہ اودہ مین شامل ہوگئے۔

اس سے پہلے سعادت خان برہان الملک نے کئی پرگنے جنکا تعلق اودھ سے تھا اور وہ انسے قریب تھے نواب دلیر خان کی اولاد سے ٹھیکہ مین لیے تھے مگر اسکے ساتھ زر ٹھیکہ برابر حسب اقرار ادا کرتے تھے کیونکہ جب تک

خاندان دلیر خان بھی حضور رس اور صاحب قدرت تھا زبردستی انکے علاقہ کا چھین لینا آسان نہ تھا اسکے علاوہ سعادت خان برہان الملک کی کوئی بدمعاملگی سننے مین نہ آئی جب صفدر جنگ صوبہ دار اودھ اور وزیر اعظم دہلی کے ہوے اور مرتضے خان عرف نواب فتحمور خان جو زوردار اور اولوالعزم شخص تھے انتقال کر گئے تو صفدر جنگ نے چند پرگنہ دلیر خانی جو نواب سعادت خان برہان الملک نے ٹھیکہ مین لیے تھے قرق کر کے ضبط کیے اور زر اجارہ نہ دیا اور ملک اودھ مین شامل کر لئے مگر جاگیر محال وطن اور معافی انعام التمغا جو اس خاندان کی تھی وہ بدستور بحال و برقرار رہی۔

یہ سب شرح کتاب اخبار محبت مین درج ہے چند سطر مین اس حال کے متعلق اسکی درج کیجاتی ہین۔

اکثر پرگنات نواب سعادت خان صوبہ دار از آنہا اجارہ گرفتہ حاصلات آن قرار واقعہ میرسانید در عہد احمد شاہ و عالمگیر ثانی مرتضے خان کہ عالی حوصلہ بود وفات یافت و نواب وزیر الممالک ابو المنصور خان زر تعہد نرسانیدہ قرق فرمودند مگر جاگیر محال وطن جاری ماندہ۔

(کتاب اخبار محبت صفحہ ۵۳۲)

۲۳ سنہ ۱۱ فصلی سے سنہ ۴۵ فصلی تک شاہ آباد نواب برہان الملک کی سرکار مین داخل ہوگیا چنانچہ اس کارروائی کے متعلق نواب سردار خان اور پسران فتحمعمور خان کے باہمی اقرارنامہ تحریر ہوا ہے بڑی ڈیوڑھی والون کیطرف سے محمد معقول کریم بخش فوجدار وامین اور گلاب رام دیوان نے یہ تحریر کی ہے کہ شاہ آباد کا اودھ کے ساتھ تعلق ہوجانے سے حسب الحکم نواب سردار خان فتح خان گماشتہ نے قبولیت لکھکر سرکار اودھ مین داخل کی ہے مگر منظوری کے وقت بندگان عالی نواب برہان الملک نے اپنے دستخط خاص سے یہ اظہار کیا تھا کہ ان تعلقون مین فتح معمور خان کا بھی تعلقہ ہے اسلیے خانصاحب مرحوم کے فرزندون سے بھی دستخط و مہرین کرالینا چاہیے۔

بموجب اس حکم کے سرکار اودھ کے متصدیون نے بڑی ڈیوڑھی کے گماشتہ سے کہا کہ قبولیت پر پسران فتح معمور خان بھی اپنے دستخط کردین اور جب اسکے متعلق محمد روشن خان و بہرہ مند خان و ہدایت خان و نخرومند خان سے کہا گیا تو اونھون نے یہ جواب دیا کہ ہمارا تعلق محال بادشاہی سے ہے ہم سے یہ کچھ انتظام نہین ہوسکتا اسبات سے بڑی ڈیوڑھی والون کو اندیشہ یہ پیدا ہوا کہ ہمسے سرکار برہان الملک سے بے لطفی و برہمی نہ ہوجائے اسوجہ سے بڑی ڈیوڑھی کے اہلکارون نے چوک والون کے کارندون سے اقرار لیکر اس امر کی دستاویز کرالی کہ مبلغ سات سو پچاس روپیہ جو چوک والون کے تعلقہ کے ذمہ ہے وہ ہم سرکار برہان الملک مین پہونچاتے رہینگے اور ہم زر مطالبہ علاقہ سے وصول کرتے رہینگے یہ تحریر ماہ صفر سنہ ۱۱۴۸ ہجری مطابق

سنہ جلوس مین تحریر ہوئی ہے۔

بڑی ڈیوڑھی اور چوک والون سے اکثر معاملات رہے ہین چنانچہ ۱۲۳۳ھ ہجری مین مصطفےٰ خان کے صاحبزادہ نعمت خان سے نواب سردار خان نے اپنی خواہش کی تھی کہ موضع جمالپور آپ کا زرخرید ہے اوسکے چہار طرف ہمارے دیہات ہین لہذا اوسکی قیمت لیکر وہ موضع ہمکو دیدیجیے چنانچہ اونھون نے حسب خواہش نواب سردار خان کے سورہ پیہ لیکر بیعنامہ لکھدیا اور انکار نہین کیا اس بیعنامہ پر قاضی بدیع الزمان صاحب اور قاضی ہدایت اللہ صاحب کی مہرین ثبت ہوئی ہین

واجب العرض سرکاری مین ہے کہ نواب شیر انداز خان کے زمانہ تک کیفیت ریاست کی اچھی رہی اوسکے بعد جائداد مین روز بروز زوال ہوتا گیا مگر قدیمی عزت و وقعت باقی تھی چنانچہ نواب شجاع الدولہ و نواب آصف الدولہ جب شاہ آباد ہوکر صوبہ کٹھر کو جایا کرتے تھے وہ بھی ان سے نہایت توقیر سے پیش آتے تھے لیکن جب سعادت علیخان صوبۂ اودھ پر حکمران ہوے تو اونھون نے جز رسی سے تمام معافیان ضبط کین اور اپنی عادت کے بموجب شاہ آباد پر بھی دست درازی کی اسوجہ سے سعادت علیخان کو لوگ غارت علیخان کہنے لگے تھے بڑی ڈیوڑھی اور چوک اور کھڑہ کی جائداد کا بڑا حصہ کچھ ضبطی اور کچھ ورثا کی ناقابلیت سے تلف ہوگیا جب نوابی کا عہد جاتا رہا اور انگریزی عملداری ہوئی تو جز جائداد ہر ایک خاندان مین باقی تھی وہ بھی برباد ہوگئی۔

اب نواب دلیر خان کے چھوٹے فرزند نواب دلدار خان کا صرف علاقہ

چالیس پچاس مواضعات کا باقی ہے اور کسی کے پاس کوئی بڑی جائداد نہیں رہی ہے
انگریزی بندوبست جب پہلی بار ہوا ہے تو گورنمنٹ نے (۱۶۲) ایکڑ موضع چڑیا اور
موضع پیریا مین پسران نواب رعد انداز خان اور مسماۃ افضل النسا بیگم اور امیر حسین
خان کو عنایت کی تھی اور اوسکی سند ۱۹ دسمبر ۱۸۶۱ء کو تحریر ہوئی ہے۔

نقل سند معافی چکات شاہ آباد منجانب سرکار گورنمنٹ

بنام نواب امیر حسین خان وغیرہ

بھ دربار
کمشنر
مہر چیف
ملک اودھ

ازانجاکہ بعد کمال تحقیقات کے یہ دریافت ہوا
کہ افضل النسا بیگم اور امیر حسین خان عہد
شاہی سے اکتیس ۳۱ ایکڑ اراضی موضع چڑیا اور
اکتیس ایکڑ موضع پیریا اور تین سو چالیس ایکڑ
چکات شاہ آباد ضلع ہردوئی پر قابض رہے ہین۔
جناب چیف کمشنر بہادر حسب منظوری بندگان نواب خطاب
القاب نائب سلطنت ویسرائے گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ معہ جلسہ کونسل
کے اوس نصف آراضی کو نسلاً بعد نسل پسران رعد انداز خان کے تین باین
شرائط مرحمت فرماتے ہین۔
اول یہ کہ اوس اراضی کے متعلق جو اسناد و دستاویزات انکے پاس

موجود ہون وہ سرکار مین داخل کر چکے ہون۔
دوسرے یہ کہ جو خدمات کہ متعلق زمینداروں کے ہوا کرتی ہین اسکو بخوبی بجا لائین اور مقدمات متعلقہ پولیس اور نیز امورات جنگی و ملکی مین جو اعانت سرکار کو مطلوب ہو اسکی بخوبی تعمیل کیا کرین۔
تیسرے یہ کہ نسبت دشمنان سرکاری سے کسی طور کی آمیزش اور اعانت کا شبہہ انکے ذمہ نہ عائد ہو۔
درصورت انحراف ہونے کسی شرط مندرجۂ بالا کے افضل النسا بیگم و امیر حسینخان سے اراضی مذکور فوراً ضبط کر لیجائیگی۔
جواہر سنگھ محافظ دفتر محکمۂ عالیہ چیف کمشنر ملک اودھ ۱۹ دسمبر ۱۸۶۱ء
نولکشور پریس مین چھپا۔
عہد شاہی مین قصبہ شاہ آباد کی قبولیت مولوی عبد اللہ صاحب اور امانی خان سند وغیرہ لکھتے تھے اور ۱۲۷۶ فصلی سے سند و بست انگریزی مین باستثنائے چند قطعات کے جیسے کہ شاہ زمان وغیرہ کی معافی بحال ہوئی ہے مابقی کل دیہات و چکات پر مالگذاری تشخیص کر لی گئی۔
اب اولاد نواب دلیر خان مین باعتبار مقدرت اور لیاقت کے شاہ آباد مین کوئی ایسا شخص نظر نہین آتا جسکے حالات مین خامہ فرسائی کی جائے موجودہ حالت کا فوٹو گزیٹر سرکاری نے خوب کھینچا ہے۔

نقل ترجمۂ گزیٹیر ضلع ہردوئی متعلقہ شاہ آباد مطبوعۂ گورنمنٹ پریس نینی تال مورخہ ۱۹۰۴ء مرتبۂ و مصنفۂ

مسٹر ایچ آر نیول آئی سی ایس

شاہ آباد پہلے بہت مشہور جگہ تھی لیکن چند سال سے باوجود عمدگی موقع کے زوال پذیر ہے۔ اسکی موجودہ آبادی بہ نسبت سابق کے ایک تہائی حصہ باقی رہی ہے اسکے زوال کی تاریخ سلطنت مغلیہ کے تنزل کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔ ۱۷۸۳ء مین ٹی فن ٹھلر صاحب ایک انگریز یہان آیا تھا اسنے اسے دیکھا تھا وہ ایک بڑا شہر شاہ آباد کو لکھتا ہے اسکے وسط مین ایک محل اینٹون سے بنایا گیا تھا جسکی حفاظت مثل قلعہ کے برجون کے توپخانہ سے کی گئی تھی اس مصنف کے قول کے مطابق یہ اس مقام پر واقع ہے جہان ایک پرانا مشہور قصبہ انگد پور تھا جسکی بنیاد رام کے بھتیجے انگد نے ڈالی تھی قصبہ شاہ آباد جو اب موجود ہے اسکو نواب دلیر خان **شاہجہان** کے مشہور افسر افغانی نے آباد کیا تھا جو شاہجہانپور کی بغاوت فرو کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اس شخص نے انگئی کھیڑہ کے پانڈہ پروار کو شکست دی تھی

اور نالبا ٹیفن ٹھلر نے اسی مقام سے انگد پور کی مراد لی۔
نواب دلیر خان کو شاہ آباد اور پرگنہ سرامین جاگیر دیگئی تھی جہان کہ اونھون نے ۱۶۷۷ء مین شاہ آباد کی بنیاد ڈالی تھی دلیر خان نے اپنے افغانی رشتہ دارون اور فوج سے محلون کو بھر دیا اور ایک محل موسومہ بڑی ڈیوڑھی تعمیر کرایا جسکے دو بڑے پھاٹک اب تک موجود ہین اوسنے ایک عمدہ جامع مسجد اور اپنا خاص مقبرہ بھی تعمیر کرایا آخر الذکر کا گنبد گر گیا ہے یہ بھی مثل مسجد کے مسطح کنکر کے ٹکڑون سے بنایا گیا ہے اور بالاخانہ کی دیوارون پر مثل آگرہ کے تاج محل کے سنگ سرخ کا نفیس کام کیا ہے۔ اس قصبہ مین باون محلے ہین جسمین اکثر کے نام اسکے بانی کے نام پر رکھے گئے ہین اس مقام کی بربادی ۱۷۹۹ء مین بہت سرعت کے ساتھ جاری تھی کیونکہ ٹینٹ نے اسکو بالکل تباہ پایا اور بشپ ہیر نے ۱۸۲۴ء مین اسکے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ قصبہ قریب ایک شہر کے آباد تھا جسمین بہت بڑے بڑے گھر اور چار دیواری کے نشان باقی ہین۔
نواب دلیر خان کے چار لڑکے تھے۔ کمال الدین خان۔ چاند خان دلدار خان۔ فتح معمور خان۔ سب سے بڑی اولاد ڈیوڑھی والی مشہور ہے۔ چاند خان کی اولاد کھیڑہ والی کہی جاتی ہے اور دلدار خان کی اولاد تعلقہ دار باسط نگر ہے۔ بڑی دیوڑھی والے بالکل آوارہ ہوگئے ہین

اور اب اونکی حالت بہت ابتر ہے پہلے اونکو شاہی فوج مین ملازمت ملتی تھی لیکن اب تعلیم کی کمی سے یہ باب بھی اونپر بالکل مسدود ہے شاہ آباد کی مردم شماری جو ۱۹۰۱ء مین ہوئی تھی اوس مین بیس ہزار چھتیس آدمی تھے۔ جس مین دس ہزار مرد اور نو ہزار نو سے اوناسی عورتین تھین۔ دس ہزار آٹھ سو سات ہندو تھے اور نو ہزار اکیاسی مسلمان تھے باقی چند عیسائی اور آریہ تھے۔

اب بھی شاہ آباد اودھ کے قصبات مین چوتھے نمبر کا قصبہ ہے لیکن اب ترقی بالکل بند ہے یہان کوئی مشہور تجارت نہین ہوتی سرائ گنج دلیر گنج۔ سعادت گنج۔ یاکٹرہ۔ روشن بازار۔ نہال گنج۔ چوک مولا گنج۔ محمود گنج۔ جمال گنج مین بازار لگتے ہین۔ سب سے حال کا بازار محمود گنج ہے جسمین روزانہ طور پر بازار لگا کرتا ہے یہ قصبہ آمون کی وجہ سے مشہور ہے اور آم باہر بھی جاتے ہین آم انار ترکاری اور آلو ہر دوئی کو کثرت سے بھیجا جاتا ہے پرانے زمانہ مین یہ قصبہ ایک قسم کے کپڑے کے واسطے مشہور تھا جسکو محمودی کہتے ہین لیکن اب اوسکی ساخت بالکل بند ہے خاص تجارت شکر کی ہوتی ہے شاہ آباد ہمیشہ مسلمان دلاورون کی تاریخ کے واسطے مشہور رہا ہے سر ولیم سیلمن نے ایک جھگڑا جو کہ ۱۸۵۰ء مین محرم کے موقع پر ہوا تھا بیان کیا ہے اسی قسم کا واقعہ ۱۸۶۸ء مین ہوا تھا۔

پبلک عمارتون مین تحصیل منصفی ٹاون ہال۔ ڈاکخانہ۔ شفاخانہ۔ کانجی ہوس

ایک سرائے ہے۔
قریہ کا میلہ دلیر خان کے بنوائے ہوئے تالاب پر ہوا کرتا ہے۔
شاہ آباد کا اسکول میونسپلٹی کے زیر اختیار رہے۔ اسکی آمدنی خاصکر ٹیکس وغیرہ سے ہوتی ہے۔

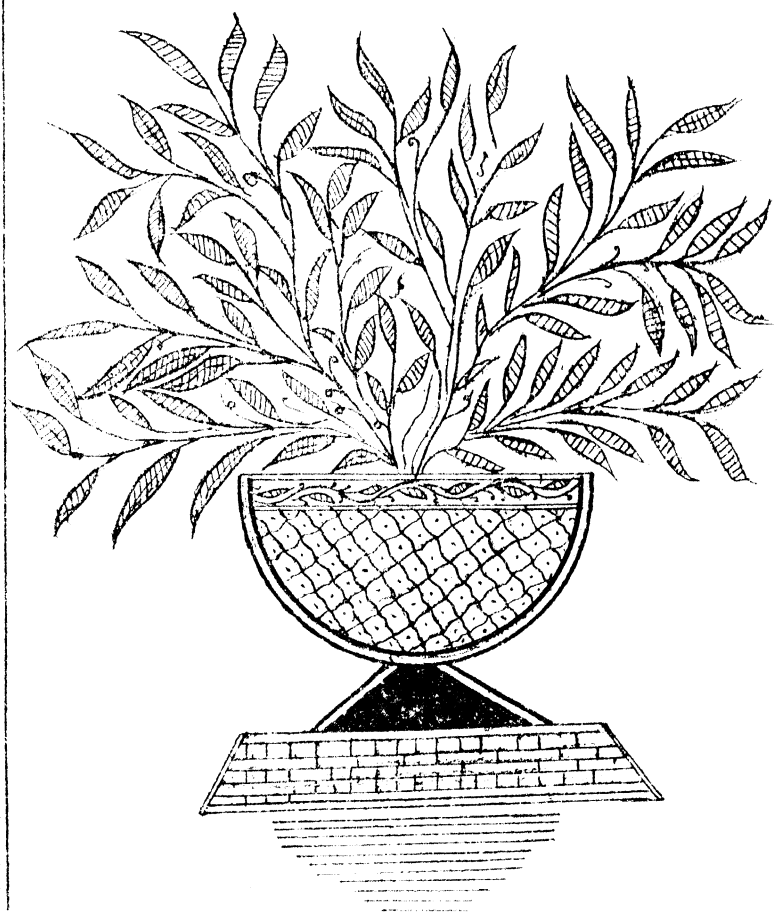

نواب بہادر خان بانئی شاہجہانپور

عمدۃ الملک نواب بہادر خان بانی شاہجہان پور

نواب بہادر خان کا اصلی نام سرابدال خان تھا اور عمدۃ الملک بہادر خان چغتائی سے ملقب تھے دریا خان کے فرزند اور نواب دلیر خان بانی شاہ آباد کے بڑے بھائی اور نہایت بہادر خوش نصیب امیر تھے انکی شجاعت نے ہندوستان سے بلخ و بدخشان تک اپنی شہرت کا ڈنکا بجا دیا تھا انکے کارنامونسے سیکڑون صفحے تاریخ کے مملو ہین۔ فتح بندیلکھنڈ و قلعہ ستارا گڈھ و بلخ و بدخشان وغیرہ انسے ظہور مین آئین صوبہ داری و سپہ سالاری دونون جلیل القدر خدمتین انھون نے انجام دین اسلام آباد۔ صوبۂ ملتان۔ بلخ و بدخشان کی گورنری اور قنوج و کالپی کی سرکار انکی جاگیر مین تھی اور پنجہزاری منصب تھا آپ شاہجہان بادشاہ کے قدیمی رفیق و مصاحب تھے یا اپنے والد کے حیات ہی مین شاہجہان کی بدولت قدر و منزلت حاصل کر چکے تھے بہادر[1] خان پندرہ برسکی عمر سے شاہجہان کی مصاحبت مین آئے باوجودیکہ انکے والد دریا خان خانجہان کی دوستی کے اثر سے نورجہان کے جھگڑے مین شاہزادہ سے جدا ہو گئے مگر بہادر خان شاہجہان کیخدمت سے علیحدہ نہوے اور برابر حضر و سفر مین موجود اور ہمیشہ شاہجہان کی رنج و خوشی مین شریک رہے چنانچہ خود شاہجہان نے بادشاہنامہ مین انکا نام قدیمی جان نثارونکی فہرست مین لکھایا ہے اسبارہ مین کتاب عمل صالح مصنفہ محمد صالح کے صفحہ ۳۸۶ مین یہ عبارت مرقوم ہے

[1] چون دریا خان متعین بسرکار شاہجہان شدہ پسرش بہادر خان کہ عمر پانزدہ سالہ داشت در سلک ۱۶ سالے نملد اشاہزادہ والا تبار انخلاف دریافت انخلاف بحضرت

بہادر خان ولد دریا خان کہ برعکس پدر خلاف نقش ہرگز در آئینہ عقیدت مرات ارادتش جز صورت صفائی اخلاص و نقش وفا و غاق مسطور نشدہ۔

جب نور الدین جہانگیر بادشاہ کا انتقال ہوا اور شاہجہان تخت نشین ہوا تو پہلی ہی مرتبہ بہادر خان[۵۱] کو خلعت و خنجر مرصع اور منصب چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار و علم و اسپ خاصہ معہ زین طلائی و ہاتھی اور پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوا۔

اتنی بڑی شاہانہ نوازش صرف بہادر خان کی اطاعت اور ذاتی خصوصیت سے میسر نہیں ہوئی بلکہ دیگر امراء و صدی و پانصدی کے درجہ سے بتدریج ترقی پاکر چار ہزاری و پنجہزاری منصب کو پہنچے ہیں جب بہادر خان کو قنوج و کالپی کی جاگیر عنایت ہوئی تو وہانکے سرکشوں کی گوشمالی بھی انکے سپرد کی گئی سنہ[۵۲] جلوس شاہجہانی میں جھار سنگھ نے بندیلکھنڈ میں بغاوت اختیار کی اور قلعہ اوندچھ[۵۳] میں وہ محصور ہوگیا بادشاہی لشکر ہر طرف سے اسکی گوشمالی کو متعین ہوا بہادر خان و عبداللہ خان فیروز جنگ اس مہم

[۵۱] بہادر خان کو بعد خلعت و خنجر مرصع و منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار سوار و علم و اسپ خاصہ طویلہ خاصہ زین مطلا و فیل انعام پنجاہ ہزار روپیہ فرازگشت۔ بادشاہنامہ

[۵۲] بہادر خان پسر دریا خان اودی ست در زندگی پدر بوسیلہ نیکو پرستاری بدولت و شناسی شاہزادہ شاہجہان چہرہ امتیاز افروختہ و چون پدر نیز بیوفائی پیودہ از شاہزادہ جدا گشت بہادر خان دست توسل بفتراک عنایت بادشاہی مستحکم تر ساختہ از کالپی قبال انفکاک نمودہ پس از جلوس بمنصب چار ہزاری دو ہزار سوار سرافراز گشتہ تیولداری سرکار کالپی مالش مرکنان آن مرزبوم دستوری یافت

[۵۳] چون در نخستین سال جلوس جھار تیرہ روزگار بغی در زیدہ باوندچھ متحصن گشت افواج قاہرہ از ہر جانبے بملک او آوردہ عبداللہ خان فیروز جنگ با تفاق بہادر خان از جانب کالپی کہ مشرق رویہ آن سرزمین است برآمدہ برحصار ایرچ کہ ہر بخشش از کمال ارتفاع سر بفلک میشود سرسواری پورش نمود مخالف بر بہادران ہجوم تمام آوردہ ہنگامہ نبرد گرم گردانید خانمذکور با تانیان خود پا پیادہ فیلے صف شکن برد [illegible] باد بسوی دروازہ رسیدہ بیاوری آن اہرمن نہاد دروازہ شکستہ قطرہ زنان بقلعہ درآمد ہندو آن سیہ فام را تیغ سوسن رنگ داغ لالہ رخان نشانده گلگونہ فتح بر چہرہ دلاوری کشیده درجائزہ این تردد نمایان فتح شایان نوازش نقارہ بلند گشت۔ از ماثر الامرا

[۵۴] قلعہ اوندچھ قصبہ جاوہ سے ۱۶ کوس تھا کالپی کے قریب قلعہ ایرج تھا اس سے اوندچھ پندرہ سولہ کوس تھا۔

کے لیے کالپی مین داخل ہوے اور قلعہ ایرچ پر جسکا ہر برج بلندی مین آسمان سے باتین کرتا تھا یورش شروع کی مخالف گروہ نے بھی بادشاہ بہادرون پر خوب ہجوم کیا سخت مقابلہ ہوا بہادر خان نے صف شکن ہاتھی کو آگے کیا اور اپنے پٹھانون کے ساتھ پاپیادہ ہوکر نہایت جلد قلعہ کے دروازہ پر پہونچگئے اور کمال چستی و بہادری سے دو ہزار باغیونکو قتل کیا اور حصار کی دیوار توڑکر قلعہ مین گھس گئے اور اپنی تلوار سے ان سیہ فامونکو خونین نہلا دیا اس فتح کے صلہ مین شاہجہان بادشاہ نے انکو ٹھارہ[1] مرحمت کیا اسکے بعد خانجہان خان لودی کے استیصال کے لیے بادشاہ نے بہادر خان اور اعظم خان ناظم دکن کو مقرر کیا جب شاہی لشکر دھاوا کرکے کوہ راجوری مین اسکے سر پر جا پہونچا تو وہ اسوقت تین سو پچاس سوارونکو لیکر نہایت استقلال کے ساتھ مقابلہ کو نکلا جب یہ لشکر اسکے قریب ہوگیا تو اسنے گھوم کر تیر اندازی سے روکا اور کوہ راجوری پر چڑھگیا بہادر خان اسوقت نہایت جلدی سے اسکے پیچھے چڑھ گئے خانجہان خان کا ایک بھتیجا بہادر خان لودی جو انکا ہمنام تھا اور اسکا ہزاری منصب تھا وہ بھی اپنی جوانمردی اور بہادری مین مشہور تھا اُسنے بڑھکر اسسے مقابلہ کیا دونون بہادرون نے اپنی مردانگی اور بہادری کے جوہر ختم کردیے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنا چاہتا تھا کوئی ہنر سپہ گریکا نہ اٹھا رکھا گیا یہ مقابلہ رستم و اسفندیار کا معرکہ تھا جب بہادر خان باقرزئی کی مدد کو بادشاہی لشکر سے کوئی شخص نہ پہونچا تو آخر مین یہ پیادہ ہوگئے اور پروانہ کی طرح تلوار کے شعلہ پر پہونچنے لگے۔ اسکے ثبوت مین کتاب عمل صالح جسکا مصنف

[1] خاقان قدردان در جایزہ این خدمت بہادر خان بعنایت نقارہ سربلند گردانید صفحہ ۲۴۰ بادشاہنامہ ۲ بہادر خان بقدم استعجال خود را رسانیدہ با برادر زادہ او بہادر خان کہ منصب ہزاری داشت پردلی و مردانگی اظہار نمودہ در آویختہ و کشش و کوشش کار نامہ دلیری و دلاوری بروے کار آوردہ کہ کشش داستان رستم و اسفندیار گشت۔ ماثر الامرا

محمد صالح شاہجہان بادشاہ کے دفتر کا منشی اور منصبدار تھا فقط ازہی۔ خصوص بہادر خان کہ بہ نیروے دلیری ذاتی و بہادری جبلی چون کوہ پابرجا قدم ثبات و قرار استوار ساختہ بزد و خورد در آمد چندانکہ چندین تن را بمیسر ساختہ جمع کثیر را ز خمدار از پلے در انداخت و خود نیز دو زخم یکے بر روو دیگرے بر پہلو برداشتہ از پر تو زخم رو ہمانا روے تازہ یافت۔

جب ایک زخم انکے چہرہ پر اور دوسرا پہلو پر کاری لگا تو یہ زمین پر گر پڑے بادشاہنامہ مین صرف اسقدر ہی مگر ماثر الامرا مین یہ بھی لکھا ہوا ہی کہ مخالفون نے انکے سر کو کاٹنا چاہا انھون نے کہا کہ مین یادگار و پسر دریا خان کا ہون خانجہان نے یہ سنکر آدمیونکو منع کیا اسعرصہ مین بادشاہی لشکر کے جوان بھی آگئے اور بہادر خان لودی کو قتل کیا۔ جب بہادر خان کی اس جان نثاری کا حال شاہجہان بادشاہ نے سنا تو نہایت قدر دانی ہی بہادر خان کو خلعت و خنجر مرصع بھیجا اور ایک ہزار سوار کا اضافہ کر کے چار ہزاری ذات اور تین ہزار سوار کے منصب سے سرفراز فرمایا اور ایک گھوڑا معہ زین طلائی اور ہاتھی عنایت کیا۔

سنہ ۲ شاہجہانی مین قلعہ قندھار کی فتح کے بعد دکن مین جب کنہ بھالکی وچت کو بہ کی خرابی و تاراجی کے لیے شاہی لشکر دریاے مانجرہ کے کنارہ جا کر پڑا ہے تو اسوقت رندولہ خان عادلشاہی سردار نے شاہجہانی لشکر مین یہ مکرر پیام بھیجا کہ اگر بادشاہ

---

۱ شہنشاہ حق آگاہ از قدر دانی و جوہر شناسی بجلدوے۔ این فتح نمایان بہادر خان اخلعت و خنجر مرصع مرحمت فرمودہ باضافہ ہزار سوار بمنصب چہار ہزاری سہ ہزار سوار و عطاے اسپ با زین مطلا و فیل عز افتخار بخشید صفحہ ۳۲۰ بادشاہنامہ

۲ بادشاہنامہ مین بہادر خان کا دو تیرون سے زخمی ہونا لکھا ہے زمین پر گرنا نہین تحریر ہے مگر ماثر الامرا مین زمین پر گرنا اور انکے سر کاٹنے کا ارادہ تحریر ہے۔

۳ یہ قلعہ قندھار ملک دکن تلنگانہ مین واقع ہے یہ قلعہ کابل و قندھار کے علاوہ اسنام کا دکن مین ہے اس قلعہ کے قلعہ پر بھی نواب بہادر خان نے چڑھائی کی تھی۔

والی بیجاپور کی خطا معاف کردے تو دوبارہ اس سے عہد شکنی نہ ہوگی یہ سنکر اعظم خان نے
شاہجہان لشکر کے جملہ افسرونسے مشورہ کرکے یہ رائے قائم کی کہ برسات سر پر آگئی ہے
بالفعل پرگنہ چت کوہ مین جو صوبۂ بدر کے متعلق ہے توقف کرنا چاہیے اگر رندولہ خان کا قول سچا
ہے تو شاہجہان سے عرضکر کے عادلشاہ کی خطا معاف کرادینگے ورنہ یہ محال تاراج و برباد
کرڈالینگے اور اسکو عہد شکنی کا بدل ملجائیگا چنانچہ یہ خیال کرکے لشکر آگے بڑھا اور دریا کے
کنارہ ٹھہرنیکیوقت یہ بات طے پائی کہ جبتک لشکر کے خیمہ نصب ہون تب تک فوج کا اگلا اور
دایان اور بایان حصہ اپنی جگہ پر کھڑا رہے اسکے بعد ہر روز ایک سردار اپنی فوج لیکر ایک کوس
کے فاصلہ پر جاکر ٹھہرے تاکہ لشکر کے آدمی پڑاؤ سے باہر جاکر گھاس و چارہ وغیرہ اطمینان
سے لائین چنانچہ اسیطرح عملدرآمد کیا گیا پہلے روز دشمن کا کسیجگہ نشان نہ تھا دوسرے
روز رسد کا انتظام بہادرخان کے ذمہ تھا خانموصوف معہ شہباز خان و رشید خان انصاری
یوسف محمد خان تاشکندری کے پڑاؤ سے باہر گئے مگر انھون نے احتیاط کو دخل نہ دیا اور
تھوڑی جماعت لیکر آگے بڑھ گئے اور وہان جاکر اطمینان سے بیٹھگئے لشکر کے آدمی گھاس
وغیرہ کیلیے چارونطرف پھیل گئے کچھ فوج کے راجپوت تین کوس آگے بڑھکر ایک گاؤنمین
لوٹ مار مچانے لگے گاؤن والے ایک دیوار کی آڑمین آکر اپنے مال و آدمیونکی حفاظت
اور راجپوتونکے ہٹانیمین مستعد ہوے بہادرخان جب اس جھگڑیسے آگاہ ہوے تو
راجپوتونکی مدد کو پہونچے اور جو لوگ انکے ہمراہی تھے وہ گانونسے غلہ اور گھاس لیکر
پڑاؤ چلے آئے اب انکے ساتھ ہزار سوار سے زیادہ نرہے اسعرصہ مین کچھ اہل دکن
جو بارہ کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن تھے اور لوٹ مار کے لیے ادہر آنکلے تھے جب
وہ اس موضع کے قریب پہونچے اور انکو بہادرخان کے فوجکی کمی پر اطلاع ہوئی تو

اونھون نے اپنا ایک سوار اپنے سردارونکے پاس بھیجا کہ غنیم موقع پر ملگیا ہے اسکے
بعد وہ جماعت بہادر خان کے سامنے آئی اور انکے ہمراہیونکو اپنی طرف مشغول کیا
بادشاہی بہادرون نے اپنی قلت اور دشمنونکی کثرت پر کچھ خیال نہ کیا اور دوڑکر اپر حملہ
کردیا انھون نے انکو اپنی طرف کھینچنا چاہا اور پیچھے ہٹتے ہوے چلے گئے یہانتک کہ دوکوس
تک اپنے پیچھے آدمیونکو بھگا لیگیے اتنے مین رندولہ خان بہلول خان سرفراز خان اور دیگر
فسران عادلشاہی اور نظام شاہی پانچ چھ ہزار سوار لیکر جلدی سے آگئے بہادر خان اور
انکے ہمراہیونکو دشمنون نے حلقہ مین لیلیا اسوقت بہادر خان اور انکے ہمراہی گھوڑون سے
اوترکر پیادہ ہوے اور انتہاے شجاعت سے لڑنے لگے ہی کوشش مردانہ کی اور دلاورونکو
دخل دیا کہ بڑی جماعت دکنیون کی قتل کرڈالی اس حالتمین شہباز خان جو سہ ہزاری
منصب کے امیر تھے معہ اپنے فرزند کے شہید ہوے اور بہادر خان یوسف محمد خان کثرت
زخمون سے چور ہوکر زمین پر گر پڑے رشید خان زخمی ہوے مگر انکے بھائی بند کل شہید ہوگئے
اس قیامت ناک معرکہ مین بہادر خان کے اعزہ اور پٹھان ماتحت سے آدمی کام آے دشمنون
نے بہادر خان یوسف محمد خان کو زخمون سے بیہوش پایا اور بڑی دولت سمجھے اور اٹھاکر
اپنے ہمراہ لیگئے اور قلعہ بیجاپور مین پہونچا دیا رشید خان زخمی ہوکر لشکرگاہ کو واپس آئے
جب اعظم خان نے یہ وحشتناک خبر سنی تو نہایت جلدی اور تیزی سے میدان جنگ کو روانہ
ہوے مگر جب وہان پہونچے تو مخالف دریاے مانجرہ سے پار اتر چکے تھے اور رات ہوچکی تھی
تعاقب بیکار سمجھا ناچار بادل بریان و دیدہ چشم گریان شاہی لشکر اپنے پڑاؤ کو واپس آیا
جب شاہجہان بادشاہ نے یہ حال سنا کہ بہادر خان کثرت زخمون سے بیہوش ہوکر زمین پر
گر پڑے اور اہل دکن انکو بیجاپور لیگئے تو اسنے یمین الدولہ آصف خان کو ایک جراح

لشکر دیگر روانہ کیا کہ عادلشاہ اپنے بیٹے کے ہاتھ پیشکش بادشاہی اور جو نظام شاہی ممالک تسخیر ہو چکے ہین وہ سپرد کردے ورنہ قلعہ بیجاپور جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدینا چاہیے چنانچہ یمین الدولہ اس قصد سے روانہ ہوا اور پہلے قلعہ کلبرگہ کی تسخیر کا ارادہ کیا پھر کسی مصلحت سے وہانسے کوچ کرکے دریاے بھیمرہ کے کنارہ قیام کیا اور وہانسے بیجاپور جا کر تالاب نورسپور اور شاہ پور کے قریب خیمہ زن ہوا اور بیجاپور کا محاصرہ کیا چند روز صف آرائی رہی آخر بیجاپوریون نے مجبور ہو کر پناہ مانگی اور چالیس لاکھ روپیہ جسمین جواہرات مرصع آلات دیگر نفیس اشیا تھین پیشکش داخل کرنے پر فیصلہ کر لیا اور عہدنامہ تحریر ہو گیا بہادر خان یوسف محمد خان کو خیریت خان حبشی اور مصطفے خان یمین الدولہ آصف خان کے پاس پہونچا گئے اور شیخ عبدالرحیم خیرآبادی جو یمین الدولہ کے معتمد تھے وہ عہدنامہ پر عادلشاہ سے مہر کرالاے اس زمانہ مین شاہجہان بادشاہ برہانپور سے اکبرآباد آرہا تھا اثناے راہ مین بہادر خان اور یوسف محمد خان شاہجہان کی خدمت مین حاضر ہوے اور بادشاہ نے کمال مہربانی اور قدردانی سے ہر دو کو خلعت و تلوار و سپر اور گھوڑے ہاتھی سے معہ ساز طلائی کے سرفراز کیا اسکے علاوہ بہادر خان کا پانصدی کا اضافہ کرکے چہار ہزاری ذات اور ساڑھے تین ہزار سوار کیے اور پچیس ہزار

۱؎ چون یمین الدولہ تجہیز و تعبیہ مملکت عادلشاہی مامور گشتہ بحوالی بیجاپور رسید عادلشاہ ہر دو را بانبوہ بہادر خان باستلام سدہ فتح جاہ افزود گشتہ باضافہ منصب و افزونی اعتبار مورد عواطف شاہانہ گردید و بتازگی جاگیرداری کالپی و قنوج و مضافات آن محال سربلندی یافت۔ ماثر الامرا مرتبہ بہادر خان

۲؎ روز دیگر بہادر خان و ہلہ یوسف محمد خان اشکندی کیفیت مردانگی و کرفتاری ایشان بگوش یافتہ از لشکر نصرت آمد بدولت زمین بوس رسید بادشاہ مہربان قدردان برادر بادشاہانہ کہ ہموارہ دربارہ بندگان فائز بن عقیدت آئین مبذول است تدارک گذشتہ فرمودہ ہر کدام را بر حمت خلعت و شمشیر و سپر با یراق طلائی مینا کار و سپ فیل سربرافراختہ نوازشہا یافتہ بانضافہ پانصد سوار بمنصب چہار ہزاری ذات و سہ ہزار و پانصد سوار و بانعام بست و پنجہزار روپیہ نقد مباہی گردانید ۱۲ بادشاہنامہ

روپیہ نقد مرحمت کیے اس اضافہ منصب کے ساتھ جاگیر قنوج و کالپی کے متصل چند محال بھی اور عنایت کیے گئے لکھر حافظ اسمٰعیل صاحب مین لکھا ہے کہ جسوقت بہادر خان دشمنون سے چھوٹ کر آئے تو شاہجہان بادشاہ انسے بغلگیر ہوا اور خلعت و انعام سے سرفراز ہوے چونکہ بہادر خان موزون طبع تھے اسلیے انھون نے یہ شعر تصنیف کرکے اپنی مہر مین کندہ کرایا ؎

شدہ بجنگ دکن جانفشان بہادر خان
حیات یافت دوبارہ ز لطف شاہجہان

اسکے بعد بہادر خان اپنی جاگیر پر رخصت کیے گئے اور ملکوسہ کے سرکشونکی گوشمالی کو بھیجے گئے وہانکی رعایا کا یہ حال تھا کہ سپاہی سے کاشتکار تک کوئی شخص بے ہتیار نرہتا حتے کہ ہل والا بھی جب ہل جوتنے جاتا تو بندوق کا توڑا روشن کرکے اپنے ہل پر رکھ لیتا اسکے بعد اپنے کام مین مشغول ہوتا اس عہد مین تمام ہندوستانکے مردون سے وہانکے باشندے سرکشی مین زیادہ مشہور تھے انھین وجوہات سے وہ مثل دوسری رعایا کے اطاعت نہین کرتے تھے ان ایام مین جملہ باغی بیرگاؤنمین جو وہانکے مقامات مین محفوظ مقام تھا اکر جمع ہوے اور شرارت کے حرکات شروع کیے۔ بہادر خان انکے پیر پہونچگئے اور انھون نے تائید الہی پر بھروسہ کرکے ان موذیونپر یکبارگی حملہ کردیا طرفین سے سخت مقابلہ ہوا اور بہت بڑا معرکہ پیش آیا دشمنون نے

ل بہعنانی تائید ایزدی ہمت گماشتہ دفعۃ بر سر آن بدعاقبتان ترکتاز نمودہ غریب کارزاریے فیما بین در پیوست بہادر خان بتوجہ تائید الہی بر سر کشیدہ بدیوا پشت رسیدہ مقاہر پاے کمی نیاوردہ بدست از جلادت و تہور برنداشتہ انجام کار دست و گریبان شدہ بہم در آویختند و جمعے غفیر بدستیرد پردلان سر باختہ بقتل الیف رو بفرار گذاشتند بہادر خان تجریب آن مکان پرداختند بمقر خود بازگشت وازین گونہ فتح کہ دران سرزمین مفسد خیز نصیب کس نشدہ بود نقش خاطر ظفر قرین بروفق دلخواہ درست نشین گردید۔ ماثر الامرا تذکرہ بہادر خان

کوئی بات اٹھا نہین رکھی نوبت دست و گریبان کی پہونچگئی اور دونون طرف کی فوجین ملگئین خوب تلوار چلی مگر دشمن بہادر خان کی افغانی تلوار کے روبرو ٹھیر کی تاب نہ لاسکے آخر کار بھاگے خانجہان موصوف نے انکی گڑھی کو نیست و نابود کردیا اور اپنے قیامگاہ کو واپس آئے ایسی فتح اس سرزمین مین بجز بہادر خان کے کسی شخص کو نصیب نہین ہوئی تھی انکی فتحمندی کا سکہ وہان بیٹھ گیا تھا۔

اسی ضمن مین ۳ شوال ۱۰۴۴ھ روز جمعہ کو شاہجہانی جشن منعقد ہوا اور بہادر خان اپنی جاگیر سے حاضر ہوے شاہجہان نے بعد اختتام جشن کے بہادر خان کو خلعت اور پانصدی اضافہ کرکے چار ہزاری ذات و چار ہزار سوار کے منصب سے سربلند فرمایا اور جاگیر پر جانیکی رخصت دی۔

اسکے بعد دوبارہ ججہار[1] سنگہ نے بعد معاف ہوجانے خطا کے پیم نرائن والی گڈھ کو دھوکا دیکر قتل کیا اور اسکے قلعہ چورا گڈہ پر متصرف ہوا اس مظلوم کا بیٹا بادشاہ کے پاس حاضر ہوکر فریادی ہوا شاہجہان نے اسکی گوشمالی کے لیے بہادر خان کو بھیجا عبداللہ خان فیروز جنگ اور خاندوران خان بھی اس مہم کے لیے تعینات کیے گئے بہادر خان ہراول و مقدمۃ الجیش تھے جب وہ باغی راجہ ولایت گڈھ کنکہ اور ملانچی سے نکلکر ملک چاندہن پہونچا تو بہادر خان نہایت عجلت سے اسکے پیچھے گئے چونکہ اسوقت خانمدوح کا مزاج علیل تھا اسلیے بہادر خان نے اپنے چچا نیکنام خان کو جو منصبدار

[1] بہادر خان ازاقطاع خود آمدہ تقبیل استان سلاطین پناہی نمودہ باعطاء خلعت و باضافہ پانصدی منصب چار ہزاری چار ہزار سوار بہادری ساختہ باقطاعش رخصت فرمودند صفحہ ۱۰۰ بادشاہنامہ [2] ججہار سنگہ پسر نرسنگہ دیو کا ہوا اسکا باپ شیخ ابوالفضل کا قاتل تھا جاگیر اس صلہ مین سنگہ دیو کو بہت کچھ ملک جاگیر سے مالا مال کیا تھا جب ججہار سنگہ اسکا جانشین ہوا تو یہ کثرت مال و سامان پر مغرور ہوکر باغی ہوگیا تھا ججہار سنگہ کا بیٹا بکرماجیت مخاطب بہ جگراج تھا۔

شاہی تھے معہ ایک جماعت کے اسکے مقابلہ کو بھیجا کہ وہ اسکو اپنی طرف مشغول رکھین جھار سنگھ نے تھوڑی جماعت دیکھکر جرات کرکے نیکنام خان کو حلقہ مین لیلیا اور حملہ کیا وہ زخمی ہوکر معہ سات آدمیونکے گر گئے اس اثنامین بہادر خان اور خاندوران بھی پیچھے سے آگئے اور راجہ کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور ایسے لڑے کہ اسکا گروہ پریشان کردیا آخر کار وہ بادشاہی لشکر کے خوف سے بھاگتا پھرا اور ایک جنگل مین گوند کی قوم سے معہ اپنے بیٹے بکرماجیت کے مارا گیا اور اُنکے سر بادشاہ کے پاس سیہور مین بھیجے گئے اور قریب ایک کرور کے روپیہ نقد جو جنگل مین کنوین کھود کر دفن کیا تھا اور پچاس لاکھ آمدنی کا ملک بادشاہ کے قبضہ مین آیا اور اسکو خون ناحق نے زندہ اور سبز نہ رہنے دیا یہ جھانسی اور دتیہ وغیرہ کا راجہ تھا اسکے بعد جب بہادر خان شاہجہان کے حضور مین آئے تو خلعت و خنجر مرصع اور اسپ تیچاق سے معہ زین مطلا کے سرفراز ہوے۔

بعدازان جب ساہوجی کی گوشمالی اور عادلشاہ والی بیجاپور اور قطب الملک والی گولکنڈہ کی تنبیہ کیلئے لشکر کشی کیگئی تو اس لشکر کی بعض مقامات پر ہراولی اور بعض مقامات پر چنداولی بادشاہ نے بہادر خان کے سپرد کی جب بادشاہی لشکر دکن پہونچا اور والی بیجاپور نے بادشاہی فرمان کا استقبال کیا اور اسیطرح قطب الملک نے اپنی دارالسلطنت سے پانچ کوس چلکر فرمان بادشاہی کی پیشوائی کی غرضکہ یہان بادشاہی لشکر سے جنگ

---

۱ از ورود ایشان قاہرہ سرزمین فتنہ آگین جاں وال آن بدمآل و معرض تلف افتاد و از جملہ دفاین نقودے کہ باخود گرفتہ بود بمرات قریب یک کرور روپیہ بخزانہ عامرہ رسید و ولایتے کہ نزدیک پنجاہ لک روپیہ حاصل دارد بتصرف درآمد ۱۱۷ بادشاہنامہ

۲ بہادر خان وہیلہ ترقی عزت اندوختہ بمرحمت خلعت و خنجر مرصع و اسپ تیچاق و زین مطلا سرفراز گردید ۱۳۴ بادشاہنامہ

۳ رمضان کو بہادر خان کو خلعت جمدہر خاصہ و اسپ خاصہ و فیل خاصہ معہ ساز طلائی کے مرحمت کیا گیا

کی نوبت نہین آئی اور مصالحت ہوگئی مگر ساہوجی سے مقابلہ ہوا اور اسکے اکثر قلعجات بادشاہی لشکر نے تسخیر کیے جب ساہوجی بھاگ کر اور پارگانو نسے ہٹکر جو راستہ کہ پونہ وچاکنہ کے پہاڑ وجنگل کے درمیا نمین ہے تو ان اقطاع کی محافظت بھی بہادر خان کے ذمہ مقرر تھی جسوقت خانزمان کو لاہور روانہ ہوا اور جو سامان کہ لشکر مین زیادہ تھا وہ بھی بہادر خان کے سپرد کیا گیا اور جب باشندگان کو لاپور نے مجمع کرکے بادشاہی لشکر کو مغلوب کرنا چاہا اسوقت بھی بہادر خان سرگروہ لشکر تھے انھون نے پہاڑ پر چڑھکر اپنی تلوار کے جوہر دکھلاے اور دو ہزار آدمی گرفتار کرلیے اور بہت سا مال وموشی انکے ہاتھ آئے ساہوجی مقابلہ مین آیا تین روز تک بان اندازی اور معرکہ آرائی رہی آخرکار مغلوب ہوکر بھاگا جسوقت بادشاہی لشکر نے وہانسے کوچ کیا اسوقت غنیم نے موقع پاکر بہادر خان کے لشکر پر حملہ کیا مگر خان شہامت نشان نے اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ سبکو بھگا دیا اس اثنا مین عادلشاہ نے رندولہ خان کو بادشاہی لشکر کی مدد کو بھیجا تو اسوقت قلعہ جنیر کی فتح کے لیے بہادر خان معہ کارطلب خان کے متعین ہوے مگر آخرکار ساہوجی نے عاجز ہوکر بادشاہی اطاعت کے لیے سر جھکایا اور عادلشاہی ملازمت کی درخواست کی اور مہم ختم ہوئی بادشاہی لشکر مظفر ومنصور ہوکر بہت سے قلعجات لیکر واپس آیا بہادر خان شرف حضوری سے مشرف ہوے ۲۷ رجب کو شاہجہان بادشاہ نے بہادر خان کو خلعت واسپ عربی خاص طویلہ کا معہ زین طلائی کے مرحمت فرمایا اور انکو انکی جاگیر قنوج پر رخصت کیا۔

بست وہفتم شعبان بہادر خان بمرحمت خلعت واسپ عربی از طویلہ خاصہ بازین طلا بلند پائگی یافتہ بصوبہ قنوج مرخص شد بادشاہنامہ ۲۴۳

اسکے بعد جب قندہار کی مہم پیش آئی اور لشکر کی فراہمی ہوئی تو بہادر خان کے نام فرمان صادر ہوا کہ تم جاگیر سے آکر شہزادہ محمد شجاع کے ساتھ قندہار کی مہم کے لیے روانہ ہو اور یہ حسب الحکم کمربستہ ہوے جب شہزادہ کابل کے قریب پہونچا تو شاہجہان نے شہزادہ کے استقبال کے لیے بہادر خان کو معہ چند امرا کے بھیجا بعدہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۰۴۷ھ کو حسب التماس سعید خان ظفر جنگ کے کابل سے معہ چند امرا و برق انداز و سلحداران پانچ لاکھ روپیہ کے بہادر خان کو قندہار کیطرف روانہ کیا جب قندہار مین صف آرائی ہوئی تو وہان ایران کا لشکر مغلوب ہوا اور شاہجہان بادشاہ کی فتح ہوئی بادشاہ مظفر و منصور دار الخلافت کو واپس آرہا تھا جب دریاے جمنا پل بیات مین وقوع افروز ہوا تو شہزادہ دارا شکوہ نوشہرہ سے آکر اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوا بہادر خان بھی شہزادہ کے ہمرکاب تھے یہ بھی بادشاہی حضوری سے مشرف ہوے۔

بعد ازان سنہ ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۳ سنہ جلوس شاہجہانی مین جب عبد اللہ فیروز جنگ سے چنپت سنگھ بندیلہ کی گوشمالی نہوسکی تو بہادر خان نے خود اس امر کی عرضداشت

۱؎ واز انجا کہ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ استیصال چنپت و سائر فتنہ گران بندیلہ چنانچہ باید و شاید نتوانست نمود و بہادر خان معروض داشت کہ اگر این خدمت بہ بندہ مفوض گردد سہ ہزار سوار از منصب او کہ چار ہزاری چار ہزار سوار بود و دو اسپہ سہ اسپہ مقرر فرمودہ قلع و قمع بندیلہ بعہدہ او باز گذاشتند بادشاہنامہ صفحہ ۱۹۰۔

۲؎ چنپت سنگھ جھار سنگھ کے ذیلیو نمن تھا سنے ایک لڑکا جھار سنگھ کا مسمی پرتیھراج کو اسکا وارث قرار دیکر قلعہ اوندچھ و جھانسی مین فساد برپا کیا تھا چنانچہ مفسدہ پردازیمن پرتیھراج گرفتار ہو کر قلعہ گوالیار مین متید ہوا اور چنپت سنگھ معہ ہمراہیونکے مفرور ہوا ۱۶ ذی الحجہ ۱۰۴۹ھ یہ بغاوت کا واقعہ پیش آیا تھا۔

۳؎ سلخ ماہ رمضان ۱۰۵۰ عرضداشت بہادر خان کہ از پیشگاہ خلافت بہ تنبیہ چنپت و دیگر مفسدان بندیلہ معین گشتہ بود و وقایع نگاری کہ بادا بود بسامع حقائق مجامع رسید کہ خان مذبور بجنگل بری نمودہ گروہ انبوہ ازان مقاہیر بقتل رسانید و چنپت و سجانی بابختے ہراہان او بادبہ سپر فرار شتند بادشاہنامہ ۲۲۱۔

بادشاہ کی خدمت مین پیش کی کہ یہ خدمت بندہ کے سپرد کیجاے چنانچہ حسب
خواہش انکے بادشاہ نے اس سرکش راجہ کی گوشمالی انکے ذمہ مقرر فرمائی اسوقت منجملہ
چار ہزار سوارونکے تین ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کیے خانموصوف بندیلکھنڈ
پہونچے انھون نے وہان جنگل کٹوایا اور ہزارون دشمنونکو قتل کیا اس امر کی اطلاع
شاہجہان کے دربار مین بھیجی چنانچہ انکی عرضداشت ماہ رمضان مین پہونچی اور وقائع نگار
نے بھی تحریر کیا کہ بہت سے باغی متبع بیدین مرے اور چنپت سنگھ اور سجانی سنگھ معہ عیال
کے مفرور ہوگئے
۱۴ شعبان سنہ کو بہادر خان کے نام فرمان جاری ہوا کہ اسلام آباد
سے جلد روانہ ہوکر شہزادہ مراد بخش کیخدمت مین جاؤ اور جگت سنگھ کی گوشمالی مین شریک ہو
بادشاہنامہ مین صرف اسقدر مضمون ہے مگر ماثر الامرا مین اس واقعہ کے متعلق یہ بھی فقرہ
لکھا ہوا ہے کہ اہل حسد نے نفسانیت اور خود غرضی سے یہ بات شاہجہان
بادشاہ کے ذہن نشین جمائی کہ بندیلکھنڈ کو روھیلکھنڈ کرنا ملکی مصلحت
کے خلاف ہے اسلیے یہ وہانسے ہٹائے گئے آخر شعبان المعظم مین
بہادر خان حسب الحکم اسلام آباد عرف بندیلکھند سے روانہ ہوے اور بمقام پٹھان
شاہزادہ کیخدمت مین پہونچے اسوقت انکے ساتھ تین ہزار سوار اور تین ہزار پیادے تھے
قلعہ مئوا ور نورپور جو کوہستانین نہایت مستحکم بنے تھے اور وہان کا راجہ جگت سنگھ جسنے
پرتھی چند والی چنبہ کے باپ کو قتل کرکے مضافات چنبہ پر قبضہ کیا تھا بہادر خان
اسکے قلع وقمع کو بڑھے وہانکے مفسدون نے تمام راستے بند کردیے تھے بہادر خان

لہ درمال سیزدہم بہادر خان بتولداری اسلام آباد و قلع و قمع آن شتافت و گزند نیافت اما بالغرض نگذاشتہ
و بادشاہ خاطرنشان کردند کہ بندیلکھند را روھیلکھند کردن صلاح ملکی نیست ماثر الامرا

دیوارین گراتے جنگل کٹاتے ہوے قلعہ مئو کے قریب پہونچگئے جگت سنگھ اپنی
پہاڑی جماعت کو لیکر خوب دل کھولکر لڑا بہادر خان نے اس مہم مین
انتہاے شجاعت سے اپنی بہادری کے خوب جوہر دکھائے
اور افغانی جرات و مردانگی اہل عالم پر ظاہر کردی پانچ روز تک
قیامت تاک لڑائی ہوتی رہی بہادر خان کے پٹھانون نے
فرط دلاوری سے لاشون کے پشتے لگا دیے اور انکی سیر ہیان
بنا کر مورچون پر دوڑتے پھرتے تھے اس معرکہ مین
سات سو پٹھان بہادر خان کے کام آئے آخرکار بہادر خان
نے قلعہ فتح کرلیا اور اسکے اندر گھس گئے راجہ نے اپنے متعلقین
قلعہ تاراگڈھ مین جو پہاڑ پر نہایت بلند بنا ہوا تھا بھیجدیے تھے جب اسنے یہ حال دیکھا
تو خود بھی وہ وہین بھاگ گیا اسکے بعد نورپور کا قلعہ بھی خالی ہوگیا جب
شاہجہان بادشاہ نے بہادر خان کی اس غیر معمولی بہادری کا حال
سُنا تو چار ہزاری سے پنجہزاری منصب پر بہادر خان کو سربلند کیا

۱؎ درہم جگتا و تسخیر مئو داد شجاعت و جلادت داده تردد نمایان خود بر عالم ظاہر ساخت ہمہ ہان خانہ کور بکار فرمائی سزاوار گشتہا
نرد بان ساختہ بہ مورچال مقابل ہر سید و ندوران وقت قصد افغان نتوانستند آمد و بکار آمدند ماثر الامراء ۵ نوزدہم محرم بہادر خان بہ قلع
وقمع کوہستان معین شدہ بود و بہ استلام سدہ سدہ رفعت مستعد گشتند بادشاہنامہ ۲۹۱۔

۲؎ چون این ماجرا بسامع رسید خاقان ممالک ستان بر منصب بہادر خان ہزاری ذات افزودہ دو ہزار سوار
از سواران او دو اسپہ سہ اسپہ مقرر فرمودہ او را بمنصب پنجہزاری چار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ نوازش فرمود ہر کارین مہم
دستش بکار رسیدہ بود او را بنوازشے خاص و عنایتے مخصوص سربلند گردانید ۲۷۳ بادشاہنامہ

اور ایک ہزار سوار اُنکے دو اسپہ سہ اسپہ کیے گئے
غرضکہ اب پنجہزاری ذات اور چہار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز کیے گئے
اس فتح کے بعد شہزادہ مراد بخش اور بہادر خان حسب الحکم بادشاہ کیخد متمین روانہ
ہوے اور وہان سے بموجب ارشاد بادشاہی بارہ ہزار سوار لیکر بہادر خان معہ
اصالت خان و خانجہان کے تارہ گڈھ کی فتح کو آے یہ قلعہ پہاڑ پر چنبہ کے قریب واقع
تھا اسکے قلع و قمع کرنیمین مصروف ہوے نہایت سخت لڑائی ہوئی جگت سنگہ عاجز ہوا
اور پناہ کی استدعا کی اور خود شہزادہ مراد بخش کیخد متمین حاضر ہوا شہزادہ نے بادشاہ سے
سفارش کرکے اسکی خطا معاف کرادی بادشاہ نے قلعۂ تارہ گڈھ کے مسمار کردینے کا حکم
صادر کیا چنانچہ حسب الحکم قلعہ مو اور نوربور کا حصار گرادیا گیا اور جنگل جو نہایت گنجان
تھا وہ کاٹکر صاف کردیا گیا ۸ محرم ۱۰۵۲ھ کو بہادر خان معہ اصالت خان کے قلعجات
کوہستان کی فتح سے فرصت کرکے در دولت پر حاضر ہوے۔
۱۰۵۲ھ مین جبکہ شاہ ایران نے صوبۂ قندہار پر لشکر کشی کا قصد کیا اور اپنے سپہ سالار
رستم خان گرجی کو معہ فوج کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ میرے آنے تک تجکو نیشاپور مین
ٹھہرنا چاہیے اس امر کی عرضداشت صفدر خان صوبہ قندہار نے شاہجہان بادشاہ کو
بھیجی جب شاہجہان کو شاہ ایران کا یہ ارادہ معلوم ہوا تو اسنے شہزادہ دارا شکوہ
پچاس ہزار سوار اور بیشمار سامان دیکر ۲۰ محرم کو روانہ کیا اور شہزادہ کیساتھ بہادر خان
کو بھی بھیجا اسوقت بہادر خان کو بادشاہ نے خلعت[1] خاص اور ایک
گھوڑا جو خاصہ کے طویلہ کا تھا معہ زین طلائی کے مرحمت کیا

[1] بہادر خان را بہ خلعت خاصہ و اسپ از طویلہ خاصہ بازین مطلا سرافرازی بخشید بادشاہنامہ ۲۹۴

بادشاہی لشکر ابھی دریاے نیلاب سے پار اترنے پایا تھا کہ شاہ صفی نبیرۂ شاہ عباس نے
کثرت شراب سے اٹھارہ روز بیمار پڑکر ۱۲ صفر ۱۰۵۲ھ کو انتقال کیا جب یہ خبر شاہجہان
کو پہونچی تو اسنے شاہزادہ کو معہ لشکر کے واپس بلالیا اور کہا کہ سلطان محمد مرزا جو
خرد سال بچہ ہے اور ارکان سلطنت نے اسے حال مین تخت نشین کیا ہے اوسکے
مقابلہ مین سلطنت پر چڑھائی کرنا مروت سے بعید ہے غرضکہ یہ مہم اسطرح پر ختم ہوگئی
۲۱ رجب[1] کو بہادر خان قندہار سے واپس اکر ملازمت بادشاہی سے مشرف ہوے
۲۲ مین بہادر خان صوبہ ملتان کی حراست و نظامت پر متعین ہوے چونکہ
اسوقت فصل ربیع کی تیار تھی اور اسکو انکی جاگیر سے کچھ تعلق نہ تھا اسلیے دیوانی کے متصدیونکو
حکم ہوا کہ اس فصل کا جو مطالبہ ہو اسکا حساب کرکے انکی تنخواہ مین محسوب کردیا جاوے
۱۰۵۵ھ مین امیر الامرا کابل سے جب بدخشان کی تسخیر کے لیے بلایا گیا ہے
تو یہ تجویز ہوئی کہ بہادر خان جاگیر سے بلاے جائین اور کمک کے لیے مقرر
کیے جائین نذر محمد خان والی توران سے مقابلہ اور بلخ و
بدخشان لینے کی یہ وجہ تھی کہ جس سال شاہجہان تخت نشین
ہوا اوس زمانہ مین نذر محمد خان نے موقع پاکر کابل پر حملہ کیا تھا لیکن ناکامی
سے واپس گئے تھے شاہجہان کو اونسے اسکا عیوض بھی لینا مناسب تھا
اسکے علاوہ بلخ و بدخشان شاہجہان کا موروثی ملک بھی تھا کیونکہ امیر تیمور کا
سمرقند پایہ تخت تھا اور بلخ و بدخشان کے صوبے اسکے تابع تھے نذر محمد خان کا طرز عمل کچھ
ایسا ناقص تھا کہ ملک مین بے امنی پھیل گئی تھی اور عام شورش برپا تھی اسلیے شاہجہان

[1] بہادر خان و اصالت خان وغیرایشان از قندہار آمدہ دولت ملازمت اندوختند (۳۱۰) بادشاہنامہ

پر مظلوم مسلمانون کی اعانت و حمایت لازم آئی تو ران مین فتنہ اور فساد کے یہ اسباب
پیش آئے تھے کہ امام قلیخان بڑے بھائی نذر محمد خان کے جب حکومت سے دست بردار
ہوکر حرمین شریفین چلے گئے تو نذر محمد خان بجاے اپنے بھائی کے توران مین تخت نشین
ہوے انھون نے بخارا کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور حکمرانی مین مصروف ہوے
اس زمانہ مین اسفندیار خان حاکم خوارزم مرگیا اسکے بیٹون نے نذر محمد خان کی اطاعت
کا خطبہ پڑھا مگر انھون نے حرص کو دخل دیا اور اسکے صوبہ پر بھی دست درازی شروع
کی اسی قسم کی حرکتین انسے سرزد ہوئین اور تمام اوزبک قوم بگڑ گئی ہرچند کہ نذر محمد خان نے
اپنے بڑے بیٹے عبدالعزیز خان کو سمرقند وغیرہ کی حکومت عنایت کی اور تاشکند اور اسکے
محالات بہرام خان کو مرحمت کیے اور نظر بے جو امام قلیخان کا تالیق اور باثر سردار تھا
اسکو بلخ کے انتظام پر مقرر کیا مگر کچھ ایسی بے تدبیری اور بے رحمی ظہور مین آئی کہ رعایا
انکے قابو مین نہ آئی اندجان مین فرقہ قرغز نے طرح طرحکی زیادتیان شروع کین تو نذر محمد خان
نے وہانکی رعایا سے کہلا بھیجا کہ تم خود اپنی راے سے کوئی حاکم انتخاب کرلو انھین ایام مین
جہانگیر قراق نے لکھا کہ مجھپر لشکر قلماق نے چڑھائی کی غرضکہ ہر طرف سے یورش کا بادل
امڈا اور کوئی تدبیر کارگر تقدیر کے موافق نہ بیٹھا اسلیے عنان حکومت انکے قبضہ اختیار سے
نکلگئی اور ملک مین ظالمون نے بدنظمی برپا کردی شاہجہان تو عرصہ سے نذر محمد خان کی
پیشقدمی کا جواب دیا چاہتا تھا اسکے علاوہ خسرو خان پسر نذر محمد خان نے رعایا کے
ہاتھون سے تنگ ہوکر ایک سفیر اسی غرض سے پوشیدہ طور پر شاہجہان کیطرف متعین بھیجا تھا
اسلیے شاہجہان نے شہزادہ مرادبخش کو پچاس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے دیکر
اس مہم کے لیے متعین کیا اس لشکر کی تیاری و سامان بھی قابل الذکر ہے ایسا

اچھا انتظام لشکر کا سابق مین بھی شاید نہوا ہوگا چار سو اشخاص صرف امراء منصبدار تھے
تمام مسلمان سرداروں کی افسری جنمین بڑے بڑے نامی جوانمرد امیر
تھے بہادر خان کو عطا کیگئی اور ہندو سردارونکی سرگروہی ہمقوم ہونیکیوجہ سے
راجہ بتھلداس کے متعلق کیگئی اور بہادر خان کو شہزادہ کے ہمراہ جانیکا
حکم دیا گیا چنانچہ روز شنبہ ماہ ذی الحجہ ۱۰۵۵ھ مطابق ۱۹ مارچ مین شہزادہ روانہ
ہوگیا بہادر خان پشاور پہونچے تھے کہ انکے لیے شاہجہان بادشاہ نے خلعت
خاصہ اور جمدھر مرصع معہ پھولکٹارہ اور ایک گھوڑا و ہاتھی خاصہ کا
اصالت خان کے ہاتھ بہادر خان کو بھیجا اور ہر طرح کی دلجوی سے
مطمئن و خوشدل کیا اور خود شاہجہان بھی ۱۸ صفر یوم پنجشنبہ کو لاہور سے کابل کو
روانہ ہوا ۱۹ ربیع الثانی کو شہزادہ کابل پہونچگیا اسی درمیان مین بہادر خان
بھی معہ اپنے لشکر کے مقام بنگش سے کوچ کرتے ہوے
کابل مین شہزادہ سے ملگئے جب شہزادہ پائے کتل کو پہونچا اور وہان سے
بدخشان تک ایک تنگ و ناہموار راستہ تھا اسکی درستی کے لیے کئی ہزار بیلدار
امیر الامرا علی مردان خان نے اطراف کابل سے فراہم کرکے اصالت خانکو بھیجے
تھے کہ سر از زیر سے سراپا لاتک جو برف کہ راستہ مین پڑا ہوا ہو اسکو اٹھاکر ادھر
اودھر ڈالدین اور راستہ اتنا بنا دین کہ ایک اونٹ معہ بوجھ کے نکل جاے اور باقی
برف کو کوٹ کر ایسا برابر کر دین کہ گھوڑے اور اونٹ کے نکلنے مین دقت نہو مگر یہ کام

۱؎ سرداری مسلمان بہ بہادر خان و پیشوائی راجہ تھلداس مقرر گردید بادشاہنامہ صفحہ ۴۸۵۔ و فوج ہراول بہ چار صد و ہفتاد کس
از امراء و منصبداران کہ از انجملہ ہست بہادر خانست و راجہ بتھلداس بادشاہنامہ ۴۸۴ ۲؎ بہادر خان کہ در پشاور بود خلعت خاصہ جمدھر
مرصع با پھولکٹارہ و اسپ با زطویلہ خاصہ با یراق طلا و فیل از حلقہ خاصہ بصحوبت اصالت خان فرستادہ سرلشکر گردانیدند بادشاہنامہ صفحہ ۴۸۸

اصالت خان سے اچھی طرح انجام کو نہ پہونچا اور بغیر راستہ بنائے نکلنا مشکل تھا
دوسرے روز بہادر خان نے اصالت خان کو اپنے ہمراہ لیا اور تمام
اپنے سوار و پیادے برف اٹھانے اور راستہ بنانے کے لیے
لگا دیے اور کل لشکر انکا جسجگہ کہ برف پاتا تھا اسکو راستہ سے
اٹھا کر پھینکتا تھا بہادر خان کی اس کوشش سے ایک کوس
تک دو گز چوڑا راستہ جہان کہ بیحد برف پڑا ہوا تھا بن سکا
۷ جمادی الاول کو شاہزادہ وہان پہونچگیا اور ۹ جمادی الاول کو خسرو پسر نذر محمد خان معہ
فرزندان و متعلقین کے آکر شہزادہ سے موضع سراب مین ملگیا حسب الحکم بادشاہ کے خسرو
خلعت فاخرہ جسمین ہاتھی و گھوڑے و پچاس ہزار روپیہ نقد تھے سرفراز کیا گیا پھر وہانسے
خسرو کابل پہونچکر شاہجہان بادشاہ کیخدمتمین حاضر ہوا اور شاہجہان نے شاہانہ خلعت
و الطاف سے شاد کام کرکے شش ہزاری منصب اور پچاس ہزار روپیہ اور مرحمت کیا
اور خاندوران بہادر نصرت جنگ کی حویلی مین اسکو ٹھہرایا اور نہایت پر تکلف سامان سے
مہمانی کی اسی اثنا مین شاہجہان نے نذر محمد خان والی توران کے نام مضمون کا نامہ لکھا
کہ آپ کے ملک مین باغیون نے جو بدامنی پھیلائی تھی اسکے دفعیہ کیلئے ایک لشکر معہ
شہزادہ کے بھیجا گیا کہ وہ اپکی اعانت کرے اور ناہنجار باغیونکو بدکردار کی سزا پہونچائے
شاہجہان کا یہی ارادہ تھا کہ نذر محمد خان کو بلخ و وبارہ دیدیا جاے اور ایک جرار لشکر
بدخشان مین رکھا جائے کہ ظالم باغیونکی شرارت سے رعایا کو نجات بخشتا رہے اسکے بعد

لہ چون کار از اینا متمشی نشد و دون جور متعذر بود بہادر خان باتفاق اصالت خان تمامی سوار و پیادہ با خود ببرد و شتن برف و کشودن
راہ و شت لشکریان بہر دست فرازے کہ با فتند برف را کندہ بدامن دوست بر کنار ما ذرا راہ میر نمیتند بھد کاہے بہادر خان تا یک کروہ کہ
برف بسیار بود بعرض دو گز راہ پیدا شد ۔ ماثر الامرا اخلص بادشاہ نامہ ۔

بادشاہی لشکر نے قلعہ کہمرد حصار غوری قندز فتح کرلیے اور بلخ کے قریب پہونچا
نذر محمد خان والی توران نے چند ارکان دولت وسبحان قلی وبہرام اپنے ہر دو فرزندونکو
شہزادہ مراد بخش کیخدمت مین بھیجا اسنے انکا نہایت اعزاز و احترام کیا اور سبکو
خلعت دیکر واپس کیا۔ ۲۸ جمادی الاول کو شہزادہ مراد بخش نے لشکر آراستہ کیا
اور کمال عظمت و شوکت سے بلخ کے اندر بھیجا اور میر آتش کو قلعہ کی ضبطی اور بلخ پر قبضہ
کرنیکا حکم دیا اور خود شہزادہ بھی روانہ ہوکر حصار کے دروازہ کے قریب جاکر ٹھہر گیا
اور نذر محمد خان کو کہلا بھیجا کہ آپکی ملاقات کے لیے دل نہایت مشتاق ہے آپ تشریف
لائین اسکے بعد مین حاضر ہون نذر محمد خان نے بوجہ بڑے ہونیکے یہ امر ناپسند کیا چونکہ وہ
اسبات کے متوقع تھے کہ خود شہزادہ میرے مکانمین آئے اسوجہ سے وہ آزردہ خاطر فرار
کیطرف متوجہ ہوے۔ ظہر کیوقت ایک پٹکہ جسمین چند لعل ٹکے ہوے تھے کمر سے باندھا اور سپر
زرہ اور جامہ پہنا کچھ اشرفیان وجواہرات وغیرہ اٹھالے اور اپنے ہر دو فرزند سبحان محمد وقتلق محمد
اور چند اوزبک غلام ہمراہ لیکر ضیافت کا بہانہ کرکے باغ مراد کو چلے گئے اور وہانسے مفرور
ہوگئے انکے جانیکی کسیکو اطلاع بھی نہوی کیونکہ یہ شہر بڑا ہے بلخ کی چار دیواری پانچ کوس کے گرد
ہے اور لوگ ادہر اُدہر مصروف تھے بیشتر مقصود علی بیگ کو اس امر کی اطلاع ہوئی اسنے امیر الامرا
کو مطلع کیا اور امیر الامرا نے شہزادہ کو خبر دی شاہزادہ نے بہادر خانکو نذر محمد خان[1]

[1] شاہزادہ بہادر خان واصالت خان وغیرہ راتبعاف نذر محمد خان رخصت نمودند او دران شب تا میر قتلق رفتہ سجدہ کردہ زمین سر
بسطے کردہ راہ گم کردند بانزدیک آفتاب راہ وچہارم اشرآبادی یافتند خبر رسید کہ دہ ہزار ازبک باندر محمد خان فراہم آمدہ بودند مستعد
کارزار گشتہ طے مسافت نمایند بہادر خان ازشنیدن این خبر باحالے کہ داشت سخت جانی نمود اسپ تاختہ بتعاقب آن خصم پرداختند
از بکیہ ہمت باختند تا آنکہ نذر محمد خان معہ غلامان وقریب ہزار پیادہ ایران بغرض امداد عنان معطوف داشت فوج بادشاہی در اسپان
قوت دیدہ نزدیک بآخر روز در سواد آبادی رسیدہ اسپ دشتہ و گوسفند و اشتر بسیار از بکان تاراج نمودند روز دیگر عرضداشت بہ بہادر شاہ
نوشتند از مخصور مورد آفرین گشتند مامور بمراجعت نمودن گردید۔ خافی خان

والی توران کے تعاقب کو بھیجا خانموصوف معہ اصالت خان وراے لشکر
کے شدت گرمی مین پہر دن رہے سوار ہوے اور دوسرے دن پہر دن چڑھے تک
جہانتک جلد ممکن تھا گھوڑے دوڑاتے چلے گئے شب تار مین سترہ اٹھارہ کوس زمین
ریگ وغیرہ کی طے کی اثناے راہ مین راستہ بھول گئے جب دن نکلا تو راستہ ملا شیر غان
کے قریب جب پہونچے بہادر خان نے سنا کہ نذر محمد خان جنگ کا ارادہ رکھتے ہین
بہادر خان نے نہایت جانفشانی سے یہ مسافت طے کی اور حسب قاعدہ فوج کی
ترتیب دی قلب لشکر مین اپنی جگہ قرار دیکر اپنے چچا نیکنام خان اور حیات خان تاجین
علاول خان جمال خان لوہانی پہاڑ خان وغیرہ کو ہراول مقرر کیا اور راجپوتون و سیدونکو
دائین طرف تعینات کیا اور اصالت خان کو معہ اپنے ساتھیونکے بائین جانب
قائم کیا اور نہایت تزک و شان کیساتھ بہادر خان مقابلہ کو بڑھے اوزبک و الیمان
جو قریب دس ہزار کے شبرغان مین جمع ہوے تھے اکثر بہادر خان کے آنیکی خبر سنکر اپنے خود
کیطرف بھاگ گئے نذر محمد خان شبرغان سے نکلکر اپنی فوجکو تین حصونپر تقسیم کرکے لڑائی پر
امادہ ہوے ادہر سے بادشاہی لشکر نے پہلے بندوق کی باڑھ ماری اور بان چھوڑے
نذر محمد خان کے پاس جو ناتجربہ کار بھیڑ جمع ہوئی تھی اسنے کبھی لڑائی کا شور بھی نہین سنا تھا
بے اختیار بھاگی ناچار نذر محمد خان نے پیٹھ پھیری اور اندخود بھاگ گئے اور اُنکے
بہت سے لوگ قتل و قید ہوے سبحان قلی انکا بڑا بیٹا جو بخارا کیطرف بھاگ گیا تھا اسکا
بہت سا مال و سامان بادشاہی لشکر کے ہاتھ لگا اسکے بعد بہادر خان رعایا کے
بندوبست اور نذر محمد خان کے حالات کی تحقیق کے لیے ٹھہر گئے اگر خانموصوف فتح پر
قناعت نکرتے اور نذر محمد خان کا تعاقب کرتے تو نذر محمد خان یقینی گرفتار ہوجاتے

خدا معلوم کہ بہادر خان نے نذر محمد خان کے تعاقب مین قصداً اغماض کیا یا ہمایون کی سستی وصلاح سے باز رہے یا کسی دوسری موجودہ مصلحت سے وہ گرفتار کرنے پر متوجہ نہوے اور اس فتح کی عرضداشت[1] بہادر خان نے شاہجہان بادشاہ کے حضور مین بھیجی اور بادشاہ قدردان کرم گستر نے بہادر خان کو خلعت خاصہ اور ایک ہزار سوار و نکا اضافہ کرکے پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز کیا اور دو لاکھ روپیہ نقد خزانہ بلخ سے مرحمت فرمائے۔

اور اصالت خان کو بھی خلعت اور اضافہ منصب سے سربلند کیا نیکنام خان و عنایت خان بھی اضافہ منصب سے ممتاز ہوے حیات خان و لد علی تارین خان کو خلعت و منصب ہزار و پانصدی ذات اور ہزار سوار اور علاول خان تارین کو خلعت و منصب ہزار و پانصدی ذات و چھ سو سوار سے عزت بخشی گئی۔

اس واقعہ کے بعد نذر محمد خان ایران چلے گئے مگر وہان دلخواہ مدد نہ ملی شاہجہان نے انکو دلجوی کا نامہ لکھا مگر وہ کچھ ایسے وہم مین مبتلا ہو گئے تھے کہ شاہجہانی عنایت و تاج بخشی سے اسوقت محروم رہے نذر محمد خان کے دو لڑکے عبدالرحمن و بہرام اور تین لڑکیان اور تین بیویان تھین یہ سب بلخ سے شاہجہان کے پاس بھیجے گئے اور بادشاہ عادل رحیم مزاج ان سبکے ساتھ نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ اس فتح کے متعلق یہ شعر مشہور ہے ؎ شدہ زبلخ و بدخشان نذر محمد خان ۔ ہزار و قبیلہ و املاک آگذشت و ران

[1] دہم ہشتم جمادی الثانیہ حقیقت جدکاری و جانسپاری و کیفیت فیروزی اولیا این دولت بلند صولت از عرضداشت بہادر خان بکرامت اضاء و اتقان پیشگاہ سریر جہانبانی رسید بہادر خان بخلعت خاصہ و باضافہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ بمنصب پنجہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ و بانعام دو لک روپیہ از خزانہ بلخ سرفراز گشتند صفحہ ۵۵۴ بادشاہ نامہ

کتاب مجمع الصنایع مین نظام الدین احمد صاحب جو اپنے والد محمد صالح صاحب کیساتھ جنگ بدخشان مین شاہزادہ مرادبخش کی ہمرکابی مین تھے رقمطراز ہین کہ مرزا عبدالرزاق نے بلخ و بدخشان کی فتح اور نذر محمد خان کے تنہا نکلنے پر یہ بیت تاریخ لکھی ہے ؎

شدہ زبلخ و بدخشان نذر محمد خان ۔ زر و قبیلہ و املاک اگذشت دران ۔ جب اعداد بلخ و بدخشان سے اعداد نذر محمد خان معہ عدد ہر دو دال مہملہ کے نکالے جائین اور اعداد زر اور قبیلہ اور املاک کے بڑھائے جائین تو ۱۰۵۶ھ نکل آئینگے۔

سنہ ۲ جلوس مین شاہجہان بادشاہ کا خطبہ بلخ مین پڑھا گیا۔

اس فتح کے بعد بلخ مین شہزادہ مرادبخش کی دلچسپی نہوئی اور اسنے اپنے والد بزرگوار کیخدمتمین وہانسے واپس آنیکی درخواست کی بادشاہ نے لکھا کہ یہ بیوقت رخصت کیسی اور یموقع واپسی کیسی نہ ابھی وہان پورے طور سے تسلط ہوا ہی نہ اچھی طرح باغیونکا استیصال ہوسکا اس حکم کے بعد بھی دوبارہ مرادبخش نے عرضداشت بھیجی اور یہ لکھا کہ اب یہان کوئی بڑا کام باقی نہین رہا بہادر خان بندوبست کے لیے موجود ہین ملک فتح ہوچکا ہے مین بغیر حاضری کے یہان نہین ٹھہر سکتا شہزادہ کیحالت کو دیکھکر فوج زیادہ برداشتہ خاطر ہوئی اور اپنے وطن کے آنے پر آمادہ ہوئی شاہجہان بادشاہ نے مرادبخش کی دوسری عرضداشت پر یہ فرمان[1] تحریر کرکے صادر کیا کہ تمسے قبل فتح کے یہ کہا گیا تھا کہ اگر خدا

[1] در جواب فرمان صادر شد کہ قبل از فتح ولایت بر زبان گذشتہ بود کہ ہرگاہ بفضل ایزدی خفت ملک بلخ و بدخشان بتسخیر درآید بران توجہ کامگار سعادت خواہم نمود اکنون از غنایت ایزد متعال رزوے دیرینہ ما یعنی نمان بسجی آنی در الابصار برآمدہ ہنوز کہ نسق قلعجات آبادی ملک پیران و تسلی رعایا دلشکستہ و تعین احکام و اہتمام تھانہ بندی کما ہی صورت نگرفت ایں ارادہ بیجا باعث زیادہ افسردہ ساختن دلہاے تباہ رعایا و سپاہ و جمعیت آنجا خواہد گردید خصوص چنتای اخلاص آثار کہ ذمت قرنہا بدعا یمن زخدا آرزو و تمنا داشتند و حق سبحانہ تعالی مراد دیرینہ دل آنہا برآوردہ نہایت طول خاطر خواہند گشت صلاح و دولت در اینست کہ چند گاہ بعیش و کامرانی در آنجا فرمانروائی نمودہ در تسلی رعایاے ستم دیدہ و آبادی ملک غارت گشتہ کوشند۔ و با وجود رسیدن این جواب عنایت آمیز عتاب آثار دل مرادبخش اثر نبخشید و پیشخانہ بیرآورد خانی خانی

نے کیا کہ بلخ و بدخشان کی ولایت فتح ہوگئی تو یہ ملک تم برخوردار کو دیا جائیگا اب کہ خداوند کریم نے یہ پرانی آرزو اس فرزند کی کوشش سے پوری کی اور ہنوز نہ رعایائے مظلوم و لشکستہ کی تسلی ظہور مین آئی ہے نہ حکام مقرر ہوچکے ہین نہ جا بجا تھانہ بٹھلائے گئے ہین ایسی حالتمین اس ارادہ سے بجز رعایا و سپاہ کی دلشکنی کے اور کیا نتیجہ ظاہر ہوسکتا ہے ہماری قوم چغتای جسکی عرصہ دراز سے خدا سے یہ دعا تھی کہ یہ ملک پھر ہماری قوم مین آئے وہ مراد انکی پوری ہوئی وہ تمھارے چلے آنیسے نہایت رنجیدہ ہوجائینگے مناسب ہے کہ کچھ دنون وہان عیش و کامیابی کیساتھ قیام کرکے ملک کی آبادی اور رعایائے ستم دیدہ کی دلجوئی کیطرف توجہ رکھواسکے بعد دیکھا جائیگا چلے آنا باوجود اس عنایت آمیز فرمایش کے کچھ مراد بخش کے دلپر اثر نہوا اور وہ یکبارگی سب انتظام نو مفتوحہ ملک کا چھوڑکر وہانسے کابل چلا آیا بادشاہ شہزادہ کی اس حرکت پر نہایت برہم ہوا اور اپنے روبرو آنیسے منع کردیا اور منصب و جاگیر شہزادہ کی ضبط کرلی اور صوبہ بلخ کی حکومت و حفاظت بہادر خان کو سپرد کی اور بہادر خان کے بارہ مین خود شاہجہان بادشاہ نے اپنے روزنامچہ بادشاہ نامہ کے صفحہ ۵۶ مین یہ فقرہ لکھا یا ہی بہادر خان کہ بحماست و حمیت اتصاف دارد و سردار جمعیت دار است۔

خزانہ کی داد و ستد سپاہ کی نگرانی رعایا کی پرداخت اصالت خان کے متعلق کیگئی گویا دیوانی کی خدمت انکے زیر انتظام مقرر کیگئی اور ان جملہ احکام کے جاری کرنیکے لیے

---

۵ مراد بخش کے پہنچ جانیکی ممانعت کیگئی اور شہر مین آنا بند کیا گیا اور پشاور مین بینکی اجازت دی گئی ایک مدت تک یہ عتاب رہا لیکن شہزادہ محمد شجاع جب آیا تو اسنے بھائی کی خطا باپ سے معاف کرادی اور ۲۴ ربیع الثانی کو پشاور سے مراد بخش آیا اور شاہجہان کے حضور مین ایک ہزار مہر گذرانی اور ۱۶ ذیقعدہ پھر بجالے وہ آذوہ ہزاری ذات دس ہزار سوار کے منصب پر سرفراز ہوا

علامہ سعد اللہ خان وزیر اعظم کو بلخ بھیجا گیا اور مدار المہام موصوف کے ہاتھ
ایک تلوار مرصع بہادر خان کو بھیجی اور زبانی بھی شاہجہان نے سعد اللہ خان
سے ارشاد فرمایا تھا چنانچہ وہ قابل قدر ارشاد جو شاہجہان جیسے لایق بادشاہ کی زبان
سے جس امر کے حق مین نکلے سائیفک دایۂ افتخار ہو سکتا ہے وہ مفصلہ بادشاہنامہ و
خافی خان وغیرہ سے بہانبر نقل کیا جاتا ہے وخدیو دوزمین بہ مدار المہام
علامی سعد اللہ خان حکم فرمودند حکومت صوبہ بلخ را بہ بہادر خان
و استیصال اہل فتنہ و فساد بہ بہادر خان کہ بحماست و تہمت
انصاف دارد و سردار جمعیت دار ہست مقرر سازد صفحہ (۵۶۰) بادشاہنامہ
اور یہ بھی بادشاہ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے نہایت اصرار کے ساتھ بہادر خان
سے کہنا کہ تم اور اصالت خان ہر دو سردار صاحب[1] مثل شیر و شکر کے اتفاق رکھنا
اور نہایت مستعدی و دلسوزی سے رعایاے مظلوم کی خبر گیری کرتے رہنا۔
غرضکہ حسب الحکم سعد اللہ خان گیارہ روز مین بلخ پہونچے اور وہان جاکر کل انتظامات
حسب ہدایت بادشاہ کے عمل مین لاے اور صوبہ داری بلخ کی بہادر خان
کے سپرد کی اور بائیس روز بلخ مین رہکر شعبان کو کابل آئے۔ اسکے بعد

---

[1] وبہادر خان را بار سال شمشیر مرصع محبوب علامی عزاقتخار نجشید صفحہ ۵۶۴ بادشاہنامہ

[2] وبہادر خان و اصالت خان را تسلیم صوبہ داری بلخ فرمودہ و باتفاق ایشان شروع در آنجاح مہمات و حارسان قلاع و
تھانہ داران انجاز مقاصد آنہا نمودہ۔ بادشاہنامہ صفحہ مذکورۂ بالا۔

[3] وبسعد اللہ خان شاہجہان را نمود کہ بہادر خان و وزیر را برفاقت ہر کہ مناسب داند تادیب سرکشان خواست مالگذاری و اصالت خان
را پرداخت و نسق ملک بلخ مستقل ساختہ بمبالغہ زبان ما را رشاد نماید کہ نظر بر فراہم آوردن مال و جمعیت و فراغ خاطر خود نمودہ ہر دو سردار صاحب[1] را
باہم چون شیر و شکر آمیزش و اتفاق نمودہ در آباد ساختن ملک ویران و گرد آوری رعایاے سوختہ مالگذار و پرداخت حال تجار و
دیگر اہل حرفہ و تمام سکنۂ آنجا کوشیدہ از آزار کنان غارت پرداز و اوباشان مردم آزار مادہ و پدر نیز اندیشہ آفت جانی و مالی غبار نرسد۔

پچاس لاکھ روپیہ بہادر خان کو ملکی ضرورتوں کے لیے شاہجہان بادشاہ نے باین تفصیل بھیجا کہ سیدفیروزہ خانجہان کا بھتیجا پچیس لاکھ روپیہ بہ چشیر کی راہ سے بلخ پہونچا آیا اور بعد ازاں پندرہ لاکھ اور ستر ہزار اشرفیان جنکی تعداد پچیس لاکھ روپیہ ہوتی ہے ۲۱ رجب کو شاہ بیگ خان دے آیا۔

۲۲ رجب کو خاص طبل کا گھوڑا معہ طلائی ساز کے شیر مرد اور خواجہ سید کے ہاتھ بادشاہ نے بہادر خان کو بھیجا اسکے بعد ۶ شعبان کو ایک اور گھوڑا طویلہ خاصہ سے محمد محسن کے ہاتھ شاہجہان نے بہادر خان کو بلخ بھجوایا ۱۸ شعبان کو مبلغ دس لاکھ روپیہ بہادر خان کو اور بادشاہ نے بھجوائے اور وہ اس انتظام سے روانہ کیے گئے کہ لاہور سے میر خلیل اور ہوشدار بیگ روپیہ کابل لیجا کر امیر الامرا کے سپرد کریں اور امیر الامرا اپنے آدمیونکے ہاتھ شاہ بیگ خان قلعدار غوری کو پہونچائے اور وہ بہادر خان کو روانہ کرے اور بہادر خان جسطرح مناسب ہو خرچ کریں۔

۵۱ و خاقان خان را بعنایت اسپ سربرافراختہ حکم فرمودند کہ مبلغ پانزدہ لک و پنجہ ہفتاد ہزار اشرفی کہ مجموعہ بست و پنج لک روپیہ باشد بہادر بیگ خان قلعدار غوری رسانیدہ برگردد و بہ بہادر خان و اصالت خان فرمان شد کہ آنرا مصحوب جمعے بہ بلخ طلبیدہ بابست و پنج لک روپیہ کہ سابقا سید فیروز بردہ بود و ہمہ پنجاہ لک روپیہ میشود در وجہ علوفہ لشکر و دیگر ضروریات صرف نمایند صفحہ ۵۰۸ بادشاہنامہ

۵۲ بست و پنجم رجب سہ سہ اسپہ از خویلہ خاصہ با یراق طلا بہادر خان و رستم خان و اصالت خان مصحوب شیر مرد خواجہ سید ثانی ببلخ معین شدہ بود ارسال داشتند ۵۰۸ بادشاہنامہ ۵۳ و مصحوب محمد محسن بہادر خان و اصالت خان و اسپ زطویلہ خاصہ با ساز طلا ارسال داشتند ۵۰۸

۵۴ و درین تاریخ خزانہ کہ از دار السلطنت لاہور طلب داشتہ بودند و از انجملہ آن مبلغ دہ لک روپیہ مصحوب میر خلیل ارسال یافت روانہ غزنی ساز و تا بہادر خان و اصالت خان جمعے را فرستادہ از غوری بر بلخ طلب نمایند بادشاہنامہ ۶۰۳۔

حالات محاربات بلخ بزمانہ صوبہ داری بہادر خان

جب بہادر خان نے سنا کہ پانچ چھ ہزار سوار قوم المان کے دریاے جیحون سے اتر کر کلیف کے راستہ مین جمع ہوے ہین اور فساد پر آمادہ ہین تو بہادر خان لشکر لیکر غرہ شعبان کو بلخ سے مومن آباد پہونچے اور انکو مار کر بھگا دیا اور جو مویشی وغیرہ وہ لوٹ کر لائے تھے وہ بھی چھین لیے اور انکے دریافت حال واستیصال کی فکر مین تین روز مومن آباد مین قیام کیا یہ مقام بلخ سے سولہ کوس پر واقع تھا اس اثنا مین دوسری خبر یہ آئی کہ دس ہزار باغی قبادیان کی راہ سے آکر نواح بلخ مین لوٹ مار کر رہے ہین بہادر خان یہ سنکر یکبارگی انکے سر پر پہونچے مگر وہ باغی انکے آنیکی دہشت سے بھاگ گئے اسکے بعد ایک فوج جسکے سردار شاہ محمد قطغان اور قاسم وغیرہ تھے آئی اور اسکے سردار تھوڑی تھوڑی فوج لیکر چار و نطرف پھیل گئے اور یہ ارادہ کیا کہ غوری سے جو خزانہ بادشاہی بہادر خان کے پاس آرہا ہے اسکو لوٹ لین بہادر خان نے اسبات سے آگاہ ہوکر چند اپنے رفقا مثل راجہ جیرام و گوپال سنگھ و رائے تلوکچند و جگرام و خوشحال بیگ و قاضی نظاما بخشی بلخ و میر مقتدی کو آگے روانہ کیا اور خود بھی دریاے جیحون تک گئے باغی کوہ ثمر سے نکلے اسوقت نیکنام خان ہراول فوج تھے وہ معہ اپنے بھتیجے عنایت خان کے نہایت تیزی سے بڑھکر مقابل ہوے غنیم کی تعداد زیادہ تھی خوب تیر و تلوار کی لڑائی ہوئی بہت سے باغی قتل و قید ہوے نہایت شجاعت کے ساتھ بادشاہی لشکر کو فتح حاصل ہوئی اور غنیم کے پیر اکھڑ گئے اس جنگ مین کچھ لوگ بہادر خان کے لشکر کے بھی کام آئے شام کے وقت بہادر خان مظفر و منصور نیکی ارق کو واپس آرہے تھے اثناے راہ

مین معلوم ہوا کہ المان کچھ مال لوٹے ہوے موضع خلم مین گئے ہین اور دربان خزانہ کے لوٹنے کے انتظار مین بیٹھے ہین لیکن ۲۴ شعبان کو خزانہ بخیریت پہونچا مگر چند روز ان ڈاکون کے دریافت حال کے لیے بہادر خان اس نواح مین ٹھہر گئے اور پھر ۱۱ رمضان کو بلخ مین داخل ہو گئے۔

۲۵ شوال کو امان بیگ اور آتش قلماق کچھ روسا نواح چکتو اور میمنہ کے لائے اور بلخ مین انھون نے بہادر خان سے شاہجہانی لشکر کی طرفداری ظاہر کی بہادر خان نے ہر ایک سردار کو سرکار شاہی کیطرف سے خلعت عنایت کیا اور امان بیگ کو ساٹھ ہزار شاہی اور محمد سعید مخاطب بہ آتش قلماق کو تیس ہزار شاہی انعام مین دیے اور امان بیگ چونکہ مرد فہمیدہ اور تجربہ کار اور قوم چغتا کا سرگروہ تھا اسکو دو ہزاری ذات اور ہشتصدی سوار کا منصب عنایت کیا اور آتش قلماق جو استقلال و وضعداری مین معمولی شخص تھا اسکے لیے ہشتصدی ذات اور چار سو سوار کا منصب تجویز کیا اور امان بیگ کو حسب التماس محالات میمنہ اور قلعہ چکتو و غرجستان و فاریاب و خیراب جاگیر مین دیے آتش قلماق نے اپنے باپ بھائی کے لیے مناصب کی استدعا کی اور چند قلعے اپنے قبیلون کے لیے چاہے بہادر خان نے قلعہ میمنہ و شیرغان اسکے متعلقین کے رہنے کو مرحمت کیا۔ مگر زیادہ انکا اعتبار نہ کیا۔ امان بیگ کی خیر خواہی دیکھکر بہادر خان نے اس کیفیت کی عرضداشت شاہجہان بادشاہ کو لکھ بھیجی اور شاہجہان نے انکی سفارش پر امان بیگ کو خطاب قبچاقخانی کا عنایت کیا۔

۱۲ محرم کو بہت بڑا گروہ المانون کا پچھلی رات کو آکر ایک تھانہ پر ٹوٹ پڑا بہادر خان نے یہ سنکر دو ہزار سوار اپنے چچا نیکنام خانکو دیکر معہ چند سردارون کے مقابلہ کے لیے

روانہ کیا نیکنام خان نے وہان پہونچکر ان مفسدون کو بھگا دیا۔
۲۵ محرم کو المان کی جماعت نیلگون کے راستہ سے شیر خان کے قریب ہوتی ہوئی پرل کیطرف گئی بہادر خان کو جب یہ خبر پہونچی تو انھون نے اپنے چچا نیکنام خان کو دو ہزار سوار دیے اور معہ چند سردارونکے روانہ کیا ڈاکونوں نے شبرم و سرپل کو غارت کرکے اونٹ گھوڑے گائے بکریان بہت سی لیے ہوے دریاے جیحون کیطرف جا رہے تھے آدھی رات کو اس امر کی اطلاع بادشاہی لشکر کو پہونچی یہ خبر سنکر بادشاہی جوانمرد دوڑکر انکے سر پر پہونچے بہت سے باغی قتل کیے اور جو بھاگے انکا پیچھا آخر دن تک کیا گیا اور جو انکے پاس مویشی تھے سب چھین لیے چونکہ رات ہوگئی تھی اسوجہ سے وہین قیام کیا پہر رات گئے پانچ چھ ہزار سوار ناگہانی طور پر آگئے اور انھون نے حملہ کیا ادہر سے بھی مقابلہ کیا گیا مار دھاڑ کی بازار خوب گرم ہوئی اس حربہ مین بھی بہت سے باغی تہ تیغ ہوے اور جو بچے وہ بڑی مصیبت سے جان بچاکر بھاگ سکے مگر اس لڑائی مین بادشاہی لشکر کے بھی کچھ لوگ کام آئے دشمنون کے مقتولون مین کچھ سر بعضے اوزبک سردارون کے مثل نظر مینگ وغیرہ کے بھی نکلے آخر کار بادشاہی لشکر فتحمند پھرا۔
ایکبار جب ازبکون نے بہت بڑا ہجوم کیا تو تین روز تک ایسا سخت معرکہ رہا کہ سوار گھوڑونکی زین سے نہ اتر سکے اور دونون طرف کے سپاہی کثرت سے قتل ہوے

۵ تا سہ روز نایرۂ کارزار گرم بود کہ از پشت زین و زمین از اسپ جدا نکردند و جمع از ہر دو طرف کشتہ شدند و قریب بود کہ ایام
او گرسین کچھوا ہہ بدست سواران لحاقی عبد العزیز خان دستگیر گردد و زین حین فوج بہادر خان بر کمک سید المانان رسیدہ بفرار آوردند
و تا خبر یافتن بہادر خان خود بجوالی رسانیدہ دشمنرو گوسفند بیشمار بدست آوردہ کارزار صعب رہ نمودار المانان را
بفرار آوردند و نیکنام خان سردار فوج بہادر خان غنایم بسیار بدست آورد۔ خافی خان

قریب تھا کہ راجہ اوگرسین کو ہمراہ عبدالعزیز خان کے الیان سوار ونکے ہاتھ گرفتار ہوجاتا مگر اسعرصہ مین بہادر خان کی فوج انکی کمک کو پہونچگئی اور الیان بھاگ گئے بلج کے پاس کثرت سے مویشی ہاتھ آئے۔

۱۶ ربیع الاول کو مخبر کی زبانی اور نیز شمشیر خان تھانہ دار کی تحریر سے معلوم ہوا کہ خوشی لب چاک وحق نظر مینگ پانچ چھ ہزار سوار لیکر عبدالعزیز خان کے اشارہ سے علی مغل کے چشمہ کیطرف گئے ہین اور انکا قصد ہے کہ درہ کنر اور شادیان کے چراگاہ سے بادشاہی لشکر کے گھوڑے اور رعایا کے مویشی لوٹ لین بہادر خان یہ خبر سنکر انکی گوشمالی پر آمادہ ہوے اور سوار ہونے لگے اس روز اصالت خان نے کہا کہ ایکی مرتبہ آپ شہر کی حفاظت کا انتظام کر دیجیے اور ایکبار مجکو ان موذیون کی تنبیہ کی اجازت دیجیے بہادر خان نے انکی اس خوشی کو قبول کیا اصالت خان نے لشکر سے راجہ پہار سنگھ وراجہ جیرام ومعتمد خان وجمال خان لوہانی اور محمد حسن ولد حاجی منصور اور دیگر جوانمرد اپنے ساتھ لیے اور نہایت جلدی سے مفسدونکے سر پر پہونچے ڈاکو اُن حدود کے مویشی لوٹے ہوے جاتے تھے اصالت خان نے انکو گھیرا اور کارزار شروع کی بڑی جنگ ہوئی سخت مقابلہ کے بعد ایک جماعت کو تلوار کے نذر کر دیا اور سب مال لوٹا ہوا چھین لیا آخر کار باغی بھاگے اصالت خان نے تھوڑا تعاقب بھی کیا جب رات ہوگئی تو وہ درہ کنر سے اترے تمام دن زرہ چلتہ بکتر وغیرہ پہنے رہنے سے لباس و بدن تر ہوگیا تھا اسوقت انھون نے نماز مغرب وعشا کے وضو کیلیے اپنا چلتہ اتارا اور برہنہ ہوگئے سرد ہوا بدن مین لگی بخار آگیا۔ بہادر خان نے واپسی کے متعلق تاکید لکھی تھی لہذا اصالت خان شہر کو واپس آئے۔

۸ ربیع الاول کو قریب پندرہ ہزار سوار ونکے خنجر المان و فولاد سرائے و مراد قرغز وغیرہ عبد العزیز خان کے حکم سے خان آباد کے تھانہ پر آئے بیشتر ایک ہزار سوار ظاہر ہوے باقی چھپکر ادھر اودھر بیٹھ رہے شمشیر خان اور مراد قلی سلطان نے اپنی جماعت سے ان ایکہزار کا مقابلہ کیا وہ ہٹتے گئے اور یہ پیچھے بڑھتے گئے ناگاہ گھاٹی سے وہ مفسد جو چھپے بیٹھے تھے نکل پڑے خوب سخت لڑائی ہوئی چونکہ بادشاہی تھانہ کی جماعت سے وہ موذی دس گنے سے بھی زیادہ تھے اس سبب سے سید سادات پسر سید صدر خان بخاری و بہلول خان برادر شمشیر خان اور چند منصبدار دیگر معہ اپنی جماعت کے کام آئے بہت سے اوزبک بھی قتل ہوے جب دن آخر ہو گیا اور تھانہ کی حفاظت بھی ضروری تھی اسلیے باقی جوانمردون نے لڑتے اور ہٹتے ہوے تھانہ تک اپنے آپکو پہونچایا اور تھانہ کے آس پاس بندوقچیونکو بٹھلایا مخالفین نے تھانہ کو حلقہ مین لیلیا دو روز تک اندر و باہر اسی جانبازی سے تھانہ والون نے بسر کیے۔

۹ ربیع الاول کو یہ خبر بہادر خان کو پہونچی انھون نے اسی لیے اصالت[1] خانکو درہ کنر سے

[1] اصالت خان کا اصلی نام میر عبد الہادی ہے سنہ ۳ جلوس شاہجہانی نے انکو اصالت خانی کا خطاب عنایت کیا تھا یہ میر میران یزدی کے بیٹے تھے انکے باپ سے جب شاہ عباس صفوی فرمانروے ایران کا مزاج منحرف ہوا تو وہ اپنی جان لیکر ہندوستان بھاگے یہ اور انکے بڑے بھائی خلیل اللہ خان عراق مین رہ گئے جب میر میران بادشاہ جہانگیر کے حضور مین حاضر ہوے تو سنہ ۱ جلوس مین جہانگیر نے اپنے سفیر کے ذریعہ سے انکے بیٹونکو شاہ ایران سے طلب کیا اور شاہ ایران سے کمال مروت سے ان ہردو کو ہندوستان روانہ کر دیا سنہ ۳ مین جب میر الدولہ کے ساتھ اصالت خان عادلشاہ کی کومکی کو گئے ہین تو وہان کمال بہادری سے یہ قلعہ پر چڑھ گئے تھے بان کی آگ سے انکا تھوڑا حصہ منھ کا اور ایک ہاتھ جلگیا تھا اسکے بعد یہ شہزادہ شجاع کے بخشی مقرر ہوے بعدہ صابت خان سپہ سالار جو کہ خلقی مین مشہور تھا اسنے اپنا نائب انھین کیا ایسے بدمزاج شخص کے ساتھ نہایت خوشخوئی سے نباہ کرنا انھین کا کام تھا اسکے بعد یہ دہلی کے صوبہ پر مقرر ہوے اور سہ ہزاری ذات اور دو ہزار پانسو سوار کا منصب مرحمت ہوا اصالت خان اور بہادر خان کا سابقہ بارہا ہوا چنانچہ

تاکید کرکے بلا لیا تھا اور شہر کی حفاظت انکے ذمہ کرکے خود معہ بہادرونکے اُدھر کا رخ کیا غنیم نے بہادر خان کے آنیکی خبر سنکر بدحواسی سے فرار کیا خانموصوف نے خانہ آباد کے تھانہ مین ان مفرورون کے دریافت حال کے لیے قیام کیا معلوم ہوا کہ کچھ کلیف کیطرف چلے گئے اور کچھ رگیستان چول کیجانب اور ایک جماعت علی مغل کے چشمہ کے سمت اس غرض سے گئی کہ اسطرف کل مجمع معہ خوشی لب چاک و رحق نظر ینگ کے دوبارہ جاکر دہ کرکے حد ہ کو لوٹین بہادر خان نے بارود و بان دیگر سامان حفاظت کا تھانہ دار کو دیکر خان آباد کے تھانہ سے کوچ کیا اور قریب دہ کر اور کوہ مال دموں کے جاکر خیمہ زن ہوے دشمن بہادر خان کے آنیکی خبر سنکر بھاگ گئے اسکے بعد بہادر خان نے سرپل اور امام بکری مین قیام کیا اور ہر طرف مخبرونکو دوڑایا اس اثنا مین خبر آئی کہ **۲۲ ربیع الاول کو اصالت خان نے انتقال کیا** اس حادثہ کو سنکر بہادر خان نے رام سنگہ راٹھور اور عجب سنگہ کچھواہہ کو بھیجا کہ وہ جاکر معہ محکم سنگہ کے قلعہ بلخ کی حفاظت کرین اور شہر بلخ کی نگرانی

بقیہ صفحۂ ماقبل والی مواد قلعہ تارا گڈھ کی بربادی انھوں نے ساتھ ساتھ کی ہے ۱۰۵۷ھ مین چلتہ اتارنیسے انکو بخار آیا اور اسی مرض مین ۱۰ ہفتہ بیمار پڑکر عین جوانی مین چالیس برس کی عمر مین ۲۲ صفر کو اصالت خان نے انتقال کیا جب شاہجہان بادشاہ نے انکے مرنیکی خبر سنی تو افسوس کرکے کہا کہ اگر یہ جوانمرد زندہ رہتا تو بڑے بڑے کام کرتا اور بہت کچھ عہدہ مین ترقی پاتا نہایت ذی مروت صاحب جا انسان تھے ہمیشہ سب سے حسن سلوک سے پیش آتے کوئی کلمہ فحش کسیکو نہ کہا چار ہزاری منصب تک پہونچے تھے اس مہم بلخ مین ہزاری منصب کا شاہجہان نے اضافہ کرکے پنجہزاری ذات و چار ہزار سوار سے سرفراز کیا تھا ۱۰۵۷ھ بادشاہنامہ شجاعت و تدبیر دونون جوہر سے ہم آغوش تھے خلیل اللہ خان میر بخشی نے جب اس اپنے چھوٹے بھائی کی جوانمرگی کی خبر سنی تو انھین ایسا صدمہ ہوا کہ دنیا ترک کرکے گوشہ نشینی اختیار کی شہزادہ اورنگ زیب خود انکے گھر برسم تعزیت گیا اور بہت کچھ فرمایش کی مگر وہ شاہی ملازمت پر راضی نہوے۔ اصالت خان کے بیٹون مین سلطان حسین افتخار خان۔ ملتفت خان بہاء الدین محمد ابراہیم نہایت لایق اشخاص ہوے تھے۔

شیخ فرید الدولہ ولد قطب الدین خان کوکہ کے متعلق کی۔ اس دوران مین مخبرون نے
خبر پہونچائی کہ باغی المان دریاے جیحون سے اتر آئے ہین اور عبد العزیز خان والی
توران قرشی سے روانہ ہوکر اسطرف معہ فوج کے آرہے ہین اور بیگ اوغلی کو بہت سے
اوزبک المان دیکر ادہر بھیجدیا ہے بہادر خان نے یہ سنکر اسطرف سے باگ پھیری اور بلخ
سے ایک کوس کے فاصلہ پر جاکر گذر کلیف کیطرف قیام کیا اور جنگ پر آمادہ
ہوکر بہادر خان نے یہ کہا کہ اگر بیگ اوغلی معہ اپنے بڑے ہنگامہ
کے دریاے جیحون سے اوتر کر اس طرف آئے تو اُسکے
ساتھ مین ایک ایسا معرکہ کرون جسکا کہ آیندہ زمانہ مین بھی
ذکر باقی رہے اور قدیم وقتون کی لڑائیان بھول جائین
بہادر خان نے جو الفاظ کہ اپنی زبان سے اس معرکہ کے متعلق کہے تھے اور وہ
بادشاہنامہ کے صفحہ (۶۵۷) مین تحریر کئے گئے ہین اسکی نقل یہان پر خالی از دلچسپی
نہین (بہادر خان) استعداد نبرد نمودہ قرار داد کہ اگر بیگ اوغلی
باگران حشرے کہ با او نشان میدہند از آب گذشتہ باین
صوب بیاید نبردے کہ در قرون آیندہ باز گویند و حروب گذشتہ
را فراموش گنند بروے کار آرد۔
بہادر خان نے اصالت خان کے انتقال اور عبد العزیز خان ابن نذر محمد خان کے
لشکر کشی کی عرضداشت شاہجہان بادشاہ کو بھیجی جب شاہجہان نے یہ کیفیت سنی تو
اورنگ زیب کو بہادر خان کی مدد کو بھیجا اور شاہزادہ موصوف کے

ساتھ علی مردان خان امیر الامرا اور سعید خان بہادر ظفر جنگ کو بھی متعین کیا ۱۵ محرم کو شاہزادہ لاہور سے رخصت ہو کر ۱۹ صفر کو پشاور آیا اور یہان تین روز قیام کر کے سہ ماہہ پیشگی فوج کو تقسیم کی اور ۲۳ تاریخ کو پشاور سے کوچ کر کے ۱۸ ربیع الاول کو کابل مین داخل ہوا اور یہان بھی تین روز قیام کیا بعدہ بلخ و بدخشان کیطرف رخ کیا بہادر خان بلخ کی حفاظت شیخ فرید صاحب کے سپرد کر کے ایک کوس کے فاصلہ پر بلخ سے لڑائی کے انتظار مین پڑے ہوے تھے کہ شہزادہ اورنگ زیب سلخ جمادی الثانی کو نواح بلخ مین پہونچا بہادر خان نے ایک منزل بڑھکر نذر محمد خان کے پل کے کنارہ شہزادہ اورنگ زیب سے ملازمت حاصل کی اور اوزبک کے لشکر کی آمد اور قتلق محمد کے پہونچنے کے متعلق کیفیت بیان کی اسی زمانہ مین نذر محمد خان والی بلخ بھی ایران سے مایوس ہو کر توران کے حدود مین آچکے تھے اور قلعہ میمنہ کے لینے کی فکر مین تھے مگر جب انسے قلعہ کشائی نہوسکی تو بیلمراغ مین جاکر قیام کیا اور جب انکو یہ معلوم ہوا کہ بلخ مین بہادر خان نہین ہین دار السلطنت سے باہر انتظام کو گئے ہین تو انکے مشیرون نے مشورہ دیا کہ بلخ کو لینا چاہیے نذر محمد خان نے یہ جواب دیا کہ اول تو بلخ کا لینا ہی مشکل ہے اور اوس سے زیادہ اسکا ہاتھ مین رکھنا دشوار ہے۔

شہزادہ یہ سب حال سنکر غرہ جمادی الاول کو بلخ مین پہونچا مگر شہر مین نہ آیا شہزادہ اورنگ زیب بہادر خان کے قیام گاہ کے قریب اترا دوسرے روز شہر مین گیا خواجہ عبد الغفار ابن خواجہ صالح اور خواجہ عبد الولی جو خواجہ محمد پارسا کی اولاد و امجاد اور اکابران شہر سے تھے اور عبد العزیز خان انھین خواجہ عبد الغفار کا

مرید تھا انکو انعام واکرام سے سرفراز کیا قلعہ دیکھا اور تین روز لشکر وغیرہ کی تقسیم تنخواہ مین مشغول رہا اسکے بعد لشکر آراستہ کیا کل بلخ کے لشکر کی سرداری بہادر خان کے سپرد کرکے اونکو تمام لشکر کا مقدمۃ الجیش کیا اور امیر الامرا کو اپنے داہنے جانب اور سعید خان بہادر ظفر جنگ کو بائین طرف مقرر کرکے لشکر کو اس ترتیب سے دشمن کے مقابلہ کو نکالا۔

۷ جمادی الاول کو علی آباد ہوتا ہوا تیمور آباد جو فتح آباد سے ایک کوس پر ہے پہونچا اور صف آرائی کی اوزبک کی فوج نے ہر طرف سے ہجوم کیا مگر وہ آگے نہین بڑھتی تھی جو اس کیطرف جاتا تھا اس سے مقابلہ کرتی تھی بہادر خان معہ اپنے رفقا کے آگے بڑھکر اوس سے معرکہ آرا ہوے اور غستان کیطرف سے امیر الامرا نے ہجوم کیا جب شہزادہ نے یہ سُنا کہ امیر الامرا کیطرف دشمنون کا بہت لشکر جھک پڑا تو اُسنے الہ وردی خان وغیرہ کو اسکی مدد کو بھیجا شاہنشامہ وغیرہ مین ہے کہ بہادر خان اور امیر الامرا اپنے اپنے دشمنونکے مقابلہ مین سرگرم ہے کہ اوزبکون نے اطراف لشکر کو حلقہ مین لیا پندرہ ہزار سوارون نے قلب لشکر کیطرف جاکر بیحد شوخی شروع کی بہادر خان نے اوس وقت بازار کارزار کو نہایت گرم کیا تھا اور امیر الامرا نے بھی اوس گروہ کے ساتھ جنگ عظیم کی تھی ہر چند کہ علی مردان خان امیر الامرا نے اس روز داد مردانگی خوب دی لیکن

---

۱ و بصوابدید خیر اندیشان چنین مقرر شد کہ فوج قول بوجود نصرت آمود بادشاہزادہ کامگار پشتپناہ ریابد و بہادر خان با تمام سپاہی کہ ہمراہ او در بلخ بود ہراول باشد بادشاہنامہ ۶۸۷

۲ امیر الامرا و بہادر خان براہ افتادند از ہر طرف فوج از یکیہ نمودار و تا خبردار شدن بہادر خان امیر الامرا جوق جوق اطراف لشکر تاختہ حلقہ وار میان گرفتند القصہ دہ پانزدہ ہزار سوار از بک خود را بارد و خاص سانیدہ شوخی از حد گذرانیدند و بہادر خان

بہادر خان نے وہ رستمانہ بہادری کی کہ تمام لشکر مین شہرت ہوگئی جسوقت امیر الامرا پر میدان جنگ تنگ ہوا ہے اسوقت بہادر خان خود غنیم سے لڑ رہے تھے مگر انھون نے انتہاے شجاعت سے اپنے روبرو جو غنیم کا لشکر تھا اُسکو پسپا کر کے امیر الامرا کی کمک کو پہونچے اور پھر اوسکو مدد دیکر ازبکونکو آگے سے ہٹایا اور بادشاہی لشکر کو غلبہ حاصل کرایا جسپر تمام سادات و راجپوتون نے بہادر خان کی لاجواب بہادری پر تحسین و آفرین کی بادشاہنامہ مین ہے کہ سعید خان بہادر ظفر جنگ جو بلخ مین بیمار پڑے تھے شہزادہ نے چاہا کہ انکو بلخ کی حفاظت کے لیے چھوڑ دے مگر وہ انتہاے جوانمردی سے پڑے رہنے پر راضی نہوے اور لشکر کے ساتھ چلے آے تھے انکی طرف سے بھی توپخانہ لگایا گیا تھا ہر بار دو تین ہزار سوار اوزبکیہ کے بادشاہی فوج کے ہر حصہ پر حملہ کرتے تھے ادھر سے

بقیہ صفحہ ۳۵۔ گرم کارزار گشت ازبکان پیش از خود بر دشت سراسیمہ شدند و قیامت عیار بگردون در آمد نعرۂ فغار و سپاہی و شان و جوشان بجنگ بہمہ سر گرمیہا بہ بیداد جنگ بہمہ جنگ تنگ بستہ میان بگردون در آورد گرد گران بہر چند علی مردان خان و دران روز داد مردانگی داد لاکن بہادر خان با وصف فرو رفتن دران شبخون نمود و ابدعلی مردان خان رسانیدہ ازان حین حاصل داد کہ ہمہ سادات و راجپوت بر بہادر خان آفرین گفتند۔ شاہنشاہ نامہ قلمی صفحہ ۲۴۹

بہادر خان ہراول امیر الامرا برانغار و سعید خان راجہ انغار نمودہ بتوجہ مقابلہ عبد العزیز خان گردید بہادر خان آبانگروہ نبرد عظیم و پیکار غریب داد و ہر چند کہ علی مردان خان دران روز داد مردانگی داد و باوجود فرو رفتن آنطرف بہادر خان خود برابر ق کردار رسانندہ بران گروہ رزدہ باعث امیدامان بہادر خان گردید و افغان بہاڈ دل شیر نبرد تردد رستم نمودہ پیش صف برلے فوج از بکان استقامت ورزید صفحہ ۲۲ خافی خان۔

بادشاہی لشکر کے جوانمرد بھی نہایت استقلال سے جواب دیتے تھے جب غنیم مغلوب ہوتے تو حسب عادت پیچھے ہٹ جاتے اور پھر چالاکی سے آکر مقابلہ کرتے جب کئی بار ایسا اتفاق ہوا تو بہادر خان نے دشمنون کو آگے رکھ لیا اور توپ و بندوق کی باڑھ کا نشانہ بنا کر بہت سے قتل اور بہت سے زخمی کیئے امیر الامرا نے بھی کمک والون کی مدد سے دشمنون کو متفرق کیا ہر ایک حملہ مین دشمن ناکامی سے منھ پھیرتے تھے بادشاہی لشکر قتلق محمد کے خیمہ تک جو بیگ اوغلی کے پڑاو کے قریب تھا پہونچگیا اور اسکا سامان وچوپائے چھینکر اطمینان و سلامتی کے ساتھ اپنے پڑاو مین آگیا۔ سعید خان بہادر جو بوجہ ضعف کے مابین لشکر کی حفاظت کے لیے مقرر تھے اور سوار نہوے تھے انہون نے اپنے بخشی صادق بیگ اور جہان خان ملازم کو چار سو پانسو جوان دیکر نہر کے کنارہ کھڑا کردیا تھا اور کہدیا تھا کہ ادھر سے تم دشمن کو نہ آنے دینا اگر وہ تھوڑی جماعت سے بھی تمھارے پاس آجائین تو تم اُنکے پیچھے نہ جانا اور اس راستہ کو خالی نہ کرنا اتفاق سے چند ازبک ان جوانون کے پاس آے اور یہ اس فہمائش کو فراموش کرکے اُنکے پیچھے بڑھ گئے وہ مکر سے انکو ہٹا لیگیے اور جب یہ اپنے مقام سے دور ہوگئے تو ازبک گھائی سے نکلکر انپر حملہ آور ہوے اور یہ لوگ گھر گئے جب سعید خان کو یہ خبر ہوئی تو انہون نے لطف اللہ خان وخانہ زاد خان اپنے بیٹون کو کچھ فوج دیکر ان احمقونکی مدد کو بھیجا ان ہر دو بھائیون نے پہونچکر خوب حملے کیے اور کمال شجاعت سے مخالفونکی جماعت کو متفرق کردیا مگر وہ ظالم ایک دیوار کی پناہ مین آکر تیر و بندوق کا مینھ برسانے لگے اور یہانپر بجز بہادر خان کی فوج کے اور کوئی حصہ فوج کا نہ تھا حالانکہ بہادر خان کے پاس تمام لشکر بلخ کا موجود تھا اور توپخانہ بھی اُنکے پاس تھا

مگر خدا معلوم کہ کیا سبب ہوا کہ بہادر خان نے انکی خبر نہ لی جب دشمنون نے سعید خان کی طرف جماعت کم دیکھی تو بہادر خان کی فوج کی طرف سے منھ پھیر کر سعید خان کیطرف رخ کیا جب انکی طرف بہت ہجوم ہوا تو سعید خان کے جو انمردون نے بھی خوب جان توڑ حملے کیے اور قدم پیچھے نہ ہٹایا حتے کہ بہت سے اشخاص کام آے سعید خان نے جب یہ حال دیکھا تو باوجود علالت وناتوانی کے خود سوار ہوے اور اپنی جماعت لیکر شیر کیطرح اُن روباہ خصالونپر جھپٹے اور نہایت مردانہ حملے کیے اور بذات خاص چند اشخاص کو زخمی کیا اور چار دشمنون کا کام تمام کیا آخر کار نوزخم کھا کر گرے اور انکے گھوڑے کا اگلا پیر ایک گڑھے مین جا نا رہا اور سعید[1] خان بہادر زین سے زمین پر گر پڑے لطف اللہ خان اُنکے فرزند

---

[1] سعید خان از شنیدن زخمی گردیدن پسران جہان چشم او تاریک نمود با کمال ضعف چون شیر غران خود را بہ مدد پسران کہ کمک پدر آمدہ بودند رسانید و از پدر نمودند رسیدہ مقابلہ از یکان پرداخت و جمعیکہ اطراف پسران آن داشتند چند نفر بہ پست خود از ضرب شمشیر جانستان از پا در آورد و در خیال پاے اسپ سعید خان سکندری خورد و از زین جدا گشت دران حال زخمہاے پیاپے بدو رسیدند و با وصف رسیدن زخمہاے کاری و ضعف عارضہ جسمانی باز بر خاستہ کا چار نفر حریف کہ زخمہاے کاری و ضعف بدو رسانیدہ بودند با تمام رسانیدند شاہنشاہ نامہ ۲۵۱۔

[2] سعید خان کا خطاب چنائی تھا احمد بیگ کابلی کے فرزند تھے ہفت ہزاری منصب کے امیر تھے انکے بزرگ تیمور کے عہد سے امرا رہے تھے جنکی دس پشتین گذری تھین یہ شجاعت اور حسن تدبیر دونون باتون مین یکتاے روزگار تھے۔ سعید خان صوبہ دار کابل بھی رہے خانجہان لودی کے اغوا سے جب کمال خان روہلہ نے افغانستان مین شورش برپا کی تو اونہون اسکی کثرت پر کچھ خیال نہ کیا اور تہ تیغ کرکے پانچ کوس بھگاتے لیگیے۔ اور جسوقت مین کہ کابل کے حنفی المذہب لوگ لشکر خان صوبہ دار کے خلاف عقیدہ سے بگڑے تو سعید خان نے یہ شعلۂ فساد کا بھی ٹھنڈا کیا اور سرگروہ افغانون کو لیکر بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوے پنجہزاری منصب اور نوازش شاہانہ سے سرفراز ہوے ۱۰۴۵ھ مین صوبہ دار لاہور اور ۱۰۴۸ھ مین صوبہ دار قندہار کیے گئے انکا بیٹا خانہ زاد خان پنجاب کا منتظم کیا گیا ۱۰۴۹ھ مین انہون نے لطف اللہ خان اپنے فرزند کو اپنا نائب کرکے ملتان مین شاہجہان کے حضور مین حاضر ہوے اور بھی منصب ہفت ہزاری پر پہونچے۔ جنگ ہفت روزہ از بک مین اورنگ زیب کے ہمراہ جسکا قصہ اوپر تحریر کیا گیا ہے زخمی ہوے اور اچھے ہوکر حسب الحکم بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے بہت کچھ تسلی اور احسانات خسروانہ

نہایت جوانمردی سے لڑے اور زخمون سے چور ہوکر ہزار نیکنامی کے ساتھ شہید ہوے اور انکے دوسرے بیٹے خانہ زاد خان بھی کثرت زخمون سے بیہوش ہوکر گھوڑے سے گر پڑے جب شہزادہ اورنگ زیب نے یہ حال سُنا تو فوراً انکی مدد کو فیل سوار اور توپخانہ اور فوج بھیجی جب یہ فوج مدد کو پہونچگئی اور اسنے مقابلہ کیا تو اوزبک منھ پھیر کر بھاگے لشکر کے لوگ خانہ زاد خان کو اُٹھا کر پڑاؤ لے گئے مگر وہ کچھ رات گئے انتقال کر گئے جسوقت شہزادہ سعید خان کی مدد کو آیا ہے تو چار پانچ ہزار اوزبک بادشاہی توپخانہ کیطرف بڑھے اس عرصہ مین بہادر خان اپنے دشمنونکو بھگاکر لشکرگاہ کو واپس آرہے تھے اونہون نے اس جماعت کو دیکھا اور اپنے آگے دھر لیا اوزبک نے یہ کیفیت دیکھی اور بھاگے۔ چونکہ تمام دن ہنگامہ جدال وقتال کا گرم رہا اور اب شام ہوگئی تھی امیر الامرا بھی بعد مغرب کے فتحمندی سے واپس آچکا تھا اسلیے لڑائی سے ہاتھ روکا گیا اور لشکر نے تمام رات بیداری سے بسر کی۔

دوسرے روز جمادی الاول کو امیر الامرا کی صلاح سے بادشاہی لشکر دشمن کے پڑاؤ کیطرف بڑھا موضع پشالی جو آقچہ کے متصل ہے وہان ازبکون نے جمع ہوکر زیادہ شوخی شروع کی اسلیے بادشاہی بہادرون نے اودھر توجہ کی اور اونکو پسپا کیا۔ ایکبار غنیم نے بادشاہی لشکر کے دائین بائین حصہ پر حملہ کیا اور ہراول فوج پر بھی تاخت کی

بقیہ حاشیہ صفحۂ ماقبل شاد کام فرماے گئے اور صوبہ بہار کے ناظم کیے گئے اور ایک لاکھ روپیہ جوانکے بیٹونکے ذمہ تھا وہ معاف کیا گیا ۱۰۷۳ھ مین جبکہ صوبہ دار کابل تھے ۱۰۶۲ھ مین انتقال کیا بادشاہ نے انکی موت کی خبر سنکر تاسف کیا اور دعاے مغفرت جناب الٰہی مین مانگی انکے بائیس بیٹے تھے بڑا کنبہ تھا باوضع تھے تازیست دولتمند رہے انکے فرزندونمین عبد اللہ خان و فتح اللہ خان وغیرہ تھے جنمین بعض دو ہزاری منصب تک پہونچے۔

بہادر خان نے معہ اپنے ساتھیون کے نہایت بہادری سے
اونکا مقابلہ کیا بہت سے دشمن قتل ہوے آخر کار مخالف
میدان سے منھ پھیر کر بھاگے اس اثنا مین بیگ اوغلی بادشاہی لشکر کے
برابر آیا اور اپنے بھاگے ہوے لوگون کو واپس لایا اور اونکو ہراول فوج کے
مقابلہ مین روبرو کر کے آپ معہ تمام لشکر کے امیر الامرا کے مقابل ہوا امیر الامرا
اور اسکے ہمراہیون نے بھی خوب ثابت قدمی کی شاہزادہ بھی کمک کو آگیا جب
اسمرتبہ بھی ازبکون نے غلبہ نہ پایا تو پھر بادشاہی لشکر کو حلقہ مین لیکر چار و نظرف
سے حملہ کرتے اور بھاگتے تھے اس زمن مین یہ خبر معلوم ہوئی کہ قتلق محمد اور بیگ اوغلی
معہ دیگر اوزبکون کے علی آباد کیطرف گئے اور سبحان قلی معروف بہ قلغمان معاملک لشکر کے
آیا ہے اور گمان ہے کہ بلخ مین فساد برپا کرے اسلیے شاہزادہ نے اسطرف سے
بلخ کیجانب رخ کیا علی آباد مین پہلے اوزبکون نے ہراول فوج پر حملہ کیا بہادر خان سے
جنگ ہو رہی تھی کہ دشمنون نے لشکر کے سامان لوٹنے کا ارادہ کیا یہ خبر سنکر
بہادر خان نہایت جلدی سے ان ڈاکوؤن کے سر پر
پہونچ گئے اور سبکو مار کر بھگا دیا اس روز بھی نہایت شدت سے جدال
وقتال کا بازار گرم رہا شام کیوقت لشکر نے پڑاؤ کیطرف رخ کیا اسیدن سبحان قلی بڑے
ہجوم سے آکر اپنی فوج مین شامل ہوا۔

۱۳- جمادی الاول شب دوشنبہ کو عبد العزیز خان والی توران جو اپنے والد
نذر محمد خان کیطرف سے پیشتر حکومت پا چکا تھا ایک عظیم الشان اور کثیر لشکر کے
ساتھ آیا اور پلنگتوش سے ملگیا صبح کے وقت شہزادہ نے بہادر خان کو لشکر

کا چندا ول کیا یعنے فوجکے پچھلے حصہ کی حفاظت و سرداری انکے متعلق کی اور بہت زور شور کے ساتھ مقاتلہ و مجادلہ کیا۔

۱۴۔ جمادی الاول کو بادشاہی لشکر نے فیض آباد کے نواح سے مقابلہ کے لیے جنبش کی اسروز تین فوجین غنیم کی مقابلہ مین آئین۔ عبدالعزیز خان و سبحان قلی بیگ اوغلی نے اپنی اپنی فوجون سے حملہ کیا امیرالامرا کے ساتھ مقابلہ کا اتفاق ہوا امیرالامرا نے خوب داد شجاعت کی دی۔ عبدالعزیز خان کی فوج کے پیر اوکھڑ گئے۔

۱۵۔ جمادی الاول روز چہارشنبہ کو تمام دن معرکہ آرائی رہی اسروز نیکنام خان اور انکے دیگر ساتھیون نے خوب بہادری کو دخل دیا۔

۱۶۔ جمادی الاول روز پنجشنبہ کو بھی محاربہ شروع ہوا مگر آج کے دن عبدالعزیز خان والی توران کیطرف سے دو سوار آئے کہ کچھ شہزادہ اورنگ زیب سے عرض کرنا ہے شہزادہ موصوف نے میر محمد امین کو اپنی طرف سے بھیجا اور والی توران کیجانب سے میرک شاہ جو امام قلیخان کا دیوان تھا پیغام لایا کہ عبدالعزیز خان کہتے ہین کہ ہمنے سنا ہے کہ اعلیحضرت شاہجہان بادشاہ کا ارادہ پھر نذر محمد خان کے یہ ملک واپس کرنیکا ہے اگر یہ خیال صحیح ہے تو انکا فرزند سبحان قلی حاضر ہے شہزادہ نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ مین یہ امر لکھکر دریافت کرونگا جو کچھ اعلیحضرت حکم دینگے اوسپر عمل کیا جائیگا اب اسکے بعد پلنگتوش اور بیگ اوغلی پیام و سلام کو آنے لگے۔

۱۸۔ جمادی الاول روز شنبہ کو بادشاہی لشکر نواح بلخ مین آگیا اب اگرچہ لڑائی بھڑائی نہین ہوئی مگر اوزبک ساتھ ساتھ چلے آئے۔

بین بلخ کا محاربہ نہایت سخت تھا سات روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی

اور یہ معرکہ جنگ ہفت روزہ اوزبک کے نام سے مشہور ہے۔ پانچ چھ ہزار غنیم کے لوگ ہمین مارے گئے اور پانچ چھ سو اشخاص بادشاہی لشکر کے بھی کام آئے اس جنگ مین قریب ایک لاکھ کے دشمن کا لشکر تھا اس جنگ مین کئی ایک غلطیان سرزد ہو گئی تھین اوّل یہ کہ شہزادہ مراد بخش کا بلا بندوبست ملکی کے بلخ سے فوراً چلا آنا دوسرے بہادر خان کا نذر محمد خان کا تعاقب کرکے نہ گرفتار کرنا تیسرے شہزادہ اورنگ زیب کا بلخ سے باہر جاکر ٹھہرنا اگر شہر کے قریب رہکر شہزادہ لڑتا تو دوبارہ حفاظت کے لیے شہر آنیکی ضرورت نہ پڑتی اور سامان غیر ضروری شہر مین چھوڑ کر عبد العزیز خان کے مفرور ہونے کے بعد چریدہ طور پر تعاقب کرنے مین آسانی ہوتی یا تو وہ گرفتار ہو جاتے یا اضطرابی مین دریا اترنے کے وقت ڈوب جاتے اور تمام ملک ماوراالنہر کا فتح ہو جاتا چار کرور روپے اس مہم مین صرف ہوے اور کچھ حاصل نہین ہوا چونکہ آمدنی کے مقابلہ مین وہان کا خرچ زیادہ تھا اسلیے دوبارہ تاج بخشی کا ارادہ شاہجہان بادشاہ نے کیا۔ جب نذر محمد خان بلخ کیطرف آئے شہزادہ اورنگ زیب کیطرف سے بہادر خان نذر محمد خان کے استقبال کو گئے اُسوقت نذر محمد خان نے بجاے اپنے بھتیجے قایم کو بھیجا شہزادہ نے کچھ زر نقد اور پچاس ہزار من غلہ جو قیمتی پانچ لاکھ روپے کا تھا نذر محمد خانکو دیا اور یہ ملک موروثی دوبارہ شاہجہان بادشاہ کے حکم سے انکو بخشدیا اور وہان سے ہندوستان کیطرف کوچ کیا دوران حکومت مین شاہجہان بادشاہ نے بدخشان و بلخ کی رعایا کے ساتھ نہایت عدالت و فیاضی سے برتاو کیا اور نذر محمد خان والی ملک کے اہل و

عیال کو نہایت احترام کے ساتھ خاطر و مدارت سے مہمان رکھا اور خلعت و عنایت کے ساتھ واپس بھیجدیا۔ اوزبک قزلباش لوگون کی مذہبی مخالفت سے امیر الامرا کو وہانکی صوبہ داری نہ دی اور بجاے اسکے بہادر خان کو ملک بلخ کی حکومت سے سرفراز کیا اور امیر الامرا کو علحدہ رکھا جب شاہجہانی لشکر نے بلخ سے کوچ کیا تو تمام لشکر کی

امیر الامرا کا نام علی مردان خان تھا یہ گنج علیخان کرد کے بیٹے تھے وہ شاہ عباس ایران کے منصبدار و نمین تھے جہانگیر کے زمانہ مین قلعہ قندھار ۴۵ روز مین جب عبد العزیز خان سے لیلیا گیا تو وہانکے حاکم کیے گئے تھے مگر یہ وہانکے قلعہ سے گر کر مر گئے تھے بعد اپنے باپ کے علی مردان خان حاکم قندھار ہوے جب یہ شاہ ایران سے خائف ہو کر ہندوستان آئے اور قندھار کا قلعہ شاہجہان کے حسب الحکم سعید خان صوبہ دار کابل کے سپرد کر دیا تو لاہور مین یہ شاہجہان بادشاہ کی حضوری سے مشرف ہوے۔ چھ ہزاری ذات و چھ ہزار سوار و علم و نقارہ اور حویلی اعتماد الدولہ کی انھین عنایت ہوئی اور دس شخص انکے ہمراہی صاحب منصب کیے گئے اور ناموافقت آب و ہوا کی خیال سے علی مردان خان کو صوبہ کشمیر کی حکومت دیگئی ۱۰۴۶ھ مین جب یہ دار الخلافت مین حاضر ہوے تو ہفت ہزاری منصب و ہفت ہزار سوار و صوبہ داری پنجاب و خلعت سے سرفراز ہوے اور بعد تبدیلی سعید خان کے کابل کی صوبہ داری پر مقرر کیے گئے ۱۰۴۷ھ مین انکو بمقام اکبر آباد امیر الامرا کا خطاب و ایک کرور دام اور اعتقاد خان کی حویلی کہ اس سے عالیشان کوئی عمارت امرا کی نہ تھی مرحمت کیگئی بعد ازان کابل کو رخصت کیے گئے ۱۰۴۸ھ مین بلخ و بدخشان کی مہم مین جسمین نواب بہادر خان بھی تھے متعین کیے گئے اور انھون نے اس معرکہ مین بڑی بڑی کارنمائیان کین بعض کی تفصیل تذکرہ بہادر خان مین آچکی ہے ۱۰۴۳ھ مین کابل سے آکر شاہجہان کی حضوری سے مشرف ہوے ۱۰۴۳ھ جلوس مطابق ۱۶۳۳ء کو ۴ سال کے مرض مین علی مردان خان نے انتقال کیا انکی نعش لاہور مین انکے والد کے مقبرہ مین دفن کیگئی ایک کرور روپیہ کا ترکہ چھوڑا جنمین نقد و جنس دونون چیزین تھین شاہجہان کے مزاج مین کل امرا سے زیادہ انھون نے گھر کیا تھا اکثر بادشاہ مخاطب مین انکو یار وفادار کہا کرتا تھا لاہور مین شاہ نہر انھون نے دوستکی انکے بیٹے ابراہیم خان تھے جنھون نے نہایت ترقی کی تھی دوسرے بیٹے کا نام عبد اللہ بیگ تھا جنکو عالمگیر نے گنج علیخان کا خطاب دیا تھا امیر الامرا کا ایک بیٹا شاہ ایران نے حسب الطلب شاہجہان کو بھیجدیا تھا علی مردان خان نے شاہجہان بادشاہ کی دعوت مین سونے لنگری طلائی اور تین سو لنگری نقرئی معہ پوش کے مجلس مین رکھی تھین۔

چند اولی و نگہبانی بہادر خان کے سپرد کیگئی بہادر خان اُن دشوار راہون سے بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ لشکر کو واپس لائے جب بہادر خان ہندوکوہ کی کتل کے قریب پہونچے اول تو وہان نشیب و فراز ایسا دشوار گذار تھا کہ خدا کی پناہ دوسرے طرہ یہ ہوکہ وہان برفباری شروع ہوگئی ایک رات اور دن کے دوپہر تک خوفی برف برستا رہا نہایت مصیبت سے اونھون نے لشکر کو نکالا اُنکی جفاکشی کا اندازہ صرف اسی امر سے ہوسکتا ہے کہ اوس شدت برفباری مین ایک شبانہ روز بہادر خان کھڑے رہے۔

تاریخ خافی خان و شاہنشاہ نامہ مین ہے کہ اثنائے راہ مین شمشیر خان رسد لانیکے لیے گئے تھے چند اوزبک آکر اُنپر ٹوٹ پڑے اور مار دھاڑ کا شور بلند ہوا بہت سے اونٹ گلے وہ چھین لے گئے اور اکثر لوگونکو زخمی کیا جب بہادر خان نے یہ خبر سنی تو جاکر اُنکو اِس بلا سے نجات دلائی اور وہان یہ انتظام کیا کہ جب تک غور بند تک لشکر نہ پہونچے اور اوزبک قوم کی آبادی پڑے برابر بادشاہی تھانے قائم رہین جسوقت درہ غور مین لشکر پہونچا اور وہان خزانہ شاہی لوٹنے کے لیے سات ہزار اوزبک اور آٹھ نو ہزار اشخاص ہزارہ و قلمان و الیمان ہر طرف سے جمع ہوگئے اور لشکر کے آگے آکر سدّ راہ ہوگئے ۵ برانگیزد ہر جا کہ لشکر چنگیز دگر دروے راہ صرصر او نکے حائل ہو نیسے آمد و رفت بالکل بند ہوگئی اور اونھون نے جان توڑ حملہ کرکے بہت سامال لوٹ لیا اور خزانہ پر آکر ٹوٹ پڑے ذوالفقار خان و نورالحسن جو خزانہ کے محافظ تھے وہ زخمی ہوگئے جب بہادر خان

نے سُنا تو وہ آئے اور انکو دفع کیا غور بند تک تین بار نہایت
سخت مقابلہ ہوا جسوقت لشکر کتل ہندوکش پر پہونچا اسقدر خونین برف گرا اور زمہریر
ہوا چلی کہ اونٹ گھوڑے بیل کثرت سے مرگئے کہرا اسقدر چھایا کہ آدمی نہین
دکھلائی دیتا تھا شاہزادہ اورنگ زیب نے یہ حال دیکھکر لشکر کو
چھوڑا اور بہادر خان کو اسباب وخزانہ وبھیڑ وغیرہ سپرد کی
اور لشکر کی خبرداری اونکے ذمہ کرکے خود کابل پہونچا ایک روز
شدید ہوا اور تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ بہادر خان لشکر سے جدا ہوگئے اور راہ
بھول گئے اور سروز بہت سی بھیڑ اور باربرداری کے جانور تباہ ہوگئے بہادر خان
چند کوس چلکر ٹھہر گئے اور ذوالفقار خان کے آنیکا انتظار کرنے لگے کہ اتنے مین
پھر ہزارہ کی جماعت آگئی اور خزانہ پر ٹوٹ پڑی عجیب ہنگامہ جنگ کا برپا ہوا تمام
سردار پیادہ ہوکر خزانہ کے پاس آگئے اور رستمانہ تواتر حملے کیے آخر ایک
بڑی لڑائی کے بعد لوٹیرے پسپا ہوے اور جان بچاکر بھاگے اور خزانہ بچگیا مگر
چار پانچہزار مویشی اور لشکر کی شاگرد پیشہ جماعت وغیرہ کو وہ اوڑا لے گئے بہادر خان
کو ہزارہ کے تعاقب کی فکر ہوئی جب ہزارہ نے یہ خبر سنی کہ بہادر خان پیچھے آتے
ہین اسباب چھوڑکر بھاگ گئے بعدازان بہادر خان کے سپاہیون نے ہزارہ کے
بھاگ جانیکی خبر سنی تو وہ اسباب اُٹھالاے جب بہادر خان لشکر سے ملگئے
تو انکی فوج نہایت تباہ حالی و پریشانی سے بعد کو پہونچی اکثر منصبدار پیادہ ہوگئے
تھے ڈاکو رات و دن آتے تھے اور جو کچھ پلتے تھے لیجاتے تھے باربرداری کے
جانور اکثر ضائع ہوگئے تھے اور جو بچے تھے اونمین خزانہ لیجانیکی بالکل طاقت

نہین رہی تھی اسلیے بہادر خان نے خزانہ کے صندوقونکو توڑا اور اونمین سے تھیلیان نکالین اور روپیہ شمار کرکے ہر ایک معتبر اشخاص کو سپرد کیا کہ انکو منزل تک پہونچاؤ اور باقی اسباب کو وہین چھوڑ دیا اہل ہزارہ روز آتے مگر خزانہ نہین پاتے تھے ان ڈاکوون سے اگرچہ تین چار بار جدال وقتال ہوا مگر ہر بار وہ پسپا ہوے۔

ماثر الامرا مین ہے۔ کہ ذوالفقار خان جنکے متعلق خزانہ کی حفاظت تھی اور وہ باربرداری کے ساقط ہوجانے سے اپنی جگہ پر رہ گئے تو بہادر خان نے اپنے اونٹ جسقدر کہ باقی رہ گئے تھے انپر سے اسباب اتروایا اور خزانہ لدوایا اور قوم ہزارہ سے ہر جگہ لڑتے بھڑتے انکو گوشمالی دیتے ہوے شاہزادہ کے آنیکے چودہ روز کے بعد کابل مین داخل ہوے اور شرف حضوری سے مشرف ہوکر مورد تحسین و آفرین کے ہوے شدت برف وشوریدگی ہوا اور دشواری راہ سے دس ہزار جاندار جسمین قریب نصف کے آدمی مابقی لشکر کے جانور تھے ہلاک ہوگئے بہت سا اسباب برف کے نیچے دب گیا۔

بہادر خان نے اگرچہ اس جنگ اوزبکیہ مین کہ وہ مورو ملخ سے تعداد مین زیادہ تھے اپنی مردانگی و بہادری سے ایسے ایسے کارنمایان کیے کہ جنکی چار سمت عالم مین شہرت ہوگئی لیکن بعض مخالفین و حاسدین نے شاہجہان بادشاہ کے دل مین خلاف واقعہ باتین جمائین۔ نذر محمد خان کے تعاقب مین انکا نہ جانا سعید خان کی مدد کو نہ پہونچنا قصداً انکی بے پرواہی پر محمول کیا گیا اور تیس لاکھ روپے کا نقصان انکے ذمہ عائد کیا گیا اور اسکے معاوضہ مین انکی جاگیر جو قنوج و کالپی تھی ضبط کیگئی باوجود اس مشقت شاقہ کے انکو آزردہ خاطر اور شکستہ دل کیا گیا **اخبار محبت**

مین لکھا ہوا ہے کہ بہادر خان کے ساتھ یہ برتاؤ صرف چشم نمائی کی غرض سے تھا چنانچہ چھ مہینہ کے بعد انکی تنخواہ وجاگیر سب بحال کر دیگئی اور جو روپیہ کہ متصدیون نے انکے ذمہ نکالا تھا وہ بھی معاف کر دیا گیا۔

بہادر خان کی جاگیر کی ضبطی کیوجہ انکے خاندانمین تواتر کے ساتھ یہ بیان کیجاتی ہے کہ بلخ و بدخشان کی مہم مین بہادر خان نے کسی موقع پر شاہزادہ اورنگ زیب کو چند کلمات سخت کہدیے تھے اور شاہزادہ نے اپنے باپ شاہجہان سے انکے اس امر کی شکایت کی تھی اسلیے بادشاہ نے انکی جاگیر وغیرہ ضبط کی کہ آیندہ کسی امیر کو شہزادہ کی شانمین گستاخی کی جرات نرہے۔

۱۰۴۳ھ شاہجہانی مین سب سے پہلے بار قندھار کی مہم پیش آئی تو بہادر خان شہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر کے ہمراہ بھیجے گئے اور وہان پہونچکر انہون نے اس قلعہ کے حصار کا محاصرہ کرکے دروازہ مالوری کے روبرو مورچہ لگایا تھا کہ ۱۹- رجب ۱۰۴۳ھ ہجری کو ضیق النفس کے مرض مین بہادر خان نے انتقال کیا قندھار کے واقعہ نگار نے لکھا اور شاہجہان بادشاہ کی سماعت مین آیا کہ بہادر خان جو افغانان تہور پیشہ اور پیشقدمان کارطلب سے تھے قضاے طبعی سے راہی آخرت ہوے یہ فقرہ بجنسہ تاریخ خافی خان کے صفحہ ۲۳۹ سے نقل کرکے یہانپر تحریر کیا جاتا ہے۔

واز واقعہ فوج قندھار بعرض رسید کہ بہادر خان از افغانان تہور پیشہ و پیشقدمان کارطلب بود باجل طبعی رحلت پیماے سفر آخرت گردید۔

شاہزادہ اورنگ زیب اور سعد اللہ خان وزیر اعظم نے بہادر خان کی فوج سے دو ہزار سوار جو ہر ایک کارگذار و اطاعت شعار تھا اپنی سرکار کے لیے منتخب کر لیے اور علی قدر مراتب اُنکی ذات کے لیے منصب و ماہوار مقرر کر دیا باقی ماتحت پٹھانون کو دیگر امرا نے لے لیا شاہجہان بادشاہ نے بہادر خان کے بڑے فرزند دلاور خان کو جو اسوقت پندرہ برس کے تھے ہزاری منصب و پانسو سوار سے سربلند فرمایا اور باقی دیگر چھ فرزندون کو جو خرد سال تھے علیحدہ علیحدہ منصب عنایت کیے اور سوائے ہاتھیونکے جملہ مال و سامان اونکے بیٹونکو مرحمت کیا ماثر الامرا مین لکھا ہوا ہے کہ بہادر خان نے بادشاہی کا مونین استقدر جانفشانی و خیر خواہی کی کہ جو کچھ شاہجہان کے دلمین اسکے باپ دریا خان کیطرف سے خانجہان خان لودی کے اغوا سے غبار پڑ گیا تھا وہ بالکل رفع ہو گیا۔

مگر بہادر خان کو ہمیشہ اس امر کا افسوس رہا کہ مینے اپنا انتقام بیجاپور یون سے نہ لیا کیونکہ بیجاپور پر دوبارہ لشکر کشی کا موقع اسکے ہاتھ نہ آیا۔

بہادر خان کے متعلق یہ روایات بھی مشہور اور بعض رسائل مین بھی درج ہے کہ دریا خان کے قتل کے بعد جب بہادر خان شاہجہان بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے اور اسکی مُہر بھی دریا خان کے منھ سے نکلی تو اسوقت شاہجہان نے کمال مکرمت سے فرمایا کہ بہادر خان تمھارا باپ دریا خان خانجہان لودی کو رباطن کے فریب مین آکر مارا کیا لیکن اب مین تیرا باپ ہون بہادر خان آنکھونمین آنسو بھر لاے اور بادشاہ کا شکریہ ادا کر کے عرض کیا کہ جو کچھ قسمت مین لکھا تھا پورا ہوا لیکن اب یہ میرے چھوٹے بھائی اور خانجہان کی اولاد حاضر ہے اور بیقصور ہے ان سبکی

پرورش کا مین کفیل ہوا ہون میری خاطر سے علیحضرت ان سبکی جان بخشی فرمائین چنانچہ حسب التماس سبکی جان بخشی فرمائی گئی اور خطاب چغتائی سے جو خاص خاندان تیموریہ کا لقب تھا اور اسوقت تک کسیکو دیا گیا بھی نہ تھا نواب بہادر خان کو سرفراز کیا اور علاوہ خلعت و انعام کے چغتائی خطاب کی رعایت سے ایک شاہزادی بھی بہادر خان کے نکاح مین دیگئی۔

بہادر خان کی تنخواہ معہ ماتحت فوج کے پچیس لاکھ روپیہ سالانہ تھی اور اس کے متعلق انکو قنوج و کالپی کی جاگیر دیدی گئی تھی۔

ہر ایک پنجہزاری منصب کے امیر کی شاہجہان کے عہد مین یہی تنخواہ ہوتی تھی چنانچہ اسبارہ مین بادشاہنامہ کے صفحہ (۴۳) مین یہ عبارت درج ہے۔

وللہ الحمد کہ درین دولت خداداد ابد مدت ازل بنیاد بندہاے کہ بمنصب پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سرفرازند ہر کدام بست و پنج لک روپیہ می یابد۔

اور مواضعات محال وطن جو انعام التمغا مین شاہجہانپور کے متعلق بادشاہ نے انکو عنایت کیے تھے وہ علاوہ تھے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی ان مواضعات سے بھی حاصل ہوا کرتی تھی خلعت و انعام بادشاہی سے وقتاً فوقتاً علاوہ مالامال ہوتے رہتے تھے۔

بہادر خان نے عین جوانی مین رحلت کی ہے صرف ۴۲ برس کی عمر تھی حسب وصیت قندھار سے انکی نعش شاہجہانپور لائی گئی اور بہادر گنج مین دفن کی گئی راقم بھی

لہ اقربا نے نعش اور اباطنش ساندند۔ شاہنشاہنامہ صفحہ ۲۸۵

مقبرہ مین فاتحہ خوانی کی غرض سے گیا ہے پیشتر انکی قبر سنگ مرمر سے بنی تھی مگر ۱۸۵۷ء کے غدر مین توڑ ڈالی گئی اب صرف اینٹون کا شکستہ نشان مقبرہ کے اندر بنا ہوا ہی گنبد نہایت عالیشان ہے۔

انکی پیدایش کا زمانہ ۱۰۱۷ھ بتلایا جاتا ہے ۱۰۳۷ھ مین جب کہ بیس برس کے تھے منصب و ملازمت بادشاہی سے مشرف ہوے بائیس برس ملازمت کی شاہجہان بادشاہ نے انکی رحلت کی خبر سنی تو نہایت افسوس کیا اور جان نثاری کی تعریف کی انکی وفات کا مادہ داغ جان کسی اساتذہ نے نکالا ہے جسکو نواب غلام حسین خان شاہجہانپوری نے نظم بھی کیا ہے راقم نے بھی ازراہ حساب انکی رحلت کے متعلق یہ قطعہ موزون کیا ہے۔

مایۂ فخر خان سرابدال	ہمدم و جان نثار شاہجہان
موجب ناز قوم بانی شہر	رفت از دہر سوے باغ جنان

این مظفر برائے سال وفات
گفت عالی ہمم بہادر خان

نواب بہادر خان کو شعر و سخن سے نہایت دلچسپی تھی اور خود بھی موزون طبع تھے ایک غزل انکی تصنیف سے درج ذیل کیجاتی ہے جس سے انکا اہل علم ہونے کے ساتھ صاحب قلم ہونا بھی ثابت ہے میدان نظم مین قلم کے نیزہ سے شجاعت کے جوہر کو فصاحت کے استعارہ مین خوب چمکایا ہے۔

ترک سر کردن بمیدان شیوۂ رندان بود	مشکل ہست این کار لیکن پیش مرد آسان بود
یرنہ گردانم ز دشمن روے در میدان جنگ	میکنم جنگ و جدل گر رستم دستان بود

روے او از قبلہ برگردد بوقت ہر نماز	ہر کہ از کفار روز جنگ رو گردان بود
قوت بازو شود اندر مصاف از زخم تیر	پر بر آمد بر تنم صد تیر اگر پران بود

اے برادر در جہان ہر باغ دارد میوہ
میوہ در باغ بہادر خنجر و پیکان بود

تاریخی کتب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہادر خان مین اخلاقی خوبیان بھی مثل شجاعت سخاوت اطاعت اولوالعزمی قومی ہمدردی وغیرہ کے نہایت اعلی درجہ کی تھین جو صفتین کہ انسان کو بلند پایہ پر پہونچاتی ہین وہ سب بدرجہ کامل کیونکر موجود نہ ہوتین شاہجہان جیسے لایق بادشاہ کی تمام عمر مجالست و مصاحبت مین رہے تھے اسلیے شاہانہ آداب و تہذیب کے رنگ مین ڈوب گئے تھے انکی امارت کے یادگار مین اکثر عمارتین جابجا موجود ہین جنکا تذکرہ شاہ آباد و شاہجہانپور کی آبادی مین آچکا ہی قنوج مین حضرت شیخ کبیر بالا پیر صاحب کے مقبرہ پر جلی حرفونسے سنگین کتبہ این گنبد عالی در زمان دولت نواب معلی القاب بہادر خان بن دریا خان افغان غوریہ خیل داود زی عمارت پذیرفت تحریر ہی۔ اگر نا موری مین باپ دریا تھا تو لیاقت و شہرت مین بیٹا سمندر تھا بہادر خان کی تصویر جو اصلی ہی اور وہ مصور کے ہاتھ کا کھینچا ہوا مرقع آجتک موجود ہے اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ نہایت متین و سنجیدہ انسان تھے افغانی و ولایتی قد و قامت اسپر فوجی لباس دہلی کی مہذب وضع نہایت مشین صورت معلوم ہوتی ہے۔

بہادر خان کی اولاد مین صاحب ماثر الامرا نے سات فرزند لکھے ہین غالبًا انکو یہ چھوٹے بچون کا نام نہ معلوم ہوسکا اور خافی خان و شاہنشاہنامہ مین انکے

چار خرد سال بچون کا یومیہ بادشاہ کیجانب سے مقرر ہونا تحریر ہے مگر نواب محبت خان نے اپنی تاریخ محبت مین جو اس خاندان کے محقق رئیس و مصنف تھے ذاتی واقفیت سے دس فرزند لکھے ہین اور ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ نام تحریر کیے ہین جنکو بہادر خان کی اولاد بھی صحیح مانتی ہے اور فرزندونکے اسماء یہ ہین۔

دلاور خان۔ غیرت خان۔ بختیار خان۔ اختیار خان۔ مظفر خان۔ دلیر ہمت خان زبردست خان۔ حسین خان۔ فتح خان۔ عزیز خان۔ امین دلاور خان نے جوانمرگ انتقال کیا۔ نواب عزیز خان نے بہت کچھ ترقی کی انکا تذکرہ علحدہ مرتب کیا گیا ہے فتح خان کے بارہ مین شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان کی جلد نہم صفحہ ۹۸ مین لکھا ہے کہ تقلیخان داروغہ توپخانہ جو بہادر خان کے فرزند تھے محاربہ فرخ سیر اور جہاندار شاہ مین موجود تھے دلیر ہمت خان زبردست خان غیرت خان وغیرہ اپنے عم نامدار دلیر خان کے ہمراہ مہمات بنگالہ و دکن وغیرہ مین موجود رہے ہین اور خوب خوب بہادری کو دخل دیا ہے جسکا تذکرہ تاریخ مین موجود ہے راقم نے ضمناً جابجا ذکر تحریر کیا ہے۔ نواب بہادر خان کے ان ہر دو پسران کو نواب دلیر خان کی لڑکیان منسوب تھین۔ نواب دلیر خان نے اپنے بھائی نواب بہادر خان کے مرنیکے بعد کل ترکہ اپنے بھتیجون پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیا تھا۔

بہادر خان کے ہم منصب سترہ اشخاص تھے جنمین بعض خاندان شاہی کے اعزہ اور بعض ارکان سلطنت اور بعض راجہ اور نامی گرامی امرا تھے دو شخص پنجہزاری منصب کے انکی حیات مین انتقال کر گئے تھے جنکی جگہ پر انکی زندگی مین کوئی میر منصب نہین ہوا تھا نواب بہادر خان کی اولوالعزمی و ثروت انکی تعمیرات سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو

انھون نے اپنے عہد حکومت مین جا بجا عمارات بنوائین فتوح وغیرہ کی عمارت کا تذکرہ اوپر تحریر ہو چکا ہے مکن پور مین جو نوابصاحب نے حضرت شاہ مدار صاحب کی درگاہ کے متعلق مکانات بنوائے اسکا حال تاریخ مکن پور مین بھی درج ہے جسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے دالان دہ خانہ نمبر (۱) یہ عمارت پتھر کی ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد مین تعمیر ہوئی ہے نواب بہادر خاں بہادر خان شاہجہانپوری نے جو حضرت شاہ مدار کے معتقدون سے تھے بنوائی ہے کتبہ مین یہ قطعہ کندہ ہے ؎ بر آستانہ مہر سپہر عین یقین ۔ مدار عالم و علم و عمل مدیع الدین بعہد شاہجہان بادشاہ دین پرور ۔ کہ شد ز لطف عمیمش جہان برآئین ۔ باعتقاد دل نیت بہادر خان ۔ کشید سر بفلک این عمارت سنگین ۔ بچشم اہل یقین این مقام محمود است کہ گفت حضرت عیسی فلک بجبل متین ۔ اس دالان کے علاوہ اور مکانات بھی درگاہ کی چاردیواری کے اندر نواب بہادر خان نے بنوائے ہین کتبہ بھی انپر چسپان ہے مگر کہنہ ہو جانیسے حروف پڑھے نہین جاتے دیکھو صفحہ (۱۶۰) تذکرۃ المتقین ۔

نواب بہادر خان کے منصب کے متعلق بھی تاریخ مکن پور مذکور مین مضمون درج ہے کہ وہ ہفت ہزاری منصب کے امیر تھے اور نوابصاحب ممدوح کی اولاد بھی اسبات پر زور دیتی ہے کہ وہ ہفت ہزاری تھے چونکہ راقم کی نظر سے جو تاریخ سلاطین تیموریہ گذریں انمین انکا منصب پنجہزاری تحریر ہے ممکن ہے کہ بادشاہ نامہ کی تحریر کے بعد وہ پنجہزاری سے ہفت ہزاری منصب پر پہونچے ہون اور جسطرح کہ چغتای خطاب بادشاہ نامہ مین درج ہونیسے چھوٹ گیا اسیطرح ماثر الامرا وغیرہ مین ہفت ہزاری منصب تک پہونچنا لکھنے سے رہ گیا ہو ۔ کل شاہجہانی سلطنت کا روزنامچہ یا مکمل تاریخ ہو راقم کو دستیاب نہین ہوئی اور اسوجہ سے علم نہو ۔ واللہ اعلم ۔ نواب ضمیر حسن خانصاحب تحصیلدار جو نواب بہادر خانصاحب کی

اولاد مین ہین وہ ہفت ہزاری منصب کے ثبوت مین یہ عبارت تاریخ ملک پور کی پیش کرتے ہین۔ نواب احمد خان شاہجہانپوری اپنی تاریخ انھار البحر مین انکا منصب شش ہزاری لکھتے ہین۔ نواب بہادر خان کہ بعہد شاہجہان بادشاہ نور اللہ مرقدہ صوبہ دار کالپی و قنوج و بہادر گڈھ و شاہجہانپور و قندھار و ملتان و صوبۂ اودھ وغیرہ وغیرہ بود منصب ایشان ہفت ہزاری و خطاب عمدۃ الملک چغتا خان بہادر بود نام اصلی وے سرابدال خان ولد دریا خان سکونت بنواح پیشاور میداشت روساء شاہجہانپور افغانان از نواح کابل و پیشاور اند ربعہد شاہجہان بادشاہ بمعیت نواب بہادر خان در شاہجہانپور آباد شدند الخ۔ دیکھو تذکرۃ المتقین فی احوال خلفاے حضرت سید بدیع الدین صاحب مدار مطبوعہ مطبع عزیزی کانپور۔

نواب بہادر خان شیخ[1] آدم بنوری کے مرید اور نہایت خدا پرست و دیندار و خوش اعتقاد تھے۔

---

[1] خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہٗ حضرت شیخ احمد مجددی سرہندی کے خلیفہ اعظم ہین آپکی پیدائش حضور سرور عالم صلعم کی عنایت سے ہوئی والد آپکے سید اور والدہ قوم کی پٹھانی تھین مادر زاد ولی تھے غیبی فیض سے آپکو قرآن شریف حفظ ہوگیا تھا اور جامع کمالات شریعت و طریقت کے تھے ہزارون طالبان حق آپکی توجہ سے صاحب ولایت ہوگئے انکے انوار سے زیادہ طلبا روزمرہ آپکے لشکر سے کھانا پاتے تھے ۱۰۵۲ھ مین جب آپ مانہو تشریف لائے اور تو ہزارون افغان و سادات آپکے ہمراہ تھے مخالفین نے شاہجہان بادشاہ کے خیالات خراب کیے اور بادشاہ نے نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کو بھیجا اور آپکو وطن واپس جانیکا پیام دیا آپ فوراً قصبہ بنور کہ جو سرہند کے متعلق ہے واپس گئے اور پھر حرمین چلے گئے بہت سی کرامتیں آپ سے ظہور مین آئین ایک لاکھ مریدون مین سو خلیفہ آپکے رہے وصیت ارشاد تھے مدینہ منورہ مین جب روضہ نبوے کے روبرو کھڑے ہوئے تو دروازہ روضہ مقدس کا کھلگیا تھا اور سر و دست مبارک جناب رسالتمآب صلعم کے مرقد منور سے برآمد ہوئے اور مصافحہ کا شرف آپکو حاصل ہوا کل حاضرین نے آپکا مشاہدہ کیا تھا ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ مین بمقام مدینہ منورہ آپنے وفات فرمائے اور جنت البقیع مین زیر سایۂ روضہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ مدفون ہین۔ ہادی حق فخر آدم مادہ ملت ہمہ

فتح جنگ خان

یہ ذکریا خان کے فرزند اور نواب دلیر خان کے چچازاد بھائی تھے ذکریا خان صاحب شجاعت اور دیگر اوصاف مین نہایت نامور اور مشہور زمانہ ہوے فتح جنگ خان نے اپنی کوشش و پامردی سے شاہجہان بادشاہ کے عہد مین ہزاری ذات اور ہشتصدی سوار کا منصب جو انکے چچا عثمان خان کا تھا حاصل کیا حالانکہ انکے باپ و چچا بھی بہت ذی توقیر تھے مگر یہ ان دونون سے بڑھ گئے سنہ ۲۶ جلوس شاہجہانی مین یہ تونڈلو مین جو خاندیس کے متعلق اور بالاگھاٹ کے قریب ہے فوجدار مقرر ہوے اسکے بعد چوپڑھ کی فوجداری پر کہ یہ مقام بھی صوبہ خاندیس کے متعلق ہے سرفراز ہوے۔ فتح جنگ خان بڑے خوش وضع اور ذی حوصلہ انسان تھے امیرانہ ٹھاٹھ رکھتے تھے انکی شان و شوکت اور ساز و سامان انکے منصب سے بڑھا ہوا تھا ہمیشہ کشادہ پیشانی سے داد و دہش کیا کرتے تھے باوجودیکہ بڑے فرزانہ اور ہوشمند تھے مگر نرمی و تواضع مزاج مین اسقدر تھی کہ اگر کسی ادنی شخص سے بھی انکا کوئی کام پڑتا تو اسکے گھر جاکر اسقدر تواضع کرتے کہ لوگ متحیر ہو جاتے تھے اور اپنے خاندان کنبہ پروری کی صفت مین تو کوئی انکا نظیر نہ تھا اور تمندار و فسری کی قابلیت مین شہرۂ آفاق تھے انکے بھائی بھتیجے اگرچہ وہ ہر طرح لائق و فائق تھے مگر انھون نے انکی ہر ایک امر کی خبرگیری کا بار اپنے بازوے ہمت پر اٹھا لیا تھا۔

اورنگ زیب ایام شاہزادگی مین جبکہ ملک دکن کا ناظم تھا انھون نے اسکی خدمت مین بڑی رسائی پیدا کی اور وہ انکو بڑا خیرخواہ و معتمد جانتا تھا۔

جس زمانہ مین کہ قلعہ بدر اور قلعہ کلیان کی مہم پیش آئی تو اورنگ زیب نے اس مہم کے لیے انکو اور میر ملک حسین کو کہ کو تعینات کیا جب یہ دونون قلعے فتح ہو گئے تو یہ قلعہ نیلنگہ پر متعین ہوے اس قلعہ کو فتح جنگ خان نے جا کر کھڑے کھڑے لیلیا اسکے بعد جب شاہجہان علیل ہوا اور اورنگ زیب عالمگیر سلطنت کیلیے دکن سے دارالسلطنت کیطرف روانہ ہوا تو اسوقت فتح جنگ خان بھی معہ اپنے بھائی بندونکے شاہزادہ کے ہمرکاب تھے برہانپور سے آگے بڑھ کر اورنگ زیب نے انکو خانی کے خطاب سے سربلند کیا اور جب مہاراجہ جسونت سنگھ کی شکست ہوئی اور عالمگیر نے فتح پائی اور اس پہلے معرکہ دارا شکوہی مین انھون نے نہایت کارنمائیان کین تو عالمگیر نے بجاے فتح خانکے فتح جنگ[1] خان کا خطاب دیا اور علم و نقارہ اور دو ہزار و پانصدی ذات اور دو ہزار و پانصد سوار کے منصب سے سرفراز فرمایا اسکے بعد جب اورنگ زیب اور دارا شکوہ کا مقابلہ ہوا ہے تو اس محاربہ مین انھون نے نہایت جانبازی اور دلاوری کو دخل کو دیا اور اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی۔ اسکے صلہ[2] مین پانصدی ذات اور پانسو سوار کا اضافہ کر کے سہ ہزاری ذات اور تین ہزار سوار کی سرداری سے سربلند کیا اور اسکے علاوہ بیس ہزار روپیہ نقد بھی عنایت کیے۔

ہمیشہ مدعیان سلطنت کے محاربہ مین یہ عالمگیر کے شریک رہے چنانچہ جب جنگ

---

[1] و فتح و ہلا بخطاب فتح جنگ خان و کرمت نقارہ و علم و باضافہ پانصدی بمنصب چہار ہزار و پانصد سوار سربلند گشتہ صفحہ ۷۶ عالمگیر نامہ جنگ جسونت سنگھ از طرف دارا شکوہ۔

[2] و فتح جنگ خان باضافہ پانصدی پانصد سوا بمنصب سہ ہزار سوار مباہی گشتند عالمگیر نامہ صفحہ ۱۱۷ جنگ دارا شکوہی و فتح جنگ خان را بست ہزار روپیہ و زبردست خان و سکندر خان را پنج پنجہزار روپیہ عطا شد صفحہ ۱۲۸ عالمگیر نامہ بعد فتح جنگ دارا شکوہی

کہجوہ مین سلطان شجاع کو شکست ہوئی اور اسکے تعاقب کو معظم خان خانخانان کو بھیجا گیا
تو اسکی فوج کے مقدمۃ الجیش فتح جنگ خان مقرر ہوے اس شکر کی
ہراولی مین خانموصوف نے بڑی کارگذاری وجوانمردی دکھلائی ۔ سنہ جلوس
عالمگیری مین خانخانان اکبرنگر سے سونی کیطرف جو جہانگیر سے چودہ کوس کے فاصلہ
پر ہے روانہ ہوا تو اسنے لشکر کے نامور بہادرونکو انتخاب کرکے کشتیونمین بٹھلا کر دریا
کے دوسرے کنارہ کیطرف جدہر مخالفونکا مورچہ تھا بھجوایا ہنوز چند اشخاص کشتی
سے اترنے پاے تھے کہ دشمن سے لڑائی چھڑ گئی اور غنیم کے جنگی بیڑے نے انکو اکر
گھیر لیا اکثر ناتجربہ کار لوگ تو بغیر لڑے بھڑے بھاگ گئے مگر حیات خان مخاطب
بہ زبردست خان جو فتح جنگ خان کے بھائی تھے اور وہ اپنے چند رفقا کے ساتھ
ایک کشتی مین سوار تھے اکر مخالف سے مقابل ہوے اور سخت حملہ کیا فریق مخالف کے
بہت سے لوگ قتل اور زخمی کیے اور خود بھی ایک زخم گولی اور دو زخم تیر کے کھاے مگر
لڑتے اور بھڑتے ہوے دشمنونمین گھس گئے اور ایسی ثابت قدمی ظاہر کی کہ دشمنونکو
پسپا کردیا شہباز خان اور شریف خان جو فتح جنگ خان کے لایق بھائی تھے
اور رستم خان ورسول خان جو خانموصوف کے بھتیجے تھے انکے علاوہ اور دیگر اعزہ
وتابعین جو دوسری کشتی مین سوار تھے ہنوز وہ اترنے بھی نہین پاے تھے کہ دشمن کی فوج
نے انپر حملہ کردیا اور اپنے مست ہاتھی سے بھی مقابلہ کرایا ان جوانمردون نے شیر کیطرح
ہاتھی سے مقابلہ کیا مگر شہباز خان کو ہاتھی کے دانت سے ایسا صدمہ
پہونچا کہ وہ ہلاک ہوگئے اور رستم خان ورسول خان بھی دشمنون کی
جماعت سے لڑکر کام آئے اسکے بعد اہتمام خان بھی قتل ہوے اور اکثر خانموصوف

کے ہمراہی جو زخمی ہوکر بیکار ہوگئے تھے دشمنون نے انکو گرفتار کرلیا۔
بعد ازان جسوقت خانخانان نے نالہ سے عبور کرکے شہزادہ شجاع کے لشکر پر حملہ کرنا چاہا
تو اسوقت لشکر کی محافظت ذوالفقار خان کو اور ہراولی فتح جنگ خان کے سپرد کیگئی
اسوقت پٹھانونکے دو ہزار سوار تھے جنمین فتح جنگ خان کے اعزہ زبردست خان
دلاور خان نیکنام خان۔ لودیخان۔ وغیرہ اشخاص موجود تھے ان ہراول پٹھانون نے
دریا سے اوترکر غنیم سے مقابلہ کیا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ دشمنونکو بھگا دیا اور جب دور تا پور
لشکر پہونچا تو معلوم ہوا کہ شجاع نے کمال سراسیمگی سے فرار کیا ہے اس خبر کو سنکر فتح جنگ خان
معہ فوج ہراول کے تعاقب کے لیے بلا تحقیق روانہ ہوگئے اور اسلام خان بھی معہ اپنی فوج
کے دفعۃً پہونچگئے حالانکہ خانخانان انکو ممانعت کرتا رہا مگر یہ اپنی تیزی و دلیری سے
نہ ملے جب نالہ دوکاجی تک پہونچے تو وہان مخالف کی فوج مقابلہ کو تیار ہوئی۔ فتح
جنگ خان اور اسلام خان نالہ پر گھوڑونکی باگین کھینچکر کھڑے ہوگئے تھے کسیکو مجال آگے
جانیکی نہ تھی اس عرصہ مین خانخانان معہ ذوالفقار خان اور فدائی خان کے آگیا اور
بادشاہی لشکر اور غنیم سے خوب لڑائیان ہوئین۔ اور جب مخلص خان فوجدار اکبرنگر کے
مقرر کیے گئے ہین اسوقت فتح جنگ خان اور زبردست خان بھی معہ ہزار سوارونکے
انکے پاس متعین کیے گئے تھے۔ جب سلطان شجاع کی شکست ہوگئی اور فتح جنگ خان
بنگالہ سے دارالسلطنت آئے اور بادشاہ عالمگیر کے حضور مین حاضر ہوے تو پیشگاہ شاہی
سے انکو خلعت مرحمت ہوا اور اضافہ منصب سے سرفراز کیے گئے چونکہ عالمگیر نامہ مین جو امرا
کہ مہم بنگالہ سے بعد فتحیابی کے حاضر حضور ہوے انکی خلعت وغیرہ سے سرفرازی تحریر ہے
تفصیل نہین کی ہے اسلیے مجمل ہی لکھا گیا۔ بعد واپسی بنگالہ کے چونکہ یہ دکن کی تعیناتی

پر دلدادہ تھے اسلیے عالمگیر نے فتح جنگ خان کو ازراہ دلجوی کمکی فوج مین مقرر کرکے دکن بھیجا
اسکے بعد جب بیجاپور کی مہم پیش آئی تو راجہ جیسنگھ اور نواب دلیر خان کے ہمراہ یہ تعینات
کیے گئے اور انھون نے اس معرکہ مین کمال مردانگی دکھائی بعض واقعات ہم تذکرۂ
دلیر خان مین تحریر کرآئے ہین اور مختصر طور پر بعض محاربے یہانپر لکھے دیتے ہین جسوقت
بادشاہی لشکر اہل دکن کے مقابلہ کے لیے آراستہ ہوا تو لشکر کا بایان حصہ فتح جنگ خان
کی ماتحتی مین دیا گیا اور انکے اعزہ حسن خان عبدالرسول خان وہ بھی ہمراہ تھے جب
حوالی بیجاپور مین یہ خبر آئی کہ پانچ کوس کے فاصلہ پر غنیم کا لشکر پڑا ہوا ہے اسوقت
فتح جنگ خان معہ چند سردارونکے انکی گوشمالی کو روانہ ہوگئے مگر جب وہان پہونچے
تو مخالف وہانسے مفرور ہوچکے تھے ناگاہ اسعرصہ مین دھوکا دیکر غنیم کی فوج بادشاہی لشکر
کے پیچھے آگئی اسوقت فتح جنگ خان نے کیرت سنگھ کو اپنا رفیق بنایا اور نہایت
بہادریسے مقابلہ کیا اور جدال وقتال کرکے دشمنونکو بھگا دیا اور سرخروئی حاصل کی۔
جب بادشاہی لشکر اطراف بیجاپور مین پہونچا تو ایک بڑا قیامت ناک واقعہ پیش آگیا
کہ فتح جنگ خان کے بھائی **سکندر خان مخاطب بہ صلابت خان** راجہ جیسنگھ
کے لشکر سے ملنے کے لیے قلعہ پرینڈہ کیطرف سے آرہے تھے چار کوس قلعہ سے
آگے بڑھے ہونگے کہ شرزہ خان مہدوی کو انکے آنیکی خبر مخبرونسے معلوم ہوگئی تو
اسنے کہلا بھیجا کہ یہان آکر ہمسے ملاقات کرین سکندر خان نے بمقتضاے راستبازی
یہ جوابدیا کہ ہماری تمھاری ملاقات کا موقع تو میدان جنگ مین ہے شرزہ خان یہ
جواب سنکر معہ چھ ہزار سوارونکے انکے سرپر آگیا سکندر خان بیچارہ کے ساتھ کل
ایکسو سوار تھے جنمین چالیس سوار انکے ماتحت تھے اور ساٹھ سوار انکی رفاقت مین

پرنیدہ سے آئے تھے جب دشمن انکے نزدیک آگئے تو وہ ساٹھ سوار جو انکے ساتھ آئے
تھے جدا ہوگئے مگر سکندر خان کو شجاعت اور سپاہگری کی غیرت دامنگیر ہوئی اور انھون
نے دشمن کے گروہ سے منھ پھیرنا گوارا نکیا اور کمال دلاوری و مردانگی سے معہ اپنے
چالیس سوارونکے جو سب یکدل تھے گھوڑونسے اتر پڑے اور نہایت جانبازی سے
مقابلہ کیا اور بہت سے ان نامردونکو تلوار کے گھاٹ سے اوتار دیا آخر کار اپنا نقد جان بھی
نثار کردیا اور سب شہید ہوگئے سکندر خان کا بیٹا معہ اور دو شخصونکے زخمی ہوکر
میدان جنگ مین گر پڑا تھا اسے دشمن اٹھا لیگئے اور شولاپور کے قلعہ مین بھیجدیا۔
جنگ بیجاپور مین ایکروز شام کیوقت نواب لیر خان و راجہ جیسنگھ دشمنونکو پسپا کرکے پڑاو
کیطرف آرہے تھے کہ فتح جنگ خان کا ہاتھی صدمۂ بان سے زخمی ہوکر پیچھے پھیا تھا
اور پریشان پھر رہا تھا شرزہ خان اور خواص خان وغیرہ نے موقع پاکر اس ہاتھی کو
پہاڑ سے باندھ دیا جب راجہ صاحب موصوف کو اسبات سے آگاہی ہوئی تو وہ فورًا اپنی
تھوڑی جماعت سے پہاڑی پر پہونچگئے جب مخالفون نے دیکھا کہ راجہ کیساتھ آدمی تھوڑے
ہین تو ہاتھی چھوڑکر وہ انکی طرف مخاطب ہوے اور راجہ صاحب سے لڑنا چاہا اسعرصہ مین
فتح خان اور کیرت سنگھ بھی پہونچگئے اور اس گروہ پر بجلی کیطرح گرے اور بہت سے
نامردونکو مارکر خاک پر ڈالدیا اور انکی جمعیت کو منتشر کردیا جب غنیم بھاگے تو ایک
کوس انکا تعاقب کیا اس جنگ مین راجہ بھی باوجود اس وقار اور سرداری کے
چار و نطرف اپنے اہل لشکر کے پاس پہونچتے اور خوب بہادری کے جوہر دکھلاتے رہے
ماثر الامرا مین لکھا ہوا ہے کہ فتح جنگ خان کا ہر ایک بھائی بھی شجاعت اور بہادری
مین بینظیر اور ذی عزت تھا۔ پرگنہ جامیزہ جو خاندیس کے متعلق ہے وہ فتح جنگ خان کی

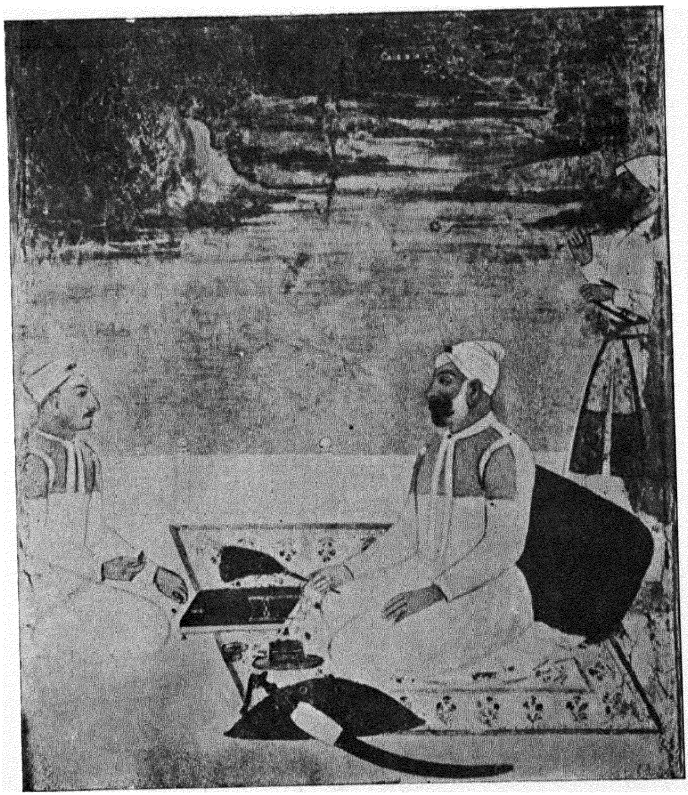

نواب عزیز خان چغتا

جاگیر مین تھا اور اسطرف کے اکثر مواضعات انکی زمینداری مین تھے **موضع پیپری** کو جو فرواپور سے آٹھ کوس پر برہانپور کے اثنائے راہ مین واقع ہے خانموصوف نے اپنا وطن قرار دیا تھا اور اسکو آباد کیا تھا انکی اولاد بھی اُسی جگہ آباد تھی **تاج خان** انکے فرزند جو نہایت صاحب عزت اور باوقار تھے عالمگیر کے آخر عہد تک زندہ رہے اسکے بعد جب سلاطین تیموریہ کی سلطنت زوال پذیر ہوئی اور امورات مملکت مین بے انتظامی پیدا ہوئی تو وہ موضع انکی جاگیر سے نکال لیا گیا اور انکے خاندان کے اعزا مین کسی کے اثار شروع ہو گئے مگر زمینداری کی حیثیت سے اسپر انکے ورثا قابض رہے تھے **الہ داد خان** جو فتح جنگ خان کے داماد تھے وہ قصبہ منگلور شاہ بدرالدین مین سکونت گزین تھے اور اپنی حویلی کا دروازہ نہایت عالیشان تعمیر کرایا تھا جنمین انکی اولاد آباد تھی۔

نواب عزیز خان بہادر چغتا ہفت ہزاری

آپ نواب بہادر خان بانی شاہجہانپور کے فرزند اور نواب لیر خان بانی شاہ آباد کے داماد و بھتیجے تھے بڑے مہذب نہایت مدبر شجاعت مین بیمثیل ہوے نواب بہادر خان کی اولاد مین جسقدر انکو عروج ہوا کسیکو نصیب نہوا[1] یہ ہفت ہزاری ذات اور ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے منصب کو پہونچے اور صوبہ داری اکبر آباد پر سربلند ہوے انھون نے بڑے بڑے معرکے سر کیے عالیشان عمارتین بنوائین چنانچہ **جامع مسجد شاہجہانپور** انھین کی تعمیر کرائی ہوئی ہے مقدرت اور حمیت کا یہ عالم تھا کہ ذرا ذرا سی باتونپر لاکھون روپیہ خرچ کر ڈالے

[1] نواب عزیز خان داماد دلیر خان امیر عہد عالمگیری بعہد محمد شاہ بمراتب ہفت ہزاری و بہ صوبہ داری اکبرآباد سرفراز بود و بعد ازان عزیز خان رکن رکین سلطنت و رفیق سلطان معزالدین بود۔

چنانچہ انکے بھتیجے نواب زین الدین خان جو حقیقتاً یا بخوف انکے آوارہ اور دیوانہ بنگئے تھے اور جابجا اعلانیہ طور پر بدزبانی کرتے پھرتے تھے جب[1] انسے یہ ناخوش ہوگئے تو اسوقت دو لاکھ روپیہ صرف کرکے اور بادشاہی وقایع نگارونکو ہموار کرکے تاریخ فرخ سیری سے انکا نام نکلوا دیا۔ نواب عزیز خان کی تصویر سے بھی شان و شوکت و امارت کے آثار پائے جاتے ہین قسمت سے دنیاوی جاہ وحشم پانیکے ساتھ انکو عمر بھی بڑی ملی تھی اور تا زیست زمانہ برابر موافق رہا شاہجہان بادشاہ کے عہد سے محمد شاہ کے عہد تک یہ زندہ رہے اورنگ زیب عالمگیر محمد معظم شاہ عالم المخاطب بہادر شاہ۔ معزالدین جہاندار شاہ۔ سلطان فرخ سیر۔ محمد شاہ بادشاہ انکی قدر و منزلت کرتا رہا اور خوش نصیبی سے کوئی انقلاب انکے خلاف نہوا اور ہر ایک بادشاہ انکے موافق رہا۔ بعد انتقال نواب بہادر خان کے خود شاہجہان بادشاہ نے جسکو نواب بہادر خان کی اولاد سے بوجہ انکی قدیمی رفاقت کے بہت انس تھا انکو منصب و ماہوار سے سرفراز کیا تھا۔ نواب صاحب موصوف شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین بمقام دہلی پیدا ہوے اور روایت یہ مشہور ہے کہ انکی مان خاندان شاہی کی لڑکی تھین جو شاہجہان بادشاہ نے دریا خان کے قتل کے بعد نواب بہادر خان کو خطاب چغتا مرحمت فرمانیکے وقت نکاح مین دی تھی۔ کتاب انہار البحر مین انکا نام صاحبہ خاتون لکھا ہوا ہی۔ اس خاندانکے اشخاص یہ روایت مستند سمجھتے ہین مگر بعض لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انکی مان قوم کی پٹھانی تھین بلکہ بعض لوہانی قوم کی بتلاتے ہین واللہ اعلم بہرکیف یہ شاہجہان بادشاہ اور عالمگیر کے مقرب تھے یہ عہد عالمگیری مین اپنے شباب کو

[1] عزیز خان ازین عداوت از زین الدین خان داشت دو لک روپیہ خرچ نمودہ وسعی فراوان کردہ وقایع نویسان را ہموار ساختہ از ابتداے تا آخر نام ونشان وخیر خواہی وجانفشانی زین الدین خان و دیگر پسران او خارج کنانیدہ لہذا نام آنہا در تواریخ فرخ سیری مندرج نیست ۔ اخبار محبت ۔

نواب عزیز خان

پہونچے اور شجاعت کے جوہر دکھلائے جب قلعہ والنکر والھون نے عالمگیر بادشاہ کے ساتھ جاکر فتح کیا ہی تو اورنگ زیب عالمگیر نے اضافہ منصب کے ساتھ انکو آبائی خطاب چغتائی بھی مرحمت کیا تھا چنانچہ صمصام الدولہ شاہنواز خان اپنی کتاب ماثر الامرا مین لکھتے ہین۔ کہ

یکے از پسران بہادر خان عزیز خان بہادر است کہ بسال چہل و ہشم عالمگیری در محاصرہ والنکرہ مصدر تردد شدہ و بمرحمت افزایش لفظ چغتائی در خطاب سرمایہ افتخار اندوخت۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ انکو پیشگاہ بادشاہی سے بہادری کا خطاب بھی عطا ہوا تھا کیونکہ جبتک خانی یا بہادری کا خطاب نہین ملتا تھا نام کیساتھ کوئی شاہی مورخ یہ الفاظ نہین لکھ سکتا تھا۔ اس خطاب کے متعلق ماثر عالمگیری کے صفحہ ۱۸ مین محمد ساقی المخاطب بہ مستعد خان شاہی منشی قمطراز ہے کہ **عزیز خان بہادر رو ہلہ بمکرمت افزایش لفظ چغتائی کہ خمیر مایہ سرافرازی بہادر خان پدرش بود زیب واذین بخت و دولت افزود۔**

اور یہ بھی اسی کتاب کے صفحۂ مذکورۂ بالا مین تحریر ہی کہ اسوقت عزیز خان کا منصب دو ہزار و پانصدی تھا پانصدی کا اور اضافہ کرکے عالمگیر نے سہ ہزاری منصب پر سرفراز کیا اصل عبارت یہ ہے **عزیز خان بہادر چغتائی اصل دو ہزار و پانصدی اضافہ پانصدی یافت۔**

اسکے بعد بتدریج یہ ترقی پاتے رہے اور محمد شاہ کے عہد مین ہفت ہزاری منصب کو پہونچگئے قلعہ والنکرہ جسکی فتح مین انکو اپنے ہمچشمو نمین شاہی نسل کے خطاب سے سرفرازی حاصل ہوئی اسکا مختصر حال یہ ہی کہ یہ قلعہ بمقام سُکر ایک کوہ کے دامن مین واقع تھا اسکے زمیندار پیم نائک نے جب عالمگیر کے خلاف تاتا شاہ کو مدد دی تو عالمگیر نے اسپر عتاب کرکے یہ قلعہ چھین لیا

اور اسکے بھتیجے مسمے پریاکو دیدیا سنے قلعہ کا حصار وغیرہ مستحکم کیا اور چودہ پندرہ ہزار تیر انداز اور چار پانچ ہزار سوار فراہم کرکے ڈاکہ زنی کا پیشہ اختیار کرلیا اور بادشاہ سے باغی ہوگیا اسکے بعد جب بادشاہ پونا کے قلعون کی تسخیر کو گیا اور ساڑھے سات مہینے اُسطرف قیام رہا تو اس باغی کے فساد اور تمردی کی روز خبرین آتی تھین اسلیے اورنگ زیب نے قلعہ واکنکرہ کی تسخیر کا ارادہ کردیا اور وہان معہ لشکر کے پہونچکر ایک کوس کے فاصلہ پر خیمہ لگایا امرا فوج لیکر قلعہ کشائی پر مصروف ہوے ایکروز[1] صبح کو محمد امین خان بہادر و قلیچ خان فیروز جنگ اور عزیز خان بہادر بطرق طلایہ کے سیر کرتے ہوے ایک پشتہ پر جو لال ٹیکری کے نام سے مشہور تھا اور وہان کچھ قلعہ جھکا بھی ہوا تھا پہونچے اور اسجگہ جتنی مخالف کی جماعت تھی سبکو تہ تیغ کیا اور اس پشتہ پر مورچال قائم کرنیمین مصروف ہوے اس عرصہ مین دشمن حصار سے نکلے اور ہر طرف سیل بلا کیطرح پستی و بلندی پر پہونچگئے اور ہجوم کرکے بادشاہی بہادرونپر نرغہ کیا ان جوانمردون نے بہادری کی شرط کو خوب

[1] مکاہے چون قلیچ خان بہادر و محمد امین خان بہادر و عزیز خان بہادر و رولہ فرصت جویان پشتہ راکہ لال ٹیکری گویند واگر فتنش کوہ نشینان پس ستوہ متصرف شدند یوم نشراوان خبر یافتہ ہجوم آوردند و پشتہ گیرانرا از سنگ باران آفت مجال اقامت ندادند بہادران باہنا زقا بو پیادہ بندی کردہ بودند ماثر عالمگیری صفحہ ۴۹۹۔ محاربات عظیم بمیان آمد و از ہر دو طرف جمع کثیر شہید و کشتہ و زخمی میگردیدند تا آنکہ روزے وقت طلوع نیر اعظم محمد امین خان و چین قلیچ خان بہادر و عزیز خان رولہ و اخلاص خان میانہ کہ در بہت وقابو ہجو بان بطرق طلایہ اطراف پری نمودند بر پشتہ کہ لال ٹیکری بشہرت داشت و پارہ سر کوب حصار آن معمورہ بود جلو ریز رسیدہ جمع از بر قندازان راکہ نگاہبان آن مکان بودند بضرب شمشیر و تیر بجہنم فرستادہ از پیش برداشتہ بقدم ورچال قائم مؤذن تردد رستمانہ بظہور آوردند تاریخ خافی خان قلمی صفحہ ۴۳۰۔ و از طرف دیگر ذوالفقار خان بہادر و عزیز خان رولہ و مقرب خان وغیرہ حملہ آوردند جنگ صعب واقع شد زمانہ شور محشر گردید۔ جمعے از ہر دو طرف کشتہ و شہید گشتند و بہادران بحملہ ہاے متواتر ابتدا پشتہ کہ بالاے آن بازار بودہ بدست آوردند و مورچال قایم نمودند و آن بدکیشان روبفرار آوردند و کوہ نوردان زیادہ از یک کروہ تعاقب نمودند و بسیارے کفار طعمہ تیغ گشتند و زخمی گشتند و لاوران برفراز کوہ برآمد نزدیک دروازہ نشان فتح برداشتند۔ شاہنشاہ نامہ قلمی صفحہ ۴۳۲۔

ادا کیا مگر کوئی فائدہ نہوا جانستان گولون کے اولے برس رہے تھے اور قیامت ناک لڑائی ہو رہی تھی اس اثنا مین محمد امین خان کے گھوڑے کے دونون پانون اور قلیچ خان کے گھوڑے کا اگلا پیر اوڑ گیا دونون امیر پیادہ ہو کر خدا کا شکر بجالائے کہ ہماری جان تو بچگئی۔ اس مہم مین بڑی بڑی مصیبتین پیش آئی تھین بادشاہ دشمن کی بدعہدی سے دہوکا کھاکر گھر گیا تھا ایکروز گولہ رس مقام پر قصداً جاکر اسنے قیام کیا تھا کیونکہ اونگ زیب کے دلمین عرصہ سے آرزو تھی کہ کسی جہاد مین شریک ہوکر شہید ہون مگر امرا نے اپنے سینون کو سپر بناکر دشمنونکا ایسا مقابلہ کیا کہ ایک قیامت برپا کردی تھی اس جنگ مین بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایک شقہ لکھکر بخشی الملک ذوالفقار خان نصرت جنگ کے پاس اس مضمون کا کہ لے یاری دہ بیکسان زود خود را برسان بھیجا تھا اور انکو اورنگ آباد سے بلایا تھا اور بجاے واکنکرہ کے قلعہ کا نام رحمن بخش رکھا گیا اس معرکہ مین نواب عزیز خان نے بڑی بہادری کو دخل دیا تھا اور فتحیابی کے صلہ مین خطاب و ترقی منصب و عزت و نیکنامی سے سربلندی پائی تھی۔

تاریخ اخبار محبت مین ہے کہ نواب عزیز خان بہادر بڑے بیدھڑک اور دریدہ دہن

لہ درو قتیکہ صورتحال بعرض رسید نوشتہ و ہمہ سرداران پائے تخت چہ از صغیر و چہ از کبیر مہر و رضامندی خود ہا ثبت نمودہ مگر و کس یکے ازان نواب نظام الملک دیگرے نواب عزیز خان مہر خود ہا نکردہ عزیز خان جواب صاف دادہ روبرو سید عبداللہ خان و سید حسین علیخان برملا گفت کہ اے حاضرین مجلس آگاہ شوید کہ من ملازم سلطانی و تابع تاج و تخت ہندوستان ام و ازیک مدت مدید بزرگان جد و پدر من مراتب عمارت یافتہ و ماخود از عہد شاہجہان بادشاہ تا سلطان فرخ سیر پنج بادشاہ آنحضرت تیمور دیدہ نمک خوردم و از روز یکہ انقلاب خان جہان لودی و دریا خان افغان غریا خیل معہ ہزار کس یکجہتی در محاربات تقبل رسید پنج کس ازانہا دو پسر خانجہان خان سپہ جد نامدار دریا خان جان بخشی یافت و بیعت شاہجہان نمودہ ازان روز تا امروز ازین پرتخ کم قصورے در کار بادشاہی از نمک حرامی و یا در جانسپاری و یا گاہے پشت در محاربات نداده کدام ہست کہ درخوہت پوچیات ازمن کند یکے خود ہمراہیان خود سرداران موجودہ پائے تخت را در سلک نمک حرامی آوردن چہ مناسب معاذ اللہ تا وقتیکہ بندہ و سلطان فرخ سیر سلامت ست این سپاہے تابع امر اوست ہر چہ او حکم نماید بجا آرم و دیگر کلام بزبان گذشت و بر رحمت در دل عبداللہ خان اندیشہ گذشت آنچہ خیر خواہان بہ بہانہ باطراف مملکت پراگندہ ساخت ۱۲ از اخبار محبت

اور صاف گو تھے سر دربار بھی حقگوئی سے نہین رکتے تھے چنانچہ اسکے شاہد حال ایک
واقعہ بیان کیا جاتا ہے حسین علیخان اور عبداللہ خان سادات بارہہ جو امورات
سلطنت پر حاوی ہوگئے تھے اور بادشاہ گر مشہور تھے جب انھون نے فرخ سیر
بادشاہ کی معزولی کی صورتحال لکھی اور فرخ سیر کو مقید کرنا چاہا تو محضر پر تمام ارکین دولت
سے دستخط کرلے مگر صرف دو شخصون نے اس صورتحال پر اپنی مہرین نہ کین ایک امین
نواب نظام الملک آصفجاہ اور دوسرے **نواب عزیز خان بہادر** تھے جب نواب صاحب
موصوف سے سادات بارہہ نے اس امر کے بابت کہا ہے تو نواب عزیز خان نے سر دربار
حسین علیخان و عبداللہ خان سے یہ تقریر کی کہ اے حاضرین مجلس آگاہ ہو کہ مین ملازم
سلطانی تابع تخت و تاج کا ہون مدت دراز سے میرے بزرگون نے امارت پائی زمانہ
نورالدین جہانگیر بادشاہ سے میرے مورث دربار مین حاضر ہوے اور خود مینے شاہجہان
بادشاہ کے عہد سے سلطان فرخ سیر کے عہد تک پانچ بادشاہ خاندان تیموریہ کے دیکھے
اور انکا نمک کھایا انقلاب زمانہ سے جب خانجہان خان لودی اور دریا خان ایک ہزار
یکجدی افغان کیساتھ قتل ہوے اور صرف پانچ شخص امین سے بچے تھے جنمین دو پسر
خانجہان خان کے اور تین پسر میرے جدنامدار دریا خان کے تھے جنکی جان بخشی شاہجہان
بادشاہ نے کی تھی اور جسروز سے انھون نے شاہجہان بادشاہ سے بعت کی اسروز سے
آجتک کوئی قصور انسے بارگاہ شاہی مین سرزد نہین ہوا اور نہ کسی نے کبھی کسی معرکہ مین
پیٹھ دکھائی کون ایسا شخص ہے کہ جو مجھسے کوئی بیجا درخواست پیش کرکے ناجائز مطلب
حاصل کرسکتا ہی خود اور نیز پلے تخت کے دوسرے سردارونکو نمک حرامونکے زمرہ مین منسلک
کرنا یہ نہایت نامناسب بات ہے معاذاللہ جبتک بندہ زندہ ہے اور سلطان فرخ سیر سلامت ہے

یہ سپاہی اسکے حکم کا تابع رہیگا جو کچھ وہ حکم صادر کریگا بجالائیگا اسی قسم کے دوسرے کلمات بھی نوابصاحب ممدوح زبانپر لاے اور طول طویل تقریر کرکے دربار سے اٹھ آئے۔
عزیز خان بہادر جبتک سلطان معزالدین تخت نشین رہا اسکو سلطنت کا وارث جانتے رہے اور اُسکی اطاعت کرتے رہے اسکے بعد فرخ سیر حقدار و مالک سلطنت کا قرار پایا تو اوسکے خلاف کارروائی وسازش نمک حرامی سمجھے۔ سادات بارہہ کے دلمین اسی دن سے انکے خاندان کیطرف سے مخالفت کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا اسیوجہ سے انھون نے جتنے خیرخواہ سلطان فرخ سیر کے تھے سبکو پاے تخت سے ہٹا دیا تھا کسیکو جاگیر پر بھیجدیا کسیکو کسی صوبہ پر تبدیل کردیا اور وہ شطرنج کی سی چالین چلے۔ مگر نواب لطف اللہ خان سالہ دار جو نواب زین الدین خان کے بیٹے اور نواب عزیز خان کے بھتیجے کی اولاد مین تھے وہ درد دولت پر رہگئے تھے جسروز فرخ سیر کی معزولی کا ہنگامہ پیش ہوا تو وہ مسلح ہوکر معہ ایکسو سوار وغیرہ کے جو انکے ماتحت تھے لڑتے ہوے اور مخالف جماعت کو قتل کرتے ہوے نقارخانہ بادشاہی تک پہونچگئے تھے مگر سادات بارہہ کیساتھ ہزارون آدمی تھے وہ انپر ٹوٹ پڑے اور یہ آخر مین لڑکر قتل ہوگئے مگر جبتک تن مین دم رہا انکی مفسدہ پردازی مین شریک نہوے محاربہ اعظم شاہ اور شاہ عالم مین بھی نواب عزیز خان نے بڑی بہادری دکھائی ہے جب اعظم شاہ قتل ہوگیا اور شاہ عالم معروف بہ بہادر شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو مثل دیگر امراے نواب عزیز خان کو بھی خلعت اور اضافہ منصب سے سرفراز کیا ہے جسکی صراحت ہم نواب کمال الدین خان کے تذکرہ مین تحریر کرآے ہین۔
یہ امر بھی تاریخ سے ثابت ہے کہ مثل نواب دلیر خان اور نواب بہادر خان کے نواب عزیز خان نے بھی میدان جنگ مین منہ نہین پھیرا اور اکثر جگہ کامیاب ہی پھرے

ایکمرتبہ اتفاق وقت سے کل بادشاہی لشکر بھاگ گیا مگر عزیز خان بدستور اپنی جگہ پر کھڑی رہے جب کل معاملات لڑائی کے ختم ہوگئے تو یہ اپنی جگہ سے ہٹے تھے اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب شاہ عالم بہادر شاہ نے پانچ برس حکومت کرکے انتقال کیا تو اُسکا بڑا بیٹا معزالدین جہاندار شاہ تخت نشین ہوا اسنے بھی **نواب عزیز خان کو** اضافہ منصب سے سربلند کیا اس بادشاہ کیخدمتمین انکو بڑا تقرب حاصل ہوا اور خاص رفاقت کا درجہ عنایت ہوا حتے کہ یہ محسود امرا ہوے انکے بھتیجے نواب زین الدین خان جو نواب غیرت خان کے بیٹے اور نواب بہادر خان کے پوتے تھے وہ انسے نہایت عداوت رکھتے مگر چونکہ عزیز خان رکن سلطنت اور سلطان معزالدین کے رفیق تھے اور بادشاہ کے مزاج مین بڑا دخل رکھتے تھے اسلیے انکی کچھ نہین چلتی تھی لیکن نواب زین الدین خان تخاسد اور غصہ سے اعلانیہ کہتے تھے کہ ہم سلطان معزالدین کو بادشاہ نہین جانتے ہین ہمارا بادشاہ فرخ سیر ہے اور اسی خیال سے انھون نے شاہجہانپور مین عید کے دن خطبہ بھی فرخ سیر کا پڑھا اور پانسو سوار و پیادونکو ہمراہ لیکر شاہجہانپور سے فرخ سیر کی امداد کو بنگالہ گئے اس زمانہ مین فرخ سیر جو شہزادہ عظیم الشان کا فرزند تھا اور وہ بنگالہ کا ناظم تھا جب نواب زین الدین خان بنگالہ مین فرخ سیر کے حضور مین پہونچے اور ملازمت حاصل کی تو عرض کیا کہ جبتک پیش خیمہ حضور کا سلطان معزالدین سے جنگ کے قصد سے باہر نہ نکلیگا غلام اپنی کمر نہ کھولیگا اگرچہ فرخ سیر کو ہنوز اسبارہ مین چندے توقف تھا مگر ان فغانونکو اپنا رفیق اور اس فوج کو نعمت خداداد سمجھکر سجدہ شکر بجالایا اور اسیوقت نواب زین الدین خان کی خاطر سے اپنی رائے باہر نکلوائی اور نواب زین الدین خان کی سپاہ کے خرچ کے لیے بند ملکھنڈ کی جاگیر مقرر کی اور اسکی سند بھی انکے نام لکھدی چنانچہ انھون نے اسی سند کی بنا پر سلطان معزالدین کے

عامل کو نکال بھی دیا تھا اور اپنا قبضہ کر لیا تھا القصہ فرخ سیر سلطان معزالدین کے ساتھ
جنگ کرنیکے قصد سے بنگالہ سے دارالخلافت کیطرف روانہ ہوا اور نواب نین الدین خان
ہمراہ ہوے سید عبداللہ اور سید حسین علی جو سادات بارہہ سے تھے اور خانی کے خطاب سے
مخاطب ہوے ہیں یہ دونون بھائی نہایت دلاور تھے ایک صوبہ اودہ اور دوسرا صوبہ الہ آباد
کا ناظم تھا مگر ان دنون انکو سلطان معزالدین نے معزول کر دیا تھا اور وہ بیکار بیٹھے تھے وہ
بھی حاضر ہو کر نواب نین الدین خان کے توسل سے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوے
اس درمیان جو خزانہ کہ بنگالہ سے دارالخلافت کو جا رہا تھا وہ بھی الہ آباد مین فرخ سیر کے
قبضہ مین آگیا محمد خان بنگش فرخ آبادی معہ چند سوارونکے حاضر ہو کر ملازم ہوے غرضکہ سلطان
فرخ سیر اپنی جماعت بڑھاتا ہوا دارالخلافت آگرہ کے قریب پہونچگیا اور سلطان معزالدین
کو اسکے آنیکی خبر ہو گئی مشیر اسنے اپنے بڑے بیٹے اعزالدین کو فوج جرار کے ساتھ مقابلہ
کو روانہ کیا اور شہزادہ کیساتھ نواب مرتضے خان عرف فتحمحمد خان اور انکے بڑے بھائی
نواب مصطفے خان شاہ آبادی کو بھیجا جب دونون لشکر مقابل ہوے تھوڑی چپقلش کے
بعد شاہزادہ اعزالدین بھاگ گیا جسکا مفصل قصہ ہم تذکرہ مرتضے خان مین تحریر کر چکے
ہین جب اس فرار کی خبر سلطان معزالدین نے سنی تو خود ایک بڑا لشکر لیکر فرخ سیر کے
مقابلہ کو آیا سلطان معزالدین کیطرف سے خانجہان بہادر کوکلتاس فوج کا ہراول تھا اور
نواب عزیز خان بہادر فوجکے چنداول تھے اور فرخ سیر کیطرف سے نواب نین الدین خان
مقدمتہ الجیش تھے جو ہاتھی پر سوار تھے اور فیلبان کو نہایت قہر سے ڈانٹتے جاتے تھے کہ
کہ ہمارا ہاتھی آگے بڑھاے جاوے قریب خانجہان بہادر کے پہونچاوے اور دوسری روایت
مین ہے کہ بار بار فیلبان سے کہتے تھے کہ ہودہ ہمارا چچا عزیز خان کے ہودہ کے برابر کر دے

غرضکہ یہ آگے بہت بڑھگئے پیشتر تیر و گولی کی لڑائی شروع ہوئی اسکے بعد نیزہ و تلوار کی نوبت پہونچی خوب جدال و قتال برپا رہا نواب زین الدین خان چودہ زخم کھاکر جان بحق ہوے اور سلطان معزالدین کیطرف سے خانجہان کوکلتاس بھی امیرالامراذوالفقار خان کے تساہل سے مارا گیا لڑائی دونو طرف سے برابر تھی ہزارہا آدمی مجروح و قتل ہوے سلطان معزالدین کیجانب اسکی معشوقہ لعل کنور تماشہ جنگ کیغرض سے معہ اپنی خواصونکے جو پانسو ہاتھیونپر سوار تھیں ایک نشیب کی زمین پر کھڑی ہوئی تھی اور امیرالامراذوالفقار خان یکلاکھ سوار جرار لیے ہوے علحدہ کھڑا تھا اور نواب عزیز خان بہادر سلطانی غول مین کچھ فاصلہ پر بے حرب و حرکت یورش کیلیے سلطانی حکم منتظر کھڑے ہوے تھے اور نیرنگی زمانہ کا نظارہ کر رہے تھے اتفاقاً نواب نظام الدین خان و لطف اللہ خان پسران نواب زین الدین خان مقتول اور نواب محمد خان بنگش اور سادات بارہہ نے ادہر اُدہر گھوڑے دوڑاے دیکھا کہ لعل کنور معہ خواصونکے ہاتھیونپر سوار ہے اور نشیب مین کھڑی ہوئی لڑائی کا تماشہ دیکھ رہی ہے اور تھوڑے سوار اسکے ہمراہ ہین ان بہادرونمین باہم صلاح ہوئی کہ اسپر حملہ کرنا چاہیے فیلبانون نے یہ حال دیکھکر ہاتھی بھگاے جب یہ ہاتھی سلطان معزالدین کیطرف سے نکلے تو بادشاہ نے اپنے ہمراہ جو ہاتھی جنگی تھے انکے فیلبانونکو حکم دیا کہ ہاتھی دوڑاکر بھاگتے ہوے ہاتھیونکو روکو اور آگے نہ بھاگنے دو چنانچہ حسب الحکم ہزارہا ہاتھی فیلبانون نے سدراہ ہونیکے لیے دوڑاے ناگاہ ان ہاتھیونکے ہمراہ خاص بادشاہ معزالدین کی سواری کا ہاتھی بھی بیقابو ہوکر بھاگا

لعل کنور معشوقہ سلطان معزالدین برابر دین تماشہ جنگ باحلقہ پانصد زنجیر فیل در زمین نشیب استادہ بود و امیرالامراذوالفقار خان خاموش یک لک سوار جرار استادہ و نواب عزیز خان فاصلہ دور بے حرب و حرکت استادہ منتظر حکم یورش سلطان بتماشاے نیرنگی میکرد در غول خاص سلطان معزالدین بود و مقابل آنہا عبداللہ خان و حسین علیخان بہادران سادات بارہہ در تردد و مشغول بکے بردیگرے غالب بود ناگاہ نظام الدین خان و لطف اللہ خان سپاہ تاختہ طرفہ ماجراو دیدنی لعل کنور با پانصد سوار فیلان کہ بران اکثر نسا بود مصاحبہ خود بجانب سواران در زمین نشیب استادہ تماشاے جنگ میکرد و این بہادران باخود صلاح کردہ حملہ آوردہ۔ اخبار محبت

ہر چند کوشش کی مگر وہ نر کا جب فوج نے بادشاہی ہاتھی کو بھاگتے ہوے دیکھا تو کل لشکر
بھی بھاگ گیا مگر امیر الامرا ذوالفقار خان اور نواب عزیز خان بہادر بدستور اپنی
جگہ پر کھڑے رہے نواب نظام الدین خان بھی زخم کاری کھا کر گرے اور فتح کی
مبارکبادی ادا کر کے اپنے والد نواب نجیب الدین خان کی رفاقت میں ملک عدم کو روانہ ہوے
مصور تمین فرخ سیر کی فتح اور سلطان معز الدین کی شکست ہوئی اور یہ فتحیابی نواب نظام الدین
اور سادات بارہہ کے نام سے مشہور ہوئی نواب لطف اللہ خان فرخ سیر کے حضور میں
فتح کی مبارکباد بجا لاے اور سلطان فرخ سیر نے انکے باپ بھائی کی لاش اٹھانیکے لیے
پالکی مرحمت فرمای بعض مورخ اس شکست کیوجہ سلطان معز الدین کے بعض امرا کی سازش
اور بعض راوی خانجہان کے قتل کے مشاہدہ سے خود سلطان معز الدین کا خوف کھا کر
بھاگنا بیان کرتے ہین حاصل کلام یہ ہی کہ نواب عزیز خان کی ثابت قدمی میں فرق
نہ آیا باوجودیکہ لشکر بھاگ بھی گیا مگر آخر تک وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے شکست و فتح تقدیر الہی
سے ہوا کرتی ہی اسمین کسیکا اختیار نہین مگر کسی امیر کا ثابت قدم رہنا اسکے لیے قابل داد
ہوتا ہی جیسا کہ میر تقی میر نے اس امر کے حسب حال یہ شعر لکھا ہی ؎ شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا ۔ ابھی چند سال فرخ سیر تخت
سلطنت پر بیٹھکر حکومت کرنے پایا تھا کہ سادات بارہہ نے اپنے خلاف پاکر اسے سلطنت
سے معزول کیا اور یکے بعد دیگرے محمد شاہ کے تخت نشینی کی نوبت پہونچی اس بادشاہ
کے عہد مین نواب عزیز خان بہادر کی قدر و منزلت اور بھی زیادہ ہوئی تاریخ خجستہ
مین ہے کہ نواب[۵۲] عزیز خان داماد دلیر خان جو امراے عالمگیری سے تھے وہ محمد شاہ

[۵۱] امیر الامرا ذوالفقار خان و عزیز خان بمقامیکہ استادہ بود بچنان استادہ ماند ۴۸۴ ۔ اخبار محبت [۵۲] نواب عزیز خان چون داماد دلیر خان

کے عہد مین منصب ہفت ہزاری کو پہونچے نواب عزیز خان کے فرزند
خان بہادر خان جو تیر اندازی کے فن مین محمد شاہ بادشاہ کے استاد
تھے اکثر خلوت مین انکو روبرو بیٹھنے کا بھی حکم تھا اور وہ بھی ہفت
ہزاری تھے باپ بیٹے دونون صوبہ داری کے عہدہ پر سرفراز ہوے
اور منصبداری مین ہمعصر تھے نواب عزیز خان اکبرآباد کی صوبہ داری پر مامور تھے
اور خان بہادر خان اودھ کے صوبہ دار تھے اسکے ساتھ قانونگوی اور چودھرایت پرگنہ
کانٹ کی بھی انکے متعلق تھی اور سرکار قنوج و کالپی کی جاگیر بعد انتقال نواب
دلیر خان کے نواب عزیز خان کے نام بحال ہوی تھی اور تا زندگی وہ
انکے متعلق رہی انکے بعد وہ بھی اس خاندان سے جاتی رہی۔

جب سادات بارہہ کی خودسری حد سے بڑھ گئی اور وہ بادشاہ کو برائے نام تخت پر
قایم کرکے اشارون پر چلانا اور خود در پردہ سلطنت پر حکومت کرنا چاہتے تھے اسپر عام
طور پر تمام ارکان دولت مین انسے ناراضگی پیدا ہوگئی اور سب نے انکے استیصال پر اتفاق
کیا اور بادشاہ کی مدد کی سمین بھی نواب عزیز خان شریک ہوے ہین چنانچہ تاریخ
ہندوستان کے صفحہ ۱۹۲ مین شمس العلما مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہین کہ جسمین چنقلیچ خان
امیر الامرا جو سادات بارہہ سے تھا بوجہ اپنی خودستائی کے قتل ہوا تو اسکے بھائی سید عبداللہ
خان قطب الملک نے محمد شاہ پر لشکرکشی کی اور اسوقت بعض والیان ملک اور امرا شرکت

بقیہ صفحہ ماقبل امراء عالمگیری بمراتب ہفت ہزاری و پسرش بہادر خان بمنصب ہفت ہزاری بود و پدر و پسر ہمعصر بودند
یکے صوبہ داری اکبرآباد و دیگرے صوبہ دار اودہ معہ چودھرایت و قانونگوی داشت و خان بہادر خان مسطور در علم تیراندازی استاد
بادشاہ محمد شاہ بود اکثر در خلوت روبرو بادشاہ حکم نشستن بود و جاگیرات نواب بہادر خان کہ سرکار کالپی و قنوج بود بعد
دلیر خان تا حیات عزیز خان بحال ماندہ بعدش آنہم رفت۔ اخبار محبت

جنگ کیلیے بادشاہ کے پاس آئے تو عزیز خان بھی یکہ تازونکے ساتھ مین بادشاہ کے حضور مین آئے
اور تاریخ خافیخان قلمی کے صفحہ ۵۰۵ مین ہے کہ محرم سنہ[1] جلوس محمد شاہی کو بادشاہی
لشکر موضع شاہپور پرگنہ مینڈن تھا کہ امرائے لشکر ترتیب مین مصروف تھے اور محمد شاہی
لشکر قلب الملک کے لشکر سے نصف بلکہ اس سے بھی کم تھا سیف الدولہ عبد الصمد خان
بہادر دلیر جنگ اور راجہ دیبراج جیسنگھ کے آنیکا انتظار ہو رہا تھا کہ نواب عزیز خان
بہادر اور بازید خان بھی اپنی اپنی بانبار جماعتون سے محمد شاہ کی ہمرکابی مین حاضر ہوے
اور علم فدویت کا اٹھایا بجز چند امرا کے اکثر اس مہم مین شریک نہو سکے۔ محمد خان بنگش
البتہ دو تین ہزار سوار ونسے آکر شرف پابوسی سے مشرف ہوے نقل ہے کہ محمد خان بنگش
فرخ آبادی کہ اس زمانہ مین وہ منصب ہزاری کو پہونچے تھے ایکروز نواب عزیز خان
کی ملاقات کو آے نوابصاحب موصوف نے انکی تعظیم و توقیر انکے مرتبہ کے موافق کی
جب محمد خان کی نظر نواب عزیز خان کی پشت کیطرف پڑی دیکھا کہ عبد الحمید نواب عزیز خان
کا متبنہ نوابصاحب کے سر پر مورچھل ہلا رہا ہے محمد خان بنگش نے اسے پہچانا اور فورا کھڑے
ہوکر عبد الحمید کے سامنے مجرا بجالاے نواب عزیز خان نے عبد الحمید سے پوچھا کہ تو نے
کہانکی وقعیت رکھتا ہے اسنے عرض کیا کہ جس زمانہ مین فدوی صوبہ اودھ کی حکومت کی
نیابت پر مامور تھا یہ خانصاحب فدوی کے یہان بعہدہ جمعداری ملازم تھے امروز سے

[1] نہم دہم محرم الحرام کو موضع شاہپور مضافات جاجمو لشکر ظفر انجام شاہ والا مقام گردیدہ اے عظام باہتمام ترتیب فوج ظفر موج پرداختند تا آنکہ فوج بادشاہ غازی از نصف لشکر خصم کم بود و انتظار رسیدن سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ و راجہ دیبراج جیسنگھ داشتند عزیز خان و بلہ بازید خان میواتی مجمع از ہمراہیان جانباز در رکاب نظفر انتساب حاضر آمدہ علم فدویت برداشت ۵۰۵ تاریخ خافیخان محمد ہاشم۔ بسبب بعد مسافت بعض و تخواہان و بعضے موانع بروقت کار نرسیدند و سواے محمد خان بنگش کہ با دو ہزار سوار بحضور رسیدہ سعادت ملازمت حاصل کردہ بود۔ خافی خان۔

کبھی عزیز خان چغتائی نے محمد خان کی تعظیم نہ کی اور نہ کبھی محمد خان بنگش نے اس امر کی انسے شکایت کی فیمابین نواب بنگش اور خاندان نواب بہادر خان کے بہت دوستانہ مراسم رہے ہین نواب عزیز خان کی بیوی مسماۃ حسنا بی بی جو نواب دلیر خان کی بیٹی تھین انکے بطن سے ایک صاحبزادہ تہور خان اور تین صاحبزادیان مندرجہ ذیل پیدا ہوئی تھین تہور خان کو محمد شاہ نے خان بہادر خان کا خطاب دیا تھا نواب عزیز خان کی بیوی کے نام یعنی نواب کمال الدین خان عرف رستم خان نے اپنی بہن کو ایک بلیغ موضع مریدا پور مین دیکر اسکی سند بھی لکھی ہے جسکی نقل بطور یادگار کے حاشیہ پر درج کر دیگئی ہے۔

نواب عزیز خان کی وفات ۱۱۳۵ھ مین قضاے طبعی سے ہوئی اور یہ زمانہ محمد شاہ کی سلطنت کا تھا انکی رحلت کا مادہ تاریخی (بجنت رفت) ہے جسکو راقم نے یون موزون کیا ہے ؎

شجاع و صاحب غیرت عزیز خان حیف	ازین دیار چو رخت حیات را بربست
بسال مرگ مظفر نمود فکر بلیغ	ندا رسید زہاتف بگو بجنت رفت
	۱۱۳۵ھ

نواب عزیز خان اپنے بنوائے ہوے مقبرہ واقع بہادر گنج منمحلات شاہجہانپور مین مدفون ہوے نوے برسکی عمر ہوئی مشہور ہے کہ نواب بہادر خان کے مزاج مین

؎ نقل سند نواب کمال الدین خان عرف رستم خان بنام ہمشیرہ خود (عالمگیر بادشاہ ۱۰۱۸ محمد خانخانہ ۱۰۷۱ رستم ۱۱۳۵) بمولفنی متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ شاہ آباد محال جاگیر بعنایت امیدوار بودہ بدانند

چون بلغ موضع مریدا پور علمہ پرگنہ مذکور ابتداے فصل خریف ۱۱۳۱ھ یکہزار و یکصد و ازدہ فصلی بنام ہمشیرہ مقررہ دادہ باید کہ بلغ مذکورہ بتصرف مشارالیہا دانستہ کہ محصول آنرا سال بسال در قبض و تصرف خود بیانید بوجبے من لو بوہ مانع و مزاحم نشوند و در ینباب تاکید تمام دانستہ حسب المسطور بعمل آرند تحریرا فی التاریخ چہاردہم شہر ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ نقل بدفتر رسید۔

انانیت وغصہ بہت تھا ذرا ذرا سی بات پر معتمد الخدمت لوگونکو ذلیل کروا دیتے تھے
بعض اشخاص انکا نام عبد العزیز خان بتلاتے ہین۔
نواب عزیز خان کے فرزند خان بہادر خان بھی مغلوب الغضب وسخت مزاج بیان
کیے جاتے ہین یہ اپنے باپ کی وفات کے تھوڑے عرصہ کے بعد[1] اپنے ماموں کے ہاتھ سے
قتل ہوے انکو دوست محمد خان بازیدخیل کی بیٹی جو افضل خان کی ہمشیرہ تھین بیاہی تھین
خان بہادر خان لاولد رہے انکی بیوہ بیوی عرف بہو صاحبہ اور بی بی میان بنت
عزیز خان سے بابت ترکہ عزیز خان اور خان بہادر خان کے بہت جھگڑا رہا اور نند بھاوج
کی اس لڑائی کا فیصلہ محمد شاہ بادشاہ نے کرایا تھا بی بی میان جو نواب دلیر خان
کی نواسی تھین بڑی منتظم اور بہادر تھین انکی مہر جو کاغذات پر ہے اسمین (ہمشیر خان بہادر
خان بنت عزیز خان بہادر چغتا ۱۱۳۹ھ اور سنہ جلوس محمد شاہی) تحریر ہے

[1] نواب عزیز خان بہادر چغتا در عہد محمد شاہ غازی وفات یافت وخان بہادر خان پسرش بعد چندی نزدیکی ہمان ایام از دست
ماموان کشتہ شد و میان بی بی بنت عزیز خان بر ترکہ پدر و برادر قابض ومتصرف شد مسماۃ مستاز بی بی عرف بہو صاحبہ بحضور مستغاث
شدہ دران زمان خدمت الضلع راجہ صاحب رام از حضور بادشاہ خلعت یافتہ ہنگام رخصت بادشاہ مسماۃ مستان بی بی زوجہ
خان بہادر خان مرحوم بہ صاحبرام سپرد وحکم فرمود کہ بموجب شرع شریف انفصال کردہ دہند واگر میان بی بی برین راضی نشود
روانہ درگاہ سازند چون راجہ صاحبرام در قلعہ پرگنہ کانٹ کولہ معتمستان بی بی از شاہجہان آباد رسیدہ بی بی میان مستعد
پیکار شدہ با فوج جرار پیش آمد صاحبرام جنگ صعب نمود بعد ستیز بسیار صاحبرام در رزم گاہ کشتہ مستان بی بی را مقید ساختہ
بردین خبر از روے وقایع بحضور بادشاہ رسید فرمان عتاب آمیز بنام میان صاحبہ نظام نام احدے ورود فرمود وبی بی میان
بورود فرمان ہمراہ احدے مذکور بدرگاہ بادشاہ رسید چندگاہ از مجرا محروم ماندہ چون نواب وزیر الممالک قمر الدین خان پسر
محمد امین خان تورانی میان صاحبہ را ہمشیرہ خواندہ بود بوساطت ان بحضور محمد شاہ رسیدہ وبادشاہ ملحوظ قدامت وجانفشانی
بزرگانش عفو تقصیر فرمودہ وخلعت گرانمایہ عطا فرمودہ وہ فہمایش وقسم سر مبارک خود دادہ فرمود کہ میان بی بی زوجہ
خان بہادر خان را مقید ندارید وبار دیگر قصد قتل یکدیگر ہرگز نسازند بموجب شرع شریف قسمت باخود ہا کردم بگیرید
ازانجا کہ اولاد نواب دلیر خان و نواب بہادر خان در حضور بماندہ ۔ صفحہ (۵۳۱) اخبار محبت قلمی ۔

نواب عزیز خان کی صاحبزادی میان بی بی کا مکار خان کو اور دوسری صاحبزادی النگش صاحبہ نامدار خان کو اور تیسری منای بی بی نیلنام خان کو منسوب تھین یہ ہر سہ فرزندان نواب عنایت خان برادر دلیر خان کے فرزندان تھے میان بی بی کی دو لڑکیان تھین ایک لڈ بندیسا صاحبہ جو لال صاحب پیرزادہ گلدہ کو بیاہی تھین انکے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جو فخر الدین خان بن نواب محمد خان بنگش کے عقد مین تھین دوسری صاحبزادی میان بی بی کی بگھابی بی تھین جو نواب جہان خان بن نیلنام خان کو منسوب ہوئی تھین انکے بطن سے ایک دختر کی پیدایش ہوئی تھی جو نواب ذوالفقار خان بن نواب حسین خان بن نواب محمد خان غضنفر جنگ بنگش کو منسوب تھین بگھابی بی کی بیٹی کے بطن سے جو لڑکی پیدا ہوئی تھی وہ نواب مرتضے خان شاہجہانپوری سے منسوب تھین جنسے نواب محمد خان عرف جمعہ میان جانشین نواب عزالدین خان رئیس بڑی ڈیوڑھی پیدا ہوے تھے۔

جب بی بی میان نے باپ بھائی کے کل ترکہ پر قبضہ کرلیا تو ہوصاحبہ یعنی بیوہ خان بہادر خان نے اس امر کا استغاثہ محمد شاہ بادشاہ کے حضور مین کیا اس زمانہ مین اس ضلع کیجدت راجہ صاحبرام کو بادشاہ کیطرف سے مرحمت ہوئی تھی رخصت کیوقت بادشاہ نے اس قضیہ کو راجہ صاحبرام کے سپرد کردیا اور حکم دیا کہ شرع شریف کے بموجب انکا فیصلہ کرادینا۔ اگر بی بی میان اسپر راضی نہون تو انکو یہان روانہ کردینا صاحبرام پرگنہ کانٹ کے قلعہ مین آے اور زوجہ خان بہادر خان بھی دہلی سے ضلع شاہجہانپور مین آگئین تو بی بی میان جنگ پر مستعد ہوئین اور بڑی جرار فوج سے انھون نے مقابلہ کیا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی آخر بعد اک بڑے معرکہ کے راجہ صاحبرام کو میدان جنگ مین قتل کرڈالا اور اپنی بھاوج زوجہ خان بہادر خانکو قید کرکے ہمراہ لیگئین

جشن خبر وقایع نگار نے بادشاہ کو لکھی تو وہانسے ایک فرمان عتاب آمیز بی میاں کے نام ایک شخص نظام نامی لایا بی میاں فرمان کے صادر ہونیسے دہلی کو گئین اور چند روز دربار کی حاضری سے محروم رہین لیکن اسکے بعد نواب قمرالدین خان جو محمد امین خان تورانی کے فرزند تھے وہ میان بی بی کو بہن کہتے تھے انکے واسطہ سے محمد شاہ بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئین بادشاہ نے بلحاظ قدامت وجانفشانی کے جوانکے بزرگون سے ظہور مین آئی تھی انکی خطا معاف فرمائی بعدازان خلعت گرانمایہ عطا فرماکر نہایت اعزاز واحترام سے رخصت کیا اور جونکے اور بھاوج کے باہم رنجش تھی اسکے بارہ مین فرمایا کہ تمھین ضرور مصالحت کرلینا چاہیے اور اپنے سر مبارک کی قسم دیکر ارشاد کیا کہ تم بیوہ خان بہادر خان کو مقید نرکھو اور ایک دوسرے کی قتل کی درپے نہو اور ترکہ بموجب شرع شریف کے تقسیم کرلو۔

میان بی بی کی ہیبت ایسی تھی کہ انکے مکان کیطرف سے دیہات وغیرہ کے ڈاکہ زن نہین نکلتے تھے۔ نقل مشہور ہے کہ انکی ایک لڑکی تھی ایکبار اسکی دایہ نے کچھ بیدردی سے اسکے سر کے بال صاف کیے جس سے وہ بیچین ہوگئی میانصاحبہ نے اس دایہ کی لڑکی کو آگ کی انگیٹھی مین ڈالدیا اور کہا کہ اب تجکو دوسرے بچہ کا قلق آئیگا۔ یہ اپنے باپ کیطرح بہادری مین بینظیر تھین گو عورت ذات تھین مگر دلاوری وجوانمردی مین مردونسے بڑھی ہوئی تھین انمین شجاعت کا جوہر موروثی طور پر اپنے دادانانا سے پہونچا تھا میانصاحبہ قلعہ کے باہر محلہ لوہانی مین رہتی تھین اور وہین انکی ڈیوڑہی اور فوج اور دیگر کارخانے بھی تھے۔

سنہ ۲۶ جلوس مین جب محمد شاہ بادشاہ نے امرائے پائے تخت کے نام فرامین صادر کیے

[1] در سال بست وششم جلوس محمد شاہ فرامین شاہی بنام طلبی امرایان صادر شدند منجملہ دیگر فرمان طلبی نواب بہلنپور خان

توجہ نمودن دیگر امرا کے ابوالمنصور خان صفدر جنگ صوبہ دار اودھ کے نام بجہت فرمان سال گذشتہ

بقیہ صفحۂ ماقبل صفدر جنگ صوبہ دار اودھ و اصدار یافت در ین ایام مسماۃ میان بی بی مخاطب بہ بہو صاحبہ زوجہ نواب بہادر خان
ابن عزیز خان داماد مغفران پناہ نواب بیر خان بنام زین الدین خان بہادر چغتائی برادر زادہ خان بہادر خان مرحوم شد تا خود کہ با ہم
عبداللہ خان مشہور بہ بیجنور بادشاہ دستغاثی آمدہ و انواع تعدی و انواع ظلم او اظہار کردہ احوال قرابت یکجدی او و شوہر خود خانہ زاد
چون ملحوظ خاطر و پاس عزت میان بی بی برائے انوجہ مبذول بود لہذا و فرمان بولمنصور خان اصدار یافتہ دران ین اشارہ رقوم کرد
کہ عبداللہ خان نام زمیندار شاہجہانپور کہ متمرد و با متوسلان درگاہ خصومت و عداوت بسیار میدارد و آن ناحق شناس بودہ عزیز القدر
خان بہادر خان کثر اوقات ایذا میرساند چون سلکش و اتلک راہ ایشان است بوقت ورود شاہجہانپور رام بودہ را مقید ساختہ آرید و اگر
بمتمردی پیش آید سرش بریدہ بدرگاہ آرید چونکہ ابولمنصور خان قریب ہشت کروہ از شاہجہانپور در شاہ آباد نزول اجلال فرمودہ بودند
دو کس سالہ داران لشکر خود حکم فرمود کہ قبل از ورود ما بدولت ایشان در شاہجہانپور رسیدہ عبداللہ نامی زمیندار را کہ انجا ست اوا
مقید ساختہ بحضور آرید و اگر متابعہ نماید سرش کردار اورد کنار او چند رسالہ داران با حوال او واقف بودند و معروض نمودند کہ
نواب عبداللہ خان سردار است و پیرو نواب بہادر خان ہر اول بادشاہی ست و جدا و ہزارہا افغان را در ولایت آوردہ در شاہجہانپور
آباد ساختہ و ہمہا یک یک خود را ستم زمان میشمارند و ہفتاد ہزار کس افغانان شریف تابع فرمان اوست اگر حضور بادشاہ بذات خود
بتوجہ شوند امید کہ سالہا کارش باتمام خواہد رسید و اولاد او دران شہر ہمان افغان ست کہ ہمراہ خانجہان خان لودی مقابلہ شاہجہان بادشاہ نمود
مقابلہ نذر محمد خان والی توران کردہ ہمراہ نواب بیر خان ملک شام تیغ نمودہ و تمام دفتر از بہادری آنہا سیاہ ست سہ پدر این او
سرسری نیست و علاوہ این زعبداللہ خان بلکہ از تمام اولاد بیر خان بہادر خان گلہے نافرمانی سلطانی از آنہا بعمل نیامدہ و از این سبب
کہ فکر امی از امریان با سلطان نمودہ و اولاد بیر خان برا وطعنہ زن ست امید کہ اگر حضور عبداللہ خان را طلب فرمایند از حکم حضور سرتابی
نخواہد گردانید ہر چہ حکم صادر گردد بجا آرم بر طبق اظہار آنہا حکم شد کہ از ایشان یک کس رفتہ باحترام او اکرام او را بیارند چنانچہ پرسش
وارنہ کہ پیشتر روانہ شدہ نزد یکے از اب عبداللہ خان رسیدہ باعبداللہ خان ملاقات کردہ از احوال حکم بیان اظہار خود مفصل بیان نمود
ہم در ینجا عرصہ جنابعالی قریب شاہجہانپور موضع لودی پور نزول اجلال فرمودہ ہما نوقت نواب عبداللہ خان زمسکن خود بتجمل و شکوہ
شصت ہزار افغان جرار کہ در ین جا مہ با کمر بستہ و تیغ بادر دست گرد اگرد مثل دور انگشتری پالکی سوار خود ساختہ دف نوبت و تاشہ
سرانیدہ و آہنگ پستول بفلک میرسانید و مردملے از عیت او کہ ہمراہ سواری او بود ند داخل حساب نیست و قتیکہ سواری او قریب
او و رسیدہ رسالہ دار نکورا زانکہ پیش بحضور آمدہ اطلاع نمود آن وقت نواب صفدر جنگ از مسند برخاست قریب سراپردہ خود
سراچہ را قدرے چاک کردہ شکوہ سواری و جمعیت او ملاحظہ کرد از رسالہ دار نہایت خوش شدہ فرمود کہ تو راست عرض کردہ
و قتیکہ عبداللہ خان لب فرش رسیدند نواب صفدر جنگ از مسند برخاستہ قدرے پیش آمدہ معانقہ کردہ و استفسار حال نمود
او احوال مفصل کہ باہم زوجہ خان بہادر خان مناقشہ و قضیہ درمیان دو پیش بود عرض کرد و نواب صفدر جنگ فرمود کہ راستگوی من
این احوال زبانی معتمدان شنیدہ ام لیکن مفصل حال معلوم نبود کہ این بزرگان شما ہست ۱۲ اخبار محبت۔

اس عرصہ مین زوجہ خان بہادر خان نے اپنے شوہر کے بھتیجے نواب عبداللہ خان غزنین الدین کی شکایت بادشاہ کے حضور مین پیش کی اور انکے ظلم کا استغاثہ کیا اونکے طرح طرحکے مظالم بیان کیے اور یکجدی قرابت کا حال کچھ ظاہر نہین کیا چونکہ پاس عزت ہوصاحبہ کا بادشاہ کو بہت تھا لہذا جو فرمان طلبی کا ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے نام صادر ہوا تھا یہ حکم تحریر کیا گیا کہ عبداللہ خان نام جو شاہجہانپور کا زمیندار نہایت متمرد اور سرکش ہی وہ ناحق شناس مابدولت کے متوسلونسے عداوت رکھتا ہی زوجہ عزیز القدر خان بہادر خان کو اکثر اوقات ایذا پہونچاتا ہی چونکہ مسکن اسکا تمھارے اثنائے راہ مین ہی لہذا شاہجہانپور پہونچنے کیوقت نامبردہ کو مقید کرکے ہمارے روبرو لانا چاہیے اگر وہ متمرد دیسے پیش آئے تو اسکا سر کاٹکر ہماری درگاہ مین حاضر کرنا چاہیے جب صفدر جنگ اودھ سے روانہ ہوکر شاہ آباد مین پہونچے تو رات کیوقت اپنے لشکر کے دو رسالہ دار نکو حکم دیا کہ ہمارے پہونچنے سے پیشتر تم شاہجہانپور جانا اور وہان عبداللہ نام ایک زمیندار ہے اسکو مقید کرکے ہمارے روبرو لانا اگر وہ مقابلہ کرے تو اسکے کردار کی اسکو سزا پہونچانا وہ رسالہ دار نواب عبداللہ خان سے واقف تھے انھون نے عرض کیا کہ نواب عبیداللہ خان وہانکا سردار ہی اور نواب بہادر خان ہراول لشکر شاہجہانی کا پوتا ہی اسکے دادا نے ہزارہا افغان ولایت سے لاکر شاہجہانپور آباد کیا اور ہر ایک پٹھان انمین کا اپنے آپکو رستم زمانہ سمجھتا ہی ستر ہزار پٹھان شریف القوم اسکے فرمان کے تابع ہین اگر حضور بادشاہ بذات خاص بھی متوجہ ہون تو امید ہی کہ سال بھر مین اسکا کام تمام ہو اور اس شہر مین اولاد انھین افغانونکی ہی جنھون نے خانجہان لودی کے ساتھ شاہجہان بادشاہ کا مقابلہ کیا ہی اور نذر محمد خان والی توران کو بلخ و بدخشان سے بیدخل کرکے بھگایا ہے اور ہمراہ

نواب لیر خان کے ملک آسام کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور تمام دفتر انکی بہادری سے بھرے
ہوے ہین عبداللہ خان کا سر کاٹنا کوئی سرسری کام نہین ہے اسکے علاوہ عبداللہ خان
بلکہ جسقدر اولاد بہادر خان اور لیر خان کی ہے اسنے سلطانی حکم سے کبھی سرتابی نہین کی
بلکہ جس کسی امیر نے بادشاہ کے ساتھ نمکحرامی کی اسپر نواب لیر خان کی اولاد ملغبہ زن
ہوئی اگر حضور نواب عبداللہ خان کو طلب فرمائینگے وہ حضور کے حکم سے سرتابی نہین کرینگے
آیندہ جو حکم حضور کا صادر ہو ہم بجا لائین جب صفدر جنگ کو عبداللہ خان کا یہ حال معلوم
ہوا تو حکم دیا کہ ایک تم مین سے جاکر انکو باکرام تمام لاے چنانچہ سالدار پیشتر روانہ ہوا اور
عبداللہ خان کے پاس جاکر ملاقات کی اور کل حال اور انکے متعلق جو حکم بادشاہی صادر
ہوا تھا مفصل بیان کیا اس عرصہ مین جنابعالی یعنے نواب صفدر جنگ قریب شاہجہانپور
کے موضع لودیپور مین جاکر خیمہ زن ہوے اسوقت نواب عبداللہ خان اپنے مکان سے
نہایت شان و تجمل سے برآمد ہوے اور ساٹھ ہزار پٹھان جرار جو اپنے جامہ کے دامن
کمر سے باندھے ہوے اور تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے دف اور دوتارا بجاتے اور پستولون
کی آواز آسمان پر پہونچاتے تھے ساتھ لاے ان پٹھانونکے علاوہ دوسری جماعت عمایا کی بھی
سواری کے ہمراہ تھی جسوقت انکی سواری لشکر کے قریب پہونچی رسالہ دار نے تھوڑی دیر
پیشتر آکر اس امر کی اطلاع دی اسوقت نواب صفدر جنگ اپنی مسند سے اٹھے اور
قریب سراپردہ کے جاکر تھوڑا سا اسکو چاک کیا اور سواری کی شان و شوکت
اور انکی جمعیت ملاحظہ کی اسکے بعد نواب عبداللہ خان خیمہ مین داخل ہوے
اور جب فرش پر پہونچے تو نواب صفدر جنگ مسند سے اٹھے اور کچھ آگے
بڑھکر معانقہ کیا اور حالات دریافت کیے انھون نے مفصل طور پر خاندان کی

مورد دنی نفسانیت اور زوجہ خان بہادر خان کی باہمی عداوت کا قصہ بیان کیا
ماور اذانی رشید خ اور اپنے باپ بھائی کا تذکرہ جو فرخ سیر کے حالات مین تحریر
ہو چکا ہے اور کچھ اپنے بزرگون کی شجاعت کے کارنامے سنائے جنکو نواب
صفدر جنگ نے سنکر فرمایا کہ تمھاری راستگوی مین کوئی شک نہین ہے ہمنے
بھی یہ واقعات زبانی معتمدونکے سنے ہین لیکن مفصل حال معلوم نہ تھا کہ یہ بزرگ
تمھارے ہین اسلیے دریافت کرنا تھا کہ آپ اسوقت کہان ہین اب حال معلوم
ہوا خاطر جمع رکھیے مین دہلی جاتا ہون انشاء اللہ آنمہربان کے ہاتھ سے عمدہ کام
لیے جائین گے بعدہ عبداللہ خان کو نہایت عزت سے رخصت کیا اور خود دربار
شاہی کو روانہ ہوے۔

عبداللہ خان کے والد کا نام نواب زین الدین خان تھا جو نواب غیرت خان کے
فرزند تھے اور نواب غیرت خان نواب بہادر خان کے خلف الرشید تھے
نواب زین الدین خان نہایت شجاع اور جری شخص تھے مگر مغلوب الغضبی اور تند
مزاجی مین ضرب المثل گذرے ہین۔ انکا مجملاً ذکر اوپر معرض تحریر مین آچکا ہے
نواب زین الدین خان اور نواب عزیز خان مین ہمیشہ نا اتفاقی رہی اور چچا بھتیجون
کے باہم کبھی صفائی نہوئی نواب زین الدین خان خانہ نشین اور کاروبار ریاست
مین مشغول رہتے اور نواب عزیز خان بادشاہی دربار کے حاضر باش وشاہی
خدمتون پر مامور رہتے تھے زین الدین خان بظاہر اپنے چچا کے خوف سے
دیوانے بنے ہوے تھے مگر انکے حرکات وسکنات تو دیوانہ بکار خویش
ہشیار کے پورے مصداق تھے۔ انکے خوف سے اکثر مکانات شام

سے بند ہو جاتے تھے اور جدھر سے انکی آمد ہوتی لوگ اسطرف کے کوچہ و بازار سے ایسے بدحواس ہو کر بھاگتے تھے کہ ہاتھ پانون ٹوٹ جاتے تھے اور یہ اکثر رات مین فقیری لباس پہنکر گشت کیا کرتے تھے وقایع نویس نے اکثر اوقات نواب عزیز خان کے اشارہ سے انکی شورش اور بدمزاجی کے حالات بادشاہ کے حضور مین پہونچاے لیکن بادشاہ نے بخیال قدامت و خیرخواہی نواب بہادر خان کے کہ جوانکے دادا تھے انکے بے باکانہ حرکات اور بے ادبانہ اطوار سے چشم پوشی کی ایک روز بادشاہ نے نواب عزیز خان سے سر دربار فرمایا کہ آپ اپنے دیوانہ بھتیجے کا علاج نہین کرتے نواب عزیز خان نے اسکے جواب مین یہ عرض کیا کہ اسکے لیے بجز قتل کے اور کوئی دارو شفا نہین ہے اور خود انکے قتل پر کمر باندھی مگر بادشاہ نے بسبب رحم ذاتی کے اسکا تدارک نہ کیا اور فرد واقعہ پر دستخط خاص کرکے یہ تحریر فرمایا کہ **بر دیوانہ حکم سیاست ناجائز** اس عرصہ مین سمبھونام کا بنجارہ جو بادشاہی لشکر مین غلہ وغیرہ کی رسد پہونچاتا تھا حسب اتفاق شاہجہانپور مین وارد ہوا زین الدین خان نے اس سے ہزار بارو پے کی شکر لیکر خورد برد کرلی بنجارہ مذکور نے بادشاہ کے حضور مین استغاثہ کیا وہان سے تادیبًا تور احمد نام ایک شخص مقرر کرکے بھیجا گیا کہ یا تو راضی نامہ زین الدین خان مستغیث سے لیکر دخل کرین یا خود حضور مین حاضر ہون حسب الحکم بادشاہی فرستادہ شاہجہانپور آیا اور وہ یہانسے جب واپس گیا تو اسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ زین الدین خان درحقیقت ہوشیار ہے اور بظاہر دیوانہ ہے فدوی کے ساتھ اسنے عجب سلوک کیا ایک روز رات کے وقت دو جوکی روٹیان لایا اور

کچھ ساگ کے ساتھ اسنے مجکو کھلائین ملازم اُسکے مجنونانہ حرکات سے اسکو اکثر علحدہ مکانمین مقفل رکھتے تھے مگر وہ ایک روز اندر سے آیا اور مجھ سے بہت منت سماجت کے ساتھ عذر خواہ ہوا اور اپنے چچا عزیز خان کو بہت گالیان دین۔ انکی والدہ دیوان یوسف خان کی بیٹی تھین جو اپنے چچازاد برادر غیرت خان کو منسوب تھین یہ باپ بیٹے دونون خوشرو جوان تھے راقم نے ان ہر دو کی تصویرین دیکھی ہین۔ شجاعت و امارت بشرہ سے برستی ہے۔ نواب زین الدین خان نے اپنی تصنیف کا یہ شعر جو بطور سجع کے ہے مہر پر کندہ کرایا تھا ؎ چو بافرخ سیر سلطانی آمد ۔ بزین الدین بہادر خانی آمد ۔ اور یہ شعر بھی انکا جو اکثر انکے ورد زبان رہتا تھا بہت خوب ہے ؎ ہمچو سیماب تا نگشتہ شوم ۔ نکنم ترک بیقراریہا ۔ انکی شہادت کا واقعہ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ نے بھی تاریخ ہندوستان کے صفحۂ (۱۰۵) جلد نہم مین تحریر کیا ہے کہ زین الدین خان فرخ سیر اور جہاندار شاہ کے معرکہ مین کام آئے ہین۔ جسکا تذکرہ راقم نے اوپر بیان کیا ہے۔

نواب زین الدین خان کے پانچ فرزند تھے اول نظام الدین خان جو اپنے والد کے ہمراہ سلطان فرخ سیر کے معرکہ مین ۱۶ برس کی عمر مین جان بحق ہوے۔ دوسرے نواب لطف اللہ خان یہ اپنے باپ کی شہادت کے وقت ۱۴ برس کے تھے یہ فرخ سیر کے رسالہ دار تھے اور ہمیشہ بادشاہ موصوف کے ہمرکاب رہا کرتے تھے فرخ سیر کی معزولی مین سادات بارہہ کے ہمخیال نہونے سے قتل ہوے انکی عمر ۱۹ برس کی تھی۔ یہ دونون لاولد رہے۔ انکی حویلی کوٹلہ فیروز شاہ معروف بہ

قدم مبارک کے قریب تھی اور مزار انکا چمیلی باغ گوہر آرا بیگم مین متصل درگاہ خواجہ باقی باللہ کے پرانی دہلی مین ہے تیسرے بیٹے تاج الدین خان تھے جنکے بابت یہ کہا جاتا ہے کہ انکو خان بہادر خان نے بوجہ مخفی عداوت کے بادشاہ کے یہ باغی ظاہر کرکے قتل کیا تھا اور اسکا قصہ یون لکھا ہوا ہے کہ خان بہادر خان جو محمد شاہ بادشاہ کے استاد اور بادشاہ کے مزاج مین بڑا دخل رکھتے تھے انھون نے بادشاہ سے انکی بغاوت بیان کرکے اجازت قتل کی حاصل کرلی تھی تاج الدین خان کسی تقریب مین شاہ آباد آئے ہوئے تھے اور یہان سے شاہجہانپور واپس جارہے تھے موضع گنواری مین خان بہادر خان سے مقابلہ ہوگیا اسوقت تاج الدین خان نے اپنے دونون چھوٹے بھائی یعنے نواب عبداللہ خان وظہور الدین خان کو مصلحتاً ہاتھی پر سوار کرکے اپنے مصاحبونکے ہمراہ نواب بنگش کے یہان بھیجدیا تھا دوستانہ مراسم تھے فرخ آباد بھیجدیا اور آپ تن تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر خوب لڑے اور بہتسے لوگونکو زخمی کیا آخر خود بھی چند تلوار و نیزونکے زخم کھاکر شہید ہوئے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ تاج الدین خان کو خان بہادر خان نے تسلی دیکر اپنے ہاتھی پر سوار کرلیا اور مصری پور مین لیجاکر خیمہ مین اتار کر نظر بند کرلیا اور افضل خان بایزید خیل نے جو خان بہادر خان کے لشکر کے ہراول تھے رات کے وقت قتل کیا اور انکا سر بادشاہ کے حضور مین بھیجا جو دہلی مین متصل مزار خواجہ باقی باللہ کے مدفون کیا گیا اور نعش مصری پور مین دریاے گھاگھرا کے کنارے پر دفن ہوئی اور یہ زمانہ ۱۱۳۸ھ کا تھا بعد انتقال خان بہادر خان کے افضل خان کو نواب ظہیر الدین خان نے اپنے باپ کے قصاص مین قتل کیا۔

اب نواب زین الدین خان کے دو بیٹے خرد سال جنکا نام عبد اللہ خان وظہور الدین خان تھا باقی رہے نواب عبد اللہ خان کو بعد انتقال خان بہادر خان کے پھر عروج حاصل ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے خلعت شش پارچہ و سہ رقم جواہرات اور خطاب زین الدین خان بہادر چغتائی کا عطا ہوا تھا اس سرفرازی کی تفصیل یہ ہے کہ جب زوجہ خان بہادر خان کی شکایت سے نواب منصور علیخان صفدر جنگ نے نواب عبد اللہ خان کو بلایا تھا اور جسم انکی ذاتی شجاعت اور باہمی عداوت جو نواب عزیز خان کے گھر سے تھی نواب صفدر جنگ دریافت کر چکے تو انسے وعدہ کیا تھا کہ جب کوئی مہم پیش آئیگی تو آنمہربان کو بلایا جائیگا۔

چنانچہ اسکے بعد صفدر جنگ کے اونٹ نواب علی محمد خان روہلہ کی عملداری مین چرانے کو گئے اور روہلہ کے آدمیون نے نواب صفدر جنگ کے شتربانون کو زخمی کر کے اپنے حدود سے باہر نکال دیا تو نواب اودھ نے نواب علی محمد خان کے اخراج کی تدبیرین کین اور بادشاہ کو اونسے برہم کر کے فوجکشی کا ارادہ کیا عمدۃ الملک امیر خان کو ہموار کیا راجہ نول رائے اپنے ملازم و مصاحب کو بلایا اور نواب عبد اللہ خان رئیس شاہجہانپور کو بھی طلب کیا اگرچہ نواب کے کاربردازون نے بطور فہمایش کے انسے عرض کیا کہ آپ کے شاہجہانپور کے علاقہ کی سرحد روہیلونکی سرحد سے ملی ہوئی ہے آپ اس جنگ مین نہ شریک ہون ورنہ روہلونکے عمل قائم رہینگے بعد آپ کے علاقہ کی بربادی ہو جائیگی نواب صاحب نے یہ جواب دیا کہ مین بمقابلہ بادشاہ کی نافرمانی اور امیر اعظم کی وعدہ خلافی کے جسمین دارین کی خرابی متصور ہے اپنی ریاست کا کوئی خیال نہین کر سکتا چنانچہ نواب عبد اللہ خان

دس بارہ ہزار پٹھان لیکر راجہ نول رائے کے ساتھ جو صوبہ اودہ سے آئے تھے شاہجہانپور سے نواب صفدر جنگ کی مدد کو روانہ ہوے اودہر دہلی سے محمد شاہ بادشاہ ۲۷ سنہ جلوس مین معہ امرا اور لشکر کے روہلونکی تاراجی کے لیے بریلی و آنولہ کیطرف آئے سعداللہ خان ابن علی محمد خان ثابت جنگ مقابلہ مین نہ ٹھہر سکے اور حصار رن گڈھ کیطرف مفرور ہوگئے اسوقت نواب عبداللہ خان صفدر جنگ کی وساطت سے بادشاہ کی ملازمت سے مشرف اور خلعت وخطاب مذکورۂ بالا سے سربلند ہوے۔ اس معرکہ مین نواب عبداللہ خان صفدر جنگ کی فوج کے ہراول مقرر ہوے تھے۔

بعدازان علی محمد خان کی خطا بادشاہ نے معاف فرمائی اور پھر وہ ملازم شاہی ہوکر امرا مین منسلک ہوے۔

روہیلونکے اس انقلاب مین اعظم خان جو روہیلونکے سردار تھے دو ہزار سوار لیکر شاہجہانپور چلے آئے اور نواب ظہورالدین خان کے پاس ملازم ہوے۔

اس عہد مین دو ہزار کے قریب دیہات شاہجہانپور کے نوابون کے پاس تھے جسمین دیہات بدایون و پرگنہ کانٹ وغیرہ نواب ظہورالدین خان کے حصہ مین آئے تھے جب انکے پاس روہیلونکی جمعیت آگئی تو انھون نے روہیلون کے علاقے پوایان وغیرہ کے دیہات جو انکے بھائی نواب عبداللہ خان کی ملکیت مین تھے انپر دست درازی شروع کی اور اپنے بھائی کو شاہجہانپور کے قلعہ مین نظر بند کرلیا۔ شاہباز خان متبنہ بھی ساتھ مین تھے نواب عبداللہ خان قلعہ کی کھڑکی سے باہر نکلکر اسمٰعیل خان کانکڑ کے یہان پہونچے اور ملک زمان خان کے

نام بابت بلانیکے رقعہ لکھا اور خود اعظم خان خلیل کے یہان چلے گئے اور وہان شیخ جی موسومہ بہ محمد اکرم کو بلایا اور یسین خان کو لباس نوشاہ کا پہنایا اور اپنے ساتھ ایک بڑی جماعت خونخوار پٹھانون کی لیکر لڑائی کو گئے اودہر ظہورالدین معہ اعظم خان روہلہ کے قلعہ مین جنگ کے لیے مستعد ہوے عبداللہ خان نے دو ہزار پٹھانون سے قلعہ پر یورش کی اور روہلون نے بندوقونکی باڑھ پر رکھ لیا مگر شیخ محمد افضل و نواب عبداللہ خان نے رستمانہ حملہ کرکے قلعہ کا دروازہ کھول لیا اور اندر گھس گئے اور دونون جانب سے دست و گریبان کی نوبت پہونچگئی گویا اعظم شاہ و معظم شاہ کی جنگ کا نمونہ تھا مگر نواب عبداللہ خان کا اقبال برسراوج تھا روہلونکے سردار اعظم خان مارےگئے اور انکی جمعیت مین تزلزل ہوگیا اوراودہر سے بھی بہت پٹھان کام آے ابتک ظہورالدین خان مقابلہ پر نہین آے تھے شیخ محمد افضل اور چند سردار اور کچھ سپاہ قلعہ کے خاص دروازہ پر پہونچی اور نواب عبداللہ خان نے بڑے محل کے دروازہ سے پیش قدمی کرنا چاہی اسوقت ظہورالدین خان جو وقت کے منتظر تھے مسند سے اُٹھے اور جیسا کہ شیر بکریون کے گلہ پر آتا ہے جھپٹے شاہباز خان جو مقید تھے انکے قتل کا حکم دیا اور وہ فورًا مصاحبون کے ہاتھ سے تہ تیغ ہوے۔ بعدہ وہ خود متوجہ کارزار ہوے۔ اب نواب ظہورالدین خان اور نواب عبداللہ خان دونون بھائیون کا مقابلہ ہوا چونکہ دونون گل ایک ہی شاخ کے تھے اور ہر دو شیر ایک ہی نیستان کے تھے ایک دوسرے پر حملہ کرکے قتل کرنیکی سبقت چاہتا تھا آخر ظہورالدین خان زخمون سے چور ہوکر زمین پر گرے اور دو ہزار آدمی طرفین کے قتل ہوے

نواب عبداللہ خان کی فتح ہوئی نواب عبداللہ خان نے اپنے بھائی زخمی کو خانزادہ شہاب الدین خان کو جو انکے حقیقی بہنوئی تھے علاج کے لیے حوالہ کیا اسعرصہ مین ظہور الدین خان نے تدبیر کرکے راجپوتونکو جنگل مین فراہم کیا اور قلعہ چھین لینے کا قصد کیا شہاب الدین خان نے اپنی بدنامی اور سازش کے الزام سے نواب عبداللہ خان کو اس امر کی اطلاع دی نواب نے زخمی بھائی کو بلا کر اپنی نگہداشت مین رکھا۔

کہتے ہین کہ ایک روز نواب عبداللہ خان اپنے بھائی کو دیکھنے گئے اُنکے زخم اچھے ہو چلے تھے مگر انھون نے طیش مین آکر سب ٹانکے زخمونکے توڑ ڈالے اور گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے اسوجہ سے انکو نہایت اذیت ہوئی اور اسی مین انکا انتقال ہوگیا نواب عبداللہ خان نے موضع کھریا اپنی بہن بصیران بی بی کو خانزادہ مرحوم کی فاتحہ کی غرض سے دیا جب اس جھگڑے سے فرصت ہوئی تو نواب عبداللہ خان اور روہلونکے باہم چشمک ہوئی عبداللہ خان علی محمد خان روہلہ کی ملاقات کو گئے تو انھون نے اعظم خان مقتول کے بھائیون سے میل کرادیا اور انکے قیامی مکان پر روہلون کو لاکر دو سو روپے کی شیرینی منگاکر فاتحہ خیر پڑھی اور ایسا ہی نواب عبداللہ خان کو انکے یہان لیجاکر اُنکی طرف سے دو سو روپے کی شیرینی منگاکر تقسیم کروادی اسکے بعد حافظ الملک رحمت خان نے اپنے بیٹے ارادت اللہ خان کا عقد نواب عبداللہ خان کی دختر سے کیا حافظ رحمت خان جو ایک صوبہ کے مالک تھے وہ مصمم فوج اور سرداران روہلہ کے بڑی دھوم سے بارات لیکر شاہجہانپور آئے نواب عبداللہ خان

کے یہان بھی لکھنو اور دہلی کے امرا آکر شریک ہوے تھے جہیز کا سامان اور کھانون کے اقسام شاہی خاندان کے طریق پر تیار کیے گئے تھے سلامی مین دیہات بھی داماد کو دیے تھے اس دھوم کی شادی دوبارہ شاہجہانپور مین نہوئی ہوگی۔

اسکے بعد جب شاہزادۂ عالی گوہر مخاطب بہ شاہ عالم ثانی بادشاہ دہلی سے ولیعہدی کے زمانہ مین صوبہ الہ آباد جانیکے قصد سے شاہجہانپور ہوکر نکلے تو نواب عبداللہ خان نے حاضر ہوکر نذر و پیشکش گذرانی تھی اور شاہزادہ موصوف نے اوسوقت زین الدین خان بہادر چغتائی کے ساتھ اپنی طرف سے **صولت جنگ** کا خطاب بھی مرحمت کیا تھا۔

جس زمانہ مین کہ نواب قاسم علیخان بنگالہ سے شکست پاکر شاہجہانپور آے ہین تو نواب عبداللہ خان اسوقت موجود نہ تھے حافظ رحمت خان کی ملاقات کو گئے ہوے تھے مگر اونکی بیوی نے انکو نہایت توقیر سے رنگ محل مین ٹھہرایا اور سامان ضروری انکے پاس بھیجوادیا جب عبداللہ خان شاہجہانپور واپس آے تو بہت خوش ہوے اور مہینون نواب بنگالہ کو مہمان رکھا اور مہمان نوازی کی کوئی حد باقی نہ رکھی۔ نواب عبداللہ خان کو نواب شجاع الدولہ بہادر کیخدمتمین بھی بہت بے تکلفی تھی اور معرکہ حافظ رحمت خان مین عبداللہ خان نے شجاع الدولہ کو شاہجہانپور سے ہوکر جانیکی راہ دیدی تھی اور انھین امور کے لحاظ سے نواب شجاع الدولہ نے انکا علاقہ قائم رکھا تھا اور انکے داماد ہونیکی وجہ سے ارادت خان پسر حافظ رحمت خان کو امن دی تھی غرضکہ نواب عبداللہ خان نے نہایت آسایش و ناموری و حشمت ظاہری سے زندگی بسر کی آخر وقت مین گردش فلکی سے کچھ آثار تنزل کے پیدا

ہو چلے تھے کہ وہ دنیا سے ملک عدم کو چل بسے۔

دریا خان

خانموصوف نواب دلیر خان بانی شاہ آباد اور نواب بہادر خان بانی شاہجہانپور کے والد ماجد تھے یہ بڑے شجاع اور باوضع امیر اور قوم کے افغان باقرزی تھے داودزی ایک بڑی قوم پٹھانون کی ہے اوسکی شاخ باقرزئی بھی ہے۔

دریا خان کا اصلی وطن قصبۂ بربر تھا جو پیشاور کے نواح مین چند کوس بسمت مشرق و شمال واقع ہے وہان کے رئیس و سردار تھے اور انکے پاس وہان دیہات و باغات وغیرہ کثرت سے تھے اہل ولایت کا دستور ہے کہ وہانکے سردار کو خان بولتے ہین چنانچہ یہ بھی خان کے لقب سے مشہور تھے انکے باپ دادا کے وقت سے سرداری چلی آتی تھی دریا خان کے والد کا نام ابراہیم خان تھا دریا خان کاشتکاری اور گھوڑون کی تجارت کیا کرتے تھے تاریخ اخبار محبت مین ہے کہ شاہی ملازمت سے پیشتر بھی دریا خان ہندوستان آئے تھے ان ایام مین شیخ رکن الدین بایزیدخیل ایک منصبدار شاہی تھے وہ ایک درویش سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے حسب ارشاد اون درویش کے دریا خان کو صاحب اقبال دیکھکر شیخ رکن الدین صاحب نے اپنی بیٹی اُنکے نکاح مین دی تھی اور یہ ازدواج قصبہ حسن پور جو دریائے گنگا کے کنارہ ضلع مرادآباد مین واقع ہے عمل مین آیا تھا اسکے بعد پھر ہوائے وطن نے کشش کی اور دریا خان اپنے وطن کو واپس چلے گئے اسکے بعد انکے آنیکا سبب غیب سے خود بخود یہ پیدا ہوا کہ امیر الامرا پیر خان جو خانجہان خان لودی

*

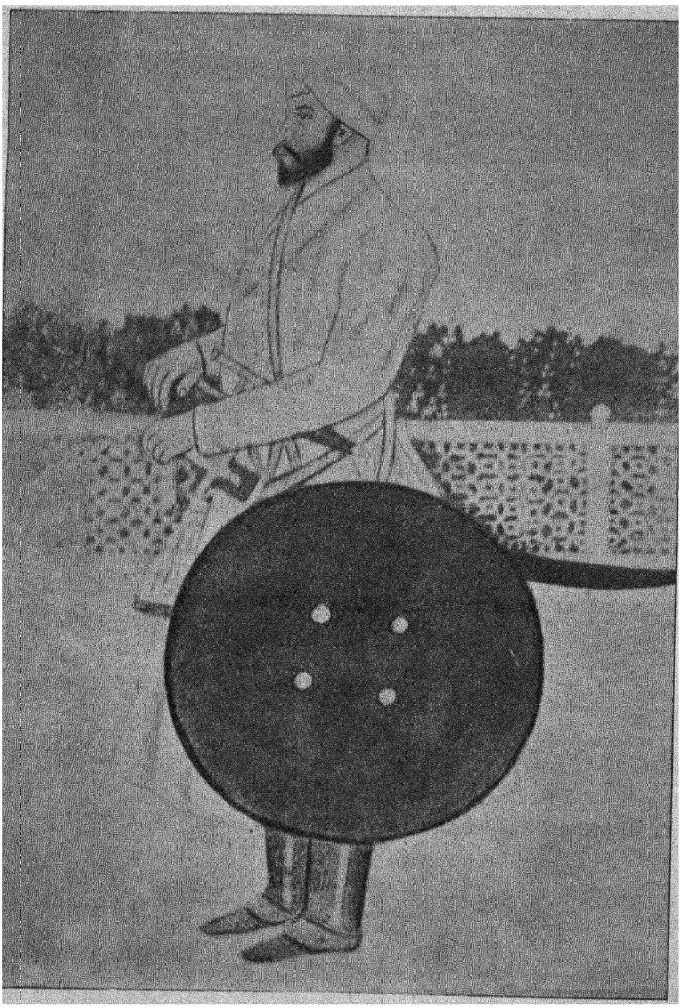

دریا خان

*

نام سے مشہور ہے وہ نہایت جلیل القدر منصبدار تھا اور آخر مین ترقی کرکے
صلابت خان یار وفادار سپہ سالار کے خطاب سے جہانگیر بادشاہ نے اوسے
سرفراز کیا تھا وہ تمام ہندوستان کی فوج کا سپہ سالار اور ملک دکن کے
کئی صوبونکا صوبہ دار رہا ہے وہ ایک مرتبہ اپنے وطن افغانستان کو گیا تھا
حسب اتفاق بتقریب شکار ایک جانور کے پیچھے گھوڑا دوڑاتا ہوا قصبۂ بربرین
پہونچگیا اوسوقت وہ تقدیر سے تنہا تھا اور نہایت پیاسا تھا اوسنے دریاخانکے
خادم سے پانی مانگا چونکہ صورت اور سیرت سردار کی نہین چھپی رہتی دریاخان کی
نظر جب خانجہان پر پڑی اوسکو سردار سمجھکر گھوڑے سے اوتار لاے پانی اور پرتکلف
کھانا حاضر کیا خانجہان اس حسن اخلاق سے نہایت درجہ راضی ہوا اور اپنی دستار
بدلکر انکو اپنا بھائی کہا اور باصرار تمام اپنے ہمراہ نورالدین جہانگیر بادشاہ کے حضور
مین لایا دربار شاہی مین اسنے دریاخانکو پیش کرکے انسے نذر دلوائی اور انکی شرافت
خاندانی اور موروثی اعزاز کی بہت کچھ مدح کی اور اپنے ساتھ جو عمدہ برتاؤ کیا تھا
وہ بھی بیان کیا جسپر بادشاہ نے بنظر عزت افزائی خود دریاخان سے مخاطب ہوکر
مختلف حالات دریافت فرماے اور خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا پھر تو
دریاخان اور خانجہان کے درمیان اسقدر دوستی اور محبت کو ترقی ہوئی کہ صیغۂ
اخوت پڑھا گیا بادشاہ ممدوح نے اول **دریاخان کو منصب سہ**
ہزاری ذات اور سہ ہزار سوار کا مرحمت کیا اور اسکے بعد
انکا اسقدر رسوخ بڑھا کہ شاہزادۂ خورم ملقب بہ شاہجہان کا جہانگیر بادشاہ نے
دریاخان کو سپہ گری کے فن مین اتالیق مقرر کیا اور انکے بیٹے سرابدال خان اتابک

بہادر خان کو جنکی عمر اوسوقت ۱۵ سال کی تھی وہ شاہزادہ کے امرا و مصاحبت
مین منسلک ہوے دریا خان نے خدمات بادشاہی کو نہایت عمدہ طور سے ادا
کیا اور اکثر معرکونمین افواج شاہی کے ساتھ شریک ہوکر فتوحات حاصل کیے
یہ بیان مُصنّف اخبار محبت کا ہے اور مُصنّف ماثر الامرا نے کسیقدر تفاوت سے
ماثر الامرا کے صفحۂ ۱۸ ردیف دال جلد دوم حصۂ اول مین تحریر کیا ہے کہ دریا خان
داودزی ابتدا مین مرتضے خان عرف شیخ فرید کے سلسلہ ملازمت مین منسلک
ہوے اور پھر ایام شاہزادگی مین شاہجہان کے پاس آکر سربلندی حاصل کی
اور یہی مضمون بادشاہنامہ مین شاہجہان بادشاہ نے لکھایا ہے اس تھوڑیسے
اختلاف کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے عہد مین چونکہ مرتضے خان
بخشی فوج تھے اسلیے دریا خان شاہی ملازمت کیحالت مین مرتضے خان کی ماتحتی
مین رہے ہون اور پھر شاہجہان نے انکو کارگذار و خوشرو جوان پاکر اپنی سرکار مین
لے لیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دریا خان افغانستان سے آکر چندے مرتضے
خان کی ملازمت کی ہو کیونکہ مرتضے[1] خان شیخ فرید کے جود و سخا اور

[1] شیخ فرید سادات بخاری سے تھے انکا نسب سید جلال بخاری تک پہونچتا ہے اور سات
واسطون سے امام علی نقی تک منتہی ہوتا ہے انکے جد چہارم عبد الغفار دہلوی نے اپنے فرزندونکو وصیت
کی تھی کہ گذر اوقات ہمیشہ کسب سے کرنا اور سپاہگری کی نوکری کرکے معاش حاصل کرنا۔ چنانچہ شیخ
فرید نے لڑکپن مین اکبر بادشاہ کی ملازمت کی اور حُسن اطاعت اور کارگذاری سے نہایت قرب امتیاز
پیدا کیا شجاعت اور عقلمندی مین مشہور ہوکر زمرۂ امرا مین یکتاے روزگار ہوے جہانگیر نے تخت نشینی
کے بعد انھین مرتضے خان کا خطاب دیکر گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا شیخ کمال ظاہری و باطنی
دونون سے آراستہ تھے شجاعت و سخاوت ہر دو اوصاف کے مجموعہ تھے انکی فیاضی کا دروازہ

فیض و برکات کا غلغلہ تمام ہندوستان مین بلند تھا وہ ایسے امیر فرشتہ خصلت

بقیہ صفحہ ماقبل اہل عالم کے لیے کھلا تھا جو کوئی انکے پاس پہونچا محروم نرہا حبتک دربار کو نہین جانے تھے کمل چادر کفش درویشونکو تقسیم کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے بجز یزگاری اشرفی وروپیہ کے دو کچھ نہ دیتے ایک روز ایک درویش سات بار اکر رقم لیگیا آٹھوین بار شیخ نے کہا کہ ایسا نہو کہ لوگ جانین اور مجھ سے لے لین اہل خانقاہ اور ارباب توکل و متعلقین و بیوہ مستورات کے لیے جو یومیہ و سالانہ مقرر تھا حاضر و غائب اونکو برابر پہونچاتے تھے انکی جاگیر و معاش سب اسی مین صرف ہوتی تھی سادات کی ایک فوج پالی تھی اونکے کل مصارف ادا کر دیتے تھے ایکسال مین تین بار خلعت لوگونکو عنایت کرتے بعض دوستونکو ایک لاکھ روپے تک سالانہ دیتے تین ہزار خوش لباس سوار منتخب تیار کیے تھے کبھی حویلی مین نرہے ایکبار شیر خان تارین رخصت لیکر وطن گیا پانچ چھ سال کے بعد آیا دوارکا داس بخشی تنخواہ سے کہا کہ اسے خرچ دیدو اسنے فرد حاضری وغیر حاضری کی تیار کردی شیخ برہم ہوے کہا کہ نوکر قدیم ہے اگر مکانپر جاکر عرصہ ہوگیا تو ہمارا کون کام حرج ہوگیا تاریخ روانگی سے سات ہزار روپے نکلے کل دلوادیے۔

دو کام ایسے ایسے ہوے کہ تمام ارکان سلطنت سے انکا رتبہ بلند ہوگیا تھا اول یہ جب اکبر کا وقت آخر ہوا مرزا عزیز کوکہ اور راجہ مانسنگھ سلطان خسرو کو جو اکبر کا منظور نظر تھا تخت نشین کیا چاہتے تھے مگر شیخ نے عین وقت پر جہانگیر کو قلعہ مین لاکر تخت سلطنت پر بٹھلادیا۔ دوسرے یہ کہ جب خسرو باغی ہوکر آگرہ سے لاہور تک لوٹتا ہوا گیا ہے تو شیخ ہی نے اوسے شکست دیکر بھگا دیا جسپر جہانگیر بادشاہ فرط الفت سے شیخ سے لپٹ گیا اور شیخ ہی کے خیمہ مین رات کو رہا اس مقام مفتوحہ پر جو پرگنہ بھیروان وال مشہور تھا شیخ کے حسب خواہش پرگنہ فتح آباد کے نام سے موسوم کیا جہانگیر نے شیخ کو صاحب السیف والقلم کا خطاب دیا تھا شیخ نے ایک انگشتری لعل بدخشان کی جسکا نگینہ وحلقہ ایک پارچہ لعل سے تراش کر بنایا گیا تھا نہایت خوشرنگ و پچیس ہزار کی قیمتی تھی بادشاہ کو پیشکش دی تھی امیر الامرا شریف خان اور مہابت خان شیخ سے نہایت نفسانیت رکھتے تھے جب یہ پنجاب کے صوبہ دار تھے ۱۰۱۸ھ ہجری کو قصبہ پٹھان مین انتقال کیا اور دہلی مین اپنے آبائی مقبرہ مین مدفون ہوے حسب وصیت عمارت بنائی گئی ترکہ مین کل ایک ہزار اشرفی چھوڑی احمد آباد مین محلہ بخارا

تھے جنکی نظیر عالم مین ملنا مشکل ہے۔
غرضکہ دریا خان نے شاہجہان کی ایام شاہزادگی مین ایسی ایسی خدمتین نمایان کین کہ روز بروز انکا تقرب بڑھتا گیا مگر آخر مین شاہجہان اور نورجہان کے باہمی نزاع مین انکی ساری خیرخواہی وجان نثاری خاک مین مل گئی قاعدہ ہے کہ جب شاہی خاندان مین حصول تخت کے لیے دو مدعیون مین جھگڑا پیش آتا ہے اور ایک حقدار غالب آجاتا ہے تو فریق مغلوب کے جتنے طرفدار ہوتے ہین وہ سب زد و اور بدنام ہوجاتے ہین یہی صورت دریا خان کو پیش آئی نورجہان تو حکمرانی کے لیے چلتا ہوا پرزہ تھی اور شاہجہان ولیعہد اوسکا مدمقابل تھا اگرچہ شاہزادہ حق بجانب تھا اور نورجہان کی نفسانیت بیجا تھی مگر چونکہ وہ جہانگیر کے مزاج پر غالب تھی اسلیے تمام ارکان سلطنت اسکی طرف تھے اور خانجہان خانخانان دی بھی اوسیکے جانب تھا اور دریا خان نے خانجہان خان کو اپنا ہمقوم ومحسن سمجھکر اوسکا ساتھ نہ چھوڑا حتے کہ جان ومال سے بھی دریغ نہ کیا اسوجہ سے دفتر شاہجہانی مین انکا نام ہمیشہ کے لیے خانجہان کی طرفداری اور بادشاہ کی کورنمکی کے متعلق تحریر ہوکر مشہور ہوگیا۔
مبتک دریا خان شاہجہان کے ساتھ ایام شاہزادگی مین رہے نہایت دلسوزی سے شاہزادہ کی طرفداری اور کارگذاری کرکے ناموری حاصل کی۔ جسوقت کہ شاہجہان کی جاگیر جسمین پرگنہ دھولپور بھی تھا نورجہان نے جہانگیر بادشاہ سے لیکر

بقیہ صفحہ ماقبل انھین کا آباد کیا ہوا ہے اور مسجد ومقبرہ شاہ وجیہ الدین کا انھون نے بنایا۔ دہلی مین فرید آباد نامی محلہ وغیرہ عمارت یادگار چھوڑی اولاد مین ایک لڑکی تھی وہ بھی لاولد فوت ہوگئی تھی۔

شہریار کو دلوائی اوس زمانہ مین دریا خان شاہجہانپور کیطرف سے اس جاگیر کے ناظم تھے شہریار نے اپنے ملازم شریف الملک کو پرگنہ دھولپور کا ناظم مقرر کرکے بھیجا اور شریف الملک نے وہان پہونچکر اوسپر قبضہ کرنا چاہا تو دریا خان شاہجہان کیطرف سے مقابلہ کو آئے طرفین[1] مین نہایت جدال وقتال پیش آیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ شریف الملک مارا گیا ایک تیر اوسکی آنکھ پر ایسا لگا کہ جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اور دریا خان بدستور اس جاگیر پر قابض رہے۔

بعض کتاب مین ہے کہ شریف الملک قلعہ دھولپور پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اور دریا خان نے اس سے قلعہ چھیننا چاہا اور نتیجہ اوسکا مقاتلہ ہوا اور یہ صورت بھی ہوسکتی تھی کہ نزاع جاگیر پر ہو اور قلعہ مین ہر ایک ناظم رہنا چاہتا ہو اسلیے فیما بین تلوار چلی ہو بہرکیف دریا خان نے فتح پائی شاہجہان نے دریا خان کی اس وفاداری اور اطاعت شعاری سے نہایت خوش ہو کر خلعت فاخرہ عطا فرمایا۔ یہ واقعہ ۱۰۳۲ھ کا ہے اس محاربہ سے نورجہان بیگم کا مزاج اور برہم ہوا اور آتش حسد بھڑک اوٹھی اسنے جہانگیر کو شاہجہان کیطرف سے اشتعال دینا شروع کیا شاہجہان کی عرضداشتونکو نامناسب وقتونمین پیش کرایا اور تمام امورات کو بگاڑ دیا شاہجہان سے نورجہان کی مخالفت کا یہ سبب تھا کہ اوسکی ایک بیٹی جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی وہ شہزادہ شہریار کے عقد مین آئی تھی اسلیے وہ چاہتی تھی کہ میرا داماد شہریار بادشاہ ہو اگر شاہجہان بادشاہ ہوا تو میرا یہ سب عروج جاتا رہیگا اور شہریار کے

[1] دو رجنگ دھولپور با شریف الملک نوکر سلطان شہریار نامی شجاعت برآوردہ پایہ اعتبار برافروخت۔ ماثر الامرا جلد دوم تذکرہ دریا خان۔

سلطنت پانے سے میرا حکم و تصرف سلطنت پر جاری رہیگا۔
مگر شاہجہان ولیعہد اور سب شہزادونمین لایق تھا بیسیون بڑی بڑی فتوحات حاصل
کرچکا تھا بالارنجش بادشاہ کے اوسپر غلبہ نہین پاسکتی تھی حالانکہ پہلے خود اہی نے
اپنی بھتیجی ارجمند بانو عرف ممتاز محل سے شاہجہان کا عقد کرایا مگر اب اس خود غرضی
سے بالکل خلاف ہوگئی شاہجہان کے وکیل کی آمد و رفت دربار مین بند کرادی اور قندہار
کی مہم پر شہریار کو نامزد کرکے اوسکی انالیقی کے واسطے مرزا صفوی کو مقرر کیا اور شاہجہان
کے پاس سے کسی نہ کسی بہانہ سے کل امرا کو طلب کرلیا شاہجہان ان وجوہات سے
نہایت مکدر ہوا اور اسنے افضل خان کو اپنے باپ جہانگیر بادشاہ کیخدمت مین بھیجا اور
اوسنے آکر شہزادہ کیطرف سے صفائی حاصل کرنا چاہی مگر نورجہان[1] جہانگیر پر ایسی حاوی

[1] نورجہان کا نام مہرالنسا تھا یہ غیاث بیگ طہرانی کی بیٹی اور آصف خان کی بہن ہے اسکی ماں عصمت النسا
بیگم مرزا اعلا والدولہ آقا ملا کی دختر تھی اوسکا دادا محمد شریف جو شاہ طہماسپ صفوی فرمانروائے ایران
کا وزیر اعظم تھا جب غیاث بیگ کا زمانہ ایران مین ناموافق ہوا تو وہ دو پسر اور ایک دختر لیکر
ہندوستان کو روانہ ہوا اثنائے راہ مین کل اسباب غارت ہوگیا اور بجز خچر سواری کے اور کچھ ساتھ نرہا
جب قندہار مین پہونچا یہ مہرالنسا پیدا ہوئی ملک مسعود تاجر قافلہ جو اکبر سے نہایت شناسائی رکھتا تھا
اوسکے احوال سے مطلع ہوا اوسنے غیاث بیگ سے نہایت اچھے سلوک کیے اور جب فتحپور مین
پہونچا تو تاجر مذکور نے غیاث بیگ کو اکبر بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور وہ حسن خدمت سے
دیوانی کابل پر نامزد ہوا اسکے بعد دیوان بیوتات ہوگیا جہانگیر نے آغاز سلطنت مین اسے مرزا اعتماد الدولہ
کا خطاب دیا اور مرزا خان بیگ وزیر الملک کے ساتھ دیوان وزارت کا شریک کیا مہرالنسا عرف
نورجہان پہلے ہی سے جہانگیر کی منظور نظر تھی مگر اکبر نے اسکو شیر افگن خان سے بیاہ دیا تھا جس کا نام
علی قلی بیگ بہادر تھا اور وہ شاہ ایران کا سفیر بھی تھا شاہ کے مرنیکے بعد وہ قندہار سے ملتان آیا
اور خانخانان سپہ سالار کے ذریعہ سے اکبر کی ملازمت حاصل کی جہانگیر نے علی قلی بیگ کو رانا

ہوگئی تھی کہ کچھ فائدہ نہوا شاہجہان سمجھا کہ اب نامہ و پیغام سے کام نہین چلسکتا۔

بقیہ صفحۂ ماقبل کی ہم مین بہادری دیکھکر شیر افگن خان کا خطاب دیا اور بردوان مین جاگیر عنایت کی جب قطب الدین خان کو کلتاش بنگالہ کا صوبہ دار کرکے رخصت کیا تو مہرالنسا کے بارہ مین اشارہ کردیا تھا خان کوکہ نے جب بنگالہ پہونچکر شیر افگن خان کو بلایا تو وہ اس امر پر مطلع ہوکر کوکہ پر حملہ آور ہوا اور کوکہ کا کام تمام کردیا کوکہ کے آدمیون نے اوسپر ہجوم کیا اور انبہ خان کشمیری نے اوسے زخمی کیا وہ باوجود بے انتہا زخمون کے اپنی جرات سے اپنے مکان تک گیا اور چاہا کہ اپنی عورت مہرالنسا کو قتل کرکے جھگڑا ختم کردے مگر مہرالنسا کی مان نے اوسے چھپاکر اس سے کہا کہ وہ تو زخمی ہونیکی خبر سنکر کنوئین مین گرگئی یہ خبر سنکر شیر افگن خان نے جان دی قتل کی تاریخ (مظلوم) ہے اسکے بعد شیخ غیاث جو خواہرزادہ قطب الدین خان کے تھے وہ مہرالنسا اور اوسکی مان اور اوسکی لڑکی جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی لیکر جہانگیر کے پاس لائے وہ چند روز بوجہ قتل کرنے کوکہ کے جو اوسکے شوہر کے ہاتھ وقتہ ہوا تھا معتوب رہی۔ بیشتر جہانگیر نے اسے سلیمہ بیگم اپنی مادر مرضعہ کو سپرد کیا تھا چند روز ناکامی رہی پھر پیام سلام ہونے لگے نورجہان نے ایک گلدستہ نرگس کا بادشاہ کے حضور مین پیش کیا اور تختی پر یہ مصرعہ لکھا ؎ نیست نرگس چشم قدرت کردشوق روئے تو ؛ جہانگیر نے اسکے جواب مین یہ مصرعہ لکھا ؎ کاش باشد نورہم در نرگس دیدوئے تو ؛ اسکے جواب مین یہ قابلانہ شعر نورجہان نے جہانگیر کو لکھکر بھیجا ؎ نورا ور چشم از روز ازل جادادہ اند ؛ بیخم اندر پردہ پنہان جمال روئے تو ؛ جہانگیر نے یہ رقعہ نورجہان کو تحریر کیا ؎ مہر روشن آہوے شیر افگن۔ کشیدہ زرکار بر حریر رومی است ملاحظہ گشت خواب است نماز خیلہ نیاز چرا باشد حجاب از عصمت بہتر نیست سخن ہاے قدسی بیگم را آویزہ گوش باید کرد ؎ با مہر و مہ کہ حسن بجاگیر دادہ اند ؛ مہرت بقلب شاہ جہانگیر دادہ اند ؛ اسکے جواب مین نورجہان نے یہ معروضہ رقم کیا۔ مہر در سایہ ظل الہ است و آہوے شیر افگن در حسرت نخچیر یک پلہ تیر در حریم شاہ عصمت بے پردہ چون شمع بے فانوس و جواب قدسی غیر عصمت نباشد باقی پردہ پوش مہر سایہ ظل آلہ بس مہر تا در خانہ قطب است از جانہ جنبد ؎

خود باپ کی خدمت مین چلنا چاہیے اور حقیقت معاملہ عرض کرنا چاہیے وہ معہ

بقیہ صفحہ ماقبل خورشید راکہ نور بجا گیر دادہ اند ؛ باصر آستان جہانگیر دادہ اند ؛ سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین جہانگیر نے نور جہان کو دیکھا پھر پرانا عشق جو شیرن ہوا اور ہزار جوشیون سے اوسکو از دواج مین لایا پہلے نور محل پھر نور جہان خطاب دیا اور اسی کیوجہ سے اسکے باپ کو وکالت کل اور چھ ہزاری منصب سے سرفراز کیا جب وہ مرنے لگا جہانگیر سرہانے آیا نور جہان نے باپ سے پوچھا یہ کون ہے اوسنے یہ بیت انوری کی پڑھی ؎ آنکہ نابینائے مادر زاد گر حاضر شود ؛ در جبین عالم آرایش بہ بیند مہتری ؛ جہانگیر کہا کرتا تھا کہ اسکی صحبت ہزار ریاضتون سے بہتر ہے۔ نور جہان بیگم حسن ظاہری کے علاوہ باطنی خوبیان بھی رکھتی تھی بڑی رسا نہایت سلیقہ شعار مدبر بیگمائے روزگار تھی بادشاہ کہتا تھا کہ جب تک وہ میرے گھر مین نہین آئی تھی زینت گھر کی نہین آئی تھی اور کتخدائی کے معنے کو نہین جانتا تھا اکثر زیور و لباس و اسباب زیب و زینت کے نور جہان نے ایجاد کیے ہین مثل دوددنی پیشواز پنجتولیہ۔ اوڑھنی بادلہ۔ کناری عطر جہانگیری۔ فرش چاندنی وغیرہ۔ جہانگیر کا قول تھا کہ مجھے بجز دو کباب اور ایک پیالہ شراب کے کچھ نہین چاہیے سلطنت سے کوئی سروکار نہین نور جہان جانے۔ تمام پروانے اور احکامات نور جہان صادر کرتی تھی حتے کہ بجاے بادشاہ کے جھروکہ مین بیٹھکر امیرون کا مجرا بھی لیا کرتی تھی سکہ اسکے نام کا تھا ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر ؛ فرمانون پر یہ عبارت ہوا کرتی تھی۔ حکم علیہ عالیہ مہد علیا نور جہان بیگم بادشاہ۔ نور جہان گشت بالفعل الہ ؛ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ؛ تیس ہزاری منصب کے موافق اوسکی جاگیر تھی جملہ متعلقین اسکے منصب خانی و ترمانی سے سرفراز تھے حتے کہ ہیر اکنیز دل آرام والی جو اسکی مرضعہ تھی بجاے حاجی کوکہ کے صدر اناث ہوئی تھی ؎ کشتہ خویش و تبار از تو تناز میزید ؛ بحسن یک تن اگر صد قبیلہ ناز کنند ؛ یہ بیگم بڑی فیاض تھی جسروز حمام جاتی تھی تین ہزار روپے کا خرچ مقرر تھا۔ مگر بمقتضاے عورت و ناقص العقلی کے جہانگیر بادشاہ کے مزاج کو شاہجہان جیسے خلف الرشید و لیعہد سے جو وارث سلطنت اور شاہ بلند اقبال کے خطاب سے سرفراز تھا منحرف کرنا چاہتی تھی سخاوت کے ساتھ بیگم مین

فوج کے اس غنیم سے بڑھا مگر اس صورت کو نورجہان نے بادشاہ کے ذہن مین
یون جمایا کہ وہ مقابلہ کو آتا ہے بادشاہ لاہور سے دہلی روانہ ہوا اور شہزادہ کے
مصاف کے واسطے ایک لشکر مہابت خان کے ہمراہ بھیجا ۱۰۳۲ھ ہجری کو
بلوچپور اور قبولپور مین دونون فوجون نے زور آزمائی کی مگر اسکے بعد شاہجہان
بمقتضائے مصلحت برہانپور چلا گیا اور شہزادہ پرویز بمشیمار لشکر لیکر جسمین تین سو
جنگی ہاتھی اور بیس ہزار سوار تھے بادشاہ کیطرف سے شاہجہان کے تعاقب مین
روانہ کیا گیا شاہجہان کے امرا نے مہابت خان سے سازش شروع کی یہ حالت
دیکھکر شاہجہان دکن کو چلا گیا اور اوڈیسہ سے تلنگانہ ہوتا ہوا بنگالہ آیا احمد بیگ حاکم
کٹک سدراہ ہوا مگر شاہزادہ نے شکست دیکر ملک بنگالہ پر قبضہ کرنا چاہا اور

بقیہ صفحہ ماقبل شجاعت بھی تھی شیرون کا شکار کھیلتی تھی چنانچہ اسکے متعلق جہانگیر نے یہ شعر
حسب حال لکھا تھا ؎ نورجہان گرچہ بصورت زن است ٭ در صف مردان زن شیر فگن است
جہانگیر نے عید کا چاند دیکھکر یہ مصرعہ پڑھا ؎ ہلال عید برا وج فلک ہویدا شد ٭ نورجہان
نے کہا ؎ کلید میکدہ گم گشت بود پیدا شد ٭ بادشاہ کے قبائے حریر مین تکمہ لعل رمانی
کو دیکھکر نورجہان نے یہ شعر پڑھا ؎ ترا نہ تکمہ لعل است در قبائے حریر ٭ شد است قطرہ
خون منت گریبان گیر ٭ یہ شعر بھی اوسی کا ہے ؎ کشاد غنچہ اگر از نسیم گلزار است ٭
کلید قفل دل ما تبسم یار است ٭ بعد انتقال جہانگیر کے نورجہان نے بجز سفید لباس کے دوسرا
کپڑہ نہ پہنا اور مجالس شادی مین نہ بیٹھی شاہجہان نے دو لاکھ سالانہ روپیہ مقرر کر دیا تھا
لاہور مین رہا کرتی تھی ۱۹ سنہ جلوس شاہجہانی مطابق ۱۰۵۵ھ ہجری کو ۷۲ برس کی عمر مین
انتقال کیا اور اپنے بنائے ہوئے مقبرہ مین واقع لاہور مین مدفون ہوئی راقم مقبرہ پر گیا ہے
سکھون نے ۱۸۵۷ء کے غدر مین شکست وتاراج کر دیا تھا۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

وہ بھاگ کر ابراہیم خان فتح جنگ صوبہ دار بنگالہ کے پاس پہونچا اور ابراہیم خان یہ خبر سنکر جہانگیر نگر عرف ڈاکہ سے نہایت جلد آلات حرب اور مست ہاتھی لیکر اکبر نگر جسکو پیشتر راج محل کہتے تھے آیا اور اپنے بیٹے کے مقبرہ کے حصار کو لشکر گاہ بنایا اور وہان سے جنگی بیڑے جو اسکے پاس تھے انکے ذریعہ سے دریاے گنگ اوتر کر دریا کے کنارہ اپنا خیمہ لگایا شاہجہان نے اوسکو برسر پرخاش جانکر ایک فرمان لکھا کہ اگر تیری مرضی دار الخلافت جانیکی ہو تو بلا مزاحمت چلا جا اگرچہ میرے نزدیک اس ملک کی وسعت ایک نگاہ کی جولانگاہ سے زیادہ نہین ہے اس ملک مین جو جگہ تیرے پسند ہو وہ تجکو دیدیجاے اوسنے جواب دیا کہ یہ ملک آپکے بزرگون نے میرے سپرد کیا ہے مین بلا اجازت نہین دیسکتا چونکہ بغیر کشتیون کے دریا کا عبور نہین ہو سکتا تھا اسلیے **دریا خان پانسو پٹھانون کو لیکر آگے بڑھ گئے** اور تیلیہ راجہ نے جو غیر مشہور راستہ بتایا تھا اوسطرف سے اپنی جماعت کو لیکر پہونچگئے ابھی دس بارہ گھوڑے بھی دریا کے اوسطرف نہ پہونچنے پائے تھے کہ ابراہیم خان صوبہ دار بنگالہ کی فوج نے دریا خان کی فوج کو روکا مگر دریا خان نے نہایت دلیری سے مقابلہ کیا اور ثابت قدمی اختیار کی عبد اللہ خان فیروز جنگ بھی یہی چاہتے تھے کہ مین بھی شہزادہ کے لشکر کو اوسی راہ سے کہ جس راستے سے دریا خان لشکر کو لیگئے ہین لیجاؤن مگر اسحالت کو دیکھکر وہ نہ بڑہ سکے دوسری راہ کیطرف متوجہ ہوے ابراہیم خان نے احمد بیگ خان کو اپنی فوج کی کمک کے لیے بھیجا جب شاہجہان نے یہ خبر سنی تو اسنے راجہ بھیم کو متعین کیا کہ عبد اللہ خان کو ہمراہ لیجاکر دریا خان تک پہونچاؤ

ہنوز یہ کوئی نہ پہونچ سکے کہ دریا خان نے دو مرتبہ مقابلہ کیا اور چقپاش دیکر مخالف کو بھگا دیا مگر پا پیادہ ہونیکی وجہ سے تعاقب کرکے گرفتار نہ کرسکے ابراہیم خان احمد بیگ خان کی شکست کے بعد دوبارہ خود مقابلہ کے لیے بڑہا اور دریا سے اوتر کر ایسی جگہ جسکے ایک طرف دریا اور دوسری جانب جنگل تھا اپنی فوج جمع کی سید نور اللہ آٹھ سو سوار اور احمد بیگ خان سات سو سوار لیکر اور خود اوسکے ساتھ ہزارون سوار پیادے تھے آگے آیا دونون طرف سے جنگ شروع ہوئی سید نور اللہ تو مقابلہ کی تاب نہ لایا اپنی جگہ سے بھاگ کر احمد بیگ خان کے پاس پہونچا اور احمد بیگ خان نہایت پامردی سے لڑکر زخمی ہوا ابراہیم خان یہ حال دیکھکر دوڑا مگر اوسکے ساتھی شاہجہان کے بہادرونکی ضربون کا صدمہ نہ برداشت کرسکے اور بے اختیار بھاگے اور سب انتظام بگڑ گیا چار و نطرف سے اسپر آدمیون کا ہجوم ہوا اور ابراہیم خان گھر کر قتل ہوا شاہجہان کو فتح نصیب ہوئی تمام سامان و ہاتھی و گھوڑے شاہزادہ کی سرکار مین ضبط کیے گئے اور چالیس لاکھ روپیہ نقد ہاتھ آیا **شاہجہان نے ایک لاکھ روپیہ نقد اور چند ہاتھی دریا خان کو عنایت کرکے شاہانہ نوازش سے سرفراز کیا** اور بنگالہ کی حکومت داراب خان پسر[1] خانخانان

[1] خانخانان کا نام مرزا عبد الرحیم تھا بیرم خان اسکا باپ اور جمال خان میواتی کی بیٹی اسکی ماں تھی یہ ۹۶۴ھ کو لاہور مین پیدا ہوا جب اسکا باپ گجرات مین ایک افغان کے ہاتھ سے شہید ہوا تو یہ چار سال کا تھا محمد امین دیوانہ اور زنبور مرزا نے اسکی والدہ کو وہانسے آشوب سے نکالکر احمد آباد پہونچا دیا ۱۰۰۴ھ جلوس مین اکبر نے اسے آگرہ طلب کرلیا اور خود پرورش کیا مرزا خانی

کو دیکر پٹنہ کیطرف روانہ ہوا جب صوبہ بہار بھی شاہجہان کے قبضہ مین آگیا تو

بقیہ صفحہ ماقبل خطاب دیکر باد بانو حشیۂ خان اعظم سے انکا نکاح کردیا ۱۰۲۱ھ جلوس مین صوبہ داری گجرات کی عطا ہوئی ۱۰۲۳ھ جلوس مین حضوری بادشاہ مین جو خدمت میر عرضی کی تھی عنایت ہوئی ۱۰۲۸ھ کو شہزادہ سلیم عرف جہانگیر کی اتالیقی عنایت ہوئی مظفر گجراتی کی فتح تک جو کچھ اسکے پاس تھا کل تقسیم کردیا ایک قلمدان باقی تھا ایک شخص آیا وہ اسکو دیدیا ۱۰۳۴ھ مین وقایع بابری کا ترجمہ اغلے ترکی سے فارسی زبان مین کیا اکبر بادشاہ نے نہایت تحسین کی ۹۹۸ھ ہجری مین وکالت بادشاہی کا منصب عطا ہوا اور جونپور اسکو دیا گیا ۹۹۹ھ مین صوبہ ملتان اسکی جاگیر مین مقرر کیا گیا صوبہ ٹھٹھہ کی فتح بھی اسنے کی ملا شکیبی نے مثنوی فتح کی لکھی اسنے صلہ مین اسکو ہزار اشرفی انعام مین دی خانخانان قابلیت و استعداد مین یکتاے روزگار تھا عربی فارسی ترکی ہندی جملہ زبانونمین دستگاہ کامل رکھتا تھا اسکی شعر فہمی مشہور تھی فیاضی علی ہمتی مین ضرب المثل تھا تمام زبانونمین گفتگو کرتا تھا ایک مرتبہ بجاے پیادے کے سوار کی تنخواہ پر دستخط کردے پھر بدلنا کیسا کرشان سمجھا ہزار دام کی جگہ ہزار روپیہ اسے دیدے شعرا کو مگر سونے کے ہموزن تلوادیا ملا نظیری کو لاکھ روپے دیدیے فقرا علما صلحا کو باعلان رقم کثیر دیتا تھا اسکے عہد مین اہل کمال مثل عہد سلطان حسین اور میر علی شیر کے جمع تھے شجاعت و سخاوت و دانشمندی و تدبیر ملکی مین سرآمد زمانہ تھا عہد اکبری کا امراے اعظم تھا اسکا نام نامی ہمیشہ صفحۂ دنیا پر باقی رہیگا۔ فتح گجرات تسخیر سندھ شکست سہیل خان بیجاپوری اسکے کارنامے ہین مخبر بہت رکھتا تھا بعض باتین اور چیزین اسکے یہان ایسی استعمال ہوتی ہین کہ بجز شاہزادونکے اور کوئی انکو استعمال نہ کرسکتا تھا۔ باپ اسکا شیعہ تھا مگر یہ اظہار اہلسنت کرتا تھا شاہنواز خان داراب خان مرزا رحمن داد اسکے بیٹے تھے جب مرزا امراللہ اسکا بیٹا مرا ہے تو اوسکا داغ ہوگیا ایک کسبی جمال تھی اس سے اسکے مرنیکا ہر وقت قصہ کہکر تعزیت کیا کرتا تھا مگر حضرت شاہ عیسے سندھی کی تسلی دہی سے اسکے دلکو قرار آگیا محمد فہیم راجپوت کا لڑکا اسنے متبنہ کیا تھا وہ ایسا متقی تھا کہ تادم واپسین تہجد و اشراق قضا نہوئی۔ وہ درویش دوست تھا مگر تند مزاج ہمیشہ صداے تازیانہ بلند رہتی۔ خانخانان کا تخلص رحیم تھا۔ ۷۵ لاکھ روپیہ اسکا

دریاخان وعبداللہ خان کو اپنے لشکر کا پیش خیمہ بنا کر الہ آباد کو پیشتر روانہ کیا اور اسکے بعد خود معہ پسر و دختر شاہنواز خان کے الہ آباد کیطرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین اکثر اس صوبہ کے جاگیرداروں نے حاضر ہوکر شاہزادہ کی ملازمت حاصل کی اور قلعہ رہتاس کو سید مبارک قلعہ دار نے نہایت خوشی سے شاہجہان کے حوالہ کیا اور خود اسکی نوکری بھی اختیار کی شاہجہان نے تمام ممالک شرقی پر فتح حاصل کرکے اپنا قبضہ کرلیا **صوبہ اودہ کا حاکم دریاخان کو کیا** اور صوبہ الہ آباد عبداللہ خان کے سپرد فرمایا جب نورجہان نے یہ اخبار متوحش سنے تو اوسنے شاہزادہ پرویز کو بادشاہ کیطرف سے شاہجہان کے مقابلہ کو بھیجا اور مہابت[1] خان سپہ سالار کو اسکا اتالیق کرکے ساتھ کیا اور تمام سرداران شاہی جنکو شاہجہان نے

بقیہ صفحہ ماقبل ۱۰ اکی نااتفاقی سے جنگ دکن مین ضائع ہوا مگر قلعہ احمدنگر چھین کر نظام شاہ کو برہانپور مین اکبر بادشاہ کے پاس لایا اور اوسکی دختر جانان بیگم شاہزادہ دانیال کو منسوب تھی ۱۰۰۲ھ مین اسکی بیوی ماہ بانو کا انتقال ہوا لاہور مین بیمار ہوکر ۱۰۳۶ھ ہجری مین ۷۲ برس کی عمر مین خانخانان نے انتقال کیا دہلی مین ہمایون کے مقبرہ کے قریب دفن ہوا راقم مقبرہ پر گیا ہے خان سپہ سالار کو تاریخ وفات ہے۔

[1] مہابت خان کا نام زمانہ بیگ تھا یہ غیور بیگ کابلی کا لڑکا تھا سادات صحیح النسب امام موسی رضا کی اولاد سے ہے اسکا باپ شیراز سے کابل آیا اور وہین اکبر شاہ کا ملازم ہوا لڑکپن مین جہانگیر کی ملازمت مین بہت جلد شاگرد پیشہ ہوگیا جب جہانگیر راجہ اودیہ سے ناخوش ہوا یہ راجہ کے لشکر مین پہونچکر اسکے آدمیون سے بولا کہ تم ہٹ جاؤ مجھے بادشاہ کا حکم تنہائی مین سنانا ہے چنانچہ راجہ کا سر کاٹکر شال مین لپیٹکر بغل مین دبا لایا بادشاہ نے لشکر کے لوٹکا حکم دیدیا کل لشکر منتشر ہوگیا۔ زمانہ بیگ کو مہابت خانکا خطاب ہوا سہ ہزاری منصب سے صوبہ دار کابل ہوا آصف خان کی عداوت سے یہ عراق چلا جانا چاہتا تھا شاہ عباس صفوی نے

اپنی رفاقت مین لے لیا تھا اونکے نام فرامین معافی قصور جاری کرا کے شاہی

بقیہ صفحہ ماقبل ایران طلب بھی کیا تھا مگر خان زمان اسکے بیٹے نے نہ جانے دیا جب مہابت خان صوبہ داری برہانپور سے صوبہ داری بنگالہ پر راضی نہوا تو آصف خان نے ایک ہزار سوار اسکے پکڑ لانے کے واسطے بھیجے ناچار یہ چلا کچھ امرا بھی ہمراہ لانا چاہتا تھا مگر فاضل خان دیوان دکن نے سب سے کہدیا کہ یہ معتوب شاہی ہے اسوجہ سے کوئی ساتھ نہ آیا صرف اسکی جماعت چھ ہزار ہمراہ تھی جہانگیر کابل کے ہنگامہ کو جا رہا تھا اسکی حاضری کی اطلاع ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ تا ادائے مطالبہ شاہی حضوری نہین حاصل ہوسکتی اور یہ سنے بھی سنا کہ جب بادشاہ کابل سے اترے گا تو مجھے کشتی مین بٹھا لیگا بعدہ قید کرا دیگا اور حکم ہوا کہ فوج سے نہ ملنے پاے یہ ہوشیار ہو گیا جب کل لشکر اوتر گیا اور بادشاہ تنہا رہ گیا تو اسنے ایک ہزار پل کی حفاظت کو بھیجدیے اور راستہ مین شہریار اور داورنخش شہزادہ کو ہمراہ لیلیا اور دولتخانہ بادشاہی مین بلا اجازت پہونچگیا اپنے آدمی پہرے کے لیے دروازہ پر بٹھا دیے جب مہابت خان کے راجپوت غسلخانہ مین گھس آے مقرب خان نے اس سے کہا کہ او کوڑھی یہ کیا بے ادبی کرتا ہے بلکہ ایک لکڑی اسنے اسکے سر پر ماری خون بہنے لگا اسوقت بادشاہ نے غلبہ غصہ مین دو مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا مگر میر منصور بخشی نے عرض کیا کہ یہ وقت حوصلہ آزمائی کا نہین ہے مہابت خان نے التماس کی کہ صلاح دولت یہی ہے کہ حضور شکار کے لیے چلیے اپنے ہاتھی پر بادشاہ کو سوار کرا کے اپنے گھر لے گیا اپنے بیٹون کو بادشاہ پر تصدق کیا اور بہت کچھ اوسپر نثار کیا اسکے بعد شہریار کے گھر لے گیا جب نورجہان نے یہ سنا کہ مہابت خان نے بادشاہ کو اپنے قابو مین کر لیا غصہ و ندمت سے اوسکی حالت نہ پوچھو امیرونکو بہت ملامت کی کہ تنہا بادشاہ کو کیون چھوڑا مگر پل ٹوٹ چکا تھا تاہم نورجہان نے اپنا ہاتھی دریا مین ڈالدیا اور چار ترکش تیرون سے خالی کر دیے جب مخالفون نے حملہ کیا بیگم کی فوج کے قدم نہ جمے آصف خان قلعہ مین چلے گیے مہابت خان نے خلیل اللہ خان کو حلف دیکر ہمراہ لے لیا اور کل مہابتی ملکی و مالی اپنے سامنے فیصل کرا تا اور سبکو بیدخل کر دیا جب بادشاہ کابل پہونچا تو راجپوتی

عنایت کا امیدوار کیا جب دریا خان وعبداللہ خان شاہجہان سے پیشتر الہ آباد

بقیہ صفحہ ماقبل وجہ سے مہابت خان کا غلبہ کم ہوگیا اسکے بعد شاہجہان کے تعاقب مین بھیجا گیا اسنے شاہزادہ سے معافی مانگی جب جہانگیر کا انتقال ہوگیا اور شاہجہان دکن سے آگرہ تخت نشینی کے لیے آرہا تھا اور اجمیر مین خواجہ بزرگوار کے مزار پر شاہجہان حاضر ہوا تو مہابت خان نے قرآن مجید قبر شریف کے تعویذ پر رکھکر عرض کیا کہ میری مراد الحمدللہ پوری ہوگئی اب فرمادیجیے کہ اگر میری خطا معاف کیجاے تو حضور قسم کھاکر خواجہ بزرگ کو درمیان مین دین یا تو فدوی کو کعبہ شریف جانیکی اجازت دین ورنہ کل آصف خان مجھے زندہ نہ چھوڑیگا بادشاہ نے اوسکی تسلی فرمادی اور جلوس کے بعد خانخانان خطاب اور منصب ہفت ہزاری مرحمت کیا اکثر صوبہ داری کابل اور دکن پر سرفراز ہوا دکن مین اسنے بڑے بڑے کام کیے ساہوجی کی گوشمالی کی اور جب نظام شاہی اور عادلشاہی فوجین اسکے سر پر آگئی ہین تو یہ ایسا لڑا کہ دکن مین ایسی کم لڑائی ہوئی ہوگی اور قلعہ ماکوٹ اسنے چھین لیا یاقوت خان حبشی مارا گیا غنیم بھاگ گئے فتح خان نظام الملک کو جو بچہ تھا لیکر برہانپور آیا شاہجہان نے پانچ لاکھ روپیہ اس فتح کے صلہ مین مہابت خان کو دیے اور اس مہم مین بیس لاکھ روپے صرف ہوے پچیس لاکھ روپے غزانہ شاہی مین داخل کیئے اور قلعہ دولت آباد کو پیش کیا اور حسب درخواست اسکے جب شجاع دکن گیا اور اسنے بیجاپور پر چڑہائی کی اسوقت ساہوشاہی اور نظام شاہی اور عادلشاہی کل فوجین مقابل آئین اور یہ ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ دو سو برس کے اندر ایسی جنگ نہین ہوئی تھی مہابت خان اپنی جگہ سے نہ ہٹا قریب تھا کہ اسکا کام تمام ہوجاتا کہ خان دوران اسکی مدد کو آگیا اور سب کو پر آگندہ کردیا جب خان دوران خان اور اوس سے نااتفاقی پیش آئی تو اسنے مجلسون مین بار بار کہا کہ مینے مہابت خان کی جان بچادی اسی مہم مین آگ لگ جانے سے دس ہزار آدمی اور تیس ہزار جانور جل گئے تھے سیدی مرجان وغیرہ سردار غنیم کے مارے گئے مگر برسات سر پر آجانے سے یہ جنگ ختم نہوئی اسنے لاکھون روپیہ بنجارون کو جانورون کے لیے دیے مہابت خان اس مہم کی بدنظمی سے معتوب شاہی ہوا اس لڑائی کی ناکامی سے اسے ایسا غم ہوا کہ دق ہوگئی پرہیز نہین کرتا تھا

الیطرف روانہ ہوے تو عبداللہ خان نے الہ آباد مین لشکر آراستہ کیا اور قلعہ الہ آباد
کے ارد گرد انتظام کیا اور دریا خان نے اپنا لشکر ناکپور مین دریاے گنگا کے کنارہ
جمایا عبداللہ خان نے دریا خان کو مدد کے لیے بلایا مگر دریا خان نے جانا پسند
نہ کیا اسوجہ سے دونون سردارون مین کدورت پیدا ہو کر نا اتفاقی ہو گئی اس ضمن
مین مہابت خان معہ سلطان پرویز کے دریاے گنگا کے کنارہ آگیا دریا خان نے
جنگی بیڑے اور توپخانہ عبداللہ خان کے پاس سے منگایا تاکہ جملہ راستے بند
کر کے لشکر بادشاہی کو روک دیا جاے اور وہ نہ اترنے پاے مگر عبداللہ خان
نے قصداً نفسانیت سے توپخانہ وغیرہ نہ بھیجا اس باہمی نا اتفاقی سے شاہجہان
کا کام بگڑ گیا اسعرصہ مین مہابت خان کشتیان فراہم کر کے دوسرے راستہ
سے اتر آیا دریا خان ناچار ہوے اور راجہ بھیم اور عبداللہ خان جو جونپور مین جمع

بقیہ صفحہ ماقبل اور کہتا تھا کہ نجوم سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس مرض سے میری جانبری ممکن
نہین ہے قلعہ پرینده کے لینے مین جب بھی سستی نہ کی برہانپور سے نکلا تھا کہ نالہ موہن پر ۴۲ سنہ
کو انتقال کیا۔ پہ سالار رفتہ تاریخ ہے کل اپنے ترکہ کی فرد بنا کر اپنی خانم کو دیدی کہ بادشاہ
کی خدمت مین پیش کرنا اور کل مال میرا بادشاہ کو بھیجدینا حسب وصیت جنازہ شاہ مردان دلی
مین دفن ہوا شاہجہان نے بجز ہاتھیون کے سب ترکہ اسکے بیٹون کو دیدیا نقدی تھوڑی تھی کروڑ
روپیہ سالانہ اوسکی آمدنی تھی سب خرچ کر ڈالتا تھا مرد صاحب ہمت تھا ایرانیون کی صحبت
کا عاشق تھا خانجہان خان لودی پر معترض تھا کہ اوسمین فیاضی نہ تھی خوراک بالکل معمولی
پوشاک بالکل سادہ پانچ روپے سے زیادہ نہوتی ہاتھیون کا بہت شوق تھا انکو چاول کھود
کے اور ولایتی خربزہ کھلاتا تھا۔ جوتش اور نجوم مین کامل تھا آخر مین شیعہ ہو گیا تھا سفاکی
اسکی مشہور ہے۔ صوم وصلوۃ کا بھی پابند نہ تھا اسکے بیٹے خانزمان امانی لہراسپ مرزا دلیر ہمت
بہروز افراسیاب تھے اسکا دیوان کاکا پنڈت تھا۔

ہوے تھے جاکر اونسے ملے اور وہان سے شاہجہانی افسر اتفاق کرکے بنارس
پہونچے اور وہان بادشاہی لشکر سے مقابلہ کرکے نالہ تونس پر معرکہ آرائی ہوئی
جب بادشاہی لشکر کیطرف غلبہ کے آثار ظاہر ہوے تو دریا خان کی نئی فوج
جو انکی سختی سے آزردہ خاطر تھی میدان جنگ سے بھاگ گئی اور دریا خانکے
داہنے فوج کا اگلا حصہ وہ بھی کنارہ کش ہوگیا دونون طرف سے سخت مقابلہ
ہوا راجہ بھیم معہ اپنے راجپوتون کے بادشاہی لشکر کو چیرتا پھاڑتا ہوا شہزادہ
پرویز کے قریب پہونچگیا اور ستائیس زخم کھاکر کام آیا اس گڑبڑ مین شاہجہان کے
لشکر کا انتظام بگڑ گیا اور اسکے گرد بجز قورچیون کے اور کوئی نرہا بادشاہی فوج نے
پرکار کیطرح شاہجہان کو اپنے حلقہ مین لے لیا ایک تیر بھی شاہزادہ کے گھوڑے
کے آکر لگا اور شاہجہان نے پیادہ ہوکر لڑنے کا ارادہ کیا اسوقت عبداللہ خان نے
جانا کہ شاہجہان میدان نہین چھوڑیگا نہایت خوشامد سے اپنے گھوڑے پر سوار
کراکے وہان سے قلعہ رہتاس کو جہان کہ اوسنے اہل محل کو چھوڑا تھا شاہجہان کو
لے گیا قریب چالیس ہزار کے بادشاہی لشکر اور قریب دس ہزار کے
شاہجہانی لشکر تھا۔

ظفرنامہ مین ہے کہ شاہجہان اپنے باپ کی فوج سے لڑنا مکروہ جانتا تھا مگر مجبور تھا
آخر شاہجہان نے معافی چاہی اور جہانگیر نے اسکو لکھا کہ قلعہ رہتاس اور قلعہ اسیر
حوالہ کردو اور داراشکوہ و اورنگ زیب کو میرے پاس بھیجدو تو تمھاری تقصیر معاف
ہوجائے گی چنانچہ اوسنے ہر دو شاہزادے معہ دو لاکھ روپے کے ۳ جمادی الثانی
۱۰۳۷ ہجری کو جہانگیر کے پاس روانہ کردیے اور جب شاہجہان نے یہ دیکھا

کہ میری جمعیت ٹوٹ گئی اور تھوڑے آدمی میرے ساتھ رہگئے تو وہ بھی مصلحتاً دکن کو چلا گیا دریا خان بھی شاہزادہ کے ہمرکاب گئے اور جنیر تک ساتھ رہے لیکن وہانسے شاہجہان سے جدا ہوکر خانجہان خان لودی صوبہ دار دکن کے پاس چلے گئے بعض روایت مین ہے کہ دریا خان کے نام بھی بادشاہی فرمان عفو تقصیر کے بابت اور خانجہان خان لودی کا خط پہونچا لہذا دریا خان نے بھی علحدگی اختیار کی لیکن اسقدر وضعداری برتی کہ لشکر بادشاہی کے ساتھ ہوکر شاہجہان کے مقابلہ پر آنا بھی گوارا نہ کیا اس عرصہ مین شاہجہان کے ایام نحس ختم ہوچکے تھے پانچ سال تک اسنے زمانہ کے بڑے نشیب و فراز دیکھے مگر ان سب تغیرات کو نہایت کشادہ روی سے اور ثابت رائے سے انجام کو پہونچایا اور کبھی جبین بجبین نہوا۔

جہانگیر کا مرنا اور شاہجہان کا تخت نشین ہونا اور دریا خان کا دوبارہ منصبدار ہونا

نورالدین جہانگیر بادشاہ کشمیر سے واپس آرہا تھا کہ لاہور کے قریب ۲۲ سال ۸ ماہ سلطنت کرکے ۵۸ برس کی عمر مین ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو انتقال کرگیا یہ خبر سنکر

۱؎ جہانگیر کے مرنیکی تاریخ ملا کشفی نے ۵ جہانگیر از جہان رفت لکھی۔ اس بادشاہ کے مرنیکے بعد بڑا انقلاب ہوا شاہجہان کی تخت نشینی مین بڑے جھگڑے پیش آئے نورجہان جہانگیر کے جنازہ کو لاہور مین دا، الثغلب کے مرض مین مبتلا تھا اسنے اسکو پہلے

۸ جمادی الثانی سنہ مذکور کو شاہجہان برہانپور دکن سے دار الخلافت آگرہ آکر پہلے شاہزادگی والے مکانمین ٹھہرا اسکے بعد ساعت مقررہ پر گھوڑے پر سوار ہوکر قلعہ مین آیا اور دوشنبہ کے دن ۳۷ برس کی عمر مین سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا ارکان سلطنت نے مبارکباد دیکر نذرانین گذرانین اور منبر پر شاہجہان بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اوسنے سرداروںکو انعام و منصب سے سرفراز کیا۔

بقیہ صفحۂ ماقبل جہانگیر کے مرنیکی اطلاع دیدی تھی شہریار نے ستر لاکھ روپیہ خرچ کرکے ایک لشکر تیار کیا مگر آصف خان جو نورجہان کا بھائی تھا وہ اپنے داماد شاہجہان کی تخت نشینی کی فکر مین مصروف ہوا اوسنے شہزادہ داوربخش عرف بلاقی کو جو خسرو کا بیٹا تھا قید سے نکالکر شہریار کے مقابلہ کے لیے تخت پر بٹھلا دیا ارادت خان میربخشی کو ملالیا اور بنارسی دار و غہ جیلخانہ کو جو تیزروی مین مشہور زمانہ تھا شاہجہان کے پاس دکن بھیجدیا کہ وہ اکر فوراً اگرہ مین تخت نشین ہوجاوے اور جلدی مین کچھ لکھ نہ سکا صرف اپنی مہر دیدی وہ بیس روز مین دکن پہونچا اور شاہجہان مطلع ہوکر اگرہ آگیا اور ہر آصف خان نے نورجہان کے پاس لوگون کی آمد و رفت بند کردی داراشکوہ و اورنگ زیب کو نورجہان کے پاس سے لے آیا اور اپنی تھوڑی فوج سے مقابلہ کیا اور شہریار کی ناتجربہ کاری سے پہلے حملہ مین بھاگ گئی شہریار کو قلعہ سے پکڑوا بلوایا اور خواجہ سرا فیروز کے لیکر الہ وردی خان کے حوالہ کردیا اور وہ رسی مین کمر باندھ کر داوربخش کے روبرو حاضر کیا گیا دو روز کے بعد اسکی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھیر کر نابینا کردیا اسکے بعد ۲۲ ربیع الثانی کو حسب منشاء شاہجہان کے داوربخش کو قید کرکے شاہجہان کا خطبہ پڑھا گیا اور ۱۶ جمادی الاول کو وہ معہ گرشاسپ اور اسکے بھائی اور شہریار و طہمورث اور ہوشنگ جو سلطان دانیال کے فرزند تھے قتل کیے گئے اور شاہجہان مستقل بلا کسی دعویدار کے بادشاہ ہوا۔ اسکے بعد آصف خان معہ شاہزادون کے ۱۲ رجب کو شاہجہان کے حضور مین حاضر ہوا یمین الدولہ اور عمو کے لقب اور بہ ہزاری منصب اور پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر مرحمت ہوئی اور وکالت مطلق اور مہر سلطنت اسکے سپرد ہوئی ایک من شاہجہانی تول اسکے خوراک تھی ڈھائی کروڑ کا اسنے ترکہ چھوڑا ہر علم مین دخل تھا ۱۰۵۱ھ مین بمقام لاہور انتقال کیا راقم اسکی قبر پر فاتحہ خوانی کو گیا ہے۔ نواب شائستہ خان اور تاج محل زوجہ شاہجہان اسکی اولاد مین تھے۔

جو امر امعتوب تھے اُنکے قصورات معاف کیے اور خلعت و انعامات سے سربلند ہوے دریا خان بھی حاضر ہوے شاہجہان نے انکا قصور بھی معاف کیا اور خلعت خاصہ[۵۱] اور منصب چار ہزاری[۵۲] ذات اور تین ہزار سوار سے ممتاز فرمایا اسکے بعد ۱۵ ذی الحجہ ۳۷ سنہ ہجری کو دوبارہ شاہجہان بادشاہ نے دریا خان کو خلعت خاصہ اور جمدھر مرصع اور اسپ بازین مطلا اور ایک ہاتھی اور بیس ہزار روپیہ نقد عنایت کرکے سرفراز کیا۔

اور انکے لیے یہ حکم صادر کیا کہ تمھارے لیے صوبۂ دکن مین جاگیر مقرر کیگئی اور یہ وہان رخصت کیے گئے۔ یہ کل مضمون بادشاہنامہ مصنفہ ملا عبد الحمید لاہوری کا ہے اور ماثر الامرا مین ہے کہ دریا خان کی جاگیر بنگالہ مین بھی مقرر ہوئی تھی اور قاسم خان صوبہ دار بنگالہ کے ہمراہیون مین متعین کیے گئے تھے جبکہ دریا خان کی جاگیر صوبہ خاندیس مین تھی اس زمانہ مین دریا خان دکن مین موجود تھے اور وہان انھون نے شاہجہانی سلطنت کے خدمات خوب ادا کیے تھے۔

---

۵۱ درین ہنگام کہ قوایم اورنگ جہانبانی بجلوس مقدس اسمانی پایہ شد آن بدمست بادیہ بے خردی از کردار ناپسندیدہ خود شرمندہ و از اطوار ناپسندیدہ ندامت کشیدہ ہزاران ضرعت بدرگاہ عرش جاہ آمدہ حضرت از جرایم او اغماض نمودہ اورا بخلعت و منصب چار ہزاری ذات سہ ہزار سوار سرفراز گردانیدند۔ بادشاہنامہ صفحہ ۲۰۳۔

۵۲ دریا خان روہلہ را بعنایت خلعت و جمدھر مرصع و اسپ بازین طلا و فیل و بست ہزار روپیہ سرفراز ساختہ بدکن دستوری دادند و حکم شد کہ جاگیر او درہمان صوبہ تن شود بادشاہنامہ صفحہ ۲۲۶۔

۵۳ تیولش در صوبہ بنگال مقرر گشتہ بہمراہی قاسم خان صوبہ دار آنجا تعین گردید و بعد ازان پرگنہ بنادر وغیرہ صوبہ خاندیس جاگیر یافتہ بسیاق دکن مامور شد از ماثر الامرا صفحہ ۲۰ تذکرۂ دریا خان۔

جہانگیر کے مرنیکے بعد خانجہان لودی نے بالاگھاٹ کے چند پرگنے نظام الملک کو دیدیے تھے جب شاہجہان نے وہ پرگنے طلب کیے تو نظام الملک نے وہ جملہ پرگنے بادشاہی آدمیون کے سپرد کردیے اور یہ عرضداشت بھیجی کہ سید کمال قلعہ دار بیرا اپنے پرگنہ کو قبضہ سے نہین چھوڑتا اور وہ میرے کہنے مین نہین ہے شاہجہان نے یہ سنکر خانزمان کو ایک لشکر جرار دیکر بھیجا قلعہ دار مذکور نے وہ پرگنہ جسکی آمدنی پچیس لاکھ تھی نہایت عاجزی سے پیش کیا جب نظام الملک نے یہ حال دیکھا تو ازراہ شرارت اوسنے ساہوجی مرہٹہ کو ورغلایا اور وہ بادشاہی ممالک مین غارتگری کو آیا اور چھ ہزار سوار اور ایک جماعت پیادونکی دولت آباد سے لایا اوسوقت دریاخان اپنی جاگیر محال شاوہ سے مثل آندھی اور بجلی کے ساہوجی کے سر پر آگئے اور اسکو ایسی سخت کوشمالی دی کہ وہ عاجز ہوگیا دریاخان نے اوسے بادشاہی حدود سے باہر نکالدیا اس خبر کو سنکر شاہجہان دریاخان سے نہایت خوش ہوا۔ اسکے بعد ۳۰ سنہ ۳۰ ہجری مین بماہ شعبان[۲] دریاخان کے منصب مین اضافہ ہوا اور ہزار سوار کا اضافہ ہوکر چار ہزار سوار کیے گئے۔

[۱] دریاخان روہلہ کہ دران ایام جاگیردار شاوہ و آن نواحی بود مثل باد وزان وسیل دمان بآن خاکساران باد یہ پیمایان کہ میان دو آب بیتی و یورنہ نربدا در آمدہ خاک ادبار بر فرق روزگار خود میریختند رسیدہ و بجنگ و پیکار ماشعل داد ازان ملک برآورد ۱۲-۲۵۱- بادشاہنامہ۔

[۲] ہشتم شعبان دریاخان روہلہ باضافہ ہزار سوار منصب چار ہزاری چار ہزار سوار سرفراز شد ۲۹۰ بادشاہنامہ

ابتک دریاخان کا ستارہ بلندی پر چمکتا تھا اب ترقی سے اونکا تنزل شروع ہوا
تقدیری اتفاق کو دیکھیے کہ وہ خانجہان خان لودی جسکی بدولت دریاخان نے بڑا
مرتبہ پایا اوسیکی دوستی و اتحاد کی بدولت دریاخان نے سخت مصیبتین بھی اوٹھائین
یہانتک کہ اپنی جان سے ہاتھ دہوئے مگر اپنی ذاتی وضعداری و وفاداری سے
اوسکا ساتھ نہ چھوڑا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خانجہان خان شاہجہان کے
مخالفت کے زمانہ مین نورجہان کا مشیر و طرفدار تھا جب شاہجہان بادشاہ ہوا تب
اوسنے یہ خیال کرکے کہ اب بجز اطاعت کے چارہ نہین ہے ایک عرضداشت اظہار
اطاعت کی بادشاہ کے حضور مین ارسال کی بادشاہ نے بھی اوسکے حالات ماسبق
سے درگذر کرکے معافی قصور کا فرمان اور خلعت وغیرہ بھیجدیا اور اسے اوسکی جاگیر
پر بدستور سرفراز رکھا جسقدر بادشاہی مکرمت کا اظہار ہوتا تھا اوسیقدر اسکی بدگمانی
ترقی پکڑتی تھی بالآخر نوبت بانجا رسید کہ ایک روز کھلم کھلا بغاوت اختیار کرکے مع
عزیز و رفقا کے دارالسلطنت آگرہ سے نکل گیا دریاخان نے بھی اسکا ساتھ اختیار کیا
دریاخان کے متعلق تین روایتین ہین **اول** یہ کہ دریاخان اس زمانہ مین دکن مین
تھے جب خان جہان خان دکن پہونچا تو اوسنے انکو تعیناتی مقام سے اپنے ساتھ
لے لیا **دوسری روایت** یہ ہے کہ آگرہ سے خانجہان خان لودی کے ساتھ
دریاخان روانہ ہوے **تیسری روایت** جسکو دریاخان کے خاندان والے
زیادہ معتبر سمجھتے ہین یہ مشہور ہے کہ جس رات خانجہان خان آگرہ سے بھاگا تو اسکی
صبح کو حسب معمول دریاخان حاضر دربار ہوے اسوقت بادشاہ غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا
تھا جو سردار آتے جاتے تھے خانجہان خان کے مقابلہ پر مامور ہوجاتے تھے

دریاخان جب سامنے آئے تو اونکا ربط ضبط خانجہان خان کے ساتھ اور نیز دریاخان کا ایک مرتبہ باغوائے خانجہان منحرف ہوجانا بادشاہ کو یاد آیا اُسنے عالم غیظ مین دریاخان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ **اے دریاخان شنیدہ ام اونگ افغانستان از گورستان میخیزد تو کہ با نام و نشان ہستی درینوقت مصیبت شریک یار وفادار نہ شدی** دریاخان نے اسکے جواب مین دست بستہ عرض کیا **بلے پیر و مرشد۔ الامر فوق الادب** یہ کہکر اوسیوقت کھڑے ہوگئے اور مکان پر اپنا مال واسباب اور اپنے ہمراہی سوار و پیادے اور بچے و عورتین لیکر نقارہ پر ڈنکا دیتے ہوے آگرے سے نکلے اور خانجہان سے جاملے مگر بہادرخان نے باپ کا ساتھ نہین دیا وہ بدستور بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہے۔ شاہجہان کو اونکے اسوقت چلے جانے سے یہ گمان نہ تھا کہ دریاخان سے ایسی بیجا ادائی وقوع مین آئیگی جب بادشاہ کو دریاخان کی مغروری کی کیفیت معلوم ہوئی تو اُنکی نسبت بھی وہی حکم صادر ہوا جو خانجہان خان کے حق مین دیا تھا۔

لیکن دریاخان کا آگرہ سے خانجہان خان لودی کے ساتھ جانا کسی طرح صحیح نہین کیونکہ بادشاہ نامہ مین جو شاہجہانی واقعات کا مستند روزنامچہ ہے اوسمین برہانپور سے دریاخان کا سرکشی کرکے اور خانجہان خان سے ملنا مندرج ہے اور بمقابلہ اوس کتاب کے جو خود بادشاہ نے لکھا کرسی ہو کسی دیگر روایات کا اعتبار نہین ہوسکتا ہان یہ اختلاف تسلیم ہوسکتا ہے کہ برہانپور مین شاہجہان بادشاہ نے دریاخان سے وہ ہی الفاظ فارسی مخاطبت مین فرملے ہون اور یہ غیرت

افغانی سے متحمل نہوے ہون او ر چلے گئے ہون یا خانجہان خان کی دوستی کا

سلہ خانجہان خان قوم کالودی شاہوخیل تھا اسکا باپ دولت خان مرزا خان عظم کوکہ کے بیان مین معتمد کا رگذار ہوا ہے جب کوکہ کی بہن مرزا عبدالرحیم خان خانخانان کو منسوب ہوئی تو اسنے دولت خان کو دیکر خانخانان سے یہ کہا تھا کہ اگر اپنے باپ کا مرتبہ لینا چاہتے ہو تو اس مرد عزیز کو نگاہ رکھنا خانخانان کے ساتھ دولت خان نے بڑی کارنمایان کین۔ ایکبار ابوالفضل وزیر اکبر نے ہندی تلوار کی تعریف پوچھی اوسنے بے ساختہ کہا کہ ایسی ہوتی ہے کہ اگر تمھارے سر پر مارون تو دم تک پہونچے۔ ایکبار شہزادہ دانیال نے خانخانان کے سر سے دستار گرادی اور معذرت کی کہ سہو ہوا اسنے بھی شہزادہ کے سر سے دستار گرا کر کہا کہ مجھ سے بھی سہو ہوا ۹۹۸ھ ہجری مین دولت خان نے احمدنگر مین انتقال کیا اکبر بادشاہ اسکی جرات سے وہم کرتا تھا جب بادشاہ نے اسکے مرنیکی خبر سنی تو کہنے لگا کہ میرے نزدیک آج دنیا سے شیر خان اوٹھا ہے۔ دولت خان شجاعت مین بے بدل تھا ہمیشہ فوج کے آگے رہتا تھا۔ خانجہان جب نوجوانی مین باپ سے کچھ رنجیدہ ہوکر بنگالہ چلا گیا تو راجہ مانسنگ نے اسکے باپ کے قدیمی رسم کے وجہ سے تیس ہزار روپے دیے تھے یہ شہزادہ دانیال کی خدمت مین پہونچا اور شہزادہ کا منظور نظر ہوگیا مصاحبت مین یہانتک تقرب حاصل کیا کہ غیریت باقی نہری گویا دونون یکذات ہوگئے یہانتک کہ فرزندی کے خطاب سے مخاطب کیا گیا جب شاہزادہ دانیال کا انتقال ہوگیا تو خانجہان بیس برس کی عمر مین جہانگیر بادشاہ کے حضور مین پہونچا اور ایسی قدر و منزلت حاصل کی کہ تھوڑے زمانہ مین پنجہزاری منصب اور خانجہانی لقب سے سرفراز ہوا اور ایسا محرم راز اور ذی اعتبار ہوا کہ اس مرتبہ مین اسکا کوئی شریک نرہا انجمن غسلخانہ مین روبرو بیٹھنے کا حکم دیا گیا مگر بادشاہ اپنے ساتھ محلسرا مین لے گیا اور اسنے چاہا کہ خاندان شاہی مین کسی لڑکی سے اسکی شادی کرکے اسکو سلطان جہان کے خطاب سے سربلند کرون جہانگیر نے اسکے ساتھ آقائی اور نوکری کا معاملہ نہین رکھا بلکہ یارانہ سلوک کیا لیکن اسنے اپنی حد سے قدم باہر نرکھا جب شاہزادہ پرویز و راجہ مانسنگھ و شریف خان امیرالامرا کے ہمراہ خانجہان خانخانان کی کمک کو دکن بھیجا گیا تو رخصت کیوقت بادشاہ دیوانخانہ خاص و عام کے جھروکہ کے نیچے خود آیا اور اپنی دستار اسکے سر پر باندھی اور اوسکا ہاتھ پکڑکر گھوڑے پر سوار کرایا اور حکم دیا کہ ہمارے سامنے سے نقارہ بجاتا ہوا روانہ ہو اسطرف سے بادشاہ اور اوسطرف سے خانجہان نے صدمۂ مفارقت سے بے اختیار رونا

پاس کرکے از خود جا کر ملکئے ہون یا خانجہان خان نے مروت قدیمی کا دباؤ

بقیہ صفحہ ماقبل شروع کیا بادشاہ برابر ہر منزل پر تھنے بیٹھتا۔ دکن کی مہمات مین اسنے اکثر کارنمائی کی جب جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان نورجہان کیوجہ سے مخالفت پیدا ہوئی تو خانجہان کے نام متواتر فرمان طلبی کے بادشاہ نے بھیجے اور آخر مین لکھا کہ اسوقت مین شیرخان سورہا وجود اس عداوت کے اگر ہوتا تو وہ بھی میرے پاس آجاتا تم ابتک نہ آئے قلعہ آگرہ کی حفاظت اور خزانون کی کنجیان بھی اوسکے سپرد مین۔ گجرات کی صوبہ داری پر بھی بجاے خان اعظم کوکہ کے یہ متعین رہا ۱۰۳۷ھ ہجری مین جب شاہزادہ پرویز کا انتقال ہوگیا تو تمام ملک دکن کا کاروبار اوسکے سپرد ہوا۔

اسکے بعد جہانگیر کا انتقال ہوگیا زمانہ نے پلٹا کھایا شاہجہان نے دکن سے آگرہ کی روانگی کیوقت اپنے معتمد و مزاج دان جان نثار خان کو اپنے ہاتھ سے فرمان عنایت آمیز اسکو بھیجا کہ صوبہ داری ملک دکن کی تمھارے نام بحال رکھی گئی اور اوسطرف سے جانیکا ارادہ ظاہر کیا جب جان نثار خان خانجہان کے پاس گئے تو دریا خان اور فاضل خان دیوان اور سکندر خان دوتانی نے کہا کہ سلطان داور بخش لاہور مین تخت پر بیٹھ چکا ہے شہریار سلطنت کا دعوے کر رہا ہے باوجود اس خدمتگذاری کے تمھارے مخالف مہابت خان کو تمھارا خطاب سپہ سالاری دیا جاتا ہے آپ ہمارے نواب فضل الہی سے صاحب جمعیت و لشکر ہین جو کوئی مستقل بادشاہ ہوا وسکی اطاعت و ملازمت اکرنا چونکہ زمانہ اوسکی دولت کا قریب تنزل کے تھا باوجود اس دانشمندی کے کہ یکتاے روزگار تھا غلطی کی اور جان نثار خان کو بلا جواب لکھے بے اعتنائی سے واپس کر دیا۔ اور نظام شاہ سے تازہ عہد کرکے پچپن کرور دام کا بادشاہی ملک اوسکو دیدیا اور برہانپور سے روانہ ہوکر ملک مالوہ پر قبضہ کرلیا جب شاہجہان تخت نشین ہوگیا تو اب ندامت سے کیا ہوتا ہے مگر اوسنے اپنا وکیل معہ عرضداشت کے بھیجا اور مسند نشینی کی مبارکباد مین ایک سرو مروارید کا نہایت بیش بہا بادشاہ کو بھیجا شاہجہان جو دریاے مروت اور سراپا کرم تھا اوسنے حالات ماسبق سے درگذر کرکے اوسکی خطائین معاف کردین اور بدستور صوبہ داری دکن و برار و خاندیس پر اسکو بحال رکھا اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز کیا اور دیانت خان کو داہنکی وقایع نگاری پر مقرر کردیا کہ جو خیالات خفیہ اوسکے ہون وہ مجھے برابر لکھتا رہے چنانچہ دیانت خان اسکے

ذوالفقار اپنے ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا ہو۔ برہانپور سے دریا خان کے جانیکا مفصل

بقیہ صفحہ ماقبل حالات لکھتے رہے اور یہ بھی اونھون نے لکھا کہ اسکا ارادہ بغاوت کا نہین ہے مگر اپنے اعمال پر اندیشہ مند ہے اس واہمہ مین طرح طرح کے منصوبے سوچا کرتا ہے حضرت اسکو اپنے حضور مین بلالین اور اوسکی طرف سے کسی بات کا خیال نہ کرین یہ حال معلوم ہوکر بادشاہ کو اطمینان ہوگیا اور خانجہان کو مالوہ کا صوبہ دار کردیا اسکے بعد خانجہان نے ۲۶ ہاتھی اور ہزار اشرفی شاہجہان کو نذر دی بادشاہ نے خلعت دیا۔ اسکے بعد یہ اگرہ آیا خانخانان کے ذریعہ سے خطا معاف کرائی چھ ماہ تک اگرہ مین قیام رکھا شاہجہان نے کچھ نہ کہا رعایت رکھی بلکہ اسکے خیال سے کہ سید ہے ہاتھ دربار مین کھڑا ہوتا ہے اور مہابت خان بھی کسی سے گردن نیچی نہین کرتا ہے ایسا نہو کہ فیما بین چشمک ہو اسلیے مہابت خان کو دہلی بھیجدیا لیکن خانجہان خان کا پہلا سا اعزاز کہان جہانگیر کیطرح سلوک کون کرے اور خاص وعام کی اوسکی طرف رجوعات کیسے ہو بلکہ طرفین مین دلی صفائی بھی نہین جب عرصہ تک شاہجہان نے اسے دربار مین نہ دیکھا تو یمین الدولہ سے غیر حاضری کی وجہ پوچھی یمین الدولہ نے سبب عرض کیا شاہجہان نے کمال عنایت سے اسکی دلجوئی واطمینان کے لیے اسلام خان کو بھیجدیا مگر جسقدر مکرمت شاہی کا اظہار ہوتا تھا اوسکی بدگمانی ترقی کرتی تھی بادشاہ نے حسب استدعا امان نامہ بھی دستخط خاص سے لکھکر بھیجا مگر وہ اپنے وہم اور منصبداروں کے اور غلانیسے دو ہزار پٹھان بارہ فرزند ۹ داماد چھ سو پیادے ایک سو تین شاگرد پیشہ قدیمی خیرخواہ باقی مستورات برقع پوش ہاتھی گھوڑونپر سوار کرکے پہر رات گئے ۲۰ صفر ۱۰۳۹ھ ہجری کو اگرہ سے نکل گیا یمین الدولہ نے شاہجہان سے اگر عرض کیا بادشاہ نے گیارہ بجے رات تک بڑے بڑے بہادر امرا اوسکے تعاقب مین روانہ کیے حالانکہ یمین الدولہ نے الہ وردی خان کے ذریعہ سے اسکے بھاگنے کی خبر اسدن پہونچادی تھی اور عرض کرایا تھا کہ اگر حکم ہو تو خانجہان کے دروازہ پر پہرہ چوکی بٹھادیا جاے مگر شاہجہان نے کہا کہ اسکو عہدنامہ لکھکر دیا گیا ہے قبل از خطا صادر ہونیکے شرعاً عہد شکنی سزا جائز نہین ہے نتیجہ یہ ہوا کہ شاہی لشکر سے خانجہان لڑتا بھڑتا ہوا دکن پہونچگیا نظام الملک خانجہان کے آنیکو بڑی نعمت سمجھا بڑی گرمجوشی وتپاک کیا گھوڑے سے اترنے بھی نہین پایا کہ نظام شاہ نے استقبال کیا اور خانجہان کو اپنی مسند پر لیجاکر بٹھلایا اور خود ایک کنارہ پر بیٹھا۔ اور اسکے خرچ کے لیے ایک معقول رقم اور جاگیر مقرر کی جب پچاس ہزار

قصہ آگے آتا ہے۔

بقیہ صفحہ ماقبل سوار شاہجہانی لشکر کے دکن پہونچے تو خانجہان بھی چالیس ہزار سوار اہلکار شاہی سے مقابلہ کے لیے آیا۔ بڑی بڑی لڑائیاں رہین۔ ایک روز خانجہان لڑائی کی حالت مین پالکی کے اندر حقہ پی رہا تھا بیٹے نے کہا کہ لڑنا ہے تو سوار ہوکر لڑے ورنہ ایک عالم کو خرابی مین کیون ڈال رکھا ہے وہ بولا کہ تمھارا خیال ہے کہ مین غالب آونگا ہرگز نہین اقبال خداداد ہوتا ہے اس جنگ سے مطلب یہ ہے کہ مصالحت ہوجاے مین مکہ معظمہ چلا جاؤن اور تمھارے روزگار کی صورت نکل آے خانجہان نے پٹھانونکے قبیلونکو پشاور وغیرہ مین بھڑکا دیا چنانچہ اٹک سے کابل تک محمد خلیل گگیانی داودزی یوسف زئی قبیلون نے فساد برپا کردیا مگر شاہجہانی امرا نے اس شعلہ کو بُجھا دیا خانجہان چاہتا تھا کہ مین کسی گمنام جنگل مین چلا جاؤن مگر بادشاہی لشکر پیچھا نہین چھوڑتا تھا دکن مین اسکے قدم نہ جمنے دیے قصبہ کالنجر آیا اور وہان اسپر لشکر بادشاہی نے نرغہ کیا گرزبردارون نے اسکو پسپا کرکے ہلاک کیا شاہ قلی گرزبردار نے اسکا سر کاٹا جو برہانپور مین شاہجہان کے حضور مین بھیجا گیا طالب کلیم نے یہ رباعی پیش کی ؎

این مژدہ فتح از پے ہم زیبا بود ۔ این کیفت وبالا چہ نشاط افزا بود ۔ از کشتن دریا سر پیرا ہم رفت
گویا کہ سر او حباب این دریا بود ۔ خانجہان کو بعض راوی ہمیشہ سے بغاوت پسند بتلاتے ہین اور بعض غیرت دار و محافظ آبرو جانتے ہین مگر وہ مرد راستگو تھا زمانہ ساز نہ تھا دورنگی نہین جانتا تھا گردش زمانہ کی نہین دیکھی تھی جہانگیر بادشاہ ہندوستان اوسپر فریفتہ تھا۔ ایک روز شاہجہان نے سید خانجہان سے کہا کہ تمکو خطاب اس شخص کا دیا گیا ہے کہ جسکی نگاہ سے شہزادہ آرزومند رہا کرتے تھے اور وہ بے پرواہی سے کسی سے بات نہین کرتا تھا اب لوگ ناموافقت زمانہ سے اوسکی ہمسری کرنے لگے اوسکو گوارا نہوا اپنے آپ کو ہلاک کردیا تحمل وقار مزاج مین بہت تھا آزار رسان نہ تھا مذہبا سنی تھا اسکا متولہ تھا کہ بے غلامی علی مرتضیٰ کے شجاعت آہی نہین سکتی۔ شیخ فضل اللہ برہانپوری کی شرف صحبت سے تصوف کا شوق بھی اسکے دل مین پیدا ہوگیا تھا اور دنیا سے نفرت ظاہر کرتا تھا تین لاکھ روپیہ ماہوار اوسکی سرکار کا خرچ تھا کبھی کچھ بچتا بھی جاتا تھا۔

* * * * * * *

جب خانجہان لودی بادشاہی لشکر سے لڑتا بھڑتا ملک دکن تک پہونچگیا تو
آگے آگے خانجہان خان کا لشکر تھا اور پیچھے اسکے بادشاہی فوج تھی یہانتک
کہ وہ نظام شاہ کے علاقہ مین داخل ہوگیا چونکہ نظام الملک کو خانجہان کی رعایت
ہر طور سے منظور تھی لہذا اوسکے پاس پہونچ جانے سے بادشاہ کو زیادہ تشویش
ہوئی اور خود شاہجہان بادشاہ غرہ ربیع الثانی ۱۰۳۶ھ ہجری کو ملک دکن کی
طرف متوجہ ہوا اور وہان پہونچکر اول یہ انتظام کیا کہ پچاس ہزار لشکر کے تین حصہ
کرکے ایک حصہ کا سردار نواب بہادر خان کو اور دوسرے حصہ کا سردار نواب
شایستہ خان کو اور تیسرے حصہ کا سردار ارادت خان عرف اعظم خان کو مقرر کیا
اور کل فوج کی ذمہ داری نواب بہادر خان کے متعلق کرکے خود برہانپور چلا گیا یہ
مضمون اخبار محبت کا ہے لیکن بادشاہنامہ مین بادشاہ کی تاریخ روانگی اور فوج کی
ترتیب مین کچھ اختلاف ہے بادشاہنامہ مین تحریر ہے کہ ۸ جمادی الاول کو شاہجہان
دارالخلافت آگرہ سے روانہ ہوا اور ۹ رجب ۱۰۳۹ھ ہجری مطابق ۳۳ جلوس
کو خاندیس پہونچا جب وہان گیا تو کل امرا دکن کے حاضر ہوے چنانچہ
ارادت خان صوبہ دار دکن بھی حاضر ہوے اور ایک ہزار اشرفیان نذر گذرانین
وہان بادشاہ نے لشکر کے تین حصہ یون تقسیم کیے کہ ایک حصہ کی سرداری
اعظم خان کو اور دوسرے حصہ کی سرداری شایستہ خان اپنے سالہ کو اور
تیسرا حصہ راجہ گج سنگھ کو اور نواب بہادر خان اور عثمان خان کو بھی اس مہم
مین شریک کیا اور نظام الملک کے حدود سے خانجہان خان کے استیصال
کی غرض سے روانہ کیا اور خود شاہجہان ۲۶ رجب روز دوشنبہ ۱۰۳۹ھ کو

برہانپور پہونچگیا جب برہانپور بادشاہ پہونچا تو وہان دریاخان بھی اپنی جاگیر سے آکر شاہجہان کی حضوری سے مشرف ہوے ۱۰ شعبان المعظم روز پنجشنبہ کو ممتاز الزمانی عرف تاج محل کی جاگیر مین اضافہ ہوکر بارہ لاکھ روپے مقرر ہوے اوسی روز دریاخان سہزاری سوارون سے ترقی پاکر چارہزاری ذات اور چارہزار سوارون کے منصب سے سرفراز ہوے تھے بادشاہنامہ کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دریاخان کی یہ ترقی سا ہو مرہٹہ کے صلہ مین انھین ایام مین بادشاہ نے برہانپور پہونچکر صادر فرمائی تھی۔

۲۴ شعبان کو دریاخان حالانکہ مورد عنایت بادشاہی ہوے تھے مگر برہانپور سے خانجہان کی دوستی اور ہمقومی کا خیال کرکے اوسکے پاس چلے گئے بادشاہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ خانجہان کا گروہ برار سے نکلکر تلی گاؤ مین آجا چکا

۵ غرہ شعبان دریاخان روہلہ از جاگیر آمدہ باستلام عتبہ فلک رتبہ پیشانی طالع برافروخت (۲۹۷) بادشاہنامہ ۵ روز پنجشنبہ ہشتم شعبان شال سی ہزار و نہصد و پن روپیہ بسرت افزا سالیانہ حضرت مدعلیا ممتاز الزمانی در اصل و اضافہ دوازدہ لک روپیہ مقرر گردید و دریاخان روہلہ باضافہ ہزار سوار بمنصب چارہزاری چارہزار سوار سربلند گردانیدہ ۲۹۷ بادشاہنامہ ۵ درین تاریخ دریای روہلہ کہ نقوش جرایم گذشتہ اورا محو نمودہ بمنصب چارہزاری چارہزار سوار سربلند گردانیدہ بودند برعایت آشنای دہم اوسی پیرایہ گیرائے چشم از حقوق تربیت و نوازش پوشیدہ عار فرار برخود پسندیدہ از برہانپور نزد آن کالیوہ بدشیوہ رفت بادشاہ نامہ صفحہ

اور اوسکو جلاکر فساد برپا کیا ہے تو اوسنے چند امرا کے ساتھ
اور لشکر اس گروہ کی گوشمالی کے لیے برار کی طرف بھیجا خانجہان
خان اور دریا خان اسی گھات مین بیٹھے تھے کہ جسوقت لشکر شاہی
کو غافل پائین اور اونپر ٹوٹ پڑین مگر کچھ جنگ کچھ گریز کرتے ہوے
وہ ایک طرف کو نکل گئے اسکے بعد برسات آگئی اور لڑائی موقوف
ہوگئی جب بارش ختم ہوگئی تو بادشاہی لشکر سیوگانون سے بڑہا
اس عرصہ مین خانجہان خان نواحی بیر مین تھے اور وہان تحصیل
وصول کے لیے اونھون نے ایک جماعت مقرر کی تھی اوسکو بلایا
اسی عرصہ مین دریاخان بھی نیوسہ سے آکر خانجہان خان سے مل گئے
اسکے بعد خانجہان خان اور دریا خان سیوگانون سے بیضاپور گئے
اور وہان سے دولت آباد جانے کا قصد کیا اور موضع لاسورمین جو
دس کوس دولت آباد سے ہے پہونچے اور وہان سے ایرکھلتہ
جو ایک میل دولت آباد سے ہے گئے اور اپنے متعلقین کو قلعہ
دولت آباد کے اندر پہونچایا اور دریا خان ہزار افغانون کو لیکر
خانجہان سے جدا ہوے اور قصبۂ انڈول دھرن گانون کی تاراجی
کے لیے چاندور اور چالیس گھاٹ کی طرف روانہ ہوے اور اون
مقامات کو خراب کرنا شروع کیا بادشاہی لشکر سے عبداللہ خان
اس گروہ کی تادیب کے لیے روانہ ہوے دریا خان وہان سے
بالاگھاٹ چلے گئے آخرکار دریا خان اور خانجہان خان دکن سے

بھاگ کر خاندیس آئے اور وہان بھی بادشاہی لشکر نے قدم نہ جمنے دیے
دوبارہ مالوہ مین آئے راجہ بکرماجیت ولد راجہ جھجھار سنگھ بندیلہ کی
علاقہ کی سرحد مین پہونچے پہلے جو اوسنے خانجہان خان کی خاطر تواضع کی
تھی اوسپر وہ معتوب بادشاہی ہوا اسلیے اوسنے ابکی بار یہ ارادہ کیا
کہ خانجہان کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس پہونچا دون تاکہ پچھلے قصور
کی تلافی ہوجاے وہ استقبال کا حیلہ کرکے خانجہان کو گرفتار کرنیکی
غرض سے بڑہا لیکن اتفاق کی بات ہے کہ خانجہان خان اسکے ارادہ
سے مطلع ہوگئے اور بچکر نکل گئے خانجہان خان کے پیچھے ایک میل کے
فاصلہ پر دریا خان کا لشکر تھا اور وہ اس مکر سے بالکل بیخبر تھے جیسے
ہی وہ راجہ کے قریب پہونچے کہ راجہ نے دفعتہ دریا خان پر حملہ کردیا بندوق
کی گولی دریا خان کی پیشانی پر لگی مگر اونکے ساتھ کے پٹھانون اور راجہ کی
فوج سے خوب جنگ ہوئی دریا خان کے فرزند محمد خان جو لاولد تھے
اور اونکا منصب ہزاری ذات اور سات سو سوار کا تھا وہ کام آئے
چار سو پٹھان اونکی طرف سے اور دو سو آدمی راجہ بندیلہ کے قتل
ہوے اس اثنا مین بادشاہی لشکر بھی آگیا اس لشکر مین نواب بہادر خان
دریا خان کے فرزند بھی موجود تھے وہ گھوڑے سے اوترکر باپ کی
لاش کے پاس گئے اوسوقت دریا خان مین کچھ جان باقی تھی دریا خان
نے بیٹے کو سرھانے بیٹھا ہوا دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر لاے اور
ایک آہ سرد کھینچکر بیٹے کو ہدایت کی کہ میرا کام تو تمام ہوگیا لیکن

اب یہ کیا ضرور ہے کہ دوسرا آدمی میرا سر کاٹکر بارگاہ شاہی مین عزت
حاصل کرے اور تو محروم رہجاے لہذا تو اپنی انگوٹھی جسمین تیرا نام کھدا
ہو میرے منھ مین ڈالدے تاکہ جسوقت تیری انگوٹھی میرے منھ سے
نکلے تو تیرے ہاتھ سے میرا قتل ثابت ہو اب مین تجکو خدا کے سپرد
اور متعلقین کو تیرے سپرد کرتا ہون یہ کہکر خدا کا نام لیا اور جان بحق ہوے
دریا خان کی جان نکلنے کے بعد بہادر خان نے باپ کی فہمایش کے مطابق
اپنی انگوٹھی اونکے منھ مین ڈالدی اور باپ کے غم مین روتے ہوے
اپنے مقام پر آے اوسکے بعد ایک راجپوت نے دریا خان کا سر کاٹکر
بہادر خان کے سامنے پیش کیا اور وہ بادشاہ کے حضور مین معہ محمد خان
کے سر کے جو اونکے بیٹے کا تھا بھیجا گیا بہادر خان نے خفیہ خط اپنے وکیل
کو جو دربار شاہی مین انکی طرف سے رہتا تھا لکھا کہ جسوقت یہ سر بادشاہ کے
سامنے پیش ہو تو منھ کھولکر دیکھا جاے جسوقت دریا خان کا سر معہ
عرضداشت کے برہانپور مین بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا اسوقت شاہجہان
دریاے تپتی مین کشتی پر سوار تھا اور دریا کا تماشہ دیکھ رہا تھا اسموقع پر
بادشاہ نے فی البدیہہ شعر تصنیف کرکے ارشاد فرمایا۔ ؎

رفتم بسوے دریا دیدم عجب تماشہ دریا درون کشتی کشتی درون دریا

جب منھ کھول کر دیکھا گیا تو بہادر خان کی انگوٹھی دریا خان کے منھ مین
نکلی جس سے بہادر خان کی کارگذاری سمجھی گئی کہ بادشاہ کی اطاعت
کے مقابلہ مین باپ کا خیال نہ کیا چنانچہ بہادر خان خلعت وغیرہ سے

سرفراز کیے گئے۔

دریا خان ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۸ ہجری کو اور برواسیتے دیگر سنہ ۱۰۳۹ھ کو اپنے دوست خانجہان پر تصدق ہو گئے۔ دریا خان کی عمر ۴۹ برس کی تھی۔ دریا خان کا سر دہلی مین قریب مزار خواجہ باقی باللہ کے اور لاش دھولپور مین دفن ہوئی جب خانجہان نے دریا خان کے قتل ہونے کا حال سُنا تو ایسے رفیق کی جدائی مین جو اونکا اس بیکسی و مصیبت کے وقت قوت بازو تھا اوسکے غم مین بہت رویا اور بڑے افسوس و حرمان سے آگے بڑھا اوس زمانہ مین دریا خان کی بیوی جو سہیندہ مین اپنے بیٹے کی جاگیر مین تھین جان جہان خانجہان خان کا بیٹا بھاگ کر اونکے پاس گیا دریا خان کی بیوی نے اپنے بیٹے جلال خان کے ساتھ جان جہان کو عبداللہ خان کے پاس بھیجدیا اور عبداللہ خان نے یکہ تاز خان کے ہمراہ شاہجہان بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔

دریا خان کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیان تھین جنکا ذکر نواب دلیر خان کے تذکرہ مین آچکا ہے بعض راویون کا بیان ہے کہ نواب بہادر خان اپنے بھائیون اور خانجہان خان کے بیٹون کو بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور اون سبکی جان بخشی کرالی۔

دریا خان کے قتل کی تاریخ (داغ دل) مشہور ہے راقم نے اسکو یون نظم کیا ہے۔

قطعهٔ تاریخ

حیف دریا خان شهامت یافت در میدان جنگ
در نیستان بقا خوابید آن شیر وغا

پاره پاره شد دل اهل شجاعت در جهان
(داغ دل) آمد مظفر سال تاریخ قضا

حصّہ دوم

خلیفہ عبدالرزاق صاحب مینی

خلیفہ صاحب باعتبار علم و فضل و قابلیت کے شاہ آباد مین وحید العصر و علامہ ہوے ہین ابوالیمین کنیت تھی آپکے والد کا نام نامی سیّد محمد اسحاق صاحب تھا آپ کے دادا سیّد محمد حسین صاحب سیّد محمد غضنفر کے فرزند تھے خلیفہ صاحب مرزا محمد[1] فاخر مکین دہلوی کے شاگردون مین پایہ بلند رکھتے تھے نواب آصف الدولہ بہادر فرمانروے اودھ بھی خلیفہ صاحب کی ملاقات و فضیلت علمی سے بہت محظوظ ہوئے تھے خلیفہ صاحب کی کثیر التعداد تصنیفات ہین پندرہ برس کی عمر مین مثنوی آزاد و جمیلہ تصنیف کی اور مثنوی محشر لیلی مجنون کے وزن پر نہایت دلچسپ لکھی وزیر نامہ نواب وزیر علی خان کی مسند نشینی اور گرفتاری وغیرہ کے حالات مین ترتیب دیا

[1] مرزا محمد فاخر مکین دہلی کے رہنے والے تھے احمد شاہ درانی کے فتنہ مین دہلی سے لکھنؤ چلے آئے تھے مرزا صاحب فارسی گو فارسی دان صاحب کمال تھے صحت الفاظ و تحقیق لغت مین کامل اور مرزا عظیما کے کشمیری کے شاگرد ارشد تھے شہزادہ علی حزین سے بھی ملاقات تھی زمانے نے پورا حق انکی قدردانی کا ادا کیا تھا۔ انکے سیکڑون شاگرد امیر و فقیر تھے مگر ہمیشہ توکل پیشہ اور مجرد رہے اور کبھی متاہل نہوے سنہ ۱۲۱۳ھ مین حالت فرمائی دو شعر انکے بطور نمونہ کے یہان درج کیے جاتے ہین ؎ درکوی یار طرفہ تماشا بود مکین ✣ رسوا شود کسے و تماشا کند کسی ✣ دیگر ؎ گہ چون سبو بیکدہ بردوش من درا ✣ گاہی چو می بشیشہ درآغوش من درآ

مناظر الانوار سراپای محبوب اور مظاہر الاسرار حالات عشاق ہین دونون کتابین لاجواب لکھین۔ مثنوی ثمر الفواد متعلقہ انبہ۔ مقدمات ظہوری در بارہ سنہ نشر ظہوری مثنوی شاہ درویش سراپای معشوق اور شرح مثنوی نیرنگ عشق شرح مجمع الصنائع شرح پنجرقعہ ومینا بازار و دیوان آصفی وغیرہ تصنیف فرمائین ان کے علاوہ دیوان بھی مرتب کیا تھا نثر آپ کا نہایت مقبول ومشہور اور کلام فصاحت ونکات اُستادی سے معمور ہی۔ بڑی تحقیق سے خلیفہ صاحب کے متعلق نواب امیر الملک والاجاہ مولوی صدیق حسن خان اپنے تذکرہ شمع انجمن کے صفحہ (۵۴۲) مین لکھتے ہین کہ یمینی سید عبد الرزاق شاہ آبادی سید عالی نژاد بود وسلالہ سلسلہ امجاد در جودت طبع وسلامت مزاج ومہارت فنون فارسی ممتاز عصر نیز یست دیوان غزل ورباعیات وترجیع بند وجزان دارد اصلاح سخن از میرزا محمد فاخر مکین گرفتہ ومناظر الانوار در سراپای محبوب ومظاہر الاسرار در حالات محب بسیار خوش اسلوب نوشتہ بر کتب درسیہ فارسی مثل گل کشتی ودیوان آصفی ودیوان غنی ومثنوی نیرنگ وجزآن شرح دارد دیوانش درین حین دستیاب نگردید وانچہ از معتمدان مسموع شد این چند بیت است۔

غزل خلیفہ صاحب از دیوان یمینی

اقرا باسم ربک ایکاتب بیا بیا — تا ماند از و باقی بر صفحہ نشانہا — مارا بعجز خواری بر روی خاک مفگن
ای در ہوا معلق از حکمت آسیا بیا — تا نازم نکشتہ عشق کز مال خود ملائک — بر خاک تربت او اکردہ سجدہا
رفتی و در ہوایت مرغان نوبہارے — چون بوی گل ندارد رہ سوی آشیانہا

جز دود آه انها نام و نشان نیابی | بر باد داد عشقت بسیار دود ما ها
ناخن مزن بچرخم کز درد بینوائی | چون تار نغمه دارد در پردهٔ نواها
اهل سخن یکایک زین انجمن گذشتند | زان دوستان یمنی ماند است داستا ها

چند ابیات از مثنوی شاه درویش در بیان سراپای معشوق

قدّ او شعله موج دود بران | عاشقان خواند یا دود بران
داشتی مو بفرق او وطنی | هم چو ابر سیاه بر چمنی
گیسوی او ز ترک تا ز نظر | شب معراج و سیر پیغمبر
طرهٔ و زلف و کاکل پُرخم | تا به سر تا بدوش تا بقدم
زلف بر تر ز عرش پایهٔ او | مه و خورشید زیر سایهٔ او
خال در هر دو ابروش ما بین | چون همیر بر تبهٔ قوسین
چشم او زان دو ابرو پُرخم | چون دو ترکان کشیده تیغ بهم
در تبسم گل از لبان میریخت | شکّر و شیر از دهان میریخت

رباعیات

یارب بحق آنکه بود در روح امین | از جمله خاد مانش بر روی زمین
محشور کنی یمینی عاصی را | در زمرهٔ اهلبیت و اصحاب یمین

ترکیبیات

آن زلف جو طائر بهشتی | پران برخ از نکو سرشتی
برخیز و برخ زلف شکن در شکن انداز | در گردن خورشید قیامت رسن انداز

ایضاً

تنها نه برد شوق تو از هوش خود مرا | یاد تو نیز کرد فراموش خود مرا

چون بر درت خجل ز خطای خود آمدم — چیزے بگوز لطف خطا پوش خود مرا

ایضاً

عمری ست که بر پای تو سر می سایم — بر خاک درت دیدهٔ تر می سایم
چون سود نکرد سودن چشم و سرم — اکنون کف خود بیکدگر می سایم

رُباعی

دلم شگفته نشد بتیوه سال گذشت — نسیم رفت وصبا آمد و شمال گذشت
از سر گذشت مینی دگر چه میپرسی — که روز هجر گذشت و شب وصال گذشت

خلیفه صاحب کے چند اشعار ایک بیاض مین لکھے ہوے ملے جنکو وہ اکثر پڑھا کرتے تھے

مشنیدم که در روزگار کهن — شده عنصری بادشاه سخن
چو اورنگ از عنصری شد تهی — به فردوسی آمد کلاه مهی
چو فردوسی زین دو گیتی گذشت — نظامی بملک سخن شاه گشت
نظامی چو جام اجل در کشید — بسر چتر اشعار سعدی رسید
چو سعدی برآورد سر در کفن — به خاقانی آمد نشاط سخن
چو خاقانی رفته ازین روزگار — سخن گشت بر فرق خسرو مدار
ازان پس چو نوبت بجامی رسید — سر بر سخن را تمامی رسید

ایک قصیدہ خلیفہ صاحب نے حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی کی مدح اور توصیف مین جنکے تصرفات اور عرفان کے انوار آفتاب کیطرح روشن ہین لکھا ہی اور اُسکو نواب احمد خان صاحب میس شاہجہانپور نے اپنی کتاب ملفوظ رزاقی مین تحریر کیا ہی اور

وہ قصیدہ یہ ہے

ای کہ مقبول جملہ آفاقی — مگر از خادمان رزاقی
آنکہ در بانسۂ شریف بود — مرقدش منظرِ ہوالباقی
آنکہ مشائیان درگہ او — ہم چو خورشید جملہ اشراقی
آنکہ مسموم معصیت ہا را — خاکِ پایش نمود تریاقی
آنکہ ہر جا نبے ہمیگردی — ہمچو سودائیان ہواقی
سر فرود آر بر در پاکش — گر تو فجّار روز تو فسّاقی
اوست محبوب عاشقان خدا — بشنو این امر گر ز عشاقی
بادشاہا بدستگیری خلق — تا تو محکوم حکمِ خلّاقی
دست ہر عاجزیکہ می گیری — وا رہانی ز دردِ مشتاقی
مقتدای زمانہ خویشے — دیگر انند جملہ لحاقی
چونتو کس نیست وہم نخواہد بود — زیر این چرخِ گنبد طاقی
از علوم سفینہ بیخبرے — لیک در علم سینہ دقاقی
کاشفِ نکتہاے عرفانی — واقفِ رازہاے اطباقی
کیست غیر از تو عارف باللہ — حلّ عرفان را تو مصداقی
از معارف ہر انچہ مے گوئی — در نیاید کسے ز اعلاقی
رسم باشد کہ ہر مریدے را — وقتِ بیعت کنند حلاقی
از مرید تو چون خطوط شعاع — موفتد بر زمین ز برّاقی
آستان بوسیت ہوسدارم — ہوسم نیست غیر ازین باقی

حال مشتاق خویشتن دریاب | کہ بجا آمدم زمشتاقی
از غلامان بجویشتن بشمار | کہ غلامی تست نے عاقی
میر عبد الصمد کہ مطبخ اوست | مائدہ بخش خوان رزاقی
زلہ این خوانم آرزو باشد | ہمہ را تو کفیل ارزاقی
نیست دور از تو دستگیری من | کہ تو مطبوع جملہ اخلاقی
چون توی ابن ساقی کوثر | باش درحق تشنگان ساقی
باآمینی ہمین بگو کہ فلان | بندۂ من زرو زمیثاقی

خلیفہ صاحب نے اپنے ہمنام حضرت شاہ موصوف علیہ الرحمۃ کی شان مین اور بھی قطعات لکھے ہین منجملہ اُنکے ایک قطعہ نواب احمد خان صاحب رئیس شاہجہان پور نے فرمایش کرکے خلیفہ صاحب سے حضرت سیدنا شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی کی وفات شریف کا بھی لکھایا ہے جس سے ۱۱۳۶ھ ہجری نکلتے ہین۔

خلیفہ صاحب کو انبہ سے بڑی رغبت تھی اسلیے انبہ کی تعریف مین اُنھون نے مثنوی ثمرۃ الفواد لکھی اشعار دو بحرون مین پاے جاتے ہین ایکبار نواب احمد علیخان صاحب تعلقدار باسط نگر کی فرمایش سے اور دوسری بار اعظم خانصاحب نخیل کمیدان کی خاطر سے تصنیف فرمائی چند اشعار ذیل مین درج کیے جاتے ہین ؎

شگوفہ بگلہای رنگین ورق | چو نور شجر جلوہ گر از شفق
ز بس گل کہ سرزد ز ویرانہا | در و دشت شد چون پریخانہا
کشیدہ بہم شاخ گلہا قطار | چو دست نگارین بدست نگار
ز برگ بہارین در آمد نشاط | کشودہ پر و بال خود را بساط

بهم ساخته بلبل و فاخته — نوا بر نوا با هم انداخته
گل اندر چمن سبزه در جویبار — چو مستان ز شادی ببوس و کنار
زمین از گل آتشین مشتعل — بسردی و گرمی هوا معتدل
ز اقسام گلهای هندی بسے — که کم دیده اند در خراسان کسی
شگفته در شهر و در بوستان — همه وقف چشم و دل دوستان
خصوصاً درختان انبه تمام — شدند از گل خویش مولی الکرام
شگوفه نمودند از هر طرف — ز انوار شان دیده ها را شرف
لذیذ و لطیف است آن با خورش — که یابد از و جسم و جان پرورش
بیابان و صحرا و بستان و دشت — ز بوی خوش رشک فردوس گشت
درین فصل مستان عشرت پرست — ندارند در شهر یکجا نشست
چو بوی گل از خانه باد وستان — نهاده رخ خود سوی بوستان
غزلها سرایند و مستی کنند — بگلبانگ نی می پرستی کنند
درختان انبه به بار آوری — فرو برده در سر تواضع گری
بصد قدر و تمکین بصد سختگی — رسیدانبه را موسم پختگی
چو شد پخته چون عاقل پخته کار — دهد تن بافتادگی بار بار
شده جلوه پیرائے هر باغ و کشت — چو در حلهٔ سبز حور بهشت
بشیرین ادائی و دلبستگی — ربوده ز دل خستگان خستگی
دل از گلگله بسکه گل گل شگفت — بوصفش تو آن چند ابیات گفت
هر انبه که شد مثبت اهل تمیز — پر از چار چیز و تهی از سه چیز

پُر از شیرہ و رقت و لونِ صاف | کلانی بشیرینیش بے خلاف
ز چیزے کہ خالی تواں بود ازاں | نمایم بہ پیش تو آنہم بیان
کلانی تخم و سطبری پوست | دگر ریشہ بے عیب زیبا نکوست
ہر آنیہ کہ از ریشہ شد مایہ دار | چو حلوائے سمنک بود کم عیار
ز خوشرنگی خود چو خیلے پری | جداگانہ بریک بجلوہ گری
بیا ای یمینی کہ ختم کلام | نمایم برین شکوہ خاص و عام
چو پایان رسید ایں داستان | کنون سال تاریخ سازم بیان
بسال ہزار و دو صد سی و یک | ز رخویش رامی زدم بر محک
چو آغاز این بود ماہِ صیام | تمامش نمودم بہ ماہ تمام
الٰہی قبولِ دہ این نامہ را | کہ فرمود در سجدہ سر خامہ را
باین چار محمود کن خاتمہ | علیؑ و حسینؑ و حسنؑ فاطمہؑ

خلیفہ صاحب کبھی کبھی بھی لکھتے تھے مگر کم دو شعر انکے یہا پر اردو کے تحریر کیے جاتے ہین ؎ اشک آکر چشم مین الفت کے مارے رہگئے ؎ دو مسافرات دریا کے کنارے رہگئے ؎ شب تو گذری ای یمینی کب تلک سوئیگا تو ؎ آسمان پر ایک دو باقی ستارے رہگئے ؎ خلیفہ صاحب کے مزاج مین کچھ خوش طبعی بھی تھی ایکمرتبہ نواب احمد علی خان تعلقدار باسط نگر خلیفہ صاحب کے مکان پر تشریف لائے اُس روز مکان صاف نہ تھا نواب صاحب نے کہا کہ خلیفہ صاحب کیا اس مکان مین بھوت بلا رہتے ہین خلیفہ صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ رہتے تو نہین ہین مگر کبھی کبھی آجاتے ہین ۔

لالہ عوض رائے مسرت شاہجہان پوری خلیفہ صاحب کے ہمعصر تھے اُن سے کبھی نوک جھوک بھی ہو جاتی تھی۔ مگر خلیفہ صاحب ایک دریائے مواج تھے۔ ایک بار مسرت کے ایک شاگرد نے یہ شعر تصنیف کر کے ؎

واہ چہ حسن ست واہ چہ زیبائی کہ فرشتہ کند سجود آنجا

اُن کے روبرو پیش کیا اور مسرت نے بجائے واہ کے۔ این چہ حسن ست واین چہ زیبائی۔ کی اصلاح دی۔ مگر جب وہ شعر خلیفہ صاحب تک پہونچا تو آپ نے بجائے واہ اور این کے لفظ اللہ کی بڑھا کر مصرع مین جان ڈالدی یعنی ؎

اللہ اللہ چہ حسن و زیبائی کہ فرشتہ کند سجود آنجا

ظاہر ہے کہ اس لفظ سے کسقدر حسن پیدا ہو گیا۔ افسوس کہ خلیفہ صاحب کا دیوان اور دیگر تصنیفات ۵۷ء کے غدر مین برباد و ضایع ہو گئے اُن کے گھر مین آگ لگادی گئی تھی۔ اور سنہ وفات نظر سے نہین گذرا مگر عمر طویل پائی تھی ضعیفی کو پہونچ گئے تھے حافظ غلام علیخان صاحب نے اُن کو اپنے لڑکپن مین ضعیف دیکھا تھا۔ اونکی ایک مہر مین سنہ ۱۲۰۶ ہجری اور دوسری مہر مین سنہ ۱۲۰۹ ہجری کندہ تھے۔ ایک مہر مین (ابوالیمین سید عبدالرزاق) اور دوسری مہر مین (ملان عبدالرزاق) منقوش تھا۔ سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین مقدمات ظہوری تصنیف کی تھی۔

آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کے حقیقی بھائی مولوی عبدالرحمن صاحب کی اولاد ہوے جن کے نواسہ حکیم سید فرزند علی صاحب تھے۔ مقدمات ظہوری اور شرح کتب درسی آپکی تصنیفات سے طبع ہو کر شایع ہو گئین باقی کلام ضایع ہو گیا۔ کچھ حصہ تذکرۂ شعرا کا بھی قلمی موجود ہے۔

آپ کے شاگردون کا حلقہ وسیع ہے انمین بہت سے شاگرد نامور اور مشہور زمانہ ہوے

راجہ ہلاس رائے اور اُن کے بھائی اور مولوی عبد الصمد صاحب اُن کے برادر نامدار منشی محمد صالح صاحب دارو غہ کتبخانہ شاہ اودھ لالہ گرپرشاد مصنف تاریخ اودھ لالہ خوشوقت رائے شاہ آبادی یہ سب آپ کے تلامذہ مین تھے اور خوشوقت رائے نے مسرت شاہجہانپوری کے اس شعر کا ؎

بوقت لقمہ خوردن ای مسرت گفت لبہایم ✣ کہ روزی میکند از ہم جدا یاران ہمدم را

یہ جواب دیا ہے ؎

بہم میجا کند یاران دور افتادہ را روزی ✣ لب دست و دہن میجا شوند ہنگام خوردن ہا

خلیفہ صاحب کے شاگردون مین ایک صاحب لالہ سدا سکھ لال المتخلص بہ شایق بڑے قابل تھے انھون نے مثنوی سکھاسن بتیسی بڑی لیاقت سے لکھی اور فارسی زبان کی خوب داد دی اسمین خلیفہ صاحب کی تعریف بھی کی ہے اُن اشعار سے خلیفہ صاحب کے اوصاف اور شایق کی قابلیت کا پتہ چلتا ہے اسلیے چند شعر نقل کیے جاتے ہین ؎

بوصف میمنی بہ بندم کمر	کہ شد در جہان از ہنر نامور
سبق بردہ در شعر و در شاعری	ز سعدی و خاقانی و انوری
کلاہ سعادت بود بر سرش	ملائک بپوسند خاک درش
براہ صفا مثل پیر من است	ازان در جہان دستگیر من ست
بالطاف مسند چو شعر ترم	باوج تفاخر رساند سرم
گر از لطف و احسان کند یک نظر	شود نامۂ من بعالم ثمر
نوازش گر یہا از و دور نیست	بچشم امید م جزا و نور نیست
نوشتم من این نامہ را مختصر	بہ ارشاد استاد والا گہر

چو شد نظم این نامہ نکتہ سنج	ہزار و دو صد بود بر چہل و پنج
کنم نامہ نامی بر دوستان	چو نظم مبینی بہندوستان

خلیفہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین ایک کندن لال شاہ آبادی تھے جن کا ارشاد تخلص تھا انکی تحقیق و قابلیت کا شہرہ ملک مین پھیل گیا تھا وہ عیوض رائے مسرت کے ساتھ مشاعرہ مین شریک ہوا کرتے تھے ایک بار ارشاد و مسرت مین مناظرہ ہوگیا ارشاد نے مسرت کے کلام کی دھجیان اُڑادین اور اُن کے کلام کے نقایص مین ایک رسالہ مدلل لکھا اور وہ شعرای لکھنؤ کی خدمت مین پیش کیا اوسکو اس درجہ شہرت ہوئی کہ جسکی حد نہین حتی کہ نواب وزیر الممالک فرمان روائے اودھ اور مرزا محمد فاخر مکین انشا، اللہ خان انشا میر تقی میر مرزا محمد حسن قتیل وغیرہ نے اس کو پسند کیا اور ارشاد کے تصرف و قابلیت کی داد دی۔ اس واقعہ کو خلیفہ صاحب نے خود اپنے تذکرہ شعرا مین درج کیا ہے اور سنداً اوس عبارت کا لکھنا اسجگہ بمناسب معلوم ہوتا ہے

کندن لال ارشاد تخلص انداز موزون طبعان شاہ آباد ست تحقیقات اکثر کتب متداولہ فارسی پیش فقیر تحصیل نمودہ نوبتی اورا با شخص عیوض رائے نام مسرت تخلص شاہجہان پوری اتفاق مشاعرہ افتاد بمناظرہ انجامید غزلی چند کہ تصرف و دخل در آنہا کردہ و سخن فہمانان معاصرین مثل مرزا فاخر مکین دہلوی و انشا، اللہ خان و میر تقی و میرزا قتیل دہلوی و دیگر فضلا کہ در لکھنؤ و حضور نواب وزیر از مشاہیر بودند آن تصرفات را دیدند و پسندیدہ و مسجل و مختتم آن طومار را تحسین قبول خود ہا ساختند۔

وہ رسالہ اس وقت راقم کے پیش نظر ہے چونکہ فارسی غزلیات ہین اور فارسی محاورات کی غلطیان نکالی ہین اوسکا لطف اوسی زبان مین ہے لیکن ناظرین کی آگاہی کے لیے بعض شعر کی تنقیص بطور نمونہ کے لکھدینا ضروری ہے۔

شعر مسرت ؎

ز سیمین ساعدت پروای سیم و زر نمیدارم	شدم از دست واز دستِ تو دستی بر نمیدارم

اعتراض ارشاد

بجاے (پروا ے) کے (سودا ے سیم) کی لفظ مناسب تھی کیونکہ سودہ کو سیم وزر سے مناسبت تھی، اسکے علاوہ محاورہ اہل زبان کا (دست از چیزے بر داشتن) ہے نہ کہ دست از چیز بر داشتن۔ صریح غلطی ہے لہذا وہ اپنے اس مصرعہ سے دست بردار ہون اور اوسکو یون لکھین = اصلاح ؎

ز سیمین ساعدت سودای سیم و زر نمیدارم	ز دندانت تمنای دُر و گوہر نمے دارم

ہم اس بحث کو چھوڑ کر چند شعر دیوان ارشاد کے لکھکر خلیفہ صاحب کے تذکرہ کو ختم کرتے ہین۔

کلام ارشاد شاہ آبادی

برخیز و رُخ زلف شکن در شکن انداز	در گردن خورشید قیامت رسن انداز
آہ از دل نا صبور خیزد	چون شعلہ کہ از تنور خیزد

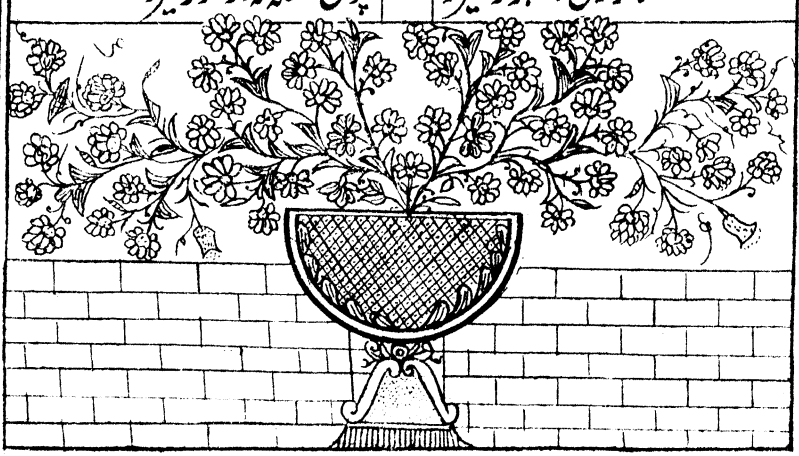

حضرت شاہزمان صاحب علیہ الرحمۃ

شاہ صاحب مبرور اس نواح کے صاحب ولایت کہے جاتے ہین مزار اُن کا پرتصرف ہے اکثر حاجتمندون کی مرادین آپ کے توسل سے حاصل ہوین۔ آپ کے حیات کا زمانہ شاہ آباد کی آبادی کا زمانہ کہا جاتا ہے اور افغانستان کے باشندے بتلائے جاتے ہین آپ کا مزار نواب دلیر خان کے مقبرہ کے اُتر و پچھم کی طرف لب سڑک واقع ہے۔ عرصہ دراز تک آپ کے مزار پر مجاورون کا گروہ حاضر رہا کرتا تھا اور وہ لوگ اللہ پورمین رہا کرتے تھے شاہ صاحب کے مزار کے متعلق بڑی اور چھوٹی ڈیوڑھی سے چکوک معاف کیے گئے تھے جن کے حاصلات سے مجاورین گذران اوقات کرتے تھے شاہ صاحب کے مزار کے متعلق جو معافی تھی اوسکو سرکار گورنمنٹ نے بھی بحال رکھا چنانچہ واجب العرض سرکاری مین وہ درج ہے۔ ایک سند معافی کی نواب محمد خان رئیس بڑی ڈیوڑھی کیطرف سے جو تحریر ہوئی تھی اوسکی نقل یہان پر درج کیجاتی ہے۔

نقل سند معافی متعلق مزار حضرت شاہ زمان صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

متصدیان حال و استقبال سرکار امیدوار بودہ بدانند۔ چون موازی یک قطعہ پانزدہ بیگہ اراضی پختہ المشتہر چک گوشائین افتادہ خالج جمع سولے مال سرکار در سواد موضع خانپور من ابتدائے سنہ ۱۲۳۲ فصلی نیاز زیارت گاہ حضرت شاہ زمان صاحب قدس اللہ سرہ العزیز باسم چنون میان صاحب معاف نمودہ شد باید کہ قطعہ مذبورہ تبصرف موی الیہ واگذارند محدود ست بدین حدود اربعہ

محمد عزاز خان ۱۲۱۱
محمد خان بہادر ولد

حدشرقے	حدغرے	حدشمالے	حدجنوبے
چک شیخ اسمٰعیل صاحب	چک کمون میان صاحب	چڑہا یک اعظم خانصاحب	چک غلزئی

کہ مشارالیہ بنجاطر جمع تمام دران قطعہ اراضی فصلا بعد فصل حلین تردد نمودہ از حاصلات آن صرف ما یحتاج خود و زیارت گاہ میکردہ باشند و بدعای خیر دیاد الٰہی مشغول و موظف باشند و گاہی کسی بوجہی من الوجوہ بابت اخذ ابواب ممنوعہ و مزاحم و متعرض نشوند و ہر سال سند مجدد طلب ندارند درین باب تاکید مزید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند تحریر فی التاریخ یازدہم شہر صفر المظفر سنہ ۱۲۴۳ ہجری المقدس حسب المسطور بعمل آرند۔

ٹاٹ صاحب

آپ شاہ آباد مین صاحب ولایت بزرگ گذرے ہین۔ ایک واقعہ مستند حضرات کی زبانی سُنا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک بار نواب شجاع الدولہ بہادر کا لشکر شاہ آباد مین پڑا ہوا تھا اور زیادہ قیام ہونے سے یہان کی خلایق پریشان ہوگئی تھی لوگون نے آپ سے رجوع کیا۔ آپ نے ایک پرچہ لشکر مین ایک کفش دوز جو صاحب نسبت تھے اُنکے پاس بھیجدیا اونھون نے تھوڑا دن باقی تھا اوسی وقت کوچ ہونے کا فقرہ زبان سے ارشاد کیا اور معا نواب شجاع الدولہ نے حکم کوچ کا دیدیا۔ آپ کے مزار مین اختلاف ہے بعض متصل مسجد خواجہ سرا واقع بازار چہار شنبہ زیر مکان خواجہ محمد شاہ صاحب و بعض اختیار پور کے قریب جو درخت تاڑ بتلاتے ہین واللہ اعلم۔

راجہ ہلاس رای صاحب

راجہ صاحب موصوف ایسے لایق ہوے کہ جو نہ صرف فخر قوم بلکہ فخر وطن ہین اونکی ترقی و تنزل کی داستان دلچسپ ہے راجہ صاحب کے والد لالہ بینی پرشاد قوم کے کایستھ

اور محلہ دلیر گنج کے رہنے والے تھے۔ راجہ صاحب خلیفہ عبدالرزاق صاحب مینی کے
شاگرد رشید اور مہاراجہ ٹکیٹ رائے کے جو سرکار لکھنؤ مین دیوان تھے بھتیج داماد تھے۔
نواب آصف الدولہ بہادر کی مصاحبت کا بھی شرف حاصل تھا۔ آپ نے حسن انتظام و دانشمندی
سے ملک اودھ مین وہ ہر دلعزیزی و ناموری پیدا کی تھی کہ مرجع عام ہو گئے تھے راجہ ہلاس رائے
کو نواب وزیر الممالک کا اسدرجہ تقرب حاصل تھا کہ بعض امور ملکی مین اپنی رائے سے احکام
نافذ کرکے اسکا تذکرہ جناب عالی سے عرض کر دیتے ان کو خطاب راجگی کا بھی پیشگاہ نواب
وزیر الممالک فرمانروائے اودھ سے عطا ہوا تھا۔ راجہ صاحب کے مزاج مین ایسی معقول پسندی
و انسانیت واقع ہوئی تھی کہ ہمیشہ اہل وطن کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آتے اور جو
کام کسی کا ہوتا اور سکے انصرام مین تا امکان کوتاہی نہ کرتے بعض اسناد ان کی طرف سے
باشندگان شاہ آباد کے نام راقم کی نظر سے گذری ہین منجملہ اُن کے کسیکی نقل بھی ثبوت کے
لیے درج کتاب ہوگی۔ نواب احمد علیخان تعلقہ دار باسط نگر و رئیس شاہ آباد جب لکھنؤ جاتے
تو وہ ان کے مکان پر ضرور تشریف لیجاتے چنانچہ ایک بار نواب صاحب ممدوح اور نواب
وزیر الممالک کے ایک عزیز سے جھگڑا انھین کے مکان پر ہو گیا تھا نواب صاحب نے
غصہ کی حالت مین اونکے طمانچہ بھی مار دیا تھا جسکا قصہ جناب عالی تک پہونچا مگر راجہ صاحب
موصوف نے اپنی رسائی و خوش لیاقتی سے اوس معاملہ کو جناب عالی سے کہہ سُن کر رفع
کرا دیا تھا اُن کے مکانات محلہ دلیر گنج شاہ آباد مین بنے تھے اور عمارت عالیشان تھی
انکی امارت کا اندازہ صرف کنور رام بخش کی شادی سے ہے جو ان کے بھتیجے تھے ہو سکتا ہے کہ جب بارات
ہونے والی تھی تو سرکار لکھنؤ سے عمائدین شاہ آباد کے نام پروانہ صادر ہوا تھا کہ راجہ صاحب
کے یہان جو تقریب منعقد ہونے والی ہے اوسمین شرفائے شاہ آباد کی شرکت موجب خوشنودی

مابدولت ہی چنانچہ اوسمین اکثر باشندگان وطن شریک ہوے تھے بارات موضع کندی تحصیل سندھولی ضلع سیتاپور مین اونکے ایک ہمقوم برادر کے یہان گئی تھی معتبرین اور معمر اشخاص کی زبانی سُنا ہے کہ بارات اس ہجوم اور دھوم سے ہوئی تھی کہ ایک لاکھ روپیہ یا مالی زراعت اور ایک لاکھ روپیہ لٹوائی بازار اور ایک لاکھ روپیہ عروس کو روشنائی مین دیا گیا تھا غرضکہ جملہ مصارف اسی پیمانہ پر ہوے تھے اور یہ روایت بھی متند طور پر سُنی گئی ہے کہ نواب آصف الدولہ بہادر نے اونکے گھر تشریف لاکر اونکو سرفراز کیا تھا اور راجہ صاحب نے لاکھ روپیہ کا چبوترہ بناکر اوسپر اونکو بٹھلایا تھا اور وہ کل روپیہ اُن پر تصدق کیا گیا تھا۔

سرکار لکھنؤ مین ان کی رسائی کے متعلق یہ روایت بیان کیجاتی ہے کہ نواب شجاع الدولہ اور نواب آصف الدولہ اور اُن کے ارکان دولت اکثر صوبہ کٹھر کو آتے جاتے تھے چونکہ شاہ آباد اثناے راہ مین واقع ہے اس لیے یہان بھی ٹھہرتے تھے ایکبار کسی ضرورت سے مہاراجہ ٹکیت راے بریلی کی آمد و رفت مین شاہ آباد ٹھہرے اور اونکو پوجا وغیرہ کی ضرورت سے کسی ہمقوم برادر کے گھر جانے کی ضرورت لاحق ہوئی چنانچہ اُن کو ایک شخص لالہ منبی پرشاد صاحب کے مکان پر لے آیا اوسوقت راجہ صاحب مذکور نواب اعزاز خان صاحب رئیس اعظم شاہ آباد کے یہان نظر بند تھے اور ہلاس راے معہ اپنے بھائیون کے اپنے مکان پر بیٹھے ہوے ایک معلم سے پڑھ رہے تھے مہاراجہ ٹکیت راے کی جب نظر ہلاس راے کے چہرہ پر پڑی تو اونکو خوش نصیبی و اقبالمندی کے آثار محسوس ہوے مہاراجہ نے ان کا زائچہ منگایا تو اپنا قیافہ صحیح معلوم ہوا اس لیے اونھون نے ہلاس راے کے والدین کو سلوک سے خوش کرکے ان کو اپنے ساتھ لیجانے پر رضامند کرلیا اور مہاراجہ صاحب ان کو معہ ان کے ہر دو بھائیون کے اپنے ساتھ لیگئے اور وہان انکی تعلیم و تربیت مین جو کمی رہگئی تھی

وہ نہایت توجہ سے پوری کرائی لیکن یہ مدۃ العمر اپنے پہلے اُستاد خلیفہ صاحب کو نہ بھولے اور ہمیشہ اونکی شاگردی پر ناز کرتے رہے۔ راجہ ہلاس رائے جب شاہ آباد آتے تو خلیفہ صاحب کے مکان پر ضرور جاتے اور اونکو اپنے یہان بہزار عزت افزائی بُلاکر خدمت کرتے بلکہ خلیفہ عبدالرزاق صاحب بمینی کی قابلیت کا تذکرہ نواب صاحب کے حضور مین کرکے خلیفہ صاحب کو نواب آصف الدولہ سے ملوایا اور عنقریب خلیفہ صاحب کے نام سرکار اودھ سے جاگیر مقرر ہونے والی تھی مگر خلیفہ صاحب اپنی آزاد مزاجی اور کمال استغنائی سے گھبراکر لکھنؤ سے شاہ آباد چلے آئے۔

مہاراجہ ٹکیٹ رائے نے اپنی جاگیر اور سرکار اودھ کے امورات مین راجہ ہلاس رائے کو اپنا نائب و مختار مقرر کیا تھا چنانچہ اُن کے کاروبار مین سیاہ و سفید کرنے کے مجاز تھے۔ چونکہ مہاراجہ صاحب کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے اپنی بھتیجی اونھون نے راجہ ہلاس رائے کو بیاہ دی تھی اور انھون نے بھی اس لیاقت و دیانت سے کام کیا کہ ہر دلعزیزی و نیکنامی پیدا ہوگئی تھی۔

راجہ ہلاس رائے کا حال کتاب گیان پرکاش مین جو بعہد نواب آصف الدولہ بہادر تصنیف ہوی ہے اور اسمین امرا و ارکین دولت کے ضمناً حالات مندرج ہین لکھا ہوا ہے اور وہ کتاب ہمین مکرمی راجہ درگا پرشاد صاحب متخلص بہ مہر تعلقہ دار سندیلہ نے دکھلائی اور حالات مندرجۂ ذیل عنایت کیے۔

راجہ ہلاس رائے بہادر کہ از رشتہ مندان مہاراجہ دھرماتما بکارنیابت ومختاری دار و مدار کاروبار مالی وملکی ممتاز و سرفراز است حسن ذاتی و صفاتی

۱؎ مہاراجہ دھرماتما مراد از راجہ نرندھ بہادر راجہ ٹکیٹ رائے بہادر است ۱۲

بسیار میدارد که با تمامی برادران از خویش و بیگانگان دوازده قوم کالیستهان در پرداخت
یکسان در سلف که بسیار ها نامور شده اند باین اوصاف کسی نبوده و نه شد گوی سبقت
از همه ربوده و می برد و بدولت خواهی خانه آقا یعنی خداوند دام ظله و اجلاله چنان
بدل و جان مصروف که کسی دیگر نخواهد بود و یقین دریافت میشود که روشنی نام مهاراج
ادهراج دوبالا خواهد نمود قسمی که در روز روشن لعل بدخشانی پیش آفتاب درخشان و
نورانی میشود همچنان روبرو مهاراج منور و نام آورست راجه موصوف در آئین و روش
و فیض بخشی و فیضرسانی از راجه های پیشین نامداری پیدا کرده و در دلداری غریبان
و همچشمان و خبرگیری کسان و مفلسان فوقیت از دیگر عالی منشان بظهور می رسد شرح
ازان دشوارست و در نظم و نسق جد و جهد از نول رای به بندوبست پرداخته
دقیقه از دقایق و گنجایش هر جاکه لایق میداند نمی گذارد واحدی را از و پرگنات
و صوبجات و سپاه و کارخانجات جزو کل از قبضهٔ خود بیرون نگذاشته که اطلاع
نداشته باشد سخن اوصاف مختصر هرچه میکند کتابه برطاق رو کار می سازد۔
منجملہ اُن اسناد کے جو معافیات کی ہین ایک سند گھورن شاہ تکیہ دار کے نام جُونکی
طرف سے ہے اور اوس اراضی کے بعض قطعات راقم کی ملکیت مین ہین درج ذیل
کیجاتی ہے۔

نقل سند بمہر راجہ ہلاس رای صاحب بنام لالہ موہن لال صاحب سنہ ۱۲ فصلی
برادر عزیز از جان سعادت و اقبال نشان حفظہ اللہ تعالیٰ۔

موازی پنجاہ بیگہ پختہ اراضی در سواد چکات موضع لکرھائی کہ از قدیم باسم گھورن شاہ
مقرر و معاف ست در نیولا پنجاہ بیگہ پختہ آراضی دیگر سوای معافی قدیم از سواد موضع مسطور

مبلغ بتبدائے سنہ ۱۲۰۱ فصلی بنام مشارالیہ از حضور پر نور مقرر و معاف شد لازم آمد کہ اراضی مذکورہ بمشارالیہ پیمایش کنانیدہ بتصرف شاہ صاحب واگذارند کہ بخاطر جمع تردد آنجا نمودہ وصرف معیشت خود ساختہ مدام بدعای دولت ابدمدت موظف ومشغول باشند زیادہ چہ قلمی شود۔

برآوردن پنجاہ بیگہ اراضی سوای معافی قدیم از موضع گرھائی بہ گھورن شاہ معاف شدہ لازم کہ بمجرد رسیدن نوشتہ اراضی مسطورہ بشاہ صاحب موصوف پیمایش کنانیدہ دہند توقف وتساہل نشود وافغانان را تاکید نمایند کہ باز از شاہ صاحب قضیہ نہ نمایند اگر قصد خواہند کرد تدارک از حضور پر نور خواہد شد خبر شرط است زیادہ چہ نوشتہ شد۔ فقط

یہ پچاس بیگہ اراضی نواب محمد اعزاز خان کے عہد مین سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو شاہ صاحب موصوف ساکن محلہ سلیمانی کے نام معاف ہوی تھی اس مین ایک درخت املی کا بھی تھا جب نواب سعادت علیخان نے چند قطع چھوڑ کر ضبطی کا حکم بھیجا تو وہ درخت بھی بدستور شاہ صاحب کے قبضہ مین چھوڑا۔ ایک سال نواب رجب علیخان نے اوس درخت سے مزاحمت کی جسپر تکیہ دار مذکور نے واویلا کیا اس پر محراب علی صاحب نے ایک قطعہ نواب صاحب مذکور کو لکھا تھا اسی طرح پیشتر بھی ایک پروانہ واگذشت اراضی کا سیف علی نے ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۲۱۱ ہجری کو لکھا تھا ایک سند راجہ کیطرف سے اعظم خان وامانت خان سید نخیل کے نام موجود ہی اوسکی نقل بھی لکھی جاتی ہے۔

مقدم وکارندہ موضع خانپور وغیرہ بدانند۔ چک چڑیہ وچک سید ابوالخیر واقع موضع مرقوم از ابتدائے فصل خریف سنہ ۱۲۱۱ فصلی باسم اعظم خان وامانت خان معاف نمودہ شد باید کہ محصول آنجا را از ابتدای مسطور در تصرف خان مشارالیہما گذاشتہ باشند وبعلت محصول بوجہی من الوجوہ مزاحم ومتعرض نباید بود درین باب تاکید تمام دانند۔ مرقوم بست وہفتم

جمادی الاول ۱۱۹۳ھ ہجری۔ قطعات چک چڑیہ چک سید ابوالخیر
راجہ صاحب کی مہر مین ۱۱۸۵ھ ہجری کندہ ہین

ہلاس رائے ۱۱۸۵ھ

رای موہن لال صاحب چکلہ دار

آپ راجہ صاحب کے چھوٹے بھائی تھے کارگزاری و دانشمندی اور دیگر خوبیون مین مثل اپنے بھائی کے نیکنام گذرے اکثر کاغذات پر انکی مہر دیکھنے مین آئی ہے چنانچہ موضع کہیم پور بہداسی جو حکیم دولت رائے صاحب کے خاندان مین ۱۲۰۳ھ کو معاف ہوا تھا وہ بھی انکی مہر سے مزین ہے ان کو خطاب **رائے صاحب** کا پیشگاہ نواب وزیرالممالک سے عطا ہوا تھا ان کی مہر مین ۱۱۹۹ھ ہجری کندہ ہین ایک پروانہ مین جو عامل شاہ آباد کے نام ہے رائے صاحب لکھتے ہین کہ دس بیگہ زمین جو بنام اہلیہ شہامت خان معاف ہے اُس سے مزاحم نہونا چاہیے ایک پروانہ انکی طرف سے معافی کا تحریر کیا جاتا ہے۔

نقل پروانہ بمہر رائے صاحب رائے موہن لال مرقوم بست و پنجم شہر شعبان ۱۲۱۴ھ ہجری

برادرم عزیز از جان سعادت و اقبال نشان لالہ شام لال جیو۔

موازی نود و دو بیگہ اراضی پختہ و مبلغ پنجہ و پیہ نقد در سواد دیہات ذیل شاہ آباد علاقہ مولا گنج در وجہ مدد معاش باسم شیخ انوری و میکو بنابر نیاز حضرت سید الشہدا معاف و واگذاشت گذاشتہ لازم کہ الحال تصرف امام باڑہ تعلق مشارالیہ واگذارند و بوجہی من الوجوہ مزاحم و متعرض نشوند درین باب تاکید مزید دانستہ حسب المرقوم بعمل آرند و ہر سال سند مجددہ طلبند

تعداد در عنقان	گوریا	مریدپور	چکات باغات	کلیان پور	مریدپور کوری
۵	صگہ	عگہ	عگہ	عگہ	عگہ

راے موہن لال بھی مثل اپنے بڑے بھائی راجہ ہلاس راے کے نواب اصف الدولہ کے حضور مین ایسے مقرب تھے کہ صوبہ کٹھر کا چکلیدار اپنی راے سے مقرر کرکے بھیجدیا تھا اور اوسکے بعد جناب عالی سے عرض کیا تھا۔

راے منسارام صاحب

یہ راجہ صاحب کے چھوٹے بھائی اور سرکار اودھ مین مہتمم بندوبست تھے قصبہ محمدی کا جنگل کٹواکر انھون نے صدہا مواضعات آباد کیے اور اکثر وہان کے باشندون کو معاف بھی کیے تھے اکثر سرکاری دفترمین بسیون واجب العرض اور بندوبستی کاغذات مین جو ضلع کھیری کے متعلق ہین ان کا نام دیکھنے مین آتا ہے۔

راے منسارام کے فرزند کنور رام بخش صاحب بھی چکلیدار رہے اور اونکے فرزند راے لالتا پرشاد بھی خلعت چکلیداری سے سرفراز ہوے تھے۔ کنور رام بخش کے عہد چکلیداری کے بعض دستخطی کاغذات راقم الحروف نے دیکھے ہین ان کے دوسرے فرزند کا نام بسنت راے تھا۔ نواب اعزاز خان رئیس بڑی ڈیوڑھی نے جو دیہات راے موہن لال کو مرحمت کیے تھے اوسکی نقل تحریر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

نقل بخشش نامہ دیہات زمینداری خانپور وغیرہ بمہر محمد اعزاز خان بہادر و بمہر قاضی شاہ آباد

مرقوم بست پنجم شہر صفر سنہ ۱۲۱۰ھ

منکہ محمد اعزاز خان خلف محمد شیرانداز خان رئیس و زمیندار قصبہ شاہ آباد سرکار خیرآباد مضاف صوبہ اختر نگر اودھ ایم چون زمینداری دیہات خانپور وغیرہ کہ بلاشرکت غیری در قبض و تصرف خود دارم الحال زمینداری دیہات مذکور مفصلۂ ذیل از راہ فضل و کرم و برضا و رغبت خود بہ برخوردار نورچشم راے موہن لال

خلف لالہ بینی پرشاد دادیم وبخشیدیم باید کہ برحقوق زمینداری دیہات مذکورہ بالکلیہ بدجمعی تمام قابض ومتصرف بودہ باشند و وجہ نذرانہ معرفت مولوی خلیل اللہ وامانت خان داخل سیاہہ سرکار شدند ثانی الحال گاہی اہلکاران سرکار از رسومات زمینداری وغیرہ مزاحم ومتعرض نشوند نخواہد شد بنابراین چند کلمہ بطریق بخشش نامہ نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال سند باشد وعند الحاجت بکار آید۔

تفصیل ذیل

خانپور خاص سردار نگر آغاپور گڑھی پور نصیر پور بھٹہ کولہ ہرولی کوٹیان پوروا پیریا رسول پور چریا ایگوان نرسیا موکھیلیا نگرہ لوتھو سرائے کمال الدین خان لگڑای سرائے رانک بروری امریا منگیاوان پوروہ چھٹ پوہ گوریا خاص سرسی ٹھیوان

ایک مدت تک راجہ ہلاس رائے کا دور دورہ خوب رہا لیکن مہاراجہ ٹکیٹ رائے کی تنزلی سے ان کا ستارہ بھی جو اوج پر چمک رہا تھا مدھم ہوگیا چونکہ دیسی ریاستون اور ایشیائے سلطنتون مین اکثر اسی طرح کے معاملات پیش آئے ہین کہ جب کوئی رکن سلطنت تنزل مین آیا تو اوسکے جتنے متوسل ہوتے ہین وہ بھی زردر وا اور علحدہ کردیے جاتے ہین۔ یہی معاملہ مہاراجہ ٹکیٹ رائے کی معزولی سے راجہ ہلاس رائے کو پیش آیا۔ مہاراجہ کی معزولی کا قصہ تاریخ سلاطین اودھ وغیرہ مین مفصل مرقوم ہے مگر ہم بوستان اودھ سے یہ واقعہ تحریر کرتے ہین۔

"جب بعد شجاع الدولہ کے نواب آصف الدولہ مسند نشین ہوے تو اونھون نے ایلچی خان کے بعد سرفراز الدولہ حسن رضا خان کو مدار المہام اور مہاراجہ ٹکیٹ رائے کو دیوانی کا عہدہ عنایت فرمایا اور مہاراجہ نے نہایت تقرب حاصل کیا اتفاقیہ کسی ملکی ضرورت سے مہاراجہ کلکتہ گئے اور وہان سے ناکام آئے اسوجہ سے جناب عالی کا مزاج ان سے کچھ مکدر ہوگیا اور بعد واپسی کلکتہ کے فیمابین سرفراز الدولہ اور مہاراجہ کے بھی نفاق پیدا ہوگیا۔ اسی زمانہ مین

ایک روز مہاراجہ ٹکیٹ رائے نے نواب آصف الدولہ کو پچہتر لاکھ روپیہ کی فرد دکھلائی اور کہا کہ اسقدر قرضہ سرکار پر مہاجنون کا ہوگیا ہے اور آیندہ سود بالائے سود سے زیرباری ہوگی چونکہ نواب آصف الدولہ ہمیشہ سے امیرالدولہ حیدر بیگ خان نائب مدارالمہام ومتوسل بینی بہادر کے انتظام کے عادی تھے اُن کے عہد مین ساٹھ لاکھ روپیہ اپنے صرف خاص کا لے لیا کرتے تھے اور ان باتون سے کچھ خبردار نہین ہوتے تھے اس فرد کو دیکھکر نہایت برہم ہوے - جب مہاراجہ ٹکیٹ رائے چلے گئے اور راجہ جھاؤلال حاضر ہوے تو جناب عالی نے راجہ سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ خدا بخشے امیرالدولہ کو جو کچھ وہ کرتا تھا اُس سے مجھے کچھ تکلیف نہین دیتا تھا - مہاراجہ ٹکیٹ رائے کو دیکھو کہ آج اوسنے پچہتر لاکھ زر قرضہ کی فرد لاکر مجھے دکھلائی یہ نہین جانتا کہ اگر ما بدولت سے دردسری ہوسکتی تو پھر نائب ومختار کی کیا ضرورت تھی راجہ جھاؤلال یہ سنکر خاموش ہورہے جب مکرر جناب عالی نے فرمایا تو جھاؤلال نے عرض کیا کہ ارشاد بندگان عالی کا صحیح ہے ٹکیٹ رائے آدمی بد ہے تغلب وتصرف کرتا ہی جو کچھ حساب اُسنے پیش کیا ہے جعلی ہے نواب صاحب نے فرمایا کہ تم مہاجنون سے حساب سمجھکر میرے روبرو پیش کرو - راجہ جھاؤلال حسب الحکم گئے حویلی پھراج مین مہاجنون اور ٹکیٹ رائے کو بلوایا اور حساب سمجھا اسکے بعد سب کو قائل کرکے گیارہ لاکھ روپیہ سرکار اودھ کے ذمہ عائد کیا اور تصفیہ کرکے فرد حساب جناب عالی کی نظر سے گذرانی اوسی روز مہاراجہ ٹکیٹ رائے معزول کردیے گئے اور بجاے ان کے راجہ جھاؤلال مقرر ہوے لیکن چند روز کے بعد ۱۲۱۱ھ ہجری مین راجہ جھاؤلال کو بھی رزیڈنٹ صاحب نے موقوف کرکے پٹنہ عظیم آباد بھیجدیا اور ان کے ذمہ سرداران مرہٹہ اور شاہ کابل سے خط وکتابت کا الزام لگایا گیا - مہاراجہ ٹکیٹ رائے کا جملہ سامان ضبطی مین آیا سعادت علیخان کے عہد تک وہ زندہ رہے مہاراجہ فیاضی وسخاوت

اور سلوک مین بے نظیر امیر تھے ہندو اُن کو راجہ کرن کہتے تھے اُنھون نے جس جگہ شوالا بنوایا باوجود ہندو ہونے کے وہان مسجد بھی بنوائی چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ اُن کے خرچ کا مقرر تھا۔ مہاراجہ ٹکیت رائے کے بھائی وغیرہ بھی کسی قسم کی لیاقت نہ رکھتے تھے جو انکے بعد ترقی کرتے۔ الحاصل بعد علیحدگی مہاراجہ ٹکیت رائے کے راجہ ہلاس رائے بھی بیکار ہوگئے ایک پشت تک راجہ صاحب کا ظاہری سامان بدستور شاہ آباد مین موجود رہا مگر بعد کنور رام بخش کے مستقل چکلیداری بھی انکی اولاد مین کسی نے نہ پائی جو کچھ اندوختہ آبائی تھا اُس سے اہل خاندان اوقات بسری کرتے رہے بعدہٗ اُن کا بنایا ہوا عالیشان مکان بھی کھود کھود کر کھا گئے۔ راجہ ہلاس رائے کے پھاٹک کے کواڑ خواجہ محمد شاہ صاحب کے پھاٹک مین لگے ہوے ہین افسوس کہ اب نہ وہ شوکت و شان ہے نہ مکان کا نشان باقی ہے زمانہ کے انقلاب سے یکسان رنگ کسی کا نہین رہتا اس ناپائدار دنیا مین کوئی حالت قابل اعتبار کے نہین ہے ؎

اس باغ مین جس سرو کو دیکھو وہ رواں ہے ✦ جس گل پہ بہار آج ہے کل اُسپہ خزان ہے

رائے منگلی لال صاحب چکلیدار

رائے صاحب نہایت نیک نہاد انسان تھے مہاراجہ بالکرشن دیوان سرکار اودھ کے ذریعہ سے انھون نے چکلیداری کا منصب حاصل کیا تھا اور اپنے فرائض منصبی دیانت و نرمی سے ادا کیے کسی پر جبر و تشدد نہین کیا شرفا کی قدردانی اور جوہر شناسی کی صفت بھی بہ رکھتے تھے جب کوئی ضرورت مند اپنی جائداد وغیرہ فروخت کرنے کی غرض سے انکے پاس گیا تو انھون نے کبھی اسکو دبا نہین لیا بلکہ اسکی پوری قیمت ادا کی دیانتداری کے کام مین لائے

اونکی نیک نیتی کا یہ ثمرہ ہے کہ چکلیداروں مین اُن کے گھر آجتک جائداد باقی ہے ۱۲۴۵ھ
فصلی مین راے صاحب موصوف نے نواب کمال الدین خان صاحب کی بنوائی ہوی سرائے
کی مرمت کرائی اور اوسکی شکست وخام حالت کو پختگی سے تبدیل کردیا آخر زمانہ مین انکو بصارت
سے معذوری ہوگئی تھی مگر چکلیداری کا کام بدستور اہلکارون سے لیتے رہے بہت سے کاغذات
جن پر راے صاحب کی مہرین ہین راقم کی نظر سے گذرے ہین اور بعض اسناد واحکامات بھی
دیکھنے مین آئے ہین بعض پروانے ان کے یہان کے پڑھے ہین چنانچہ ۱۶ جمادی الاول ۱۲۵۶ھ
کو ایک پروانہ سرکار اودھ سے صادر ہوا تھا کہ مسمی عزیز و محمد حسین ساکن شاہ آباد کے باہم بابت
ترکہ کے جھگڑا جو ہوا ہے اوسکو طے کرادو اور اوسکی کیفیت حضور مین ارسال کردو دوسرا پروانہ
نواب امین الدولہ امداد حسین خان بہادر وزیر اعظم کا ۴ ربیع الثانی ۱۲۵۹ ہجری کو آیا ہے کہ
منجملہ دوسو روپیہ کے لعہ جو بابت نانکار کے چاہیے ہین وہ محمد یار خان کو دیدینا چاہیے۔
ان کی جانب سے بھی ایک کاغذ موجود ہے کہ جو گھورن شاہ تکیہ دار مذکورۂ بالا کی آراضی کے
بارہ مین حسن علیخان و یعقوب علیخان رئیسان کھیڑہ کو لکھا ہے اوسکی نقل تحریر کردیگئی ہے۔

مہر رائے منگلی لال

خان صاحب مہربان حسن علیخان و یعقوب علیخان سلمہ اللہ تعالیٰ

ظاہر اور دریافت شد کہ آراضی معافی قدیم گھورن شاہ فقیر مزاحمت و تعرض نمیرسانند
چون معافی قدیم است وگاہی احدی تعرض نساختہ حالا ایشان از چہ اراضی مذکورہ فرق مینمایند
لہذا تاکید مزید قلمی میشود کہ احیانًا اراضی مذکور تعرض نرسانند۔

ان کے دو فرزند تھے ایک لال بہادر صاحب جو تحصیلداری وغیرہ کے عہدہ پر سرفراز
ہوے اُن کے کاغذات بھی دیکھے ہین اور دوسرے درگا پرشاد صاحب تھے۔ لال بہادر
صاحب کے بیٹے کنور بہادر صاحب اور درگا پرشاد صاحب کے راے راج بہادر صاحب ہین

جن کو ضعف بصارت کی شکایت ہوگئی ہے مگر اونھون نے امیرانہ اندازت زندگی بسر کی ۔

رائے نتھی لال صاحب کی عمر مین ۱۲۵۱ھ ہجری کندہ تھے جس سے زمانہ اُن کی بکبیاری کا ثابت ہوتا ہے ۱۲۶۲ھ ہجری مین رائے صاحب موصوف نے انتقال کیا قطعہ تاریخ یہ ہے ؎

چون رائے خوشحال ازین عالم فانی	راہی سوی جنت شدہ دور او دریغا
ہر یک سرخود را پے تاریخ بریدند	رنج و غم و آہ و الم و آفت و سودا

حکیم خوشحال رائے صاحب

آپ نواب حافظ رحمت خان صاحب والی بریلی (ملک روہیلکھنڈ) کے طبیب اور دوا ساز تھے ۔ فن طبابت مین ید طولی حاصل تھا ان کے فرزند حکیم دولت رائے صاحب قابل اور حاذق طبیب ہوے جنکے معالجات و تشخیص مرض کے حالات راقم نے واقفکارون کی زبان سے سُنے ہین حکیم دولت رائے صاحب خوشرو اور خوش وضع بھی تھے اونکی لانبی کاکلین خوبصورت چہرہ کی زیب و زینت کو بڑھائے رہا کرتی تھین ان کے بیٹے خوشوقت رائے خوشنویس و لایق و طبیب ہوے تھے مگر افسوس کہ وہ جوان ہی چل بسے اس خاندان کے مورث اعلی بھیا گنیش رائے تھے جنکے تین صاحبزادے ہوے یعنی چین[1] رائے ۔ روپ[2] رائے ۔ مصاحب[3] رائے ۔ آخر الذکر کے دو بیٹے خوشحال رائے[4] اور

عیوض رائے انکے پاس جاتا اور بھی تھی اکثر غسل صحت پر ذی حوصلہ اشخاص نے باغات و چکات لیے تھے۔ موضع رتنا پور و نبکا پور پرگنہ محمدی ضلع کھیری قدیم زمانہ سے مصاحب رائے ولد بین رائے کے نام معاف تھے غالبًا یہ حافظ رحمت خان کے عہد سے ان کے قبضہ مین آئے۔ ایک باغ گڈھی مین کلب علیخان کی جانب سے ملا تھا جسکی سند راقم نے بچشم خود دیکھی ہے اور ۱۲۹۹ ہجری کو زوجہ اعظم خان ذکریا خیل ساکنہ محلہ دلاور پور نے حکیم دولت رائے کو ایک قطعہ چار بیگھہ کا دیا تھا اور ۱۲۹۶ ہجری مین عبدالرحمن خان ولد جمال الدین خان ذکریا خیل ساکن محلہ دلاور نے ایک باغ حکیم گنیش رائے کو عنایت کیا ہے اسپر خلیفہ عبدالرزاق صاحب وغیرہ کی مہر موجود ہے حکیم دولت رائے کے بعض معالجات معرکۃ الآرا ہوے ہین چنانچہ مہاراج اودھراج راج رانا پرتھی سنگھ بہادر والی چھالرا پاٹن کے علاج مین جب یہ طلب ہوے تو اونھون نے اطبائے نامی کے مواجہہ مین نسخہ مرتب کیا اور نہایت خذاقت سے علاج کیا اور صحت بھی انھین کے ہاتھ پر ہوئی یہ علاج نہایت قابل توصیف کیا ہے راقم نے اونکا وہ مجوزہ نسخہ دیکھا ہے اجزا کی ترتیب بھی نہایت قابلیت سے تحریر کی ہے بلکہ اوس نسخہ پر یہ عبارت لکھی ہے۔ بمقام چھالرا پاٹن بخاطر داشت مہاراج اودھراج راج رانا پرتھی سنگھ بہادر حسب الطلب اتفاق راقم شد بود و کمال رعایت در ترتیب این کل عرق مرعی داشتہ دیگر اطباء و دیار علامی حاضر بودند۔

نواب اعزاز خان رئیس بڑی ڈیوڑھی کیطرف سے حکیم مصاحب رائے کو موضع کھیم پور بھداسی مرحمت ہوا تھا نقل اوس پروانہ کی یہان تحریر کیجاتی ہے۔

نقل پروانہ مہری نواب محمد اعزاز خان بہادر ۱۲۹۵ فصلی

متصدیان مہمات حال و استقبال سرکار ایں جانب بعنایت امیدوار بودہ بدانند۔ موضع کھیم پور بھداسی کہ منجملہ دیہات علاقہ شاہ آباد محال وطن و جاگیر التمغا سرکار اینجانب است

آثار درنیولا معہ رقبہ وسوای زمین مزروعہ وغیر مزروعہ وافتادہ محض وقابل زراعت وغیر ممکن الزراعت وزمین شور وجلکر وبنکر وچاہات وتالاب وباغات وجمیع حقوق زمینداری دروجہ انعام حسن المعالجت بنام حکمت وحذاقت آب بھیا لالہ مصاحب رائے حکیم این سرکار بعنایت مرحمت نمودہ شد کہ بھیا موصوف بر جمیع اراضی وحقوق زمینداری موضع مذکور بطور ملکیت قابض ومتصرف بودہ بدلجمعی تمام ہمگی اوقات خود بدوائی ومعالجۂ بیماران کہ کار ثواب ست داشتہ باشند باید کہ جملہ اہلکاران سرکار انیجانب موضع مذکور را بنام بھیا موصوف معاف ومرفوع القلم دانستہ احدی احیانا بوجہی من الوجوہ از بھیا موصوف مزاحم ومتعرض نشوند درینباب تاکید دانستہ حسب الحکم بعمل آرند فقط

عیوض رائے صاحب لاولد تھے حکیم دولت رائے کے لڑکون مین بھوانی پرشاد ٹکیت رائے توبت رائے ہیرالال وغیرہ تھے حکیم صاحب کے موصوف کے پوتے ہرسکھ رائے انسان معقول اور طبیب پیشہ ہوے حکیم دولت رائے کے انتقال کو زمانہ تخمیناً چالیس سال کا ہوا ہوگا۔

نواب محسن الملک عضد الدولہ محمد علیخان بہادر دلاور جنگ

نواب محسن الملک بہادر۔ نواب معتمد الدولہ محسن الملک یعقوب علیخان بہادر ظفر جنگ کے صاحبزادے اور خان مغفرت نشان محمد جہان خان کے پوتے تھے۔ آپ بھی شاہ آباد کے باشندہ ہین محلہ مولا گنج مین شاہ مدن صاحب کے احاطہ کے دکن اور پورب کی جانب ہا کرتے تھے دیوانخانہ اور عمارت عالیشان بنی ہوئی تھی نواب صاحب اور اُن کے والد نامدار بادشاہ دہلی کے قلعہ دار تھے شاہ مدن صاحب کے بھتیجے لالن میان صاحب کو نواب صاحب کی صاحبزادی

منسوب تھین جنکے بطن سے مولوی نظامی صاحب پیدا ہوے تھے نواب صاحب کے
ساتھ زمانہ نے بہت موافقت کی تھی اکثر کاغذات جن مین بعنایے باغات ومکانات کے
نواب صاحب کے نام موجود ہین راقم کی نظر سے گذرے ہین اوران کاغذون مین انکے
نام کے ساتھ امارت وایالت مرتبت حشمت وشوکت منزلت وغیرہ معزز الفاظ تحریر کیے گئے
ہین۔بعض بعنایے اس وقت راقم کے پیش نظر ہین ایک کاغذ پر قاضی فیض اللہ صاحب
سعد اللہ خان بازیدخیل سمندر خان مہمند۔سید ابو الخیر صاحب۔یوسف خان ورسول خان
سلیمانی کی مہرین پڑی ہوئی ہین۔یہ بعنایہ میں بیگھہ پختہ باغ کا ہے اسمین دوسو درخت
نصب تھے اور تالاب چومونہا کے پورب طرف واقع تھا۔مبلغ سات سو پچاس روپیہ کو
محمود خان بازیدخیل عرف موخیل سے خریدکیا تھا اور ۲۹ ربیع الثانی ۱۱۷۶ھ ہجری کو یہ بعنایہ
تحریر ہوا ہے۔اسیطرح ایک بعنایہ ۱۱ رمضان ۱۱۷۳ھ کو ایک پختہ مکان کا جسکے متعلق پانچ بیگہ
آراضی بھی تھی محمد پرول ابن عبدالواحد ولیرخانی کی جانب سے نواب محمد علی خان
کے نام لکھا گیا ہے یہ مکان بڑی ڈیوڑھی کے متصل تھا۔اس بعنایہ پر گواہیان مسمی ازمان صاحب
قادرداد خان مظفر علیخان وغیرہ کی پڑی ہوئی ہین نواب یعقوب علیخان کے دوسرے
صاحبزادے معتمد الدولہ مصطفےٰ خان فرزند بہادر نصرت جنگ تھے۔ان کا پورا خطابی نام
ایک مہر مین کھدا ہوا ہے یہ خطابات ان حضرت کو شاہ دہلی کیطرف سے عطا ہوے تھے۔
نواب محسن الملک محمد علیخان بہادر کے فرزند نیاز علیخان تھے۔نواب صاحبان کی عزت
وامارت خطابون سے ظاہر ہے۔افسوس کہ گردش ایام سے اُن کے مکانات کے
نام ونشان تک نہ رہے اوراس وقت کی نسل اُن کے خطابات سے بھی آگاہ نہین۔

شاہ آباد کے قاضی

یہان کے قاضیون کے مورث اعلیٰ قاضی فیض اللہ صاحب کو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے سنہ ۲۲ جلوس مین بجاے قاضی شیخ محمد اوجیالی اور قاضی ابو البقا کے دار القضا شاہ آباد مین مقرر کیا اور پرگنہ پالی بھی اُنکے متعلق کیا اور اشخاص مذکورہ بالا کو یہان سے بدل دیا۔ عالمگیر کے زمانہ سے فرخ سیر کے عہد تک کئی بار قاضی فیض اللہ صاحب کی تبدیلی وبحالی ہوتی رہی اس دوران مین قاضی صاحب موصوف نے عہدۂ قضا کی سند اپنے فرزند بدیع الزمان صاحب کے نام منظور کرا کے شاہ آباد مین اونکو مقرر کرا دیا اور خود قنوج کے قاضی ہوے اس زمانہ تک شاہی دربار مین قاضی سابق کی اولاد اپنے عہدہ کی متلاشی رہی جب قاضی بدیع الزمان صاحب کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اونھون نے اپنے بھائی نادر الزمان کو دار السلطنت دہلی بھیجا جب وہ شاہجہان آباد پہونچے تو اونھون نے ایک مغل بچہ کو مبلغ ایکہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ شیخ سعد اللہ جو قاضی سابق کی اولاد مین ہین اور ہماری جگھ کے متلاشی ہین اُن کو جان سے مار ڈالو چنانچہ اوس مغل نے نامبردہ کا کام تمام کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد نادر الزمان بھاگ کر پالی مین آئے اور اپنے بھائی کے پاس پناہ گزین ہوے۔ وہ مغل بچہ زر معاوضہ کی غرض سے ان کے پیچھے آیا اور زر خون ان کے باپ و بھائی قاضی فیض اللہ صاحب اور بدیع الزمان صاحب سے لیکر ہٹا جب شیخ سعد اللہ کے بھائیون کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اونھون نے اپنے بھائی کے خون ناحق کا دعوی بادشاہی اجلاس مین دائر کیا۔ بادشاہ نے اُن کے استغاثہ مین قاضی فیض اللہ صاحب اور قاضی بدیع الزمان صاحب کو عہدۂ قضا سے معزول کر دیا اور جو

دیہات وچکات بطور مدد معاش کے دیے تھے وہ سب ضبط کرلیے اب ایک شخص
قنوج کا باشندہ انکی جگہ پر قاضی مقرر ہوا۔ ہرچند قاضی فیض اللہ صاحب اور اُن کے
پسران قاضی بدیع الزمان و نادر الزمان و مسیح الزمان صاحبان نے کوشش کی کہ ہم
اپنے عہدہ پر بحال ہوجائین مگر کامیاب نہوے اب بیکاری و تنگی معاش سے نان
شبینہ کو محتاج ہوگئے۔ اس عرصہ مین ناصر الزمان صاحب جو چھوٹے بیٹے قاضی
فیض اللہ صاحب کے تھے اُنھون نے معقول و منقول وغیرہ کے علوم سے فراغ
حاصل کیا اور اپنے باپ کی عُسرت پر مغموم ہوکر دار السلطنت دہلی کو روانہ ہوے کیونکہ
اُس زمانہ مین تمام خلایق کی معاش کی مرجع وہی سرکار تھی جب یہ وہان پہونچے تو اپنی
رسائی سے امرا و ارکان دولت کے یہان تقرب پیدا کیا اور حسن تدبیر سے از سر نو جملہ
پرگنات دشاہ آباد کی خدمت قضا پر اپنے باپ کی بحالی کرائی اور صدر الصدور کی مہر
بھی سند پر کرائی اور وہ اپنے والد بزرگوار کو بھیجدی۔ اور خود محمد شاہ بادشاہ کے حضور
مین حاضر رہے ایک مدت تک قاضی فیض اللہ صاحب شاہ آباد مین اپنے دوبارہ
عہدہ پر مقرر رہے اسکے بعد حسب اجازت اپنے والد موصوف کے اُن کے عہدہ کی
سند اپنے نام کرالی اور اپنے باپ کو اپنا نائب قرار دیا چنانچہ قاضی فیض اللہ صاحب
تاحیات اپنے بیٹے کی نیابت مین کام کرتے رہے جب قاضی صاحب موصوف کا
انتقال ہوگیا تو اونکے دیگر فرزندان اس عہدۂ قضا پر مامور رہے مگر مولوی ناصر الزمان
صاحب دیگر خدمات کی وجہ سے بادشاہ کے دربار مین حاضر رہے بعد انتقال کرنے
اپنے والد کے کچھ مدت کے بعد مولوی ناصر الزمان صاحب نے بادشاہی دفتر سے سند
اپنے بڑے بیٹے قاضی ضیاء اللہ کے نام منتقل کرائی اور اُن کا چھوٹا لڑکا تحصیل علم کیغرض سے

ان کے ساتھ رہا کیا۔ قاضی ضیاء اللہ صاحب پالی مین بھی رہتے اور فرایض منصبی کے ساتھ انتظام خانہ داری انجام دیتے اور جو کچھ مولوی ناصر الزمان صاحب نقد و جنس پیدا کرتے وہ انھین کے پاس بھیجتے انھون نے اپنی خوش انتظامی سے مکانات بنوائے باغات نصب کرائے دیہات خریدے جب مولوی ناصر الزمان خان صاحب کا انتقال ہوگیا تو اُن کے فرزند قاضی رضاء اللہ خان دہلی گئے اور مثل اپنے باپ کے امرا اور صدر الصدور وغیرہ کے یہان رسائی پیدا کی اور پانچ برس تک وہان رہے اور کوشش بلیغ کرکے اپنے بھائی قاضی ضیاء اللہ خان کو پرگنہ پالی پر بحال کرا دیا اور اس عہدہ کی سند بھی دہلی سے بھجوا دی جب سلطنت دہلی کو زوال آیا اور وہان کے مقدمات مین ہیچ مچی پیدا ہوگئی تو قاضی رضاء اللہ خان بھی وہان سے اپنے مکان کو چلے آئے اسکے بعد قاضی رضاء اللہ خان شاہ آباد کے مستقل قاضی ہوے اور پالی مین قاضی ضیاء اللہ خان اس عہدہ پر متعین ہوے جب تک یہ دونون بھائی زندہ رہے ملے رہے جب قاضی ضیاء اللہ خان کا انتقال ہوگیا تو اُن کے فرزند ابو الحسن جنکی عمر اوسوقت دس برس کی تھی وہ قصبہ پالی مین بجاے اپنے باپ کے مسند قضا پر بٹھلائے گئے اور اونکی تعلیم و تربیت شاہ آباد مین چچا کے پاس ہوتی رہی چھیالیس سال تک رضاء اللہ خان شاہ آباد کے قاضی رہے نہایت کفایت شعاری و جزرسی سے گذر اوقات کی اور اہل و عیال کے لیے کچھ چکات مین اراضی بھی خرید کی پختہ حویلی بھی بنوائی جب نواب آصف الدولہ بہادر وزیر الممالک فرمانروائے اودھ کی طرف سے راجہ جھاؤ لال کو دیوانی کا خلعت عنایت ہوا اور وہ منصب صدارت پر مقرر ہوے تو سیتا رام اخبار نویس شاہ آباد نے راجہ صاحب کے حکم سے عہدۂ قضا کی ممانعت کی اور یہ اجراے کار سے باز رہے۔ اس زمانہ مین

شجاعت علیخان جو یہان تعینات تھے وہ بطور سزا اول کے ان کے مکانات واقع شاہ آباد و پالی پر متعین کیے گئے اور ان سے مچلکہ عدم مداخلت کا لکھایا گیا اس قضیہ کے پیش آنے سے قاضی رضا اللہ خان لکھنؤ گئے اور وہان کے ارکان دولت ملازمت حاصل کی اور بجاے سرکار دہلی شہ زمانروائے اودھ کے حکم سے اجازت برقراری منصب حاصل کی راجہ جھاؤلال راجہ ہلاس رائے راجہ بالکشن صاحبان کے خطوط بحالی عہدہ کے متعلق لیکر شاہ آباد واپس آئے اور سیتا رام سے عدم مداخلت کا مچلکہ واپس لیا اور بدستور اپنے عہدہ پر قائم رہے اس عرصہ مین اُن کے مخالفون نے اُن کے بھتیجے ابو الحسن کو ورغلایا اور ان کے مقابلہ مین لڑائی پر آمادہ کیا اُسنے تمام موروثی اشیا، و مکانات اور اسناد ملکیت پر قبضہ کیا اور ان بوڑھے چچا کو نہایت پریشان کیا۔

قاضی رضا، اللہ خان نے اپنی املاک اور پیدا کردہ جائداد کے متعلق ایک صورتحال ۹۔ رمضان سنہ ۱۱۳۱ ہجری کو لکھائی اور اُسپر عمادین شاہ آباد کی مہرین کرائین اور وہ صورتحال بہت لمبی اور مفصل حالات کی راقم کے پیش نظر ہے تعداد مین ایک سو سے زائد اشخاص کی مہرین اسپر ثبت ہین اسپر دستخط و مواہیر قاضی سید فضل علیخان۔ نواب احمد علیخان تعلقہ دار باسط نگر۔ محمدی بیگم زوجہ نواب اعزاز خان رئیس بڑی ڈیوڑھی۔ نواب محمد خان عرف جمعہ میان رائے مومن لال صاحب۔ راجہ ہلاس رائے صاحب۔ خلیفہ عبد الرزاق صاحب یمینی اعظم خان صاحب رئیس سید خیل۔ امانت خان صاحب مظفر علیخان صاحب وہمت رائے چودھری گردیال۔ امانی خان مہمند۔ فتح علیخان۔ اشرف خان۔ صاحب داد خان وغیرہ کے موجود ہین۔

قاضی رضا، اللہ خان کے بعد قاضی شجاع علی صاحب ابن قاضی ناصر الزمان صاحب

شاہ آباد مین عہدۂ قضا پر مامور رہے اور اونکے بعد اونکے صاحبزادہ قاضی حافظ علی صاحب شاہ آباد کے قاضی ہوے عہد شاہی و نوابی تک ان قاضیون کے اجلاس سے فتوے لیے جاتے فرایض مذہبی اور مقدمات شرعیہ کے فیصلے ہوا کرتے تھے حاکم وقت کیطرف سے قاضیون کو بہت اختیارات دیے جاتے تھے یہ عہدہ گویا ششن جج کا منصب تھا۔ یہ حضرات قوم کے سید تھے مگر لفظ خانی بطور خطاب نام کے ساتھ استعمال کیجاتی ہے۔ بعد عہد شاہی کے یہ محکمہ بھی جاتا رہا اب بجز نکاح خوانی کے کوئی کام قاضیون کے متعلق نہین رہا۔ بجاے فصل خصومات کے مخاصمت باہمی باقی رہگئی ہے۔ اب اس خاندان مین قاضی علی حسن صاحب وغیرہ موجود ہین۔

قاضی رضاء اللہ خان صاحب کے نام فرامین شاہی جو محمد شاہ اور احمد شاہ کے عہد سلطنت مین تحریر ہوے وہ اب تک موجود ہین راقم کی نظر سے اصلی کاغذات گذر چکے ہین بعض کی نقل بیان درج کیجاتی ہے۔

نقل فرمان محمد شاہی بنام قاضی رضاء اللہ خان شاہ آبادی

عبید خان پسر خان صمد الصمد بندے قدوۂ راسخ الاعتقاد محمد شاہ بادشاہ غازی

گماشتہای جاگیرداران وکروریان وجمہور سکنہ پرگنۂ سونی پت وغیرہ سرکار وصوبہ دار الخلافۃ شاہجہان آباد را اعلام آنکہ حسب الحکم جہان مطاع آفتاب شعاع گردون ارتفاع منصب احتساب وغیرہ پرگنہ مسطور از تغیر محمد رؤف وغیرہ برضاء اللہ ولد ناصر الزمان حسب الضمن مقرر ومفوض گشتہ باید کہ کما ینبغی بلوازم مناصب مذکور قیام نمودہ در تادیب اوقات مسکرات وزجر اصحاب مسکرات وتعدیل اوزان ودراع ومکیال وما یکون من ہذا القبیل مساعی موفورہ تقدیم رسانیدہ

و دقیقه از دقایق و احتیاط غیر مرعی نگذارد و خطابت را از قرار واقع بجا آرد باید که برطبق حکم فیض شیم عمل نموده مشارالیه را محتسب غیره دانسته دست اندازی مومی الیه در امور متعلقه محتسبت مستقل دانند و دیگری را سهیم و شریک ندانند درین باب قدغن دانسته حسب المسطور بعمل آرند - بتاریخ غره شهر صفر المظفر سنه ۲۹ جلوس والا قلمی شد -

ایضاً

عبید خاص خان صدر الصدور فدوی راسخ الاعتقاد محمد شاه بادشاه غازی

گماشتهای جاگیرداران و کروریان و جمهور سکنه پرگنه کنور سرکار دصوبه دار الخلافه شاهجهان آباد اعلام آنکه -

حسب الحکم جهان مطاع آفتاب شعاع گردون ارتفاع منصب قضای و خطابت پرگنه مسطور مع سوا د قصبه و قریات متعلقه آن از تغیر محمد تقی محمد رضا الله و لد ناصر زمان خان مقرر و مفوض گشته که کما ینبغی بلوازم مناسب مزبور قیام نموده شد و در فصل قضایا و خصومت و اجرا حدود و تعزیرات و اقامت جمعه و جماعات و ترغیب مردم بطاعات و النکاح من لا ولی له و قسمت ترکات و حفظ اموال عنب و ایتام و تعیین اوصیا و نصب قوام مساعی موفوره تقدیم رسانیده و خطابت را از قرار واقع بجا آرد باید که برطبق حکم فیض شیم عمل نموده مشارالیه را قاضی و خطیب آنجا دانسته دست اندازی مومی الیه در امور متعلقه الخدمات مستقل دانند و دیگری را سهیم و شریک ندانند و محاکمک و مستخلف را بمهر و شمارند در بباب قدغن دانسته حسب المسطور بعمل آرند - بتاریخ ششم شهر ذی الحجه سنه ۳۰ جلوس والا قلمی شد

نقل فرمان احمد شاهی بنام قاضی رضاء الله خان

عبیدخان پیرخان صدرالصدور فدوی راسخ الاعتقاد احمدشاه بادشاه غازی

گماشتهای جاگیرداران وکروریان وجمهور سکنه پرگنه کنور سرکار رو صوبهٔ دارالخلافه شاهجهان آباد را اعلام آنکه وکیل رضاء الله ولد ناصرالزمان التماس نمود که موکل منصب قضای وخطابت پرگنه مسطور سرفرازی وارد امیدوار است پروانه مطابق شود از انجاکه ازروی سرشته دفتر بظهور پیوست که بموجب پروانه حضرت مرقوم ششم شهر ذی الحجه سنه ۳۰ مناصب مزبوره بمشارالیه مقرر است لهذا حسب الحکم الاعلی قلمی میگردد که مشارالیه را بدستور سابق بحال داشته دست اندازی مومی الیه در امور متعلقه الخدمت مستقل دانند و دیگری را سهیم وشریک او ندانند درین باب قدغن دانسته حسب المسطور بعمل آرند - بتاریخ پنجم شهر ذیقعده سنه احد جلوس والا قلمی شد

ایضاً

عبیدخان پیرخان صدرالصدور فدوی راسخ الاعتقاد محمدشاه بادشاه غازی

گماشتهای جاگیرداران وکروریان وجمهور سکنه پرگنه سونی پت سرکار وصوبه دارالخلافه شاهجهان آباد را اعلام آنکه حسب الحکم جهان مطاع وآفتاب شعاع گردون ارتفاع منصب قضای پرگنه مسطور معه سواد وقریات متعلقه آن از انتقال ناصرالزمان برضاء الله پسرش مقرر ومفوض گشته که کما ینبغی بلوازم منصب مذکور قیام نموده در فصل قضایا وخصومات واجرای حدود وتعزیرات واقامت جمعه وجماعات و ترغیب مردم بطاعات والنکاح من الی وله وقسمت ترکات وحفظ اموال عنب وایتام وتعیین اوصیاء ونصب قوام مساعی موفوره تبقدیم رساند باید که برطبق حکم فیض شیم عمل نموده مشارالیه را آنجا دانسته دست اندازی مومی الیه در امور متعلقه الخدمات مستقل دانند و

دیگرے رآسیم وشریک اوندانند ومحکوک ومتحلاف بمیرا وبمیر شمارند درین باب قدغن دانستہ حسب المسطور بعمل آرند۔ بتاریخ لبست ونہم شہر شوال سنہ ۲ والا قلمی شد

مانگن میان صاحب

میان صاحب موصوف کا اصلی نام محمد شاہ تھا آپ قوم کے سید ہین آپ کے مورث اعلی شاہ رسول صاحب اور دیگر بزرگ یعنی میران عارف اور شاہ زمان صاحبان بمقام کلھوا بن جو ضلع اعظم گڈھ مین ہے نامور اور با اثر گذرے سید صاحب ممدوح کے اجداد وہان سے جدا ہوکر شاہ آباد مین آباد ہوے مانگن میان صاحب کے متعلق ایک نقل مشہور ہے کہ کسی شخص نے امتحانا ایک فتیلہ جلتا ہوا انکی دستار مین رکھدیا تھا قدرت خدا سے وہ جلتا ہوا توڑا انکی پگڑی مین سرد ہوگیا اور پگڑی پر آگ کا اثر تک نہ پہونچا۔ اس واقعہ کے دیکھنے والے صاحب نے راقم سے خود بیان کیا ہے واللہ اعلم میان صاحب کے دو صاحبزادے تھے ایک حیدر شاہ صاحب جو بقید حیات ہین اور دوسرے احمد شاہ جن کو مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی کی صاحبزادی منسوب ہین افسوس کہ احمد شاہ صاحب کا کئی سال ہوے انتقال ہوگیا۔ ان ہر دو صاحبون سے راقم کو نیاز حاصل ہوا ہے۔

حافظ عبداللہ صاحب حکیلیدار

حافظ صاحب ممدوح خدا ترس دیندار وضعدار انسان تھے باوجودیکہ انکو منصب حکومت کا حاصل تھا مگر کسی پر ظلم وسختی کو روا نہ رکھا اور کثرت کار ومشاغل مین بھی جبتک

ایک منزل قرآن کی صبح کو ختم کر لیتے دنیا کی بات کسی سے نہ کرتے حافظ صاحب مولوی فیض اللہ کے فرزند اور سید زین الدین عرف سید زندہ کے پوتے تھے حافظ عبد الغفار وغیرہ آپ سات بھائی تھے اور خوش نصیبی سے ہر ایک بھائی حافظ مولوی قاری تھا حافظ صاحب نے منصب چکلیداری جسکو اس زمانہ مین ضلع کی کلکٹری سمجھنا چاہیے سبحان علیخان کنبو کے توسل سے جو نواب روشن الدولہ بہادر مدار المہام کے مصاحب و مشیر[1] سے حاصل کیا حافظ صاحب کے مزاج مین کچھ ظرافت و مذاق بھی تھا چنانچہ یہ فقرہ ان کا کہ تمام جہان کا اللہ حافظ اور شاہ آباد کا عبد اللہ حافظ مشہور ہے"۔ حافظ صاحب محلہ گلگیانی مین رہتے تھے اونکی مسجد اب تک قایم ہے جسکے صحن مین اونکا مدفن بھی ہے عہد شاہی مین اونکا دور دورہ تھا صاحب فقارہ تھے مگر کسی کی زبان سے اونکے جبر و تعدی کرنے کی شکایت نہین سُنی گئی نیکنام رہے املاک و جائداد بھی تھی لکھنؤ کے محلہ نجاری ٹولہ مین ایک محل عالیشان جسمین متعدد قطع مکانات کے تھے اور وہ محمد فاضل کے مکان کے متصل تھا بارہ سو روپیہ کو ۲۴- رجب سنہ ۱۲۵ ہجری مین مرزا محمد قلی سے خرید کیا تھا اور اوسکا بعینامہ حافظ صاحب کے وکیل شجاع بیگ کی معرفت تحریر ہوا ہے اسی طرح ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹ ہجری کو ایک باغ موسومہ بہ باغ ماہواری دو سو روپیہ کو مسماۃ صالحہ بی بی زوجہ پیر خان بن نواب سعد اللہ خان

[1] روشن الدولہ کا نام محمد حسین عرف مرزا تھو اور خطاب نواب روشن الدولہ منیر الملک قایم جنگ بہادر تھا۔ بعد معزولی حکیم مہدیعلیخان کے یہ بعہد نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ سنہ ۱۲۴۳ ہجری کو خلعت وزارت سے سرفراز ہوے۔ سبحان علی خان کنبو اور تاج الدین خان ان کے مصاحب و مشیر تھے اور درحقیقت یہ ہر دو اشخاص نہایت تیز فہم چالاک روزگار گذرے ہین۔ حافظ صاحب سبحان علیخان کے ذریعہ سے نواب روشن الدولہ کی خدمت مین باریاب ہوے روشن الدولہ۔ محمد علی شاہ کے عہد مین انھین سبحان علی خان وغیرہ کنبو کیوجہ سے معزول ہوے۔

رئیس چوک سے اور ۲۶- رجب سنہ ۱۲۴۲ ہجری کو غلام غوث خان عرف جیون خان اور حسن علیخان پسران بہادر خان سے حقیت دوسرے باغ کی خریدی تھی اور ۲۱- ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۲ ہجری کو ایک باغ زوجہ رحمان خان سکنہ محلہ کلیانی سے اون کے فرزند سید غلام علی صاحب نے خرید کیا تھا۔ بعض کاغذات اونکی خریداری کے ابتک موجود ہین اور راقم کی نظر سے گذرے ہین سنہ ۱۲۵۷ فصلی مطابق ۱۲۶۶ ہجری مین حافظ صاحب کی ملازمت کا زمانہ گذرا ہے قصبۂ شاہ آباد و قصبۂ سانڈی و قصبۂ پالی معہ پرگنات اونکے زیر حکومت تھے۔

سنہ ۱۲۶۶ ہجری کو جو کاغذ حساب مالگذاری و جمع خرچ کا حافظ صاحب نے بنوایا تھا اونکی بعض مدین ناظرین کی آگاہی کیغرض سے یہان پر لکھی جاتی ہین تین لاکھ ستائیس ہزار کا حساب کاغذ مین درج ہے جسمین عملہ وغیرہ کا حساب یہ ہے

تنخواہ اہلکاران عملہ لکھنو	تنخواہ عملہ ہمراہ	تنخواہ اہلکاران محالات	کرایہ بار برائی بوقت کوچ لشکر
سالانہ ۱۴۰	ماہانہ ۱۲۰	ماہانہ ۱۵۰	ماہانہ ۶۰
مردمان نظامت کو	سائر خرچ	نواب صاحب بہادر کو	مشیر الدولہ بہادر
معہ اسپان ماہانہ ۱۴۰	ماہانہ ۱۱۰	ماہانہ ۱۰۰	سالانہ ۱۲۰
شرف الدولہ بہادر	لالہ جواہر لال و شن لال شتر دار	لالہ موہن لال سیاہہ نویس	متصدیان دیوانخانہ وزارت
سالانہ ۱۲۰	ماہانہ ۶۰	ماہانہ ۴۰	ماہانہ ۶۰
منشی خانہ متعلقہ راجہ کندن لال	منشی خانہ وزارت	بموجب رقعہ حافظ صاحب سنہ ۱۲۵۷ فصلی	
ماہانہ ۵۰	ماہانہ ۴۰	سالانہ ۱۲۰	

اور جو وصلباقی پرگنہ شاہ آباد بابت سنہ ۱۲۴۱ فصلی معہ جمعخرچ بنائی گئی تھی اوسکی بعض مدون کا بھی حساب نقل کیا جاتا ہے۔

آمدنی پرگنہ شاہ آباد ۵ رسالہ لعہ ۵ داخلخزانہ سرکار ۵ مامعہ ۵ نقد معہ ۵ عصہ

بموجب رسیدات رائے ہرچند — حساب تنخواہ داران بموجب پروانہ نوابصاحب

صعہ مالہ ۵ — مارمہ للعہ ۱۵

فرمایشات ولایت علیخانصاحب — فرمایشات علی حسین خان صاحب

مالعہ ۱۴ — ماصہ

بابت خلعت بموجب دستخط جناب خداوندنعمت دام اقبالہ — اخراجات سرکار خداوندنعمت

ماصہ — مالہ ۵

حوالہ کریم بخش بموجب ارشاد — بنام احمدعلیخان مرثیہ خوان بموجب ارشاد

مار — مار

خرید انگشتری — برائے خلعت لالہ کالکاپرشاد — بنام حکیم نباصاحب برائے شادی دختر

صہ — مامعہ ۵ — مار

مصارف تجہیز وتکفین آغامرزا قرآن خوان — تجہیز وتکفین ولایت علی خان

معہ ۱۳ — صاہ ۵

خیرات وغیرہ — تیاری جھول باناتی برائے فیل میان کلب حسین

سے — صہ

پخت طعام خیراتی معرفت مبارک علی — تھانہائے محمودی جوشاہ آباد سے طلب ہوئے تھے

مامعہ ۵ — صعہ

غلام امام خان وزوجہ شیخ عظیم اللہ تمندار بادشاہ پلٹن ہمراہی آغامرزا صاحب کمیدان ۴

مابہ ۵ — ۴ بروے پروانہ ولایت علیخان

اسیطرح مصارف کی بہت سی مدین ہین سب کی نقل موجب طوالت ہی اسقدر بطور نمونہ کے لکھنا ضروری سمجھا گیا -

حافظ صاحب نے اپنی زندگی مین اپنی املاک کا ہبہ نامہ اپنے فرزند سید غلام غلام علی کے نام (۱۲) ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ ہجری کو لکھدیا تھا جسپر راے منگلی لال صاحب اور دیگر عمائدین شاہ آباد کی مُہرین موجود ہین - حافظ صاحب کی مُہر مین ۱۲۳۵ھ ہجری کندہ ہین اور خوبصورت مُہر ہے

ماہ ربیع الاول ۱۲۶۷ھ ہجری کو جو پروانہ تحریر ہوا ہی اُسمین مُشیر الدولہ بہادر نے سیّد غلام علی فرزند حافظ صاحب سے اِقرار لکھایا ہی کہ جو حساب سرکار شاہی کا حافظ صاحب کے ذمّہ باقی ہی وہ حافظ صاحب کی جائداد اور نیز جو تمکو علاقہ سرکار سے عطا ہوگا اُس سے ادا کرنا ہوگا اس بات سے ۱۲۶۷ھ ہجری مین حافظ صاحب کا انتقال ثابت ہوتا ہی افسوس کہ حافظ صاحب کے بعد اُنکے فرزند سیّد غلام علی صاحب نے بھی جوانمرگ انتقال کیا -

مولوی حسن علیخان صاحب

مولوی صاحب ممدوح قوم کے تارین پٹھان محلہ نالہ کے باشندے اور افضل خانصاحب رئیس دریاپور کے بزرگون مین تھے عالم باعمل کئی سو حدیثین یاد تھین اور حافظ الحدیث ہونیکا شرف حاصل تھا - آپ شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی کی خدمت بابرکت مین بھی حاضر ہوے تھے - دینداری کا اثر بہت غالب تھا امرحق کے مقابلہ مین کسی کی مروّت نہین کرتے اِس بارہ مین اُن کی بعض حکایتین مشہور ہین

امانی خانصاحب رئیس محلہ مہمند جو سمند رخان کے فرزند اور مبارز خان کے پوتے اور دیوان پایہ خان مورث محلہ مہمند کی اولاد مین ایک ذی وجاہت شخص گذرے ہین دُنیاوی حیثیت کے اعتبار سے ذی عزت اور دینداری کے لحاظ سے حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کے خلیفہ تھے شاہ آباد کے پٹھانون مین اُنھین کا بنگلہ خوبصورتی مین ضرب المثل تھا اُنکے باغ مین کسی کا ایک درخت آم کا جو گیند کے نام سے مشہور تھا شامل ہوگیا وہ شخص مولوی صاحب کے پاس آیا آپ اُسکی طرفداری پر ایسے آمادہ ہوے کہ تلوار لیکر امانی خان کے یہان محلہ مہمند مین آئے اور خان صاحب کو اسدرجہ سخت پکڑا کہ درخت مذکور باغ سے اُسیوقت علیحدہ کرا کے اُس شخص کو دلا دیا اُسیطرح مولوی شیخ ثناء اللہ صاحب جنکو علم مناظرہ مین اچھی دستگاہ تھی ایک بار اُنھون نے اسلامی طریقہ پر آزادی سے سلام کیا چونکہ وہ نو باف تھے اس ہمسری کے طریقہ کو نواب دوست علیخان صاحب تعلقدار باسط نگر نے ناگوار نظر سے دیکھا شیخ جی نے مولوی صاحب سے کہا اُسپر مولوی صاحب شمشیر برہنہ شیخ جی کو لیکر نواب صاحب کی ڈھیوڑی پر پہونچے اور پھر دوبارہ سلام علیک اسی طریقہ سے کرایا اور کہا اس امر مین مؤدب ہونے کی کوئی ضرورت نہین مذہبی معاملات مین ہر شخص کو یکسان ہمسری کے حقوق حاصل ہین ریاست کے اُمور اور ہین مولوی صاحب کے اولاد نرینہ نہ تھی۔

مولوی محمد سُلطان خان صاحب

مولوی صاحب موصوف اپنے فرائض کے سخت پابند اور صاحب تصنیف عالم ہین

محلہ احاطہ مین آپکا مکان تھا اُنھین کے فرزند عبدالرحمان خان تھے (۱۸) برسکی عمر مین آپ فارغ التحصیل ہوے قصص الانبیا فی احوال الاصفیا زینت مستطبین اور رشید المومنین تین چار کتابین آپکی تصنیفات سے ہین بعض کتاب کو خاکسار نے دیکھا ہی قصص الانبیا کا کچھ حصہ نامکمل رہ گیا اور ایک کتاب طبع بھی ہوگئی جو روزہ نماز کے مسائل کے متعلق مفید رسالہ ہی راقم کے پاس موجود بھی ہی۔ مولوی صاحب نے قوم پٹھان کا شجرہ حضرت ابو البشر آدم تک نہایت تحقیق سے مرتب کیا ہی ایک عرصہ تک آپ سرکار گورنمنٹ کے ملازم رہے اور صاحب کلکٹر ضلع علیگڈھ کی سرشتہ داری کا کام کرتے رہے فرایض منصبی نہایت شرعی پابندی کیساتھ ادا کیے ناجائز مال سے قطعی پرہیز رہا۔ بعد استعفا دینکے وطن چلے آئے تھے ۷۵ برس کی عمر مین انتقال کیا آپ کے حالات مولوی سبط حسن صاحب پیش امام سابق جامع مسجد نے حسب فرمایش عبدالرحمان خان لکھے تھے اور راقم نے صاف کیے تھے ایک استفتا پر جو فتوے مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہی وہ آپکی علمی تحقیقات و لیاقت کے ثبوت مین یہانپر درج کیا جاتا ہے

نقل استفتا

بسم اللہ الرحمان الرحیم

چہ ارشاد می کند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت کہ مثلاً زید فوت کردہ و حامد نامی پسر و سہ دختر از بطن عابدہ زوجہ خود کہ در حالت زید فوتیدہ بود و زبیدہ نامے زوجہ ثانی و دو دختر کہ از بطن زبیدہ مذکور اند وارث گذاشت پس ولایت نکاح دختران زید کہ از بطن زبیدہ اند مر حامد برادر علاتی دختر مذکورہ راست یا زبیدہ مادر دختران را یعنے نکاح

دختران زید باجازت و مرضی زبیدہ مادر دختران شان می تواند یا باجازت مرضی حامد برادر علاتی شدن می تواند - بینوا توجروا - **الجواب** درصورت مرقومہ ولایت نکاح جملہ دختران زید از بطن ہر زوجہ کہ باشند مر حامد برادر علاتی راست یعنی نکاح دختران زید باجازت مرضی حامد برادر علاتی شان می تواند شد و رو برویش زبیدہ مادر دختران را اختیار نکاح دختران مذکور نیست و اگر با وجود بودن حامد مسماۃ زبیدہ نکاح دختر بے اجازت و خلاف مرضی حامد باکسی بندد آن نکاح روا نشد تا وقتیکہ حامد اجازت ندہد ہکذا فی کتب الفقہ والولی العصبۃ علی ترتیب الارث والمجب لے قدم الجز وان سفل ثم الاصل وان علا ثم جز الاصل القریب کالاخ ثم بنوہ وان سفلوا شرح وقایہ ۱۲ اقرب الاولیاء الی الامرۃ الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علی ثم لاخ لاب و ام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ثم ابن الاخ لاب و ان سفلو - فتاوی عالمگیری - وان زوج الصغیر او الصغیرۃ بعد الاولیا فانکان الاقرب حاضرا و ہو من اہل الولایۃ توقف النکاح - فتاوی عالمگیری المجب منصب -

مہر محمد سلطان ۱۲۵۳ھ

میر احمد علی صاحب

میر صاحب صوف صاحب نسبت اور باخدا بزرگ تھے آپکی عمر ریاضت اور یاد الٰہی مین بسر ہوئی خلقتاً آپ بھولے اور نیک طینت اور شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کے اکمل خلیفہ تھے جب آپکے پیر مرشد ممدوح کا ۱۲۵۰ھ مین وصال ہو گیا تو شاہ صاحب کے چھوٹے صاحبزادے سید نصیر الدین حسین شاہ صاحب جو بدایون مین مقیم تھے وہ میر صاحب ہی کے مرید ہوے اور آپ ہی سے خلافت حاصل کی چنانچہ صاحبزادہ صاحب ببرور اکثر شاہ آباد تشریف لاکر میر صاحب کا عرس کیا کرتے تھے درحقیقت یہ بڑی خوبی ہے کہ آپ اپنے پیرزادہ کے بھی پیر بین آپکے فنافی المرشد ہونیکا

اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ کا کلام تک پیر کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہے آپ دی علم اور نازکخیال شاعر بھی تھے۔ اکثر لوگ درسی کتابین آپ سے پڑھا کرتے تھے میر صاحب کی برگزیدگی اور تصرفات کی اکثر روایتین ثقہ اشخاص نے راقم سے بیان کین چنانچہ حاجی محمد حسین خانصاحب اختیار پوری جو میر صاحب کے شاگرد اور آپ کے حالات سے واقف تھے بیان کرتے تھے کہ میر صاحب اور اُن کے چھوٹے بھائی کا طریقہ ایسا پایا جاتا تھا کہ جیسا اہلبیت اور صحابۂ کبار کا سُنا جاتا ہے صبر توکل استقامت اُنکا مورو ثی حصہ تھا ایک راستباز راوی نے نقل بیان کی کہ میر صاحب ایک بار مراقبہ مین تھے کہ چارپائی کے نیچے ایک سانپ آکر بیٹھ گیا آپ نے اوسکو دیکھا مگر پھر اپنے حال مین مستغرق ہو گئے اور اوس موذی کے حال سے مزاحم نہوے مگر اوسوقت ایک بلّی آگئی اور اوس سے لڑنے لگی اور وہ سانپ خود بخود وہان سے ہٹ گیا۔

۱۸۵۷ء کے غدر مین جب شاہ آباد مین بزن ہوا تو لوگ شاہ آباد چھوڑ کر دیہات و جنگل کو چلے گئے مگر میر صاحب اپنے مکان سے کہین باہر نہین گئے جب گورے اور سکھ فوج کے آپ کے گھر آئے تو آپ کو دیکھکر وہ کہنے لگے کہ ہم سب کو مارتے پھرتے ہین آپ کو اپنی جان کا خوف نہ آیا میر صاحب نے جواب دیا کہ زیادہ سے زیادہ تم مار ہی ڈالوگے ہمارا ہونا نہونا دونون یکسان ہے بہتر ہے مار ڈالو وہ فوجی وحشی یہ سُن کر اور آپ کی نورانی صورت دیکھکر کہنے لگے کہ آپ پادری معلوم ہوتا ہے خیر ہم آپ کو چھوڑے دیتا ہے۔

ایک صاحب کا بیان ہے کہ میر صاحب کی رحلت کے بعد چند بار اس امر کا اتفاق ہوا کہ آپ کے ہمسایون کے مکان پر چور آئے وہ لوگ غافل سو رہے تھے آپ نے

صاحب مکان کو متعدد بار خواب مین چورون کے حال سے خبردار کیا جب وہ اوٹھے تو چورون کو چوری کی گھات مین پایا مگر بیدار ہوجانے سے نقصان سے بچ گئے یہ آپکی روشن کرامت ہے۔

میر صاحب کی موزونی طبع کے متعلق حاجی شیخ فضل علی صاحب نے راقم سے بیان کیا کہ میرے والد مولوی محراب علی صاحب اور میر صاحب سے نہایت لطف تھا اکثر مجالست مین حدیث شریف اور حقایق و معارف کا مکالمہ رہتا میرے چند بھائی محمد علی احمد علی محمود علی حامد علی نام کے تھے میر صاحب نے کیسا اچھا سجع موزون فرمایا

محمدؐ احمد و محمود و حامد بمحرابِ علی باشند ساجد

میر صاحب کی تصنیف مین فارسی دیوان کے علاوہ مثنوی معجزات حضرت سرور عالم کریما مخمس مامقیمان وغیرہ قلمی موجود ہین چند غزلیات اور کچھ دیگر تصنیف کا حصہ ایک کتاب سے انتخاب کرکے یہان پر درج کیا جاتا ہے۔

انتخاب کلام از تصنیف میر احمد علی صاحب متخلص بہ احمد

ای بہر جائیکہ نمی جلوۂ رخسار اوست	رو بہر طرفی کہ آری پرتوِ انوار اوست
غیر او ہرگز نباشد ہیچ شے اندر جہان	ہر چہ آید در نظر نی شبہ و تکرار اوست
ہم گل و ہم بلبل و ہم شاخ و ہم برگ و شجر	ہم سر و ہم قمری و ہم نالہای زار اوست
فیض از درگاہ احمد گیر یا عجز و نیاز	کو امین خاص حق و واقفِ اسرار اوست

ایضاً

ہیچ حسنی در دو عالم ہمچو حسن یار نیست	خوبروی در جہان چون خوبی دلدار نیست

گرچه نسبت با سهی‌قدّ خوبان داده اند
لیک سروی مثل قدّش اندرین گلزار نیست

دیدهٔ خواهش زلیخا وار بکشا و به بین
غیر روی یوسف اندر خانه و بازار نیست

پیش مجنون در میان وادی پر خار خار
جز شبیه لیلی اندر دیدهٔ اسرار نیست

احمد اندر ما سوا مشغولی خاطر مکن
چه در آئی باز جا اندر دل بیدار نیست

درود عالم جلوهٔ رنگین رخ زیبای اوست
رنگ بخش هر چمن رنگ گل رعنای اوست

نیست خالی هیچ جا از پرتو رخسار اوست
عالمی پر از فغان و غلغل و غوغای اوست

صبح دارد از بیاض نور او نور کمال
ای سواد شام هم از گیسوی دوتای اوست

احمد مرسل که آمد باعث ایجاد خلق
ای مجسم نور تر هیی ز سر تا پای اوست

دیگر

روشنی جملهٔ عالم ای ز مهر روی تست
رنگ و بوی باغ دوران هم ز رنگ و بوی تست

شاهی کونین زیبد مر ترا با عز و شان
فرش شاهان فرش خاک راه های کوی تست

ای بهار حسن رویت رنگ بخش هر گلی
زیب سرو هر چمن از قامت دلجوی تست

گرچه شان هر یکی از رنگ های دیگرست
در حقیقت شان جمله از روی نیکوی تست

غیر رویت چون نه بینم هیچ شی اندر جهان
غلغل و شور جهان جمله ز های و هوی تست

چشم و جان و گوش شنوا دیدهٔ بینا توئی
گفتگوی جملهٔ عالم هم ز گفت و گوی تست

سر بزانو نه دمادم احمد اندر فکرش
عکس روی یار در آئینهٔ زانوی تست

یارم اگر ز لطف بسویم نظر کند
عمریست جاودانه که بر من گذر کند

سازد خرام چون ز سر ناز دلربا | هوش و حواس از سر عالم بدر کند
بر هر دلے که عشق نماید تسلطی | صبر و قرار و هوش و خرد زو سفر کند
در هر نماز عاشق مسکین پاکدل | هر دم وضوی خویش ز خون جگر کند
بهر نثار مقدم یار نکوے من | چشم ترم ز اشک مژه پُر گهر کند
یارب ز درد و رنج دل سوزناک ما | تا چند آه و ناله و فریاد سر کند
آنکس که یافت لذت وصلت مدام و | از ذکر غیر گوش دل خویش کر کند

غیر از جناب احمد مقبول دو جهان
از یک نگاه پاک که من را نظر کند

آندل که شاه عشق در او جا خبر کند | جز حسن روی یار کجا در نظر کند
افتند صد هزار دل بیدلان بهم | شانه بموی زلف گره دار گر کند
خاک ست پیش چشم کسی شاهی جهان | آنرا که از وصال کسے بهره ور کند
از فرش تا بعرش عیان ست روی یار | چشم یقین ز دیده کسی وا اگر کند
باهم درند جامه گل و غنچه در چمن | هرگاه سیر باغ بپای نظر کند
دستی بکش طبیب ز نبض مریض من | دارد چو درد عشق چه دارو اثر کند
هر دم ز درد هجر تو جانان دل حزین | شور و فغان آه ز سوز جگر کند

احمد بپای عشق سری هر زمان بنه
تا بر سر تو تاج مرصع بزر کند

نعتیه

کس جز تو خدا نا آفریده | نشنید زمانه نا بدیده

از روے تو مہر آفرینش — وز خوے تو خلق برگزیدہ
ای شان تو شان کبریائی — وی نور تو نور چشم دیدہ
در دفتر نیکوئی نہ مثلت — منشی قضا رقم کشیدہ
با ممکن وہم وجوب پیدا — در عالم ایچنین کہ دیدہ
ای سیر تو ملک لامکانی — کانجا نہ فرشتہ رسیدہ
در پیش و پسی تو ہمچو سایہ — افواج ملک بسر دویدہ
در گلشن قرب او تعالے — جز دست تو گل کسی نچیدہ
قوسین تو جاد ہم مقامت — لولاک لما بتو رسیدہ

کن رحم با حمدِ شکستہ
افتادہ بخاک دل رسیدہ

گل گلزار معانی سراپا صورت جانی — رسول فخر انسانی دُرِ دریای فیضانی
کند خورشید باروی جہان افروز ہر صبحی — ز نور ذرہ خاکش جبین خویش نورانی
مہ گردون گردندہ بفوج لشکر انجم — بگرد قصر عالی او کند ہر شب نگہبانی
چنین درگاہ سلطانی کرا آید ز حقانی — کہ جبریل امین دارد ہمیشہ کار دربانی
بحق گوئی و بحق جوئی بحق دانی و حق بینی — بدانش میکند جلوہ ہمہ اسرار و اعلانی
گل تنزیہ می دارد سراپا جسم تشبیہی — عیان از نور سیمایش فروغ شان سبحانی
ز اوج عرش بگذشتہ مقرب خاص حق گشتہ — ملائک ماند سرگشتہ بجاہ و فخر انسانی
کند بر حال من شاہا ز لطف عام خود نگہی — کہ زائل گردد از رویم ہمہ گرد پریشانی
بجز درگاہ آنحضرت شفیع خلق بی منت — برم پیش دگر حاجت بکار بخت حیرانی

زدین حضرت احمد قدم بیرون منہ ہرگز
نگیرد غیر شرع او رواج کار حق دانی

در منقبت جناب علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ

ایدل بدار حب بجان بوتراب را
شیر آلہ سرور عالی جناب را

آن کس کہ سر نہاد بخاکش زجان و دل
نے شکل رنج دید نہ روی عذاب را

مشکلکشائے خلق شہنشاہ اولیا
ہست او اخی شافع یوم الحساب را

آن شہسوار دلدل و آن شاہ ذوالفقار
آن شد کلید قلعہ بر فتح باب را

سائل چو کرد قصد سوالی بجان و دل
بشنید زود بدید جوابی صواب را

نور الٰہی ہست فروغ جمال تو
واکن زروی نور الٰہی نقاب را

شاہا زفیض لطف خود و ہم زمہر خویش
رحمی بحال احمد پر رنج و تاب را

در مدح حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ

محیط فیض یزدانی جناب شاہ جیلانی
ملقب قطب ربانی جناب شاہ جیلانی

در دریای قطبیت مہ افلاک غوثیت
کنوز راز صمدیت شناسا بحر صمدانی

بہ شیخی پیر پیرانی بخوبی ہمچو کنعانی
محل راز حق دانی از و آمد بآسانی

ستون دین پیغمبر گرامی گوہر حیدر
بذات پاک آن سرور برونق شد مسلمانی

زہی تاج سر عزت باوج فخر در کثرت
نیامد کس باین شوکت بچشم عین انسانی

بمعجز شد کرامتش بفضل ایزد پاکش
نموده ذره خاکش مثال مهر تابانی

ز قوس ابرو پاکش خدنگ غمزه یزدان
رسد بر روی آفاقی بحکم حکم ربانی

بدرویشی کسی دیگر نزاده مادر دوران
ز فخر فقر او باشد کمال فخر انسانی

بکن یک گوشه چشمی بحق احمد مرسل
که دارم در بغل جنس پریشانی و نادانی

غلام درگه او را چه غم از پرسش محشر
که دارد دست خواهش را بدست قطب ربانی

در مدح خواجه بزرگوار هند ولی اجمیری

زهی خواجه ز فیضان آلهی
کند در ملک معنی پادشاهی

بملک چشت شاهنشاه والا
دهد هر شاه را او تاج شاهی

ردای خواجگی بر دوش طالب
بپوشاند ز چشم خوش نگاهی

همه از خواجگان درگاهش
سر خود می نهند از عذر خواهی

معین الدین بعالم هست نامش
بملک هند دارد تخت شاهی

گدای بینوای بارگاهش
رساند شاه را تا تاج مباهی

کسی کو بر درش افتند از عجز
سر خود را نمانده در تباهی

ز بس فیضی که بارد ز آسمانش
همه عالم بسوی اوست راهی

منم احمد غلام درگه تو
ببر کوه غمم چون برگ کاهی

معجزهٔ حضور سرور عالم از تصنیف میر احمد علی صاحب

پس از حمد و نعت خدا و رسول — که او هست سرد فتر هر اصول
بیان می کنم از همه معجزات — یکی معجزهٔ سرور کائنات
که او هست تاج سر انبیا — بود باد همدم درود و ثنا
روایت چنین هست از اهل دین — شنو ای محبان بگوش یقین
که یک روز حضرت رسالتمآب — بمسجد به اصحاب عالی جناب
بفرمود جلسه به شوق تمام — نبوده بهم هیچگونه ملال
ز قوم یهودی یکی نوجوان — که بد سعد بن قیس نامش عیان
درآمد به تندی و هیبت تمام — بر سید سرور خاص و عام
علم کرد تیغی بدست درست — خریطه بدست دگر تنگ و چست
بپرسید کاندر میان شما — محمد کدام ست با نما
علی مرتضی گفت ای ناسزا — چه پرسی که خورشید روشن کجا
مه و مهر را کس نه جسته نشان — که روشن در آفاق هست و عیان
بفرمود حضرت محمد منم — بگو آنچه داری تو از بیش و کم
باصغای اسم مبارک زبان — گشوده باین حرف آن نوجوان
بگو ای محمد بدستم چه چیز — که باشم مسلمان درین وقت نیز
پیمبر چو برحق توئی بی گمان — بکن شاد ما را ز راز نهان
همان دم رسول زمین و زمان — ز الهام غیبی نموده عیان
که خاکستر ما در دست تست — نهاده میان خریطه درست
بفرمان پیغمبر نیک زاد — بکلمهٔ شهادت زبان بر کشاد

کریما مخمس

الٰهی اسیرم بحرص و هوا | ندارم ز کس ردی راه هُدا
ندارم مراین در در امن دوا | کریما به بخشای بر حال ما
که هستم اسیر کمند هوا

اسیرم بدست هوا و هوس | چو مرغی که اندر میان قفس
درین کشمکشهای پر رنج و بس | ندارم غیر از تو فریادرس
توئی عاصیان را خطا بخش و بس

درین دار آباد رنج و عنا | پر از درد کلفت تهی از صفا
بقائے ندارد بغیر از فنا | نگهدار ما را ز راه خطا
خطا درگذار و صوابم نما

دلا هر زمان از قلیل و کثیر | به نعت رسول بشیر و نذیر
لبا لب بکن کام از شهد و شیر | زبان تا بود در دهان جا گیر
ثنای محمد بود دلپذیر

شفیع الامم خواجهٔ دو سرا | صفی انبیا راست شده پیشوا
ز خلق و کریم و بخلق و صفا | حبیب خدا اشرف انبیا
که عرش مجیدش بود مسکنا

زهی سرو آزاد باغ وفاق | ملائک تدروش بصد اشتیاق
چه خوش گفت سعدی شیرین مذاق | سواری جهانگیر باران براق

کہ بگذشت از قصر نیلی رواق

دلا فرش غفلت نہ ہرگز نوشت
شدی طالب روز رینہ طشت
بگشتی بہو و لعب کوہ دشت
چہل سال عمر عزیزت گذشت

مزاج تو از حال طفلی نگشت

سپہر دررہ حق بر انداختی
فرس در ہوا و ہوس تاختی
بغفلت تو نرد ریا باختی
ہمہ با ہوا و ہوس ساختی

دمے با مصالح نپرداختی

بدنیا کہ او ہست بی اعتبار
دو روزہ بود کار او یا چہار
ہمہ کار او را بزودی گذار
مکن تکیہ بر عمر ناپائدار

مباش ایمن از بازی روزگار

ترجیع بند مسدس مصنفۂ میر احمد علی صاحب ہم رنگ مامقیمان قدیم مصنفۂ حضرت علاء الدین صاحب صابی خراسانی خلیفۂ نظام الدین اولیا نزیل صوبۂ اودھ

ما ظہور خدائے غفاریم
ہست جا و مقام لاہوتیم
بلبل شاخ باغ اسراریم
گوش و چشم و زبان و جان و دلی
ما سوای بخود نمی داریم
ما ز دنیا و دین ندارم کار
طالب عز و جاہ دیداریم

از دو زلف سیاه و خال رخش
دانه و دام را طلبگاریم

از ظهور مظاهر کونین
طوطی شکرین گلزاریم

از دو عالم سری نمی خاریم
چون مقیم سرای دلداریم

من دیوانه وش درین صحرا
روز و شب این سخن بلب داریم

که بچشمان دل ببین جز دوست
هر چه بینی بدانکه مظهر اوست

یار من با کمال رعنائی
می کند جلوه بیکتائی

زیر و بالا و اندرون و برون
هست پیدا بچشم بینائی

گاه پنهان به پردهٔ باطن
گاه ظاهر بچهرهٔ زیبائی

از دوئی دور شو دلا زنهار
تا کند یار جلوه فرمائی

باش دیوانه و الهٔ و شیدا
شو برون از شعور و دانائی

بشنوی از زبان پیر و جوان
بالیقین چشم دل چو بگشائی

که بچشمان دل مبین جز دوست
هر چه بینی بدانکه مظهر اوست

غیر حق نیست اندرین گلزار
ماه و مهر و فلک چه لیل و نهار

ساعتی از خودی شوی بیزار
بنگری جلوهٔ رخ دلدار

اندرین باغ بی رخ دلدار
گل نماید بزیر چشم تو خار

من دو مذهب نی عشق یکدانم
دانهٔ سبحه و رشتهٔ زنار

خاک دانی تو تخت شاهی را
گر بیابی تو دولت دیدار

زاہدا یکدم از دوئی بدر آ | تا کشاید تبو بے اسرار
کفر و اسلام بر کران گردد | گرد آئی بعشق آن یکبار
ہمہ تسبیح گوی یار من ست | شاخ و برگ و نبات و ہم اشجار
می برآید ترا نہ این ہر دم | از زبان ہمہ در و دیوار

کہ بچشمان دل مبین جز دوست
ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست

مثنویانہ اشعار مین میر صاحب نے کچھ اپنے حالات خود ہی لکھے ہین اور وہ یہ ہین

خدایا منم بندہ بیچارہ | کہ جز تو ندارم ز کس چارہ
ز انعام و بخشش مبن دز گر | خطایم گذار و برحمت گذر
بحق محمدؐ رسول کریم | کہ آمد برحمت بلطف عمیم
بحق علیؑ و حسینؑ و حسنؑ | کہ ہستند مشکلکشای زمن
بحق شہنشاہ زین العبادؑ | دگر باقر و جعفر باصفا
بحق شہ کاظم و ہم رضاؑ | کزان دارد ین ست رونق گرا
بحق تقیؑ و نقیؑ عسکری | بحق شہ مہدی جعفری
بحق ہمان غوث پیران پیر | بحق شہ چشت آفاق گیر
بخلفای چشتی و ہم قادری | کہ جویم ز ایشان بجود یاوری
خصوصاً بآن ہادی دلنواز | کہ ہم ست مشہور شاہ نیاز
عطا کن ز فقرم مراد و ولی | کہ باشم از و صاحب حشمتی
دگر این ز غیبم فراغ معاش | مگردان بہر در برای تلاش

بیان میکنم موجب این رقم — بر دوستان از زبان قلم
منم خادم اهلبیت رسول — که او هست در جمله عالم قبول
بود شاه آباد مولود من — ولی تر فرآباے ما را وطن
که روزی گرفتار بودم بدرد — با مراض بدنیه اندر نورد
بسی مضطرب بودم و بیقرار — اطبای ماندند بی اختیار
دران حالت پر ز رنج و عنا — شدم ملتجی با حبیب خدا
بصد گریه و با هزاران بکا — که فی الحال زو یافتم من شفا
ز بهر فراموشی درد و رنج — شدم پیروان سزاوار گنج
با مداد آن شاه والا گهر — باین نظم یک هفته بردم بسر
رسیده باتمام ترجیع بند — که باشند ز و عاشقان دگر بند
بسال هزار و دو صد شصت و یک — رساندم ز نظم را یر محاک
امید عفو هست ز اهل سخن — چو بینند سهوی بگفتار من
باصلاح پوشند باسینه صاف — وگرنه ببارند ما را معاف

رجوع کن بجان برد راحمدی
که یابی ازو دولت سرمدی

میر احمد علی صاحب کا حال رسالہ شاہ نصیر الدین صاحب موسومہ بہ مختصر مولفہ سید اعجاز احمد صاحب صاحب العلما بدایونی کے صفحہ ۸ - و ۹ - مین طبع ہو کر شایع ہو گیا - ہے -

ایک عرصہ تک سید شاہ نصیر الدین حسین صاحب نے ریاضت شاقہ فرمائی -

اسکے بعد آپنے عزم شاہ آباد ضلع ہردوئی کا فرمایا جہان میر احمد علی صاحب خلیفہ اعظم نیاز بے نیاز تشریف رکھتے تھے اور جنکے پاس آپکی وہ امانت باطنی موجود تھی جو آپکے پدر بزرگوار حضرت نیاز بے نیاز نے تفویض فرمائی تھی کہ یہ نصیر الدین کا حصہ ہی اور فرمادیا تھا کہ بروقت ملاقات اوسکو دیدینا۔

میر احمد علیصاحب ایک نہایت غریب الصفت درویش تھے تمام عمر لڑکون کے پڑھانے مین صرف فرمادی۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ بریلی حضرت نیاز بے نیاز کے حضور مین حاضر ہوے اور حضور نے آپسے استفسار فرمایا کہ میر صاحب کیا کیا کرتے ہو عرض کی کہ لڑکے پڑھاتا ہون فرمایا بہت اچھا کرتے ہو چنانچہ جب میر صاحب بہت بوڑھے ہوگئے تو لوگون نے عرض کیا کہ اب لڑکے پڑھانا چھوڑ دو۔ آپ نے فرمایا کہ مین اسکو کیونکر چھوڑ دون میرے شیخ طریقت نے تو اسے اچھا فرمایا ہے۔

میر صاحب نے اپنے پیرزادہ موصوف کیلیے شاہ آباد مین ایک حجرہ نہایت پرتکلف آراستہ فرمادیا تھا اور جملہ قسم کا سامان کی وہین مہیا کردیا۔ بجز میر صاحب کے تین برس کوئی وہان نہ جاسکا جب میر صاحب نے آپ کی بے اعتنائی دنیا کی طرف دیکھی تو میر صاحب نے فرمایا کہ صانع قدرت نے آپ کے وجود باجود کو بمشمار خلق اللہ کی ہدایت کیواسطے خلق فرمایا ہے اور سلسلہ نیاز یہ کا اجرا ہونا آپ کی ذات سے منظور فرمایا ہے آپ گوشہ نشینی ترک فرمائیے۔ یہ کہکر میر صاحب نے وہ نعمت باطن جو حضرت نیاز بے نیاز نے تفویض فرمائی تھی آپ کو مرحمت فرمائی اور خرقہ و مثال دیکر آپ کو بریلی رخصت فرمادیا۔

۹ شعبان ۱۲۸۵ ہجری کو آپ نے رحلت فرمائی مزار آپکا محلہ بالاے کوٹ مین عقب مکان خواجہ محمد شاہ صاحب کے واقع ہے۔ ہر سال عرس ہوتا ہے۔

راقم نے چند قطعات وفات کے نظم کیے منجملہ اُن کے ایک یہ ہے ؎

حسرتا احمد علی صاحب ولا و رسول　　رفت زیر خاک و حاضر شد بہ بزم بوتراب

صاحب سجادۂ شاہِ نیازِ بے نیاز — مخزن فقر و توکل ہادیٔ راہ صواب
از حسینش نورِ حق و خلق شان احمدی — بود تابان بر سپہر مکرمت چون آفتاب
از دفاتش مرغ بسمل شد دلِ اربابِ ذوق — شور محشر کرد برپا اضطرار و اضطراب

جست چون انجام رحلت بہر تاریخ وفات
از مظفر گفت مرد غیب بخشش بحساب ۱۲۰۵

میر صاحب کے چھوٹے بھائی میر حشمت علی صاحب تھے وہ بھی صورت و سیرت اور جملہ اوصاف مین اپنے بڑے بھائی کے قدم بقدم تھے میر صاحب ممدوح کی شکل دیکھکر بزرگان باخدا کی صورت آنکھون مین پھر جاتی تھی اور آپ کی باتین سنکر خدا یاد آجاتا تھا اگر بڑا بھائی آفتاب تو چھوٹا بھائی ماہتاب تھا آپ کی مہر کا مصرع ۵ از نیاز ست حشمت کونین تھا - اپنے بڑے بھائی کے دو برس کے بعد میر صاحب نے بھی انتقال فرمایا

قطعۂ تاریخ راقم نے یہ موزون کیا ۵

از دار فنا چو میر صاحب — رفتند بسوی حوض کوثر
از آل نبی و اسم پاکش — حشمت بہ علی شدہ مقرر
در خلق و بزرگی و کرامت — مثلش بجہان نہ بود دیگر
تعلیم ز درسگاہ ایشان — حاصل می کرد خلق اکثر
حق داد شرف بذات ہر دو — ماہ و خورشید ہر برادر
این قصبہ نمود کسب علمی — ذات عالیش فیض گستر

جستم تاریخ انتقالش
گفتند ملک بلبل اختر ۱۲۰۲

میر بادل صاحب

میر صاحب موصوف محلہ سید واڑہ مین رہتے تھے آپکو مضمون نگاری مین نہایت اچھی دستگاہ تھی۔ اُن کے فرزند میر حبیب اللہ صاحب متخلص بہ تارک نازکخیال شاعر اور مشائخانہ مذاق کے بزرگ تھے۔ حضرت تارک میر وزیر علی صاحب صبا کے شاگرد اور عرصہ تک لکھنؤ مین رہکر اپنے لایق اُستاد سے استفادہ کرتے رہے فارسی درسی کتب کے پڑھانے مین جناب تارک کو خاص ملکہ تھا اور قصاید عرفی وغیرہ کے باریک مطالب حل کرنے مین اعلی درجہ کی استعداد رکھتے تھے شاہ حسین بخش خان صاحب فرخ آبادی کے مرید تھے راقم کو جناب موصوف اچھی طرح یاد ہین والد سے مراسم ہونیکی وجہ سے آپ کبھی کبھی تشریف بھی لایا کرتے تھے ایک بار والد مرحوم نے ایک مخمس کے متعلق جسکا یہ شعر ؎

حامد اسکا ہے محمود ہے کونین کا	ساجد خالق ہی اور مسجود ہی کونین کا

مشہور ہے کچھ دریافت کیا تھا اور آپنے جواب باصواب دیا تھا۔ میر صاحب نازک مزاج نحیف البدن موزون اندام انسان تھے آپ کے اکثر شعر ضرب المثل ہین مثلاً ؎

غصہ کمزور پہ آتا ہی ہمیشہ تارک	ہمسے دیکھین تو بھلا آنکھ ملائے واعظ

ایضاً

کون اس دیر و حرم مین رہ کے جھگڑے مین پڑے	کفر و دین دونون سے تارک ہاتھ دھونا چاہیے

غزل

دوست سب دیکھ لیے اپنا پرایا دیکھا	ہاے دنیا مین کسیکو نہ کسی کا دیکھا
جب کہا ہمنے کھلا آپ کا پردہ دیکھا	بولے شرما کے کہ جھوٹے کا کلیجا دیکھا

صدقے اس ناز کے قربان تغافل تیرے
ہنسکے منہ پھیر لیا جب مرا شاد دیکھا

دل سمجھتا ہی نہین اسکو بھلا کیا کیجے
ہمنے کمبخت کو سو طرح سمجھا دیکھا

ہچکیان لیتا ہی اب اسکا لبون پر دم ہی
اپنے بیمار کو اے رشک مسیحا دیکھا

اوٹھ کے میخانہ سے تارک جو گئے کعبہ کو
کہیے اہی قبلۂ حاجات وہان کیا دیکھا

ایضاً

نکلے نہ دوسرا چمن روزگار مین
بوے وفا جو ہو گل رخسار یار مین

کہتا ہون رو حکو تن خاکی مین دیکھکر
ایک آفتاب ہی کہ چھپا ہی غبار مین

میری طرف سے اُن کو کدورت ہی اسقدر
لکھا جواب خط بھی تو خط غبار مین

وہ زندہون جو بگڑون تو قاضی کو باندھ لاؤن
بیچارہ محتسب ہی بھلا کس شمار مین

مین کیا کہون کہ جھیلی ہین کیا کیا مصیبتین
راحت ملی نہ زندگی مستعار مین

پیش نظر ہے صحبت احباب بعد مرگ
چین آئے کسطرح ہمین کنج مزار مین

مر مر کے ہم نے عرصۂ ہستی کو طے کیا
راحت ملی اب آکے عدم کے دیار مین

تارک اُوٹھا سکا نہ اذیت فراق کی
خنجر گلے پہ پھیر دیا ہجر یار مین

ایضاً

وجود غیر معشوق آنکھ مین عاشق کے باطل تھا
جدھر تھا دیکھتا مجنون اُدھر لیلی کا محمل تھا

تری درگاہ سے محروم پھرنا غیر ممکن ہے
در مقصد سے جب دیکھا بھرا دامان سائل تھا

عبث بک بک کے میری ناصحون نے جان کھائی ہی
تبون کو دیدیا دل پھر کسی کا کیا مرا دل تھا

میان حشر اس ہیئت سے دیکھا ہمنے تارک کو
کہ دونون ہاتھ سے پکڑے ہوے دامان قاتل تھا

اشعارِ غزل

مداح ہین حضور کی زلف دوتا کے ہم — باندھینگے اپنے شعر مین مضمون ملا کے ہم
صیادِ سنگدل نے نچھوڑا کسی طرح — آخر قفس مین مرگئے پر پھڑپھڑا کے ہم

افسوس کہ میر صاحب نے ۱۳۰۴ھ ہجری مین رحلت فرمائی راقم نے قطعۂ تاریخ وفات یہ نظم کیا ہے ؎

تارک عالی نسب والا حسب — یافت آزادی ز قید آب و گل
سال ترحیلش مظفر کن رقم — تارکِ دنیا روانِ شد پاک دل

آپ کے فرزند حکیم سید امجد علی صاحب ہین جو اُستاذی حکیم سید فرزند علی صاحب افسر الاطبا کے شاگرد رشید اور فی نفسہ ذہین اور طب سے بالطبع مناسبت رکھتے ہین

خواجہ سیّد محمد شاہ صاحب

آپ شاہ آباد کے رؤسا مین نامور اور دانشمند رئیس گذرے ہین عہد نوابی مین تحصیلداری و کمیدانی کے عہدہ پر سرفراز رہے۔ آپکی تحصیلداری کے بعض کاغذات راقم نے دیکھے ہین خواجہ صاحب موصوف خوشرو اور عیش پسند انسان تھے عمارت سے نہایت شوق تھا چنانچہ اُن کا بنوایا ہوا مکان جو نہایت شاندار اور یہان کے مکانات مین اپنی آپ نظیر ہے اونکی ذاتی نفاست اور سلیقہ کی شہادت زبان حال سے ادا کرتا ہے طبیعت علم دوست تھی اور تاریخ کے فن سے نہایت دلچسپی رکھتے تھے اس لیے جس کتاب کو دیکھنا شروع کرتے اوسکو ختم کرکے چھوڑتے۔ گھوڑے کی سواری اور اوسکی داشت سے بھی مناسبت تھی۔ قوم کے سید اور خواجگی کا خطاب اس خاندان مین خواجہ معین الدین اجمیری

کے سلسلہ سے استعمال کیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب کے بزرگون کا اصلی وطن قصبۂ گیلان تھا جو عرب مین ایک مشہور مقام ہے۔ چونکہ ج سے گ بدل گیا ہے اس لیے بجاے جیلان کے گیلان کہا جاتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ گیلان سے نکل کر پہلے کاشغر مین آباد ہوے اسکے بعد کاشغر سے جو بزرگ ہندوستان کو آئے اور دہلی مین وارد ہوے اونکا نام خواجہ اسد اللہ صاحب تھا یہ عہد شاہ عالم بادشاہ کا تھا اونکے فرزند خواجہ حفیظ اللہ صاحب شاہ دہلی کے یہان ۱۱۷۵ھ کو فوجی صیغہ مین ہزاری ذات اور دوسو سوار کی افسری اور اسد علیخان کے خطاب سے سرفراز کیے گئے پھر وہ اپنی کارگذاری سے منصب مین ترقی حاصل کرتے رہے۔ بعدہٗ ان کے بیٹے خواجہ سید لطف اللہ صاحب اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوکر منصب آبائی سے سرفراز ہوے۔ اس عرصہ مین شاہان دہلی کی سلطنت پر زوال آگیا تو یہ نہایت عزت کے ساتھ سلاطین اودھ کی سرکار مین آکر بعہدۂ کمیدانی ملازم ہوے۔ (کمیدانی بصیغۂ فوج عہد شاہی مین ایک عہدہ تھا۔ جسکو اب سرکار انگریزی مین کرنیلی کے عہدہ سے تعبیر کرسکتے ہین۔) انکے دو فرزند ہوے ایک خواجہ سید غلام شاہ اور دوسرے غلام دستگیر آخر الذکر کی شادی لکھنؤ مین ایک مغل کے خاندان مین ہوی۔ اس شاخ مین کوئی نامور قابل الذکر شخص نہین ہوا بڑے صاحبزادے خواجہ سید غلام شاہ صاحب شاہ اودھ کے اہلکون مین ملازم ہوے اور پھر کمیدانی کو پہونچے خواجہ غلام شاہ صاحب کی پلٹن ایک مدت تک لکھنؤ مین رہی بعد ازان سندیلہ مین تعینات ہوئی یہین وجہ روسای سندیلہ سے انکے مراسم پیدا ہوے۔ چنانچہ چودھری مقبول حسن صاحب وچودھری عبد الباسط صاحب کے مورثون اور راجہ علی خان بلدیج کے بزرگون سے دوستانہ بلکہ عزیزانہ برتاؤ رہا۔

پلٹن کی تعیناتی کا یہ دستور تھا کہ اوس زمانہ مین چکلیدار جو کلکٹر ضلع کے ہم منصب ہوتا تھا
اوسکو تحصیل وصول کی کارروائی کے لیے فوجی امداد کی ضرورت ہوا کرتی تھی اسلئے
ایک پلٹن اوسکے ساتھ رہا کرتی تھی۔ اس خدمت کی غرض سے خواجہ غلام شاہ صاحب
کی ماتحت پلٹن ہندیہ سے تبدیل ہوکر شاہ آباد آئی اوسوقت مین رائے منگلی لال صاحب
شاہ آباد کے چکلہ دار تھے خواجہ صاحب اور رائے صاحب سے اسدرجہ مراسم بڑھے
کہ دستار بدل ہوگئی اونکی محبت مین خواجہ غلام شاہ صاحب نے شاہ آباد محلہ بالائے کوٹ
مین مکان بنایا اور سکونت مستقل طور پر اختیار کی۔ ان کے فرزند صرف ایک خواجہ سید
محمد شاہ صاحب تھے جو سرکار اودھ کی طرف سے تحصیل محمدی کے تحصیلدار ہوے
اور عرصہ تک اپنے فرائض منصبی نہایت لیاقت سے انجام دیتے رہے جب ان کے
والد خواجہ غلام شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا تو بجاے ان کے کمیدانی عہدہ پر آپ
سرفراز کیے گئے اس عہدہ پر چند روز ہی آپ متعین ہونے پائے تھے کہ رائے
منگلی لال صاحب کا انتقال ہوگیا اور اونکے بیٹے لال بہادر صاحب محمدی کے
چکلیدار مقرر ہوے۔ ایک سال اونھون نے کارہاے منصبی ادا کیے اس کے بعد
بعلت بقایا مالگذاری ماخوذ ہوکر علیحدہ کیے گئے اور جسقدر اونکی جائداد و املاک تھی قرقہ
ضبط ہوکر سرکاری قرار پاگئی اونکے مقام پر دوسرا چکلہ دار مقیم ہوا اور مواضعات گرہ
بھمولی وغیرہ جو ضلع شاہجہان پور مین تھے وہ نیلام کردیے گئے اونکے مکان کے
کھدنے کا حکم صادر کیا گیا لیکن شاہ آباد کے معزز پٹھان جو زوردار اور صاحب
جماعت تھے اُن سے اتحاد تھا وہ مانع ہوے سرکاری ملازم تعمیل حکم پر تیار تھے مگر
اس مزاحمت سے بڑے کشت وخون کا اندیشہ تھا متامل ہوے چکلیدار موجودہ نے

رپورٹ کی کہ خواجہ محمد شاہ اسقدر بااثر آدمی شاہ آباد مین ہین اگر وہ چاہینگے تو یہ مکان کھدجائے گا۔ اس پر خواجہ صاحب سے کہا گیا کہ آپ اپنے انتظام سے کھدوا دیجیے۔ مگر آپ نے یہ امر وضعداری کے خلاف سمجھا اور انکار کر دیا۔ اس انکار سے آپ معتوب ہوے اور توپ سے باندھکر لکھنؤ بھیجے گئے اور وہان بھی یہ شرط پیش کیگئی کہ اگر ملازمت کرنا چاہتے ہو تو اس خدمت کو انجام دو ورنہ استعفا داخل کرو مگر آپ نے اوس حالت مین بھی یہ جواب دیا کہ لال بہادر کو مین بھیجہ چکا ہون ملازمت کیا اگر سلطنت بھی دیدی جائے جب بھی مجھسے یہ نہین ہوسکتا اور آپ اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے۔ غرضکہ شاہی خدمت و ملازمت سے آپکی علیحدگی کی یہ صورت تھی کہ جو بیان کیگئی۔

واقعہ مذکورہ سے خواجہ صاحب کی اعلی درجہ کی وضعداری مستقل مزاجی ثابت ہوتی ہے۔

خواجہ صاحب موصوف نے عمر طبعی پاکر رحلت فرمائی راقم کالرا کپن تھا آپ کے دو فرزند ہین ایک خواجہ سید کاظم حسین صاحب اور دوسرے خواجہ سید باسط حسین صاحب۔ خواجہ سید کاظم حسین صاحب ایک ذہین اور موقین طبیعت کے انسان ہین راقم سے محبت و عنایت کے ساتھ ملتے ہین۔

نقل فرمان

هوالعزیز بتاریخ روز جمعه سوم شهر ذیقعده سنه ۲۰ جلوس مبارک معلی موافق ۱۱۵۵ هجری مطابق ۲۰ ماه خورداد برساله امارت و ایالت منزلت شجاعت وشهامت مرتبت مورد مراحم بیکران بادشاهی مهبط اعطاف نمایان خلیفه آلهی استظهار مجاهدان باعزم افتخار دلیران معرکه رزم زبده فدویان هواخواه عمده نوامینان بارگاه خانه زاد لایق العنایت والاحسان بخشی الملک مظهر علیخان بهادر ونوبت واقعه نگاری کمترین بندیان عقیدت آهنگ لے رتن سنگهه قلمی میگردد حکم صادر شد که حفیظ الله ولد اسد الله بمنصب یکهزاری ذات دوصد سوار وخطاب اسد علیخان سرفراز باشد واقعه پانزدهم شوال سنه ۳ بموجب تصدیق یادداشت قلمی شد ـ

شرح دستخط ابهت وحشمت پناه شجاعت وشهامت دستگاه مطرح الطاف بادشاهی مورد اعطاف نامتناهی خانه زاد فدویت نشان ابوالقاسم خان بهادر نائب امارت و ایالت منزلت شجاعت وشهامت مرتبت مورد مراحم بیکران بادشاهی مهبط اعطاف نمایان خلیفه آلهی استظهار مجاهدان باعزم افتخار دلیران معرکه رزم زبده فدویان هواخواه عمده نوامینان بارگاه خانه زاد لایق العنایت والاحسان بخشی الملک مظهر علیخان بهادر آنکه داخل واقعه نمایند ـ

مشار الیه از فضل وکرم امید وارست بمنصب هزار مدات دوصد سوار وخطاب اسد علیخان سرفراز شود شرح دستخط نائب بخشی الملک آنکه حکم شد منظور ـ

هزار مدات وخطاب مارسوار تحریر فی التاریخ شهر صد سنه الیه جلوس مبارک مطابق واقعه کل است هشت ویکم ذیقعده سنه جلوس معلی والا مکرر بعرض مقدس رسیده

مظهر علیخان بهادر فدوی محمد شاه عالم بادشاه غازی	مهر رائے رتن سنگهه فدوی شاه عالم بادشاه غازی سنه ۲	مهر احمد علیخان بهادر موسوی فدوی شاه عالم بادشاه غازی

حاجی محمد حسین خان اختیار پوری

حاجی محمد حسین خانصاحب اختیارپوری

خانصاحب موصوف درویش سیرت اور باخدا بزرگ تھے نوعمری سے آپکو ریاضت اور خدا پرستی کیطرف میلان تھا بیشتر آپ حافظ[۱] امام علیخان صاحب اللہ پوری کے مرید ہوئے اور ذکر و فکر مین مشغول رہا کیئے اس کے بعد سید[۲] شیر علی عرف منڈو شاہ صاحب کے۔

[۱] حافظ صاحب باخدا اور زاہد انسان تھے جمیعت علیخان اللہ پوری کے فرزند اور فتح علی میانصاحب شاہجہانپوری کے خلیفہ تھے انکے اکثر لوگ مرید اور معتقد ہوے چنانچہ قاضی عابد علیصاحب وڈپٹی سید شمس الدین صاحب سنبھلوی بھی آپ کے نہایت ارادت مند تھے آپ جیپور جارہے تھے کہ اثناے راہ مین بمقام متھرا رحلت فرمائی اور وہین مدفون ہوے جب آپکی بیوی کو صدمہ مفارقت ہوا گریہ وزاری اکثر لاحق رہتی تو شاہ حسین بخش خانصاحب فرخ آبادی خلیفہ مولانا عبدالرحمن صاحب لکھنوی موضع کرسلی مین اونکے خسر پرورش علیخان کے مکان پر اونکی بیوہ کی فرمایش کو آے وہ فرماتے تھے کہ حافظ صاحب نے بعد وفات کے مجھسے اسبارے مین رجوع کیا ہو خدا کی قدرت کہ شاہ صاحب کی فرمایش سو وہ اشکباری جاتی رہی اور اونکے دل کو ایک قسم کا سکون پیدا ہوگیا تھا۔

[۲] سید شیر علی صاحب کا وطن بانس بریلی تھا آپ کے والد سید حسین علی صاحب نواب اتحف الدولہ بہادر کے یہان ممتاز عہدہ پر فایز تھے جب انکا انتقال ہوگیا تو آپ تنہا رہگئے اور آپکا سن تھا ایک خدمتگار آپکے یان کے جواہرات و اشرفیان لے نے کی غرض سے آپکو تلہرے آیا اور چھوڑ گیا یہان شیخ داود صاحب نے آپ کو پرورش کیا اور اپنی دختر نیک اختر سے نکاح کیا جنسے امام الدین شاہ اور تین صاحبزادیان پیدا ہوئین بیشتر بابستبا ظاہر درویشی کے آثار نہ تھے مگر حصہ ازلی تھا ایک فقیر آیا اور اُس نے آپ کو کھیل مین مشغول دیکھکر ایک ٹھوکر ماری اور اس کے بعد ایک رات کو آپ کی آنکھون سے حجاب کا پردہ اُٹھ گیا اور حضور سرور عالم صلعم کی مجلس اقدس نظر آئی حضرت سید المرسلین کی زیارت و شرف ہمکلامی سے مشرف ہوے خود آنحضرت نے فرمایا کہ مین محمد الرسول اللہ ہون اور اپنے لڑکپن اور جوانی و آخری سن کے دیدار سے فیضیاب فرمایا آپکا بدن مطہر ہوگیا آپ نے عہد کیا جو کوئی میرے اِس مشاہدہ کا اظہار کریگا اوس کا مرید ہونگا تلاش شیخ مین ہندوستان کے اکثر شہرون کا گشت کیا آخرکار تلہر ہی مین سید شمس الدین صاحب علیہ الرحمہ کی پابوسی کو حاضر ہوے اور انھون نے اس واقعہ کا۔

طالب ہوے اور حسب تعلیم شیخ کامل کے آپ نے سخت مجاہدہ کیا دس پندرہ برس تک عالم تجرد مین خوب ریاضت کی کثرت ذکر سے تصفیہ ہوکر آپکا قلب نور الٰہی سے منور ہوگیا تھا آپ کے اوصاف پسندیدہ کی شہرت بھی ہوئی اور اکثر لوگ باہر سے مشتاق ہوکر ملاقات کو آئے آپ نے ایک وسیع تختہ پر باغ نصب کیا اور اوسمین جو بلند ٹیلا تھا اُسپر کوٹھی بنائی جو ٹلیا کے نام مشہور ہوی اکثر آپ کا اسمین قیام رہا اور یاد الٰہی مین مصروف رہے آپ نے اس باغ کا نام علی باغ رکھا اور اوسمین ایک خوشنما مسجد بھی بنوائی جسکی دو تاریخین میر نجف علی صاحب نے نظم کس اور درج ذیل ہین ؎

مسجد بہ علی باغ چو تعمیر نمود — خان ذی رتبہ صاحب عز و جلال
پرسیدم سال او چو از ہاتف غیب — فرمود کہ مسجد علی باغ جمال
۹۴ ۱۲

ایضاً

چون محمد حسین خانصاحب — نقش مسجد بصحن باغ ببست
بلبلان شنو تاریخ — ثانی مسجد قبا این است
۹۴ ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) م انکشاف کیا۔ آپ مرید ہوے اور دو ریاضت کی کہ فنا فی اللہ اور صاحب کمال ہوگئے صدہا آپ کے مرید ظاہری و باطنی فیوض سے بہرہ یاب ہوے راقم نے خود آپ کے مراقبہ و مکاشفہ کے عجیب و غریب معاملہ دیکھے ہین اکثر امور مین بطور پیشینگوئی کے جو آپ نے فرمایا وہ ظہور مین آیا بعض مردون کے عذاب و ثواب کے حالات ازراہ کشف ارشاد کیے۔ صحیفہ کہ ۲۵ شوال ۱۳۰۴ھ کو آپنے رحلت فرمائی ؎ قطب عالم واقف سر خدا ماہ وفات سر

آپ کے پیر و مرشد سید شمس الدین صاحب عارف باللہ بزرگ تھے جنکو چھ ماہ جذب اور چھ ماہ سلوک رہا کرتا تھا حضرت سید محمد حسین صاحب شاہجہانپوری نے اونکے بعض کرامات چشم دید مشتمل توسیع طعام فقیر کے راقم سے بیان کیے ہیں۔ آپ ہر دو بزرگون کے پر تصرف مزارات شہر مین واقع ہین ۱۲۵۲ھ ہجری مین سید شمس الدین صاحب کا وصال ہوا۔ مزار شریف پر یہ شعر کندہ ہے ؎ یکہزار و دو صد و پنجاہ و ہفت — شاہ شمس الدین ستہ جنت برفت ۱۲

خانصاحب کی وجہ سے اس باغ مین اہل اللہ کا مجمع رہا ہے اور ہر طرح سے باغ کا ایک عجیب دلکش منظر تھا اس جگہ کی مقبولیت کے متعلق معتبرین نے بیان کیا کہ اسمین بزرگان دین کے انوار نظر آئے ہین چنانچہ محمد علیخان اور نواب مقصود علیخان وغیرہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ موجود تھے سید شمشیر علی عرف مینڈو شاہ علی باغ کی کوٹھی مین ٹھہرے ہوے تھے رات کے آٹھ نو بجے ہونگے کہ تمام باغ دل آویز خوشبو سے معطر ہو گیا شاہ صاحب موصوف جو روشن ضمیر اور صاحب کشف بزرگ تھے مودب حالت سے کھڑے ہو گئے اور کوٹھی کی چاردیواری کا جو پورب والا دروازہ ہے وہان جاکر کچھ عرض کرتے رہے اور اسوقت بازار سے شیرینی منگائی اور فاتحہ کرائی ہم لوگون نے دریافت حال کیا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے انوار نمودار ہوے تھے اور حضور کی سواری معہ لشکر کے ادھر آنکلی تھی حق تعالی نے امام عالی مقام کو عالم ارواح و برزخ مین یہ درجہ بخشا ہے کہ آپ طبقات عرض و سما کی سیر کرتے ہین۔

خان صاحب موصوف نے راقم سے بیان کیا ہے کہ جیسا مین نے مینڈو شاہ کو عالم کا مین ماہر دیکھا ایسا کوئی فقیر میری نظر سے نہین گذرا اور اگر اس فقیر کی رہنمائی مجھ حاصل نہوتی تو مین طریقت کے معنی کی حقیقت نہ سمجھتا۔

ایک بار شاہ صاحب نے مراقبہ کیا اور کہا کہ تمھارا پیر بھائی سبحت اللہ خان جو تمھاری شکایت کرتا ہے جب مین نے فاتحہ اونکی کرادی تو وہ شکایت جاتی رہی

خانصاحب نے اچھے اچھے فقرا سے ملاقات کی سید شمس الدین صاحب سے بھی ملے ہین عہد نوابی مین سید صاحب موصوف شاد آباد تشریف لایا کرتے تھے نواب دوست علیخان رئیس چھوٹی ڈیوڑھی اور خانصاحب کے خاندان کے چند لوگ مرید

و معتقد تھے سید صاحب کی عظمت اور تصرفات آفتاب کیطرح روشن تھے اکثر صاحب باطن فقرا خانصاحب کے پاس آکر ٹھہرے

خانصاحب کی درویشیت پر تشرع کا رنگ غالب تھا کسی کو آپ نے مرید نہین کیا راقم بارہا اونکی خدمت مین حاضر ہوا ہے اور وہ والد مرحوم کے اتحاد کی وجہ سے نہایت شفقت سے پیش آتے تھے آخر وقت مین آپنے مناکحت بھی کی پہلی بیوی جو حافظ یار خان[1] رئیس سید خیل مرحوم کی بہن تھین اونکے بطن سے ایک دختر پیدا ہوئی تھی مگر وہ جوانمرگ انتقال کرگئی جب خان صاحب کی زوجۂ اولی کا انتقال ہوگیا تو آپ نے دوسرا نکاح کیا ان دوسری بیوی سے دو لڑکے بھی پیدا ہوے صدیق حسین بڑا لڑکا تعلیم یافتہ اور ہونہار تھا مگر افسوس کہ وہ بھی نوجوان چل بسا اب صرف ایک فرزند جعفر حسین ہین جو تعلیم مین مشغول ہین ۔ خانصاحب سرخ و سپید خوشرو قد اور انسان تھے صد حیف کہ ۲۔ رمضان ۱۳۱۷ھ ہجری یوم دوشنبہ کو آپ نے رحلت فرمائی دو قطعے وفات کے خاکسار نے لکھے ہین ؎

تھے محمد حسین خانصاحب	حاجی عارفِ رموزِ خدا
آفتابِ سپہرِ فضل و کمال	بدر تابان باوج مجد و علا
مثل رکھتے نہ تھے زمانہ مین	خوبیون مین وحید تھے یکتا
دارِ فانی سے لیگئے تشریف	ہوگئے رونقِ سرائے بقا
باغِ جنت کو جب سدھارے وہ	شورِ محشر تھا ہر طرف برپا

[1] حافظ یار خانصاحب ابن احمد یار خانصاحب مرحوم شاہ آباد کے رئیس اور مین نہایت باتہذیب نیک انسان تھے راقم سے دوستانہ مراسم رکھتے تھے افسوس کہ ماہ شعبان ۱۳۲۲ھ ہجری مین جوانمرگ انتقال کرگئے ۔ (مادہ وفات داخل خلد جلد موے)

آندھیاں غم کی ہر طرف اٹھیں — ہر طرف ابر رنج کا چھایا
صاحب کشف باریابت تھے — محو ذات خدائے ارض سما
نور افشاں تھا چہرۂ انور — وقت تدفین کفن کو جب اُٹھا
میرے والد کے تھی شفیق بڑے — مہربانی تھی تجھپہ حد سے سوا
ہے اوداسی کمال ٹلیا پر — کچھ عجب باغمین ہی سناٹا
دادریغا خزاں کے لشکر نے — سب بھار چمن کو لوٹ لیا
کردے اُنکے مزار کو روشن — پائین یارب وہ جنت الماوا
بھردے انوار قدسیہ اسمین — ہی علی باغ جنتی ٹکڑا
فکر تاریخ ہے مظفر لکھ — آج الہام کا چراغ بجھا

۱۷ ۱۳ھ

دیگر

باخدا حاجی و عابد زاہد — فخر سرمایہ ارباب وطن
عاشق ذات خدائے عالم — حامی دین نبی شاہ زمن
مجمع خوبی اوصاف تھے وہ — اُنکے قدموں سے تھا قصبہ روشن
لیگئے خلد کو تشریف شریف — کردیا ترک ہی یہ دار محن
اونکے اخلاق کی تھی وہ خوشبو — جسکو پہونچے نہ کبھی مشک ختن
کشت ہستی کو قضا نے پھونکا — تھی قضا برق برائے خرمن
ٹلیا شاداب تھی گھر تھا آباد — اب یہ دونوں ہین مگر چشم فتن
تھا علی باغ برائے گلگشت — حاجی صاحب کا ہی ہے مسکن
ایسا پُر نور نہ دیکھا تختہ — گرچہ ہین اور بھی دلکش گلشن

سرد خاموش ہے قمری نالان — سلسلہ غم کا ہے طوقِ گردن
بلبلین گاتی نہین روتی ہین — انکے رونے کی صدا ہے شیون
باغِ جنت کے دریچہ ہین جابین — اونکے روضہ کے آہی روزن
ہر تاریخ مظفر لکھدے — اب علی باغ ہوا ہی مدفن

خان صاحب کے بڑے بھائی حاجی محمد امین خانصاحب بھی شاہ آباد کے پٹھانون مین نامور انسان ہوے ہین قوی ہیکل اور لحیم شحیم انسان تھے عہد نوابی مین دہ بعدہ تندارہی سرکار لکھنؤ مین ملازم رہے لکھنؤ کے شاعرون مین بھی شریک ہوے اوستاد امانت کے شاگرد تھے سخاوت تخلص کرتے تھے دیہات کے انتظام مین کلی دخل تھی فراہمی قلمہاے انبہ مین یہان بمقتضاے اُن ہی کو حاصل ہوئی شاہ آباد کے متعلقہ باغات مین جو ناہی انبہ تھے اُن درختون پر اونھون نے قلمین بندھوائین اور مستعدی مصارف سے تیار کرائین اور اپنے باغون مین نصب کرائین بعدہ بھاگلپور وغیرہ کے کارخانون سے معروف مشہور اقسام منگوائے اسکے بعد یہان کارخانے کھولے گئے اس شوق کے وہ موجد اور دیگر مقلد ہین اُن کا کلام ضایع ہوگیا ایک غزل کے دو شعر راقم کو یاد ہین اور وہ یہ ہین ؎

دجانان کے تصور مین کسی سے نہ کرون — پھاند جاؤن جو اگر راہ مین دیوار پڑے
مرض عشق سے ہو جائے سخاوت کو شفا — اوسکی تبر بدین گر شربت دیدار پڑے

اُن کا ایک نعتیہ مستزاد والد مرحوم نے ایک بیاض مین لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین ؎

زنجیر دل از حلقۂ گیسوے محمدؐ — سجدہ گہ کونین ہین ابروے محمدؐ
زیبا قد موزون ہی وہ دلجوے محمدؐ — عالم ہمہ سودا زدۂ موے محمدؐ

شیرین کی طلب ہو تجھے فرہاد مبارک — مجنون ہی کو لیلیٰ کی رہے یاد مبارک
قمری ہو چمن مین تجھے شمشاد مبارک — زاہد تو فردوس برین باد مبارک
مائیم و تمنائے سر کوے محمدؐ

راقم کو خانصاحب موصوف اچھی طرح یاد ہین ایکبار لڑکپن مین والد ماجد کے ہمراہ اختیار پور جانا ہوا تھا تو خانصاحب نے ازراہ خوش طبعی بیت بازی کی تھی اور جب وہ حج سے واپس آئے اور سلیمانی تشریف لائے اوس زمانہ مین میان مینڈو شاہ صاحب بھی یہین قیام فرماتے تو خانصاحب مولانا محسن صاحب کے نعتیہ قصیدہ کے بعض شعر جنکو منشی امیر احمد صاحب مینائی نے مخمس کیا ہے بار بار پڑھتے اور وجد کرتے تھے اور وہ شعر یہ تھے

مدینہ کی طرف جاتین کہ ہم کعبہ کا لین رستا — نظر آتا ہے ان دونون گھر و نہین ایک ہی ملوا
اسد کو کیجیے یا احمد بے میم کو سجدا — کہان اب جبہہ سائی کیجیے کچھ بن نہین پڑتا
عجب مشکل ہے مضمون میرے مفہوم مزہ کا

(۱۱) فروری ۱۸۸۶ عیسوی کو خانصاحب نے انتقال فرمایا اونکے فرزند محمد نور خان صاحب نے زہر سے خودکشی کی ایک لڑکا محمد مستقیم تھا وہ بھی نوجوان تپ دق مین ۱۹۰۲ء کو راہی عدم ہوگیا۔ اب آپ کے دو بھتیجے ایک خان بہادر حکیم خادم حسین خانصاحب اور مولوی انوار حسین خانصاحب موجود ہین۔ اور مولوی صاحب بھی ذی اخلاق ہین

کرامت خان صاحب بی بی زی

اس آخری عہد مین خانصاحب ممدوح بھی شجاعت وسخاوت کے اوصاف مین معروف اور غیرت وپاکبازی کی خوبیون مین مشہور تھے باعتبار قدوقامت کے بھی آپ اگلے لوگون کی یادگار سمجھے جاتے تھے۔

تصوف کے مذاق ہونے سے پدرماوت بھاکھا سے دلچسپی تھی اکثر اوسکے نکات خوب سمجھتے۔ برادری کے مناقشون مین اکثر آپکی پنچایت کے فیصلے ہوا کرتے تھے راقم کے لڑکپن کے زمانہ مین آپ کا انتقال ہوا ہے۔ آپ کے ایک فرزند قطب الدین خان صاحب جو آنریری مجسٹریٹ دانشمند انسان تھے جوان قضا کرگئے اور اونکے بیٹے عزیز احمد خان جنکو اس تاریخ شاہ آباد سے بڑی مسرت تھی اور اکثر جلد مرتب ہونے کے تقاضے کرتے تھے افسوس کہ دفعۃً ہیضہ کے مرض مین نوجوان ہی چل بسے اب اس خاندان مین معین الدین خانصاحب کے صاحبزادہ عنایت احمد خانصاحب چلتے پھرتے اور سمجھدار شخص ہین۔

حاجی محمد حسین خان صاحب اللہ پوری

حاجی صاحب لقمان خان صاحب سیدخیل کے صاحبزادہ اور نیک نہاد ومخیر رئیس تھے۔ آپ کے بزرگون مین اعظم خانصاحب نامور اور سرکار اودھ مین معزز عہدہ پر ملازم رہے ہین۔ آپ نے انسپکٹری کے عہدہ کے فرائض کو نہایت دیانت داری وضعداری سے ادا کیا اور کبھی ناجائز مال نہ لیا جب آپ پنشن لیکر مکان آئے تو زرپنشن

اپنے خرچ مین نہ لائے اور کل خیرات کرتے رہے شاہ آباد کے آنریری مجسٹریٹ بھی رہے
باٹ فورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر حاجی صاحب کی راستبازی و تدین پر نہایت اعتماد رکھتے
تھے اور کمال موافقت سے اکثر معاملات شاہ آباد مین انکے کہنے پر ادھون نے حاذ
کیا۔ جامع مسجد شاہ آباد کی آبادی اور اوسکی آمدنی و کوٹھریون کے باعث اور حسین گنج آباد
کرنے کے آپ ہی بانی ہوے ہین اور ہمیشہ نیک نیتی سے رفاہ عام کے امور سوچتے اور
اونکے اجرا مین کوشان رہتے تھے کئی مسجدین بنوائین اور بعض شکستہ مساجد کی مرمت بھی کرائی
مذہبی فرایض کے پابند اور ذی اخلاق تھے جب کبھی ملے نہایت خلق و محبت سے پیش
آتے تھے فالج کے مرض مین ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا اور عید الضحی کے روز
دفن ہوے۔ قطعہ تاریخ وفات یہ ہے ؎

چون محمد حسین خان صاحب	حاجی حق شناس وحق آگاہ
نیک رو نیک خو نکو سیرت	عابد و پارسا و ہر دل خواہ
شہر ذی الحجہ روز عید ضحیٰ	سوے جنت سپرد رہ ناگاہ
عالمی در فراق آن شہ خو	کرد فریاد و نالۂ جانکاہ
وا دریغا درین سرائے فنا	نہ گرا ماند و نے بماند شاہ
جست سالش چو بندۂ یکیں	گفت ہاتف کہ مرد رضوان جاہ

حاجی صاحب کے بھائی احمد حسین خالصاحب بھی باوضع اور خوش اخلاق اشخاص
مین تھے مستقل مزاجی و معاملہ فہمی وغیرہ کے اوصاف مین بنقنم وقت خیال کئے
جاتے تھے راقم کے ساتھ بزرگانہ الطاف سے پیش آتے تھے چند سال ہوے۔
آپ نے بھی رحلت فرمائی آپ کے فرزند حامد حسین خان آنریری مجسٹریٹ اور معقول انسان ہین

قطعۂ تاریخ وفات خانصاحب مرحوم یہ ہی

بمرد احمد حسین خان ذی جاہ — بزیر دامن شاہ امم باد
الٰہی آن گل گلزار احسان — گل خوشبوی گلزار ارم باد
بعیش جاودان قصر فردوس — خدا را مورد لطف وکرم باد
چو جستم سال تاریخش زہاتف — بگفتہ بلبل باغ ارم باد

حافظ غلام علی خانصاحب سلیمانی

حافظ صاحب اپنی خوبیون مین فخر خاندان ہوے قوت حافظہ اور معلومات اونکی نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی علم مجلسی مین کمال رکھتے تھے اونکے طرز مزاج وخوش اخلاقی سے اہل احباب اونکی ملاقات کے مشتاق رہتے تھے ان اوصاف سے حافظ صاحب کو ہر دلعزیزی حاصل رہی وہ ابنائے جنس مین فی الواقع نہایت قابل قدر انسان گذرے۔ گویائی اور واقعات گذشتہ کی یاد داشت مین میان اونکا کوئی نظیر نہین تھا نماز کی پابندی اور سحر خیزی کی عادت اونکی طبیعت کی ایک جزو ہوگئی تھی آپ نے حافظ محمد یار خان صاحب سے قرآن حفظ کیا اور قاری (صاحب عالم) سے قرأت سیکھی شاہ آباد کے اساتذہ کی صحبت پائی خلیفہ عبد الرزاق صاحب امینی اور دیگر نامور ان شاہ آباد کو دیکھا اور اونکی باتون سے استفادہ کیا اور لکھنو کے اہل کمال مین اونکی عمر کا بڑا حصہ ختم ہوا جس زمانہ مین کہ ان کا لکھنو مین قیام تھا اس زمانہ مین لکھنو شیرازی تہذیب وتکلفات کا معدن اور علم ودرنگینی کا مخزن تھا شاہی جلوہ آرائیون کا منظر جس

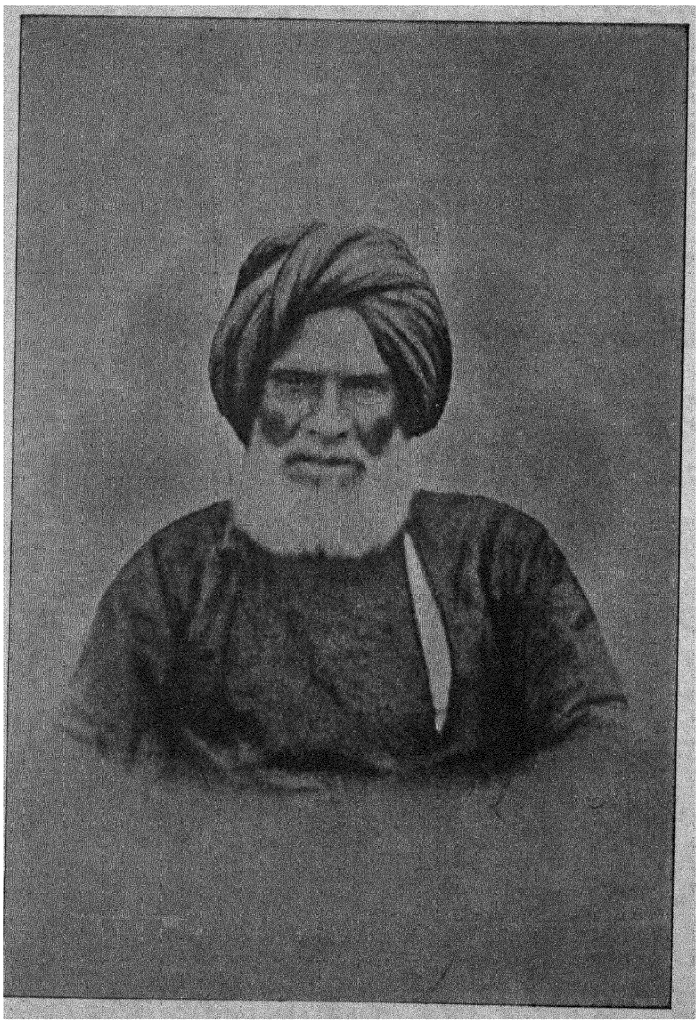

حافظ غلام علیخان

شخص کے کہ پیش نظر رہا ہو اہل علم و عقل کی مجالست مین جسکی عمر بسر ہوئی ہو اسکے ذہنی خیالات اور ذاتی معلومات کیونکر نہ وسیع ہون۔ دونامی گرامی رئیسون کی کریمانہ عنایتون نے حافظ صاحب کو خاص الخاص بزمون تک پہونچایا اور انتخاب روزگار عمائد سے ملایا۔

حسام الدولہ فقیر محمد خانصاحب بہادر تہور جنگ سالار المتخلص بہ گویا تعلقدار ملیح آباد جنکی شان و شوکت اور قدر و منزلت کی عام شہرت محتاج بیان نہین ہو وہ آپکے محسن تھے انھین کے فیض تربیت کا آفتاب آپکے سر پر پرتو فگن ہوا اور آپ کی خوبیون کے جوہر کو چمکایا خانصاحب بہادر ہی نے حافظ صاحب کو سرکار شاہی مین ملازم رکھایا اور اپنے ساتھ لے لیا تا حیات وہ آپ پر الطاف بزرگانہ اور احسان رئیسانہ فرماتے رہے بارہا اپنے ہمراہ آپکو ہمشیمون مین لیگئے چنانچہ شیخ ناسخ مرحوم وغیرہ کے پاس حافظ صاحب خانصاحب ہی کے ساتھ گئے منتہی الکلام کا تصنیف ہونا مولوی حیدر علیصاحب فیض آبادی کا خان صاحب کے گھر آنا یہ سب معاملات حافظ صاحب کے چشم دیدہ ہین۔ خانصاحب کی عنایت اور فیض صحبت کوئی معمولی بات نہ تھی اُنکی لیاقت اور جاہ و جلالت اظہر من الشمس ہے وہ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ تھی بہت سی خدمتین مثل تقسیم تنخواہ محلات شاہی اُنکے متعلق تھین نظم و نسق ملکی مالی مین وہ دخیل تھے بسوان باڑی وغیرہ کی نظامت و چکلیداری اگرچہ انکے اماد امام الدین خان کے نام سرکاری کاغذات مین لکھی جاتی تھی مگر اُسکا انتظام سب انھین کا ساختہ پرداختہ ہوتا اسکے علاوہ چارسو گھوڑے بارگیر جنکی اسامی تین تین سو روپیہ تھی خانصاحب کی ذاتی ملکیت مین تھے راجہ مہین لال صاحب چکلیدار سے جب کچھ روپیہ سرکاری باقی رہگیا اور خانصاحب اُن پر مسلط کیے گئے تو انھون نے پورا مرزا گنج خانصاحب کو دیدیا اور امین الدولہ بہادر وزیر نے ایک لاکھ پیسا بابت تعمیر عمارت خزانہ شاہی سے خانصاحب کو عنایت کیا تھا خانصاحب کی لیاقت علمی کا یہ عالم تھا عربی ایسی فصیح بولتے تھے کہ مادری زبان معلوم ہوتی تھی دستخطی حساب ایسے بناتے تھے کہ دس ہزار روپیہ کے انعام پر بھی اُن کی طرح کوئی نہ بنا سکا خان صاحب

کی بیوہ ہوئی جب ناصر الدین حیدر بادشاہ نے سنی سلہ جانپناہ کے چرن نیچے چل گویا گھر کر لیے۔ تو کہا کہ آپ میرا گھر باقی ہے کیا وہ بھی لے لینگے۔

دیوان گویا بستان حکمت اُنکے یادگار ہین۔ جب خلیفہ صاحب موصوف کا انتقال ہو گیا تو حافظ صاحب کے سر سے ایک بڑی شفقت اُٹھ گئی لیکن خداوند کریم نے ایک دوسرے رئیس کو جو اپنے اوصاف مین مثل تھا ان پر مہربان کر دیا اُن کا نام نامی منشی محمد حسین صاحب تھا وہ گدیا ضلع بارہ بنکی کے تعلقہ دار و مدار المہام اودھ کے نائب تھے دیوانخانہ وزارت کے امورات کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اُنکے قلم کے متعلق تھا منشی صاحب ممدوح کی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ تقریر کرتے تو ضرب المثل خوش بیانی مین ایسے دلچسپ فقرات زبان سے نکلتے گویا یہ معلوم ہوتا کہ پھول جھڑ رہے ہین اور جسوقت قلم اُٹھاتے تو زور و نویسی کی یہ کیفیت تھی کہ گویا قلم مین پر لگے ہوے ہین اور وہ اُڑتا ہوا چلا جاتا ہے تھوڑی دیر مین جز کے جز رنگ کر ڈالدیتے جوہر شناسی اور شریف پروری مین یکتاے روزگار تھے۔ رکن سلطنت ہونے کے علاوہ پونے دو دو لاکھ روپیہ کی مالگذاری کا علاقہ خود اُن کے قبضہ مین تھا اور چودہ سو اشخاص اُن کے ذاتی ملازم تھے منشی صاحب موصوف کے دل مین حافظ صاحب مبرور کی جو اس قدر گنجائش ہو گئی تھی اُس کی خاص یہ وجہ ہوئی کہ اُن کے مخالفین نے ازراہ تحاسد سرکار

سلہ تاریخ آفتاب اودھ مصنفہ مرزا محمد تقی صاحب کے صفحہ ۴۴ مین ہے ایک منشی محمد حسین صاحب بھی علی نقی خان بہادر کے کارپردازون مین بڑے لیقی ہوشیار عاقل و چالاک تھے یہ قوم شیوخ قدوائی رئیسان قصبہ رسولی مین بڑے قدیمی عالیخاندان تھے اور اپنی لیاقت سے ایسے محیط ہو گئے تھے کہ تمام کچہری وزارت پر حاوی تھے گویا ملک اودھ اُن کے زیر قلم تھا غدر ۱۸۵۷ء مین یہ منشی باتوقیر باغیون کے ہاتھ سے لکھنؤ مین شہید ہوے اور ایک بڑا تعلقہ گدیا وغیرہ ضلع بارہ بنکی مین چھوڑا۔

سلطانی مین اُن سے برہمی پیدا کرادی تھی اُس وقت ظاہری باتون والے کنارہ کش ہوگئے عتاب شاہی اُن کی بربادی پر آمادہ تھا مگر حافظ صاحب مع اپنے باپ بھائی و غلام اور کُنبہ کے اُنکا ساتھ دینے کو تیار ہوگئے منشی صاحب نے حافظ صاحب کے جوہر شرافت اور وفاداری کو امتحان کی کسوٹی پر اچھی طرح جانچ لیا جب اُسکو زرکامل کی طرح بے نقص پایا تو قدر کرنے لگے چند روز عتاب سلطانی رہا اُس کے بعد صفائی ہوکر پھر سرفرازی حاصل ہوگئی۔ اب منشی صاحب نے اپنی امارت او لیاقت کے جوہر دکھلائے اور حافظ صاحب کو اپنی دریادلی اور رئیسانہ فیض رسانی سے مالامال کردیا۔ ہر مجلس اپنے ہمچشمون مین انکا اعزاز کرتے ان کے منفعت کے موقع پر ان کا خیال رکھتے اور بھائی صاحب قبلہ حافظ صاحب کو کہا کرتے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حافظ صاحب منشی صاحب کے یہان تشریف لیگئے اُس وقت انکی مجلس معزز اشخاص و امراسے بھری ہوئی تھی محمد حسن صاحب ناظم بہرائچ آغائی صاحب ناظم سلطان پور وغیرہ ذی توقیر حضرات بیٹھے ہوے تھے۔ جب حافظ صاحب نے حسب دستور سلام مسنون کیا اور منشی صاحب نے حسب معمول قدیم نیم قد اُٹھکر کہا کہ بھائی صاحب قبلہ آیئے۔ جب اہل مجلس نے دیکھا کہ منشی صاحب نے تعظیم دی تو ہر ایک شخص ان کی تعظیم کو اُٹھا جب یہ بیٹھ گئے تو موجودہ اشخاص نے تعرفی چاہی اور پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین جسکے جواب مین منشی صاحب نے کہا کہ مین انھین بجاے اپنے بڑے بھائی کے تصور کرتا ہون اور یہ شاہ آباد کے شرفا اور وضعدارون مین ہین اور اسی طرح بہت کچھ انکی لیاقت و وفاداری اور وضعداری کے حالات جیسے کوئی معمولی شخص اپنے کسی محسن و مخدوم کی تعریف کرتا ہے بیان کرتے رہے۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کسی

امیر یا غریب کے دل مین کسی دوست کی محبت جاگزین ہوجاتی ہے تو پھر وہ غیریت کا
خیال نہین رکھتا۔ اور یگانہ و بیگانہ سے اُس کی توصیف کرکے وقعت و نیکنامی بڑھاتا
ہے یہی حال منشی صاحب اور حافظ صاحب کے فیما بین پیدا ہو گیا تھا ان کے خلوص نے
اُن کے دل پر تسلط کر لیا تھا اور اُن کی رئیسانہ عنایت اور ذاتی محبت نے ان کو ممنون
بنا لیا تھا۔ جب کبھی منشی صاحب لکھنؤ کے معزز طبقہ مین تشریف لیجاتے تو
ان کو ہمراہ لیجاکر روشناسی کراتے اکثر بار منشی ناصر علی صاحب ساکن ملا لوان منشی
مسعود صاحب بلگرامی اور اسی قسم کے دیگر حضرات کے یہان حافظ صاحب کو لیگئے
ایک مرتبہ راجہ بنی مادھو صاحب تعلقدار شنکر پور اور راجہ رگھناتھ صاحب تعلقدار
ستایان سے سرحدی معاملہ پر جھگڑا پیش آگیا اور وہ طول پکڑکر شاہی سرکار تک پہونچا
نواب علی نقی خان مدار المہام تھے اور اُن کے نائب منشی صاحب ممدوح تھے اکثر
مدار المہام صاحب حکم دیکر محل مین چلے جاتے اور احکامات کا اجرا منشی صاحب کے
قلم سے ہوتا جب یہ جھگڑا منشی صاحب کے روبرو پیش آیا تو وہ موقع کے معائنہ کو
خود تو نہ جا سکے مگر اپنے اطمینان کے واسطے بطور کمیشن کے حافظ صاحب کو تصفیہ
کے لیے بھیجدیا جب یہ وہان گئے تو دونون راجاؤن کے بیانات اور ثبوت لیکر
اُنھون نے سرحد قایم کردی اور رفع شر کرکے چلے آئے واپسی کے بعد منشی صاحب
نے دریافت کیا کہ کسی نے کچھ آپ کی بھی خاطر کی اسکے جواب مین آپ نے کہا کہ سرکار
شاہی سے جو مجھے تنخواہ ملتی ہے وہ میرے لیے کافی ہے اور جناب کی عنایت سے مجھے
کسی بات کی تکلیف نہین اسکی کیا ضرورت تھی جنس وغیرہ کی کثرت رہی اتفاق سے
اُسی زمانہ مین فریقین مقدمہ سے کوئی راجہ صاحب منشی صاحب کی خدمت مین

حاضر ہوے اور اشرفی وغیرہ نذر مین پیش کی منشی صاحب نے ازراہ چشم نمائی تحفہ
سے کہا کہ مجھے آپکی نذر کی تمنا نہین اس قسم کی مراعات کے حافظ صاحب مستحق ہے
جو اسقدر مسافت طے کرکے وہان گئے تھے اور تمھارے جھگڑے کو ختم کرایا اور تمنے کچھ
خیال نہ کیا اون کمبخت نے نہایت معذرت کی بالآخر وہ نذرانہ کی رقم اونھین کو دلائی
ایک بار حافظ صاحب کسی تقریب کی ضرورت سے اپنے وطن شاہجہانپور کو لکھنؤ
سے آرہے تھے اثنائے راہ مین چوری ہوگئی اور اس امر کی خبر منشی صاحب
وسی وقت اونھون نے چند سوار بھیجے اور انگریز زمینداروں کے نام لکھدیا کہ
کہ تمھاری حدود مین یہ سرقہ ہوا ہے یا تو سراغ لگاؤ یا ان کے مالمسروقہ
ورنہ تم بھی شریک سازش سمجھے جاؤگے اور اسکا مدارک تمھارے حق مین اچھا نہوگا
چنانچہ اس حاکمانہ اثر سے حافظ صاحب کو نعم البدل ملگیا۔

حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ جن مجالس مین بڑے بڑے لوگون کا گذر مشکل سے
ہوتا تھا اُن مین میری رسائی ہوا کرتی تھی چنانچہ دیانت دولہ کے یہان جس مجلس مین
واجد علی شاہ بھی رونق افروز تھے یہ بھی اونمین شریک تھے اس مجلس کی وہ کیفیت
یہ بیان کرتے تھے کہ بالاخانہ پر خاص اشخاص ہی کی مجلس منعقد تھی ایکبار لوگ بولے کہ حضرت
آتے ہین دیکھا تو حضرت سلطان العالم بادشاہ اودھ تشریف لا رہے ہین ہر شخص تعظیم کو اٹھا جب بادشاہ بیٹھے جملہ
اشخاص بیٹھ گئے چونکہ موسم سرما تھا حضرت سلطان العالم ایک بیش قیمت دُھسا اوڑھے ہوے تھے اور اُس زمانہ مین
قطب الدولہ وغیرہ صوفی ڈھاریون کا تقرب بڑا اثر تھا ہوجہ سے بادشاہ کے چہرے پر داڑھی بڑھی ہوئی تھی
سُرخ سفید رنگ سر پر سیاہ بالون کی ڈاڑھی معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ولائتی وزمندار مشین شخص بیٹھا ہوا ہے
لکھنؤ مین رستم دلاخان صاحب شاہجہانپوری جو فوج مین رسالہ داری وغیرہ کے

عہدہ پر ممتاز اور خوشرو جوان تھے حافظ صاحب سے برادرانہ مراسم رکھتے تھے اونکے پاس بھی آپکی آمد و رفت رہا کرتی تھی۔

جب راجہ جوالا پرشاد معزول ہوے اور منشی محمد حسین صاحب کچہری سلطانی سے ہٹائے گئے تو منشی صاحب بیکاری کے زمانہ مین پھر اپنے جادہ و منصب کے حاصل کرنے کی کوشش مین مصروف ہوے اس سلسلہ مین وہ اہل اللہ اور مقبولان الٰہی سے ملتے اور اپنے مقصد کے متعلق رجوع کرتے حافظ صاحب کا اکثر ساتھ ہوتا۔ اُسوقت لکھنؤ مین ایک درویش نُور علی شاہ صاحب عجیب صاحب کمال تھے۔ حافظ صاحب کا بیان ہے کہ مین اونکی خدمت مین منشی صاحب اور میرا اونکے بھائی شیخ زین العابدین صاحب کے ہمراہ بارہا حاضر ہوا اونکی روشنضمیری کا عجیب عالم تھا اگر کوئی شخص اونکی طرف سے بدگمانی کرتا یا ناقص خطرہ دل مین لاتا یا کچھ تشخص کرتا تو شاہ صاحب تنبیہ اور یقین دلانے کی غرض سے اُوسکے گناہ ماضیہ بیان کردیتے اور وہ شخص اپنے عیوب اور افعال قبیحہ سے واقف ہوکر مؤدب ہوجاتا اونکی مجلس مین کسی کو مجال بے ادبی کی نہوتی القصہ منشی محمد حسین صاحب اونکی دعا سے پھر اپنی جگہ پر بحال ہوے۔ منشی صاحب کی طرح اونکے چھوٹے بھائی شیخ زین العابدین صاحب بھی حافظ صاحب کے ساتھ اخلاق و محبت سے پیش آتے تھے منشی صاحب ازراہ اعتماد تقریبات مین باورچیخانہ کا انتظام بھی ان کے سپرد کردیتے۔ حافظ صاحب کے دل سے تازیست منشی صاحب کے احسانات اور برتاؤ فراموش نہ ہوے۔ اوس عہد مین منشی صاحب کے فرزند شیخ واجد حسین صاحب جو بعد کو ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مامور ہوے خُرد سال تھے۔ اور اونکے بھتیجے شیخ احمد حسین صاحب ابن شیخ زین العابدین صاحب بھی کمسن تھے۔

وہ مخاطبت مین حافظ صاحب کو چچا کہا کرتے تھے جب شیخ احمد حسین صاحب ضلع ہردوئی مین بعہدۂ ڈپٹی کلکٹری متعین ہوے اور بقریب دورہ موضع گکراہی تشریف لائے اور حافظ صاحب اونسے ملنے گئے تو اونھون نے قدیمی مراسم معلوم کرکے آپکی نہایت تعظیم و توقیر کی اور ہردوئی مین دعوت وغیرہ بھی کی اور اپنے بزرگون کے قصے کہتے سنتے رہے۔

الماس علیخان جو فوجی افسر اور بادشاہی مقرب تھا اور محلسرا مین اوسکی بہن بادشاہ کی منظور نظر تھی اوسنے بھی قرآن شریف حافظ صاحب سے پڑھا تھا اور حافظ صاحب کا بہت لحاظ کرتا تھا۔

منشی صاحب کے لطف عام اور خانعلیخان شاہجہان پوری چکلیدار کیوجہ سے راجہ نواب علیخان صاحب بہادر رئیس محمود آباد کی خدمت مین بھی حافظ صاحب کو بے تکلفی حاصل تھی اور راجہ صاحب ممدوح نہایت رئیسانہ اخلاق سے پیش آتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ جو کوئی کسی کا کام پیش آیا تو حافظ صاحب نے راجہ صاحب سے جاکر عرض کیا اور اونھون نے اوسپر توجہ فرمائی۔ بعہدۂ چکلیداری جب خانعلیخان کو ضمانت کی ضرورت پیش آتی تو مقیم الدولہ راجہ نواب علیخان بہادر قیام جنگ ضمانت کرویا کرتے تھے اور خصوصیت سے اونکے مکان پر قدم رنجہ فرماتے تھے جب کبھی راجہ صاحب بہادر خانعلیخان کے یہان بتقریب دعوت تشریف لاتے تو حافظ صاحب خاطر و انتظام مین مصروف ہوتے۔

ایک بار کا ذکر ہے کہ جمعہ خان سلیمانی شاہ آباد کے مشہور و خوش ذالقہ انبہ لیکر محمود آباد گئے مگر راجہ صاحب کو وہان نہ پایا معلوم ہوا کہ لکھنؤ مین تشریف فرما ہین وہانہ لیکر لکھنؤ پہونچے

اوسوقت مین راجہ صاحب بارہ دری واقع تالاب حسین آباد مین قیام فرما تھے حافظ صاحب جمعہ خان کو لیکر راجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے نظر کا وقت تھا حافظ صاحب نے راجہ صاحب سے کہا کہ ایک صاحب دور دراز سے آپ کے شوق و دست کرم کا شہرہ سنکر چند بہنگیان آموں کی بڑے اہتمام سے لیکر محمود آباد مین حاضر ہوے تھے وہان آپ سے نہ ملنے سے وہ کھٹوے گئے مگر افسوس کہ اس عرصہ مین وہ انبہ خراب ہوگئے اور وہ بیچارے بہت اندوہ مند ہین راجہ صاحب نے فرمایا کہ بھلا یہ آموں کا کیا لیا جائے حافظ صاحب نے کہا کہ ان گٹھلیون سے لاجواب پودے تیار ہوسکتی ہین چنانچہ راجہ صاحب نے اونکے تخم بونے کا حکم دیدیا اور جمعہ خان کو ان آموں کے صلہ مین مالا مال کردیا یہ امر صرف حافظ صاحب کی حسن رسائی اور خوش بیانی کا ثمرہ تھا کہ وہ بیکار چیز بھی کام کانے لگے اور لیجانے والے شخص کی محنت وصول ہوگئی ورنہ ایسی صورت مین کون امید کامیابی کی ہوسکتی تھی قیمت انبہ کا نقصان اور آمد و رفت کی زحمت برداشت کرنا ہوتی۔

چودھری مسند علی صاحب تعلقہ دار سندیلہ سے بھی حافظ صاحب کے مراسم تھے۔ اور وہ نہایت اخلاق رئیسانہ سے پیش آتے تھے ہر مجلس آنکی توقیر و خاطر کرتے جس زمانہ مین کہ شاہی فوج سندیلہ مین آکر ٹھہری ہے اور حافظ صاحب بھی سندیلہ آئے ہین تو چودھری صاحب اکثر اپنے ساتھ کھانے مین شریک کرتے اور کھانے وغیرہ کے علیحدہ انتظام کرنے کے مانع تھے چودھری صاحب اپنے عہد کے رؤسا مین ایک ممتاز جلیل القدر رئیس تھے اونکی علمی قابلیت و انتظامی لیاقت ضرب المثل تھی اونکو خوش لباسی سے کمال شوق تھا جب کبھی حافظ صاحب کا کوئی کپڑہ کمزور دیکھتے اوسکو از راہ خوش مذاقی چاک کردیتے اور نئے لباس کا اصرار کرتے اور اوسکے صرفہ و قیمت کا انتظام اپنے متعلق

کرتے۔ اسی طرح اونکے چھوٹے بھائی چودھری حشمت علی صاحب جو اپنی فیاضی و پاکبازی
مین مشہور روزگار رئیس گذرے ہین حافظ صاحب کی نہایت تکریم و مدارات کرتے تھے
حافظ صاحب کو اہل کمال کی صحبت سے بھی بڑی دلچسپی تھی اکثر وہ لکھنؤ مین ناسخ
آتش انیس دبیر وغیرہ کی صحبت مین جاتے اور اونکے عام مجالس مین شریک ہوکر شعر و سخن
سے حظ اوٹھاتے حافظ کی خوبی سے صدہا اشعار برمحل حافظ صاحب کو یاد تھے شعرا کے
علاوہ نامی گرامی علما و فقرا کی خدمت مین بھی وہ حاضر ہوتے اور اونکے برکات و معلومات
سے استفادہ کرتے چنانچہ مولوی عبدالوالی صاحب مولوی نور صاحب فرنگی محلی مولوی
تراب علیصاحب سے جید علما مولانا شاہ عبدالرحمن صاحب سندھی مولوی امیر علی صاحب
شہید اور اس قسم کے دیگر حضرات سے ملے ہین

غلام امام صاحب میلاد خوان سے بھی ملاقات تھی مولوی صاحب کی بزم مین
دن بھر چاء کا دور رہتا تھا اکثر وہ کھڑے ہوکر حضرت سرور عالم کے حالات پڑھا کرتے تھے
اور کمال ادب سے نام نامی حضرت سید المرسلین کا نہین لیتے تھے اور حضور کے صفاتی
اسما مثل ہمارے بادشاہ دوسرا سلطان دوجہان محبوب خدا اور دیگر اسی قسم کے
خطابات سے مخاطب کرتے آواز مین چندان رنگینی نہ تھی مگر کچھ ایسا درد اور عشق صادق کا
اثر تھا کہ سامعین بے چین ہوجاتے تھے۔

ایک روز فتح علی میان صاحب خلیفہ مولانا عبدالرحمن صاحب کے پاس
حافظ صاحب بیٹھے ہوئے تھے کہ میان راحت جنکی ٹھمریان مشہور ہین آگئے۔ اوس
زمانہ مین حضرت مولانا کا وصال ہوچکا تھا اور انھون نے یہ ٹھمری
اُون سے فتح علی کھیلت ہوری ۔ جن سے لگی مری پیم کی ڈوری

پڑھی اور مزا کی طرف اشارہ کیا اوسوقت ایک عجیب سماں تھا حاضرین پر رقت طاری تھی کلام کی مقبولیت اور مولانا کے تصرف کا جلوہ پھیلا ہوا تھا

لکھنؤ کے نواح کے مشہور قصبات مثل امیٹھی نیوتنی کاکوری خیرآباد وغیرہ کے اکثر نامور اشخاص سے حافظ صاحب کو اچھی طرح روشناسی حاصل تھی۔

حضرت سید معشوق علی صاحب خیرآبادی جو صاحب باطن اور بڑے مرتاض درویش گذرے ہین حافظ صاحب کے پیر و مرشد تھے۔ خیرآباد مین سید صاحب موصوف کے یہان حافظ محرم علی صاحب کی صحبت کا شرف بھی حافظ صاحب کو حاصل ہوا تھا۔

اگر حافظ صاحب کے مراسم کی تفصیل کیجائے تو ایک دفتر ہو جائے جب کبھی وہ بیٹھتے تھے تو بیسیون نامور اشخاص کا تذکرہ کرتے تھے۔

اکثر معاملات مین لوگون نے حافظ صاحب کے ذریعہ سے اپنے مقصد کو رجوع کیا ہے چنانچہ حسن علیخان جو خالص پور کیطرف کے رہنے والے تھے جب اونھون نے چکلیدار شاہ آباد کی نیابت کی خواہش کی تو حافظ صاحب ہی کے توسط سے یہ تحریک کرائی۔ اُس زمانہ مین حافظ عبداللہ صاحب شاہ آباد کے چکلیدار تھے حافظ صاحب نے چکلیدار صاحب موصوف سے اونکی خواہش ظاہر کی اونھون نے جواب دیا کہ حسن علیخان کے مزاج مین جبر و تشدد کا مادہ زیادہ ہے اسلیے مین پس و پیش کرتا ہون مگر آخر مین تنہا کام نہ چلا اور حافظ عبداللہ صاحب کو مددگار کی ضرورت پیش آئی اور حسن علیخان کو نائب بنایا۔

جس وقت مین حافظ صاحب چلتے پھرتے تھے اور زمانہ اونکے موافق تھا حکام کی خدمت مین بھی اونکو رسوخ حاصل تھا مجسٹریٹ ضلع اور حاکم تحصیل و پرگنہ اونکی عزت کرتے تھے اکثر واقعات اُنکے قابل الذکر ہین چنانچہ ڈپٹی اکرام اللہ خانصاحب کاکوروی جبکہ

حاکم تحصیل تھے اور جامع مسجد شاہ آباد نزول تھی اوسکی داگذاشت کی بابت بھی ڈپٹی صاحب موصوف نے حافظ صاحب کو صلاح دی تھی۔

حافظ صاحب مین صاف گوئی کا مادہ بھی تھا ایک بار کا قصہ ہے کہ ستیاپور مین صاحب کمشنر سے ملنے نواب دوست علیخان صاحب تعلقہ دار باسنہ انگر گئے اور بھی رؤسا دہان فروکش تھے حافظ صاحب بھی اوسجگہ موجود تھے منشی سید فضل رسول صاحب تعلقہ دار جلالپور رئیس سندیلہ نے نواب صاحب ممدوح سے اونکے فرزند نواب حسین علیخان کی بابت دریافت کیا چونکہ نواب صاحب اپنے فرزند سے اوس زمانہ مین کچھ ناراض تھے اسلیے بیٹے کی شکایت کی مگر حافظ صاحب نے نواب صاحب کی ناگواری کا خیال نہ کیا اور مواجہہ مین امر واقعی صاف صاف کہدیا۔

بعض یورپین صاحبان بھی حافظ صاحب کے طرز مزاج کو پسند کرتے چنانچہ ہاول صاحب اکثر آپ سے ملنے مین دلچسپی لیتے۔ اور حافظ صاحب بھی اونکی خاطر کرتے اور صاحب کبھی کوئی چیز تحفہ مثل لکھنؤ کے خربزہ وغیرہ کے لایا کرتے۔ حافظ صاحب کے حافظہ کی خوبی اور راست بیانی کے متعلق ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ جب اس خاکسار نے تاریخ شاہ آباد لکھنا شروع کی اور حالات دریافت کیے تو حافظ صاحب نے سلاطین اودھ اور باشندگان شاہ آباد کے متعلق اکثر واقعات بیان کیے اونکے بعض بیانات کتابون مین بھی ملے اور مطابق پائے گئے۔

قوے اونکے بہت اچھے تھے باوجودیکہ سو برس سے عمر تجاوز ہوگئی تھی مگر اعضا صحیح حواس درست تھے اگر اس آخری عمر مین سرکار خم اور جائداد کی زیرباری اور مصارف کی کثرت وغیرہ کے افکار نہ ہوتے تو اس سے بھی جسمانی حالت اونکی اچھی رہتی۔ حافظ صاحب

کی ہے جن پر سنہ ۱۲۶۱ ہجری منقوش تھے اور یہ سجع ؎ علی نام من بست و نہم غلام علی +
کندہ تھا۔ اس کاغذات پر مہر مذکور راقم نے ثبت کی ہوئی دیکھی ہے

حافظ صاحب قوم کے پٹھان سلیمان خیل تھے۔ آپ کے والد احمد علیخان ذاتی شجاعت وضعداری اور پابندی صوم وصلوٰۃ مین مشہور تھے علاوہ اپنی برادری و اہل وطن کے عمائد اور صلحا لکھنؤ مین جسجگہ وہ جاتے توقیر سے جگہ پاتے تھے۔ ان کے مورث اعلیٰ دیوان رحیم داد خان صاحب محلہ سلیمانی کے بانی اور نواب دلیر خان ہمعصر و ہمقوم تھے۔ دیوان صاحب کے پوتے امانت خان اور ان کے صاحبزادے عبداللہ خان صاحب احمد علیخان کے والد بزرگوار تھے راقم نے شجرہ اس خاندان کا مرتب کرکے ذیل مین درج کردیا ہے اوس سے مفصل شانون کا حال ظاہر ہوجائے گا۔ افسوس کہ ۲۸ محرم سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء شب جمعہ کو حافظ صاحب نے ایک سو پانچ برس کی عمر مین انتقال کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ چونکہ راقم کے شفیق اور عم نامدار تھے اور نہایت مناسبت رکھتے تھے اسوجہ سے اس وائمی مفارقت کا نہایت ملال ہوا کئی مادہ نکال کر قطعات لکھے منجملہ اونکے یہ مصرعہ تاریخی ؎ غلام علی خان گئے بے بدل ۱۹۰۲ء ہے اور بخوف طوالت صرف ایک قطعہ یہان تحریر کیا جاتا ہے ؎

ز حیفہ رفت عم گرامی از بین جہان — شد مبتلائے رنج والم جان ناصبور
کن سبر انتیا مظفر برشتہ دل — تاریخ انتقال بگو طالب غفور ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء

راقم نے حافظ صاحب کی تصویر بھی کھنچوائی ہے جو شامل کتاب ہے۔

حافظ صاحب کا ننہال کنھرپورہ واقع محلہ بذریا مین تھا۔ حسن علیخان خلیل قوم کے پٹھان جو نہایت شہ زور اور نواب آصف الدولہ کی سرکار مین پانچ روپیہ یومیہ پاتے تھے

آپ کے نانا تھے اور امیر علیخان صاحب مامون تھے جنکے حالات مہدی صاحب قادری کے تذکرہ مین ضمناً بیان ہوے ہین۔ حافظ صاحب کے منجھلے بھائی خادم علیخان صاحب نابت ذہین اور انتظامی لیاقت مین بہت لایق انسان سمجھے جاتے تھے آپکے بڑے فرزند محمد علیخان صاحب بی مشہور اور ماروفات سمجھے جاتے تھے

دیوان رحیم داد خان سلیمانی

بھائی خان	فتح خان اودھ	صاحب خان
		دختر نسوبہ دیوان عبدالغفار خان
		دختر نسوبہ نصیر خان
		قادر بخش خان
		مولاداد خان
		مولاداد خان
		شیر اندازخان
		محمد خان
		اولاد دختری
		نصیر خان
		اولاد دختری
		دختر نسوبہ ولی داد خان
		اولاد
		دختر نسوبہ ولی داد خان
		اولاد
		نامدار علیخان
		حضدار خان
		ولی داد خان
		اولاد
		دختر نسوبہ نامدار علیخان
		اولاد دختری

عبداللہ خان صاحب کو پردلیس خان کی دختر منسوب تھین انکی دو لڑکیان بھی تھین ایک قادر داد خان اور دوسری ذوالفقار خان کو منسوب تھین پردلیس خان جہان خان کے فرزند تھے جہان خان کی دختر نست خان کو منسوب تھین شاکر خان صاحب دیوان رحیم داد خان کے بھتوئی اور یک جدی تھے۔ ان کے فرزند داود خان تھے مگر اولاد زیادہ سلسلہ نہین چلا جہان یار خان کی دختر رستم علیخان کو منسوب تھین جنکے بطن سے نواب مقصود علیخان پیدا ہوے بخش اللہ خان کی دختر منصب علیخان کو منسوب تھین عبداللہ خان کے دو فرزند اسد علیخان اور شادل خان بھی تھے مگر لاولد رہے اور اس وجہ سے اُن کا نام شجرہ مین داخل کرنا بیکار سمجھا گیا۔

مولوی محمد منصب علیخان صاحب سُلیمانی

آپ احمد علیخان کے فرزند اور حافظ غلام علیخان کے چھوٹے بھائی تھے نہایت سنجیدہ اور ذکی طبیعت پائی تھی اپنے ہمچشمون مین باليا قت ہوے انشا پردازی اور موزون طبعی دونون قسم کی قابلیت سے بہرہ ور تھے۔ چونکہ آپ کے والد بزرگوار اور برادر نامدار سرکار لکھنؤ مین ملازم تھے اسلیے آپ کی تربیت و تعلیم شاہ آباد اور لکھنؤ ہر دو جگہ ہوئی بیشتر ابتدائی کتابین شاہ آباد مین مرزا جعفر علی بیگ صاحب سے جو ایام غدر مین شہید ہوئے پڑھین اسکے بعد لکھنؤ مین مولوی امیر علی صاحب کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ زمانہ شباب مین عربی مولوی سید سخاوت حسین صاحب سہسوانی سے جو عالم درویش سیرت اور مولانا عالم علی صاحب مرادآبادی کے شاگرد رشید تھے تحصیل کی

(حاشیہ متعلق صفحہ ۹۰)

۱؎ حضرت مولانا تشریف و تقدس اللہ ہزین کیتا سے روزگار بزرگ ہوے آپ شیخ احمد عرف ملا جیون کی اولاد امجاد مین تھے ملا جیون اورنگ زیب بادشاہ کے اوستاد تھے اور عہد عالمگیر سے فرخ سیر کے عہد تک مقتدائے انام اور شیخ الاسلام رہے۔ ملا صاحب نے سات برس کی عمر مین قرآن حفظ کیا اور ۲۱ سال کی عمر مین تفسیر احمدی اور ۵۰ سال کی عمر مین بمقام مدینہ منورہ نور الانوار تصنیف کی ۱۱۳۳ھ ہجری مین وفات پائی اور اپنے وطن امیٹھی مین مدفون ہوے مزار و مدرسہ آپ کا مشہور ہے۔ مولانا امیر علی صاحب شیخ محمد بخش کے صاحبزادے اور ملا صاحب کی پانچوین پشت مین تھے مولانا نے علم ظاہری لکھنو مین تحصیل کیا ۱۸ برس کے سن مین مولانا شاہ عبدالرحمن صاحب سندھی کی خدمت مین حاضر ہوے اور مثنوی معنوی شرح مشکوۃ شریف و بعض تصانیف شیخ محی الدین ابن عربی کا درس لیا۔ سات برس تین ماہ سترہ روز صحبت اُستاد و پیر مین حاضر رہے اسکے بعد ۱۱۴۲ھ ہجری مین بروز عید الضحیٰ بیعت سے مشرف ہوے مولانا شاہ عبدالرحمن صاحب نے خلافت بھی عطا کی آپ لوکپن سے متقی و دیندار واقع ہوے تھے حضرت پیر مرشد نے مکرر ارشاد فرمایا کہ امیر علی ہیرے بہا ہے بعض کہتے ہین کہ اونھون نے آپکو امیر المومنین بھی کہا تھا چنانچہ بسبب ارشاد ہدایت خلق وجہاد وغیرہ مین مصروف ہوے آپ کے فیضان صحبت سے ہزارہا اشخاص کو صوم و صلوۃ کی توفیق ہوئی منہیات سے باز رہے صدہا مسلمان مرید و فیضیاب ہوے جب آپ پر زیارت خانہ کعبہ کا جذبہ غالب ہوا تو بے زاد راہ عرب چلدیے دو سال تین ماہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین مقیم رہے اور فیض و برکات حاصل کیے۔ دوسری مرتبہ ایک جم غفیر سے آپ حرمین کے عازم ہوے ہر ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کی ہزار دن مومن جو ہمراہ تھے غیب سے روزی پاتے تھے دوسری بار واپس آکر تارک الدنیا ہو گئے اور جنگل مین ایک مسجد نام بنا کر معتکف و متوکل ہو کر بیٹھ گئے۔ غلام محمد صاحب جو والد ماجد منشی غلام امام صاحب شہید اور بندگی میان نظام الدین صاحب کی اولاد امجاد مین تھے آپ کے مرید ہوے آپ نے اپنے پیر و مرشد کی کلاہ اونکے سر پر رکھی اونپر محبت الٰہی غالب ہو گئی عالم رویا مین بندگی میان نہایت خوشنود ہوے بمبئی مین مولوی عبدالاحد خلیفہ اعظم باریاب شاہ نے آپ کو ایک کلمہ سخت کہا اونھون نے اپنے حق مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عتاب دیکھا اور تائب ہو کر معتقد ہوے۔ ۱۲۱۷ھ ہجری کو اجودھیا مین جب مسجد منہدم کیگئی تو ہزارون لوگون نے آپ کو امام بنایا آپ حمیت دینی کیوجہ سے خدمت اسلام کو اوٹھے نواب علی نقی خان نے دغا کی مگر آپ نے غیرت ایمانی سے منھ نہ پھیرا اور ۱۳ صفر روز شنبہ سنہ مذکور کو جوانمردی سے لڑکر شہید ہوے (باقی بصفحہ ۹۲)

بلکہ تعلیم کے سلسلہ مین مولوی صاحب موصوف کے ہمراہ دہلی بھی تشریف لے گئے تھے لیاقت اکے علاوہ سرشتی طور پر خوش الحانی خوشخطی تیز فہمی وغیرہ کے اوصاف آپ مین موجود تھے جسمانی قوت خوبصورتی وموزون اندامی کا حصہ بھی قدرت نے عطا کیا تھا فقرا اور اہل کمال کی صحبت سے آپ کو ابتدائی عمر سے شوق تھا شیخ عنایت حسین صاحب مرحوم کہا کرتے تھے کہ آپ کو انیس کے کلام سے بہت دلچسپی تھی جسوقت مین کہ آپ کا لکھنؤ مین قیام تھا اوس زمانہ مین میر انیس صاحب کی شاعری شباب پر تھی جو کوئی اُن کا نیا اور اچھا مرثیہ مشہور ہوتا یا وہ پڑھتے مین اوسکو لے آتا اور آپ لکھ لیتے لکھنؤ مین جب آپ پڑھتے تھے اوس عہد مین ہر فن کے کاملین سے لکھنؤ بھرا ہوا تھا اکثر آپ نامی شعرا اور مشاہیر علما کی خدمت مین جاتے اور فیض صحبت حاصل کرتے اسی وجہ سے علمی مذاق کے ساتھ نفاست اور آسایش پسندی کا اثر وہان کے باشندون کی طرح آگیا تھا۔

شوقیہ طور پر کچھ مدت تک آپ نے ضلع ہردوئی مین ملازمت کی اور پھر اوسکو ترک کردیا۔ وہان منشی قمر علی صاحب وغیرہ سے دوستانہ مراسم پیدا ہوگئے تھے سب بھائیون مین چھوٹے ہونے سے ناز پروردہ بھی زیادہ تھے اور بعد انتقال والد بزرگوار کے بڑے بھائی حافظ غلام علیخان نے نہایت دلجوئی وشفقت مربیانہ اُن پر فرمائی۔

جب شاہی جاتی رہی اور انگریزی عملداری ہوئی تو ہر سہ بھائیون کا شاہ آباد مین

(بقیہ عبارت حاشیہ صفحہ ۸۰ متعلق صفحہ ۸۱) ۵ سرمیدان کفن بردوش وارم: آپکا مصرعہ پڑھا ہوا مادہ تاریخ ہے آپکا اشتہار منظوم مجالست واجد علی شاہ قابل دید ہے اور کراستین بہت سی مشہور ہین۔ رُدولی کے چودھری کو ایک نعش کے دفن ہونے کی ہدایت کی دریا باد مین آپ کا لشکر پڑا ہوا تھا خشک کنوان آپ کی دُعا سے لبریز ہوگیا تھا بعض شہدا کی نعش ایک ایک ماہ خون سے تروتازہ پڑی رہی اور مقتل دفن معطر پایا گیا۔

مستقل قیام ہوا اور دیہات کی طرف جنکی کافی آمدنی تھی توجہ مبذول ہوئی ہر ایک بھائی نے علیحدہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ چنانچہ عدالتی معاملات و منقدمات حافظ غلام علیخان کے متعلق تھے۔ زراعت و سیر کی کاشت کی نگرانی خادم علیخان کے ذمہ تھی سیاق و سباق وغیرہ کا تحریری کام آپ کے متعلق تھا۔

اس صورت مین اس خوش اسلوبی سے کام انجام پذیر ہوا کہ کاروبار مین رونق پیدا ہوگئی اور عرصہ تک انتظام بڑے اچھے پیمانہ پر چلتا رہا باوجود اس خوش انتظامی و ہوشمندی کے آسایش پسندی و ناموری کے خیالات سے مصارف کا اندازہ نہین کیا گیا اور اخراجات اپنی حد سے بڑھتے گئے جب آمدنی کافی نہوئی تو قرضہ لیا گیا اور اوسکا سود بڑھتا رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جائداد زیربار ہوکر ضایع ہوگئی اور جز حصہ اوسکا باقی رہگیا۔

ظاہری علم کے ساتھ آپ کے مزاج مین خدا پرستی اور محبت الٰہی کا مادہ بھی موجود تھا پیشتر حافظ محمد اسلم صاحب خیرآبادی کے مرید ہوے اور اونکے انتقال کے بعد سید شمشیر علی صاحب عرف مینڈو شاہ علیہ الرحمہ کے طالب ہوے۔ روشن ضمیر پیر نے اپنی کامل توجہ سے رنگ دیا اور عشق کا درد دل مین پیدا ہوگیا تصوف کی کتابین اکثر مطالعہ مین رہتین۔ اور حاجی محمد حسین صاحب اختیارپوری جن سے کمال انسیت تھی بجالت رکھتے۔ آپ کے ہمخیال و ہم مشرب میر نجف علی صاحب بھی تھے چنانچہ میر صاحب موصوف جب تشریف لاتے تو علمی مشاغل کے چرچے رہا کرتے کبھی کوئی کتاب لکھی جاتی اور کبھی پڑھی جاتی تھی۔ سر اکبر حسنہ شہزادہ محمد دارا شکوہ میر صاحب ہی راجہ دیپ سنگھ تعلقہ دار سولیج پور کے پاس سے لائے تھے اور اس ضخیم کتاب کو آپ نے تمام و کمال لکھ ڈالا تھا بارہا فقرا اس قسم کے آئے جن مین سالک

ومجذوب وصاحب کمال ہوتے اُن سے نہایت پاکیزہ گفتگو ہوتی بعض فقیرولی خطرات اور ذاتی راز بیان کر دیتے۔ آپکی لیاقت کے ثبوت مین ایک یہ امر بھی ہے کہ بارہ دری مین کوئی مناقشہ پیش آیا تو اوسکی نجایت کے لیے آپ کا بھی انتخاب کیا گیا اور اس قسم کے فیصلہ نامے آپ کے قلم کے لکھے ہوے دیکھنے مین آئے میلاد شریف پڑھنا تو خاص آپکا حصّہ تھا بلا خیال تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ اوس زمانہ سے تا ایندم آپکے رنگ کا میلاد پڑھنے والا نہین نظر آیا۔ خوش الحانی کے ساتھ آواز مین ایک درد ایسا تھا کہ جو سامعین کے دل پر عجیب اثر ڈالتا تھا۔ بعض اوقات ایسا اتفاق بھی ہوا کہ محفل میلاد شریف منعقد ہو کر سامعین مجتمع ہوے اور آپ کو جانے مین کچھ دیر ہوئی تو آپکا انتظار کیا گیا اور جا پہونچنے آپ کے سامعین نے دوسرے کا پڑھنا پسند نہ کیا اور آپکو ضرور بلوایا چنانچہ نواب دوست علیخان کے یہان بھی اسی قسم کا معاملہ پیش آیا تھا۔ اس نواح کے معزز و مشاہیر لایق اشخاص نے آپکی تعریف کی چنانچہ خود راقم کے روبرو حکیم سید فرزند علی صاحب افضل الاطبا نے جنکی قابلیت و خوبیان مسلم الثبوت ہین کئی بار بیان فرمایا کہ شاہ آباد مین منصب علیخان نہایت بالیاقت شخص تھے اور مجھ سے اُن سے عزیزانہ مراسم ہے ہین۔ اسی طرح منشی شیخ رفعت علی صاحب رئیس شاہجہانپور جو نہایت تیز و طرار و قابل انسان تھے اونھون نے بھی بسبیل تذکرہ راقم سے کئی بار کہا کہ شاہ آباد مین میرے دوست منشی منصب علیخان نہایت خوشرو اور ذی لیاقت اشخاص مین گذرے ہین افسوس کہ اونکی قضا نے بہت جلدی کی آپکا کلام بہت فصیح اور بندش نہایت اچھی ہوا کرتی تھی اکثر غزلیات مثنویان اور مناجاتین وغیرہ تصنیف کین مگر غایت استغنائی سے بے احتیاطی سے ڈالدین اور کبھی اونکو بیاض کی صورت مین جمع نہ کیا جسکا دل چاہا

وہ کلام لیگیا بعض چیزین جو راقم کو اُن سے دستیاب نہین وہ موجود ہین اُن سے بطور تبصرہ کے کچھ اشعار درج کیے جاتے ہین

غزل من کلام مولوی منشی منصب علیخانصاحب مرحوم مغفور

چمک یکھی ہے جب سے ابروے خمدار قاتل کی
مری آنکھون مین صورت پھر رہی ہے مرغ بسمل کی

کہان ہاروت اور ماروت نے زہرہ سے الفت کی
مہینون سیر ہم کرتے ہے ہین چاہ بابل کی

سیاہی مٹ کے پہونچی روشنی چاند طرف دل کے
حقیقت کھلگئی جب آب و آتش باد اور گل کی

طبیعت شب کو بہلی داستان حسن سے اپنی
چکورون سے سُنی ہمنے کہانی ماہ کامل کی

فراق یار مین نغمہ نہین اک شور ماتم ہے
جگر مین چٹکیان لیتی ہین منقارین عنادل کی

غزل خوانی کا چرچا حسن خوبان کا تماشہ ہے
بہم ہین صحبتین کیا ان دنون یاران محفل کی

علاقہ حور سے اوسکو نہ پریون سے تعلق ہے
تمھارے عشق مین منصب نے یہ جاگیر حاصل کی

اس غزل کا ایک شعر جسکا مطلع یہ ہے ؎ ممکن نہین پری تیری تصویر کا جواب
نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے ؎

یہ دونون نور چشم محمد ہین بیمثال
شبر کا ہے نظیر نہ شبیر کا جواب

ایک مناجات کے بعض شعر یہ ہین

خداوندا کرم اپنا تو کردے
مرا دل شوق سے اپنے تو بھردے

کہ تیرے عشق سے معمور ہوجائے
مرا دل نور سے معمور ہوجائے

وہ دل اپنے کرم سے تو عطا کر
بھرا ہو عشق سے تیرے سراسر

مرے دل مین طپش وہ عشق کی دے — کہ جس سے جل اٹھین میرے رگ و پے
الٰہی شہر دل کو کر تو آباد — محبت خانہ عشق ستم زاد
دوئی کے حرف کو دل سے مٹا دے — تو اپنا جام وحدت کا پلا دے
ترا جذبہ عنایت کا جو آجائے — تو ہم بود کا نابود ہو جائے
تو گر چاہے تو بد کو نیک کر دے — مرے دل کو صفائی کا اثر دے
طفیل مصطفےٰ میرے خدایا — تو کیجیو خاتمہ بالخیر میرا

ایک نظم مین دوست کی جدائی اور زمانہ کی نیرنگی کی کیا اچھی تصویر کھینچکر دکھلائی ہے ۵

کچھ عجب کارگاہ عالم ہے — شادی و غم جہان مین توام ہے
چمن دہر کی ہے ایسی بہار — پھولنے گل مین ہین چھپے سو خار
کسی گلشن مین آگئی جو بہار — ساتھ اوسکے خزان بھی ہے تیار
مثل گل ایک دم جو کوئی ہنسا — غم و آفت مین سو طرح سے پھنسا
ہے جو رنگ جہان طلسم مثال — ساری باتین ہین اسکی خواب و خیال
رشک گلشن تھا کلبۂ احزان — تیرے قدمون سے اے گل خندان
چین تھا دل کو اور تسلی تھی — دن بدن عیش کی ترقی تھی
ایسی بدنا گہان ہوا آئی — چمن وصل مین خزان لائی
ایسے جھونکے سموم غم کے چلے — خشک جس سے نہال دل کے ہوے
تھا جو نخل مراد خرم و شاد — صرصر غم نے کر دیا برباد
جس سے راقم کی زندگانی تھی — عیش تھا دل کی کامرانی تھی
مجھکو اوس گل سے کر دیا مہجور — جس سے رہتا تھا دل مرا مسرور

ساری رونق گئی نگار کے ساتھ
رنگ جاتا رہا بہار کے ساتھ

پانون وحشت نے اپنے پھیلائے
ہاتھ سودے نے اپنے دکھلائے

لشکر غم جو آکے ٹوٹ پڑا
سب متاع خرد کو لوٹ لیا

ایسا فرقت نے بیقرار کیا
جیب و دامان کو تار تار کیا

کوئی مونس ہوا ہے یاس نہین
جز غم و درد آس پاس نہین

گردش آسمان ستاتی ہے
جان میری لبون پہ آتی ہے

اس قسم کی نظمین طول طویل موجود ہین مگر اندیشۂ طوالت سے انتخار کو کام مین لایا گیا ایک مثنوی جو نہایت سوز و گداز سے اپنے پیر و مرشد عارف باللہ سید شمشیر علی صاحب کے روبرو پیش کی تھی اور وہ پیر و مرشد کے حضور مین قبول بھی ہوئی تھی یہان چند شعر اوسکے تحریر کیے جاتے ہین ؎

ہے کہان ساقی سراپا نور
جلد دے ساغر شراب طہور

ایسا دے ایک جام لاثانی
جسکے پینے سے دل ہو نورانی

وہ زبان مین مری کرے تاثیر
حال دل جس سے سب کرون تحریر

بحضور جناب مرشد پاک
کہ ہے اکسیر جسکے در کی خاک

ہے جو وہ ہادی و غریب نواز
دردمندون کے دل کا چارہ ساز

حق نما آئینہ ہے اوسکی جبین
جس سے پیدا ہی صاف نور دین

ہے منور وہ روے نورانی
جس سے روشن ہی بزم عرفانی

کچھ عجب شان ہی عجیب انداز
گاہ شکل نیاز گاہ ہے ناز

ہی حبیب آپ آپ ہی محبوب
آپ ہی طالب آپ ہی مطلوب

مخزنِ نورِ مصطفائی ہے — مظہرِ شانِ کبریائی ہے
چشمِ رحمت سے جو کرے وہ نظر — صورتِ موم نرم ہو پتھر
جس طرف وہ کرے کرم کی نگاہ — کوہ ہو جاوے ایکدم مین کاہ
دیکھ لے چشمِ قہر سے جس کو — ایک دم مین وہ خاک جلکر ہو
ہے وہ آئینۂ جمال و جلال — اوس سے پیدا ہی نوحق کا کمال
یک جہان کامیاب ہی اوس سے — زینتِ شیخ و شاب ہی اوس سے
کیا لکھے وصفِ مدحتِ حضرت — کب زبان قلم مین ہی قدرت
ایک شمہ اگر رقم ہو جائے — خامہ بھی مورد کرم ہو جاے
اے شہِ دستگیرِ ہر دو سرا — خادم و عاشقِ رسولِ خدا
حضرتِ مرتضیٰ کے عاشقِ زار — اور حسنین کے نیازگذار
حضرتِ غوثِ پاک کے شیدا — قطبِ عالم پہ جان و دل سے فدا
بعد صد شرحِ آرزوے تمام — عرض کرتا ہے یہ نحیف غلام
میرا ہر مو ہے، تن اگر ہو زبان — یک سر مو نکر سکونگا بیان
رحمتِ خاص مجھپہ کی نازل — اپنے بندون مین کرلیا شامل
اس طرح پر یہ بذلِ عام کیا — خاص اپنا مجھے غلام کیا
جان لاکھون اگر خدا بخشے — آپ کے قدمون پر کرون صدقے
شکرِ انعام گر شمار کرون — نقد جان سیکڑون نثار کرون
رات دن گر رہے یہی نقشا — تا قیامت کیا کرون ایسا
بندگی حضور سے اے شاہ — ہون نہ عہدہ برا خدا گواہ

تا قیامت نہو گا مجھ سے ادا
شہ نے جو لطف مجھ گدا پہ کیا

گو کہ حضرت نے پرورش سب کی
آگہی دی مشیت سب کی

نیک اور بد سے کر دیا آگاہ
تا یہ گمرہ کہین نہو گمراہ

پر لکھے اپنا حال کیا معلوم
ہے عجب شوم کچھ مرا مقسوم

نہ بنا مجھ سے ایک کار افسوس
میری ناکامی پہ ہزار افسوس

اپنی تقدیر کی ہے یہ خامی
کہ مجھے رات دن ہے ناکامی

یعنی تعمیل حکم والا کی
حسب ارشاد کچھ نہ بن آئی

ایک دم بھی رہا نہ خدمت مین
بل پڑا اس سبب سے قسمت مین

نہ ہوا مجھ سے آہ ایک بھی کار
کیون نہون اپنی زیست سے بیزار

دیکھیے کب تلک یہ بخت سیاہ
خوار رکھے مجھے یہ شام و پگاہ

دیکھون کب تک یہ نفس قہر زبون
اس دل خستہ کو رکھے محزون

حاصل عمر غم ملا مجکو
درد و رنج و الم ملا مجھکو

اسکی تفصیل تا کجا لکھون
ہے یہ بہتر کہ مدعا لکھون

وہ یہ ہے غرض اے شہ پر نور
عارضون سے ہون اسقدر رنجور

اس طرح کر دیا نحیف و نزار
سارے کامون سے مین ہوا ناچار

کر دیا تن کو ایسا کاہیدہ
ہر گھڑی زیست سے ہون نا امید

جان شاہا لبون پہ آتی ہے
گردش آسمان رلاتی ہے

اپنے امکان بھر دوا جس کی
لاکھ چاہا مگر شفا نہ ہوئی

دس برس سے ہون مبتلا اسمین
اور شش و پنج بھی ہا اوسمین

بیسیون بار زیر بار رہوا — رنج تو تھا سو وہ ہزار رہوا
ہر گھڑی سر مین درد رہتا ہی — جان و تن گرد برد رہتا ہے
بس ہوا اس سے صاف یہ مفہوم — کہ کمی پر ہے آجکل مقسوم
زیست انسان کی پائدار نہین — زندگی کا کچھ اعتبار نہین
اپنے جینے سے بیزار مین ہون یون — ایسی ناچاری پر ہزار افسوس
ہوکے ناچار اے شہ والا — خدمت پاک مین ہون عرض رسا
میرے شہ آپ کا گدا ہوکر — مین رہون غم کا مبتلا ہوکر
وہ بلا جس سے کاہش جان ہو — روز و شب جس سے روح حیران ہو
دین و دنیا کی ہی جو بربادی — اسلیے آپ سے ہون فریادی
کہ سوا آپ کے نہین غمخوار — کیجیے جلد چارۂ ناچار
قید اندوہ سے چھڑا دیجیے — اپنے بیمار کی دوا کیجیے
اس بلا نے مجھے کیا برباد — اپنے غمگین کو کیجیے اب شاد
المدد یا شہنشۂ عالم — ہون مین امیدوار فضل و کرم
دوسری ہی یہ عرض ای مخدوم — شجرۂ پاک ہے کیا منظوم
آپ کے وہ اگر پسند آجائے — خلعت فخریہ گدا پا جائے
جبتلک عرش کبریا کا ہے — جبتلک ملک یہ خدا کا ہے
رہے جبتک کہ جلوۂ ہاہوت — رہے جبتک کہ شوکت ہاہوت
رہے لاہوت جب تلک قائم — رہے جبروت جب تلک محکم
رہے جب تک کہ زینت ملکوت — جبتلک ہے شہادت اوناسوت

ہے خورشید معرفت تابان	فیضیاب آپ سے ہوں پیر و جوان
تیرے صدقے سے اے محب رسول	مہ مرادون کی ہو مراد حصول
منصب حق دل کو صحت ہو	ایسی اللہ کی عنایت ہو
ایخدا جب تلک ہوں آباد	بر تنِ پیر سے تو رکھ دل شاد
تن مین جبتک کہ جان سیر رہے	جان جی دل سے فدائے پیر رہے
یہ عریضہ ہوا یہان سے تمام	شجرۂ پاک کو کروں اتمام

نظم کے علاوہ کچھ حصہ نثر کا بھی بطور نمونہ کے فارسی اردو عبارت سے یہان درج کیا جاتا ہے (خط اردو)

(نحمدہ و نصلی)

جناب عموی صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان ادام اللہ ظلکم ۔۔

پس از بجا آوری مراسم تسلیم بصد تمنائے قدمبوسی مدعا طراز یہ کہ باستدعائے سلامتی ذات بہ فدوی مقرون عافیت ہے اس ایام میمنت التیام مین یہ مژدۂ جانفزا اور نشاط افزا سماعت مین آیا کہ جناب والا بفضلہ تعالی بری ہو کر اپنے دولتخانۂ فیض کاشانہ مین تشریف لائے سنتے ہی اسکے قالب بیجان مین جان آئی دماغ کو تازگی اور دل کو مسرت تازہ ہوئی ہم مایوس مشتاقان قدمبوس پر جو ایک عالم ہراس تھا اور میدان یاس مین مبتلا تھے از سر نو زندگی حاصل ہوئی اسکی خوشی ہم سب عزیزون کو مبارک ہو ۔

(ایضا فارسی)

شفقت فرمائے خردان اخوی جناب محمد حسین خان صاحب

آداب تسلیمات بجا آوردہ عرض می نماید کہ بورود تفاخر نامہ فیض شمامہ عزت دارین حاصل گردید

برمضمون من رجبر آگاهی دست داد حال انکه جناب حافظ غلام علیخان صاحب در موضع جسمی کهرونه که در انجا پیمایش شروع است از عرصه سه روز تشریف برده اند و سه روز می رود که در موضع مگر باقی هم پیمایش میشود آنجا سوای بنده و برادر خانم علیخانصاحب دیگریست نیست و کل کارروائی مثل بهم رسانی قلیان و فکر طعام امین و دیگر ضروریات بر ذمه احقر و برادر موصوف لازم بود باین تمام روز همراه امین در پیمایش لگرهای و چکوک مشترکه موجودگی میماند ازین جهت دو روز دیگر فرصت حاصل نمیشد بعد مرور دو یوم حاضر خدمت عالی خواهم شد میان حیدر را فرموده دهند که نزد کرم علیخان رفته تعلیم سپران کرم علیخان سرگرم باشند تصفیه تعلق بنده دارند مگر تنخواه از دو روپیه ماهوار و یک وقت خوراک زاید تنخواه دیگر نخواهد یافت باقی امور خاطرداری دیگر حقوق آغازی و عیدی وغیره را بنده قصه کرده خواهد داد و هنگامیکه بنده حاضر خواهد شد انچه که ارشاد عالی خواهد گردید بجا خواهم آورد زیاده بجز تمنای قدمبوسی چه مطلع کنم

عاصی محمد منصب علی عفی عنه

دیگر

موجد قوانین محبت مخترع آئین مودت کرم گستر مخلصان احمد یار خانصاحب سلامت

پس از سلام خلت انضمام که گلی ست از گلشن اسلام مدعا تقویض آنکه حال ما قرین حمد پروردگار و خورسندی ذات سامی صفات راز حضرتش طلبگار - در جواب مراسله لطیف بمضامین لطف تضمین محتوی تعویق بمقدمه معلومه حسوخان صاحب و والده ماجده نمودن رنگ وصول رشته تشاویش را از دلم ربود مسرت رو نمود حقیقت شناسا حسب ایماے کرمفرما انتظار اطلاع تشریف آوری آن مهربان دینیز رونق افروزی محمد اسمعیل خان صاحب بموجب بیان آن مردم مرسله صدمه الانتظار اشد الموت بر خود گوارا کردم مگر تعجب که نه آن مهربان تشریف

ازراقی فرمودند و نہ اسمعیل خان صاحب آمد و انکشاف حال رسید ن حسو خان صاحب و والدہ
سامی بر مکان دریافت گردید درین اثنا ارادہ فائز بودن بخدمت وافر المسرت میداشتم
لیکن بخیال علالت طبع غلام حیدر خان کہ آن صاحب بعیادت ایشان روند و بندہ
محروم الملاقات شود متعذر ماندم اکنون کہ حیدر خان صاحب درینجا آمدہ اند ہنگام ملاقات
حال مزاج لطف امتزاج اسمعیل خان صاحب دریافتہ مسرور میگشتم و قصد نحیف آنجا مصمم است
مگر تقدما للحفظ اول گام فرسائی آنجانہ شدہ از کلمات مطلع نمودہ ام ترقب دارم و استرضا
میجویم کہ حالیا اگر تا یوم پنجشنبہ برائے تقریر کار مفہومہ حاضر شوم مضائقہ ندارد و اگر آن مہربان را
درین امر تعذر باشد مطلع فرمایند اگر جواب پسندیدہ و عذرات معقولہ بپاسخ خواہم دید مجبور و نہ
ہرگز ہرگز راضی بہ التوا نہ خواہم شد تا یوم پنجشنبہ درینجا خواہم رسید و از ان صاحب درین بارہ
با دلائل نیازمندانہ پیش خواہم آمد این امر ملاحظہ طلب ست کہ چندان عرصہ دیر گردید و گفتگوہا
می روند نیازمند را از بار شاقہ انتظار برہانید آنصاحب بفضلہ تعالی ہوشیار و دانا اند
اندرین امور بموجب حکم خدا و رسول عجلت ضرور نظر بر آن متصد کہ بندہ منتظر را آیندہ بوادی
انتظار نہ گذارند بنا بر ترقیم جواب معلومہ ممتاز فرمایند کہ نیازمندان متصدر را بعدم توجہات
خستہ کردن نا زیباست زیادہ طوالت تصور یدہ ختم کلام بر سلام نمودم فقط۔

آپ کی علالت کا قصہ نہایت افسوسناک ہے خلش معدہ کی شکایت سے دس
پندرہ سال سے مختلف امراض لاحق رہتے اور اکثر عوارض کے علاج مین مصروف
رہا کرتے تھے ایک سال آپ کو بواسیر کے مرض کی ایسی شدید شکایت ہوئی کہ
زیست سے مایوسی ہوگئی مگر شافی حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے اس مرض سے
شفائے کلی عنایت کی اور غسل صحت ہوا جسکی خوشی مین مولوی حامد علیخان نے جو

قابل و شاعر ہمہ دان اور اپنی قوت حافظہ مین مشہور شخص ہین اور اکثر کتب اُنکے تصنیفات سے مطبع منشی نولکشور صاحب واقع کانپور مین طبع ہو چکے ہین یہ قصیدہ بطور تہنیت کے اپنے عم نامدار کی خدمت مین پیش کیا جسکے بعض شعر درج کیے جاتے ہین۔

غم سے آزاد نہ کسطرح ہو سارا عالم — کیون نہ ہر فرد بشر کو ہو مسرت ہر دم
کس طرح نکلے زمین سے نہ صدائے تحسنا — کیون نہ بجوائے فلک نوبت شادی ہر دم
چمن دہر سے کسطرح نہ ہو دور خزان — کیون نہو باغ مین ہر گل پہ بہار عالم
عالم علم فتا واقف اسرار خدا — ماہر فقر و فنا و سبب جاہ و حشم
باعث جود و عطا موجب خلق و اشفاق — صاحب علم و حیا مورد الطاف و کرم
کامل ہر فن و پابند شریعت دیندار — عابد و زاہد و مقبول خدائے عالم
گوہر درج شرافت در دریائے وفا — کشتی فیض و شرف ابر سخا بحر کرم
سایۂ چتر خدا پشت و پناہ خردان — یعنی منصب علیخان قبلہ و کعبہ مرے عم
عارضہ ذکو تھا افسوس بہت عرصہ سے — اس سبب سے وہ نہین رہتا تھا بہت درد و الم
سیکڑون بار رہا اسمین خرچ اونکو — بیسیون بار کیے خرچ ہزارون درہم
اِک دوا نے نہ کیا فائدہ کچھ بھی لیکن — ایک نسخہ بھی شفا کا نہ ملا اُن کو بہم
جو تکالیف ہوئے اُن کو مرض مین لاحق — ہائے کسطرح کرون اوسکا بیان اسمین رقم
کیسے کیسے دل بیتاب صدمے گذرے — سختیان جان پہ کیا کیا ہوئین ہر ہر دم
دیکھکر اونکی یہ تکلیف عزیز و احباب — یہ دعا مانگتے تھے حق سے وہ با دیدۂ نم
دے مصیبت سے اونھین جلد رہائی یارب — رحم کر ان پہ تو اے رب رحیم عالم
تجھ سوا ہی نہ کوئی اُن کا مددگار و رفیق — نہ کوئی مونس و غمخوار نہ کوئی ہمدم

ہوتے تھے روکے وہ سب حق سے شفا کے طالب — سب کے تھا ورد زبان کلمۂ ارحم ارحم
مبتلا اس مین رہے آہ برابر دس سال — گیارھوین سال مین اللہ نے کیا فضل و رحم
غسل صحت ہوا اللہ کی عنایت سے انھین — ہوگئی عارضہ کو ان کے شفا کل اہم
دل کی امید جو تھی کی وہ خدا نے پوری — نہ رہا کچھ بھی کسی طرح کا ان کو پھر غم
شاد و خندان ہوے سب انکے عزیز و احباب — دل سے ہر ایک کے جاتا رہا سب درد و الم
دن ہوا عید کا دن رات ہوئی وصل کی رات — جا بجا بجنے لگی نوبت شادی باہم
لوگ ہر سو سے انھین دیتے مبارکبادی — ہوگیا کیا کہون مین سارا خوشی کا عالم
الغرض شور خوشی کا تھا ہر اک سمت بپا — مین بھی اک گوشۂ خلوت مین پڑا تھا خرم
سوچتا تھا کہ کوئی کیجیے ایسی اب فکر — کہ رہون یاد زمانہ کرون کچھ ایسا رقم
یارب اللہ نے کیا میری دعا کو مقبول — یعنی احوال کیا مین نے یہ سب بند قلم
سال تاریخ کی بعد اسکے ہوئی جسدم فکر — طرفہ صنعت کی یہ تاریخ بھی کی مینے رقم
سال تاریخ شفا نکلے اُسی وقت ضرور — میم ہر مصرعۂ آخر کے جو ہون جمع بہم
اب دعا کے لیے ہاتھونکو کرون اپنے بلند — کیا عجب ہین جو ہو مقبول خدائے عالم
یاالٰہی رہے جب تک کہ زمانہ آباد — چلتے پھرتے رہین جبتک یہ زمین پر آدم
گردش انجم افلاک کا جبتک ہے یہ دور — مہ و خورشید ہین جبتک یہ فلک پر قائم
حسن و ناسوت کا جبتک کہ نشان ہے قائم — پائداری یہ ہے جبتک کہ یہ عرش اعظم

تندرستی سے رہین چھوٹے بڑے سب آباد
حامد خستہ جگر کی یہ دعا ہے ہر دم

چونکہ اس قصیدہ سے بعض شعر بخوف طوالت کم کر دیے گئے لہذا مادہ تاریخ قصیدہ سے

نہین نکل سکتا ہے۔

اسکے کچھ عرصہ کے بعد پھر تندرستی خراب ہوی اس زمانہ مین ایک فقیر جو بظاہر بہت متواضع معلوم ہوتا تھا مگر دراصل وہ جوگی ریاکار تھا یہان آیا اسکو رسول باغ کے بنگلہ مین ٹھہرایا گیا اسنے کچھ رنگ جمایا کہ تمام شاہ آباد مین اسکی شہرت ہوگئی اور لوگ اس سے ملنے کو آئے اوسکی خاطر و مدارات مین بہت کچھ صرف کیا گیا تین چار سو روپیہ بھی اسنے وقتاً فوقتاً یہان سے حاصل کیے منجملہ اپنے کمالات کے یہ امر بھی ظاہر کیا کہ کثرت مصارف اور امراض وغیرہ کے علاج مین جو جائداد زیر بار ہوچکی ہو اسکے لیے بھی ایک نسخہ کیمیاوی بنا دونگا اس سے سبکدوشی ہوجاے گی جب وہ اپنا مطلب پورا کرچکا تو بھاگنے کی فکر مین ہوا۔ ایک رات اس قصد سے مع سامان کے نکلا باغ کے آدمیون نے اسے پکڑا آخر کار اس کا اعتبار جاتا رہا مگر بلا کسی اذیت پہونچانے کے وہ چھوڑ دیا گیا۔

اس فقیر کو کشتہ جات مین بھی مداخلت تھی چنانچہ اس نے سنکھیا کا کشتہ جو مدار کے دودھ مین پھونکا تھا اور وہ ایک خادمہ کو دیا گیا تھا اور اس نے بہت فائدہ کیا تھا وہ کشتہ باقی رکھا ہوا تھا۔ اس اثنا مین آپ کے ایک ریاحی درد اٹھا شدت تکلیف سے ہاتھ پانون بے قابو تھے اس کشتہ کی ایک خوراک کھائی مگر کچھ فائدہ محسوس نہوا دوسری بار پھر صندقچہ منگوایا اور کشتہ نکالا چونکہ اضطرار و بیچینی کی حالت مین نکالا تھا اس لیے کشتہ گر گیا کچھ اس خیال سے کہ جلد نفع ہو زیادہ کھا لیا اور اسکے ساتھ وہ گرا بھی کھا لیا حتے کہ اسکی خوراک ایک چاول تھی بجاے اسکے چودہ چاول کی مقدار کھانے مین آگئی اوسنے آگ لگا دی حدت وسمیت

سے چھ ماہ تک وہ کرب رہا کہ بیان نہین ہوسکتا۔ مختلف علاج کیے گئے تبرید کی کثرت رہی مگر جان بری ممکن نہوئی صد حیف کہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۸۶ء روز سہ شنبہ سہ پہر کو اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تجہیز و تکفین اچھے مجمع کے ساتھ ہوئی اور مغفرت کے آثار ظاہر ہوے سید شمشیر علیصاحب جو عارف باللہ و درد ضمیر تھے اونھون نے مراقبہ کرکے عالم ارواح مین جناب مرحوم کے متعلق جو حالات تھے بیان کیے اور مغفرت و جنتی ہونے کی بشارت سنائی۔ راقم کو وہ جملہ واقعات اچھی طرح یاد ہین ؎

واصل حق ہوے منصب علیخانصاحب آج

۱۳۰۴ھ

اس مصرعہ سے بھی سنہ وفات نکلتا ہے اور بھی قطعات راقم نے موزون کے ہین منجملہ انکے ایک یہ قطعہ ہے۔

قطعہ تاریخ ارتحال مآل جناب منشی منصب علیخان مرحوم مغفور

ذہین و ذی خرد منصب علیخان — زدنیا شد سوے جنت روانہ
بعہد زندگی از عقل و علمش — شدہ مشہور در عالم فسانہ
مظفر سال جستم گفت ہاتف
بجنت رفت دانائے زمانہ

۱۳۰۴ھ

معالج الدولہ حکیم سیّد فرزند علیصاحب افسر الاطبا

اس آخری دور مین حکیم صاحب موصوف کی ذات ایسی جامع کمالات تھی کہ فی زمانہ جسکی نظیر نہین ملتی جو شہرت و ناموری آپکو حاصل ہوئی وہ آپکے ہمچشمون مین کسیکو نصیب نہوئی آپ علمی لیاقت طبّی خداقت دینی حمیت مین وحید العصر ہوے شرع و عمل آپ کی نیک طینی کے جزو اعظم تھے۔ کریم النفسی و قومی ہمدردی آپکی طبیعت کے خواص ہیزگاری آپکے عناصر مین سرایت کرگئی تھی اکثر اوصاف مین آپ بزرگان سلف کے نمونہ سمجھے جاتے ۸ جمادی الآخر ۱۲۴۲ھ کو اپنے وطن شاہ آباد مین پیدا ہوے آپ سید ضامن علیصاحب کے فرزند اور خلیفہ عبدالرزاق صاحب یمنی کے نواسے ہین۔ آپکا خاندان قدیم سے ممتاز و صاحب علم رہا۔ آپکے والد بزرگوار سرکار لکھنو مین چونکہ نائب چکلیدار تھے اس وجہ سے شاہ آباد اور لکھنؤ دونون جگہ آپ کی تعلیم ہوئی دینیات و درسیات مین مفتی سعداللہ صاحب کے اور طب مین حکیم ملا محمد نوابصاحب اور حکیم امام الدین دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔

۱۲۷۰ھ مین حسب الطلب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلا ستارہ ہند آپ بھوپال تشریف لیگئے اور وہان ملازم ہوکر وہ تقرب و وقار پایا کہ مرجع انام ہوگئے۔ ۱۲۷۱ھ مین پیشگاہ حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ بادشاہ اودھ سے خطاب معالج الدولہ خان بہادری مع خلعت و مہر و فرمان کے مرحمت ہوا مدت دراز تک آپنے ریاست بھوپال مین بہزار نیکنامی افسر الاطبائی کی۔ مولوی صدیق حسن خان کا جو نکاح سرکار خلد مکان کے ساتھ ہوا وہ حکیم صاحب ہی کے ذریعہ سے جب مولویصاحب کو حکیم صاحب

حکیم سید فرزند علي صاحب افسرالاطبا

اسی وجہ سے ترقی ہوکر عروج ہوا اور آثار گرانخاطری کے پیدا ہوے تو حکیم صاحب اپنے مکان چلے آئے اسکے بعد بکمال توقیر و بصد اصرار مہاراجہ سری پرتاب سنگہ جی صاحب بہادر ڈی سی ایل والی ریاست نرسنگہ گڈھ نے طلب کیا اور آپ ۱۲۹۷ھ مین وہان جاکر ملازم و معتمد ہوگئے عرصہ تک معالجات و معاملات ریاست مین دخیل رہے۔

آپ کی خداقت و قابلیت ایسی شہرۂ آفاق تھی کہ ملک مین جابجا امرا و حکام آپکو بلاتے چنانچہ صاحبزادہ حافظ عبید اللہ خان بہادر وزیر اعظم ٹونک نے بھی بڑی توقیر سے بلایا اور جب آصف جہان بیگم صاحبزادی صاحبہ علیل ہوئین اسوقت بھی ولیتہ العہد صاحبہ بھوپال نے آپکو بلایا اور آپنے بڑی خوبی سے علاج کیا۔ نواب حشام الملک عالیجاہ سلطان دولہ بہادر سے آپ بڑی خصوصیت رکھتے تھے اور نوابصاحب ممدوح بھی آپکا بڑا احترام کرتے تھے۔ جب ۲۸ صفر ۱۳۱۹ھ مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ملک نے انتقال فرمایا اور بجاے انکے نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج الہند جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مسند نشین ہوئین تو حکیم صاحب نے ازراہ خلوص قدیمانہ ایک نیازنامہ تعزیت و تہنیت کے مضمون کا لکھا اور دربار ریاست سے جواب باصواب آیا جسکے بعد حکیم صاحب بھوپال تشریف لے گئے اور دوبارہ عہدۂ افسر الاطبای پر سرفراز فرمائے گئے۔

راقم بھی تحصیل علم کی ضرورت سے آپکے ہمراہ تھا نواب عالیجاہ سلطان دولہ بہادر بڑے اعزاز سے پیش آتے تھے بارہا انسے ملاقاتین ہوئین اور دلچسپ مکالمے رہے سرکار عالیہ فرمانروائے حال بھی قدر و منزلت فرماتین۔ صاحبزادگان بلند اقبال بھی الطاف رئیسانہ سے ملتے اکثر راقم ساتھ ہوتا تھا۔

حکیم صاحب کے بہت سے کارنامے قابل الذکر ہین انکو ہر دلعزیزی کا درجہ حاصل تھا بیسیون اشخاص

کو مختلف مقامات پر ملازم رکھا یا صدہا جان بلب مریضوں کو انکے ہاتھوں شفا ہوئی۔ کثرت سے لوگوں کے ساتھ سلوک کیے دربار قیصری مین بمقام دہلی ہز ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بھوپال اور حضور نظام دکن اور انکی والدہ ماجدہ سے ملاقات ہونیکے باعث حکیم صاحب ہی ہوے۔ اور اسی موقع پر شاہزادہ مرزا محمد ہز ہر علی بہادر ولیعہد و خلف شاہ اودھ کی مہمانداریکا شرف بھی آپکو حاصل ہوا اور پرنس موصوف ازراہ تکریم آپکے قیامی خیمہ پر آپسے ملنے تشریف بھی لاے حکیم صاحب نے ہندوستان کے اکثر مشہور شہرون کی سیر و سیاحت فرمای اور ۱۳۱۹ھ مین عرب بھی تشریف لیگئے اور حرمین مین حج اور زیارت روضہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے۔

صد حیف کہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ شب جمعہ کو کہ لیلۃ المعراج تھی حکیم صاحب نے رحلت فرمائی تجہیز و تکفین سے انوار مغفرت کے نمودار ہوے۔ مولوی اعظم حسین صاحب خیرآبادی نے اپنے ہاتھون آب زمزم سے غسل دیا اور اس متبرک کپڑہ کا جو مکہ معظمہ سے جناب مرحوم مغفور ہی دن کیلیے لاے تھے کفن دیا گیا اور بعد نماز جمعہ کے جامع مسجد مین ہزارون نمازیون نے جسمین بیسیون برار صدہا صلحا و علما تھے نماز جنازہ پڑھائی اور ہمالتمین کہ باران رحمت الہی کا نزول ہوا تھا جنازہ اٹھایا گیا اور لیجاکر تکیہ قلندر واقع بھوپال مین مفتی محمد ایوب صاحب کی قبر کے قریب آپکو دفن کیا گیا مادہ وفات (حسن بخشش) جو مبشر نجات ہے ہاتھ آیا اسکے علاوہ ۵ ہنر آگاہ فیض عام گیا۔ اس مصرعہ سے بھی سال رحلت نکلتا ہے راقم آپ کے مدفن پر حاضر ہوا ہے بارونق جگہ ہے بعض صلحا نے آپ کو بعد وفات عالم رویا مین عالی مراتب حالت مین دیکھا۔ آپکے پیر و مرشد مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی جو شریعت باحقیقت عارف تھے انکی توجہ خاص آپ پر مبذول تھی

حکیم صاحب کے دو بھائی تھے وہ بھی نامی گرامی ہوے بڑے میر نجف علیہ صاحب جو صوفی خوشنویس و شاعر تھے اور اکثر فنونمین طاق تھے چھوٹے منشی میر اولاد علیصاحب تھے جو شاہ اودھ کے برادر خرد شاہزادہ مرزا سکندر حشمت محمد جواد علی بہادر عرف جرنیل صاحب کے سکرٹری و مصاحب رہے جب انتزاع سلطنت اودھ ہو گیا اپیل کیلیے خاندان تاجدار لکھنو لندن گیا تو آپ بھی ہمراہ تھے جب انکے آقاے نامدار جرنیل صاحب کا ولایت مین انتقال ہو گیا تو آپ لندن ہی مین رہ گئے اور ٹرنٹی کالج یونیورسٹی ڈبلن مین بعہدۂ پروفیسری ملازمت کرلی اور ایک لایق میم مسماۃ ریپ صاحبہ سے عقد کر لیا جنسے مسٹر ارشاد علی پیدا ہوے میر صاحب کے اکثر شاگرد یورپین کلکٹر وغیرہ یہان کے اضلاع مین آئے اور انھون نے آپکی قابلیت و علی دماغی و خوش اخلاقی کی توصیف کی۔

حکیم صاحب کے قابل قدر و دلچسپ حالات راقم نے ایک سوانحعمری مین مفصل طور پر لکھے ہین لیکن اس خیال سے کہ کسی صاحب کی نظر اس لائف پر نہ پڑے تو اس تاریخ شاہ آبادی کے ذریعہ سے آپکے حالات دیکھنے مین آجائین لہذا یہ مختصر حالات لکھدیے حکیم صاحب کے شاگرد بھی لایق و مشہور ہوے جسمین حکیم سید امجد علیصاحب حکیم عبد الغفور صاحب حکیم سید عابد علیصاحب وغیرہ طبیب نامور ہین آپکے صاحبزادہ کا نام سید غلام علیصاحب ہی حکیم صاحب کا تذکرہ نواب شاہجہان بیگمصاحبہ کردن آف انڈیا نے اپنی تصنیف تاج الاقبال مین ریاست کے لایق ملازمین مین لکھا ہے اور جناب نواب سلطان جہان بیگمصاحبہ نے جو بڑی علم دوست و مدبر روشن خیال قدردان فرمانروا ہین اپنی ہسٹری موسومہ بہ تزک سلطانی کے صفحہ ۲۱۲ مین حکیم صاحب کا حال تحریر فرمایا ہے جس سے حکیم صاحب کا ہر ہائینس کے حضور مین معتمد علیہ و مزاجدان ہونا ثابت ہے۔

محمد مظفر حسین سلیمانی مؤلف نامۂ مظفری

اگرچہ اس خاکسار کی زندگی کے واقعات اس قابل نہ تھے کہ جو درج کتاب کیے جاتے لیکن ناقص کو کامل اور خراب کو اچھے کے ساتھ ایک نسبت ہوا کرتی ہے اس خیال سے یہ حالات شامل ہونا مناسب سمجھا گیا چونکہ اس کمترین نے نامور ان شاہ آباد کے حالات کو نہایت تلاش و تحقیق سے تحریر کیا ہے اس لیے ایک مدت کے بعد ناظرین کتاب کو خیال ہوتا کہ اسکا کاتب کون شخص تھا۔ اسوجہ سے ضروری سمجھا کہ یہ حقیر کچھ اپنے ٹوٹے پھوٹے قلم سے اپنا حال بھی تحریر کر دے تاکہ کوئی نیک دل اس کتاب کا پڑھنے والا محنت پر لحاظ کر کے دعائے خیر سے یاد کرے اور نتیجہ اس جانکاہی کا حاصل ہو جاوے۔ اس بنا پر چند سطرین حوالہ قلم کیجاتی ہین۔

خاکسار اپنے وطن شاہ آباد مین پیدا ہوا اور اس ناچیز کا نام میر نجف علیصاحب نے بحساب سنہ پیدائش (مظفر جنگ) تجویز کیا۔ والد ماجد مولوی منشی منصب علیخانصاحب مرحوم کو علمی مذاق سے دلچسپی تامہ تھی اسلیے آنکھ کھولتے ہی علم و سخن کی باتین دیکھنے سننے مین آئین جب سن تمیز کو پہونچا انکو میری تعلیم کیطرف توجہ ہوئی اور حسب دستور معلم مکانپر مقرر ہو کر پڑھانا شروع کیا گیا چونکہ علاوہ معلومونکے انکی ذاتی توجہ نوشت و خواند کیطرف مبذول تھی بدین وجہ بہت جلد خطوط وغیرہ لکھنے پڑھنے کی استعداد پیدا ہو گئی ابھی لڑکپن کا زمانہ دور نہوا تھا کہ فلک تفرقہ پرداز نے اپنی گردش دکھلائی اور دس بارہ برس کے سن مین زین الدین[1] کا سایہ جو دنیا مین رحمت الہی کا نمونہ ہوتا ہے سر سے اٹھ گیا داغ یتیمی

[1] زین الدین سے مراد منصب علیخان ابن احمد علیخان اور بنت بخش اللہ خان سے ہے۔

محمد مظفر حسين سليماني مصنف كتاب هذا

اٹھانا پڑا مجمعی جاتی رہی چارون طرف سے غم کا بادل چھاگیا دنیاوی افکار کا سامنا ہوا
تاہم علمی مشاغل کا سلسلہ چلا گیا مولوی حیدر علیصاحب منشی عیوض علیصاحب مولوی
سبط حسن صاحب وغیرہ سے درسی کتب کی تحصیل کی اسکے بعد امراض بدنی نے علم
طب کی تحصیل کیطرف مائل کیا اور حکیم معالج الدولہ حاجی سید فرزند علیصاحب افسر الاطبا
کیھد متین حاضر ہوا انھون نے بخیال خاندانی مراسم اور باپ کے دوستانہ تعلقات کے نہایت
شفقت بزرگانہ سے توجہ فرمائی ایک مدت تک انکے فیضان صحبت مین استفادہ علمی کرتا
رہا اور سفر حضر مین موجود رہکر اصلاح نظم و نثر لیتا رہا۔ اس دورانمین استادی موصوف نے
اکثر حکام و امرا سے ملوایا اور جب وہ بھوپال تشریف لیگئے تو اپنے ساتھ لیجاکر نواب
احتشام الملک عالیجاہ بہادر سے بھی بالفاظ مناسب تعرف کرایا۔ ابھی فن طب
کی تکمیل نہوئی تھی کہ لایق استاد نے آخرت کا سفر اختیار کیا اور شاہ آباد مین انکی ذات سے
جو علم و خدا قت کی شمع روشن تھی وہ بجھگئی اور یہانکی ناموری کا خاتمہ ہوگیا ان چند پے در پے
حادثات سے دلمین کمزوری نے کچھ اپنا ایسا اثر پیدا کیا کہ پھر طبیعت طب کیطرف مائل نہوئی
بڑا سبب اسکا یہ بھی تھا کہ ایسے نیک خصلت شفیق استاد کا بدل دستیاب ہونا غیر ممکن تھا
اس بے کاری و تنہائی مین دل کو وحشت ہوئی اور بزرگان دین کے مزارات کی حضری
اسکا علاج تصور کیا اور ہندوستان کے اکثر مشہور مزارات مثل کوٹلہ شریف اجمیر شریف نگینہ
شریف پاک پٹن کلیر شریف سلطان جی قطب صاحب دہلی وغیرہ پر حاضری دا۔ اسی سلسلہ
سیاحت مین بمبئی بنگال مدراس پنجاب کے صوبجات مین جو قابل دید شہر تھے دیکھنے مین آئے
اور ان مقامات کے اکثر نامی اہل کمال سے ملنے کا موقع حاصل ہوا علمی دلی مجالس مثل
جلسہ سالانہ ندوۃ العلما لکھنو۔ کانفرنس محمڈن کالج علیگڈھ۔ دہلی دربار۔ نمایش آلہ آباد و مدراس

وغیرہ مین بھی شرکت ہوئی اسکے بعد اس آزادی کے دفعیہ کیلیے بعض مخلص احباب نے مناکحت
کیلیے مجبور کیا اور متاہل ہونا پڑا اور خدا نے ذی اولاد کیا اب پہلی حالتین انقلاب ہوا
نئی زندگی کا سامنا ہوا اہل وعیال کی خبر گیری اور پابندی اختیار کرنا پڑی اس کشمکش مین
یہ خیال دامنگیر ہوا کہ یہ دنیاداری وکثرت مصارف سے زیرباری تو یون ہی چلی جائیگی
مگر کوئی کام یادگار زمانہ بھی کرنا چاہیے چونکہ شاہ آباد کے بانی اور دیگر قابل الذکر اشخاص
کے حالات کسی نے جمع نہین کیے اور وہ ضایع ہوے جاتے ہین اسپر کمر ہمت چست
باندھنا چاہیے لہذا اس ارادہ مین ترقی ہوئی اور حالات وکاغذات فراہم کرنے مین
مصروف ہوا للہ الحمد کہ اس مقصد مین کامیابی نے منھ دکھلایا اور اپنی فہم واستعداد
کے لایق واقعات مرتب کردیے اگرچہ قلیل الاستعدادی اور قصباتی زبان ہونیسے
عبارت صحیح نہین تاہم حالات قابل قدر فراہم ہوگئے اور اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلیگا
کہ اکثر اصحاب کے نام نامی صفحۂ روزگار پر تا بقاے کتابہ جائینگے اور آیندہ نسلین
واجب التعظیم ولایق اہل وطن کے کارنامون سے آگاہی وفائدہ اٹھائینگی۔
اس کتاب کے بعد راقم نے چند کتابین اور بھی تصنیف وتالیف کین چنانچہ
حیات مسیح یعنی لائف استاد حضور نظام دکن طبع ہوکر شایع ہوگئی اور ملک مین
مقبول ہوئی اکثر معززی لیاقت حضرات نے اسکی بابت اچھے خیالات ظاہر فرماے
گنجینۂ سلیمانی استادی حکیم صاحب کے حالات مین مرتب کی اسکے بعد حیات نصرت
چودھری صاحب کے متعلق تالیف کی امین چودھری حشمت علیصاحب کے دلچسپ حالات
بھی جو ایک نامور وفیاض تعلقہ دار گذرے ہین موجود ہین۔ آجکل مخدوم صاحب
سندیلہ کے ذاتی حالات اور انکے خاندان کے متعلق ایک تاریخ مرتب کی ہے

جسکا نام بہارستان مخدوم رکھا گیا۔

ان حالات کو ختم کرنیکے ساتھ بارگاہ احدیت مین بکمال عجز و نیاز دعا ہی کہ وہ دنیاوی مصائب و تردداتسے محفوظ رکھکر حرمین شریفین و عرب کے اماکن متبرکہ کی زیارت سے مشرف فرمائے ہنوز یہ کتاب زیر طبع تھی کہ ایک حادثہ اندوہناک پیش آگیا جس سے وہ صدمہ پہونچا کہ دلکو بیقراری رہتی ہے اور وہ جانکاہ واقعہ یہ ہی کہ اس خاکسار کی لڑکی[1] جو اولادین بڑی اور خوبصورت ہونیکے ساتھ نہایت دیندار تھی دفعتہً علیل پڑی اور مرگئی چونکہ اس سے بیحد محبت تھی اور خاندانمین کوئی اس سے

[1] اس لڑکی کا نام عایشہ بھا یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۵۲ھ مطابق ۴ فروری سنہ ۱۸۳۶ء شب دوشنبہ کو پیدا ہوی تھی نہایت سمجھدار و ہونہار تھی افسوس کہ ازکار مرض لاحق ہوگیا اور بقضہ عشرہ علیل رہکر نوجوانی مین ۱۴ رجب المرجب سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۶ء بہ بجے روز چہارشنبہ کو انتقال کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راقم نے اسکی قطعات تاریخی تحریر کیے ہین بعض یہانپر لکھے جاتے ہین ؎

یہ تھی نیہوش پیاری ایک میری مایشہ بیٹی	یکایک اسنے سوے جنت الفردوس رحلت کی
ہوا صدمہ ہے لاحق ہسطرح کا اسکے مرنے سے	کہ دل بیزار ہے اب زیست نے ناحق طوالت کی
رہا کرتی ہے ہر دم بیقراری فطرتا دل کو	بڑی تکلیف دل آزار ہے آزار فرقت کی
دھواں اٹھتا ہے دلسے جبکہ وہ محبوب یاد آتی ہے	پھر اکرتی ہے تصویر آنکھ مین اس ماہطلعت کی
چلا یکایک یہ ساری عمر تک داغ جگر مجکو	نہ ہوینگی کبھی وہ لاڈلی پاکیزہ صورت کی
میسر اب دوبارہ پھر نہ ایسی خوبرو بیٹی	ہوی تھی اتفاقی یہ عنایت مجھپر قدرت کی
ہوا کرتی تھی یہ اک بات سے سنجیدگی ظاہر	مجسم تھی وہ پتلی قد رتا فہم و فہمت کی
ہوا کرتا تھا دل خوش اس سے ہر اپنے پرائے کا	سرشتی طور پر واقع ہوی تھی نیک عادت کی
نمایان خوش نصیبی تھی نہایت اسکے چہرہ سے	مگر لائی تھی کم میعاد دنیا مین سکونت کی
ہوا کرتی تھی حیرت مجکو اکثر اسکی باتون پر	کیا کرتا تھا مین آمر نہی اسکے ذہانت کی
ملی وہ خاک مین ارمان سارے ہوگئے مٹی	بلا مین لیتی ہے اب دلکی حسرت جاکے تربت کی
ٹھہرتے ہی نہین آنکھونمین آنسو فرط گریہ سے	ڈبوتی ہین مجھے خود موجین میرے بیحد قلت کی
ابھی تو عمر تھی نوسال کی وہ نیک خو بچی	بھلا پھر موت نے کیونکر نہ لیون[illegible]
پڑی دس دن فقط بیمار بھی آہ بستر پر	بہت تکلیف سے مشکل سے[illegible]
رجب کی چودھوین تاریخ روز چارشنبہ کو	جو آیا سب پر اسنے چھوڑ دنیا[illegible]
مین سمجھاتا ہون دلکو صبر آتا ہی نہین ہرگز	کوئی تو بات پنہان ہے نہین ہے[illegible]
الہی عایشہ کو بخش عیش جنتی دائم	دکھائے نوحدا یا شان اپنے فضل[illegible]
چھوڑ تو ہوڑ دعاے مظفر سال رحلت یہ ندا آئی	کہ پائی عایشہ نے نقد دولت عیش جنت کی

سیرت اور صورت کی اچھی بچی نظر بھی نہیں آتی اسوجہ سے اسکی دائمی مفارقت کا قلب پر وہ اثر پڑا کہ قلم سینہ چاک سے تحریر نہیں ہو سکتا ہر وقت آنکھیں اسکو ڈھونڈھتی ہیں اور وہ دیکھنے کو ملتی نہیں اسلیے گریہ زاری طاری ہوتی ہے درحقیقت حدیث شریف موت الولد کی الکبد یعنی اولاد کی موت داغ جگر ہوتی ہے میرے حال پر صادق آتی ہے اس درد سے وہ صاحب اولاد جو اس روحانی تکلیف کو برداشت کر چکے ہیں آگاہی رکھتے ہیں کسی سنگدل کو کیا محسوس ہو سکتا ہے۔ اس زمانہ سے طبیعت نہایت بے لطف اور دل مغموم رہا کرتا ہے۔

دیگر

افسوس پیاری بیٹی تھی جو میری عایشہ — دنیا سے آج وہ سوے جنت روان ہوئی
صدمہ ہے اسکے مرنے کا اس طرح قلب کو — جس سے کہ اپنی زیست ہے بارگران ہوئی
صورت کی وہ شکیل نہایت ذہین تھی — صد حیف ایسی بچی نظر سے نہان ہوئی
وہ پیاری باتیں اسکی مجھے بھولتی نہیں — حالت عجیب قلب کی کچھ لا بیان ہوئی
پاکیزہ ایسی تھی کہ نظر اسکو کھا گئی — نازل یہ ہائے کیسی بلا ناگہان ہوئی
مرنے کا اسکے رنج ہے ہر خاص عام کو — ہر دلعزیز تھی وہ ہر دم کو روان ہوئی
ہر وقت اسکو ڈھونڈھتی آنکھیں ہیں چار سو — اکدم بھی وہ نہ چاند سی صورت عیان ہوئی
بیشک ہیں بدنصیب وہ دنیا میں والدین — جنسے کہ ایسی بچی جدا ناگہان ہوئی
نشو و نما کے دن تھے نہ مرنے کی عمر تھی — بیوقت ہائے کیسی قضا آسمان ہوئی
اکدم مرض کزاز کا افسوس ہو گیا — دس دن فقط علیل رہی ناتوان ہوئی
آیا نہ رحم تجھکو فلک اسکے حال پر — تکلیف اس نحیف پہ وہ جانستان ہوئی
وہ کیا مری کہ دل بھی ہمارا یہ مر گیا — نکلی ہے جان میری نہیں وہ نہان ہوئی
پڑھتی تھی خوب آیتین از بر تھین بیسیون — وہ خوش مقال طوطی تھی غائب کہان ہوئی
دشمن کو بھی یہ داغ نہ یارب نصیب ہو — جس پیٹھ پر یہ بار پڑا وہ نمان ہوئی
آتا ہے دل کو صبر نہین آہ کیا کرون — یہ عمر وقف اب بے آہ و فغان ہوئی
یارب تو عایشہ کو بہشت برین نصیب — ہر دم دعاے خیر یہ ورد زبان ہوئی
مین کیا لکھون جو دل کو مظفر ہے رنج و غم — مرنیسے اسکے آنکھ مری خونچکان ہوئی

وہ نیک طبع طوطی باغ جنان ہوئی

۳۴ ۱۳

ایضاً

نور دیدہ عائشہ صد حیف از آغوش شد — دزنگاہم جملہ عالم تیرہ و تاریک گشت
بود در فکرم مظفر سال تاریخ وفات — ہاتف غیبی بمن گفتہ **گلے خوش رنگ رفت**
۱۹ ۱۶

اگرچہ کئی ہزار اشعار احقر کے تحریر مین آچکے ہین مگر انمین سے چند غزلیات و ایک قصیدہ منجملہ
ان قصائد کے جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر پڑھے جا چکے ہین
یہان لکھنے پر قناعت کیجاتی ہے۔

غزل

ادھر وہ چشم کین خنجر بکف تیار بیٹھے ہین
ادھر جانباز انکے جانسے بیزار بیٹھے ہین

نہین سنتا نصیحت مجمع عشاق مین کوئی
کہو ناصح سے حضرت آپ کیون بیکار بیٹھے ہین

صدا آئی یہ ہر گوشہ سے جب وہ بام پر آئے
ادھر بھی ہو نظر ہم بھی یہان سرکار بیٹھے ہین

انھین لائین منا کر جس سے کچھ جینے کی خواہش ہو
ہمارے پاس کیون بیفائدہ غمخوار بیٹھے ہین

اگر یکبار راز گو افشا یہ محفل مین تڑپ جانا
دل نادان یہ مجمع ہے یہان اغیار بیٹھے ہین

بہار آئی ہے اٹھلاتی ہوئی گلزار عالم مین
تو سنبل چمن کھولے ہوے منقار بیٹھے ہین

پئے دیدار جب آئے تمھارے در پہ یہ دیکھا
ادھر دو چار بیٹھے ہین ادھر دو چار بیٹھے ہین

تماشا گاہ نیرنگی سراسر بزم عالم ہے
کہین وعظ کہین زاہد کہین میخوار بیٹھے ہین

مظفر کسطرح فکر سخن ہو سخت مشکل ہے
پریشان حال ہین عرصہ سے ہم بیمار بیٹھے ہین

ایضاً

کبھی وہ بھی دن ہو یارب شب وصل یار آئے
مرے گھر بہار آئے بت گلعذار آئے

یہ ستم ہو بن سنور کے وہ ستم شعار آئے
کہین دار و قیامت تجھے بھی پیار آئے

ترے عشق مین لبو پر مری جان زار آئے
نہین اعتبار اسکا تجھے اعتبار آئے

مین ادھر ہون نیم بسمل وہ ادھر ہون نیم بسمل
نہ مجھے قرار آئے نہ انھین قرار آئے

کچھ عجب نہین کہ بھولے مجھے اپنی داد خواہی
جو ادا سے سر جھکا کر دم حشر یار آئے

اسی وقت نزع دیکھون ہونگا مین یاس و حسرت
یہ اثر ہو مدتون تک نہ تجھے قرار آئے

کبھی بھولکر بھی کرتے نہین کوئی قول سچا
یہ غضب ہی چاہتے ہو مجھے اعتبار آئے

ہوی خاک عشق مین ہم اسے کچھ خبر نہین ہے
فقط اتنی ہے تمنا وہ سر مزار آئے

مین اور داس ہی رہونگا کہ مرنیکی ہے اودا سی
مجھے کیا بہار آئے مجھے کیا ہزار آئے

تجھے ظلم گن نہ آئین مجھے اپنے شکر ظالم
نہ تجھے شمار آئے نہ مجھے شمار آئے

اُسے کرتے ہین نصیحت نہین کیون جناب ناصح — کہ جفا سے باز آکر دن وہ جفا شعار آئے
مجھے حسن کے تصور مین ہے محویت عجب کیا — کہ اجل حسین بنکر دم احتضار آئے
مین فدا ہون جان و دلسے یہ بھی نہین کہونگا — نہین اعتبار اسکا تمھین اعتبار آئے
مجھے بخت سے مظفر نہین کچھ امید اسکی — مری آرزو بر آئے شب وصل یار آئے

ایضاً

اگر وہ اپنے مقابل کی جستجو کرتے — اوٹھا کے آئینہ ہم اُنکے روبرو کرتے
جو ہم خیال قریب رگ گلو کرتے — کسی کی دیر و حرم مین جستجو کرتے
مزہ تو جب تھا گریبان کے چاک ہونیکا — کہ جنگلے عشق مین پھاڑا تھا وہ رفو کرتے
جھلک جو دختر رز کی انھین نظر آتی — تو وعظ چھوڑ کے واعظ سبو سبو کرتے
جو دیکھتے مجھے گریان کبھی نہ وہ ہنستے — ضرور ہی مرے اشکون کی آبرو کرتے
اثر ہماری محبت ذرا دکھا دیتی — کہ ہم سے ملنے کی خود وہ ہی آرزو کرتے
تھے جمع پاک زمانے کے بزم رندان مین — جو آتے شیخ وہان انکی آبرو کرتے
وہ تھوڑی دیر کو پہلو مین کاش آجاتے — نہ بولتے نہ مظفر سے گفتگو کرتے

رہیگا یاد قاصد کو پیام وصل کا دینا — ترا کچھ بھی نہ کہنا سر جھکا کر مسکرا دینا
دغا دینا تمھارا کام ہے میرا دعا دینا — تمہی انصاف سے کہدو ذرا اچھا ہو کیا دینا
لڑاتے تم ہو اغیار سے غیر سب آپسمین لڑتے ہین — تمھاری بزم کا ہے مشغلہ لڑنا لڑا دینا
یہ کیا انسانیت ہے وضعداری سیکھیے صاحب — نہین اچھا بڑھا کر رسم الفت کو گھٹا دینا
سمان دہ باندہ دے ابر کرم گلزار عالم مین — کہے زاہد مجھے بھی جام اک بہر خدا دینا
مزہ آئے نصیحت بھول جائین حضرت ناصح — ذرا انکو بھی اپنی صورت زیبا دکھا دینا
سبحان اللہ کیا اچھی یہ تیری مشق ہے ظالم — ہمارا نام لکھنا اور پھر لکھکر مٹا دینا
محبت چھوڑ دی لیکن نہ بھولی یہ ادا تیری — وہ چلمن کا اٹھانا دیکھکر مجکو گرا دینا
ترے رندون مین اگر حضرت واعظ بھی بیٹھے ہین — اگر بچ جائے تھوڑی سی انھین بھی ساقیا دینا
مظفر مضطرب ہے خوف عصیان سے رسول اللہ — اسے روز جزا اپنی شفاعت سے بچا دینا

ایضاً

کون سا شاہ گل آج ہی مہمان دل مین
نظر آتا ہے جو سرسبز گلستان دل مین

ڈھونڈھ لین مجھسا وفادار زمانہ مین کوئی
کر چکے قتل تو اب کیون ہین پشیمان دل مین

اونکے آنے کی خبر آئے یہان کیا ممکن
حسرت و یاس کے بیٹھے ہین نگہبان دل مین

یہ وہ گھر ہے کبھی خالی نہین رہتا اکدم
ہے خوشی آج تو کل حسرت و ارمان دل مین

آیئے کیجیے گلگشت چمن شوق سے آج
ہمنے داغونکا لگایا ہے گلستان دل مین

تیرے مظلوم یہ محشر مین کینگے تجھ سے
خیر ہی آج ہین کیون آپ پشیمان دل مین

دھیان مین آتی نہین ہستی دنیا کچھ بھی
نقش بر آب ہے یہ عالم امکان دل مین

زندہ کر کے جو نکالو تو مسیحا جانون
میرے ارمانون کا ہی گنج شہیدان دل مین

دن دکھا جلد وہ یارب کہ مدینہ دیکھون
ایک مدت سے تمنا ہی یہ پنہان دل مین

لیجیے جلد مظفر کی خبر شاہ نجف
فکر و اندوہ سے ہی سخت پریشان دل مین

ایضاً

پھر حسینون پر فدا ہو یہ ارادہ دل کا ہی
المدد مشکلکشا پھر سامنا مشکل کا ہی

مٹ نہین سکتا ہی لیلی خاک مجنون کا نشان
دیکھ خاکی رنگ ابتک دشت محمل کا ہی

ٹکڑے ٹکڑے دل کے کرتی ہی تڑپنے کی ادا
رنگ مقتول جفا مین بسمل و قاتل کا ہی

سر جھکا کر دیکھ لے تصویر حسن و عشق کی
عکس کتنا صاف تیرے دل پہ میرے دل کا ہی

اہل محشر نیم بسمل ہین مظفر حشر مین
ایک ادنی یہ کرشمہ ابروے قاتل کا ہی

ایضاً

کتنے ہین ولولے یہ دل بیقرار کے
دن آگئے ہین باغ مین فصل بہار کے

بیکس اوسے سمجھ کے دبائے نہ ہجر یار
سو حسرتین ہین پاس دل بیقرار کے

قابو مین وہ رقیب کے ہون کچھ عجب نہین
مین بس مین آگیا ہون دل بیقرار کے

حاصل شب فراق مین ہی لذت وصال
دل مین بھرے ہوے ہین مزے انتظار کے

آغوش مین لحد کی ہمین نیند آئیگی
سو مینگے خوب جامۂ ہستی اوتار کے

مین چاہتا ہون اور کسیکو وہ چاہتے ہین شک
وہ آجکل ہین یار مرے رازدار کے

واعظ گناہگار کو تم گالیان نہ دو
قائل نہین ہو رحمت پروردگار کے

بوسون کا کچھ شمار نہو وقت اب ہی کم
سنتے ہین دن قریب ہین دس شمار کے

ہوتا نہین ہی خوش جو مظفر کسیکا دل
سنتا نہین بہار مین نغمے ہزار کے

ایضاً

مری جان وہ بھی کر لو گر کوئی بیداد باقی ہی
ابھی کچھ کچھ تو ان خاطر ناشاد باقی ہے

رہے کچھ دیر جاری پرسش اعمال اے داور
ابھی ایک مورد بیداد کی فریاد باقی ہے

نہ ہے شمع حسینون کا نہ اب وہ عشق کی لذت
اگر کچھ بات باقی ہی تو اوسکی یاد باقی ہے

تصور سے کسی محبوب کے دل مین مزہ لینا
یہی اک شغل بہر خاطر ناشاد باقی ہے

وہ محشر مین ہو گھبرایا ہوا مین اوسسے یہ پوچھون
ستم کا حوصلہ اب بھی ستم ایجاد باقی ہے

اگر تو ذبح کرتا ہے تو رکھ لے سر کو زانو پر
دم آخر یہی حسرت مری جلاد باقی ہے

سخن سنجی کو رونق ہی مظفر بزم عالم مین
امیر نامور ہے داغ سا اوستاد باقی ہے

قصیدۂ نعتیہ جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس مدینہ منورہ مین پڑھا گیا

سوے مدینہ گر ترا باشد گذر با دصبا
کن عرض با ذوق و ولا در حضرت خیر الورا

اے بادشاہ دو جہان اے مبدء کون و مکان
اے ہادی ہر انس و جان اے شافع روز جزا

اے تاجدار کن فکان ای زیب بخش لامکان
اے محرم راز نہان مقبول حق نور خدا

اے رحمۃ للعالمین ای فخر جملہ مرسلین
اے رہبر دنیا و دین اے چارۂ ہر بینوا

اے آئینہ ذات صمد اے مظہر نور احد
اے مرجع ہر نیک و بد ای سرور شاہ و گدا

بر حال زارم کن نظر از لطف یا خیر البشر
از فکر ہر شام و سحر غمگین ماند این گدا

افضل توئی بعد از خدا احسن تر از مخلوق ہا
محبوب ذات کبریا احمد محمد مصطفا

در جملہ خوبی و صفت حق کرد کامل منزلت
ہمسر نہ کس با مرتبت در حسن اخلاق و سخا

رخسار تو شمس الضحیٰ گیسوی تو بدر الدجی
در شان عالی تو شہا لولاک شد وارد بجا

کفر و ضلالت دور شد عالم ہمہ پر نور شد
ہر ذرہ کوہ طور شد وقتیکہ شد جلوہ نما

کرد ستا وشق القمر طلبید چون آمد شجر
از حکم گویا شد حجر صل علے معجز نما

وقتیکہ آمد در جہان ایوان کسریٰ بیگمان
افتاد و ساوہ شد روان گو خشک بودہ بر ملا

دلیل جبریل امین آورد مرکب از زمین
از فرش بر عرش برین رفتند ختم الانبیا

شد کھل ما زاغ البصر در چشم آن اہل نظر
در لامکان شد جلوہ گر در ذات باقی شد فنا

بخشید ایزد از کرم ہر گونہ از جاہ و حشم
از برکت فیض قدم گلزار شد ہر دو سرا

بر ذات پاکت یا نبی شد مطمئن ہر امتی
چون جد و اب الفت کنی قربان دل و جانم فدا

طوفان کفر و معصیت برخاستہ از ہر جہت
از خوابگاہ مکرمت برخیز یا نور خدا

از جرم و زشتی عمل در کار من آمد خلل
ای رحمۃ للعالمین کن پاک از عیب و خطا

از نفس شیطان لعین تاریک شد قلب حزین
انکار دنیا ہمقرین افتادہ در حرص و ہوا

مسجود جنات و ملک درگاه عظم چون فلک — خوش آنکه گشته منهک آنجا رود یا بد لقا
در شوق دیدار ورت بیمین دل هر دم غمت — حاضر شوم بر روضهات مقبول باشد این دعا
للّٰه یا شاه امم ما را طلب سوی حرم — در حال فرقت سوز و غم آتش زند در جان ما
از غیب پیدا کن سبب تا من روم سوی عرب — آزاد باشم از تعب روزیکه یا بم مُدّعا
از فرط حرمان هر نفس آید چنان بانگ جرس — جانکاه حسرت گشته بس بهر مرض لطفش دوا
آهسنت صد برکاروان در راه او گشته روان — بر هر قدم مسرور جان در سینه صد جوش و ولا
بردار از دل داغ غم ای صاحب تاج و الم — از بهر آل ذی کرم و ز بهر اصحاب صفا
آن تمکل و قامت دلربا پُر نور از سر تا بپا — در خواب من بهر خدا از مهر خود جلوه نما
از فیض و لطفش یک نظر از زهد و طاعت نیکتر — خوش بخت بیشک آن بشر افتد چنین ظل هما
از خوف عصیان دل تپان از مهر تو یابم امان — در هند بیکس نیم جان افتاده در خوف و رجا
در وقت نزع جان و تن در گور و در محشر بمن — در عجز یا شاه زمن امداد باشد رهنما
از فکر و امراض والم محزون و غمگین شد دلم — اے دافع رنج و ستم از بند غم باشم رها

از گردش چرخ کهن گشته مظفر خسته تن
بر حال پُر رنج و محن کن رحم ای عقده کشا

منشی عیوض علی صاحب

آپ شیخ غلام حسین صاحب کے فرزند اور شاہ آباد کے ذی لیاقت اشخاص مین تھے فارسی انشا پردازی مین خاص مہارت رکھتے تھے لکھنؤ کے شاہی دفتر مین جبکہ فارسی زبان تھی آپ ملازم ہوکر تحریری کام انجام دیتے رہے۔ درسی کتابین پڑھانے مین پوری دستگاہ تھی۔ عبارت آرائی کے ساتھ خط بھی نشیانہ اور پاکیزہ تھا۔ موزون طبعی سے کمال مناسبت تھی۔ فارسی اور اردو دونون زبانون مین شعر کہتے اور نعت گوئی سے زیادہ شوق تھا بلکہ ایک پورا دیوان نعتیہ کلام کا موجود ہے بعض غزلیات بطور انتخاب کے ذیل مین درج کیجاتی ہین راقم الحروف نے بھی چند فارسی کتابین آپ سے پڑھی تھین اور والد ماجد سے دوستانہ مراسم ہونے کی وجہ سے بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے اور اکثر واقعات گذشتہ بیان کرتے تھے۔ معاملات دنیا مین آپ بھی اہل الرائے اور نخر خاندان سمجھے گئے نہایت نازک مزاج باتہذیب انسان تھے افسوس کہ ۲۰ جمادی الاولی ۱۳۱۶ھ ہجری مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء مین آپ نے رحلت فرمائی راقم نے قطعۂ تاریخ یہ تحریر کیا ؎

صد حیف منشی عیوض علی صاحب خجند	ذی علم و اہل فہم و ہنر بود نکتہ دان
رخت حیات بست ازین دار پر محن	بہر وصال حضرت خلاق دو جہان
آن ماہتاب برج لیاقت غروب شد	در عمر پیر بود بہ تدبیر نوجوان
در بوستان عالم جاوید شد مقیم	از خاکدان ہستی موہوم شد روان

پرسید از سروش مظفر چو سال مرگ
گفتہ جناب رفت سوے گلشن جنان

۱۳ھ ۱۶

انتخاب از کلام منشی عوض علی صاحب المتخلص بہ منشی

مرحبا مژدہ رحمت کے سنانے والے
ہم سیہ کاروں کو دوزخ سے بچانے والے

باعث مغفرت و جرم و خطائے آدم
کشتی نوح کے طوفان سے چھڑانے والے

حشر کو سایہ الطاف خدا مین ہونگے
آپکے نام پہ ایمان کے لانے والے

مشعل طور سے حضرت نے لگائین دل کو
دل کو حسن رخ انور سے لگانے والے

ناز حوروں کا بھلا کیون نہ اوٹھائین جائین
شوق حضرت کے نئے لطف اوٹھانے والے

خوف دوزخ نہ جنت کی تمنا رکھین
کوچۂ احمد مختار کے جانے والے

بیکران بحر ہی کشتی ہے شکستہ میری
لو خبر جلد مری پار لگانے والے

سخت مجبور ہے منشی کی خبر لو مولا
لاکھون دشمن ہین کرورون ہین ستانے والے

تری الفت کا دم یا مصطفےٰ جسدم سے بھرتے ہین
مئے وحدت سے جام آرزو لبریز کرتے ہین

نہالستان نعت احمدی کے نخل پیرا ہین
چمن مین شاخ گل جھک جھک تمامین تسلیم کرتے ہین

ثنا خوان آپکے جسدم قدم رکھتے ہین جنت مین
تو اہل خلد اوٹھ اوٹھ سرو قد تعظیم کرتے ہین

صدائے مرحبا کا شور ہی ہر قصر و ایوان مین
ملائک عرش اعظم سے زیارت کو اترتے ہین

وفور عشق سے ذات مقدس مین فنا ہین ہم
نہ خواہان وصل کے ہین اونہین فرقت سے ڈرتے ہین

اونھین نام خدا ہم زندۂ جاوید کہتے ہین
جو تم پر اپنا ہر دم جان و دل قربان کرتے ہین

مریض عشق حضرت روز جان تازہ پاتے ہین
شہیدان محبت کون کہتا ہی کہ مرتے ہین

ستایا ہے نہایت گردش چرخ ستمگر نے
خبر لو یا نبی ہمپر بڑے صدمے گذرتے ہین

گلستان ثنائے مصطفےٰ مین رات دن منشی
کوئی دیکھے تو ہمکو کسطرح کے گل کترتے ہین

ایضاً

مشرق مہر درخشان مرا سینہ ہوگا
گوہر نعت پیمبر کا خزینہ ہوگا

کشتی نوح کا ہم نام سنا کرتے ہین
حشر کو اونکے غلامون کا سفینہ ہوگا

جسکو سب خلق یہان اب بقا کہتی ہے
خضر کو ہاتھ لگا ان کا پسینہ ہوگا

داغ کہنہ نہ اگر جرم قمر مین ہوتے
کہتے ہم خاتم احمد کا نگینہ ہوگا

عید ہو کوچۂ احمد مین اگر دم نکلے
مر گئے پھر ہی نئے لطف کا جینا ہوگا

بخت خفتہ مرے بیدار کبھی تو ہونگے
آسمان تا بکجا بر سر کینہ ہوگا

دیکھیے یاد وہ کبتک مجھے فرماتے ہین
ایندا کون سا دن کون مہینہ ہوگا

ساتھ جائیگی ترے نعت نبی اے منشی
خاک مرقد مین یہی اپنا دفینہ ہوگا

ایضاً

نعت شہ زمن کا مزہ ہے دہن مین آج
تاثیر کچھ نئی ہے ہمارے سخن مین آج

معدن ہے کیسہ گوہر نعت رسول کا
شاہی کا لطف ہے مجھے دار الحزن مین آج

بلبل درود خوان ہے جبین سا ہے ہر شجر
لائی صبا ہے بوے مدینہ چمن مین آج

ادنا مشابہت عرق جسم پاک سے
پھولے نہین سماتے ہین گل پیرہن مین آج

منکر نکیر قبر مین تکلیف مت کرین
نعت رسول ہے مری جیب کفن مین آج

کس یوسفی جمال کے کوچہ کا شوق ہے
غربت سے عشق ہے ہمین جو الوطن مین آج

حاضر ہے پیشوائی کو جان منتظر ہے دل
تشریف لائیے مرے بیت الحزن مین آج

کشتون پہ کشتے لاشون پہ لاشے ہین کو بکو
کیا اور ہی ادا ہے ترے بانکپن مین آج

ہے شور الحفیظ کہین العطش کہین
گرمی نئی ہے کچھ مرے داغ کہن مین آج

لے اب تو تیرے عشق کو مشی اثر ہوا	پڑھتے ہین تیرے شعر وہ ہر انجمن مین آج

ایضاً

ہرگز نہ ثنا خوان ہون کسی لاف و دہن کا	مداح ہون عزو شرف شاہ زمن کا
وہ شاہ کہ جس شاہ کی ہی شان مین یہ لاک	ہستی گل پژمردہ ہی اگر اس کے چمن کا
نعت شہ کونین ہی جو حرف ہے میرا	رتبہ کوئی دیکھے تو بھلا میرے سخن کا
جو شعر ہی اک طرہ حوران جنان ہے	جو نقطہ ہے یک نافہ ہی آہوے ختن کا
مضمون و معانی مرے معشوق صفت ہین	بو زلف معنبر کی مزہ سیب ذقن کا
رکھتے ہین زمین عطر کی جو میری غزل مین	گلدستہ ہی دیوان گل نسرین و سمن کا
گلچین ہون گلستان ثنای نبوی کا	شرمندہ احسان نہین فردوس عدن کا
موزون ہی طبیعت مری فیض شہ دین سے	ہی مشورہ حضرت سے مدح خوانی کے فن کا
حضرت کی محبت ہی مرا ملت و مشرب	طالب مین نہین ملت ہفتاد و دو تن کا
رکھتے ہین جو خاک در اقدس سے ارادت	لیتے وہ کبھی نام نہین دُرِ عدن کا
خلعت جو نبوت کا نبیون کو ملا ہے	اُترا ہوا ملبوس ہے حضرت کے بدن کا
حضرت نہ اگر پار لگاتے یہ سفینہ	تھل بیڑا نہ لگتا کبھی اس دار محن کا
مشتاق ہین خاک قدم پاک کی آنکھین	زنجیر ہے پاؤن کی مزہ حب وطن کا
کرتا ہون نظر گر کبھی محرومی پہ اپنی	مُنھ دیکھکے رہجاتا ہون مین چرخ کہن کا
پامال ہو مردہ مرا کوچہ مین تمھارے	مولا مین طلبگار نہین گور و کفن کا

دولت کا نہ طالب ہی نہ زر خواہش مشی
انعام شفاعت ہو صلہ اوسکے سخن کا

میر نجف علی صاحب

آپ میر ضامن علی صاحب کے لایق فرزند اور ذی علم شاعر صوفی خوشنویس رسا مال تھے میر صاحب کی عمر کا بڑا حصہ لکھنؤ مین بسر ہوا امیر وزیر علی صبا کے شاگرد رشید اور لکھنؤ کے اہل کمال کی صحبت مین رہے حسین بخش خان صاحب فرخ آبادی سے بیعت تھی کتاب انوار الرحمن مین بھی ضمناً آپ کا تذکرہ تحریر ہوا ہے ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت مین باوضو بیٹھتے اور پیر کے بڑے پیارے تھے مرشد کامل نے جو افتخار نامے آپکے نام لکھے ہین اور راقم کی نظر سے گذرے ہین اُنکے مضامین سے نہایت شفقت و عنایت مترشح ہوتی ہی میر صاحب قناعت پسند اور مرتاض طبیعت کے انسان ہوے ہین گفتگو فصیح اور محاورات دلکش تھے خوشنویسی کے فن مین جو خاص بات آپکو حاصل تھی وہ یہ ہی کہ زور قلم سے جس قدر جلی حروف میر صاحب لکھتے تھے دوسرے کو اُتنے جلی قلم سے لکھنا مشکل تھا نجوم و رمل سے اکثر میر صاحب نے جو بات از روی حساب بتلائی وہ صحیح نکلی تاریخ و اشعار گوئی مین تو ایسی آپ کو مہارت تھی کہ باتین کرتے کرتے تاریخی مادہ نکال دیتے اور شعر موزون کر دیتے آپ کے چند تاریخی مادے اِسجگہ لکھکر قابلیت و مہارت کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۲۷۶ ہجری مین جب مولوی انوار حسین خان صاحب خیتارپوری کی ولادت اور اُسی زمانہ مین اُنکے والد فضل حسین خان صاحب کی وفات ہوئی تو میر صاحب نے اِس تعزیت و تہنیت کے واقعہ کو کتنی خوبی و پاکیزگی سے لکھا کہ چاند نکلا اور سورج چھپا اور وہ تاریخی مادہ یہ ہی ؎ مہی برآمد و شد مہر در زمین پنہان ۔ اسیطرح مین آپکے

چھوٹے بھائی حکیم سید فرزند علی صاحب فسر الاطبا کے یہان جب لڑکا پیدا ہوا اور اہل خانہ نے انتقال کیا تو میر صاحب کیا لاجواب تاریخی مادہ نکالتے ہین ؎ پسر آمد جان مادر برفت - اور اس کو یون منظوم کیا ہے ؎

تولد چو فرزند فرزند گشت ؎	ز فرط خوشی جان مادر برفت
ز شرب شراب نشاط و الم	بحیرت شدم ہوشم از سر برفت
بخف سال این شادی مرگ گفت	**پسر آمد جان مادر برفت**

میر صاحب کی قادر الکلامی کو دیکھیے کہ صرف اسی ۹۳ تاریخ کو زور طبیعت ۱۲ سے کمی قسم سے لکھا ہے اگرچہ مادہ بے کم وبیش تھا مگر تعمیہ بھی کر دیا اور غم وخوشی کی مناسبت سے جو الفاظ بڑھائے اُن سے حسن پیدا ہوگیا اور وہی مضمون کسی قدر الٹ دیا مگر کس لطافت سے ادا کیا ہے قطعہ تاریخ تولد فرزند و رحلت مادر ؎

چو در خانہ سید ذی وقار	بہ تولید فرزند مادر برفت
بے سال تاریخ شادی وغم	بحیرت شدم ہوشم از سر برفت
بخف از سر ہجبت و روے آہ	بگفتہ **پسر ماند و مادر برفت**

اُردو مین بھی لکھا ہے مگر بوجہ طوالت صرف آخری شعر پر قناعت کی جاتی ہے ؎

سبھون نے کہا کھینچکر آہ کو	**چھپا ماہ خورشید طالع ہوا**

۱۲۸۸ھ مین جب "نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج الہند فرمانروای بھوپال" کا قرآن شریف ختم ہوا اور تقریب بنشرح کی قرار پائی چونکہ آپکے بھائی حکیم سید فرزند علی صاحب فسر الاطبا نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست کے ملازم و معالج تھے اسلیے میر صاحب نے اس جلسہ ہمایون کی تاریخ تحریر کی اور نام نامی

کے ساتھ لفظ نشرح کی بڑھا کر اُس تقریب کو مادۂ تاریخ سے ظاہر کر دیا بڑی خوبی و کمال تو یہی ہو کہ جس امر کی تاریخ تحریر کی جاوے اُو کا ذکر لفظی یا معنوی طور پر مادہ تاریخ مین ضرور آجاوے اور مناسبت پائی جاوے اور قطعہ تاریخ یہ ہے ؎ این **نشرح سلطان جہان** **بیگم** ذیجاہ ✤ از مصحف اقبال با خلاص عیان ست ✤ در گوش دلم حافظ فکر از پے تاریخ × فرمود کہ این **نشرح سلطان جہان ست** ✤ اسیطرح سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین جب رئیسہ ممدوحہ کیساتھ نواب نظیر الدولہ سلطان دولہ احتشام الملک عالی جاہ احمد علیخان صاحب بہادر کا عقد ہوا تو اسکے بھی قطعات میر صاحب نے بڑے خلوص و خوشی سے موزون کیے اور وہ یہ ہین ؎

بنے نوشاہ جو احمد علیخان فضل خالق سے	معمہ سال وصلت مین کہا طرز مجدد کا
رُخ شادی نظر آیا جہان مین چار سو مجکو	جو صاد چشم سے دیکھا الف نوشاہ کے قد کا

ایضاً

کتخدا گشتہ صاحب اقبال	آن کہ ہمنام احمدست و علی
بہر تاریخ شادی وصلت	گفت ہاتف کہ **عشرت و شادی**

جب آپکے پیر و مرشد شاہ حسین خان صاحب خلیفہ مولانا عبد الرحمن صاحب لکھنوی کا انتقال ہوا تو میر صاحب نے اُس رنج و الم کے ہجوم مین جو ہر ایک اہل ارادت مرید کو اپنے پیر کی رحلت سے ہوا کرتا ہے اِس کثرت سے تاریخین لکھین کہ ایک صفحہ تاریخی مادون سے بھر گیا بعض قطعات اسمین کے یہانپر درج کیے جاتے ہین ؎

عازم خلد شد چو از دُنیا	قبلۂ عارفان حق آگاہ
گفت سالِ وفات او ہاتف	**کز جہان رفتہ عارف باللہ** ۱۲۹۱

ایضاً

نظرون سے چھپا ہے آفتابِ عرفان — دُنیا تاریک ہوگئی غم ہی غم ہی
جنت مین قدم چوم کے بہر تاریخ — رضوان نے کہا کہ شیخ عالم ہی ہی
۱۲۹۱ھ

اور جب شاہ صاحب کا مقبرہ تیار ہوا تو اُسکی تاریخ لکھتے ہین ؎

بنا نمودہ چو طالب حسین رحمانی — قریب قبلہ و گر قبلہ بصدق و صفا
نجف بسجدہ فروشد چو از پی تاریخ — سروش گفت کہ قبلہ حضور قبلہ نما
۱۲۹۳ھ

جب سنہ ۱۲۸۶ھ مین حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ بادشاہ اودھ نے بمقام کلکتہ مٹیا برج کوٹھی امیر منزل تعمیر کرائی تو میر صاحب نے قطعۂ تاریخ مرتب کیا ؎

چو این کوٹھی نور منزل بنا کرد — شہنشاہ ذی جود سلطان عال
پے سال تاریخ چون فکر کردم — بگفتہ نجف نور بخش منازل
۱۲۸۶ھ

سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین جب شاہ فخر عالم صاحب خلیفہ شاہ نیاز احمد صاحب کا انتقال ہوا تو انہون نے یہ قطعۂ تاریخی لکھا ؎

حبیب حق محمد فخر عالم — شراب شیشہ عرفان کے ساقی — گئے اس دار فانی سے سوئے خلد
ہوے محبوب یزدان سے ملاقی — جو کی فکر از پے تاریخ رحلت — کہا رضوان نے محو ذات باقی
۱۲۶۸ھ

جب حکیم شہامت علی صاحب نے اپنی مثنوی کیلئے قطعۂ تاریخ کی فرمایش کی تو میر صاحب نے یہ قطعہ لکھدیا ؎

چو خورشید حکمت شہامت علے — مسیحا نفس شاعر لاجواب — بفکر رسا مثنوے بگفت
شد از شاہد مدعا کامیاب — پے سال تاریخ فکر نجف — بگفتہ کہ بستان عشق شباب
۱۲۸۸ھ

میر صاحب کا کلام بہت تھا مگر مزاج مین استغنا ایسی تھی کہ کبھی تدوین کلام کی طرف توجہ نہ کی

کچھ غزلیات و قطعات و تاریخی جو زیر مشق آگئے تھے اور انکی وصلیان پڑی ہوئی تھین وہ تلاش سے مل گئین منجملہ انکے ایک غزل درج ذیل کی جاتی ہے ؎

غزل

ہمارے دل مین یہ قاتل ہے آرزو باقی	رہے گلو مین نہ تار رگ گلو باقی
یہ جام ہاتھ سے کیون تو نے رکھدیا ساقی	شراب خم مین ابھی ہو کئی سبو باقی
جوانی گذری لڑکپن گیا ضعیف ہوے	بس اب ہے خاک مین ملنے کی آرزو باقی
لٹک رہے دل عشاق مین بخط اتنے	نہین ہے گیسوی جانانہ مین ایک مو باقی
میر صاحب کی یہ غزل بھی جس کا مطلع	قید کرلی مرے ساقی نے پری شیشہ مین
لیکے خم سے جو مئے صاف بھری شیشہ مین	دیکھیے ہے اگر افسوس کہ اسکے اشعار ضایع

ہو گئے میر صاحب اور منشی امیر احمد صاحب امینی سے بھی بڑی محبت تھی اور اسی خصوصیت کی وجہ سے میر صاحب امیر صاحب سے ملنے رام پور بھی گئے تھے منشی صاحب میر صاحب کو بڑے لطف سے نامۂ شوق بھیجتے ایک منشی امیر احمد صاحب کا محبت نامہ میر صاحب کے نام راقم کے پیش نظر ہے جس کے القاب مین سیدی سندی مقبول بارگاہ لم یزلی میر نجف علی صاحب لکھا ہوا ہے۔

میر صاحب موصوف کو سرکار لکھنؤ سے تیس روپیہ ماہوار بطور پنشن کے عرصہ تک ملتے رہے کیونکہ آپ شاہ رخ بیگم کے منشی رہے تھے بیگم مسطورہ واجد علیشاہ کی محل تھین بعد انتزاع سلطنت اودھ جب سلطان عالم لکھنؤ سے کلکتہ تشریف لیگئے اور بعض محلات مثل خاص محل معشوق محل ہمراہ گئے اور اکثر لکھنؤ[۵۱] مین رہ گئے جن سے تاجدار آخری

[۵۱] مثل حضرت محل ۔ دلدار محل ۔ فرخندہ محل ۔ شہنشاہ محل ۔

خط و کتابت فرماتے منجملہ اُنکے شاہرُخ بیگم بھی تھین ایک بار بیگم مذکور کو شاہ اودھ نے نامۂ منظوم جس کا ردیف قافیہ ہماری شاہرُخ پیاری شاہرخ لکھا میر صاحب نے بھی اُسکے جواب مین اُسی بحر و ردیف قافیہ مین اشعار نظم کرکے خط بیگم صاحبہ کی طرف سے لکھا اسکو دیکھکر شاہ اودھ نے شاہرُخ بیگم کو تحریر فرمایا کہ تمھارا منشی بہت باتمیز معلوم ہوتا ہے راقم نے گنجینۂ سلیمانی مین اُن غزلیات کا تذکرہ تحریر کیا ہے حضرت سلطان عالم کی طرف اس مضمون کے اشعار تھے ؎

ہو تری فرقت مین ہم کو بیقراری شاہرُخ
ہر گھڑی رہتا ہی شغل آہ و زاری شاہرُخ

لکھنؤ عشرت کدہ تھا ہوگیا ماتم سرا
ہوگئی سامانِ غم عشرت ہماری شاہرُخ

گھر لُٹا مونس چھٹے وہ سلطنت جاتی رہی
درد سر ہے اب بجای تاجداری شاہرُخ

سچ ہے اِس دنیای فانی کی نہین کچھ کائنات
کوئی بھی صورت نہین ہے اعتباری شاہرُخ

تم نے بھیجے جتنے خط ہم نے دیے اُنکے جواب
ہم سے ممکن ہی نہین غفلت شعاری شاہرُخ

جشن جمشیدی رہا کرتے تھے کیا کیا روز و شب
خواب حسرت ہوگئی عشرت وہ ساری شاہرُخ

دل پکڑ لیتے ہین ہم کو دیکھکر اہل جہان
رحم کے قابل ہوئی حالت ہماری شاہرُخ

شاہرخ بیگم صاحب کی طرف سے جواب اس مضمون کا تھا ؎

ہجر مین بیتاب ہے یہ غم کی ماری شاہرخ
کر نہین سکتی ہی شرح غم تمھاری شاہرُخ

کیا کہین سلطان عالم جب سے کلکتہ گئے
ہر گھڑی کس رنج مین ہمنے گذاری شاہرُخ

ہاے گلزار جہان مین دھوم سے آئی بہار
بند ہو کنج قفس مین یہ بچاری شاہرُخ

کچھ تھا درد جدائی آج کچھ آنسو تھمے
نامہ والا نے جب کی غمگساری شاہرُخ

ہاے خط آتا نہین جب تک کہ مٹیا برج سے
رنج دہ رہتی ہے حالت انتظاری شاہرُخ

صعبہ دوری سے شاہا استقدر تنگ ہون — ہوگئی ہون جان و دلسے سخت عاری شاہرخ
اب کہان لطف تکلم کیسی گلگشت چمن — اب کہان وہ فرحت باد بہاری شاہرخ
تا ابد زندہ رہین پھر آئین قیصر باغ مین — حضرت حق سے دعا ہے یہ ہماری شاہرخ
درگہہ عباس مین جاکر چڑھاون مین علم — جب در دولت پہ پھر دیکھون سواری شاہرخ
آئین گھر آقا ہمارے جلد یا شاہ نجف — کرتی ہے مشکل کشا یہ خواستگاری شاہرخ
پھر تری قدرت سے مولا لکھنو گلشن بنے — دیکھے آنکھون سے شان کردگاری شاہرخ
جا العلم آئین آئے لکھنؤ مین جان پھر — اور پوری ہون مرادین دلکی ساری شاہرخ
چھڑکا جاتا تھا جہان نسیرین عطر و گلاب — خاک اڑتی ہے وہان پر حیف خواری شاہرخ
مشکلین حل ہون مری بہر علی بہر نبی — اپنے اختر پر کرون مین جان واری شاہرخ
ٹکڑے ہوتے ہین فوآد و دل و جگر — داستان غم جو سنتے ہین ہماری شاہرخ

افسوس کہ ۲۰ ذالحجہ ۱۲۹۶ ہجری مین میر صاحب نے رحلت فرمائی شاہ طالب حسین صاحب جو سالک کارکردہ اور سجادہ نشین تھے راقم کے روبرو بیان فرماتے تھے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ پیر و مرشد کے مقبرہ کا کلس گر گیا ہے مین نے خیال کیا کہ عنقریب شاہ صاحب کے مریدون کا کوئی سرتاج دنیا سے کوچ کرے گا اس خواب کے کوئی دن کے بعد میر صاحب کے انتقال کی خبر سنی اور خواب کی تعبیر پوری ہوگئی راقم نے قطعہ تاریخ وفات یہ نظم کیا ہے ؎

منبع علم و ہنر مقبول حق ہر دل عزیز — خوشنویس و ذی لیاقت شاعر شیرین مقال
صوفی مرتاض وقانع عارف ذات خدا — مخزن لطف و محبت خوش بیان نازک خیال
ہر کہ شد با او ملاقی گشت بیحد شادمان — خلق دلکش داشت از بس واقع خرم و ملال

باد آن سید نجف در خدمت شاہ نجف	بود در اولاد پاکش نیک خو عالی خصال
فکر تاریخ وفاتش چون مظفر را بدل	گفت والا منزلت جنت نصیب اہل کمال ۱۲۹۷ھ

میر صاحب کے انتقال کی خبر اخبار نور الانوار مطبوعہ (۲۰) نومبر سنہ ۱۸۸۰ء مین شائع ہو چکی ہے شاہ طالب حسین صاحب متخلص بہ مجیب نے اشعار بھی بطور مرثیہ کے لکھکر دیوان جام جم کے صفحہ (۳۱) مین طبع کرائے ہین جس کے بعض شعر یہ ہین۔

کھینچتے تھے جو عطارد کے رقم پر خط نسخ	نوحہ خوان ہے حال اب اُنکے قلم وہ چل بسے
جن کے مقدم کے رہا کرتے تھے ہم امیدوار	رکھ کے سینہ پر ہمارے کوہ غم وہ چل بسے
بات سب جن کی ہوا کرتا تھا اپنے دل کو حظ	مرثیہ کرتا ہون مین اُن کا رقم وہ چل بسے
اب نہ اس دنیا مین رہنے کا مزہ ہے اے مجیب	لطف جنسے زندگی کا تھا بہم وہ چل بسے

میر صاحب کی اولاد مین تین لڑکے اور دو لڑکیان ہوئین سید خورشید علی کرنل برّد صاحب کمشنر دہلی کی سفارش سے جو منشی اولاد علی صاحب برادر میر صاحب کے شاگرد تھے دہلی مین بعہدہ اہلمد کلکٹری ملازم ہوے مگر وہ بمرض ہیضہ جوان مرگ انتقال کر گئے۔ دوسرے سید فضل عظیم صوبہ برار مین دو سو روپیہ ماہوار پر ملازم ہین تیسرے میر واجد علی صاحب ہین بڑی لڑکی شیخ سبحان علی صاحب مرحوم کو منسوب ہوئین اور چھوٹی لڑکی مولوی سید علی صاحب ناظم دار القضا حیدرآباد کو جو ایک معزز و ذی لیاقت شخص ہین منسوب ہوئین۔

حالات حضرت شیخ محمد مهدی صاحب قادری شاه آبادی قدس الله سره العزیز

اشعار فی المدح

هادی راهِ طریقت حامیِ دینِ نبی — اختر برجِ حقیقت گوهرِ مجد و علا
آفتابِ برجِ عرفان مظهرِ انوارِ حق — آسمانِ جاه و عظمت گلشنِ صدق و صفا
رهبرِ عالی نژاد و مرشدِ بانی شهر — یعنی حضرت شیخ مهدی عارفِ ذات خدا
شیخِ عالیقدر گردون منزلت والا گهر — یافت صد هامردمان از فیضِ او راهِ خدا
بد فنا فی الذات حق لخت دلِ شیخ کبیر — نخلِ باغِ آرزوی قاسم شیخِ هدا
ناز بر فرزندیش قاسم سلیمانی کند — همچنین دلبند دین پرور خدا کرده عطا
فیضِ روحانی میسر کرد حضرت غوثِ پاک — از براے جدّ او برخوش نصیبی مرحبا
معتقد سلطان عالمگیر شد با صد قبول — دید چون زهد و تقدس صاف از ریب و ریا
گشت این ویرانه پر نور از چراغِ فیضِ او — یافته اهلِ ارادت بیشمار از وے ضیا
عارف بالله از شاهانِ دهلی شد لقب — از پے فرزندِ او جاگیر هم گشته عطا
داشت بست و پنج خلفا صاحبِ ارشاد کیف — گلشنِ فردوس بوده خانقاهش با صفا
آن کرامت هاے بے پایان کرو ظاهر شنید — میکنم منظوم دو سه از پے اهلِ ولا
کرد کافر حجتِ توهین اسلام شریف — برو آنزا بر مزارِ زندنی فرخ لقا
گفت بر تربت که بنماذات خود حاجی منیر — منکرِ اسلام باشد تا که قایل دائما
دید کافر در مزارش جلوه اش حیران بماند — کلمهٔ اسلام خواند و شد پشیمان بر ملا
سگ گزید یکبار و در آرام او تاخیر شد — گوشت از خنجر جدا کردند و حاصل شد شفا
گفت تا روزِ قیامت هر که آید بر درم — آن نه دیوانه شود مقبول کرده حق دعا

ہر کہ آید سگ گزیدہ بر مزارش بالیقین		از گزندِ خم واز دیوانگی گردد رہا
در حیات آن مصدرِ فیض و ہدایت بود چون		شد تصرف از مزارش بعد و جاری ہمسا
گر نباشد قول من باور بیا سوے مزار		صاحبِ کشفی مراقب شو ببین صد جلوہ ہا
از پے ذاتِ نبی بہرِ علی شاہ وزیر		یک نظر بر حالِ من ای مہدیِ راہِ خدا
گردشِ افلاک بر من آمدہ من عاصیم		کن دعا بہرم شوم از بندِ این بر دور ہا
دولتِ دارین ہا یابد گر تو خواہی ایجناب		این مظفر از سرِ اخلاص شد مدح و سرا

حضرت شیخ محمد مہدی صاحب کی ذات بابرکات اولیاء اللہ سے ہے شاہ آباد کو آپ کے وجود سے افتخار اور فیض قدم سے یہان کی زمین پر انوار ہے جس طرح عہد حیات مین آپ مرجع انام تھے اوسی طرح آپ کا مزار بھی پُر تصرف ہے اہلِ ارادت اور صاحبان بصیرت نے بہت سے دینی و دنیاوی مقاصد اور فیوض باطنی آپ سے حاصل کئے - ایک عرصہ تک آپکی خانقاہ خدا پرستون کی مخزن رہی افسوس کہ امتدادِ زمانہ سے آپ کے بابرکت حالات پردہ گمنامی مین پوشیدہ ہوگئے اور لوگ آپ کے مراتب سے بالکل بیخبر ہین علاوہ مدارج باطنی اور کمالات باطنی کے ظاہری جاہ وحشم بھی حاصل تھا نواب دلیر خان بانی شاہ آباد کے آپ پیر و مرشد تھے اور ہزار ہا بندگانِ خدا آپ کے حلقہ بگوش بیعت ہوے بادشاہِ وقت عالمگیر بھی آپ کے زہد و تقدس و خداشناسی کا معتقد تھا چنانچہ مشہور ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے مزار شریف پر ؎ غوث الزمان مہدی سوے بہشت شد - جو کتبہ لگایا گیا ہے وہ بادشاہ عالمگیر کے حکم سے اور جو فرمان کہ بادشاہ موصوف نے آپ کی جاگیر کا آپکے صاحبزادہ کے نام نواب دلیر خان کی سند کے مطابق تحریر کیا ہے اوسمین **حقایق و معارف آگاہ عارف باللہ** - عزت افزا الفاظ سے مخاطب و سربلند کیا ہے علاوہ نذر و فتوح کے

چھبیس موضع آپ کی خانقاہ کے لئے شاہان دہلی اور امرا سے معاف ہوے تھے عہد شاہی تک آپ کی اولاد مین جاگیر وغیرہ کی ترقی ہوتی رہی چنانچہ آپ کے پوتے شیخ میان داد صاحب کو جو فرمان محمد شاہ بادشاہ دہلی کیطرف سے نظام الملک کے عہد وزارت مین مرحمت ہوا اُس مین تحریر ہے شیخ میان داد صاحب جو نبیرہ قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین کے ہین وہ کثیر الاعیال ہین اور انکی خانقاہ مین فقرا ے وارد صادر کا خرچ بہت رہا کرتا ہے اور ہمیشہ یاد الٰہی مین مشغول رہا کرتے ہین لہذا فضل و کرم شاہانہ سے تین موضع مخدوم پور وغیرہ صوبہ الہ آباد مین مدد معاش کے لیے مرحمت کئے جاتے ہین - حضرت شیخ محمد مہدی صاحب شیخ کبیر عرف[۵۱] بالا پیر صاحب کے فرزند اور حضرت قاسم سلیمانی کے پوتے تھے آپ کے والد بزرگوار اور جد نامدار کے محامد و مناقب سے کتب سیر بھرے ہوے ہین چنانچہ مختصر طور پر اونکے حالات حاشیہ پر درج کر دیے ہین -

۵۱ حضرت شیخ کبیر بالا پیر ۹۹۴ھ ہجری مین بمقام ردولی پیدا ہوے حضرت قاسم سلیمانی کے فرزند خلیفہ تھے آپ نے وہ ریاضت کی تھی کہ پردہ حجاب کا اوٹھ گیا تھا آپ دایمی طور پر مشغول بخدا رہتے تھے اور اتباع رسالت پناہی نہایت ملحوظ تھی اپنے والد بزرگوار کے اسرار و کمالات باطنی آپکی ذات سے ظاہر ہوتے تھے چونکہ نواب بہادر خان اپنی جاگیر قنوج مین آپکو لے آئے تھے اِس لئے جسوقت قاسم سلیمانی نے چنار گڈھ مین انتقال فرمایا اوسوقت آپ حاضر نہ تھے شاہ قاسم سلیمانی نے انکے نام خلافت نامہ و پیران طریقت کے طریقون کی اجازت نسلی و تشفی، تحریر کرکے اسپر اپنی مہر و قاضی وقتی و حاضرین کی گواہی کرائی اور محمد اسمٰعیل خادم خاص کو وہ کاغذ دیکر ارشاد کیا کہ میرے بعد یہ کبیر کو قنوج مین پہونچا دینا چنانچہ حسب وصیت وہ خلافت نامہ آپکو پہونچایا گیا اور آپ مدۃ العمر کمال استقامت سے ریاضت و عبادت مین مصروف رہے اور تا زندگی طالبان حق کو ہدایت صوری معنوی کے طریقے تعلیم کرتے رہے اپنے والد بزرگوار کی مسند خلافت کی زینت اپنے حسن کردار سے بڑھا دی مزار شیخ کبیر علیہ الرحمہ کا قنوج مین ہے جو نہایت پر تصرف ہے اہل ارادت اوسے قبلہ حاجات سمجھتے ہین - آپکے متعلق جو عبارت ملفوظ مین ہے - دیکھو صفحہ ۱۳۶

حضرت مہدی صاحب کے حالات راقم کو سید شاہ غلام جیلانی میان صاحب بانسوی نے جو خود بھی بزرگ اور بزرگان دین کے حالات سے واقف تھے مرحمت فرمائے اوس کا ماحصل اس جگہ پر تحریر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت محمد مہدی صاحب ایسے عالی مرتبہ درویش تھے کہ اونکی ذات معرفت کی معدن اور وحدت کی مخزن تھی آپ حضرت شیخ کبیر بالا پیر کے فرزند و خلیفہ تھے آپ سے اکثر خوارق عادات اور کرامتین سرزد ہوئین جب آپ اپنے والد بزرگوار کے روضہ کی تعمیر سے فراغت حاصل کر چکے تو ایک مسجد کے بنا نیمین مصروف ہوے اثنائے تعمیر مین ایک روز ایک بدعقیدہ گمراہ شخص آیا اور آپکو خانہ خدا کی تعمیر مین مشغول رکھکر اوس نے دین اسلام کی توہین شروع کی اور کہنے لگا کہ ہمارے ہم مذہب ہندو جو مرتے ہین وہ جلاکر خاک کردئے جاتے ہین اور مسلمان لوگ زمین مین دفن کردئے جاتے ہین۔

سلہ وہ بعینہ تحریر کیجاتی ہے۔ آن مسترشد آن بدر مرشد عالیقدر آن عارف بے نظیر حضرت شاہ کبیر خلف و خلیفہ شاہ قاسم سلیمانی است ریاضت بسیار کردہ پردہ مہاجرت دریدہ دایم مشغول بخدا پیوستہ مایل طریق مصطفےٰ مورد کمالات والد بزرگوار محل کمالات اسرار بودہ در وقت وقت وفات والد در چنار گڈھ حاضر نبود شاہ قاسم برائے اوامہ از مہر خود گواہی قاضی و مفتی و دیگر ثقات کہ آنوقت حاضر بودند مبنی برو وضع مثال خلافت و جانشینی خود با سایر اجازت طرق گرفتن مرید و تلقین و تسلی نوشتہ حوالہ محمد اسمٰعیل خادم خاص کردہ کہ بعد من در قنوج بہ کبیر رسان بعد وفات حضرت قاسم سلیمانی نامہ خلافت بآنحضرت رسیدہ مدۃ العمر کمال استقامت و تلقین طالبان در طاعت و عبادت و طریق صوفی منشی پدر بزرگوار را برپا داشتہ خلافت را زیبا دادہ مزارش در قنوج قبلہ حاجتمندان است ۱۲۔ رمضان ۵۴ سنہ ہجری کو شیخ کبیر صاحب نے انتقال فرمایا ۶۰ برس کی عمر ہوئی تاریخ رحلت راقم نے نظم کی ہے ؎ آفتاب چرخ عرفان حضرت شیخ کبیر ؛ حامی دین محمد رہنمائے باصفا ماحی کفر و ضلالت واقف سر خدا ؛ مخزن انوار یزدان چشمہ فیض و عطا ؛ از پے سالش مظفر فکر شد گفتہ سروش ؛ رفت بالا پیر صاحب پاک جا

آپ کا مقبرہ جو ۱۰۵۴ سنہ ہجری مین تعمیر ہوا اوس پر جو عبارت تحریر ہے وہ مذکرہ [illegible] تعلق جاگیر بہادر خان مین تحریر ہو چکی ہو قطعہ تاریخ جو کندہ ہوا وہ یہان پر نقل کیا جاتا ہے۔ شد از ہجری سال ہزار و پنجہ و چار ؛ دوشنبہ و دہ و دو بود از مہ رمضان ۔ دیکھو صفحہ ۱۳۷

وہ قبر مین عجب عذاب مین مبتلا ہوتے ہین انکے بدن مین کیڑے پڑتے ہین جسم و اعضا اونکے سڑتے ہین آپ نے یہ اعتراض سنکر اس سے فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہوجاے تو مین مذہب اسلام کی خوبیان اور اُسکی حقیقت عالیہ کا تجکو مشاہدہ کراؤن وہ اس امر پر راضی ہوگیا آپ اوسکو حضرت حاجی شریف زندنی علیہ الرحمتہ کے مزار پُر انوار پر لے گئے آپنے سلام علیک کرکے حضرت موصوف سے عرض کیا کہ آپ اپنی موجودہ حالت اس منکر اسلام کو دکھلادین چنانچہ حضرت زندنی نے اپنی حالت اسپر ظاہر کردی اور اوس کافر نے اپنی آنکھ سے حضرت موصوف کے جسم اطہر کو بعد وفات کے دیکھ لیا۔

وہ اصل عبارت بھی ہم یہانپر تحریر کیے دیتے ہین تاکہ ناظرین کو موقع وسواس کا نرہے

بقیہ صفحۂ ماقبل کہ پیر کامل وقطب زمانہ شیخ کبیر پسپہر علم وعمل بحر دانش وعرفان پ بلغت داعی حق را اجابت لبیک پ رواند کرد واثر ابروضۂ رضوان پ آپکے مزار پر لنگر جاری رہتا تھا۔ شیخ کبیر صاحب کے بارہ گیارہ صاحبزادہ اور دس صاحبزادیان چار بیویون سے منقول ہین۔ صاحبزادونکے نام یہ ہین۔ شیخ شہاب الدین۔ شیخ امام الدین شیخ عبدالمومن شیخ عارف۔ شیخ محمد مہدی۔ شیخ عبدالقادر۔ شیخ بہاء الدین۔ شیخ زبیر۔ شیخ بشیر الدین۔ شیخ عبدالحکیم۔ شیخ ممتاز فرد۔ شیخ مظفر۔ ایک بیوی آپکی مسماۃ جمیلہ بی بی بنت گل بن مامون ابراہیم زی وملاری خیل تھین جنکے بطن سے شیخ عارف۔ شیخ مہدی۔ شیخ عبدالقادر تین فرزند اور چند صاحبزادیان پیدا ہوئی تھین۔ دوسری بیوی تاریخ بی بی جنکے بطن سے شیخ شہاب الدین وامام الدین وعبدالمومن اور چند صاحبزادیان متحد البطن لکھی ہوئی ہین۔ شیخ محمد مہدی و شیخ عبدالکریم و شیخ مظفر و شیخ مختار وغیرہ باقی رہے تھے مابقی صاحبزادے جنکی تعداد بعض راوی سات بتلاتے ہین معہ چند صاحبزادیون کے صغر سنی مین انتقال کرگئے تھے۔ شیخ عبدالکریم بعض کتب مین آپ کے بھائی کا نام لکھا ہوا ہے۔

ان معدن معرفت ان مخزن وحدت ان درویش عالیجاہ حضرت
محمد مہدی شاہ خلف وخلیفہ شاہ کبیر بالا پیر جانشین جد شد
صاحب خوارق ونمایش حالات بود روزیکہ از بنائے روضہ پدر
فارغ شد بنیاد مسجدے انداخت کافرے آمدہ آنحضرت را
مصروف تعمیر خانہ خدا دیدہ اہانت دین اسلام آغاز نہاد
وگفت ہنود کہ می میرند میسوزند خاک شدہ برباد میروند ومثل
مسلمین در قبر مبتلا بعقوبت وکرم نمیشوند او فرمود اگر مسلمان
شوی ترا از علو مرتبت اہل اسلام آگاہ سازم او قبول
کرد پس بر سر مزار حاجی شریف زندنی کہ در قنوج
مشہور است بردہ سلام کرد وخواست کہ آنحضرت خود را
برین کافر بنمایند حضرت حاجی شریف خود را بچشم کافر آشکارا
ساخت کافر آنحضرت را دید۔

سلہ جد سے مراد حضرت قاسم سلیمانی ہین۔ حضرت قاسم سلیمانی موصوف مشایخین ذیشان وعارفان
عالیمقام کے سرگروہ تھے خداوند کریم نے انکو قطب زمانہ اور صاحب مشاہدہ کیا تھا کمالات باطنی
آپ کے بلند پایہ تھے اور آپ نہایت قوی حال اور صاحب ریاضت ومجاہدہ تھے ہمیشہ مخلوق کی
دستگیری فرماتے ۹۵۶ھ مین پشاور کے قریب رودبدنی کے پیدا ہونے تھے آپکے والد کا
نام شیخ قدم بن شیخ خواجہ محمد زاہد تھا آپ کی والدہ بی بی نیکبختہ شیخ الہداد صاحب افغان کی صاحبزادی تھین

حضرت شیخ محمد مہدی صاحب کے ایک بھتیجے اور خلیفہ شیخ برہان الدین صاحب

بقیہ صفحہ ماقبل۔ ؎ چونامش نہادند قاسم ولی ۔ جہان شد زانوارہ او متلی ۔ آپ قوم کے پٹھان متی زئی خلیل ہین۔ سات برس کی عمر سے آپ نے صوم وصلوہ ترک کیا اور نہ گناہ کبیرہ کیا قرآن شریف اور تعلیم دینی محمد گولہ زئی سے پائی اور حضرت غوث الاعظم سے فیض روحانی حاصل ہوا جب ایک رات حضرت قطب عالم غوث بنی آدم شیخ عبدالقادر جیلانی سے عالم معاملہ مین ظاہری بیعت کے لیے عرض کیا تو ارشاد ہوا کہ عہد کر کسیکو برا نہ کہونگا آپنے قبول کیا اسکے بعد سید علاء الدین حموی کے ہاتھ پر بیعت کی اجازت حاصل فرمائی اثنائے راہ مین لوگون سے آپنے بہت اذیتین اوٹھائین مگر عہد شکنی نہ کی کسیکو برا نہ کہا جب اپنے پیر کی خدمت مین حاضر ہوے تو وہ حسب الامر غوثیت مآب کے آپکے استقبال کو حماہ سے باہر تشریف لائے اور مرید کر کے خرقہ شریف عنایت کیا اور کہا کہ یہ امانت تمھارے لیے رکھی ہوئی تھی اسکے بعد آپ مکہ معظمہ مدینہ منورہ مین حاضر ہوے اور بغداد شریف مین بھی چلہ کشی فرمائی اور نجف اشرف چاہ یوسف مشہد اقدس مزار خالد بن ولید رملہ بعلبک حلب بصرہ وغیرہ کی سیاحت کرتے ہوے حسب الحکم پیر و مرشد عرب سے ہندوستان آے اثنائے راہ مین خراسان بلخ غزنین کامل پشاور کے اولیا اللہ کے مزارات بھی حاضر ہوے اور پھر اپنے وطن مالوف پہونچکر موضع پلاسی مین مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوے آپ کی بزرگی و کرامت کا ہر طرف شہرہ ہوا تین لاکھ ایکسو اشخاص آپکے مرید تھے تیس خلیفہ صاحب ارشاد ہوے ایک مرید و خلیفہ آپکے شیخ حسین محمد قادری تھے جو فرزند رضی الدین محمد سلیمان کے تھے اور وہ افغانستان کے قدیم مشایخون سے تھے جنھون نے ستر ہزار مریدون کو تلقین فرمائی تھی اور ایک ہزار اونکے مرید صاحب ذوق وشوق اور اہل مجاہدہ ومشاہدہ تھے۔

جب آپ کے کمالات باطنی کے ساتھ ظاہری شان وشوکت دیکھی تو بعض غمازون نے اکبر بادشاہ سے

بڑے صاحب کمال گذرے ہین جنکی مسیحائی سے مردے زندہ ہوگئے انکا

بقیہ صفحۂ ماقبل کہا کہ یہ شخص علاوہ کرامات کے طاقت وجماعت کثیر رکھتا ہے ایسا نہو کہ خروج کرے بادشاہ نے ایک خوان مین شمشیر اور دوسرے مین زنجیر رکھکر بھجوائی آپنے اس امر کی اطلاع حاضرین سے پیشتر ہی کردی تھی کہ مشیت الہیہ مین یہی ہے کہ مین اسیر ہوکر مدفن کو جاؤن جب بادشاہی مراسلہ پہونچا تو آپنے فرمایا کہ مجکو ملک دنیا کی خواہش نہین ہے اگر تمنا ہوتی تو دعا کا ایک تیر کافی تھا آپنے زنجیر پہن لی اور ۱۰۱۲ھ مین لاہور اکر ابوالفضل کے مکان مین مقیم ہوے اور ذکر اشغال ویاد الہی مین مشغول ہوے اسکے بعد اکبر بادشاہ نے آپکو شہر کے اندر رہنے کی اجازت دی اور آپ معہ متعلقین محلہ خواجہ مین سکونت پذیر ہوے بعض لوگ اس مفسدہ پردازی کے باعث فیضی وغیرہ کو بتلاتے ہین جب اکبر بادشاہ کا انتقال ہوا اور جہانگیر تخت نشین ہوا تو سلطان خسرو سے جنگ ہوئی اور خسرو بھاگ کر لاہور آیا اور اوسنے مشایخین کو بلاکر نذر دی اور دعاے فتحیابی کی استدعا کی یہ خبر سنکر جہانگیر نے لاہور کے مشایخین کو طلب کیا اور جہانگیر نے یہ بھی سنا کہ قاسم سلیمانی نامی ایک درویش ہے اوسکی نظر جسپر پڑتی ہے وہ مجذوب ہوجاتا ہے اسنے آپکو بھی بلایا آپ ابراہیم خان کے ہمراہ ہاتھی پر سوار ہوکر جہانگیر کے پاس آے بادشاہ مذکور نے کہا کہ آپ کی وجہ سے خلقت کا ہجوم رہتا ہے اسلیے آپکا قیام چنارگڈھ مین مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ آپ حسب الحکم سرہند دہلی اگرہ ہوتے ہوے ۱۵ رجب ۱۰۱۵ھ کو چنارگڈھ پہونچے اثناے راہ مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ بزرگان دین مجھسے فرماتے ہین کہ تو اپنے مدفن کو جارہا ہے باقی عمر کے انفاس آپنے وہان عبادت الہی مین گذرانے چنارگڈھ مین اکثر آپسے کرامتین ظاہر ہوئین جب ضرورت وضو کی ہوتی تو آپ دریا سے وضو کرتے زنجیر کیطرف دیکھکر فرماتے کہ میرے پیر سے نکل جاؤ نکلجاتی بعد وضو کے فرماتے کہ آجاؤ وہ آجاتی نگہبان شیعہ تھا

مزار جالندھر مین موجود ہے اس نواح مین انکی کرامتین ہر خاص و عام پر روشن

بقیہ صفحۂ ماقبل اوسنے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی بادشاہ نے تمنائے ملاقات ظاہر فرمائی مگر آپ نے یہ منظور کیا رحلت سے تین ماہ پیشتر وضو کے وقت آپکے خادم سمعیل نے عرض کیا کہ ایک کاغذ آپکے سر پر معلوم ہوتا ہے آپ نے اسکو لیکر دستار کے بیچ مین رکھ لیا اور فرمایا کہ مجکو ایک مقام مقامات محبوبی سے عنایت ہوا ہے یہ اوسکی سند ہے اور فرمایا کہ کل دار فنا سے ملک بقا جاؤنگا مین تیر پھینکتا ہون جہانپر گرے اوسجگہ پر دفن کرنا القصہ ۱۹ جمادی الاول سنہ ۱۶ھ کو آپنے ۶۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا چنار گڈھ مین آپ مدفون ہوے اہل امارت نے عمارت مقبرہ کی تعمیر کرائی نو ماہ قلعہ کے اندر آپ رہے راقم نے قطعہ تاریخ وصال یہ نظم کیا ہے ؎ چو شیخ قاسم ذیجاہ بایزید زمن ؛ بزیر سایہ رحمت وجود خویش نہفت ؛ بفکر سال وفاتش دل منظفر شد ؛ بچرخ ہاتف غیبی خدا شناس بگفت ؛ آپ کی اولاد مین سات فرزند اور نو صاحبزادیان چار بیویون کے بطن سے لکھی ہوئی ہین بعض بیوی قوم کی گکیانی اور بعض خلیل تھین فرزندون کے نام یہ ہین۔ شیخ ابراہیم شیخ کبیر بالا پیر۔ شیخ فرید۔ عبدالکریم۔ شیخ محمد واصل۔ شیخ اسماعیل۔ شیخ نور۔ بی بی حکیمہ کے بطن سے شیخ کبیر اور شیخ فرید تھے۔ اور خدیجہ بی بی کے بطن سے شیخ محمد واصل وغیرہ تھے۔

بحر ذخار مین جو حضرت قاسم سلیمانی کے متعلق عبارت ہے وہ قابل دید ہے جو بجنسہ یہانپر نقل کیجاتی ہے آن سرزمرہ مشایخ ذیشان آن سرگروہ عارفان عالی عرفان ان معنی کمالات معانی قطب روزگار حضرت شاہ قاسم سلیمانی از محتشمان طایفہ مشایخ بغایت بزرگ مجاہدہ وصاحب مشاہدہ حالے قوے ونفسے قاطع ودست گیر اداشت اکثر شاہبازان ہواے آنصاحب کمال بہواے کمال بہوا در آمدند۔ حضرت قاسم سلیمانی قادری کے جد امجد شیخ مرداد نہایت پر تصرف اور صاحب قوت گذرے انکی کرامات مین لکھا ہوا ہے کہ ایک روز دہلی سے قریب قطب کے

ہین وہان مدت تک سکھون نے آپ کے مزار کے چراغ کو بجھانا چاہا مگر قدرت الہی سے پھر وہ روشن ہو جاتا تھا آخر کار مجبور ہو کر اس بے ادبی سے باز آئے اونکے متعلق بحر ذخار مین جو عبارت تحریر ہے وہ درج ذیل ہے۔

ان برہان کمالات یقین حضرت شیخ برہان الدین برادر زادہ وخلیفہ شیخ مہدی شاہ است صاحب کمال بود احیاء موتے از و بعمل آمدہ مزارش در جالندہر است کرامت وخوارق او بر خاص وعام ان نواح اظہر است دران نواح عمل سکھان کافر بود مدتہا خواستند کہ چراغ مزارش خاموش باشد میسر نشد

بقیہ صفحہ ماقبل جاکر ایک جوگی کو معہ اسکے چار مریدونکو مسلمان کیا اور اپنے ہمراہ لاکر اپنے مکان پر مغرب کی نماز ادا کی جب نواح قندہار مین وہ شہید ہوے اور کسیکو خبر نہوئی ایکسال کے بعد اپنے فرزند کو شب مین دکھلایا کہ مجکو فلان موضع مین شہید کر کے خاک مین چھپا دیا ہے وہان سے نکالکر جنازہ کی نماز ادا کر کے فلان مقام مین دفن کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ انکی قبر کی خاک سے سانپ اور سگ گزیدہ اور مہلک امراض کو شفا ہوتی تھی۔ شیخ عارف بھی آپ کے اجداد مین بڑے بزرگ گذرے ہین۔ شیخ حسن بھی ایک بزرگ تھے جو مرید خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی کے تھے جنکے متعلق خواجہ صاحب موصوف فرماتے تھے کہ اگر مجھ سے حشر کے دن پونچھا جاویگا کہ دنیا سے کیا لایا تو کہونگا حسن کو۔ شیخ حسن کی کرامت یہ ہے کہ دہلی مین ایک شخص نے مسجد بنائی قبلہ کی سمت سیدھی نہین ہوتی تھی معمار عاجز تھے آپ نے زور تصرف سے جملہ حاضرین کو قبلہ دکھا دیا اور مسجد کا رخ صحیح کرا دیا۔

اوشان خاموش میکردند بقدرت الٰہی روشن میشد [illegible] ناگزیر
ازین بے ادبی دست بردار شدند۔
شیخ برہان الدین صاحب موصوف کے پاس شاہ آباد مین تاج محمود
دیوانہ رہا کرتے تھے اونھون نے اونکے دامن فیض سے برکات و
کمالات حاصل کیے تھے حضرت محمود سے اعلانیہ کرامتین ظہور مین آتی تھین
ایکبار ایک نہر اپنے زور تصرف سے جاری کردی تھی آپ کا دل عشق الٰہی کے
تیر کا نشانہ بنگیا تھا مگر گذر اوقات ملازمت سے کرتے تھے۔
خزینۃ الاصفیا کے صفحہ ۱۹۱ مین چند کرامتین آپکی مرقوم ہین ایکبار خشکسالی
مین خداوند کریم نے آپ کی دعا سے پانی برسادیا تھا اور ایک شخص نے آپ پر
بے ادبی سے لکڑی اوٹھائی تھی اسکا ہاتھ شیر نے چابڈالا تھا اور ایک عروس
کے ورثا نے آپ کے سامنے نکلنے سے بدگمانی کی تھی وہ دیوانی ہوگئی تھی
اور پھر آپ کی دعا سے اصلی و صحیح حالت پر آگئی تھی شیخ محمود تاج قادری
کی وفات ۱۱۲۳ھ مین بعہد عالمگیر ہوئی تھی مادۂ رحلت شیخ الاصفیا اور
عاقبت محمود تاج اولیا ہے آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ زبان
سے فرماتے اسیطرح ظہور مین آتا تھا خزینۃ الاصفیا کی عبارت طوالت کے
خوف سے قلم انداز کیجاتی ہے مگر چند سطرین بحر ذخار کی اسجگہ پر تحریر کیجاتی ہین
آن خدنگ عشق را نشانہ حضرت تاج محمود دیوانہ در شاہ آباد
قریب شیخ برہان الدین بود معاش از چاکری کردی کرامت
اعلانیہ داشت وے بر حجت کافرے جوے خشک از

سمتے بسمتے بزور تصرف روان ساخت۔

حضرت شیخ محمد مہدی صاحب قادری شاہ آبادی کے تصرفات مین ایک یہ امر بھی آجتک چلا جاتا ہے کہ جس شخص کو کتا کاٹ کھاے اور وہ آپ کے مقبرہ کے دروازہ سے نکلکر اس کنوین کو جو مقبرہ کے احاطہ مین ہے جہانک آے وہ بفضلہ گزند دیوانگی سے محفوظ رہتا ہے۔ نقل ہے کہ ایکبار آپکو ایک کتے نے کاٹ کھایا تھا اوسکا زخم عرصہ تک علاج سے اچھا نہوا آپنے اتنا ناقص گوشت چھری سے کاٹ ڈالا جسکے بعد وہ زخم حکم الہی سے اچھا ہوگیا اس اثنا مین آپنے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر آج سے کتے کا کاٹا ہوا شخص میری درگاہ پر حاضر ہوگا تو انشاء اللہ وہ مرض دیوانگی سے محفوظ رہیگا اور یہ کرامت آپکو موروثی طور پر اپنے بزرگون سے ملی تھی۔ حضرت مہدی صاحب کے ملبوسات مین ایک کرتہ تبرکاً چلا آتا تھا اوسکا یہ اثر تھا کہ اگر کسی شخص کو کوئی اہم کام پیش آتا اور وہ فوراً اوسوقت ملجاتا تو گویا اس شخص کے حق مین یہ فال کامیابی کی تھی ورنہ ناکامی ہوتی مگر افسوس کہ جس شخص کے پاس وہ رکھا تھا اسکی بے ادبی سے جلگیا آپ کا مزار محلہ بذریا مین موجود ہے مقبرہ پر یہ کتبہ نصب ہے ؎

در سال نیک میمون در روز سعد احسن
غوث الزمان مہدی سوے بہشت شد

سنہ ۸۷ھ خلیفہ شعیب۔ عہد عالمگیر بادشاہ غازی سنہ ۱۱ جلوس

دوسرا شعر بھی اس بیت کے نیچے پتھر پر کندہ ہے مگر حرف گر گئے ہین پڑھا نہین جاتا مگر ایک مصرعہ پڑھنے مین آیا ہے اور وہ یہ ہے ؎ ہمچو ارم تازہ بتاریخ سعید۔

راقم سے ایک راستباز انسان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے مزار سے فیوض اور مراقبہ کرنیسے انوار مشاہدہ مین آئے ہین آپ کی خانقاہ کے لیے معافیان دیگئی تھین بعض اسناد آجتک موجود ہین اور بعض امتداد زمانہ سے ضائع ہوگئی ہین ثبوت کی غرض سے ایک سند معافی موضع کی جو سرکار بدایون مین دو موضع یعنے موضع بجولا اور موضع املیا دیے گئے تھے یہانپر درج کیجاتی ہے۔

نقل سند معافی بنا بر مصارف درگاہ

محمد خان شیروانی بندہ درگاہ رحمانی ۱۰۷۰

ہوالغنی

شیخ محمد مہدی قادری

چون حقیقت استحقاق وکثرت اخراجات فقرا و درگاہ غوث الثقلین قطب الدارین بظہور پیوست لہذا موضع املیا تہ کرکا خاص عملہ پرگنہ مہرآباد سرکار بدایون من ابتدائے فصلخریف سنہ ۹ نذر روجہ نذر درگاہ مقرر نمودہ شد باید کہ فقرا درگاہ حاصلات آنرا فصل بفصل سال بسال صرف مایحتاج خود ہا نمودہ بدعاء دوام دولت ابد مدت اشتغال مینمودہ باشند تحریر فی التاریخ بست و دوم شہر رمضان المبارک سنہ ۲۵ جلوس معلی

اب آپ کے مقبرہ اور باغ کی چہار دیواری شکستہ حالت مین ہے احاطہ کا رقبہ کئی بیگہ کا ہے جسکے اندر خانقاہ و پختہ کنوان اور پرفضا باغ نصب تھا مگر وہ بہت خستہ و خراب ہورہا ہے جاگیرین جاتی رہین اولاد بے علم ہوگئی اور کوئی ذی مقدور شخص ادہر متوجہ نہوا اسلیے اسکی آبادی ویرانگی کے بدل

ہوگئی شیخ مہدی صاحب کے والد ماجد شیخ کبیر بالا پیر صاحب کو جو مقبولان الٰہی سے تھے نواب بہادر خان اپنی جاگیر واقع قنوج مین لائے تھے اور بڑے اعزاز سے رکھا تھا جب شیخ کبیر صاحب کا قنوج مین انتقال ہوگیا تو نواب صاحب موصوف کے عہد مین اونکا مقبرہ بنوا گیا چنانچہ اوسپر کتبہ آجتک نواب بہادر خان کے نام اور اونکے عہد مین تعمیر ہونیکا لگا ہوا ہے اسکے بعد جب نواب بہادر خان نے شاہجہانپور آباد کیا تو شیخ کبیر صاحب مرحوم کے برادر محمد واصل صاحب کو شاہجہانپور لائے اور اپنی صاحبزادی اونکے عقد مین دی اسیطرح نواب دلیر خان نے جب شاہ آباد آباد کیا تو حضرت شیخ کبیر صاحب مرحوم کے صاحبزادہ شیخ محمد مہدی صاحب کو بکمال تعظیم شاہ آباد لائے اور محلہ بڈریا مین بسایا اور موضع جوگی پور و موضع کنھرپور جو ادسی محلہ کے متصل واقع تھے آپکی معافی مین دیے آپکی اولاد و خلیفہ بھی صاحب عظمت اور خدا پرست ہوے ہین۔

شیخ محمد مہدی صاحب کی وفات ۱۰۸۷ھ مین واقع ہوئی سنہ وفات کتبۂ مذکورۂ بالا مین منقوش ہے راقم نے بھی ازروے حساب دو مادے تاریخی نکالے ہین پہلا مادہ اس مصرعہ مین ہے ؎

مہدی جہان شیخ مہدی

اور دوسرے تاریخی مصرعہ کو اس قطعہ مین منظوم کیا ہے ؎

از دہر برفت سوے جنت	مقبول جناب پاک احدی
از بہر وصال گو مظفر	ہادیٔ زمان شیخ مہدی

۱۰ ۸۷

خلافت

علاوہ ہزارہا مریدین کے آپکے چند خلیفہ نہایت نامور اور صاحب تقدس تھے انمین بعض عالی مراتب گذرے ہین مثلاً آپ کے بھتیجے برہان الدین صاحب جو آپکے خلیفہ بھی تھے جنکے کمالات و کرامات ضمناً ہم اوپر بیان کرچکے ہین اس زمرہ مین خلیفہ شعیب بہت مشہور تھے انھین کے انتظام سے کتبہ درگاہ پر نصب ہوا ہے اور اکثر امور خانقاہ و دیگر معاملات صاحبزادگان کے انکے ہاتھون انجام پاتے تھے چنانچہ جمال خان کمال خان و چاند خان و تاج خان وغیرہ گگیانی نے پندرہ بسوات زمینداری موضع طاہر پور پرگنہ کانٹ سرکار بدایون کے جو شیخ ہدایت اللہ صاحب قادری کے ہاتھ فروخت کیے تھے وہ آپ ہی کے ذریعہ سے ہوے تھے اور اسکا بیعنامہ ۷ رجب سنہ ۱۱۳۳ھ کو تحریر ہوا ہے اسمین خلیفہ صاحب موصوف کا حوالہ لکھا ہوا ہے اور قاضی فیض اللہ صاحب کی مہر بھی ثبت ہے پچیس خلفا خانقاہ مین حاضر رہتے تھے جنکے نام دو سو پچاس بیگہ اراضی بھی معاف تھی اونکے نامونکی فہرست یہ ہے۔

خلیفہ عبدالملک	خلیفہ عثمان	خلیفہ شعیب	خلیفہ اسحاق	خلیفہ عمر
خلیفہ یوسف	خلیفہ عرفی	خلیفہ گل	خلیفہ پایندہ	خلیفہ خان
خلیفہ محبت	خلیفہ عزیز	خلیفہ الہداد	خلیفہ خداداد	خلیفہ الیاس
خلیفہ احمد	خلیفہ شریف	خلیفہ حاجی	خلیفہ محمود	خلیفہ حسین
خلیفہ اخوند علاول	خلیفہ لنگر اخوند	خلیفہ اخوند لعل	خلیفہ راجی	خلیفہ جمعہ

نقل پروانہ بنام خلفائے شیخ محمد مہدی

قاضی ولی اللہ سنہ ۱۰۹۴ھ منجانب امارت پناہ دلیر خان بہادر از قرار بتاریخ ۱۴ محرم سنہ ۱۰۹۴ھ آنکہ متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ ساندی محلہ سرکار خیرآباد بدانند چون موازی دوصد و پنجاہ بیگہ از محال مسطور بموجب اسناد حکام سابق مفصلہ ضمن در وجہ مدد معاش فقرا و خلفا شیخ محمد مہدی قادری مقرر است درینولا اینجانب نیز بدستور سابق حسب الضمن مقرر و مسلم داشتیم باید کہ بہیچ وجہ مزاحم احوال این جماعت بعلت اراضی مسطور نشدہ و اگذارند کہ بخاطر جمع حاصلاتش فصل بفصل سال بسال صرف مایحتاج خود ہا مینمودہ باشند و بدعاء دولت دوام ابدمدت اشتغال نمایند درینباب تاکید دانند تحریرا فی التاریخ شہر صدر سنہ الیہ

مقررہ شرح مضمن عدد اسامی مقررہ اراضی ملاصقہ موازی دوصد و پنجاہ بیگہ اراضی بگرالہی منبجر افتادہ۔

تفصیل اسماء خلفائے مذکور الصدر

اولاد حضرت محمد مہدی صاحب قادری

آپ کے تین فرزند تھے جنکے نام نامی یہ ہین شیخ منور صاحب شیخ مراد صاحب شیخ ہدایت اللہ صاحب راقم نے آپکی اولاد کا شجرہ بڑی تحقیق و جانکاہی سے مرتب کیا ہے اور اس خاندان کے مستند کاغذات سے مدد ملی ہے۔

شجرہ محمد مہدی صاحب

شیخ محمد مراد صاحب — شیخ ہدایت اللہ عرف شیخ مٹھو صاحب — شیخ منور صفا

لاولد — لاولد

۱ شیخ عبدالرحمن صاحب — ۲ عبدالستار صاحب — ۳ عبدالرسول صاحب — ۴ شیخ عنایت اللہ عرف شیخ بکا ریصاحب — ۵ میاں داد صاحب — ۶ محمد زاہد صاحب

لاولد ایک چلہ محمد روشن تبنہ کیا تھا — لاولد

محمد ولی — غلام علی — محی الدین لالہ میاں — دختر — عبدالرزاق — عبدالغفار — عبدالواحد صاحب — نورانی بیگم — بادشاہ بیگم

دو دختر — لاولد — لاولد — لاولد — عبدالروف — عبدالغفور — لاولد

یوسف علی — قادر علی — ناصر علی — محمد صالح عرف — شیخ عبدالباسط

لاولد — دختر — کفایت علی — ہرن میاں — عرف فقیرن میاں

امیر علی میاں

مقصود علی میاں

عنایت علی میاں معصوم علی وغیرہ

عنایت علیخان — فتحعلیخان — حسن علیخان

رستم علیخان — شجاعت علیخان

ستارہ بیگم مادر — دختر منکوحہ — تارن بی بی — والدہ حافظ غلام علی خان

رضا علیخان — قادر علیخان — دختر منکوحہ علیخان بازید خیل

صفت علیخان - سلامت علیخان - صفدر علیخان - محفوظ علیخان

محفوظ علیخان عرف سلم بمقام ریاست رامپور اجلاس ہمایون

تین بھائی اہلمدی ملازم ہیں

۱۴۹

مانظری

شیخ منور صاحب کے حالات اور انکی اولاد کا تذکرہ کسی کاغذات مین نہین ملا اور نہ انکی اولاد کا نام ترکہ وغیرہ کی تقسیم مین آیا اس سے آپ کا لاولد ہونا ثابت ہے۔

شیخ محمد مراد صاحب آپ کی زندگی مین ایک واقعہ پیش آیا ہے جسکا محضر موجود ہے اسمین تحریر ہے کہ حقایق آگاہ معرفت دستگاہ شیخ محمد مراد صاحب ایکرتبہ اپنی معافی کے اسناد جو چار سو بیگہ اراضی انکو بطور مدد معاش کے موضع عمرپور و کوریا پرگنہ سانڈی کے متعلق ملی تھی بادشاہی متصدیون کے دکھلانیکی غرض سے فتوح سے سانڈی کو لاے تھے اور وہ اسناد جنپر بادشاہی عاملون وغیرہ کی مہرین پڑی ہوئی ہین آپ کے کپڑونمین رکھی تھین رات کو آپنے موضع عمرپور مین قیام کیا تھا ناگہان اس اطراف کے گنوار آئے اور اس موضع مین ڈاکہ ڈالا اور مال و متاع اس گانون کا لوٹ لیا خلیفہ صاحب کے کپڑے وغیرہ بھی جسمین وہ سندین رکھی ہوئی تھین لوٹ لیگئے اور آپ کو بھی تلوار سے زخمی کیا یہ محضر ۹۶ سنہ ھ مین تحریر ہوا ہے اسپر قاضی فیض اللہ صاحب کی مہر بھی ہے اور انھون نے اس کاغذ کی تصدیق کی ہے اسکے ماسوا عبدالرحمن شاہ محمد جلال شامراے بھوانی سہاے کی مہرین بھی شہادت کے متعلق ثبت ہین آپکی اولاد کا نام بھی کسی ترکہ کے کاغذات مین نہین دیکھنے مین آیا اس سے آپ کا انتقال کرنا اور لاولد ہونا معلوم ہوتا ہے۔

شیخ ہدایت اللہ عرف شیخ مٹھو صاحب آپ حضرت مہدیصاحب قادری کے تیسرے صاحبزادہ تھے آپ ہی سے اس خاندان کا سلسلہ

چلا ہے اور ذی اولاد ہوے ہین ان ہر سہ فرزندون کے نام بعد انتقال محمد مہدی صاحب مرحوم کے نواب دلیر خان نے بحالی جاگیر کی سند تحریر کی ہے اور وہ اصلی سند راقم کے پاس موجود ہے جسکی نقل بجنسہ لکھی جاتی ہے۔

نقل سند نواب دلیر خان بنام فرزندان حضرت شیخ محمد مہدی قادری قدس اللہ سرہ العزیز

ہوالمعز

مہر جلال داشت نہ روزاں چو صد ضمیر دلیر خان شدہ زالطاف شاہ عالمگیر

متصدیان مہمات حال و استقبال شاہ آباد بعنایت امیدوار بودہ بدانند چون موضع جوگی پور و کھرپور کہ در وجہ نذر و وطن مغفرت پناہ شیخ محمد مہدی مقرر بودہ من ابتداے فصل خریف لوی سل ۸۴ فصلی بشرافت و حقایق آگاہان نتیجۃ الکرام شیخ محمد مراد و شیخ ہدایت اللہ و شیخ منور پسران آنمرحوم بحال داشتہ شد باید کہ بتعلق و تصرف ایشان واگذارند کہ بخاطر جمع بدستور سابق حاصلات آنرا صرف معیشت خود نمودہ در شاہ آباد سکونت داشتہ باشند و خانہ و زمین زرعی کہ از سابق دران موضع بتعلق کسے باشد حقایق آگاہان از انہا مزاحم نشوند کہ ہر کدام بعمل و دخل خود داشتہ باشد در ینباب تاکید دانند تحریرًا فی التاریخ ہفتدہم شہر رمضان المبارک ۸۷ سنہ ہجری۔

جانب پشت

ملاحظہ نمایند۔ بتاریخ ۱۷ شہر رمضان ۸۸۷ھ داخل سیاہہ حضور ہرد و موضع بمو حسب پروانہ فضیلت پناہ پیر خان جیو از ابتدائے فصلخریف لوی سل ۸۸۴ھ فصلی بحال داشتہ شد مواضعات۔

حافظ محمد بقی منعم صدیقی

ملاحظہ نمایند۔ مقررہ دیہات در وجہ نذر و وطن باسم محمد مراد وغیرہ پسران منعقرب پناہ شیخ محمد مہدی من ابتدائے فصلخریف ۸۸۴ھ مقرر شد بتعلق کسان آنہا واگذارند شرح دستخط والا پناہ خواجہ مالچند دیوان آنکہ حسب الامر بموجب پروانگی فضیلت پناہ پیر خان من ابتدائے فصلخریف لوی سل پروانہ قلمی نمایند۔

سالہ

حاصل زرمال افزود

سالہ لالہ

جوگی پورتہ شاہ آباد		کنھر پورتہ شاہ آباد	
سالہ		سماعہ	
حاصل	افزود	حاصل	افزود
لالہ	سعہ	مارعہ	مدعہ

نقل فرمان عالمگیر بادشاہ بنام شیخ ہدایت اللہ صاحب دام ظلہ

چون بعرض مقدس معلے رسید کہ بموجب اسناد حکام موضع کنھر پور وجوگی پور عملہ پرگنہ پالی سرکار خیرآباد مضاف بصوبہ اودہ در وجہ مدد معاش وصرف مایحتاج وبجہۃ سکونت وآبادی وسرائے وباغ وحوض وچاہ وخانقاہ حقایق ومعارف آگاہ عارف باللہ شیخ ہدایت اللہ مقرر است ومشار الیہ مواضعان مذکور دربست را قابض ومتصرف التماس فرمان عالیشان وارد لہذا حکم جہانمطاع عالم مطیع صادر شد کہ مواضعان مذکور دربست در وجہ صرف مایحتاج وبرائے سکونت وآبادانی وسرائے وباغ وحوض وچاہ وخانقاہ باوجب الضمن مقرر باشد کہ بدستور سابق بشرط قبض وتصرف بخاطر جمع در انمعمورہ آباد بودہ وحاصلات آنرا صرف مایحتاج خود نمودہ بدعاء بقاء دولت ابد مدت مواظبت مینمودہ باشد می باید کہ حکام وعمال وجاگیرداران وکروریان حال واستقبال انحکم والا را مستمر دانستہ مواضعات مسطورہ دربست را بتصرف او باز گذارند اصلا و مطلقا تغیر وتبدیل بدان راہ ندہند وبعلت مالوجبات واخراجات مثل بیگار و شیکار ومقدمی وقانونگوئی وضبط ہر سالہ وکل تکالیف دیوانی ومطالبات سلطانی مزاحم نشوند ودرینباب ہر سالہ سند مجددہ طلبند بتاریخ پنجم شہر صفر سنہ ۲۰ ج

جانب پشت

شرح یادداشت واقعہ بتاریخ روز چہارشنبہ یازدہم شہر شوال سنہ ۲۰ جلوس والا

موافق سنہ ۸۸۸ ہجری مطابق مہر الہی بمرسالہ سیادت و نقابت پناہ شرافت و نجابت
دستگاہ سزاوار عنایت بادشاہی قابل مرحمت خلیفہ الہی صدر رفیع القدر رضویخان
و نوبت واقعہ نویسی کمترین بندگان درگاہ خلایق پناہ حسام الدین حسین قلمی میگردد
کہ بعرض مقدس معلے رسید کہ بموجب اسناد حکام موضع کھرپور وجوگی پور عملہ پرگنہ
پالی سرکار خیرآباد مضاف بصوبہ اودہ در وجہ مدد معاش و صرف ما یحتاج و بجہت
سکونت و آبادانی و باغ و حوض و چاہ و خانقاہ حقایق و معارف آگاہ عارف باللہ
شیخ ہدایت اللہ مقرر است و مشار الیہ مواضعان مذکور دربست را قابض و متصرف
التماس فرمان والاشان دارد حکم جہانمطاع عالم مطیع صادر شد کہ مواضعان مسطور
دربست را بدستور سابق بشرط قبض و تصرف در وجہ مدد معاش و صرف ما یحتاج
و بجہت سکونت و آبادانی و سرائے و باغ و چاہ و حوض و خانقاہ باو مرحمت فرمودیم
اگر در محلے دیگر چیزے داشتہ باشد آنرا اعتبار نکنند واقعہ ۴ شوال سنہ ۲ جلوس والا
مطابق تصدیق یادداشت قلمی شد شرح بخط سیادت و نقابت پناہ شرافت و
نجابت دستگاہ صدر رفیع القدر رضویخان آنکہ داخل واقعہ نمایند شرح بخط واقعہ
نویس مطابق واقعست شرح بخط مؤتمن الدولت العلیہ معتمد السلطنۃ البہیہ عمدہ وزرائے
رفیع الشان زبدۂ خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال ناہج مناہج دولت و
اقبال شایستہ انواع عنایت سزاوار اصناف مرحمت خان شجاعت نشان
جمۃ الملک مدار المہام آنکہ بعرض مکرر رساند شرح بخط قابل التربیت لایق الاحسان
لطف اللہ خان آنکہ سیوم شہر محرم الحرام سنہ ۲ جلوس میمنت مانوس
مکرر بعرض مقدس رسید شرح بخط خان شجاعت نشان جمۃ الملک مدار المہام

آنکہ فرمان عالیشان قلمی نماید۔

مواضعات دربست بدستور سابق

کنھر پور	موضع	جوگی پور	موضع
موضع		موضع	
ہفتگہ رقبہ		مالگہ رقبہ	
عمالگہ			
ماملہ سہائی والی حوض		عبداللہ میان والی	
باغ نورکل		حوض باغ نورکل	
عمالہ لایق زرعت		مالگہ لایق زراعت	
مورخہ سنہ ۱۰۸۲ ہجری		مورخہ سنہ ۱۰۸۲ ہجری	
موافق سنہ ۱۸		موافق سنہ ۱۸	
مالحصہ			

خادم شرع شریف قاضی بدیع الزمان ۵۰

اس فرمان کے چھہ سات برس کے بعد ایک سند بھی عاملان شاہی نے اس معافی کی تحریر کی جسکی نقل بھی حاشیہ پر درج ہے۔

نقل سند معافی منجانب بادشاہ عالمگیر بنام پیرزادہ شیخ ہدایت اللہ عرف شیخ مٹھو صاحب قادری ابن شیخ محمد مہدی صاحب قادری

عالم گیر شاہی

خیر اندیش خان

ہو المعز

متصدیان مہمات پالی سرکار خیر آباد مضاف صوبہ اودہ بدانند

چون بموجب اسناد حکام موضع کنھر پور وجوگی پور عملہ پرگنہ مذکور در وجہ مدد معاش حقایق ومعارف آگاہ حق شناس حقیقت اساس شیخ ہدایت اللہ مقرر است ومشار الیہ مواضعان مذبورہ را قابض ومتصرف باید کہ مواضعان در بست مسطورہ را بدستور سابق در وجہ مدد معاش بتصرف مومی الیہ واگذارند کہ حاصلات انرا صرف معیشت خود نمودہ بدعاگوئی ازدیاد عمر ودولت ابد مدت مشغول باشند۔

بتاریخ شہر جمادی الاولی سنہ ۲۷ جلوس والا تحریر یافت۔

جانب پشت

مقررہ ضمن مدد معاش وصرف مایحتاج سکونت آبادانی وسرائے وباغ وچاہ وخانقاہ وحوض حقایق ومعارف آگاہ حق شناس حقیقت اساس شیخ ہدایت اللہ موضع کنھر پور وجوگی پور من اعمال پرگنہ پالی سرکار خیر آباد مضاف صوبہ اودہ

کنھر پور۔ موضع — جوگی پور۔ موضع

بتاریخ ۲۵ جمادی الاول سنہ ۲۷ نقل بدفتر حضور رسید۔ بتاریخ ۲۹ جمادی الاول سنہ ۲۷ نقل بدفتر رسید

شیخ ہدایت اللہ صاحب موصوف اپنے والد محمد مہدی صاحب کے بزرگانہ اوصاف سے متصف تھے آپ کی بزرگی و زہد تقدس کا شہرہ عام تھا چنانچہ بادشاہ عالمگیر نے بھی آپ کی مشیخت کا لحاظ کرکے فرمان مین عظمت مآب الفاظ سے مخاطب کیا ہے اور آپ کے چھ فرزند تھے جنمین بعض ابرار وقت ہوے ہین جنکی تفصیل یہ ہے۔

پہلے صاحبزادہ شیخ عبدالرحمن صاحب تھے انکے دو لڑکے شیخ غلام علی اور شیخ محمد علی ہوے ہین ایک کاغذ مین غلام محی الدین عرف لالن میان آپ کی ولدیت مین لکھے ہوے ہین مگر انکا نام ان کاغذات مین جو اس خاندان مین باہمی طور پر حقیقت کے متعلق تحریر ہوے ہین نہین ملتا ممکن ہے کہ یہ بیشتر مفقود الخبر ہون اور پھر واپس آے ہون اسلیے آخر عمر مین انکا نام کاغذ مین درج ہوا ہو لیکن انکی پیرزادگی اور قنوج کی جاگیر مین شرکت ثابت ہے لالن میان مذکور کے تین بیٹے قادر علی میان۔ یوسف علی میان۔ ناصر علی میان تھے یوسف علی کا چنار گڈھ مین لاولد فوت ہونا تحریر ہے قادر علی کی اولاد دختری تھی اور ناصر علی کے لڑکے کا نام کفایت علی لکھا ہوا ہے۔

شیخ غلام علی صاحب لاولد رہے اور شیخ محمد علی صاحب کی اولاد دختری تھی کوئی لڑکا نہ تھا جو انکے گھر کا چراغ روشن کرتا۔

شیخ عبدالرحمن صاحب کا جلد انتقال کرنا کاغذات سے واضح ہوتا ہے کیونکہ انکے ترکہ پر بجاے انکے لڑکون کا نام دیکھا جاتا ہے۔

دوسرے صاحبزادہ شیخ عبدالرسول صاحب تھے انھین کے لڑکے

شیخ عبدالواحد صاحب تھے اور انکے فرزند عبدالروف صاحب و عبدالغفور صاحب تھے اور شیخ عبدالروف صاحب کے دو بیٹے ایک عبدالباسط عرف فقیرن میان اور دوسرے شیخ محمد صالح عرف پیرن میان ہوے ہین پیرن میان کے امیر علی میان اور امیر علی میان کے بیٹے مقصود علی میان صاحب تھے جنکو راقم نے لڑکپن مین دیکھا ہے نیک اور خلیق انسان تھے انکے بشرہ سے بھولاپن اور نیکبختی ور اشتا پائی جاتی تھی۔ انکے چار لڑکے ہوے انمین منو میان معصوم علی میان جوانمرگ انتقال کر گئے اور ممتاز علی میان اور اعتماد علی میان بقید حیات ہین مقصود علی میانصاحب مرحوم کی اولاد مین بھی سرشتی طور پر سادگی کے آثار اس قسم کے پائے جاتے ہین جس سے موروثی بزرگی کا پتہ چلتا ہے مگر افسوس کہ خاندانی علم سے خالی ہین۔

شیخ عبدالغفور صاحب نے لاولد ہونیکی وجہ سے اپنی ملکیت کا تملیک نامہ اپنے بھائی شیخ عبدالروف صاحب کے نام ۱۱۹۴ھ مین تحریر کر دیا تھا۔

تیسرے صاحبزادہ شیخ عنایت اللہ عرف شیخ بھکاریصاحب تھے وہ بھی لاولد رہے اونھون نے ایک چیلہ مسمی محمد روشن کو پرورش کر کے متبنہ کیا تھا مگر اسکے بھی اولاد نہوئی۔

چوتھے صاحبزادہ محمد زاہد صاحب تھے تقدیری بات ہے کہ وہ بھی لاولد رہے۔

پانچوین صاحبزادہ شیخ میان داد صاحب تھے انکے ایک بیٹے موسومہ بہ محمد فاضل کاغذات مین لکھے ہوے ہین مگر کاغذ کے شکست

ہو جانے سے نام صاف پڑھا نہین جاتا اونکا جلد انتقال کر جانا اس بات سے
اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ اونکی ہر دو بہنین مسماۃ نورانی بیگم اور بادشاہ بیگم اپنے
والد میان داد صاحب کے کل ترکہ کی مالک ہوئین اور ان دونون صاحبزادیون
نے اپنی ملکیت اپنے ورثا کو دیدی تھی پہلے نورانی بیگم نے اپنے فرزندان مسمیان
فتح علیخان اور حسن علیخان کو جائداد لکھی لیکن اسکے ساتھ عنایت علیخان کے
بیٹے رستم علیخان کو بھی جو اونکا پوتا تھا جائداد کا حصہ دیا اور بہن کی تقلید کے بموجب
مسماۃ بادشاہ بیگم نے اپنا نصف حصہ انھین دونون بھانجون کو ہبہ کر دیا مگر اپنے
بھانجے عنایت علیخان متوفی کے بیٹے رستم علیخان کو حسب تقسیم اپنی بہن کے
حصہ نہین دیا۔ فتح علیخان کے بیٹے شجاعت علیخان کسی لڑائی مین مارے گئے
انکی ایک لڑکی تھی۔ اور عنایت علیخان بھی کسی جنگ مین کام آے انکی اولاد
مین مصاحب علیخان تھے جنسے اولاد دختری تھی۔

حسن علیخان ایک پہلوان اور شہ زور شخص تھے نواب آصف الدولہ بہادر
فرمانروائے اودھ کے یہان پانچہزاری پنشن پاتے تھے انکی اولاد مین ایک بیٹے
امیر علیخان اور دو بیٹیان تھین ایک بیٹی مسماۃ تارن بی بی احمد علیخان سلیمانی کو
منسوب تھین جنکے بطن سے حافظ غلام علیخان خادم احمد علیخان منصب علیخان
اور ایک دختر مسماۃ برکت بی بی تین اولادین پیدا ہوئی تھین اور دوسری بیٹی
عظیم خان بازیدخیل کو منسوب تھین جو لاولد رہین۔ امیر علیخان کے بیٹے یعقوب علیخان
تھے جنکی اولاد مین صفت علیخان و محفوظ علیخان وغیرہ ہین۔

چھٹے صاحبزادہ شیخ عبد الستار صاحب تھے انکے دو لڑکے

اور دو لڑکیان تھین بڑے بیٹے عبد الرزاق جنسے وہ ناخوش تھے اور انکو عاق بھی کردیا تھا عبد الرزاق مذکور لاولد رہے اور لڑکر مارے گئے جنکا قصہ آگے لکھا جائیگا۔ اور دوسرے بیٹے عبد الغفار بھی لاولد رہے۔

شیخ عبد الستار صاحب کی ملکیت کی انکی صاحبزادی والدۂ عبد الرؤف جو شیخ عبد الرسول صاحب مذکورہ بالا کے فرزند شیخ عبد الواحد صاحب کے اور حجازاد کو بیاہی تھین مالک ہوئین اونکے بعد عبد الروف اونکے فرزند اپنے نانا عبد الستار صاحب کی املاک پر قابض ہوے کیونکہ اونکے ماموں عبد الرزاق جوان لڑائی مین مارے گئے جنکی بیوہ زوجہ کے بھتیجے سنجر خان اور عبد الروف صاحب سے بابت ترکہ کے بہت دن جھگڑا رہا آخر مین عبد الرؤف صاحب حقیت سے کامیاب ہوے اور یہ دادہالی اور نانہالی دونون طرف سے مہدی صاحب کی اولاد مین تھے انکی اولاد کا تذکرہ عبد الرسول صاحب کی اولاد مین مفصل بیان ہوچکا ہے ہدایت اللہ صاحب کی اولاد مین ایک صاحب عبد ہادی صاحب ہین جنکا نام کاغذات معافی مین درج ہے مگر ولدیت تحریر ہونیسے یہ پتہ نہ چلا کہ اب پوتے ہین ہین یا نواسے ہین مگر انکا انتقال جلد ہوا ہے کیونکہ انکی بیوہ کا نام کاغذ مین تحریر ہے اب شیخ مہدی صاحب کی ان چھ پوتون کی نسل مین پسران مقصود علی میاں صاحب اولاد نرینہ ہین اور فرزندان یعقوب علیخان اولاد دختری مین ہین

ان حضرات پیرزادگان کے کاغذات مین دو شجرہ دستیاب ہوے ایک تو بندوبست سرکاری یا کسی مقدمہ مین مرتب کیا ہے اور دوسرا حافظ غلام علیخان صاحب نے جنکو اس خاندان سے ذاتی تعلق ہونیسے پوری وقفیت اور یکسو

برس سے زائد عمر اور اوسکے ساتھ اچھی یادداشت اور وسیع معلومات تھی لکھا یا ہی لیکن ان ہر دو شجرون مین بعض باتونمین اختلاف ہے اسلیے ہمنے پرانے کاغذات سے شجرہ کی صحت کردی اور جو یادداشت کی بنا پر شجرے لکھے گئے ہین انپر پرانے کاغذات کو مقدم و مستند سمجھا۔ ہان جن امور کا پتہ دستاویزات سے نہین چلا وہ ان دونون شجرون سے لکھا ہے مثلاً شیخ غلام علیصاحب کا لاولد فوت ہونا ان ہر دو شجرونمین سہواً یہ لکھ گیا ہے کہ مہدیصاحب کے صاحبزادونمین ایک صاحبزادہ غلام رسول صاحب تھے حالانکہ اس نام کے کوئی صاحبزادہ نہین گذرے بلکہ عبدالرسول صاحب تھے مگر وہ بھی فرزند نہین بلکہ پوتے تھے راقم نے جن کاغذات سے یہ شجرہ ترتیب دیا ہے وہ عہد شاہی کے مستند کاغذات مثل پروانجات اور اسناد جاگیرات و دیگر دستاویزات ہین جو باہمی معاملات مین تحریر ہوئی ہین کبھی تقسیم جائداد مین جملہ خاندانی حقدارون کے نام قسمت نامہ لکھا گیا ہے کبھی کسی جھگڑے مین کوئی صورتحال لکھی گئی ہے جنپر قاضی وقت و باشندگان شاہ آباد کی مہرین پڑی ہوئی ہین یہ کاغذات تعداد مین چالیس سے زیادہ ہمکو دستیاب ہوے اور کمال غور و تحقیق و جانفشانی سے رشتہ اور ناتونکا سلسلہ صحیح کرکے شجرہ لکھا اسلیے کہ اس خاندان مین بڑے صاحب نسبت اور باخدا بزرگ گذرے ہین انکی اولاد مین کوئی صاحب باقی نرہجائین اور جو اختلاف و گنجلک تھی اسکو بحث کرکے صراحتاً صاف کردیا اور حتے الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا گیا۔

شجرہ کے بعد آپ کی اولاد کے نام بعض کاغذات سے یا انکی زندگی کے کچھ

واقعات معلوم ہوے ہین انکا لکھدینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔
دو موضع انکے نام بادشاہ دہلی کیطرف سے جو موروثی تھے انکے نام معاف تھے
چنانچہ اسکی سند بھی درج ذیل ہے۔

نقل سند شیخ عبدالستار جیو

نقد شاہزادہ رفیع ۱۴ ۱۲ھ دلاور فدو

چون موضع بجولا و موضع املیانہ کر کا عملہ پرگنہ مہر آباد سرکار بدایون دار الخلافت شاہجہان آباد بموجب اسناد احکام نذر حقایق و معارف آگاہ سابق در وجہ مقرر است برطبق آن در نیولا نیز مواضعان مذکور بدستور سابق از ابتداے سنہ ۱۱۱۱ فصلی مطابق سنہ ۴۷ جلوس والا بحال داشتہ شد کہ حاصلات آنرا فصل بفصل سال بسال صرف معیشت خود نمودہ بدعاے دولت ابد پیوند اشتغال مینمودہ باشند۔ نوزدہم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۵ھ

شیخ عبدالستار صاحب بھی عظمت مآب اور ذی توقیر پیرزادہ تھے دو سو بیگہ زمین کا پروانہ نواب کمال الدین خان نے آپکے نام لکھا ہے اور آپکی مقدرت کا یہ حال تھا کہ نواب فتحمور خان اکثر آپ سے قرض منگوالیا کرتے تھے چنانچہ لکھا ہے سات ہزار روپے جو آپ کے یہان سے منگوائے تھے اونکے متعلق ایک رسید موجود ہے جسکی نقل بطور یادگار کے ذیل مین درج کر دیگئی ہے۔
انھون نے چھٹا حصہ جو اپنی بیوی کے نام لکھا ہے اسمین ملکیت کی یہ تفصیل ہے نصف موضع کورہا پرگنہ کانٹ۔ موضع فتحپور ناسہ۔ ہفتم پٹی موضع جوگی پور معہ باغ وحصہ عملہ و بازار سہ شنبہ۔ حویلی سکونت چوپال معہ چلوک۔

موضع باقر پور سنولی و فیروز پور و بھداسی و آراضی و محلہ نو آباد واقع قصبہ شاہ آباد و موضع لچھمن پور و موضع جٹھادو و موضع تریا پرگنہ سانڈی موضع برہای پرگنہ سرہ باون یکہزار نوسو اشرفی ستائیس ہزار روپیہ نقد و اجناس سولہ جلد کتب و اثاث البیت و محمد شعور و اخلاص و شجاول تین نفر غلام پانچ لونڈیان - مُہر رضی اللہ ضیا اللہ ۱۱۳۳ خادم شرع

نقل پروانہ بمُہر نواب کمال الدین خان از اقرار واقعہ تاریخ غرہ رجب المرجب ۳۲ جلوس و الا آنکہ متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ شاہ آباد امیدوار بودہ بدانند کہ چون حقیقت استحقاق مشیخت پناہ حقایق و معارف آگاہ شیخ عبدالستار بظہور پیوست بنا بر آن موازی دو صد بیگہ زمین بنجر افتادہ خارج جمع لایق زراعت بگز الٰہی در وجہ مدد معاش مشیخت پناہ مذکور من ابتدای فصل خریف ۱۰۹۷ سنہ فصلی تصدق فرق مبارک بندگان حضرت قادر قدرت حسب الضمن مقرر و مرحمت نمودہ شد باید کہ اراضی مذکور از ابتدای مرقوم از دیہات پرگنہ پالی کہ در زمینداری و اجارہ اینجانب اند پیمودہ و چک بستہ بمشار الیہ بدہند کہ مزروع کنانیدہ حاصلات آنرا فصل بفصل و سال بسال صرف معیشت خود نمودہ بدعاگوی دوام دولت ابد مواظبت اشتغال داشتہ باشند درین باب تاکید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند - مہر

بتاریخ ۱۲ ربیع رجب المرجب سنہ ۱۱۰۰ ھ

رسید بطور فارخطی

منکہ شیخ عبدالستار ولد شیخ ہدایت اللہ قادری ایم - چون مبلغ ہفت ہزار دو صد یازدہ روپیہ ذمہ برخوردار عبدالسبحان متصدی و امین و فوجدار پرگنہ سرہ سرکار

خیرآباد صوبہ اودھ محال جاگیر خان زادہ فتح معمور خان تمسک بالضامنی مبلغ مذکور بمہر خود بہ مہر برخوردار سرکا خانزادہ معزالیہ نوشتہ دادہ بودیم مبلغ مذکور تمام وکمال از نزد برخوردار عبدالسبحان مسطور وصول یافتم لہذا این چند کلمہ بطریق فارغخطی نوشتہ دادیم کہ ثانی حال بکار آید تحریر فی التاریخ بست وششم شہر شوال سنہ ۱۱۳۲ھ ۔ العبد العبد الستار قادری

شیخ عنایت اللہ صاحب عرف شیخ بھکاری بھی صاحب تقدس اور با اثر تھے اِنکے نام بھی اکثر کاغذات دیکھنے مین آئے ہین ایک سند شاہی عامل کی انکے نام حسبین چھپیں مواضعات کی معافی کا ذکر درج ہی موجود ہے اوسکی نقل بطور یادگار کے تحریر کی جاتی ہی ۔

نقل سند معافی منجانب عامل بادشاہی بنام شیخ عنایت اللہ صاحب قادری

حاجی علیخان متصدیان مہمات حال و استقبال تعلقات شاہ آباد پرگنہ پالی سرکار خیرآباد مضاف صوبہ اودھ بدانند موضع کنھرپور وجوگی پور معمولہ تعلقات مذبور منجملہ بست وشش دیھہ کہ در آبادی وباغات **شیخ عنایت اللہ عرف شیخ بھکاری** وغیرہ پیرزادہای از قدیم الایام مقرر است واز کاغذشومنہا لہذا بدستور تسلیمی می گردد کہ وجہی من الوجوہ بعلت بھنٹ وحساون کہ از بہری دو ہزار روپیہ تعلق بمواضعات نہ دارد متعرض ومزاحم نشوند وخلاف معمول بعمل نہ آرند زیادہ درین باب تاکید دانند ۔ دوازدہم شہر صفر سنہ ۲۳ جلوس ۔ ملاحظہ شد ۔

ایضاً

۱۱۱۷ ہجری — محمد شاہ بادشاہ غازی — عباد خان فدوی

متصدیان حال و استقبال پرگنہ پالی سرکار خیرآباد مضاف صوبہ اختر نگر اودھ بدانند۔ موضع کنھرپور وجوگی پور عملہ پرگنہ مذکور دیہہ زمینداری ڈھیوڑی سردار خان تعلق محال وطن کہ در آبادی و باغات شیخ عنایت اللہ عرف شیخ بھکاری و شیخ محمد علی و شیخ غلام علی پیرزادہ بموجب اسناد پیشین از کاغذ حشو منہا است از ابتدای عمل بندگان عالی بہمہ وجوہ معاف است از سنہ ۱۱۴۴ فصلی دستور سابق معاف نمودہ شد باید کہ بوجہی من الوجوہ مزاحمت نرسانند در ینباب قدغن دانستہ حسب المسطور العمل آرند بتاریخ ہفتدہم شہر رمضان المبارک سنہ ۱۹ جلوس والا نوشتہ شد۔

ان حضرات کا ظاہری جاہ و احترام بھی بہت تھا بڑے بڑے معاملات ان کے یہاں سے طے ہوتے تھے چنانچہ عہد شاہی میں جب مسماۃ زنکا نے اپنے شوہر دلچند قوم کایستھ کے قتل کرنے کا دعوی جسونت رام وغیرہ پر کیا ہے تو ان پیرزادگان نے چار ماہ تک اُن قاتلان کو تحقیقات کی غرض سے قید رکھا ہے اور پھر اس عورت نے جب اُن مجرموں کی بریت کرائی ہے تو چھوڑا ہے اس واقعہ کی صورت حال پر نواب فتحمند خان اور نواب سعادت خان وغیرہ ارکان شاہ آباد کے دستخط موجود ہیں۔

ایک بار کسی عامل بادشاہی نے جو نہایت بدمزاج و زبان دراز تھا شیخ عنایت اللہ صاحب پیرزادہ کو پالی میں طلب کیا چونکہ آپ قناعت پذیر و گوشہ نشین تھے ایسے ناقص و ظالم شخص کے پاس نہیں گئے جب وہ شاہ آباد

آیا تو تشدد کیا آپ کی حمیت برداشت کی مقتضی نہ ہوئی اور اسکو قتل کرادیا اپر بادشاہی فوج نے چڑھائی کی اور آپکے گھر کو لوٹا معتبرین کا بیان ہی کہ پیرزادہ صاحب کی مقدرت کا یہ حال تھا کہ ستر ہزار کے گوٹہ وغیرہ کے پارچہ جات لوٹ مین گئے تھے چنانچہ اس بارہ مین نواب برہان الملک بہادر نے ایک پروانہ نواب محمد خان مظفر جنگ کے نام جوابا لکھا ہی جس مین آپ کے بھتیجے محمد علی صاحب پیرزادہ کا حوالہ دیا ہی کہ ایک فرد معہ حقیقت معاملہ کے پہونچی آپ کے متوسلون کی رعایت مجھے ہر وقت مدنظر رہتی ہی لہذا عیسی بیگ خان کو تاکیدًا لکھا جاتا ہی کہ جو کچھ مال پیرزادہ کا متفرق ہوگیا ہو وہ فراہم کرکے ان کو دیوے اور حویلی و باغات وغیرہ جو اُن پیرزادون کے ہین وہ بدستور اُنکے تصرف مین رہین اور اسکے بعد کوئی امر مخالفت کا نہ کیا جائے اور اہلکاران شاہی اُن پیرزادون سے کہین کہ وہ بدل جمعی تمام اپنے مسکنون مین سکونت پذیر ہون غالبًا یہ معاملہ اسی جھگڑے کے بعد پیش آیا ہی اصل نوشتہ کی نقل درج ذیل ہی۔

نقل نوشتہ نواب برہان الملک بہادر بہ نواب محمد خان بہادر مظفر جنگ قلمی منوچہر دکن

نواب صاحب مہربان سلامت۔ مفاوضہ بہجت طراز در مقدمہ محمد علی و علی محمد پیرزادہ ہا با فرد حقیقت مشار الیہما چہرہ وصول افروختہ مسرت بخش خاطر گردید از انجا کہ نظر بر عدم جدائیہا مراعات متوسلان آنمہربان ہمہ وقت منظور باشد

ہمانوقت بہ عیسیٰ بیگخان تاکید قلمی شد کہ اموال آنہا آنچہ متفرق شدہ باشد پیدا کردہ بدہد و حویلی و باغات وغیرہ در تصرف آنہا واگذارند بعد ازین حرف مخالفان آنہا را نشنوند اہلکاران شاہی بنام بردہ بگویند و بخاطر جمع آمدہ در مقام و مسکن خود آباد شوند زیادہ چہ تصدیعہ دہد والسلام۔

شیخ عبدالرحمان صاحب آپ بھی مثل اپنے باپ بھائیوں کے معزز محترم تھے اکثر ضرورت کے وقت لوگ آپ سے روپیہ قرض لیتے تھے چنانچہ نواب فتح معمور خان نے دو ہزار روپیہ آپ کے یہان سے منگوالئے تھے آپکا انتقال جلد ہوگیا تھا آپکے ترکے پر آپکے فرزندان محمد علی و غلام علی صاحبان کا نام لکھا ہوا دیکھنے مین آیا ہی اس جگہ نقل رقعہ نواب صاحب موصوف تحریر کردی گئی ہی ہے۔

(رقعہ بالعہ)

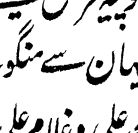

چون مبلغ دو ہزار و یکصد و نود روپیہ و یک آنہ عالمگیرے فتح معمور خان ۱۱۴۴

برائے خرچ سپاہ بمعرفت یار محمد ناتھ دوبی از پیش حقایق و معارف آگاہ شیخ عبدالرحمان بطریق قرض گرفتہ بتحت تصرف خود آوردیم اقراری نمایم کہ مبلغ مذکور را عند الطلب بمشارالیہ برسانم ہیچ عذر درمیان نیارم بنابراین چند کلمہ بطریق تمسک و قبض بالوصول نوشتہ دادہ شد کہ عند الحاجت بکار آید تحریرا فی التاریخ دوازدہم شہر ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۴ ہجری۔

عبدالرسول صاحب کی زندگی ۱۱۲۹ھ تک کاغذ بٹوارہ سے ثابت ہوتی ہی مگر انکے فرزندان مین عبدالواحد وغیرہ تھے آپکا انتقال کرنا جلد معلوم ہوتا ہی

میان داود صاحب بھی دینی شرف و دنیاوی احترام سے بہرہ ور تھے

معلی

گماشتہای جاگیرداران وکروریان حال و استقبال پرگنہ بھولی سرکار چنار صوبہ الہ آباد بدانند - کہ بموجب فرمان عالی شان بندگان حضرت خدیو جہان خداوند زمان باعث امن و امان ظل ظلیل ایزد متعال نائب مناب دادار بے ہمال مظہر اتم پروردگار رحمت اعم افریدگار متقن قوانین جہانداری ممہد مہاد کرم گستری خلافت پناہ ظل مرقوم ہفتم شعبان سنہ ۴ جلوس مبارک موضع مخدوم پور وغیرہ دربست من اعمال پرگنہ و سرکار مذکور از خریف پارس ئیل برای خرچ فقرا و خانقاہ در وجہ مدد معاش حقایق و معارف آگاہ شیخ میان داد وغیرہ دیدہ و دانستہ حسب الضمن مقرر گشتہ باید کہ مطابق فرمان والاشان بعمل آوردہ مواضع مسطور را دربست بتصرف مشار الیہما باز گذارند و اصلا مطلقا تغیر و تبدیل بدان راہ نہ دہند و بوجہ من الوجوہ طلب و طمع نہ نمایند کہ حاصل آنرا صرف معیشت نمودہ بدعاء بقاء دولت ابد طراز اشتغال نمایند و اگر در محل دیگر چیزی داشتہ باشد آنرا اعتبار نکند در نیباب قلمی دانند بست و ششم شہر ذی الحجہ سنہ ۴ جلوس قلمی شد مصر۔

جانب پشت

مقررہ ضمن در وجہ مدد معاش حقایق و معارف آگاہ شیخ میان داد وغیرہ بموجب فرمان عالی شان عہد مرقوم صدر از پرگنہ بھولی سرکار چنیار صوبۂ الہ آباد از خریف پارس ئیل۔

فردے مزین بصاد خاص منضوف بمہر صمصام الدولہ امیر الامرا خاندوران بہادر۔ منصور جنگ بدفتر رسید کہ شیخ میان داد وغیرہ نبیرہ قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین مستحق و کثیر العیال و وابستگان و خرچ خانقاہ و فقرا و صادر و وارد بسیار دارد و ہمیشہ بیاد حق مشغول انداز فضل و کرم امیدوار است کہ موضع مخدوم پور عرف آمد باد وغیرہ ۳ موضع دربست پرگنہ بھولی سرکار چنیار صوبہ الہ آباد در وجہ مدد معاش این دعا گوے مرحمت شود بعرض اقدس رسید شرح صدر حکم شد۔

الست
ہفتدہ

ے موضع دربست

مذکور دربست ع ف امدا	کبورہ	
صماسہ	صماسہ	

خرچ خانقاہ فقرا حسبت اللہ	خرچ خانقاہ فقرا حسبت اللہ	
امار	اماسہ	ماسہ

جمری دربست

خرچ خانقاہ و فقرا	حسبت اللہ
امار	ماسہ

نبیرگان حضرت شیخ مہدی صاحب قادری یعنی فرزندان شیخ ہدایت اللہ صاحب بہت کچھ جاندادونقدی رکھتے تھے اور شاہ آباد مین بزرگی کیساتھ تمول اور خوشحالی مشہور رکھتے چنانچہ حضرت شیخ ہدایت اللہ صاحب مرحوم کے صاحبزادون مین جو جاندادتقسیم ہوئی تھی اُسکا قسمت نامہ قاضی فیض اللہ صاحب کا دستخطی موجود ہی جو یہانپر نقل کیا جاتا ہی اس کاغذسے آپ کی حیثیت ظاہری کا پتہ چلتا ہی

۱۱۲۲ لقب
خادم شرع قاضی شہر
بدیع الزمان

قسمتنامہ

حصہ شیخ عبدالرسول بابت ترکہ حقایق ومعارف آگاہ شیخ ہدایت اللہ مرحوم ازانچہ کہ بموجب تجویز شریعت وفضیلت پناہ قاضی فیض اللہ برضامندی واقرار جمیع وارثان قسمت شدہ۔

دہات مدد معاش	دہات زمینداری
للعے موضع	سے موضع
۳ حال	۵ لو ۵ مواضعان دراصل فتحپور نالسہ دیدہ ودانستہ رعایت شیخ عبدالستار نمودہ شد۔
ہفتدہ	للعے مے موضع
	۳ حال

وزمین محلہ را برشش حصہ قسمت نمایند ازان جملہ بوالدہ شیخ عبدالرحمان و شیخ عبدالرحمان بدھند وتتمہ چہار حصہ را برپنج حصہ قسمت نمودہ ہر پنج برادران علی السویہ بگیرند

سکروالی عملہ پرگنہ پالی	قدمانپور وجدسی	اورنگ آباد	بجھن پور
سے مواضعان	منجملہ پرگنہ ہذا مواضعان	موضع	موضع
کنھرپور وجوگی پور	چک پھانی	ہفتادہ	ہفت حصہ ۷ حصہ
مواضعان	موضع		
جٹھان عملہ پرگنہ سانڈی	اورنگ آباد	کورہا عملہ پرگنہ کانٹ	بجھولی
موضع	موضع	موضع	موضع
بجھن پور	میرپور ناگر		
موضع	حصہ ۱		
فیروزپور وغیرہ	ہسوا	جھمیرپور	طاہرپور
۱ ۱/۲ نصف	للعسکر ۱/۲ نصف	موضع	موضع
ہسولی			
موضع باسم شیخ عبدالرحمن و شیخ عبداستار بموجب برخط حسین حیات شیخ ہدایت اللہ مرحوم منہا شد		مغلاپور عملہ پرگنہ سانڈلی	مسکاکلہی
		۵ بیگہ	موضع
شیخ عبدالرحمن	شیخ عبدالستار	محمدیارپور	فتحپور نالسہ
۱/۲ للعسکر نصف چک	موضع	موضع	مواضعان
میرپور ناگ	ہسوا جٹھان	فیروزپور وغیرہ	دیدہ و دانستہ مال شیخ عبدالستار
۱/۲ للعسکر	موضع	مال بیگہ بقیہ	منہا شد

عہ موضع

سکروالی	قدمانپور وجدسی
سے موضع	مواضعان
کنھرپور وجوگی پور	چک پھانی
مواضعان	موضع

دہات مدد معاش
والدہ شیخ عبدالرحمان
یک حصّہ

زمینداری
شیخ عبدالرحمان و غیرہ برادران
سے حصہ
مشارالیہ عبدالستار
یکحصّہ یکحصّہ
عبدالرسول عنایت اللہ
یکحصّہ و برادر یکحصّہ
میان داد و محمد زاہد
دو حصّہ
ہفتدہ قسمت بموجب تحریر حضرت قاضی جیو
حصّہ والدہ شیخ عبدالرحمان

حصّہ شیخ عبدالرسول صاحب
دہات مدد معاش
اورنگ آباد عملہ پرگنہ ساندی
موضع
کنھرپور وجوگی پور معہ
باغ کلان
ہفتم حصّہ
چک پھانی
ہفتم حصہ
حصّہ شیخ عنایت اللہ

دہات زمینداری
از موضع طاہرپور
عملہ پرگنہ کانٹ
موضع

دہات مدد معاش
سکرولی عملہ پرگنہ پالی
از درست زمین معہ
منہائی سیصدی بیگہ زمین
چک مشارالیہ زمینداری و تالاب
آبادانی و کھیڑہ مشترکہ زمینداری
درست نیہ مشترکہ ہمراہ شریک موافق حصہ
چک پھانی سیوم حصّہ
ہفتم حصّہ

دہات زمینداری
از موضع بہبولی عملہ
پرگنہ کانٹ -
موضع
مع باغ کلان
و تالاب
مشترکہ زمینداری
ہفتم حصّہ

دہات مدد معاش
سکرولی از درست کنھرپور وجوگی پور
زمین سیصدی مع باغ کلان تالاب
بیگہ بعد منہائی حصہ مشترکہ زمینداری
چک والد عبدالرحمن ہفتم حصّہ
و آبادانی
کھیڑہ مشترکہ زمینداری
چک پھانی سیوم حصّہ
ہفتم حصّہ

دہات زمینداری
موضع
۵ بیگہ
مکا کلبھی
موضع
مغلاپور
۵ بیگہ

حصّہ شیخ عبدالرحمان

دہات مدد معاش دہات زمینداری
سکرولی عملہ درموضع میرپور عملہ
پرگنہ پالی از دست پرگنہ کانٹ۔
زمین سیصد کنھرپور وجوگی پور
وسی بیگہ چک والدۂ معہ باغ کلان
عبدالرحمان واقع
نمودہ۔
زمینداری ہفتم حصّہ
سیوم حصّہ
چک پھانی
ہفتم حصہ

حصّہ شیخ عبدالستّار

دہات مدد معاش دہات زمینداری
بجھن پور کنھرپور درموضع کورہا عملہ
موضع وجوگی پور پرگنہ کانٹ
چک پھانی معہ باغ نیم موضع
ہفتم حصہ کلان

حصّہ شیخ میاں داود محمد زاہد

دہات مدد معاش دہات زمینداری
قدماپور وجدسی موضع
مواضعان کورہا عملہ
مشارالیہ پرگنہ
ہفتم حصّہ کانٹ
چک پھانی نیم موضع
دو حصہ محمد زاہد
مشارالیہ ہفتم حصّہ
ہفتم حصّہ

تحریر دوازدہم شہر ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۹ھ

شیخ غلام علی صاحب و محمد علی صاحب و عبدالواحد صاحب و عبدالرؤف صاحب یہ حضرات پوتون مین تھے جملہ نیک اطوار اہل دستر اور صاحب جائداد تھے اکثر انکے نام بحالی جاگیر کے اسناد موجود ہین کیونکہ وقتاً فوقتاً حکام وقت نے جو شاہان دہلی کی طرف سے مامور تھے انکی مملوکہ اور مقبوضہ آراضیون کی سندین لکھی ہین اور اب تک موجود ہین چنانچہ عیسی بیگ خان نے منجانب محمد شاہ بادشاہ ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۸ جلوس مطابق سنہ ۱۱۴۳ فصلی کوچوکی پور و کنھر پور کی سند بموجب کاغذات سابق غلام علی صاحب وغیرہ کے نام لکھی ہے اور ۹ ذالحجہ سنہ ۳۰ جلوس مطابق سنہ ۱۱۵۸ فصلی کو چار قطعہ چکوک کی سند بنام شیخ عنایت اللہ صاحب منور خان نے منجانب احمد شاہ بادشاہ تحریر کی ہے کل اسناد کی نقل موجب طوالت ہے صرف ثبوت کیلیے ایک سند کی نقل لکھدینا کافی سمجھا جاتا ہے۔

نقل سند

مہر صدر خان مکرم ۱۱ جلوس

متصدیان حال و استقبال پرگنہ پالی و تعلقات شاہ آباد سرکار خیرآباد صوبہ اخترنگر اودھ بدانند۔ چون موضع جوگی پور و کنھر پور و چند قطعات زمین دیگر از آبادی باغات از قدیم امام از حضور حضرت خدایگانی و نائبان صوبہ خصوص از اعمال نواب وزیر الممالک بہادر مرحوم بنام شیخ عنایت اللہ و برادر زادگان شیخ محمد علی و غلام علی و شیخ عبدالروف و شیخ عبدالغفور و بیوہ ہای شیخ عبدہادی باشیخ جدہ صاحبہ نیرزادگان مقرر است لہذا نگاشتہ میرود کہ بدیدن پروانہ

سابق بنام مشار الیہا گذارند و بوجہی من الوجوہ مزاحمت نرسانند و رینباب تاکید اکید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند۔ بست و ششم شہر رجب المرجب سنہ جلوس نوشتہ شد۔

اختلاف

مفتاح التواریخ مصنفہ طامس ولیم صاحب مطبوعہ منشی نول کشور صاحب کے دیکھنے سے ایک عجیب مغالطہ پیدا ہوا تاریخ مذکور میں تحریر ہے کہ حضرت شیخ محمد مہدی صاحب قنوج میں اپنے والد شیخ کبیر بالا صاحب کی درگاہ کے متصل مدفون ہیں اور ان کا انتقال ۱۶ محرم ۱۰۸۸ھ ہجری میں واقع ہوا ہے اُنکے مزار پر بھی عالیشان گنبد بنا ہوا ہے ان کے روضہ کے اندر اُن کے دو فرزندوں کی قبریں موجود ہیں اور گنبد کے دروازے پر یہ عبارت مع تاریخ کے تحریر ہے۔

عبارت

این گنبد عالی و قبہ متعالی در عہد سلطنت خرد دین پناہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بادشاہ غازی تعمیر یافت۔ تاریخ وفات حضرت شیخ مہدی بن شیخ کبیر بالا پیر بن شیخ قاسم قادری۔

قطعہ تاریخ

ہزار بود و ہشتاد و ہشت از ہجرت — گذشت شانزدہم روز از محرم ماہ
شب شنبہ و ہنگام صبحدم بُوَد — کہ آن محمد مہدی سپردہ جان بالہ

این قبہ پر نور و گنبد با تجلی طور مضجع پاک و مرقد عطر ناک قطب ربانی سلیمانی قادری قدس اسرارہ در ۱۰۸۸ھ ہجری تعمیر شد فقط۔

کتاب مذکور کے ان کتبون کی تصدیق راقم نے قنوج کے ایک ثقہ رئیس سے بھی کی ہی اُنھون نے بھی درگاہ کے یہی کتبے نقل کرکے بھیجے ہین۔ اُسمین بجای ہشتاد وہشت کے ہشتاد وہفت لکھا ہوا ہی یعنے یہ مصرعہ یون ہی ؎ ہزار بودہ وہشتاد وہفت از ہجرت۔ حضرت شیخ مہدی صاحب قادری کے وصال کا کتبہ جو شاہ آباد اور قنوج کی درگاہ پر نصب ہے اُسمین یہان اور وہان ایک ہی سنہ رحلت تحریر ہے۔ تعمیر روضہ مین صرف چند ماہ کا فرق ہی کیونکہ ۱۰۸۷ھ ہجری یہان کے مزار پر کندہ ہی اور ۱۰۸۸ھ ہجری قنوج مین نصب ہے کیونکہ شروع سال یعنی ۱ محرم مین آپ کا انتقال ہونا وہان کے کتبہ بالتصریح مین موجود ہی تو یہان بھی ۱۰۸۷ھ کئی مہینے گذرے ہونگے جب مقبرہ تعمیر ہوا ہوگا اِس حساب سے ایک ہی سال کے اندر یہان اور وہان رحلت کا زمانہ پایا جاتا ہی ۱۷ ارمضان ۱۰۸۷ھ ہجری کو نواب دلیر خان نے حضرت مہدی صاحب کی جاگیر موضع جوگی پور وکنھرپور کی بحالی کی سند اُن کے فرزندون کے نام تحریر کی ہی اِس سند سے بھی آپ کا انتقال رمضان سے پہلے ۱۰۸۷ھ ہجری مین ثابت ہی۔ اب رہی یہ بات کہ یہان جو مزار حضرت شیخ محمد مہدی صاحب کا ہی یہ وہی شیخ مہدی ہین جو شیخ کبیر صاحب کے بیٹے ہین یا دوسرے تاریخی قرائن سے ثابت ہوتا ہی کہ وہی ہین کہ جو شیخ کبیر بالا پیر کے صاحب زادے ہین کیونکہ بحر ذخار مین لکھا ہوا ہی کہ شیخ مہدی ابن شیخ کبیر کے بھتیجے شیخ برہان الدین جو اُنکے خلیفہ بھی تھے بڑے کامل اور خدا رسیدہ تھے اُنکے ایک تربیت یافتہ تاج محمود دیوانہ تھے جو شاہ آباد مین اُنکے پاس رہا کرتے تھے شاہ آباد کی لفظ نے اور بھی صراحت کردی اور شیخ

برہان الدین صاحب جالندھر مین مدفون ہین اسکے علاوہ ایک صورت حال
جسپر مفتی محمد یحییٰ صاحب اور قاضی محمد صادق صاحب اور اس عہد کے مشایخ
کی مُہرین پڑی ہوئی ہین آپکے پوتے شیخ غلام علی صاحب جن کا نام شجرہ مین داخل
ہی اُنھون نے شاہ آباد اور قنوج کے معزز باشندون سے تصدیق کرالی
ہی اور اُس تصدیق کرانے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اوسوقت قنوج مین حضرت شیخ کبیر بالا
پیر کے مزار کا سامان ڈاکہ پڑنیسے لٹ گیا تھا اِس مستند صورتِ حال سے بھی ثابت
ہوگیا کہ غلام علی صاحب جو سنہ مہدی صاحب قادری تھے وہ شاہ آباد اور قنوج
دونون جگہ سے تعلق رکھتے تھے اور شیخ کبیر بالا پیر کی املاک کے مالک اور وہانکی
درگاہ کے متولی و کارکن تھے اگر مہدی صاحب شیخ کبیر کے فرزند نہ ہوتے تو آپکی
اولاد وہان کی ملکیت سے کیا واسطہ رکھتی اور باشندگان شاہ آباد سے وہان کے
معاملات کو کیا سروکار ہوتا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک ہی خاندان دونون
جگہ ہی بنا پر باشندگان شاہ آباد اور قنوج سے اِس واقعہ کی تصدیق و تائید کرالی ہی اور نقرے
خانقاہ کیلیے اعانت و امداد چاہی قاسم سلیمانی جو حضرت شیخ مہدی صاحب کے
جدامجد تھے ان کی درگاہ کے بعض پروانے بھی موجود ہین چنانچہ راجہ عظیم خان سرکار
رہتاس صوبہ بہار نے سنہ ۱۱۴۶ فصلی مین ایک موضع شاہ جمال الدین کے نام جو
اُن کی اولاد امجاد مین تھے معاف کیا تھا وہ بھی یہان موجود ہے۔ اور محمد عباس صاحب
قنوجی نے متولیان روضہ بالا پیر و حضرت مہدی صاحب سے راقم کے خط کے ذریعہ
سے اِس بارہ مین تفتیش کی ہی اور اُن کا یہ بیان کہ مہدی صاحب کے بڑے صاحبزادے
مٹھو میان شاہ آباد گئے ہین ان کا مزار شاہ آباد مین موجود ہی کتبہ جو مہدی صاحب کا

یہان موجود ہی اُس سے مہدی صاحب کا شاہ آباد مین مدفون ہونا باعلان معلوم ہوتا ہی بعض کہتے ہین کہ شاہ آباد اور قنوج دونون جگہ شیخ مہدی صاحب رہا کرتے تھے اسلیے آپ نے ہر دو مقامات پر مقبرہ بنوا دیے تھے کہ جہان انتقال ہوگا وہین دفن کر دیا جاون اور دوسری جگہ جو خالی مقبرہ رہیگا وہان اور کوئی اولاد مین مدفون ہو جائیگا۔

بہرکیف مزار حضرت شیخ مہدی صاحب کا پر تصرف ہی اور حق تعالیٰ عالم الغیب دانای حال ہی کہ یہان اور وہان کون سے مہدی مدفون ہین۔

صورت حال جو شیخ کبیر صاحب کی درگاہ کے سامان کی غارتگری کی موجود ہے وہ ثبوت کیلیے لکھدی گئی ہی۔

بیان لماوقع ھکذا وقع

سوال می کند وگواہی می خواہد اضعف العباد شیخ غلام علی پیرزادہ و نبیرہ از سادات عظام و مشایخ کرام اہالی و موالی جمیع ہند و مسلمان ساکنان بلدہ شاہ آباد و قنوج بر انمعنی کہ بتاریخ دہم شعبان افواج پنڈارہا آمدہ ہمگی شہر مذکور را خانہ بخانہ آمدہ غارت نمودہ جلاء وطن ساخت و انچہ اسباب اشیاء از نقد و جنس جائیکہ یافتہ بغارت بردند از انجملہ تمامی اسباب و اجناس درگاہ حضرت پیر صاحب و فقرایان و خدامان کہ از قدیم الایام بطریق نذر و نیاز از صاحبان اہل اعتقاد ہندو و مسلمان امرا و غربا رسیدہ بود آن ہم بغارت بردند بنا بر آن باعث ویرانی

پریشانی نافقیران شدہ وبسبب عدم وجہ معیشت درماندگی قوت روزمرہ استقامت فقیران وارد وصادر ہم موقوف گردید وجز توکلت علی اللہ وجہی دیگر ندارم تفصیل اشیای مفروتہ لالہ دیگہای کلان بقیمت مبلغ پانصد روپیہ دیگ خرد بقیمت شست روپیہ دیگہای خرد ۵ عدد بقیمت دوصد روپیہ دیگر ظروف قیمتی مامعہ ۱۴ عدد تبرک دستار غلاف تربت زلفتی و ۳۳ عدد ۲۵ عدد ورشمین وسفید قرآن مجید تلاوت خاص ۵ تھان دیگر کتب غلہ دوسو من دیگر سامان باقی دیگر اعداد ۱۰ مہرہای شہادت رحیم الدین سید رفیع الدین سید محمد ابن شاہ حسین محمد شاہ ولد شیخ بنا اللہ غلام علی سید محمد اشرف خان ولد حسنو خان دوست محمد ولد شیخ عبد الکریم

مناقشہ

اس خاندان مین ایک بہت بڑا جھگڑا ہوا تھا جس کا ستائیس برس تک مقدمہ لڑتا رہا دوسو گواہ دوران مقدمہ مین مرگئے گیارہ صفحہ نیراسکے تفصیلی حالات درج ہین مگر ہم نے طوالت کے اندیشہ سے اس کا خلاصہ کردیا اور اس خیال سے کہ عہد شاہی مین قاضی کے اجلاس اور برادری کی پنچایت مین معاملات یون رجوع ہوا کرتے تھے لکھدینا مناسب سمجھا - یہ جھگڑا شیخ عبد الروف صاحب اور سنبھر خان سے پیش آیا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ شیخ عبد الستار صاحب نبیرۂ شیخ مہدی صاحب قادری نے اپنے بیٹے عبد الرزاق صاحب سے ناخوش ہوکر اُن کو عاق کردیا تھا اور جملہ ملکیت جس مین

ہزار ہا روپیہ نقد اور جائداد کثیر تھی اپنی زوجہ نور محلہ بی بی کے نام لکھدی تھی
جب عبدالستار صاحب کا انتقال ہوگیا تو عبدالرزاق پورب کی طرف سے
آئے اور آبائی ترکے پر جبریہ قابض ہوگئے اور مانند طرح طرح کے ظلم شروع کیے
وہ بیچاری اپنے چھوٹے بچے عبدالغفار اور آمنہ بیگم لڑکی کو لیکر نواب کمال الدین
خان کی بیوی کے پاس بڑی ڈھیوڑھی چلی آئین اور پناہ گزین ہوئین اور قاضی
فیض اللہ صاحب کے اجلاس مین نالش کی محمود خان بازیدخیل ون ہیکی
وجہ سے مار ڈالے گئے عبدالرزاق نے میدان خالی پاکر تمام نقد و جنس و جائداد
پر قبضہ کیا اور جعلی تملیک بنائی اور حرکات بیجا شروع کی اور کچھ لحاظ اپنے چچا
شیخ عنایت اللہ صاحب وغیرہ کا نہ کیا چنانچہ آخر کار کچھ زمینداری کے ترکہ پر اپنے
چچا میان داد صاحب سے مقابلہ کیا اور فوجداری کرکے فتحپور نالسہ مین مارے گئے
اسکے بعد ان کی مان یعنے بیوہ عبدالستار صاحب اپنے شوہر کے ترکے پر
قابض ہوئین اور کچھ مدت کے بعد اُنھونے جملہ املاک اپنی دختر یعنے والدۂ
عبدالروف صاحب کے نام لکھدی اور ایک ٹپی موضع کندھرپور و فتحپور
و پرانی حویلی ازراہ غیرت اپنی بہو مسماۃ دولت بیگم زوجہ عبدالرزاق مقتول کو
تاحین حیات گذارہ کو دیدی جب یہ حقیقت دولت بی بی نے اپنے بھتیجے
سنجر خان کو لکھی تو عبدالروف صاحب مانع ہوے کہ یہ حق میرا ہے تمھین بجز گذر
اوقات کے انتقال حقیت کا اختیار نہین ہے مگر سنجر خان اس معاملہ کے بعد سفر
کو چلے گئے اور سنہ ۱۱۷۲ھ فصلی مین جس سال جنگ بکسر ہوئی ہے شاہ آباد کو واپس آئے
اور خانزادہ سعادت خان رئیس چھوٹی ڈھیوڑی کے ملازم و مصاحب ہوے اس اثنا مین

شیخ عنایت اللہ صاحب نے انتقال کیا اور شیخ محمد علی و غلام علی صاحبان نے
اپنی جدّہ کے دین مہر کا دعویٰ برادری مین پیش کیا اور اِسکے عبدالروف صاحب
جواب دہ ہوے اِسی سلسلہ مین دولت بی بی نے حصہ فتحپور نالسہ سید احمد صاحب
گیلانی کے ہاتھ فروخت کیا شیخ عبدالروف اور قاضی صاحب نے مشتری صاحب
موصوف سے کہا کہ یہ بیع صحیح نہین مالکہ مجاز نہین اور رہنوز اس جائداد کا قضیہ درپیش
ہے اِس زمانہ مین مرزا سلیمان بیگ شاہ عالم بادشاہ کی طرف سے شاہ آباد
کے عامل ہوکر آئے خانزادہ سعادت خان سنجر کی طرفداری پر آمادہ ہوے
اور عبدالروف صاحب کو دبانا چاہا اور مُلا نصیب اللہ کو پیغام دیکر کہلا بھیجا
کہ عبدالروف صاحب حویلی وپٹی و باغ سے دست بردار ہو جائین ورنہ جانسے
مار ڈالے جائینگے قاضی صاحب کے اجلاس مین مقدمہ پیش ہوا قاضی ضیاء اللہ
خان نے بطور فہمایش کے کہا کہ آجکل جناب عالی نواب وزیر الممالک والی اودہ
بنگالہ وغیرہ کی طرف تشریف لیگئے ہین شہر حاکم سے خالی ہی باہمی طور پر صلح کرلو
بعد ازان سنجر خان کی پھوپھی مرگئین اور اُنھون نے اُس پٹی کو جو ثلث موضع
تھا سید قطب الدین کے ہاتھ بیچڈالنا چاہا مگر سید صاحب نے اِس فساد کی
وجہ سے نہ خریدی اِس مدت مین خانزادہ نے ملا نصیب اللہ کے ہمراہ سید
ابراہیم صاحب قبلہ کو شیخ عبدالروف صاحب کے پاس بھیجا اسوقت مین شیخ
عبدالروف صاحب جان کے خوف سے نواب اعزاز خان رئیس بڑی ڈیہوڑی
کے پاس آکر پناہ گزین ہوے تھے سید صاحب قبلہ نے اُنکے پاس آکر اُنکو سمجھایا
اُنھون نے اپنے عذرات بیان کیے اور کہا کہ اگر میرا حق نہین ہی تو خانزادہ

مجھ سے بربیت نامہ کسوجہ سے لکھاتے ہین سنجر خان کے والد محمد خان بن دلیر خان کا تعلق اُس سے کچھ نہین ہی میرا موروثی مادری ترکہ ہی بلکہ چھٹا حصہ مسماۃ مریم بی بی کی میراث کا جو سنجر خان کی جدہ اور میری مان کی پھوپھی تھین اور مسماۃ حمیدہ بیگم کی والدہ تھین وہ مجھے از روے وراثت مادری سنجر خان سے ملنا چاہیے سید ابراہیم صاحب نے یہ سُنکر فرمایا کہ تمھارا قول اور حق مین تسلیم کرتا ہون مگر مجکو بیبر رحم آتا ہی کہ تمھارے مخالف آمادہ قتل ہین اگر تو اپنے حق سے درگذر کرے اور بربیت نامہ لکھدے تو مناسب ہے مگر عبدالروف صاحب نے باز دعوی نہ لکھا اور کہا کہ یہان دباؤ خانزادہ کا ہی مقدمہ شاہجہان پور مین پیش ہونا چاہیے چنانچہ بمقام شاہجہان پور قاضی محمود خان کے اجلاس مین مقدمہ پیش ہوا وہان قانون شریعت کے مسائل پر جو اس مقدمہ سے تعلق رکھتے تھے خوب بحث ہوئی وہان بھی عبدالروف صاحب کو غلبہ رہا بعدہٗ قاضی محمود خان صاحب شاہ آباد بھی بلاے گئے ۔ شعبان ۱۱۹۸ھ ہجری کو سنجر خان نے عبدالروف صاحب کے مکان پر چڑھائی کی بڑا ہنگامہ ہوا سنت رای چکلیدار کی طرف سے محمد یار صاحب شاہ آباد کے عامل تھے اور اُنکے نائب و برادر درگاہی صاحب تھے اُنھون نے شیخ حبیب اللہ اور شیخ محمد مراد جمعدار کو دفع فساد کو بھیجا اور نواب بہادر علیخان صاحب رئیس کھیڑہ مع اپنے فرزند شجاعت علیخان اور پیر خان ابن سعد اللہ خان و خان زادہ ہدایت خان باقرزی اور عبدالرحمن خان شروانی وغیرہ بہت سے لوگ رفع شر کو آئے اور فریقین کو فہمائش کرکے بسنت رای چکلیدار کے پاس بھیجا اُنھون نے قاضی شہر کے

پاس مع اپنے چوبدار کے روانہ کیا وہان بھی حق عبدالروف کا قایم رہا مگر
قاضی صاحب نے سید محمد غوث عرف سید مرادن صاحب کی خدمت مین فریقین کو
بھیجنا چاہا مگر سنجر خان نے منظور نہین کیا پھر قاضی صاحب نے مولوی سید محمد
فیض اللہ صاحب کو لکھا اُنھون نے انکار کیا ناچار غیر شہر سے دو فاضل طلب
کیے گئے اُس درمیان مین نواب شجاع الدّولہ پورب کے مُلک سے واپس آ گئے
اور صوبہ اودھ کو ضبط کر لیا اور کوئی تعلق اب اسکو دارالسلطنت دہلی سے نہین
رہا راے صاحب تبدیل ہو کر دارالخلافت کو روانہ ہو گئے راجہ بینی بہادر یہانکے
نائب قرار پاے اور سید قطب الدین صاحب شاہ آباد کی فوجداری کی نیابت
پر آئے تو خانزادہ سعادت خان نے انکو بھی ہموار کرنا چاہا سید قطب الدّین صاحب
نے کہا کہ چند روز گذرے ہین کہ پروانہ نواب وزیر الممالک بہادر کا اِس بارہ
مین صادر ہوا ہے صلاح دولت یہی ہے کہ آپ طرفداری سے دست بردار
ہون اور شیخ عبدالروف کو اُنکے گھر مین آباد کرائین یہ سُنکر خان زادہ نے
اپنی جانب سے لالہ شتاب راے متصدی کو اُنکے ہمراہ کیا اور سید قطب الدین اور نواب
اعزاز خان صاحب رئیس بڑی ڈھیوڑی نے شیخ عبدالروف صاحب کو اُنکے
گھر جا کر اُن کو خانہ نشین کرایا اور وہ حسب عمل درآمد سابق اپنی جائداد پر قابض ہوے
اور اِس صورت مین یہ مقدمہ ختم ہوا اِنکے دوسرے بھائی عبدالغفور تھے لیکن چھوٹے
بھائی عبدالغفار صغیر سن مر گئے تھے اِن فارسی کاغذات پر عمائدین شہر کی بیسیون
مُہرین پڑی ہین اور شریک مقدمہ رہے ہین جن کے نام اِستعرض سے کہ یہان کون
کون معزز اور رودار اشخاص گذرے ہین لکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

قاضی ضیاء اللہ خان سید قطب الدین صاحب مشیخ محمد سرور صاحب
شیخ محمد علی صاحب شیخ کریم الدین صاحب پیرزادہ نواب محمد اعزاز خان۔
محمد باز خان خلیل بہادر علیخان سعد اللہ خان خواجہ حفیظ اصاحب دیوان۔
مشتاب رائے مولوی ولی اللہ صاحب محمد روشن صاحب متصدی
سمندر خان مہمند محمد روشن خان کانکر عبد الرحمان خان شروانی محمد آصف
خان تاج الدین خان میر معز الدین صاحب میان امام بخش صاحب
شیخ محمد سعادت صاحب ملا الہ داد صاحب خیر اندیش خان سیدخیل
روشن خان بازیدخیل سید غلام مصطفے صاحب عرف میان چندن یوسف
خان سلیمانی عبد اللہ خان سلیمانی فیض اللہ صاحب حسینی سید اسمعیل صاحب
شیر خان خلیل اخون صاحب فیض اللہ خان خلیل متی زی مظفر علی خان
باقرزئی ناصر علیخان خانزادہ اجمیری خان باقرزئی شیخ قیام الدین وکریم الدین
وشمس الدین پیرزادگان میان خلیل جمال الدین خان بی بی زئی محمود خان
ابراہیم خان مہمند کالے خان غلزئی محمد علیخان تارین زبردست خان خانزادہ
یٰسین خان خلف اکبر رحمت خان خلیل نامدار خان نواب محمد شیر اندا زخان اہلمد
نواب داؤد خان سید ابراہیم صاحب شیخ محمد عرف شیخ بدن شیخ عبد الستار صاحب
پیرزادگان شاہجہان پور۔

شیخ قیام الدین علیہ الرحمہ

آپ حضرت محمد واصل صاحب کے بیٹے اور شیخ قاسم سلیمانی کے پوتے ہین آپ کی

عظمت و بزرگی اس امر سے ظاہر ہی کہ ایسے اکمل اور خدا رسیدہ باپ دادا کی اولاد مین ہین - آپکے والد بزرگوار شیخ محمد واصل صاحب کا لقب باوا صاحب تھا جو ماہ جمادی الاول ۱۰۰۶ھ ہجری مین پیدا ہوے تھے نواب بہادر خان چنارگڈہ سے بکمال احترام لاے اور اپنے شہر شاہ جہان پور مین بسایا اپنی صاحبزادی مسمّا خدیجہ بیگم کو آپکے عقد مین دیا اور چند موضع مثل داؤد پور بجلی پور وغیرہ مع محلہ لکڑہ کے عنایت کیے نواب صاحب موصوف کی صاحبزادی کے بطن سے محمد افضل صاحب اور ایک دختر بادشاہ بیگم پیدا ہوئین - اسکے بعد محمد افضل صاحب اور اُنکی والدہ خدیجہ بیگم نے انتقال کیا محمد واصل صاحب نے اپنی دختر بادشاہ بیگم کا نکاح اپنے بھتیجے شیخ امام الدین عرف شیخ عنایت اللہ صاحب کے ساتھ جو شیخ کبیر صاحب کی اولاد مین تھے منعقد کیا اُن سے شیخ عبدالرزاق صاحب پیرزادگان شاہجہانپور پیدا ہوے اور کل ترکہ عطیہ بہادر خان اُن کو منتقل ہوگیا -

محمد واصل صاحب نے دو عقد اور بھی کیے تھے دوسری بیوی سے شیخ حکیم الدین اور تیسری بیوی سے شیخ قیام الدین پیدا ہوے ۱۰۳۸ھ ہجری مین (۳۱) برس کی عمر مین محمد واصل صاحب نے انتقال کیا اور چنارگڈہ مین جہان اُنکے والد ماجد کا مزار ہی مدفون ہوے تاریخ وفات راقم نے یہ نظم کی ہی ؎

دلا وصل حق شیخ واصل نمود	خدا کرد او را حقیقت پناہ
مظفر پے سال چون فکر شد	ندا داد ہاتف شریعت پناہ ۱۰۳۸

شیخ قیام الدین صاحب کو اُنکی خاندانی فضیلت اور ذاتی تقدس کی وجہ سے نواب کمال الدین خان نہایت اعزاز سے شاہ آباد مین لاے اور محلہ اللہ پور مین

آباد کیا محمود خان رسالدار کی زمین جو شاہی عتاب سے ضبط کر لی گئی تھی اور ویران پڑی تھی آپ کو نذر کی اور اسکے علاوہ اور بھی آراضی بنا بر باغ و مدد معاش کے عنایت کی اسناد اراضیات ابتک آپکے نام کی موجود ہین جن کی نقل ذیل مین درج کردی گئی ہی آپکے پانچ صاحبزادے تھے جن کے اسما یہ ہین شیخ نظام الدین شیخ رحیم الدین شیخ کریم الدین شیخ کالے شیخ نتھو صاحبان - آپکی حیات کا زمانہ ۱۰۹۶ھ ہجری کاغذات سے ثابت ہوتا ہی - پیرزادگان اللہ پور آپ کی اولاد مین ہین درحقیقت آپ قوم کے افغان خلیل متی زئی ہین مگر آبائی فقر کے سبب سے پیرزادگی کے خطاب سے مخاطب ہین -

یافت از شاہ عالم گیر خور
زمان ذرہ از راہ صدق
سید صدیق
خود کمال الدین خان

شیخ قیام الدین جیو

متصدیان مہمات پرگنہ شاہ آباد بعنایت امیدوار بودہ بدانند - چون موازی پنجاہ بیگہ زمین مزروع بکزالہی از جملہ آراضی کہ از یکطرف حد تالاب و یکطرف حد باغ سردار خان و یکطرف حد باغ احداث نمودہ باغ محمود خان درمیان واقع است بحقایق معارف آگاہ نتیجتہ الکرام بہبت باغ مرحمت نمودہ شد باید کہ آراضی مذکور پیمودہ و حد حدود نمودہ در قبض تصرف مشارالیہ واگذارند کہ در آن باغ احداث کنند باید کہ دریں باب قدغن بلیغ دانستہ حسب السطور العمل آرند - تحریرا فی التاریخ ہفتدہم شہر ذیقعدہ ۱۰۹۶ھ

جانب پشت

شرح مقررہ پروانگی دستخط شیخت پناہ منشی رحمت اللہ خان
حاصل نمودہ آنجا حقایق و معارف آگاہ شیخ قیام الدین جیو این کہ موازی پنجاہ
بیگہ زمین پولج مزروعہ بگزاآنہی آراضی کہ از یکطرف حد تالاب و یکطرف باغ سردار خان
و یکطرف حد باغ احداث نمودہ باغ محمود خان این پختہ احداث نمودن باغ بحقایق و معارف
آگاہ مذکور مرحمت نمود شد باید کہ پروانہ بنام متصدیان پرگنہ شاہ آباد نوشتہ دہند
کہ زمین مذکور را بشرح صدر پیمودہ و حد حدود بستہ دہند۔

بتاریخ ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۰۹۶ھ

نقل بدفتر دیوان رسید۔

زمان ذرہ از راہ صدق
خود کمال الدین خان سعید

مشیخ قیام الدین جیو

شجاعت و ستگاہ عبد الرسول خان را اعزا

آنکہ چون موازی پنجاہ بیگہ زمین مزروع بموجب سند جداگانہ بحقایق و معارف آگاہ
شیخ قیام الدین جیو پختہ باغ مرحمت نمودہ شد باید کہ آراضی مسطور مطابق سند مذکور
پیمودہ و حد حدود نمودہ در تصرف مومی الیہ واگزارند بعلت مزروع ہیچ وجہ مزاحم نشوند
چنانچہ دیدہ و دانستہ آراضی مزروع مرحمت شد اگر احیانا در ینصورت خلاف
خواہد ورزید و حقایق آگاہ بحضور خواہند نوشت مصدر انواع عتاب خواہد افتاد

درینباب تاکید تمام دانسته حسب المسطور بعمل آرند - تحریرے فی التاریخ ہفتم ذیقعده سنه ۱۰۹۶ هجری -

دیگر

یافت از شاه عالمگیر خور
زمان ذره از راه صدق
خود کمال الدین حسین صدیق

شیخ قیام الدین حسیو

متصدیان مهمات حال و استقبال پرگنه شاه آباد بعنایت امیدوار بوده بدانند چون موازی یکصد بیگه اراضی بگز الهی مطابق ضمن دروجه حقایق و معارف آگاه من ابتدای فصل خریف سنه ۱۰۹۶ فصلی مرحمت نموده شد باید که موازی مذکور در حال نیک از انجمله پنجاه بیگه مزروعه و پنجاه بیگه بنجر افتاده خارج جمع بطریق زراعت پیموده و چک بسته دهند که حاصلات آنرا فصل بفصل سال بسال متصرف شده باشند - درینباب قدغن بلیغ دانسته حسب المسطور بعمل آرند - تحریرے فی التاریخ چهارم جمادی الاول سنه ۱۰۹۹ هجری -

جانب پشت

چهارم جمادی الاول سنه ۱۰۹۹

چون دروجه حقایق و معارف آگاه شیخ قیام الدین صاحب حسیو ازانجا که حسب الامر بتفصیل ذیل برمحال پرگنه شاه آباد مابیگه بگز الهی -

در موضع خانپور عمله پرگنه مذکور بدهند زمین مزروعه صبیگه — درحیات بیگ زمین بنجر افتاده خارج جمع

حضرت شہاب الدین سیّد احمدؒ صاحب گیلانی شاہ آبادی قدس اللہ سرہ العزیز

سید صاحب موصوف بزرگ برگزیدہ اور سندی سید تھے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی اولاد امجاد مین ہین چودہ واسطون سے آپ کا سلسلہ حضرت قطب عالم غوث بنی آدم تک پہونچتا ہی - سید صاحب بڑے خدا پرست اور مقبول الٰہی تھے ظاہری علم وفضل مین بھی آپ کو پوری دستگاہ تھی - فن بلاغت مین ادیب تھے -

سید صاحب کے والد بزرگوار حضرت سیدنا **ابو اسحاق ابراہیم صاحب** شہر حامہ ملک عرب سے ہندوستان تشریف لائے تھے سیدنا ابراہیم کے سفر کے متعلق انکے والد شہاب الدین احمد ابن سید عفیف الدین صاحب نے اپنی روشن ضمیری سے اُن کی روانگی سے پہلے ہی بشارت دی تھی کہ میرا فرزند ہندوستان کا سفر کرے گا چنانچہ بعد اپنے والد کے سیّد ابراہیم صاحب ہند تشریف لائے جب آپنے ہندوستان مین قدم رنجہ فرمایا ہی تو وہ زمانہ شاہجہان بادشاہ کی حکومت کا تھا اور جب بادشاہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو وہ نہایت قدر ومنزلت سے پیش آیا اور بہت آپ کا اعزاز واحترام کیا اور حسب مراتب مہمانداری کی - غرضکہ شاہی دربار مین آپ نہایت سربلند ہوے - شہزادہ محمد شجاع آپ کا بہت معتقد ہوا اور وہ آپ سے اسطرح سے پیش آتا تھا جیسے کوئی خادم اپنے مخدوم سے - سیّد صاحب ممدوح سے کئی کرامتین ظاہر ہوئین اسلیے خاص وعام کو آپ سے بیحد عقیدت پیدا ہوئی اور ہر طرف آپ مشہور ہوگئے - دس برس تک سید ابراہیم صاحب ہندوستان مین تشریف فرما رہے - اسکے بعد ہولے جب الوطنی نے

آپ کو اپنی طرف کھینچا اور آپ ہند سے عرب تشریف لے گئے اور اپنے وطن پہونچکر شہر حماہ مین ۱۰۶۷ھ ہجری مین ایک محل محلہ کے وسط مین تعمیر کرایا اور ۱۰۶۹ھ ہجری مین سیدۂ فخر بنی نکاح کیا سیدہ مسطورہ عمر باک الاعوج حاکم حماہ کی بیٹی تھین اس عقد کی تاریخ امام بخشی حلبی مصنفہ کتاب شمس المفاخر نے اپنی کتاب مین لکھی ہے جس کا آخری شعر یہ ہی ۔ ؎

اینة بالعرس الذی تاریخه ۔۔۔ زفت الیك نفایس لا فراح

اسکے بعد غرۂ رجب ۱۰۷۰ھ ہجری مین بعض امورات و مہمات کی وجہ سے آپ قسطنطنیہ تشریف لیگیے اور ان کامون کے ختم ہونیکے بعد پھر اپنے وطن حماہ کو تشریف واپس لاے اور ۱۰۷۸ھ ہجری تک وہین آپ نے قیام فرمایا اسکے بعد پھر آپ نے دوبارہ ہندوستان کا سفر فرمایا اور بارہ سال تک آپ ہندوستان مین زندہ رہے سید ابراہیم صاحب جب عرب سے دوبارہ ہندوستان کو تشریف لاے ہین تو شاہ جہان بادشاہ کی سلطنت کا عہد ختم ہوچکا تھا اور اورنگ زیب تخت نشین تھا اور اُسکی توجہ اورنگ آباد کے آباد کرنے کی طرف مبذول تھی اسلیے سید ابراہیم صاحب اورنگ آباد دکن تشریف لیگئے بالآخر ۱۰۸۶ھ ہجری کو سید صاحب موصوف

؎ قال صاحب تحفة الابرار السید شریف الشیخ ابراهیم ابن السید الشریف الشیخ احمد ابن السید الشریف الشیخ عفیف الدین سین ابن السید الشریف الشیخ محی الدین عبد القادر ابن السید الشیخ الشریف شمس الدین محمد ابن السید الشریف الشیخ محی الدین عبد القادر ابن السید الشریف الشیخ شمس الدین صاحب محمد ابن مولانا السید الشریف الشیخ علاء الدین علی الکبیر الگیلانی الحموی الدار المولد توجه بعد وفات والده الی الهند (واخبر ابوه عن ذلک قبل فی بابه) فحصل له القبول التام من الهلها واجتمع بملکها شاهجهان فی بلدة دهلی

نے اُسی شہر مین انتقال فرمایا اور آپ اورنگ آباد دکن کے محلہ بیگم مشہور بہ دار الشفا
مین مدفون ہوے شجرہ خاندانی مین جو آپکے صاحبزادہ شہاب الدین سید احمد
صاحب نے لکھا یا ہی اور وہ شاہ آباد مین موجود ہی سال رحلت ۱۰۸۶ھ ہجری تحریر
ہے۔ اور یہ عبارت عربی کہ السیّد ابراھیم توفی باورنگ اباد سنۃ سبع وثمانین والف ہجری
مرقوم ہی اہل عرب نے سید ابراہیم صاحب کے سنہ وفات اور مدفن مین اختلاف کیا ہی اور
بجاے ۱۰۸۶ھ ہجری کے ۱۰۸۹ھ ہجری اور بجاے اورنگ آباد کے شاہجہان پور
مدفن قرار دیا ہی اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ بُعدِ مسافت سے عرصہ تک کوئی آدمی
اور خبر اُن تک نہین پہونچی اُس زمانہ مین ریل وتار وڈاک وغیرہ کے ذریعہ نہ
نہ تھے اور جلد حالات معلوم نہ ہوتے تھے۔ مدت کے بعد کوئی شخص کہین سے اگر گیا
اور کچھ اُسنے بیان کیا اور اُسمین کچھ غلطی ہوگئی تو پھر اسکی تصحیح نہین ہوسکتی تھی۔ اہل حماہ
نے جو یہ لکھا ہی کہ سید ابراہیم صاحب اپنے تکیہ مین جو اُنھون نے شاہجہان پور مین
بنایا تھا مدفون ہوے اسمین بھی سہو ہوا حالانکہ شاہجہان پور مین آپکے بھائی ابوالحسن

فانزلہ المنزلۃ التی بہا انزلت التی ہو اہلہا وہرعت الیہ جمیع اہل تلک البلاد اعتقدوہ غایۃ الاعتقاد علی الخصوص
ابن ملکہم محمد شجاع فانہ کان معہ علی ما یذکر کالمطیع مع المطاع (وظہرت علی یدیہ الکرامات وساذکر ہا فی البلاد) وجرت
لہ معہم امور وامتحانات اظہرہ اللہ ببرکۃ سلفۃ الطاہرو اقام ہناک مدت عشر سنین ثم عاد الی حماۃ وکان دخولہ الیہا
۱۰۶۷ھ ہجری وجدد بناقصرہ داخل دارہم وکان تمامہ بقیہ حاشیہ صد ۹۲ ۱۰۶۹ھ ہجری وتزوج (البنت فخری)
بنت عمر باک الاعوجی حاکم حماۃ فی السنۃ المذکورہ وعمل لہ تاریخا نظما الامام النجشی صاحب شمس المفاخر جا وختامہ ؎
ھنیت مابا العرس الذی تاریخہ ذفت الیک نفایس الافراح وفی غیرہ ۱۰۸۰ھ ہجری توجہ الی القسطنطنیہ
وفی بعض امور ومہمات وبعد قضایہا عاد الی وطنہ حماۃ واستقام بہا الی ۱۰۸۶ھ ہجری ثم انہ سافر مرۃ ثانیہ
الی الہند واستقام بہا اثنا عشر سنۃ وکان اجلہا بہا دفن قدس اللہ روحہ فی تکیۃ کان بناہا فیہا فی خطرۃ الاولی
توفی فی بلدۃ شاہجہان پور ۱۰۸۹ھ ہجری وبہا دفن۔ ۱۲ ف ۱۲

سید علی صاحب دفن ہوے جن کا مزار مشہور ہی۔ سید ابراہیم صاحب کی تصویر دھلی یا اورنگ آباد مین کسی نے کھینچ لی تھی جواب تک انکے خاندان مین وہ چلی آتی ہی۔ ہمنے سید ابراہیم صاحب کے یہ حالات جو تحریر کیے ہین وہ تحفۃ الابرار کی عربی عبارت کا ترجمہ ہی یہ نایاب قلمی نسخہ شیخ السادات سید محمد صالح صاحب بن سید مرتضی صاحب نقیب الاشراف کے پاس حماہ مین موجود ہی اس مستند کتاب سے جو عبارت کہ سید سیف الدین صاحب برادر نقیب الاشراف نے سید احمد علی صاحب مہاجر کو تحریر فرمائی تھی اور وہ عبارت مہاجر موصوف نے مدینہ منورہ سے راقم کو ارسال فرمائی ہی جس کی نقل راقم نے حاشیہ پر درج کردی ہی۔

سید ابراہیم صاحب کے حالات شمس المفاخر ذیل قلایدالجواہر مین بھی ہین یہ کتاب عربی زبان مین ہی اور مصر مین چھپی ہی راقم کی نظر سے گذر چکی ہی یہ آپ ہی کے عہد مین تصنیف ہوئی آپکے ہندوستان تشریف لانے اور واپس جانے وغیرہ کا تذکرہ بھی مصنف نے لکھا ہی۔ اسکے بعد یہ لکھا ہی کہ سید ابراہیم صاحب استنبول تشریف لے گئے ہین خدا سے اُمید ہی کہ آپ سلامتی سے تشریف واپس لائین کتاب مذکور مین اسقدر تحریر ہے۔ اِس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سید صاحب استنبول ہی مین تھے کہ مصنف کا انتقال ہوگیا اور آپکے باقی حالات درج کرنے کی نوبت نہین پہونچی۔

اس جگہ پر اس امر کا اعلان کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ سید ابراہیم صاحب اور اُنکے اباواجداد جو سادات غوثیہ یعنے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی اولاد امجاد مین ہین بجاے بغداد کے حماہ مین کیسے سکونت پذیر ہوے اور بغداد شریف سے کیون چلے آئے اس امر کی تصدیق بھی راقم نے سید ابراہیم صاحب کے خاندان

سے جو حماہ مین مسندِ سجادگی پر رونق افروز ہین بذریعہ مہاجر صاحب کے حاصل
کی ہو اور اسکے متعلق جو اُن حضرات نے عربی مین حال لکھا ہو اُس کا ترجمہ اُردو مین
خاکسار نے تحریر کر دیا ہے اِس خاندان سے جو بزرگ کہ اوّلاً بغداد شریف سے حماہ
تشریف لائے ہین وہ سید سیف الدین صاحب ہین اور اِنکے آنے کی وجہ یہ
ہوئی کہ جب تاتاریون نے بغداد کو قتل و تاراج کیا تو اسی فتنہ مین سید سیف الدین
صاحب کے والد حضرت ظہیر الدین صاحب بھی تاتاریون کے ہاتھ سے شہید ہوئے
اس ہنگامہ مین انقلاب غیظ پاکر سید سیف الدین صاحب بھی اپنے وطن سے
۶۵۶ھ ہجری مین حماہ کو چلے آئے اور حاکم حماہ کے یہان مہمان ہوئے آپکا ارادہ
مصر جانے کا تھا مگر تقدیر الٰہی مین کچھ اور لکھا ہوا تھا۔ اُس حاکم کے ایک لڑکی تھی اور
وہ اس زمانہ مین بیمار تھی اُس حاکم نے آپ سے اُس لڑکی پر دَم ڈالنے کی استدعا
کی آپ نے اُسکے حق مین دعا کی اور کچھ پڑھکر اُسپر پھونکا آپ کی دعا کی برکت سے
خداوند کریم نے اس مریضہ کو شفا دی یہ حال دیکھکر حاکم شہر آپ کا گرویدہ ہو گیا اُسکے
بعد آپ نے مصر جانے کا ارادہ کیا مگر حاکم مذکور نے جانے دیا اور اپنے شہر کی
بود و باش کی استدعا کی آپ نے استخارہ کیا اپنے جدامجد غوث پاک کو دیکھا کہ
فرماتے ہین کہ حماہ مین تم مقیم رہو پس حسب الارشاد آپنے حماہ مین قیام فرمایا حاکم
شہر نے اپنی اُس لڑکی کو آپ کی زوجیت مین دیا اور حضرت کیواسطے ایک زاویہ
نہر عاصی کے کنارے تعمیر کرا دیا اور اسمین آپ رہنے لگے ۷۳۴ھ ہجری مین سید
سیف الدین صاحب نے انتقال فرمایا اور زاویہ قادریہ مین مدفون ہوئے۔ اب
قریب پانسو اشخاص کے آپ کی اولاد امجاد حماہ مین آباد ہین (حماہ) شام کے مُلک

مین ایک بڑا شہر ہے۔ جو ریل کہ دمشق سے حلب کو جاتی ہو اُسکے اثنائے راہ مین یہ شہر واقع ہو دمشق سے حماہ کا کرایہ سات روپیہ ہو اور حماہ بغداد شریف سے بہت دور ہے بغداد ملکِ عراق مین ہو اور حماہ شام مین ہو۔ اسمین سادات گیلان کا ایک محلہ علیحدہ آباد ہو سب حضرات کے مکانات اس ہی محلہ مین ایک جگہ ہین یہ لوگ حماہ شریف مین گیلانی کے لقب سے مشہور ہین۔ آجکل اس خاندان مین جو سجادہ نشین ہین وہ سید صالح ہین وہان سجادہ نشین کو نقیب الاشراف کہتے ہین سید صالح صاحب کے والد سید مرتضی صاحب بھی نقیب تھے۔ سید نجیب صاحب اور سید سیف الدین صاحب دو بھائی سجادہ نشین حال کے ہین سادات حماۃ کو اپنی عالی خاندان اور شریف النسب ہونے کا بڑا پاس ہو کسی کو اپنے نسب مین داخل نہین ہونے دیتے۔ ابھی چند سال ہوے ایک سید جو سلطان عبدالحمید خان کے مقرب تھے اُن کو سادات حماہ ہونے کا خیال تھا اُنھون نے اپنا نسب نامہ معہ سلطانی پروانہ کے تصدیق کے لیے بھیجا جب اِن حضرات نے اپنے یہانکی کتابین دیکھین تو اُس نسب نامے کے خلاف پایا سید محمد صالح صاحب نقیب الاشراف نے مہر کرنے سے صاف انکار کر دیا اور وہ سید سخت ناراض ہوے سادات حماۃ کو اپنی جاگیرات و مشاہرہ کے ضبط ہونے کا بہت خوف ہوا اِس ہی اثنا مین استنبول مین اختلاف ہوا اور سلطنت متغیر ہو گئی اور سادات حماہ کو کچھ نقصان نہین پہونچا یہ حضرات صاحب جاہ و منزلت ہین علم و بزرگی درس و تدریس کے ساتھ دولتمندی بھی ہو غرضکہ شرف دینی اور ثروت دنیاوی سب کچھ حاصل ہو سادات حماۃ مین اب بھی علما و زہاد موجود ہین۔ گذشتہ زمانہ مین سادات غوثیہ جو بغداد شریف سے حماۃ مین آکر

سکونت پذیر ہوے ہین اِن مین بڑے بڑے صاحب کرامت گذرے ہین منجملہ اُنکے ہم
ایک سید علاء الدین علی صاحب جو سید شمس الدین صاحب کے صاحبزادے اور سید
سیف الدین صاحب کے پوتے اور سید شہاب الدین سید احمد صاحب شاہ آبادی
کے آبا و اجداد مین گذرے ہین اُنکے کچھ مختصر حالات شمس المفاخر سے ترجمہ کرتے
ہین اُس سے ناظرین کو اندازہ ہو جاے گا کہ حماہ مین سادات کی جو شاخ آئی ہی
اُس مین ایسے عظمت مآب و صاحب تصرف حضرات گذرے ہین امام نجشی حلبی
نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ امام علامہ شیخ اسلام ابو الصدق قاضی شہبہ نے جو تاریخ
سنہ ۷۰۰ ہجری مین تصنیف کی ہی اُسمین تحریر کیا ہی کہ سید علاء الدین صاحب نہایت
جوانمرد و شجاع اور ذکی بزرگ تھے آپ کی عظمت و وقعت تمام خاص و عام اور حکام
مین پھیلی تھی۔ سلسلۂ قادریہ کی اشاعت مین آپنے کمال کوشش فرمائی تھی۔ مذہبی معاملات
مین آپ نہایت سختی کرتے تھے لہو و لعب کے امورات روکتے تھے اکثر قمار خانے اور
بھٹی خانے آپنے توڑ ڈالے اور مئی خانہ جادہ فرح کا جو وہان بہت آراستہ
تھا اور اُسکے نیچے خزانہ تھا اپنے مسمار کر دیا۔ اور یہ پُرانی خرافات چیزین آپکی ذات
بابرکات سے معدوم ہو گئین اسلیے حمویون نے آپ کی مخالفت پر کمر چست باندھی
اور آپنے اُس کفرستان مین رہنا بے لطف سمجھا اور مصر کی روانگی کا قصد کیا جسوقت
کہ حمویون نے آپ پر چڑھائی کرنا چاہی تو ایک شخص رواتی نام جو مشایخ حماۃ سے تھا
دوڑا اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ آپ اپنے دروازہ پر
تکیہ لگاے ہوے بیٹھے ہین اور اہل شہر آپ پر زغہ کرتے ہوے چلے آتے ہین آپنے
جواب دیا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے تو پردہ اُٹھا کر دیکھا اُسنے دروازہ کا جو پردہ اُٹھایا تو ایک

شیر ببر نکلا اور منہ کھول کر اُسنے حملہ کرنا چاہا رواتی گھبراکر بھاگا اور حمویون کی جماعت
کے پاس جو سید موصوف کے دروازہ کے قریب آگئی تھی پہونچا اور اُن کو اِس حال کی خبر
پہونچائی وہ لوگ یہ واقعہ سنکر بھاگے سید صاحب ممدوح کے پڑوس مین کردی لوگ جو
معتزلہ مذہب کے تھے آئے اور اُنھون نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آپ کے مخالفون پر حرب جدالی
کو تیار ہین آپ نے آیت کریمہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پڑھی اور فرمایا کہ مجھے
خداوند کریم کی مدد کے دوسرے کی مدد درکار نہین - اِس عرصہ مین جملہ مخالفین جامع نوری
کے قریب جمع ہوے آپ تن تنہا اُنکے پاس تشریف لیگئے اور اُنکی طرف متوجہ ہوکر اعلانیہ
دین اسلام کی تعریف بیان کی اِسکے بعد آپ وہان سے چلے گئے مگر کسی کو آپکے پاس
آنے کی جرات نہ ہوئی اسکے بعد مصر کی طرف مع اپنے مُریدین وغیرہ کے روانہ ہوے
جب آپ حمص پہونچے تو وہانکے باشندے آپ کی پیشوائی کو بڑی عقیدت سے
حاضر ہوے اور دوکانین بند ہوگئین اور اہل شہر آپ کو بہت عجز سے روکتے رہے
مگر آپ وہان نہ ٹھہر سکے - بعد بیک ہوتے ہوے بیت المقدس مین داخل ہوے وہان
ایک شخص حموی تھا جو حرم شریف کا محافظ تھا اُسنے اپنے ہم وطنون کی اطلاع اور دوعلائی
سے آپ کی تعظیم و توقیر کی طرف توجہ نہ کی سید علاء الدین صاحب حرم شریف کے متصل
مدرسہ کے حجرہ مین آرام فرما ہوے جب آدھی رات گذر گئی اُس محافظ حموی نے خواب
دیکھا کہ رسول اللہ صلعم حرم شریف مین تشریف فرما ہین اور آپکے گرد صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کی جماعت حاضر ہے آپ اُن سے آہستہ آہستہ کلام فرماتے جاتے ہین
یہ دیکھکر محافظ حموی اُٹھا اور آپکے دست مبارک کو بوسہ دینے کیلیے حاضر ہوا مگر آنحضرت
نے اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا وہ ہر چہار طرف پھرتا رہا اور حضور سرور عالم نے کسی طرف

سے اُسکی طرف توجہ نہین فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ تو نے میری اولاد (علی) ابن عبد القادر
کے ساتھ کج ادائی کی اس وجہ سے مین تجھ سے نہایت ناراض ہون جب تک کہ وہ
راضی نہ ہونگے مین راضی نہ ہون گا یہ خواب دیکھکر وہ حموی بیدار ہوا اور بڑا خوف
اُسپر غالب ہوا رات ہی مین وہ آپکے حجرے پر حاضر ہوا اور آپکے قدمونپر گر پڑا آپنے
فرمایا کہ تو ہمارے پاس بغیر شفاعت ہمارے جد امجد رسول اللہ صلعم کے نہین آیا اُس نے
معافی کے لیے فریاد کی اور بے ہوش ہوگیا اور قریب الموت تھا پس آپنے اُسکی
خطا معاف فرمائی اسکے بعد آپ وہان سے مصر کو روانہ ہوے اُس محافظ نے اپنے
بھائی ابن رقاعہ کو جو مصر مین شیخ الشیوخ اور سلطان المشایخ اور سلطان مصر کا
مقرب تھا اور کثرت سے لوگ اُسکے مُرید تھے اپنے تمام واقعات کی اطلاع دی جب
آپ مصر پہونچے تو حسب اطلاع ابن رقاعہ استقبال کے لیے حاضر ہوا اسکے ساتھ
مصر کے علما، فقہا، قاضی وحکام واہل لشکر جن مین سولہ سو سادات عظام اور قریب
اسی کے عمائدین شہر سے تھے ابن رقاعہ اُنکی رکاب تھامکر پیدل ساتھ ساتھ چلا جب
اہل شہر نے اُسکو اس حال سے دیکھا کل اہل شہر پیدل ہوگئے جس وقت سید علاء الدین
صاحب سلطان مصر کے مکانات کے قریب گذرے اُسنے یہ مجمع اور یہ شان وشکوہ خود دیکھا
جب قلعہ کی بلندی پر پہنچے سلطان خود کھڑا ہوگیا اور چند قدم بڑھکر خیر مقدم کیا اور
بغل گیر ہوا اور اپنی مسند پر بٹھایا اور آپ سے ہم کلام ہوا ابن رقاعہ دونون کے
سامنے کھڑا تھا سلطان ابن رقاعہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ای شیخ بیٹھ جا ابن رقاعہ
نے کہا کہ یہ طرح ممکن ہو کہ دو سلطان ایک سلطان دُنیا اور دوسرا سلطان آخرت
ہو اُنکے سامنے مین تیسرا شخص بیٹھون بالکل ادب کے خلاف ہے ابن رقاعہ نے حمویون کی

بے ادبی کا حال عرض کیا تو وہ حمویون پر نہایت غضبناک ہوا اور حمویونکو مسلسل گرفتار کرکے لانے کا حکم دیا چنانچہ حموی حاضر کیے گئے سلطان نے اُن کو سخت سزائین دین اور ذلیل کرنا چاہا مگر آپ کی رحمدلی جوشزن ہوئی اور سلطان سے سفارش کرکے تعذیب سے بچادیا مگر مختلف شہرون مین اُن کو جلا وطن کردیا گیا اور خانقاہ قادریہ کے واسطے بہت سے مواضعات جاگیر مین دیے جو خانقاہ حماۃ کی اب تک متعلق ہین سید علاء الدین صاحب نے ۱۴ جمادی الثانی ۷۹۳ھ ہجری مین رحلت فرمائی آپکے جنازے کے ساتھ بڑا ہجوم تھا اور جنازے کا بوجھ محسوس نہ ہوتا تھا آپکے جنازے کی نماز کئی بار ہوئی۔ آپکے تین صاحبزادے تھے سید شمس الدین صاحب۔ سید بدرالدین صاحب سید نورالدین صاحب۔ کل آپ ہی کی اولاد ہی جو شہر حماۃ مین رہتی ہی۔

القصہ جب سید ابو اسحاق ابراہیم کا انتقال ہوگیا تو آپ کی اولاد مین ایک صاحبزادے شہاب الدین سید احمد صاحب اور دوسری صاحبزادی سیدہ آمنہ عرب مین موجود تھین تحفۃ الابرار مین مرقوم ہو کہ شہاب الدین سید احمد صاحب اپنے والد کے انتقال کے بعد ۱۰۹۰ھ ہجری مین اپنے چچا ابوالحسن سید علی صاحب کے ہمراہ حماۃ سے ہندوستان تشریف لاے اور اپنے والد کے متروکات پر قابض ہوے مصنف تحفۃ الابرار کا قول ہو کہ ۱۱۰۳ھ ہجری تک سید احمد صاحب ہندوستان مین موجود ہین ہماری دعا ہو کہ حق تعالی اُن کو صحیح وسلامت واپس لاے۔

سید سیف الدین صاحب حموی برادر نقیب الاشراف اپنے خط مورخہ ۱۳۲۹ھ مین تحریر فرماتے ہین کہ ہم لوگ یعنی سادات حماۃ کو ۱۱۰۳ھ ہجری کے بعد جو زمانہ تحفۃ الابرار

کے لکھنے کا ہی پھر کچھ حال معلوم نہین ہوا کہ سید احمد صاحب ہند سے واپس حماۃ مین آئے یا نہین اور سید احمد صاحب کی اولاد ہند مین ہوئی یا نہین کیونکہ اس مدت یعنی (۲۲۶) سال مین اُسطرف سے کوئی خبر ہمارے پاس نہین آئی نہ کوئی آدمی آیا مگر سید علی صاحب کی اولاد اسوقت تک حماۃ مین موجود ہی۔

سید صاحب کے ہندوستان آنے کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہی کہ آپ کے آبا و اجداد کی عظمت و بزرگی کی وجہ سے خود اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کو عرب سے بلوایا تھا اور بادشاہ مذکور نے اپنی لڑکی سید صاحب کے نکاح مین دی تھی سید صاحب کے اوصاف و تقدس کی شہرت بھی ہندوستان مین مثل اپنے پدر بزرگوار کے ہوئی اور آپ کو خواص و عوام مین مقبولیت و ہر دلعزیزی کا درجہ حاصل ہوا۔

جناب سید صاحب کو لوگون کی گرویدگی و قدردانی نے وطن نہ جانے دیا اور ہندوستان کے رہنے پر مجبور کیا تو اسی زمانہ مین کسی ضرورت پر سید صاحب نے اپنی شرافت خاندانی کی صداقت کیلیے اپنے اعزہ کو لکھا ہی اور اکابرین عرب نے ایک شجرہ آپ کی عالی نسبی کا تصدیق کرکے ہندوستان مین آپ کے پاس بھیجا ہے جس مین آپ کا سلسلہ حضرت غوث الاعظم تک پہونچتا ہی راقم نے وہ شجرہ شاہجہانپور مین دیکھا ہے نہایت خوشخط مطلا مذہب عربی زبان مین ہی جسپر مُہرین سادات عظام کی پڑی ہوئی ہین۔

بقیہ حاشیہ تعالی ان یاتی بہم للعالمین بمنہ وکرمہ ومن بعد ذلک التاریخ لم نقف علی اثر رجوعہم من الہند الحماۃ ولا لدی ہل صار للسید احمد ابن السید ابراہیم الگیلانی المذکور اولاد فی الہند حیث ما احدثنا باخبر من ذلک الاطراف واما السید علی بن سید احمد بن السید عفیف الدین حسین الگیلانی المذکور الذی راح معہ ابن اخیہ للہند فاولادہ وذریتہ موجودین فی حماۃ ۱۲

بعد انتقال نواب دلیر خان کے جب نواب کمال الدین خان کو شاہ آباد کی آبادی کو ترقی دینا منظور ہوا اور اُس عرصہ مین اُن سے کوئی بادشاہی مہم انجام کو پہونچی اور بادشاہ ان سے خوش ہوا تو اُنھون نے اُسکے صلہ مین سید صاحب اور قدم مُبارک ملنے کی استدعا کی اور بادشاہ نے کمال خاطرداری سے سید صاحب کو نواب صاحب کے ہمراہ جانے اور اُن کے وطن مین آباد ہونے کی اجازت دی چنانچہ نواب صاحب سنہ ۱۰۹۶ ہجری مین سید صاحب کو بہزار فخر و ناز شاہ آباد لائے اور کمال تعظیم و توقیر سے اپنی صاحبزادی گل بیگم صاحبہ کو سید صاحب کے عقد مین دیا یہ قول بھی اس واقعہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب نواب صاحب نے اپنی صاحبزادی کو سید صاحب کے نکاح مین دیا تو یہ عرض کیا کہ یہ خادمہ حضرت کے وضو کرانے کے واسطے حاضر کی گئی ہے اس سے سید صاحب کی عظمت اور نواب صاحب کی عقیدت کا پتہ پایا جاتا ہے۔ نواب صاحب نے اکثر مواضعات مین سید صاحب اور اُن کی بیوی کے نام چکوک تحریر کر دیے جن کی بعض سندین راقم نے حاشیہ پر تحریر کر دی ہین سید صاحب کے نام نامی

سند معافی منجانب نواب کمال الدین خان بنام سید صاحب۔

مہر — فرستادہ از شاہ عالمگیر غفور — ہوالغنی

زمستان از راہ صدق — متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ شاہ آباد

خود کمال الدین خان — محال جاگیر بعنایت امیدوار بودہ بدانند۔ چون موازی

یکصد و پنج بیگہ زمین پختہ بگز الٰہی در سواد متوضع ہری عمدہ پرگنہ مذکور از ابتدای فصل خریف سنہ ۱۰۹۶ الف ہجری یکہزار نود و شش در وجہ نذرانہ قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین میر سید احمد گیلانی حسب الضمن مرحمت شد باید کہ ارباب مرقوم را بحد و مفصل ذیل بتصرف میر مغز الیہ واگذارند و بوجہی من الوجوہ مانع و مزاحم نشوند در نیاب تاکید تمام دانستہ حسب المسطور بعمل آرند۔ تحریر فی التاریخ یازدہم ربیع الاول سنہ ۱۱۱۱ ہجری مصہ

کے ساتھ لفظ خان بھی شجرہ وغیرہ مین تحریر ہے اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ کو خطاب خانی بادشاہ کی طرف سے مرحمت ہوا ہی آپ کے آبا و اجداد مین بجز آپ اور کسی کے نام کے ساتھ لفظ خانی شجرہ مین نہین لکھا گیا ہے آپ کو اپنے ہی آبا و اجداد سے بیعت و اجازت حاصل تھی اور آپ سے سلسلہ پیری و مُریدی جاری تھا ایک مکتوب مین آپ کے محامد و محاسن مولانا عبداللہ صاحب مغربی نے حسب ایما آپ کے عربی زبان مین تحریر کیے ہین اور اِس مکتوب مین فضائل سادات و اہلبیت رسالت اور مناقب غوثیہ اور آپ کے آبا و اجداد کے مستند حالات لکھے ہین اور شجرہ آپکی اولاد سے تا حضرت غوث الثقلین مرتب کیا ہی اور اسبارہ مین تحفۃ الابرار لوامع النور شمس المفاخر وغیرہ کتب کا حوالہ دیا ہی اور یہ مکتوب معہ شجرہ کے آٹھ ہاتھ لمبا اور اور ایک ہاتھ سے زایہ چوڑا ہے غرض کہ طول طویل ہی مصنف موصوف نے سنہ ۱۱۳۴ھ ہجری کو آپکے عہد حیات مین لکھا ہی سید صاحب کے اوصاف

بقیہ حاشیہ **جانب پشت** بموجب ضمن موازی یکصد پنج بیگہ اراضی زمین از سواد موضع ہری عملہ پرگنہ شاہ آباد در وجہ نذرانہ قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین میر سید احمد گیلانی مرحمت شد ۱۰۵ بیگہ پختہ۔

شرق حد دھوروہ موضع ہری — غرب حد دھوروہ موضع حسن پور — جنوب حد دھوروہ موضع ہری — شمال حد دھوروہ موضع شہتاپور

نقل سند منجانب نواب صاحب بنام اہلیہ سید صاحب

مہر بادشاہ غازی زادہ عالمگیر خانہ کمال الدین خان

بالعنی متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ شاہ آباد محال جاگیر جنابت ایمیدوار ارادت مند چون موازی پنجاہ بیگہ زمین پختہ بگزِ الٰہی در سواد موضع جمورا عملہ پرگنہ مذکور از ابتدای فصل خریف سنہ ۱۱۴۵ھ یکہزار یکصد و سہ فصلی بنام قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین میر سید احمد گیلانی حسب ضمن مرحمت شد باید کہ از اراضی مرقوم رابحدود و مقصلہ ذیل متصرف مشارالیہ دانگذارند بوجہے من الوجوہ مانع و مزاحم نشوند در ینباب تاکید تمام دانستہ حسب المسطور العمل آرند تحریرا فی التاریخ چاردہم شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۴۵ ہجری مصہ

جانب پشت موجب ضمن موازی پنجاہ بیگہ زمین پختہ از سواد موضع جمورا پرگنہ شاہ آباد بنام اہلیہ قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین میر سید احمد گیلانی مرحمت شد ۵۰ بیگہ پختہ

حد شرقی دھوروہ موضع بلیتا لالا مدہا حد دھوروہ موضع جمورا — حد غربی دھوروہ موضع لادپور — حد جنوبی دھوروہ موضع کمال الدین پور — حد شمالی

مین اکثر اشعار لکھے ہین اُن مین سے ایک قصیدہ کے چند اشعار یہانپر درج کیے جاتے ہین

قد صفت خطبتہ نسبتہ فی سادۃ	من عزھم و فخرھم من یفتخر
سادات کے نسب کی مینے تعریف کی	کون شخص ہے جو اُن سے زیادت عزت والا اور اُنکے فخر سے اید فخر رکھتا ہو
اشبال عبد القادر جیلانی	بنجارہ فوق السھی والمشتری
مین نے تعریف کی اولاد عبد القادر جیلانی کی	جنکی اصل سہی اور مشتری سے بلند مرتبہ ہو
غوث الانام وقطبھم وامامھم	وغیاثھم فی کل ھم معین
وہ عبد القادر جو تمام مخلوق کا فریادرس اور قطب و امام ہے	اور ہر پیش آنے والے غم مین اُنکے دردکا درمان ہو
محلی المخطوب بقدرہ وبجاھہ	عند الالہ لمن بہ یستظھر
جو شخص اُن سے حل مشکلات کو چاہے	اُسکے مشکلات کو دور کرنیوالے ہین اُس عزت اور تقرب کیساتھ جو خدا کے حاصل ہے
باشارۃ من تاج مفرق عزھم	ورئیسھم سامی الکمال الافخر
اور مفید تعریف اُس شخص کی خواہش سے کی جو مخلوق کی فرق عزت کا تاج ہے	اور اُن کا رئیس ہے اعلی کمال والا ہو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۵۲ مولانا عبد اللہ کے والد کا نام بھی عبد اللہ ہو اور اُنکے جد امجد کا احمد ابن عبد الرحمن ہو مالکی مذہب اور شاذلی مشرب تھے ملک مغرب کے باشندے تھے اسلیے مغربی اپنے نام کے ساتھ لکھتے تھے عبد اللہ صاحب جوان صالح اور قابل تھے (۲۰) برس کی عمر مین اُنھون نے سید صاحب کے حالات لکھے ہین صاحب نسبت تھے ۱۲۲۳ھ کو شہر قاہرہ ملک مصر مین ان کو شیخ علامہ ابو العباس احمد بن محمد بن ناصری درعی مالکی شاذلی مغربی نے خرقہ قادریہ پہنایا تھا اور ذکر و اشغال قادریہ کی اجازت بھی انھین علامہ موصوف سے حاصل ہوئی تھی اُنکے علاوہ دیگر چند مشائخ سے بھی اِن کو خلافت و اجازت ہوئی تھی چنانچہ ۱۲۳۰ھ ہجری مین شیخ ابو الغر محمد بن احمد بن عجمی مصری شامی نے بھی انکو خرقہ پہنایا تھا اور یہ بزرگ شیخ محمد سلیمانی مغربی مالکی مقیم مکہ کے خلیفہ تھے اور ۱۲۳۱ھ ہجری مین مولانا عبد اللہ کو بخاری شریف کے ختم ہونے کے وقت ہر ایک ختم کی اجازت شیخ احمد بن محمد شافعی کی اور شیخ عبد اللہ ابن سالم مصری شافعی کی سے حاصل ہوئی اور ۱۲۳۷ھ ہجری مین طریقہ قادریہ اور مولفات حضرت پیران پیر کی اجازت انکے شیخ محمد بن عبد اللہ فارسی سے قاہرہ مین حاصل ہوئی تھی غرضکہ صاحب سلسلہ و اہل ارشاد تھے ۔ ۱۲ ۱۲

السیّد ابن السیّد الحسینی الشریف المسمی والمختصر

سردار ابن سردار حسینی شریف نام اور اصل والا

هو احمد حمدت مناقبه التی — منها طلاقة وجهه المستبشر

یہ احمد ہی ہین نے اُس کے اون مناقب کی توصیف کی — جن سے چہرے کی تروتازگی اور روشنی ہے

الطیب الاخلاق والاعراق — الافعال شهم من سلالة حیدر

عمدہ اخلاق اور افعال والا ہے — نہایت تیز طبیعت حیدر کی نسل سے

وتیمة الدهر التی ما مثلها — ونتیجة الکون البهی الاسفر

اور بے بہا موتی ہین اس زمانے کے جن کا کوئی مثل نہین ہے — اور خلاصہ ہے زمانہ تروتازہ روشن کا

من رآه حاتم فی عصره — وندی یدیه الهاطل المتفجر

کوئی شخص اگر اس کو حاتم اپنے زمانہ مین دیکھتا — اور اُسکے ہاتھ کی مُسلسل سخاوت کی بارش کو دیکھتا

یقضی له بالجود فسرا واغتدی — معروفه یکسی لباس تنکر

حکم کرتا کہ وہ سخاوت کے بیشہ کا شیر ہوا اور صباح کو مشہور ہوکر — لباس گمنامی کا پہن لیتا

اوصافعت کفه قضی من حاتم — لتفجرت بمواهب کالکوثر

یا کفِ افسوس ملتا کہ کس شخص نے اسکو اپنی ذات کیجانب اشارہ حاتم کہا — بخششین مثل کوثر کے اُس سے جاری ہین

اولو رای السفاح عزة وجهه — کاقرانه تبع فی حمیر

اور اگر سفاح اسکے روشن چہرہ کو دیکھتا — البتہ اقرار کرتا کہ خوبصورتی مین حمیر اُن کا تابع ہے

اوقیل من خیر الخلائق کلها — فالی شهاب الدین یومی المخبر

یا پوچھا جاوے کہ خیر الخلق کون ہو — تو مخبر شہاب الدین کی جانب اشارہ کرے گا

ماذا عسی اثنی وعد صفاته	وسعادة المشطر و مسطر
مجھ سے اُسکے صفات کا شمار اور تعریف غیر ممکن ہو	ہر مصرعہ اور مقرر کرنے والیکی سعادت ہین
اهل الکساء و خیر آل محمد	ارجو شفاعة جدهم فی المحشر
بلند مرتبے والے اور بہترین آل محمد ہین	مین اُسکے جد کی شفاعت کی روز محشر امید رکھتا ہون
صلی الله ما حبت صبا	
جب تک کہ ہوا چلتی ہے اُنپر درود نازل ہو	

مورخ موصوف نے سید صاحب کی تقدس و بزرگی کے علاوہ علمی قابلیت و انشاپردازی کی تعریف بھی لکھی ہو اور عربی عبارت مین رقمطراز ہو کہ وفاخرة الهند بالعلاء و علاء الخ یعنے زیبا ہو کہ ہندوستان آپ کی ذات و علو مرتبت پر فخر کرے۔ اگر ابن ہانی آپ کو دیکھتا تو بجاے معز الدولہ کے آپ کی تعریف کرتا اسی طرح پھر اشعار آپکے اوصاف مین لکھے ہین ؎

فیا واحد الازمان جودا و منصبا	ویا من به الدنیا تروق و تبسم
اے وہ شخص جو باعتبار اپنی سخاوت اور منصب کے یگانہ روزگار ہو	اور اے وہ شخص جسکے سبب سے دنیا تر و تازہ و شاداب ہے
ومن وجهه کالبدر یشرق نوره	ومن جوده کالغیث بل هو اکرم
اور اے وہ شخص جسکے چہرہ کی روشنی مثل ماہ کامل کے چمکتی ہو	اور اے وہ شخص جسکی سخاوت بارش سے بھی زاید ہے
ومن ذکره کالمسک فص ختامه	وکالشمس نور بشره المتوسم
اور اے وہ شخص جس کا ذکر مثل مشک کے مہکتا ہے	اور اُس کا روشن چہرہ نور مین آفتاب کا مقابلہ کرتا ہو
لقد حزت خصل السبق غیر منازعه	فانت علی اهل السباق مقدم
گھوڑ دوڑ کے میدان مین کوئی تیرا مقابل نہین	تو ہر سبقت کرنے والے سے آگے بڑھا ہوا ہے

حویت من العلیاء کل کریمۃ — به الروض یندی والزلی تبسم

تو نے ہر بڑی خصلت کو گھیر لیا ہے — جس سے باغ تر و تازہ اور دنیا روشن ہو

اذا فاخر الاعصار یوما فانما — لمجدك فی حال الفخار یسلم

جب بزرگ لوگ کسی دن اپنے نسب پر فخر کریں — تو تیرا حسب و نسب فخر کا ذریعہ ہو

مناقب مثل اعداد الرمال — تکد انامل حسابها

آپکے مناقب مثل ذرہ ہائے ریت کے ہین — جنکے شمار سے انگلیان عاجز ہین

وتتعب الالسن دراسها — وتفنی قراطیس کتابها

اور زبانین آپ کی تعریف سے عاجز — اور کاغذ آپکی تعریف لکھنے والونکے لیے کافی نہین ہوسکتا

وهو المتقدم فی البلاغه — وقد ارتبی علی سحبان وائل

اور وہ متقدم ہین بیچ بلاغت کے — اور تحقیق زاید بلند ہین سحبان وایل سے

والمتاخر الزمن وقد اتی بما — لم یستطعه الاوائل

اگر زمانتا وہ متاخر ہین — لیکن اُنکے مقابلہ مین کسی متقدمین کو طاقت نہین

لو کان فی عصر لبید — یقطع الیه الفوافد والبید

اگر وہ لبید کے زمانہ مین ہوتے — تو لوگ جنگل و میدان قطع کرکے اُن ہی کے پاس آتے

او طرفة بن العبد یقال هذا هو الطرفة وانا المرید

یا طرفہ بن عبد کے زمانہ مین تو وہ کہتا کہ یہی وہ طرفہ ہین اور مین مرید ہون

او قال هذا هو السید وانا من العبید

یا کہتا یہی وہ سردار ہین اور مین غلام ہون

تجاوز قدح المدح حتی کانه — یاحسن ما یثنی علیه یعاب

وہ مدح کی حد کو اسقدر تجاوز کر گئے ہین — کہ کہنیوالے بجا ہے کہ جو کچھ انکی تعریف کیگئی وہ انکے لیے کم اور نقص ہے

سید صاحب کی روشنضمیری کے متعلق یہ نقل بیان کی جاتی ہو کہ ایک عالم زاہد خشک آپ کی ملاقات کو تشریف لاے - سید صاحب اُسوقت کبوترونکی کا بک بنانے مین مشغول تھے اُن خشک مُلا کے دل مین یہ خیال آیا کہ جب آپ کے اِس قسم کے مشاغل ہین تو آپ کو خدا پرستی سے کیا واسطہ سید صاحب اپنی صاف باطنی سے اُنکے اِس خطرہ پر آگاہ ہوگئے اور کہا کہ دل بہ یار و دست بکار پر عمل ہو یہ فقرہ سُنکر وہ صاحب نہایت نادم ہوے اور سید صاحب کی ملاقات سے بہت محظوظ ہوے - شہاب الدین سید احمد صاحب شاہ آباد اور شاہجہان پور ہر دو جگہ رہا کرتے تھے دونون جگہ آپکے مکانات تھے اور ہر دو مقامات پر ارادتمندون کا حلقہ وسیع تھا - آپ کی پہلی بیوی کے بطن سے سید محمد صالح صاحب اور ایک صاحبزادی اور دوسری بیوی سے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھین یعنی سید داؤد صاحب سید محی الدین صاحب سید عبد الرزاق صاحب سید خیر اللہ صاحب بی بی آمنہ پانچ اولادین بی بی اجی کے بطن سے متحد البطن تھین اور گل بیگم صاحبہ کے بطن سے ایک صاحبزادی تھین جن کا نام خدیجۃ الکبرٰے تھا اور دو صاحبزادے سید ابراہیم صاحب اور سید رحمت اللہ صاحب جن کا نام بقاعدہ عرب اپنے جد امجد کے نام نامی پر رکھا گیا تھا سید صاحب نے ایک تملیک نامہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۲۹ ہجری کو جب کہ فرخ سیر بادشاہ کا عہد تھا تحریر کیا ہو جس کی نقل بطور یادگار کے حاشیہ پر لکھدی گئی ہو سید صاحب

---

[1] نقل تملیک نامہ بنام بی بی گل بیگم صاحبہ منجانب سید احمد صاحب بسم اللہ الرحمن الرحیم اقرار کردہ و اعتراف معتبر شرعی نمود مسمی سید احمد ابن سید ابراہیم گیلانی مرحوم ساکن قصبہ شاہجہان پور علہ پرگنہ کانت کور سرکار بدیوان مضاف بصوبہ دار الخلافت شاہ جہان آباد حال جواز اقرار آنکہ شرعا بر نیوجہ کہ بخنید و تملیک کرد شرعی گردانید در حال صحت و ثبات عقل بہ مسمی گل بیگم بنت کمال الدین خان مرحوم و برخوردار رشید رحمت اللہ از انجا کہ حق ملک

کی حیات کا زمانہ ۱۱۳۴ھ ہجری تک تو تحریر مکتوب ثابت ہے اسکے بعد کا اور کوئی کاغذ دستیاب نہیں ہوا ایک مدت تک شاہ آباد آپکے فیوض و برکات سے پر نور و معمور رہا بالآخر ۲۷ ذی الحجہ کو آپ نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی سنہ وفات کا کہیں پتا نہیں چلا ۲۷ ذی الحجہ تاریخ رحلت ایک قدیم بیاض میں لکھی ہوئی ہے اور اسی تاریخ کو ہر سال آپ کا عرس ہوتا ہے مزار آپ کا محلہ کٹرہ منجملہ محلات شاہ آباد میں مشہور روزگار ہے جو درگاہ سید ابراہیم صاحب کے نام سے معروف ہے کیونکہ آپ کے صاحبزادے سید ابراہیم صاحب بھی اُسی خطیرہ میں مدفون ہیں نہایت پر انوار مقام ہے تصرف و حاجت روائی کے اعتبار سے زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ حضرت شہاب الدین سید احمد صاحب کی اولاد امجاد ہی سے شاہ آباد اور شاہجہان پور میں سادات غوثیہ کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے ایک شجرہ میں جو آپ کی زندگی کا خیال کیا جاتا ہے نو صاحبزادے تحریر ہیں اور دوسرے شجرے میں بارہ صاحبزادے لکھے ہوئے ہیں ممکن ہے کہ تین صاحبزادے اِس شجرہ کی تحریر کے بعد عالم وجود میں آئے ہوں یا تین فرزند

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ او بود و در تحت و تصرف مالکانہ خود داشت تا زمانی کہ این تملیک شرعے خالیا عن حق الغیر و عاری عن جواز التمسک و نفاذہ ہمگی و تمامی یک منزل حویلی کہ مشتمل بر منسوبات متعددہ متفقہ مترتبہ بنحو کہ پشت پختہ و غیر ذالک کہ واقعہ است در قصبہ شاہ آباد عملہ پرگنہ پالی سرکار خیر آباد تابع صوبہ اودھ محدود است بدین حدود داخلہ شرقی آن ملازق است بحویلی حاجی الکبخش صاحب و حداحمد خان و بنے و غربی آن ملحق است بحویلی لعل خان و علم خان و جنوبی آن متصل است بحویلی ارادت خان و فتح خان و شمالی آن پیوستہ است بحویلی کلو تیلی و بھوجی و صدحویلی مدد خان و نقیب خان با جمیع حدود و حقوق و مرافق آن داخلی و خارجی از قلیل و کثیر و ما یضاف الیھا تملیک صحیحا شرعیا جائزا نافذا و قبض شرعی کردہ مملکہ ندکورہ محدود ندکورہ را باذن تسلیم مالک ندکور پس باقی نماند مالک ندکور را در محدود ندکورہ ہیچ حقے تفصیلی و جہی من الوجوہ و بسبب من الاسباب فقط۔ تحریر نے التاریخ بست و دوم جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ ہجری مطابق سنہ جلوس میمنت مانوس بادشاہ فرخ سیر

گواہ شد خلد اللہ ملکہ — گواہ شد — گواہ شد — گواہ شد — گواہ شد — گواہ شد
سید عبدالواحد — سید سلیمان — سید داؤد — حافظ جعفر — شایستہ خان — شہ بافیہ عبدالحکیم بازید خیالی

پیدا ہو کر رحلت کر گئے ہون ایک کاتب نے اِن کا نام بھی لکھنا ضروری سمجھا ہو اور دوسرے نے غیر ضروری - سید صاحب کی آٹھ صاحبزادیان تھین پیشتر سید صاحب کے آبا و اجداد کا شجرہ لکھا جاتا ہے اسکے بعد آپ کی اولاد کا شجرہ مفصل مرقوم ہوگا - سید صاحب کی تلوار بطور تبرک کے آپ کی اولاد کے پاس چلی آرہی ہے -

شہاب الدین سید احمد خان	بن سید ابو اسحاق ابراہیم		بن سید عفیف الدین حسین
بن سید محی الدین عبد القادر جیلی حموی	بن سید شمس الدین محمد		بن سید محی الدین عبد القادر جیلی حموی
بن سید شمس الدین محمد	بن سید علاء الدین علی		بن سید شمس الدین محمد حموی
بن سید سیف الدین حموی	بن سید ظہیر الدین احمد بغدادی		بن سید ابی نصر محمد
بن قاضی القضاۃ ابو صالح نصر	بن حافظ العراق تاج الدین ابو بکر سید عبد الرزاق		

بن قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس اللہ سرہ العزیز

سید صاحب کے چچا سید علی ابو الحسن صاحب کا انتقال شاہ جہان پور مین ہوا اور محلہ جھنڈا کلان واقع شاہجہان پور مین مدفون ہوے آپکے مزار پر حضرت مرزا مظہر جان جانان دہلوی تشریف لاے ہین ہندوستان مین سید علی صاحب نے شادی نہین کی اور نہ یہان آپکے اولاد ہوئی مگر حماہ شریف مین آجتک آپ کی اولاد موجود ہے -

سیّد صاحب کی اولاد نرینہ و دختری کا شجرہ بھی ہم نے نہایت تحقیق سے مرتب کر کے تحریر کیا ہے اور ہر ایک فرزند کے تفصیلی حالات بھی جہان تک ممکن ہوے لکھدیے ہین - شجرہ صفحہ آیندہ پر لکھا ہوا ہے -

شجرہ اولاد حضرت شہاب الدین سید احمد صاحب مورث اعلیٰ سادات غوثیہ باشندگان شاہ آباد و شاہ جہان پور

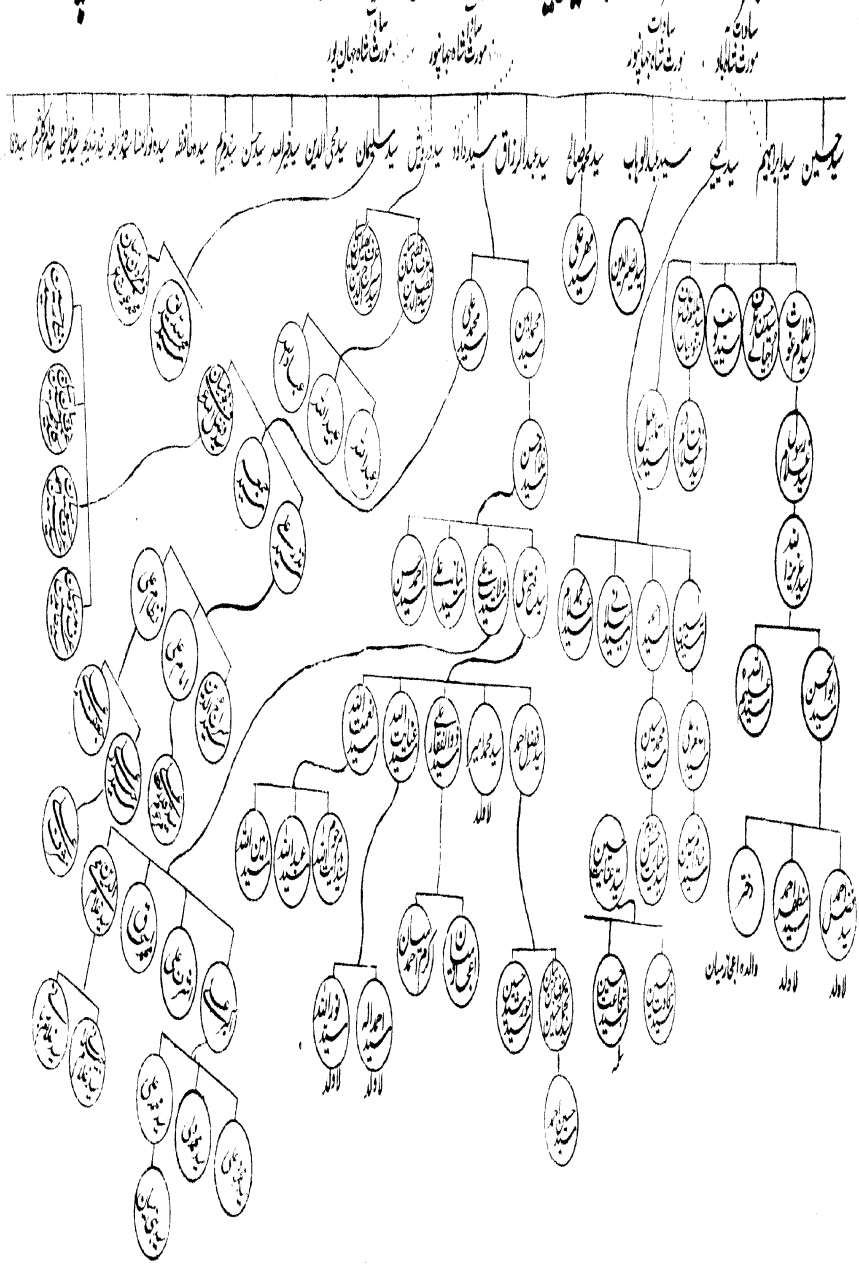
سادات مورث شاہ آباد
سادات مورث شاہ جہانپور
سادات مورث شاہ جہانپور
سید حسین
سید ابراہیم
سید یحییٰ
سید عبدالوہاب
سید عبدالرزاق
سید داؤد
سید مسلمان
سید محمد
سید محمد صالح
سید علی
سید حسن
سید احمد
سید محمد
سید حسین
سید علی
سید حسن
سید محمد
سید احمد
سید حسین
سید علی
سید حسن
سید محمد
سید احمد
سید حسین
سید علی
سید حسن
سید محمد
سید اح

سید محمد صالح صاحب سید احمد صاحب کے صاحبزادے تھے اور سجادہ نشین بھی کہے جاتے ہین بعض اشخاص آپ کو اولاد اکبر بتلاتے ہین آپ اور ایک آپ کی بہن سیدہ فاطمہ متحد البطن تھین آپ ہر دو اپنے والد کے ہمراہ اورنگ آباد سے شاہ آباد تشریف لائے تھے جو شجرہ کہ سید صاحب کے زمانہ حیات مین مرتب ہوا ہے اُسمین جسطرح کہ آپ کے جد امجد اور والد ماجد سُرخ رنگ سے امتیازی طور پر لکھے گئے ہین اسی طرح آپ بھی اپنے جملہ بھائیون مین امتیازی طور پر لکھے ہوے ہین سید محمد صالح صاحب نہایت نامی عالی منزلت اور صاحب عرفان بزرگ تھے نقل ہی کہ ایک بار آپ کو مجلس سماع مین کیفیت طاری ہوئی اُسی حالت وجد مین آپ نے اپنا کرتہ اُتار کر قوالون کو دیدیا جس کی برکت سے قوالون کی نظر سے پردہ حجاب کا اُٹھگیا اور وہی کیفیت انپر طاری ہوگئی آپ کی عظمت شہرہ آفاق تھی جب امرا کے یہان کوئی تقریب ہوتی تو حصول برکت کے لیے آپ بلا کر شریک کیے جاتے چنانچہ نواب تاج الدین خان جو نواب بہادر خان بانی شاہ جہان پور کے نبیرہ تھے اُن کا عقد[1] مسماۃ روشن آرا بیگم بنت سید بہادر ولی خان ابن نواب سید حسین خان مرحوم سے قرار پایا اور ایک کرو پچیس لاکھ

---

[1] نقل نکاح نامہ نواب تاج الدین خان بوکالت سید محمد صالح صاحب - الحمد للہ الذی جعل النکاح سنت الانام و تعملا قاطعا بین الکلال و الحرام حمدنا لا تقاعش و الاثام و التعالی امالی الانام الصلوۃ و السلام علی سیدنا محمد خیر الانام علی آلہ و اصحابہ الدرر الکرام ارسلہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کل ولو کرہ المشرکون قال النبی صلعم عن النکاح سنتی فلیس منی - امابعد این وثیقہ حجت شرعیہ کہ بزیور صدق آراستہ بنی و سادیت برآنکہ بتاریخ نوزدہم شہر ذی الحجہ سنہ جلوس فرخ سیر شاہی بزن خواست و در عقد نکاح شرعیہ خود آورد سمی نواب بہادر خان حقیقتا بہادر بن زین الدین خان شہید بن نواب غیرت خان نفس نفیس عاقلہ بالغہ زین المستورات تاج الفدیات مسماۃ روشن آرا بیگم بنت سید بہادر ولی خان بن سید نواب حسین خان مرحوم بتزویج و کیلش میر محمد صالح ابن سید احمد بن سید ابراہیم کہ بر صدق وکالت او اعتبار نمود شاہدین عاقلین بالیقین شیخ بکا بن شیخ بہورد ابن شیخ فیروز و میر محمد ہاشم بن محمد حسین بن

روپیہ کا دین مہر مقرر ہوا اس مناکحت کے وکیل بھی سید محمد صالح تھے آپ کی بیوی نواب احمد علیخان تعلقہ دار باسط نگر کی پھوپھی تھین بعض لوگ سید صاحب کی اولاد مین ایک صاحبزادی ہونا بیان کرتے ہین جس کا نام سیدہ عایشہ تھا کاغذات سے آپ کے ایک فرزند سید مہر علی ثابت ہوتے ہین ممکن ہی کہ یہ صاحبزادے آپ کے حین حیات ہی فوت ہوگئے ہون اور آپ کی صرف صاحبزادی رہ گئی ہون شاید اسی وجہ سے آپ کا پکا باغ اور پکا مکان نواب احمد علیخان نے اپنی پھوپھی کے ذریعہ سے اپنے قبضہ مین کر لیا تھا جو آج تک چھوٹی ڈھیوڑی کے متعلق ہے آپ کا مزار پر انوار محلہ ٹیڑھا نیب مین آپ کے پکے باغ کے شمالی اور شرقی کونہ پر واقع ہی باغ کے جنوبی اور مغربی گوشہ پر آپ کا مکان تھا کنوان وغیرہ ابتک باقی ہی۔

جب مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادابادی جو عالم متشرع اور عارف باللہ تھے شاہ آباد تشریف لاے تو افضل خان صاحب تارین کے مکان واقع موضع دریاپور سے عبدالسبحان خان سب جسٹر ار کے مکان واقع محلہ احاطہ کو تشریف لیجا رہے تھے حافظ غلام علیخان ہمراہ تھے اثناے راہ مین جب سید محمد صالح صاحب کے مزار کے قریب

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سید علی صاحب وکیل سیدہ روشن آرا بیگم فقیر اللہ بیگ ولد نذیر بیگ بن نذیر بیگ کہ بر صدق وکالت او اختیار نمود شاہدین عاقلین بالیقین مرزا محمد علی بن غیاث خان بن نواب ظفر خان مرحوم و مہر علی بن محمد صالح وکیل مذکور و وکیل مذبور بر نفس بر کلہ خود را بنا کح مذکور بزنی حلالی دادا یجاب و قبول من العاقدین مذکورین در مجلس واحد واقع و مردم کہ ایجاب و قبول را می شنیدند و می فہمیدند کابین سلغ یک کرور بست پنج لک روپیہ رایج الوقت کہ نصف آن شصت و دو نیم لک روپیہ میشود از انجا ثلث موجل واجب الادا است و ثلثان موجل الی انتہا الکلام بامن ست کان ہکاہا۔ ان اللہ یفعل ما یشاء۔ محمد کاظم ولد التفات خان۔ بہادر خان چغتا فتح محمد حبیب اللہ ولد التفات خان۔ صالح محمد بن سید احمد۔ محمد فتح اللہ ولد امید شفاعت التفات خان فدوی شاہ وجیہ علی عبد اللہ مغفر بیگ بن

پہونچے تو مولانا صاحب کو کچھ انوار نظر آئے حافظ صاحب سے پوچھا کہ یہان کوئی بزرگ اہل اللہ سے آسودہ خاک ہین اور جب مولانا صاحب آپکے مزار پر پہونچے تو نہایت ادب سے ٹھہر گئے اور کشف القبور کا مراقبہ کیا اور آپ کا نام نامی حاضرین کو بتلایا اور آپ کے عالی مراتب اور مقبول الٰہی ہونے کا مفصل حال سنایا اکثر لوگونکی مرادین آپ کی ذات بابرکت کے توسل سے حاصل ہوتی ہین آپکے خاص دست مبارک کا مہر کیا ہوا ایک کاغذ راقم کے پاس موجود ہی یہ کاغذ تملیک نامہ ہی جو گل بیگم صاحبہ کے نام معاوضہ مین تحریر کیا ہے اس کی سند[۱] ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۹ ہجری کو تحریر ہوئی ہے آپ کی صاحبزادی عایشہ بی بی کے بطن سے دو بیٹے اور کئی بیٹیان پیدا ہوئین سیدہ عایشہ کی چھوٹی بیٹی بھیکن میان برادر قطبی میان صاحب کو منسوب تھین۔

سید ابراہیم صاحب شہاب الدین سید احمد صاحب کے فرزند تھے جو گل بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا تھے اور آپ کا نام حسب قاعدہ عرب اپنے دادا کے نام پر رکھا گیا۔ آپ دینی و دنیاوی اوصاف مین مثل اپنے بزرگون کے متصف تھے سید ابراہیم صاحب کی تین بیویان تھین زوجہ اولی سے تین بیٹے یعنی سید غلام غوث صاحب سید حسن عرف میان اُجیالے صاحب سید حیدر صاحب

[۱] نقل اقرارنامہ سید محمد صالح بنام بی بی گل بیگم صاحبہ۔ باسمہ سبحانہ تعالیٰ

اقرار کردہ اعتراف صحیح شرعی نمود فخر باسم و نسب و محمد صالح ولد میر سید احمد گیلانی در حالت صحت نفس و ثبات عقل و جواز تصرفات کلیہ

ایک قطعہ زمین بابت خرید خود کہ محدود است بدین حدود داخل محدودہ مرقومہ شرقی غربی شمالی

جریش یکقطعہ زمین مشہور بکوہلی شہر تبولی کہ ملک عصمت صفت بی بی گل بیگم صاحبہ بنت کمال الدین خان مرحوم است و محدود است

بدین حدود داخل محدودہ مرقومہ شرقی غربی شمالی

قبولہ ابراہیم در زمین ہوش سنہ قابض شد و تا مدت مقررہ کور را از قطعہ موش کہ خریدار او بود دعوی او حق و خصومتے دکان ذرت

بحضرت العدل والانصاف نوشتہ شد این حجت بتاریخ چہارم شہر ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۹ ہجری۔

اور زوجہ دویم کے بطن سے سید اسمٰعیل عرف بدھو میان زوجہ سیوم کے بطن سے سید غلام علی عرف منو میان اور سیدہ فرحت تھین سید ابراہیم صاحب نے سب کی شادی اپنے عہد حیات مین کردی تھی مرادن صاحب نے سید ابراہیم صاحب سے کہکر دو چک اور ایک دیوانخانہ اور ایک سہ دری اور ایک قطعہ اراضی جو عقب دیوانخانہ تھی اور حق وزنکشی بازار کا بیوہ غلام غوث صاحب کو دلایا تھا اور باقی پکوک وکاغات سید ابراہیم نے دیگر صاحبزادون کو عنایت کیے - سید ابراہیم صاحب کے نام ایک بیعنامہ جو دس بیگہ پانچ بسوہ پختہ باغ کا ہی اور وہ اراضی مین لاہور پور محلہ باقرزئی کے واقع ہی جس کی حد شمالی باغ امیری خان اور حد جنوبی باغ جمال الدین خان ذکر یا خیل ہے ڈیڑھ سو روپیہ کو خریدکیا گیا بیعنامہ غرہ رجب ۱۱۵۸ھ ہجری کو تحریر ہوا ہی اور اسپر مہر ان کی نانی صاحبہ یعنے اہل خانہ نواب کمال الدین خان والدہ نواب محمد سردار خان کی بھی موجود ہے اسکے علاوہ دو سند اور بھی سید ابراہیم صاحب کے نام موجود ہین جو منجانب نواب شیر اندازخان کے تحریر ہوئی ہین ایک سند ایک قطعہ باغ علاول خاص خیل کی ہے جو بیس بیگہ پختہ اراضی کا ہی یہ سند ۱۱۵۶ھ ہجری کو تحریر ہوئی ہے اور ایک سند مین قطعات چکوک کے درج ہین اور یہ سند ۱۱۶۶ھ ذی الحجہ کو تحریر مین آئی ہی - سید ابراہیم صاحب کے چھوٹے بھائی سید رحمت اللہ صاحب اور ایک خواہر خدیجۃ الکبرےٰ تھین غرضکہ سید ابراہیم صاحب کے نام اکثر کاغذات ارضیات کے تھے اور شاہ آباد کے سادات غوثیہ کے آپ ہی مورث اعلیٰ ہین -

سید سلیمان صاحب تیسرے صاحبزادے تھے آپکے مرید جبل پور مین زیادہ تھے اسلیے آپکا وہان قیام ہوا اور آپ نے وہین انتقال کیا جبل پور مین

سید سلیمان صاحب کا مزار ہے آپ کے دو فرزند سید محمد صدیق اور دوسرے محمد غوث عرف مُرادن صاحب تھے جن کے متعلق کاغذات مین ہے کہ **عالم کامل سراج الاولیا بن سید سُلیمان صاحب جاہ وحشمت بود** ان کی مُرید بھوپال کی کوئی بیگم صاحبہ بھی تھین - سید سلیمان صاحب کی تین صاحبزادیان بھی تھین بعض ناگپور مین آپ کا مزار بتلاتے ہین -

سید عبدالوہاب صاحب چوتھے صاحبزادے سید صاحب کے تھے آپ بھی اپنے باپ دادا کے اوصاف سے حصہ کافی رکھتے تھے آپ کی ایک دختر اور دو صاحبزادے یعنے سید نصیرالدین صاحب عرف بندو میان صاحب وغیرہ تھے اس شاخ کے مفصل حالات نہین معلوم ہوے محلہ جھنڈہ شاہجہان پور مین مدفون ہوے -

سید درویش صاحب پانچوین صاحبزادے سید صاحب کے تھے آپکی ذات بھی نہایت واجب التعظیم تھی آپ کے دو فرزند اور تین صاحبزادیان تھین ایک فرزند قطبی میان صاحب جن کا مفصل تذکرہ علیحدہ درج کیا گیا ہے دوسرے فرزند سید سراج الدین عرف بھکین میان تھے آپ کی ایک صاحبزادی سید ولی بی شاہ مدن صاحب کو منسوب تھین دوسری اپنی برادر چچازاد سید محمد صدیق فرزند سید سلیمان صاحب کو منسوب ہوئی تھین تیسری صاحبزادی غیرت بی بی پہالی مین منسوب تھین آپ کی اولاد نے شاہجہان پور و رام پور مین سکونت اختیار کی جن کا تذکرہ آپکے فرزند قطبی میان صاحب کے حالات مین بیان کیا جاے گا آپ کا مزار دہلی مین ہے -

سید داؤد صاحب چھٹے صاحبزادے سید صاحب کے تھے آپکے نبیرہ غلام حسن صاحب اور اُنکے فرزند فتح علی میان صاحب سے سلسلہ پیری و مُریدی کا جاری ہوا آپ کی اولاد اجداد

مین سادات شاہجہان پوری مین جو محلہ جھنڈے مین آباد ہین سید تجمل حسین صاحب عرف
جمن میان مسندِ سجادگی پر بالفعل رونق افروز ہین باخدا ذی اخلاق اور جملہ اوصاف مین اپنے بزرگونکی
یادگار ہین فی زمانہ بزرگ منشی مین مغتنمات سے ہین راقم کو بھی اُن سے خلوص و نیاز
حاصل ہے سید داؤد صاحب شاہجہان پور مین دفن ہین اِنکے نام چار مواضعات کا
فرمان منجانب شاہ دہلی تھا جس کی بحالی کی سند[۱] حاشیہ پر درج ہے۔ آپ کی چار لڑکیان
اور [redacted] فرزند سید داؤد صاحب کی شاخ مین سید فتح علی میان صاحب تصرف
بزرگ تھے اِن کو اجازت آبائی حاصل تھی اور اپنے پیر سے بھی اِن کے پیر و مرشد سید غلام
علی صاحب تھے جو شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی کے پوتے تھے سید فتح علی میان
صاحب کا ایک رسالہ نعتیہ سراج السالکین ہے جو تصوف مین قابل دید اور فارسی
زبان مین ہے آپ کا انتقال ۱۲۷۷ھ ہجری مین ہوا اور اپنے وطن شاہجہان پور مین
مدفون ہوے آپ کے متعلق ستند روایت ہے کہ بعد انتقال کے آپکے حالات ملا شاہ
ساکن جمبنڈہ نے لکھنا شروع کیے آپ نے اُن کو ممانعت فرمائی اور اپنی زندگی
مین بھی سید صاحب نے ملا صاحب کو اپنے حالات لکھنے کی ممانعت فرمائی تھی ایکبار
مولوی غلام حیدر خان عرف چھنگا خان کو سخت بخار آیا شدت بخار مین لحاف اُوڑھے
پڑھے تھے اُسی حالت مین سید فتح علی میان صاحب کو خواب مین دیکھا کہ آپ نے ایک

---

[۱] آپکی چار لڑکیان اور [redacted] لڑکے تھے (نواب علی محمد خان بہادر) بدستور سابق بحال تصدیان حال و استقبال پرگنہ کانٹ کو لہ سرکار بدایون مضاف
صوبہ دار الخلافت شاہجہان آباد بدا [redacted] ملوضع عوث نگر وغیرہ دیار دیہہ عمار پرگنہ مذکور کہ متعلقہ بہ میان صاحب سید داؤد واند
در عقود اولاد میان مذکور حسب نسل از تبدائے فصل خریف سال ۱۲۷۵ فصلی بنام میان صاحب موصوف مودہ باید کہ حاصلات آنرا فصل
بفصل بتصرف میان صاحب موصوف واگذارند و بوجہ من الوجوہ مزاحم نشوند و بنام نواب تا کید تمام دانستہ حسب الطلب عمل آرند تاریخ
[redacted] شہر ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ من موضع عوث نگر چہار دیہہ پرگنہ کانٹ کو لہ جہت خرچ یاد دہم گیا ہون مشل ایجانب مقرر انعنت پذیرشد

ٹھوکر ماری اور اُس سے آواز جسطرح کہ دیگ سے جھنکار نکلتی ہی پیدا ہوئی مریض مذکور جب بیدار ہوے دیکھا کہ بخار مطلق نہین بالکل جاتا رہا۔

سید یحییٰ صاحب سید احمد صاحب کے ساتوین صاحبزادے تھے جنکے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ بڑے عارف باللہ اور صاحب سجادہ تھے آپ کی اولاد مین چار فرزند تھے جن کا سلسلہ شاہ جہان پور مین ہی اور اُنکے اسما شجرہ مین تحریر ہی ہین آپ کا مزار بھی شاہجہان پور محلہ حجفڈ سے مین ہی آپکے ایک فرزند سید یٰسین عرف کلن میان صاحب تھے جن کا مزار اجمیر شریف مین ہی۔

سید عبد الرزاق صاحب آٹھوین صاحبزادے تھے آپ بھی مثل اپنے بزرگون کے واجب التعظیم تھے۔

سید حسن صاحب و سید محی الدین و سید خیر اللہ صاحب و سید حسین یہ بھی فرزندان مین تھے

و سید حسین صاحب لاولد تھے محلہ بھجت شاہجہان پور مین مدفون ہوے۔ ان چاردن صاحبزادونکے نام بھی شجرہ مین تحریر ہین مگر ان کی اولاد و حالات کا پتہ نہین چلا مگر جمن میان صاحب کی زبانی اتنا معلوم ہوا کہ سید محی الدین صاحب اور سید محی الدین صاحب اور سید خیر اللہ صاحب شاہ جہان پور مین مدفون ہوے۔

سید احمد صاحب کی تحریر سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے سید رحمت اللہ نام کے تھے ممکن ہی کہ سید رحمت اللہ ابراہیم صاحب کا عرفی نام ہو یا کوئی دوسرے فرزند ہون ہم نے آپکے فرزندون کے نام سلسلہ شمار مین صرف از روے حساب کے تحریر کیے ہین یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کون بڑا تھا اور کون چھوٹا بعض سید محمد صالح صاحب کو خلف اکبر و سجادہ نشین بتلاتے ہین اور بعض سید داؤد صاحب کو جو شاہجہان پور مین

تشریف فرماتھے واللہ اعلم بالصواب۔

عہد شاہی تک سید ابراہیم صاحب کی اولاد شاہ آباد مین ظاہری حالت سے بھی خوش حال رہی اِنکے پاس بہت سے چکوک و اراضیان تھین بعض کاغذات و اسناد اُن کے اسوقت ہماری پیش نظر ہین سید نوراللہ عامل شاہی نے سید حسن عرف اُجیالے صاحب کے چکات کی معافی بحال رہنے کی سند بھی لکھی ہو اور نیز باہمی خاندان مین چکات سید ابراہیم صاحب کی جو تقسیم ہوئی ہو اُسکی فرد ہر ایک کی دستخطی موجود ہو اُس سے تفصیل چکات کی معلوم ہوتی ہے جس کی نقل درج ذیل ہے

چک سرائے چک منگیادان چک منکوحہ میان حیدر صاحب چک بیرلی چک سلیمانی چک مہند چک کھیڑہ مُنّو میان چک میان فقیرن چک ہری چک باغ گلخان چک تریر چک سوزونالہ چک جمرہ چک خریدکردہ میان عبدالقادر صاحب از بی بی عیدن بنت اسمعیل صاحب چک مہلیا چک نگرا یہ چکات باہم میان عبدالقادر صاحب اور غلام رسول صاحب عرف فقیرن میان کے تقسیم ہوئی ہو مُہرین پڑی ہوئی ہین غلام رسول صاحب کا سجع نہایت دلکش ہے لطف غوث است بر غلام رسول۔

بعد انتقال سید ابراہیم صاحب کے تبرکات درگاہ و جھنڈا و باغ وغیرہ مساوی طور پر آپ کے فرزندون پر تقسیم کیے گئے سید غلام قادر صاحب ابن غلام علیصاحب دکن کو چلے گئے تھے لیکن بعد واپسی کے دروازہ بیرون محل سرا کے لگانا چاہا مگر فقیرن میان

(سید نوراللہ) نوشتہ نوراللہ متصدیان حال استقبال مآل جاگیر شاہ آباد بدانند۔ چکات سید ابراہیم صاحب پیرزادہ از قدیم الایام معاف ست حالا ہم بنام سید حسن عرف اوجیالے ولد سید ابراہیم معاف نمودہ شد باید کہ از محصول چکات مسطورہ مزاحم و متعرض نشوند مدینیاب تاکید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند تحریر تاریخ چہارم شہر رجب المرجب سنہ ۹۰ھ ہجری۔

سے پہلی دونوں بیبیوں کو یعنے منکوحہ اور بیاہلے میاں وحید میاں کو مزاحمت پر آمادہ
کیا مگر نواب سر علیخان تحلقدار بواسطہ نگرنے فیصلہ کرادیا فقیر میاں نے جو اپنی دادی
کے مہر کا دعوی پیش کیا وہ ثابت نہ ہوا کیونکہ حسب رواج خاندان کے صرف ۵ ہزار روپیہ
میر صاحب نے ادا کردیا تھا۔ نواب فیض اللہ خان کے عہد سے جو سید ابراہیم صاحب
کو دس ہزار روپیہ وظیفہ ملتا تھا وہ سید صاحب کے بعد ان کے فرزند سید غلام علیصاحب
کے نام منتقل ہوا نواب احمد علی خان نے معہ ۱۰ روپیہ بحال رکھے اور سید غلام قادر
اور سید غلام علی میاں کے نام منتقل کیے جو ان کے بعد سید امین الدین صاحب
کو ملتے رہے یہ کیفیت سید باقر حسین ولد سید امین الدین صاحب کے مقدمہ میں
مفصل مرقوم ہے۔

افسوس کہ اس خاندان میں اب تنزل ہی فی زمانہ سید فضل احمد میاں صاحب
معتمات سے تھے راقم کے ساتھ نہایت محبت کیساتھ پیش آتے تھے حج سے واپس
آکر ۱۳۲۴ھ ہجری میں جوان مرگ انتقال کرگئے تاریخ ان کی راقم نے یہ لکھی ہے[1]

فضل احمد ز مکہ آمد مرد ۱۳۲۴ مظہر احمد میاں بھی لاولد انتقال کرگئے اب صرف عجاز احمد میاں سید ذوالفقار علی
میاں صاحب کے فرزند اور فضل احمد میاں کے بھائی اس درگاہ پر چراغ روشن
کرنے والے نظر آتے ہیں باقی اور کوئی معلوم نہیں ہوتا۔

قطبی میاں صاحب اصلی نام جلال الدین تھا آپ سید درویش صاحب کے صاحبزادے

[1] راقم نے دوسرا قطعہ بھی فضل احمد میاں کے متعلق لکھا ہے وہ یہ ہے ؎

یک سید یگانہ شدہ واصل الی اللہ	اندر نہفتہ در کام جہان فرقت و زبر
تاریخ ہمین سال رقم کرد مظفر	بعد سفر مکہ روانہ شد ازین دہر
	۱۳ ۲۴ ھ

اور شہاب الدین سید احمد صاحب کے پوتے تھے آپکے والد موصوف سلطنت کی قدردانی سے دہلی مین قیام فرماتے تھے قطبی میان صاحب دہلی مین پیدا ہوے بعد پیدایش کے اکثر رویا کرتے تھے اور آپکے والد قطب صاحب کے مزار پر لیجاتے اور آپ ساکت ہوجاتے تھے اس وجہ سے آپکا قطبی صاحب نام مشہور ہوگیا اور کثرت استعمال قطبی سے قطب الدین نام قرار پاگیا قطبی میان صاحب بڑے باخدا اور صاحب نسبت بزرگ تھے دینداری کیساتھ ظاہری مشاغل دنیا کے بھی آپنے اختیار کیے تھے - بعہدہ چکلیداری ملازمت کی تھی - آپ کا مسلک جیساکہ بزرگان دین کا کہ اپنے باطنی حالات کو اہل دنیا سے مخفی رکھتے ہین مخلوق کیساتھ ظہور مین آتا تھا کثرت سے لوگ آپ کے مُرید تھے آپ کی ادنی کرامت یہ ہو کہ اپنے عرس مین آپ خود نمودار ہوے ملفوظ رزاقی یعنے تذکرہ شاہ عبدالرزاق بانسوی (ق) کے (ص۲۲۳) مین ہو کہ قطبی میان صاحب کے صاحبزادے سید محب اللہ صاحب نے آپ کے عرس شریف مین سیدنا شاہ غلام علی صاحب کو جونپورہ شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی کے تھے بلاکر شریک کیا جب راگ شروع ہوا سید صاحب ممدوح نے فرمایا کہ مجکو اس جگہ سے مسجد لیچلو مجکو یہان بیٹھنے کی طاقت نہین ہو صورت مبارک سید قطبی صاحب کی نمودار ہوئی ہو مجکو اُن کے جمال دیکھنے کی تاب نہین -

---

ع۱ روز عرس سید قطب الدین صاحب قدس سرہ کہ تاریخ پانزدہم ربیع الاول می شود صاحبزادہ عالی نسب سید محب اللہ فرزند و مرید حضرت سید ممدوح و از حضرت پیر و مرشد برحق نور اللہ مرقدہ نیز استفادہ حاصل کردہ بودہ در مجلس عرس والد بزرگوار خود جناب ممدوح را نیز تکلف شد در آن محفل مغنیان نغمہ سرائی می کردند بودہ دیری جناب مقدس ایشان زاین خاکسار فرمودکہ مرا از اینجا کہ مسجد در متصل قبہ بریدہ ما طاقت نشستن اینجا نیست چرا صورت مبارک سید قطب الدین ہویدا ست مرا تاب دیدن و جمال شان نمیتواند شد چون جناب پیر و مرشد را خواستم کہ ہم صاحبزادہ موصوف مانع شد بعد دیرے جناب ممدوح باز این خاکسار فرمودکہ چارپائی مرا در مسجد ببر یاز صاحبزادہ ممدوح مانعت نمود جناب مقدس فرمودکہ در اینجا صورت مبارک سید قطب الدین شیں نگاہ است مرا تاب نظر بر جمال شان نیست شما مانع نشوید این جناب ممدوح را در مسجد بریم

عارف سید ابوالحسن زاہد حسین گازیپوری و صوفی بزرگ سید عبدالحق در دور مرد میان خطہ شد نہ ۱۲ ملفوظ رزاقی مصنفہ نواب محمد خان شاہجہان پوری (۱۲۱۱)

یہ روایت بھی ملفوظ رزاقی مین مرقوم ہے کہ سید ناشاہ غلام علی صاحب بانسوی جو اکمل وقت اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے قطبی میان صاحب سے کمال محبت قلبی اور طبیعی مناسبت رکھتے تھے گویا باہم عشق کا درجہ تھا ایک بار سید صاحب بانسوی کی خدمت مین راگ شروع ہوا قوال نے رباعی سے گل گفت کہ من مذہب دینی دارم چھیڑی قطبی میان صاحب کے صاحبزادے سید عبیدہ اللہ عرف موتی میان کو گریہ وزاری پیدا ہوئی شیخ نعمت علی نے نواب محمد خان سے کہا کہ موتی میان کو جو یہ گریہ وزاری لاحق ہوئی ہے کچھ محبت الٰہی کا غلبہ بھی ہو یا خالی مکر ہے اور سنا جاتا ہو کہ انکے والد ماجد کو بھی بہت ذوق سماع سے تھا مگر ہمارے نزدیک بجز مکر کے اور کچھ نہین ہے نواب محمد خان نے بھی اُن کے ہم خیال ہوکر تصدیق کی سید صاحب فوراً اس گفتگو پر آگاہ ہو گئے اور دونون اشخاص کی جانب نگاہ کی اور فرمایا کہ اے محمد خان سید قطب الدین صاحب کی طرف لوگ جو گمان کرتے ہین وہ ہرگز نہین اُن کی ذات ایسی بزرگ تھی کہ جس کو مین جانتا ہون سید قطب الدین صاحب کو جو حالت راگ مین طاری ہوئی تھی وہ محبت الٰہی سے تھی جو لوگ کہ اُن کے تابعین سے حرکات بیجا کرتے تھے وہ مفت اُن کا نام بدنام کرتے تھے جو لوگ ظاہر بین ہوتے ہین وہ سامان دنیا دیکھکر اکثر اعتراض کیا کرتے ہین اور آخر مین ندامت اُٹھاتے ہین ۔

قطبی میان صاحب کو اگرچہ اپنے آبا واجداد سے اجازت وخلافت حاصل تھی مگر اسحاق[۱] میان صاحب سے جو شاہ عبدالرزاق صاحب کے خلیفہ تھے اور جن کا مزار شاہ جہانپور

[۱] شاہ محمد اسحاق صاحب قوم کے پٹھان طوغی تھے شاہ جہان پور گاڑی بورہ مین رہتے تھے ابتدائے عمر سے محبت الٰہی کا انکے دل پر غلبہ تھا بعد کو اکمل روزگار ہوے آپ کے بہت حالات ملفوظ رزاقی مین مذکور ہین ۲۲ ذیحجہ کو وفات پائی ۔ شیر علی میان صاحب بانسوی جب آپکے مزار پر حاضر ہوے اور اسحاق میان نظر

مین ہی ارادت و اتحاد تھا اُس زمانہ مین ایک بزرگ محمود خان صاحب جو خاندان صابریہ کے مرید اور اکمل وقت تھے وہ شاہ جہان پور مین رہا کرتے تھے اُن سے بھی قطبی میان کو صحبت رہا کرتی تھی آپ شاہ مدن صاحب کے گھر شاہ آباد مین زیادہ رہا کیے اور تربیت پائی کیونکہ آپ کی ہمشیرہ جو اہل خانہ شاہ مدن صاحب کی تھین لاولد تھین اُن کو آپ سے بے حد موانست تھی اور بقولے آپ کو اُنھون نے اپنا متبنّہ کیا تھا۔ قطبی میان صاحب موزون طبع اور عالی فہم عارف تھے فارسی ہندی دونون زبانون مین آپ کا کلام دلکش ہی یہ شعر آپ ہی کا ہے ؎

محبت رشتہ نازک ندارد تا بخود بینی باندک دم زدن ایدل گرہ در تار می آید

آپ کی ایک ٹھمری جو صوفیون کی بزم مین اکثر قوال گاتے ہین اور صاحبان حال اُس سے وجد مین آتے ہین یہ ہے ؎ جُنبُوا اگے ہوئی سو بیتی اب تھوڑی رہی ہے اب تو نھوڑے گھر آو برہا نے چنگی پھونکدئی بن پیا کون بجاے سیدکے ہم گاون رہت ہین پوری دہر و موری ناؤ۔

بعض مُریدون نے آپ کو چکات باغات نذر بھی کیے تھے چنانچہ اس محلہ سُلیمانی مین بھی لوگ آپکے مُرید تھے اور یہان ایک باغ مین ایک درخت جو (دو شاخی آمن قطبی صاحب کا مشہور اور آجتک آپکے نام سے منسوب کھڑا ہے۔

قطبی صاحب کو جو پروانہ منصب چکلیداری کا سرکار لکھنو سے دوبارہ ملا ہی وہ آج تک موجود ہی نقل اُسکی یہان پر درج کی جاتی ہی۔

بقیہ صفحہ گذشتہ آئے تو میان صاحب بانسوئی آپ کا سنہ وفات پونچھا آپنے مصرع ؎ یکہزار و یکصد و ہفتاد بود پڑھا ایک بار غلام علیشاہ صاحب آپکے مزار پر تشریف لیگئے تو عالم کاشف مین اسحاق میان صاحب آپ کو اخوند گوجر کے مزار سے اپنے مزار پر کھینچ لیگئے۔ غرضکہ آپ کامل بزرگ تھے مزار بھی آپ کا پر تصرف ہے۔

نقل پروانہ چکلیداری بنام قطبی میانصاحب منجانب نواب امیرالدولہ انتظام الملک حیدر بیگ خان بہادر نصرت جنگ نائب وزیر سرکار لکھنؤ

سید صاحب مہربان سلامت - خدمت چکلہ بریلی از ذمہ مہاراجہ صاحب مہاراجہ جھاؤلال جناب عالی متعالی موقوف فرمودند و محالات متعلقہ آن مہربان بانمہربان از حضور پرنور بحال و برقرار انداشتہ حضور عالی صادر شدہ میرسد باید کہ بخاطر جمع بکار محالات خود مستعد بودہ سعی بافزونی تردد نمایند و باقیات سنہ ۱۱۹۴ فصلی کہ بذمہ شما ہست منجملہ آن تنخواہ سپاہ ہرچہ شدہ بسپاہ بدہند باقی دیگر بحضور ارسال دارند و قدرے یک قسط پیشگی سنہ ۱۱۹۵ فصلی ارسال دارند کہ حسن مجرائی ایشان است دراین امر تغافل نشوند۔

مہر حیدر بیگ خان ۱۱۹۹

قطبی صاحب نے جو عرضداشت بعض امور کی سرکار لکھنو میں بھیجی تھی وہ بھی احکامات روبکاری سے مزین ہوکر صادر ہوئی تھی جسکی نقل بجنسہ تحریر کی جاتی ہے۔

نقل

واجب العرض امیدوار فضل وکرم کہ واقعات ذیل مستحظ مرقوم شوند

۱۱۸۸ خادم شرع شریف قاضی محمد مہدی

شرح دستخط خاص — دوصد روپیہ — دیسروی — دوماہی

ازراہ پرداخت مدد خرچ ذات بندہ و بندہ زادہ موافق شخصیت باید دستخط خاص مرقوم شوند

شرح دستخط خاص — صاحبت کا خود — اندازہ جاگیر قدیم — باعتبار سرکار نما — سعی و فعالیت — کس منظور ہست — دستخط ہست

پرگنہ شاہ جہان پور کہ بہ بندہ تفویض می شود تعلقات کہ در علاقہ دیگر انند ہر جا کہ گنجایش خواہم دید خام کردہ خواہم گرفت نالش کسی در حضور پذیرا نشود کہ باعث خلل و بدعملی نگردد و بہر کسے کہ از حضور رعایت و تخفیف شود از روی تشخیص خود انچہ گنجایش باشد در قبولیت خود مجرا باید چرا کہ بدون این زر سرکار سرانجام نخواہد

دو ضرب توپ و یک پلٹن و دو صد سوار تا سال آخر تعینات باشند در نیصوت ادای سرکاری بخوبی خواہد شد۔

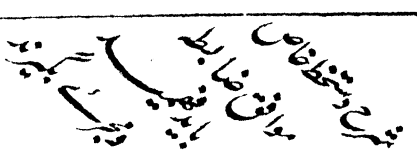

و اصلات خام و عاملان معزول ہر چہ باشد مجرا یابند۔

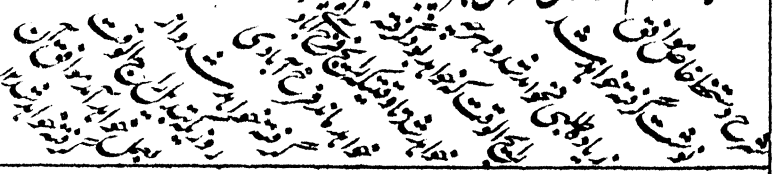

حاشیہ صفحہ (۲۲۱) حیدر بیگ خان عہد حکومت نواب آصف الدولہ مین سرفراز الدولہ حسن رضا خان وزیر اعظم کے نائب تھے یہ امیر اپنی صفات مین وحید العصر تھے تھوڑے عرصہ مین اُنھون نے اپنی دانشمندی سے تمام امورات سلطنت پر تسلط حاصل کر لیا تھا حسن رضا خان بجز نام کے وزارت کے کوئی چیز نہ تھے کیونکہ اُنکی محض تھے تو نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کا سالانہ خرچ چھتیس لاکھ روپیہ کا تھا نواب آصف الدولہ جو سخی ترین سلاطین اودہ سے ہوے ہین جسدم اُنھون نے جو طلب کیا اگر خزانہ سرکاری مین نہ ہوا تو امیر الدولہ بہادر نے فکر کر کے حاضر کیا اسلیے نہایت تقرب و اعزاز حاصل تھا کلکتہ مین ولیسرائے گورنر جنرل سے ملنے سلطنت اودھ کی ضرورتون مین جب گئے تو ولیسرائے کو اپنی ملاقات ثانی سے ایسا رضامند کیا کہ وہ ملک شام کا واپس دینے لگے البتہ حیدر بیگ خان آصف الدولہ کے عہد مین انتقال کر گئے اُنکے فرزند اکبر علیخان و حسن علیخان مورد عاطفت شاہی ہوے تھے نواب امیر الدولہ کے بعد بجاے اُنکے مہاراجہ کیسیٹ لال نے ترقی کی تھی۔

از بندہ قبولیت مال و ابواب ہر چہ بود ہمہ فہمیدہ نوشتہ خزانہ داخل سرکار فرمودند و

سوائے ازین یکخر مُہرہ بعلت ابواب و پٹہ وغیرہ زیادہ طلبی نشود۔ برائے ہفت نفر متعینہ
شاہجہان پور ہفت سوار از رفیقان بندہ بیکار نشستہ امیدوار کہ در بندی
نوکر شدہ متعینہ بندہ شوند کہ مردمان کار آمد و رفیق اند۔

شرح دستخط خاص
زنار اللہ
سید
خاطر شریف
جمع وارند

خود بدولت معتقد سادات و جناب حضرت علی مرتضی علیہ السلام اند بحسب اعتقاد ما
ہر دم دامن دولت گرفتہ ام نشود کہ از گفتہ کسی مخالفان مزاج عالی تقسیم نگیرد و پاس انہمعنی
بخود بدولت ضروری ست۔

شرح دستخط خاص
موافق معمول
ارشاد معاف

در باب املاک امیدوار ست کہ بصرف ہمراز اکبشیدہ بدعای دولت مشغول باشد۔

قطب الدین صاحب عہد چکلیداری مین سرکار لکھنؤ کو شاہ آباد کے مشہور انبہ بھیجا کرتے
تھے اِسکے متعلق بھی چند سرکاری خطوط موجود ہین ایک خط مین پانچ بھنگی انبہ کی رسید
لکھی ہے اور دوسرے خط مین ایک اہلکار کے نام حکم صادر ہوا ہے کہ قطبی میانصاحب

نقل خط۔ بمطالعہ سید صاحب مہربان سید قطب الدین چو سلامت۔ خط ایشان معہ پانچ بھنگی انبہ رسیدہ بدریافت خیریت با
سرور و شاد کام شدلازم کہ ہمیشہ خویشان جاللت باشند پروانگی رسانندہ۔ ممد فاضل علامہ تبحر نواب امیر الدولہ انتظام الملک حیدر جنگ
بہادر نصرت جنگ۔ آنکہ عزیز القدر ای بسینت رای سید قطب الدین صاحب جنب ہای باغ عبداللہ خان سلیمانی و بگوخان برا
ارسال ڈالیہائے حضور پر نور خرید کردہ اند باید کہ از انبہ ہای مذکور بوجہی مراجعت نرسانند کہ در رسال ڈالیہا بخوشہور نباشد تاکید دانند

خادم قاضی الحرمین

نے عبداللہ خان سلیمانی اور بھگو خان خلیل کے باغات کی فصل بہ حضور پُر نور
کے لیے خرید کی ہو لہذا انبہ ہای باغ مذکور سے کوئی فراحمت نہ کی جاے کہ جس سے
ڈالی کے پہونچنے مین ہرج ہو۔ اس بارہ مین تاکید جاننا چاہیے۔ عبداللہ خان سلیمانی
راقم کے پردادا تھے یعنے احمد علیخان کے والد ماجد کا نام نامی تھا اور بھگو خان خلیل
بہادر خان کے فرزند اور خلیل قوم کے پٹھان اور محلہ خلیل کے مالک تھے انناس کا درخت
جو مشہور ہے وہ بگو خان صاحب کا لگایا ہوا تھا یہ محمد عطا خان و محمد خان کے دادا تھے
قطبی میان صاحب کے سات صاحبزادے تھے جن کے اسماء یہ ہین۔ سید محب اللہ
عرف میان جڑاون سید مستقیم عرف میرن میان سید عبدالرزاق سید رحمت اللہ
سید عباد اللہ عرف ننھے میان سید عباد اللہ عرف موتی میان سید عباد اللہ
عرف عبید و میان دو صاحبزادونکے عرفی لقب کلن میان اور جھاو میان بھی تھے
مگر یہ نہین معلوم ہوسکا کہ ان مین سید عبدالرزاق کا کیا عرفی خطاب تھا اور سید رحمت اللہ
صاحب کا کیا عرفی لقب تھا ایک خط بھی قطبی میان صاحب کی قلم کا اُنکے صاحبزادون
کے نام موجود ہے جو راقم کی نظر سے گذرا ہے نقل اسکی ناظرین کی آگاہی کے لیے تحریر
کی جاتی ہے اسمین چار پانچ صاحبزادون کے نام تحریر ہین **نقل خط قطبی میان
صاحب بنام فرزندان خود** برخوردار نورچشم سید محب اللہ و سید مستقیم و سید
عبدالرزاق و سید رحمت اللہ بعافیت باشند۔ عرضی ہای مرسلہ رسیدہ از دریافت
خیریت آن برخورداران خوشی خاطر شد الحمد للہ والمنہ کہ تا تحریر دراینجا ہم بجمیع وجوہ خیریت
است خاطر خود باجمع دارند و ہموارہ تا حصول دیدار نویسان خیریت خود باما معہ جمیع
خرد و کلان بودہ باشند کہ تسلی دل ازان متصور ہست زیادہ خیریت از عبداللہ

اسم باسم سلام شوق خوانند از عبداللہ برخوردار فضل اللہ وغیرہ۔ بعد دعای ترقی عمر خوانند بخدمت مولوی صاحب شفیق عبداللہ سلام نیاز کاظم خان جی و حافظ جیو سلام شوق خوانند از پدر من خان بندگی برسد۔

سید عبداللہ صاحب بڑے صاحبزادے تھے اور اُن سے چھوٹے سید عبید اللہ صاحب اور اُن سے چھوٹے سید عباد اللہ صاحب تھے یہ تینوں صاحبزادے حقیقی بھائی تھے یہ ہر سہ برادر یعنی فرزندان قطبی میاں صاحب شاہجہان پور سے رام پور چلے گئے تھے اور ریاست مذکور مین بعہد نواب نصر اللہ خان ملازم ہوے تھے سید عباد اللہ صاحب۔ نواب نصر اللہ خان کے نائب تھے۔ نواب نصر اللہ خان نواب احمد علیخان صاحب والی رام پور کے مدار المہام تھے اور اُس زمانہ مین نواب احمد علیخان بہادر صغیر سن تھے اسلیے نواب نصر اللہ خان تمام امورات ریاست پر حاوی ہو گئے تھے گو اصل مالک نواب احمد علیخان تھے مگر وہ برائے نام رئیس تھے اور درحقیقت نواب نصر اللہ خان مختار و مالک بنے ہوے تھے ان صاحبزادگان کا تذکرہ ملفوظ زاقی[1] کے صفحہ (۲۱۸) الغایت (۲۲۰) مین تحریر ہے کہ سید عبداللہ صاحب نواب نصر اللہ خان صاحب کی طرف سے مالک و مختار تھے کسی کو اُن کو روبرو مجال دم مارنیکی نہ تھی سید عبید اللہ صاحب کو بھی عمدہ خدمت تھی مگر سید عباد اللہ صاحب بالکل تارک الدنیا اور گوشہ نشین اور اُمرا کے پاس آنا جانا بھی پسند نہین کرتے تھے قدر قلیل ماہوار پر فقیرانہ بسر کرتے تھے

[1] صاحبزادہ عالی سب سید عبداللہ و سید عبید اللہ فرزندان سید قطب الدین نزد نواب نصر اللہ خان نوکر در عمدہ خدمات بودند صفحہ (۲۱۸) ملفوظ زاقی [2] مراتبات سیدین ممدوحین ترقی در ترقی گردید حتی کہ در تمامی امورات ملکی مالی و فوج با ختیار ایشان شد و پسران ملاغیرت و ہمہ نوکران موصوف دست نگر سید عبداللہ شدند و تا زیست نواب صاحب موصوف سید ممدوح مالک و مختار جمیع امورات ماند کسی را طاقت مجال دم زدن و مقابلہ ایشان نبود (۲۲۰،۲۱۲) صفحہ ملفوظ زاقی۔

اِن ہر سہ صاحبزادگان کا انتقال ریاست رام پور مین ہوا اور وہین اِن حضرات کے مزارات ہین - قطبی میان صاحب کا ۱۵ ربیع الاول کو بھوپال مین انتقال ہوا اور ریاست بھوپال مین دروازہ جمعراتی کے متصل جس جگہ کہ معصوم صاحب کا مزار ہے مدفون ہوے قطبی میان صاحب کی بھوپال مین تشریف لیجانے کی یہ وجہ تھی کہ وہان کے لوگ کثرت سے آپ کے مُرید تھے - آپ کے دفن ہونیکے وقت جو آپ سے کرامت ظاہر ہوئی اُسکے متعلق کرم احمد میان صاحب کا بیان ہی کہ جب لوگ آپ کو دفن کرچکے تو آپکے صاحبزادونکو یہ خیال ہوا کہ یہ پہاڑی مُلک ہے اور پردیس ہی کوئی نشانی مزار پر بنا دیجاے - پس آپ اُس پہاڑی پر چادر کفن اوڑھے ہوے نمودار ہوے اور یہ شعر پڑھا ؎

عشق را با صوت زیبا و نا زیبا چہ کار
مُردہ را کے خود ار دگور با نقش و نگار

جب یہ شعر لوگون نے قطبی میانصاحب کی زبانی سُنا تو کہا اگر پسند ہوگا یہ خود مزار بنالینگے ان کو کوئی ضرورت ہمارے بنانے کی نہین ہی - میان صاحب نے یہ بھی لکھا ہی کہ چند بار قطبی میان صاحب بعد انتقال کے شاہجہان پور مین نظر آئے ایک بار سید عبد اللہ صاحب عرف ننھے میان صاحب کو آشوب چشم کی شکایت ہوئی اور بہت تکلیف تھی آپ اپنے مکان علی زئی مین جو خاص مسکن حضرت کا تھا ۱۲ بجے دن کے دوپہر کے وقت کوٹھی مین داخل ہوے اور کہا کہ ننھے میان ذرا آنکھین کھول دو بہت درد ہے اور آپنے لعاب دہن لگایا فوراً آرام ہوگیا اور آپ غائب ہوگئے بارہا اپنے اسی مکان مین اُس لباس مین جو اُن کا تھا پہنے ہوے بالاخانہ پر پھرتے ہوے مرد و عورات نے دیکھا -

قطبی میان صاحب کی تاریخ رحلت کے سوا سنہ وفات نہین ملا سنہ ۱۱۷۴ ہجری آپ کی مُہر مین کندہ تھے جس سے حیات کا زمانہ معلوم ہوتا ہی سید عبداللہ صاحب عرف ننھے میان صاحب کے ایک صاحبزادے مولوی مُبین صاحب ڈپٹی کلکٹر تھے اور دوسرے فرزند سید بشیر الدین صاحب تھے جن کے فرزند سید احمد علی صاحب قادری مہاجر مدینہ منورہ مین فروکش ہین اُن کے حالات خود قابل الذکر ہین - اور وہ علیحدہ درج ذیل کیے جائینگے اور عبید اللہ صاحب عرف موتی میان صاحب کے صاحبزادے عبدالقادر صاحب تھے جن کے فرزند سید قطبی صاحب شافی رام پور مین

مقیم ہین -

سید اللہ علیہ صاحب اس خاندان کے موجودہ اشخاص مین نہایت معتمات سے ہین عرصہ پچیس سال سے مدینہ منورہ مین تشریف فرما ہین اور راقم سے خط وکتابت اکثر رہا کرتی ہی صاحب ارشاد بزرگ ہین -

حضرت شاہ مدن صاحب

شاہ صاحب کا اصلی نام شرف الدین صاحب تھا آپ کے والد سید عبدالباسط صاحب حموی گیلانی تھے آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ سید احمد صاحب کی صاحبزادی اور سید محمد صالح کی حقیقی خواہر تھین یعنی آپ شہاب الدین سید احمد صاحب کے نامور نواسے تھے - سید صاحب نے اپنی صاحبزادی کے عقد کے لیے جب کسی عالی خاندان نجیب الطرفین سید کا ہونا تجویز کیا تو اسلیے اپنے وطن شہر حماۃ سے سید عبدالباسط صاحب کو جو سید عبداللہ صاحب کے فرزند اور سید محمد بن سید عبدالقادر حموی کے پوتے اور آپ کے

بمقوم تھے ہندوستان مین بلوایا اور اپنی صاحبزادی کا اُن سے نکاح کیا جن سے شاہ مدن صاحب پیدا ہوے۔ شاہ صاحب مثل اپنے بزرگون کے علوم ظاہری و باطنی مین شہرہ آفاق تھے خدا پرستی و فرزانگی کی وجہ سے والی مُلک آپ کے حلقہ بگوش ارادت رہتے تھے شہرت آپ کی ہندوستان مین پھیلی ہوئی تھی حافظ رحمت خان بریلوی آپکے نہایت معتقد تھے صوبہ روہیلکھنڈ سے شاہ صاحب کے نام ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر مقرر اور نواب وزیر الممالک فرمانروائے اودھ کی سرکار سے بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی جاگیر آپکے نام معین تھی اور تمام کٹھر اور روہیلکھنڈ کی خلایق آپ کی بہید ارادت مند تھی شاہ صاحب کے حالات تاریخ عمادت السعادت مین مفصل مرقوم ہین لہذا ہم اُس سے حالات لیکر اُردو مین ترجمہ اس جگہ لکھے دیتے ہین اور اصل[1] عبارت فارسی بھی ثبوت کیلیے حاشیہ پر درج کیے دیتے ہین۔

شاہ صاحب سرآمد عقلای زمانہ اور نہایت خوش اخلاق اور صاحب اوصاف پسندیدہ تھے بیشتر شاہ صاحب **نواب وزیر الممالک صفدر جنگ بہادر جنت آرامگاہ کے مصاحب و ہمراز تھے**۔ نواب صفدر جنگ بہادر کوئی کام آپکی بلا صلاح و مشورہ کے نہین کرتے تھے بلکہ شاہ صاحب نواب اودہ کے مخزن اسرار کہے جاتے

[1] شاہ مدن پیرزادہ بود از نسل حضرت غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ بسیار دانا و خوش اخلاق و صاحب صفات پسندیدہ در ابتدا مصاحب نواب وزیر الممالک صفدر جنگ جنت آرام گاہ بود ہیچ مشورہ بیرون صلاح او اقرار نمی یافت بلکہ خازن اسرار نواب ممدوح نام ببرور بودہ است و بعد از وفات نواب مغفور در بنگالہ بر فاقت آنجہ وردی خان مہابت جنگ ناظم بنگالہ زندگی سیکرد انجا ہم خیلی معزز و مشیر تدبیر امور ملکی و مالی بود۔ چون بنگالہ خراب شد باز باین طرف آمد و طرح اقامت در شاہ آباد کہ متصل شاہجہانپور است انداخت و ملازمت نواب سپہر جناب شجاع الدولہ بہادر اختیار نمود آنجناب ہم او را خیلی موقری داشت و ہیچ رازے از و پنہان نمی کرد القصہ شاہ صاحب ممدوح برای اینکہ شاہ آباد از فیض آباد بُعد نہ منزل داشت و نیز برائے بستن زبان نمامان کہ مبادا از باعث قرب آن بلدہ ملک افاغنہ بدوستی آن فرقہ مذام کنند در خالص پور کہ پنج کروہ از لکھنؤ فاصلہ دارد خانہ برای سکونت تعمیر نمودہ

جب نواب صفدر جنگ کا انتقال ہوگیا تو شاہ صاحب بنگالہ چلے گئے اور وہان الہ وردیخان
مہابت جنگ ناظم بنگالہ کی رفاقت مین مرجع انام رہے۔ نہایت
اعزاز آپ کا کیا جاتا تھا اور یہان تک آپ ناظم بنگالہ کے مشیر ہوے کہ جملہ امورات
ملکی و مالی آپ کی راے سے انجام پاتے تھے جب بنگالہ مین انقلاب آیا اور وہ
خراب ہوگیا تو آپ اپنے وطن شاہ باد چلے آئے اور اسکے بعد **نواب شجاع الدولہ**
بہادر کی ملازمت حاصل کی نواب شجاع الدولہ آبای مراسم ہونیسے
کمال تعظیم و توقیر کرتے اور کوئی راز اپنا شاہ صاحب سے نہین پوشیدہ رکھتے تھے اور
ازراہ احترام جب کبھی ہاتھی کی سواری پر نواب شجاع الدولہ اور شاہ صاحب ساتھ
ساتھ سوار ہوتے تو نواب موصوف اپنی جگہ پر شاہ صاحب کو بٹھلاتے اور خود خواصی
مین بیٹھتے خالص پور کا علاقہ شجاع الدولہ نے شاہ صاحب کی جاگیر مین دیا تھا شاہ آباد
کے پڑاؤ مین نواب شجاع الدولہ نے بے تکلفی سے شاہ صاحب کے مکان سے کھانا منگاکر
بھی کھایا ہی نواب شجاع الدولہ کے تقرب کے ثبوت مین شاہ صاحب کے متعلق تاریخ
سلاطین اودھ کے صفحہ (۱۰۲) جلد اول مین مرقوم ہی کہ جب مرزا انور بیگ و رحیم بیگ

(بقیہ حاشیہ) بود و ہر سال عرس حضرت غوث الثقلین کی کردجوق جوق علما و طلبای علوم و فوج فوج مشایخ و اولاد شیوخ از اطراف واکناف
شمل عظیم آباد سہسرام و جون پور و الہ آباد و فرخ آباد و شاہ جہان پور و شاہ آباد و کالپی و کوا جہان آباد و آنادہ و نیز آباد و سندیلہ
و کاکوری و لکھنو و سیلون و بریلی و دلو دران عرس جمع می شوند و کرایہ بہل و انچہ در آمدن و رفتن و ماندن الی نیجا صرف می شد ہمان
سرکار شاہ صاحب می یافتند تا سہ روز عجب انبوہ و طرفہ تماشای بود کہ دیدنی داشت چند نفر بقال ترازو در دست گرفتہ بنشستند
از صبح تا شام جنس را وزن کردہ بمردم می دادند بعضے رذیل الطبعان دوبارہ و بعضے سہ بار در یکروزی گرفتند بقالان دم نمی زدند زیرا کہ
ہمہ در سرکار شاہ صاحب محبوب نمود بیشتر ہنود ناگاہ و بیراگی دران انبوہ جنس کہ خوراک و نقد برای عمل حرام کہ بہنگ نوزا
و چرس ہا می یافتند گنجینا سی ہزار آدم فراہم می آمدند القصہ شاہ مدن لایق آن نبودہ است کہ گمان رود کہ دولت خواہ افاغنہ و
بدانديش نواب و احباب بود زیرا کہ این حالت رذیلہ مخصوص سفہا است عالی ظرفان حکمت دستگاہ ہرگز این کارہ نمیستند
دیگر مورد رین جای شک نیست کہ او سرامد عقلای زمانہ بود عاقل بدخواہ و لی نعمت خود نمی باشد۔

نے شجاع الدولہ سے اپنی بہن کے دینے مین انکار کیا تو اُس نے ان کو قید کیا اور سختی سے کھانے مین ہم وزن نمک دینے کا حکم دیا چنانچہ انور بیگ سختی عذاب سے مرگیا اس حالت مین شاہ مدن صاحب اور نواب عالیہ نے حیدر بیگ کے حال پر رحم کھایا اور شجاع الدولہ سے سفارش کرکے قید سے نجات دلادی اسکے بعد حیدر بیگ کی قسمت کا ستارہ چمکا اور نواب آصف الدولہ کے عہد مین نایب وزیر اور امیر الدولہ انتظام الملک کے خطاب سے سرفراز ہوے - اسیطرح شاہ صاحب کی فیضرسانی کے متعلق مولوی حافظ امام بخش صاحب اپنی تاریخ الانساب مین لکھتے ہین کہ جب میرے والد کی جاگیر ضبط ہوئی تو شاہ صاحب نے شجاع الدولہ سے سفارش کرکے بحالی معافی کا پروانہ حاصل کرکے آپ کو بھجوادیا - عبارت تاریخ الانساب درج ذیل ہے

بعد دو سال نواب شاکر الدولہ عامل ضبطی نمود دران سال حقایق و معارف آگاہ سید السادات مجمع البرکات سیدی سندی حضرت شاہ شرف الدین محمد عرف شاہ مدن صاحب فرزند جناب قطب الاقطاب قطب المشایخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ سعی بکار غربا نمود پروانہ معافی از حضور حاصل کرد فرستاد -

چونکہ فیض آباد سے شاہ آباد کا بڑا فاصلہ اور نیز اس خیال سے کہ چغلی خور و حاسدین گھٹکر کے قریب ہونے سے روہیلیون کی دوستی سے آپ کو بدنام نہ کرین شاہ صاحب نے خالص پور مین مکان بنایا آپ ہر سال عرس حضرت غوث الثقلین کا کیا کرتے تھے جو ق جوق علما طلبا مشایخین پیرزادگان ہندوستان کے مختلف شہرون سے مثل پٹنہ عظیم آباد و سہسرام و جون پور و الہ آباد و اودہ و فرخ آباد و شاہجہان پور و شاہ آباد و کالپی و کوڑہ جہان آباد و خیر آباد و اٹاوہ و سندیلہ و کاکوری و لکھنؤ و سیلون و بریلی

و دلمو کے اُس عرس مین شاہ صاحب کے یہان آکر شریک ہوتے اور کرایہ بہل وغیرہ کا جو آمد و رفت مین پڑتا سرکار شاہ صاحب سے دیا جاتا تھا تین روز تک عجیب و غریب مجمع و تماشا رہا کرتا تھا جو قابل دید ہوتا تھا چند نفر بقال ترازو لیکر بیٹھتے تھے صبح سے شام تک جنس تول تول کر لوگون کو دیتے تھے بعض چالاک گداگر وغیرہ دو دو تین تین بار ایک روز مین جنس لے لیا کرتے تھے مگر بیئے شاہ صاحب کے حکم و ہیبت سے دم نہین مار سکتے تھے بعض جوگی بیراگی نقدی بنگ چرس گانجہ کے لیے لیتے تھے تخمیناً تیس ہزار آدمیونکا مجمع ہوتا تھا اس مین شک نہین کہ شاہ صاحب سرآمد عقلاے زمانہ تھے علاوہ عظمت و بزرگی کے دنیاوی جاہ و جلال بھی حاصل تھا اُس زمانہ مین شاہ آباد کیا بلکہ اس ضلع ہر دوئی مین کوئی مقدرت مین اُن کا ہم پلہ نہ تھا فن شاعری مین بھی کمال حاصل تھا موجد تخلص کرتے تھے اور صاحب دیوان تھے آپکے متعلق خلیفہ عبد الرزاق صاحب یعنی اپنے تذکرے مین تحریر فرماتے ہین کہ "**سید شرف الدین موجد تخلص از اولاد پاک حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اند در قصبۂ شاہ آباد کہ مسقط الرأس راقم ہست اجداد ایشان از بغداد شریف تشریف آوردند تولد این گوہر شریف ہمین جا شدہ از علوم ضروریہ آگاہی دارند صاحب دیوان و قصائد اند این چند ابیات از وہ ہستند**"

معراج تست بارگہِ عرش ذو الجلال	معراج ما مدینہ عالی مقام کن
ز نار ماند در کف تقواے من ز شرم	از بس چکید خون عرق از سبحہ دانہا
در لحدی طپد از داغ غش دل پس مرگ	این سپند از کف خود دامن انگر نگذاشت

محو شد شبنم گل خورشید تابان ماند و بس — آنقدر از خویشتن رفتم که جانان ماند و بس
تا کدامین جلوۂ نازت ترا آئینہ دید — چون نگاہ دیدہ مذبوح حیران ماند و بس
روز ہجر تو ام آرام چہ خواہد بودن — صبح سودا زدہ را شام چہ خواہد بودن

شاہ مدن صاحب کی ڈھیوڑی سے اکثر حاجتمندون کو معافیان ملتی تھین بعض کاغذات راقم کے پیش نظر ہین چنانچہ ۱۱ محرم ۱۱۶۶ ہجری کو نو بیگہ پختہ ارضی موضع بی بی پور ہین شاہ صاحب نے میانجی عبدا ولد مولوی آلہ داد صاحب ساکن محلہ مہند کو جن کی اولاد ہین خلیفہ ننھون تھے عنایت کی تھی اور ۵ محرم ۱۱۷۰ ہجری کو چند کوٹھریان روضہ عما کے ہمیشہ کے لیے ایک فقیر کو مرحمت کی تھین ان واقعات کے ثبوت مین ایک سند کی نقل[۱] حاشیہ پر درج کی جاتی ہے۔

شاہ صاحب[۲] کی کریم النفسی مشہور تھی نقل ہے کہ آپ کو گاڑی مین اچھے بیلون کا نہایت شوق تھا اور آپکے یہان منجملہ دیگر بیلون کے ایک جوڑ نہایت بیش قیمت تھا اتفاق سے اُس جوڑ کو چور لے گئے اور وہ پکڑے گئے آپنے چورون کو قیمت عنایت کی اور وہ بیل لے لیے اور اُنکے جرم کا کچھ مواخذہ نہ کیا۔ عرصہ تک شاہ صاحب کا زمانہ نہایت موافق رہا مگر گردش فلکی سے ایک سا دور دورہ کسی کا اس عالم مین نہین رہتا اسلیے شاہ صاحب کو بھی وہی معاملہ پیش آیا تقدیری واقعہ ہے کہ حافظ رحمت خان

---

[۱] پروانہ بہ مہر سید شرف الدین صاحب عرف شاہ مدن صاحب مرقوم پانزدہم محرم الحرام ۱۱۶۶ ہجری متصدیان مہمات حال و استقبال تعلقات شاہ آباد بدانند۔ موازی نہ بیگہ پختہ ارضی مزروعہ در سواد موضع بی بی پور علاقہ مولاگنج بطریق مدد معاش باسم میانجی عبدا ولد مولوی آلہ داد ساکن محلہ مہند نیاز حضرت۔۔۔ مصارف تعزیداری معاف نمودہ شد لازم دانند کہ بموجب مضمون فرمان متعرض نشوند بتصرف و تعلق واگذارند و ہر ساہی مستوفی فصل بفصل نشانیہ ساینہ باشند درینباب تاکید اکید دانسته حسب الحکم الاعلی آنرا نوشته بر دادند

[۲]

اور شجاع الدولہ کے باہم جھگڑا شروع ہوا اور خانہ بربادی مفت مین شاہ صاحب کی ہوئی جس کا قصہ یہ ہو کہ جب مرہٹون نے روہیلون کو بہت تنگ کیا تو حافظ رحمت خان والی روہیلکھنڈ نے نواب شجاع الدولہ فرمانروائے اودہ سے مدد مانگی جس کے صلہ مین نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپیہ مانگے آخر مین طرفین کی رضامندی ہو کر اس روپیہ کے قرضہ کا تمسک ہو گیا اقرارنامہ مین ایک یہ بھی شرط تحریر ہوئی تھی کہ نواب وزیر الممالک کو چالیس لاکھ روپیہ روہیلون کے سردار اسطرح ادا کرین کہ سب نواب شجاع الدولہ شاہ آباد سے کوچ کر کے تمام اُن خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے جنگلون مین پھر رہے ہین اُن کے گھرون مین آباد کر دین اور دس لاکھ روپیہ وزیر الممالک کو بالفعل دیا جائے گا اور باقی تیس لاکھ روپیہ تیس برس کے

صاحب شیفتہ یہ نہ گذشتہ سال و بعد تحقیق و ثوقت رسید کہ [illegible] توقع از روہیلہ باناشت لیکن آنھا نظر بر تیرگی [illegible] گاہ گاہ بارسال ہدایا تحفہ می آورند و حضور [illegible] ہدایا بامیخواست [illegible] دولت جناب وزارت مآب ہم آرزمی کرد بلکہ ترقی ملازمان این سرکار عالی مدار بدرجہ زیادہ ازان بامیخواست گفتہ کہ درین جنگ گذشتہ حافظ الملک مشل دیگران موجب رنجش نبود کہ بلکہ ندد گھین شدہ باشد بکمال زیرکی بار دگر این روز نامہ نواب سپہر جناب نمود کہ این دو برادر باہم می جنگند برگاہ یکی کشتہ می شود دیگر باز مدعی حصول سریر فتح آباد و اورنگ زیب شاہ مان پیہ موقوف ہست اگر جناب عالی رحافظ الملک دیدہ بود خود سفارش جنبانیدہ بود بانی الضمیر شاہ صاحب مرقوم این بود چو مصالح باہم رو دہد لیکن نواب سپہر جناب ہم چہ کند کہ حافظ الملک بہ آن فطانت و فراست دوستی ایمان کہ داشت بمشورہ کسی بالطبع خود پیش و پس نماندہ و باوجود تشیید اساس محبت کہ خلاف نص صریح ایمان موکدہ صحبت داشتہ بود [illegible] بلا بر سر خود نازل کرد حکم شد کہ سر حافظ الملک پیش ایہا برد تحقیق رسانند کہ سر حافظ الملک یا سر دیگر [illegible] ازان [illegible] ایکہ نمایند کہ او نیز بخوبی من شناسند شنیدہ شد کہ نواب سالار خان آن سر بریدہ مین تفرقت کہ این سر حافظ الملک است سر دیگرے نیست و نواب ظفر جنگ گفت کہ ہمین ریش فش جناب عالی ستودہ [illegible] شدہ بود ند و شاہ مان فرمود پس گردد گفت کہ این سر مان مسلمان است۔

خلاصہ این کہ جناب عالی را [illegible] کہ این سر مان مسلمان است ما این [illegible] شغل شدہ و اور امجوس کرہ۔ اعتماد السعادت ۱۲

عرصہ مین دیا جاے گا۔ جب مرہٹے روپیہ لینے پر راضی ہوے اور شجاع الدولہ سے ضمانت کرالی تو اُس کا تمسک تحریر ہوگیا اسکے بعد برسات آگئی مرہٹے کٹھر کو چھوڑکر واپس چلے گئے حافظ رحمت خان بریلی آئے اپنے خزانہ سے پانچ لاکھ روپیہ شجاع الدولہ کے پاس بھیجے اور باقی روپیہ روہیلون کے دوسرے سردار جو انولہ اور بدایون وغیرہ مین حکومت کرتے تھے اُن سے طلب کیا سب نے ناداری کا عذر کیا اور کچھ نہ بھیجا اِس عرصہ مین مہاجی سیندھیا اور لکوجی ہلکر کا پیغام آیا کہ حافظ رحمت خان تم اور ہم ملکر شجاع الدولہ کے مُلک پر حملہ کرین اور ہم تم دونون نصفا نصف ملک تقسیم کرلین اور اگر یہ منظور نہ ہو تو حافظ الملک ہمین گنگا پار سے راستہ دیدین۔ ہم تمسک اُن کا چالیس لاکھ والا واپس دیدینگے ورنہ ہم حافظ الملک کا ملک لوٹینگے حافظ رحمت خان نے اِس کا یہ جواب دیا کہ مین کفار کے ظالمونکی ہمراہی مین مُسلمانون سے مقابلہ نہین کرون گا اور نہ معاہدہ توڑون گا اور یہ سارا ماجرا حافظ الملک نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا کہ مین فوج لیکر میدان جنگ کی طرف جاتا ہون آپ چالیس لاکھ روپیہ والا تمسک جس کا روپیہ ابھی تک مرہٹون کو نہین دیا گیا ہو واپس کردین اور آیندہ بھی ایسی حالت مین روپیہ نہ بھیجا جاے گا اسپر نواب شجاع الدولہ نے **سید شاہ مدن صاحب** کو اپنا وکیل کرکے حافظ الملک کے پاس بھیجا اور شکریہ ادا کیا کہ آپنے سب حال سے مجکو اطلاع فرمائی اور لشکر سے میری امداد کو تشریف لاے نواب وزیر الممالک نے یہ بھی وعدہ کیا کہ مرہٹون کی شکست دینے کے بعد تمسک واپس کردیا جائیگا۔ حافظ رحمت خان بارہ ہزار سوار و پیدل کی فوج لیکر مرہٹون کے مقابلہ مین آئے شجاع الدولہ نے بھی اپنے سردارون کو امداد کے لیے لکھا غرض کہ بہت بھاری

لڑائی مرہٹون سے ہوئی اور مرہٹے شکست کھا کر بھاگ گئے تب حافظ رحمت خان نے اپنا سفیر تمسک کی واپسی کے لیے اودھ کو بھیجا اُسوقت نواب شجاع الدولہ نے کانو پر ہاتھ دھرا کہ مین نے واپسی تمسک کا وعدہ نہین کیا یہ مجھپر تہمت ہے **سید شاہ مدن** صاحب شہادت کو طلب ہوے شاہ صاحب نے شہادت حافظ رحمت خان کے موافق دی لیکن نواب شجاع الدولہ نے کچھ خیال نہ کیا اب نواب وزیر الممالک نے پینتیس لاکھ روپیہ کا تقاضا صرف حیلہ جنگ کے لیے کرنا شروع کیا اور یہ امر ملک کٹھر پر قبضہ کرنے کی نیت سے تھا۔ بعض مورخ یہ بھی لکھتے ہین کہ حافظ الملک نے ایک خط برادرانہ شکایت کا مظفر جنگ کو لکھا کہ تم جناب عالی یعنے نواب اودہ سے مل گئے حالانکہ اُنھون نے ہماری قوم و قبیلہ کو برباد کر دیا ہی نواب مظفر جنگ رئیس فرخ آباد نے وہ خط نواب شجاع الملک کو دکھلا دیا اور نواب شجاع الدولہ دشمن ہوگئے یہ بات ضرور ہے کہ شجاع الدولہ کی نیت روہیلیون کے ملک پر لگی تھی اور حافظ رحمت خان اس معاملہ مین بے خطا تھے۔

ایک دوسرا جھگڑا فی مابین روہیلیون اور نواب اودھ کے یہ نکلا کہ جب مرہٹے شکست کھا کر بھاگے تو اٹاوہ اور شکوہ آباد کے پرگنے خالی ہوے شجاع الدولہ نے کہا کہ مین انپر قبضہ رکھون گا۔ اس مین شک نہین کہ حافظ رحمت خان کو عجیب مشکل کا سامنا تھا اُدھر مرہٹے برسر آزار تھے اور ادھر شجاع الدولہ کو ایماندار نہین جانتے تھے اور نہ قول پر اعتبار تھا۔

جب ضابطہ خان روہیلہ جاگیردار سہارن پور شکست کھا کر مارا گیا تو روہیلیون نے شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنانا چاہا۔ ۲۰ جنوری ۱۷۷۴ء کو نواب شجاع الدولہ جنرل

رابرٹ پارکر سے ملے و رپہ مشورہ کیا کہ مین سخت مشکل مین ہون اگر روہیلون کو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو ایک زبردست قوم سے سرحد جاسے گی جس سے ہر وقت خوف رہیگا اور اگر روہیلے مرہٹون سے ملگئے تو میرا ملک جاتا رہیگا لہذا مین نے یہ سوچا ہے کہ سپاہ لیکر روہیلون کی سرحد پر جاون اور وہان کچھ اپنی سپاہ کا رعب داب دکھاکر حکمت عملی سے کچھ ملک بنابر نذر شاہ اور کچھ ملک اپنی سرحد کے واسطے حاصل کرون اور کچھ زر نقدی بھی لون جس مین سے کچھ مرہٹون کو دون گا تاکہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑ کر چلے جاوین مگر انگریزی فوج میری مدد کرے۔

القصہ نواب وزیر الممالک نے حافظ الملک کو لکھا کہ آپنے وہان بھیجنے مین تامل کیا مین عنقریب پہونچتا ہون اُسکے جواب مین حافظ رحمت خان نے افتخار نویسی سے یہ جواب لکھا۔ **نواب نامدار سلامت۔ اگر ارادہ شما بصلح است فبہا ذاک اللہ خیرا و اگر ارادہ شما بجنگ فباسم اللہ۔ جواب نامہ بے تیغ و تفنگ است * کلوخ انداز را پاداش سنگ است * والسلام** اِدھر سے شجاع الدولہ بڑھے اُدھر حافظ الملک اپنی جمعیت سے تیار ہوے جب سرحد پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ کا ارادہ فرخ آباد سے شاہجہان پور و شاہ آباد پہونچکر اسطرف آنے کا ہے حافظ الملک فرید پور مین جو بریلی سے سات کوس ہے آکر خیمہ زن ہوے اسطرف شجاع الدولہ کو یہ اندیشہ تھا کہ شاہ جہان پور مین حکومت عبداللہ خان کی ہے اور وہ پٹھان ہے اور حافظ الملک اُسکا محسن ہے اور شاہ جہان پور مین قریب پندرہ ہزار کے افغان خونخوار موجود ہین شاید اپنے ملک سے راہ نہ دینگے اور یہ خیال بوجہ ہم قومی حافظ الملک و نواب عبداللہ خان کے تھا۔ یہان عبداللہ خان نے مہمان نوازی

کی ایسی قدردانی کی کہ شاہ آباد تک خود استقبال کے لیے گئے اور ان کو شاہ جہان پور لاکر مقیم کیا۔ شجاع الدولہ کے پاس فوج بیشمار تھی کنز التاریخ مین ہی کہ حافظ الملک کے پاس جمعیت دس ہزار سے بھی کم تھی جس کو نواب کی فوج کا آٹھوان حصہ سمجھنا چاہیے۔ مگر تاریخ سلاطین اودھ مین حافظ الملک کی جمعیت (۷۰) ہزار تحریر ہے۔ کرنیل چیپ مین سپاہ کی تعداد چالیس ہزار لکھتے ہین۔

القصہ کڑہ کمال زئی خان اور فریدپور کے مابین ۱۱ صفر ۱۱۸۸ھ ہجری مطابق ۲۳ اپریل ۱۷۷۴ء کو دونون لشکر مقابل ہوے فریقین مین سخت جنگ ہوئی فیض اللہ خان و محمد یار خان ولد علی محمد خان اور محب اللہ خان ولد دندے خان بڑی جرات سے لڑے مگر احمد خان ولد بخشی سردار خان نے خواہ بسازش شجاع الدولہ یا اپنی سرشتی نامردی سے گریز اختیار کی مولف گلستان رحمت یعنی فرزند حافظ الملک نے اپنی تاریخ مین اسپر الزام سازش کا قایم کیا ہی۔ آخرش چار گھڑی دن چڑھے سے گولہ باری شروع ہوئی دونون فریق کے آدمی بہت مارے گئے۔

تاریخ سلاطین اودھ کے صفحہ (۸۵) مین ہی روہیلے اپنی عادت قدیم کے موافق دفعۃً دہاوا کرکے توپ پر آپڑے۔ چہرے سے ہزارون مثل دانہ نخود جل بھنکر خاک پر گر پڑے اور تلوار بھی خوب چلی حافظ الملک نے ازراہ تہوری ایک نشان ہاتھ مین لیکر چاہا کہ اپنی جمعیت کے یارون سے دھاوا کرکے جنابعالی تک پہونچین اتفاقاً ایک گولہ آنکے جو لگا گھوڑے سے گر پڑے اپنی حسرت کو خاک مین ملا دیا امر عجیب یہ ہی جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا اسوقت حافظ الملک جامہ ہندوستانی قدیم پر متن قرآن شریف

پہنے ہوے تھے وہ جامہ برکت قرآن شریف سے نہ جلا چھاتی مین
ایک سیاہ دھبا گولے کی دھمک کا لگ گیا تھا جس کے صدمے
سے فقط گر پڑے تھے مرتضی خان بڑیچ رسالہ دار اُن کا سر کاٹکر
جناب عالی کے پاس لاے جناب عالی ہاتھی سے اُتر کر سجدۂ شکر
بجالاے اور سر حافظ سے مخاطب ہوکر فرمایا خدا شاہد حال ہے
مین ایسا روز بد تمھارے لیے نہ چاہتا تھا" یہان تک مضمون تاریخ سلاطین
اودھ کا تھا - حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ سے قدیمی مراسم تھے جب
شجاع الدولہ بکسر سے انگریزی فوج کے ہاتھون سے شکست کھاکر بریلی گئے تو
حافظ رحمت خان نے خیر خواہی کی تھی اور جس وقت مین نواب شجاع الدولہ
نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ اباد کے پاس صفائی کی غرض سے گئے تھے تو
حافظ الملک ہی نواب احمد خان کے پاس گئے اور اُنھین سمجھا کر استقبال کو لاے
اور میل کرایا تھا حافظ الملک صاحب تقوی اور دیندار انسان تھے -
کنز التاریخ کے صفحہ (۲۸۱) مین ہی کہ قریب دوپہر کے حافظ رحمت خان کے
بائین جانب بازو پر سینہ کے قریب گولہ لگا اور وہ جان بحق ہوے ان کا سر
سلطان خان کاٹکر شجاع الدولہ کے سامنے لیگیا نواب شجاع الدولہ نے سلطان خان
کو اسپ و خلعت عطا کیا اور حافظ الملک کا سر سید شاہ مدن صاحب کو دکھایا
تاکہ وہ پہچانین کہ یہ سر حافظ مرحوم کا ہی یا نہین چنانچہ اُنھون نے پہچانا اور یہ شعر زبان پر
لاے سر کشتہ برنیزہ میزد نفس ✤ کہ معراج مردان ہمین ست و بس

عمادت السعادت مین ہی کہ شاہ صاحب کو جب سر دکھلایا گیا تو آپ پُرنم ہوئے اور فرمایا کہ این سر ہمان مُسلمان است

شجاع الدولہ نے **سید شاہ مدن** صاحب کو بھی بسولی پہونچکر نظر بند کر لیا اور تمام اثاث البیت ضبط کیا اُسی قید مین اُنھون نے رحلت فرمائی۔

بعد خاتمہ جنگ کے شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی نعش تلاش کرا کے معہ سر کے اُسی تاریخ بریلی مین روانہ کردی بریلی مین قاضی شہر و علما و حفاظ نے ۱۴ صفر کو حافظ الملک کے جنازہ کی نماز جماعت کثیر سے پڑھی اور اُن کو بریلی کے پچھم جانب جو مشہور جگہ ہے مدفون کیا۔ راقم مزار پر گیا ہے۔ تاریخ خانا دل راشا یعنی خوش آمدید۔ کندہی کسی شاعر نے سلطان خان افغان کی نسبت جس نے حافظ المُلک کا سر کاٹا تھا ایک قطعہ لکھا جو حسب ذیل ہے ؎

ہر کس کہ در ہمان کند از قوم خود بدی — او با یزید در ہمہ اوقات ہمسر است

داری اگر بدل ہوس امتحان بہ بین — سلطان خان بہ شمر حرامی برابر است

راقم نے حافظ الملک کی تاریخ شہادت کے متعلق ایک بیاض مین یہ شعر لکھا دیکھا ؎

چو در لفظِ ظفر تاریخ جستم — پے باقی سرِ حافظ بریدم

انگریزی تحریرات کی بنا پر خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب کو جو سید شاہ مدن صاحب کے متعلق یہ شبہ ہوا ہو کہ شجاع الدولہ کے مونہ پر گواہی کے وقت یہ کہنا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے امر دشوار تھا اور حافظ الملک پر یہ گمان کہ وہ لڑنے مرنے پر کمر بستہ نہ تھے غلطی اور ناواقفیت ہے یہ دونون شخص سچے مسلمان تھے ان کو بمقابلہ راستبازی اور حق گوئی کے اپنی جان و مال کا کچھ اندیشہ نہ تھا۔ مورخ مذکور شاہ مدن صاحب

کی قدر و منزلت اور عظمت کو نہین جانتے تھے اُنھون نے سرسری قیاس سے جو چاہا لکھدیا اور شاہ صاحب کے احترام اور عالی منزلت ہونیکے متعلق کچھ نہین تحقیق کیا شجاع الدولہ تو صرف ایک صوبہ کا فرمان روا تھا اگر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی جو تمام ہندوستان کا حکمران اور سخت گیر اولوالعزم سلاطین مین تھا اگر اُس کے روبرو بھی کسی بات کی تصدیق پیش آتی اور اسکے خلاف مزاج بھی ہوتی مگر شاہ صاحب کبھی حق گوئی سے سرمو تجاوز نہ کرتے۔

شاہ صاحب کے ساتھ جیسا کہ کنز التاریخ کا مضمون ہم اوپر بیان کر چکے ہین شجاع الدولہ نے اسیطرح معاملہ کیا لیکن کسیقدر اُن واقعات مین صراحت مطلوب ہی تاریخ اخبار صحت اور دیگر مستند راویون مین یہ مشہور روایت چلی آتی ہی کہ جب حافظ الملک کا خاتمہ ہوا اور شجاع الدولہ صوبہ روہیلکھنڈ کا مالک ہوا تو اس نے شاہ مدن صاحب کی جاگیر اور جملہ املاک ضبط کر لی شاہ صاحب کی ضبطی کے متعلق یہ بھی قدیم سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ شجاع الدولہ کے سالے نواب سالار جنگ جو بہو بیگم کے بھائی تھے وہ نہایت متعصب و حاسد شخص تھے شاہ صاحب کے احترام سے انھین دلی عناد تھا اکثر وہ شجاع الدولہ کے دل مین شاہ صاحب کی برائیان جماتے تھے شاہ صاحب حافظ الملک کے ضرور طرفدار تھے کیونکہ حافظ الملک شاہ صاحب کے ارادتمند تھے بلکہ بعض راوی حافظ صاحب کو شاہ صاحب کا مرید بتلاتے ہین اسوجہ سے شجاع الدولہ نے شاہ صاحب پر حافظ الملک سے سازش رکھنے کا الزام لگایا اور انکی جاگیرات ضبط کرلین اور صرف اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ یہان تک ظلم کیا کہ شاہ آباد کے قیام مین اثاث البیت اور مسودات کے زیوارت تک شاہ صاحب سے منگوا لیے

جسکے چھ ماہ کے بعد شاہ مدن صاحب نے انتقال کیا شاہ صاحب کے صبر اور حافظ الملک کے خون ناحق نے شجاع الدولہ کو ایک سال بھی خوشی نصیب نہ ہونے دی حافظ الملک کے قتل کرانے کے نو مہینے بعد اور شاہ مدن صاحب کے انتقال کے تین ماہ کے بعد تین شباب تین ۴۵ برس کی عمر میں ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ ہجری کو شجاع الدولہ نے انتقال کیا۔ شاہ مدن صاحب کے انتقال کی تاریخ راقم نے یہ موزون کی ہے

از وفات سید شاہ مدن — گشت این فانی جہان مغموم حیف
اے مظفر بہر تاریخ وصال — گفت ہاتف سید مظلوم حیف

شاہ مدن صاحب کے کوئی اولاد نہ تھی ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جو چند روز زندہ رہی اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ سے ہمکلام ہو کر مر گئی۔

آپ کی تین بیویاں تھیں پہلی بیوی آپ کی ماموں سید درویش صاحب کی دختر سید بی بی دوسری مغلانی تیسری بیوی خوش حال بائی جو بیرونی تھیں انکے نام شاہ صاحب نے کچھ جائیداد بھی لکھی تھی جس کی نقل درج کیجاتی ہے۔

تملیک نامہ سید شرف الدین صاحب عرف شاہ مدن صاحب نام املیہ خود

اقرار کردہ اعتراف صحیح شرعی نمود مخبر باسم و نسب خود سید شرف الدین محمد عرف شاہ مدن صاحب ولد سید عبد الباسط صاحب حموی گیلانی ساکن قصبۂ شاہ آباد پرگنۂ پالی صوبۂ خیر آباد مضاف بصوبہ اختر نگر اودھ فی الحال بالصحیح اقرار شرعاً بر این معنی کہ منازل محلسرائے قدیم و جدید و حویلیات درونی و بیرونی توشیخانہ و مودیخانہ و دیوان خانہ تعمیر پختہ و کٹرہ مولا گنج معہ اراضی بست پنج بیگہ پختہ مدخلہ و مشمولہ منازل و گنج مذکور و موازی نہ بیگہ پنج بسوہ پختہ اراضی مسکونہ رعایا واقع دروازہ شمالی گنج مذکور و ہشت بیگہ دہ بسوہ پختہ واقع در جنوبی گنج مصرحہ بالا محدودہ بحدودات اربعہ مفصلۃ الذیل و موازی چہاردہ و نیم قطعہ باغ انبہ کہ از انجملہ ہفت نیم قطعہ مشتریہ و پنج قطعہ مرہونہ و دو قطعہ نشاندہ و تغرسش کردہ خود واقعہ قصبہ شاہ آباد مذکور کہ تفصیل اراضی و حدودات آن در قبالہ جاتش مشروحاً مندرج و مرقوم است بطریق اشتراء رہن و تعمیر خود ساختہ تحت و تصرف خود می دارم و الی یومنا ہذا بلا اشتباہ سابق الذکر در قبض و تصرف مالکانہ مستقر بلا شرکت و سہامت غیرے مقرر اند درینولا بحین حیات و صحت ذات و ثبات عقل و بقاء جمیع تصرفات شرعیہ خود کہ جائز و نافذ است آن ہمہ عمارات و باغات مشتریہ و نشاندہ خود و از رہن باغات مرہونہ مسطور با جمیع حقوق و مرافق داخلی و خارجی من القلیل و الکثیر مداخلہ فیہا و الخارجیہ عنہا و ما تعلق بہا و فیہا من الاشجار و الاثمار و غیرہ

شمرہ عقلاً و ارادتاً برضا و رغبت خود بلا اکراہ و اجبار غیرے بہ بی بی صاحبہ
مسماۃ **خوشحال بائی** منکوحہ خود بوجہ دین مہر ہبہ و تملیک صحیح
شرعی کردہ دادم تملیکا صحیحا شرعیا جائزا نافذا مجوزا مقرغا صالبا عن
الشروط الفاسدہ و عاریا عن المعالی المطلبہ و حق الفروعین الفاحش
و عنہا ہبتہ جواز التملیک و موہوبہ بہ معہ وثیقہ ہبہ نامہ ہذا تسلیم و تفویض
ساختہ ممالک لہ را قابض و دخیل گردانیدہ دادم و نیز موہوبہ لہ در مجلس
عقد ہذا قبول تملیک نمودہ قابض و متصرف گشت قبضا
و تصرفا صحیحا شرعیا پس نیست و نماند مر احدہ من المعاقدین حق قسم
تملیک و استردادن احیانا من بعد ازین اگر کسے سہیم یا شریک پیدا
شود و دعوی نماید باطل و نامسموع است شرعا و عدالتا کان ذلک بمحضر
من العدول والثقات بنابران این چند کلمہ بطریق سند تملیک و ہبہ نامہ
نوشتہ شد کہ عند الحاجت دلیل قاطع و برہان ساطع گردد فقط۔

تفصیل قطعات باغ مذکور الصدر

باغ مشتریہ ۷ قطعہ — باغ مرہونہ ۵ قطعہ — باغ خود نشاندہ

باغ کنری پنجاہ	باغ بردا	باغ لکاپور	باغ کرم اللہ پور	باغ بنگالہ	باغ مزار لنگا	باغ چکلہ	باغ سمندخان	گلاب باغ	باغ سلیم پورہ
ایک بیگہ	یک	یک	یک	یک	یک	یک	• یک	یک	یک

باغ چکلہ	باغ عباس	باغ محلہ	باغ محمود خان	لعل باغ	باغ دوندہ قریب باغ اعزاز خان
تکیہ	سلیمانی		ایک		نصف
نصف	یک	یک	یک		

تفصیل حدود اراضی واقع سمت شمالی گنج مذکور۔

شرق ـــــ غرب ـــــ جنوب ـــــ شمال ـــــ

پیوستہ محلہ شیخ دلدار ملحق بہ مسجد سید عبدالباسط صاحب ملاصق اراضی زرخرید سید پیوستہ اراضی زرخرید مستقر و شاہراہ

تفصیل حدود اراضی واقع سمت شمالی گنج مذکور

شرق ـــــ غرب ـــــ جنوب ـــــ شمال ـــــ

پیوستہ باراضی شیخ دلدار تا حد ملحق باغ حضرت سید عبدالباسط ملاصق باراضی دروازہ و دیوار ملتصق مزار و باغ میر محمد صالح

احاطہ مولا گنج صاحب مرحوم و مغفور متصل مولا گنج مذکور

تفصیل حدود اراضی واقع دروازہ جنوبی گنج مذکور

شرق ـــــ غرب ـــــ جنوب ـــــ شمال ـــــ

متصل باراضی محلہ شیخ دلدار پیوستہ بخانہائے سکونہ رعایا ملحق مقابر ملاصق محلہ شیخ دلدار و

تالاب سعادت خان احاطہ مولا گنج

تحریر فی التاریخ نہم شہر ذیقعدہ ۱۱۸۰ھ ہجری

سید شاہ مدن صاحب کا مزار محلہ مولا گنج لب سڑک پختہ احاطہ مین واقع ہے آپکی مہر مین ۱۱۲۸ھ ہجری کندہ ہین۔

شاہ صاحب کے دو بھائی اور بھی تھے ایک **سید شمس الدین صاحب عرف سعدی میان** جو عارف اور طبیب حاذق تھے اور حکیم محمد اکبر عرف ارزانی کے شاگرد رشید تھے۔ حکیم ارزانی ہی نے عربی سے فارسی مین ترجمہ کرکے طب کو ارزان کردیا یکتای زمانہ ہوے ہین۔ میرزا مظہر جان جاناں دہلوی سے ملنے آئے

سعدی میان صاحب کا بنگالہ و بہار مین بڑا اثر تھا اس بنا پر اپنے شاگرد سید مولوی لطف رسول صاحب سندیلوی کو اکثر اس نواح کے روسا و نوابون کے نام خطوط لکھکر پٹنہ عظیم آباد بھیجا تھا اور مولوی صاحب کا طب مین وہان خوب رنگ جما تھا۔ جن کی طرف سے بعض کاغذات ابتک موجود ہین مزار آپ کا بمقام شاہجہان پور لب سڑک محلہ محمد زئی مین متصل مسجد کے واقع ہی۔ تاریخ وفات (خوشخبر فکر) ہے

دوسرے بھائی شاہ صاحب کے **سید طاہر عرف مدن صاحب** تھے انھین کے صاحبزادے سید لال تھے جن کے فرزند سید نظام الدین عرف مولوی نظامی صاحب تھے جن کے فرزند سید جمال الدین المعروف بہ کلڑ تھے عہد شاہی مین دریاونکے گھاٹ کی افسری کا ایک عمدہ تھا جسے کلٹری کہتے تھے ورنہ زمانہ حال کی کلکٹری اس زمانہ کی چکلہ داری تھی۔

جب مولوی نظامی صاحب نے عبدالرحمان خان قندہاری رسالہ دار کے ذریعہ سے نواب سعادت علی خان والی اودھ کی خدمت مین رسوخ حاصل کیا اور نواب صاحب موصوف کی رفاقت مین بنارس سے لکھنؤ تک ہمراہ آئے اور نواب سعادتعلیخان ۱۲۱۲ھ سنہ ہجری مین مسند نشین لکھنؤ ہوے تب بعد تیس سال کے بصلۂ حسن خدمت ۱۲۱۹ھ سنہ ہجری مین شاہ مدن صاحب کی بعض املاک جنمین مکانات و باغات وچکات وگنج وغیرہ جو ضبطی مین تھے سید نظامی صاحب کو عنایت ہوے مگر شاہ صاحب کی جاگیر جو خالص پور کے علاقہ سے وابستہ تھی وہ عبدالرحمان قندہاری کو عنایت ہوئی مولوی نظامی صاحب کے نام جو بحالی املاک کا پروانہ عنایت ہوا اُسکی نقل یہانپر تحریر کی جاتی ہے۔

حکمنامہ

باہم سیادت پناہ میر نظام الدین آنکہ بجلدوے حُسن و دولت خواہی سرکار دولتمدار قطعات و باغات و اراضیات و گنج و مکانات واقع قصبہ شاہ آباد در سرکار ابد قرار مملوکہ و مقبوضہ سید شاہ مدن ضبط نمودند بآن سیادت پناہ بلا شرکت غیرے نسلاً بعد نسلاً و بطناً بعد بطناً عطا و معاف فرمودیم باید کہ املاک مذکورہ را در تصرف خود داشتہ خود را مورد الطاف سرکار دولتمدار شناسند تاکید دانند المرقوم یازدہم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۱۹ ہجری۔

مُہر

وزیر الممالک مدار المہام جمدۃ الملک اعتماد الدولہ
آصفجاہ برہان الملک ابو المنصور خان صفدر جنگ شجاع الدولہ
یمین الدولہ ناظم الملک سعادت علیخان بہادر یار وفادار
سپہ رستم ہند فدوی عالم بادشاہ
غازی ۱۲۱۲ ہجری

منشی محمد صالح صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب

منشی صاحب بڑے راستباز محقق وسیع النظر بزرگ تھے خلیفہ عبد الرزاق صاحب یمینی کے شاگرد رشید اور مولانا عبد الرحمن صاحب لکھنوی کے مُرید تھے نواب سعادت علیخان والی اودھ کے عہد سے تا جلوس محمد علی شاہ کتبخانہ شاہی کے داروغہ رہے سلاطین اودہ اُن کو نہایت اچھی نظر سے دیکھتے تھے اور اُن کا

بہت اعتماد کرتے تھے اُن کا قیام تکیہ عبدالجلیل واقع لکھنو مین تھا اپنے وطن شاہ آباد سے جاکر وہین مکان باغ تیار کیا تھا۔ اور جب ۱۲۵۷ھ مین آپنے انتقال کیا تو وہین مدفون بھی ہوے صدہا اہل لکھنو آپ کے شاگرد تھے ضمناً آپ کا ذکر خیر تذکرۂ رحمانی مین درج ہی علم ظاہری مین کمال حاصل تھا اِس بنا پر آپ شاہی کتب کے انتظام پر انتخاب کیے گئے آپ کے والد مولوی فریدون صاحب شاہ مدن صاحب کے تربیت یافتہ تھے اور پیشتر اصلی سکونت اِن کی موضع جسرت پور مین تھی منشی صاحب اس عہد مین ممتاز اور وضعدار لوگون مین شمار کیے جاتے تھے اور نہایت باخدا مقدس انسان تھے تاریخ انتقال یہ ہی ؎

بہ بست و چارم شوال حیف کلک قضا — بنام منشی صالح چو سر گذشت چنین
نوشت خامۂ واثق بدیہہ تاریخش — کہ جاے منزل صالح بود بہشت برین

۱۲ ہجری ۵۷

دیگر

در مہ شوال حیف منشی صالح نمود — بست و چہارم قضا شد لعنبش شد دل غمگین
ہر کہ چو واثق پی فاتحہ خوانی گذشت — گفت کہ صالح نصیب باد بہشت برین

۱۱ ۵ ۵۷

مولوی عبداللہ صاحب منشی محمد صالح صاحب کے چھوٹے بھائی تھے شاہ آباد کے مشاہیر اشخاص مین گذرے ہین علم ظاہری و باطنی دونون سے فیضیاب تھے مولوی صاحب کی عمر کا بڑا حصہ لکھنو مین بسر ہوا اسلیے لکھنو کے صدہا طالب علم آپ کے شاگرد تھے علم ایسا مستحضر تھا کہ کتاب فاصلہ پر رکھی ہوتی اور آپ بغیر دیکھے پڑھاتے جاتے تھے مولوی صاحب ممدوح کی حاضر جوابی و بذلہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ جس کی اہل زبان مین شہرت تھی برمحل مبیاختہ ایسے کلمات آپ کی زبان سے نکلتے تھے کہ

سامعین محظوظ و متحیر ہو جاتے تھے خوش طبعی اور برجستہ گوئی چھوٹے بڑے کیساتھ ہر قسم کی ہوتی تھی اور طرز بیان ایسا دلکش تھا کہ کوئی بات رعایت سے خالی نہین اور اسپر خوبی یہ کہ کسی کو ناگوار نہ ہوتی ضلع جگت سب مین کمال حاصل تھا مگر چونکہ مہذب اور صاحب باطن بزرگ تھے اسلیے فحش کلمہ زبان سے نہ نکلتا اور الفاظ کی آمد کا یہ عالم تھا کہ دریای سلاست موجزن ہوتا۔ اس نہ رکنے والی طبیعت اور ظاہری خوش بیانی کے ساتھ خدا نے عرفان سے بھی بہرہ کافی عطا کیا تھا مولانا عبدالرحمن صاحب لکھنوی کے خلیفہ تھے اور آپ کو یہ زندہ دلی اپنے پیر و مرشد کی طرف سے عنایت ہوئی تھی گویا آپکا یہ ازلی حصہ تھا جو اس ذریعہ سے حاصل ہوا تھا آپکے حجرہ پر یہ شعر لکھا ہوا تھا

گر تو می خواہی کہ بینی درجہان اللہ را ۔۔۔ پیش چشم خویش دار و شکل عبداللہ را

مولوی صاحب کی پیدایش ۱۱۹۵ھ ہجری کو شاہ آباد مین ہوئی اسکے متعلق خود ہی ایک رباعی مولوی صاحب نے نظم کی تھی جو تحریر کی جاتی ہے ؎

خدا جانے عدم کا کیا تھا احوال ۔۔۔ کہ ہم کیا تھے چلے تھے کونسے سال

ہوے جب بطن مادر سے نمودار ۔۔۔ تھے ہجری گیارہ سو پچانوے سال

تذکرہ[۱] انوار الرحمن مین مولوی انوار اللہ صاحب مولوی عبداللہ صاحب کے متعلق

---

[۱] یکے از خلفای راشدین مولوی عبداللہ ابن محمد فریدالدین از شیوخ کرام و روسای عظام بلدہ شاہ آباد متعلقہ سرکار اودھ اند تحصیل علوم کتب و حجاز براہ حقیقی خود محمد صالح نمودند کہ مولوی محمد صالح مدوح از عہد نوابی سعادت علیخان بہادر تا جلوس محمد علیشاہ فردوس منزل ملازم سرکار شاہی بودند و دارو غگی کتبخانہ سرکار متعلق اوشان بود بہمت تعلق شان بنابر تحصیل علم بود و باش ہر دو برادر بدیت السلطنت لکھنؤ اتفاق افتاد و در محلہ کاشیہ بیت التحصیل صاحب غنی محمد صالح باغ و مکان تیار ساختند دران مکان ہر دو برادران مع اہل و عیال سکونت میدشتند در عمر بست سالگی ایشان حضرت

یہ لکھتے ہین کہ جب مولوی عبداللہ صاحب کی عمر بیس سال کی ہوئی تو
جناب مولانا عبدالرحمن صاحب کے اوصاف سنکر جمال الدین
وشمس الدین صاحبان کے ہمراہ مولانا کے حضور مین حاضر ہوے
مسجد پنڈیاین مین ملازمت حاصل ہوئی پہلی ہی صحبت مین حیرت
اور شفتگی دلپر چھاگئی اور بیخودی کے نشہ مین مخمور ہوگئے آیندہ جمعہ کو حاضر
ہوکر مرید ہوے شجرۂ صابریہ نورالہدے کے صاحب کے واسطہ سے

بقیہ صفحہ ماقبل مولانا شنیدہ باتفاق جمال الدین وشمس الدین باشندہ اینجا بحضور مولانا در مسجد پنڈیاین آمدہ ملازمت
حاصل نمودند در اول صحبت حالت تحیر و آشفتگی دل عارض شد کہ نشہ بیخودی معلوم می شد بروز جمعہ آیندہ آمد
مرید شدند و شجرہ چشتیہ صابریہ بواسطہ حضرت شاہ نورالہدے وقادریہ بواسطہ حضرت آفاق سید شاہ عبدالرزاق
صاحب قدس سرہ الاصفی یافتند مجاز و مرخص خلافت شدند ایشانرا در خواست برائے حاضر باش دائمی بود حضرت
فرمودند کہ بروز جمعہ و منگل کہ محفل سماع است می آمدہ باشند مطابق این گاہے نا غہ نشد بعد وصال موافق معمول مصرعہ
ہست مجلس مین قرار ہنوز حضرت نقل کردند کہ برادرم مولوی محمد صالح بحضور مولانا حاضر شد عرض کردند کہ مولوی آزاد فراغ
از طفلی بود اکنون مرید جناب شد از کار ما رفت ارشاد شد کہ از کار خواہد رفت شاہ بیلے خواہد کرد اولاد خواہد شد و خوش و خرم خواہد ماند
مطابق ارشاد سہ نکاح در وقت اتفاق شد یک دختر و دو پسر از بی بی بیلے سابق ہستند و بعد فوت شان وزوجہ در لکھنو نکاح دیگر آوردند
کہ آنہا نیز صاحب اولاد اند با وجودیکہ معاش وجائداد ندارند و نوکری کسے نکردہ اند در ما یحتاج خود نگاہے در ماندہ نشدہ اند و ظریف طبع
ولطیفہ گو آنچنان ہستند کہ حضرت مولانا ارشاد کردند کہ ترا در ہمین ظرافت وطلاقت لسانی کشود خواہد شد چنانچہ میگویند کہ از کرامات حضرت
قبض و بسط من و سکوت و تکلم است یعنی مادامیکہ کلام ظرافت لطافت بر زبان من جاری میماند بر دل من بسط میماند و در سکوت قبض میشود

اور شجرۂ قادریہ حضرت قطب آفاق سید شاہ عبدالرزاق صاحب کے
ذریعہ سے عطا ہو کر اجازت خلافت کی دیگئی اور جمعہ و منگل کے روز
کہ مجلس سماع کی منعقد ہوتی تھی حاضری کی اجازت بخشی گئی تھی چنانچہ
ہمیشہ بلاناغہ آپ شریک بزم رہتے تھے۔
ایکبار آپکے بھائی منشی محمد صالح صاحب نے مولانا عبدالرحمن صاحب
کیخدمتمین حاضر ہو کر عرض کیا کہ برادر مولوی لڑکپن سے آزاد مزاج
تھے اب جناب کے مرید ہوے ہمارے کام کے نرہے مولانا
نے فرمایا کہ تمھارے کام کا رہے گا شادیان کریگا اولاد ہوگی
خوش و خورم رہیگا چنانچہ حسب ارشاد تین نکاح مولوی عبداللہ صاحب
نے کیے ایک لڑکی اور دو لڑکے پہلی بیوی سے پیدا ہوے۔
بعد وفات زوجۂ اولے کے دو بیویان لکھنؤ مین اور کین وہ بھی
صاحب اولاد ہوئین باوجودیکہ کچھ معاش و جائداد نہین رکھتے تھے
اور نوکری بھی کسی کی نہین کی مگر اپنے حوائج ضروریہ مین کسیکے
محتاج نہین رہے۔ ظریف طبع اور لطیفہ گو اسقدر تھے جسکی کہ
پیشینگوئی مولانا نے فرمادی تھی کہ اپنی ظرافت و طلاقت لسانی

مین تیرے لیے کشود کار ہوگا چنانچہ مشہور ہے کہ آپکی کرامت سے
قبض و بسط کی کیفیت آپ کے سکوت و کلام مین پیدا تھی
چنانچہ مولوی عبداللہ صاحب خود فرماتے تھے کہ جسوقت
میری زبان سے کلام ظرافت اور لطافت کا جاری ہوتا ہے
انبساطی کیفیت میرے قلب کو حاصل ہوتی ہے اور جسوقت
مجکو سکوت ہوتا ہے انقباض کی حالت میرے دلپر
طاری ہوجاتی ہے۔

اسکے علاوہ آپکے متعلق چند حکایتین اور بھی ملفوظ رحمانی مین منقول ہین اگرچہ وہ مولانا
صاحب کی کرامت کی دلیل ہین لیکن مولوی صاحب پر جو نظر عنایت مولانا کی مبذول
تھی وہ انسے مترشح ہوتی ہے کہ کسقدر انکو انکی پاسداری مدنظر تھی اور کیسا دست
شفقت آپ کے دوش مبارک پر رکھا تھا اور دلجوی کی تھی اور انکو مولانا کیخدمتین
کیسا تقرب و باریابی کا شرف حاصل تھا۔

ایکبار مولوی عبداللہ صاحب کے چھوٹے بھائی محمد حسین کچھ رنجیدہ ہوکر گھر سے نکل گئے
مولوی عبداللہ صاحب کو اپنے بھائی کی مفارقت کا نہایت غم ہوا کھانا نہ کھایا اور لکھنو
مین عیش باغ کیطرف چلدیے اور وہانسے بجاے گھر آنے کے مولانا کے حضور مین حاضر
ہوے اور دل مین نیت کی کہ بدون استفسار کے مین کچھ حال اپنے غم کا مولانا کے
روبرو نہ اظہار کرونگا مولانا نے ازراہ کشف انکے ملال کو دریافت کرلیا اور اپنا

دست مبارک آپ کے دوش پر رکھدیا اور خود اپنی زبان سے فرمایا کہ اسقدر ملول کیون ہے مولوی صاحب نے اپنے بھائی کا حال عرض کیا۔ مولانا نے ارشاد کیا کہ گھر جا کھانا کھا بھائی تیرا آتا ہوگا چنانچہ مولوی عبداللہ صاحب کا بیان ہے کہ مین اسیوقت مکان آیا منشی محمد صالح صاحب بڑے بھائی نے کھانا میرے آگے رکھا مینے دلمین یہ خیال کیا کہ کھانا آگیا اور بھائی نہ آیا اوسی دم برادر محمد حسین آگیا۔

دوسری روایت یہ منقول ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب پنجشنبہ کے روز قریب مغرب کے مولانا صاحب کے حضور مین حاضر ہوے مولانا صاحب نے پوچھا کہ تمھاری والدہ بقید حیات ہین مولوی عبیداللہ صاحب نے عرض کیا کہ بفضلہ والدہ اور والد دونون زندہ ہین مولانا عبدالرحمن صاحب نے فرمایا کہ والد کا حال معلوم ہے والدہ کو پوچھتا ہون اسکے بعد مولانا صاحب ساکت ہوگئے اوسی زمانہ مین شاہ آباد سے خبر گئی کہ اسی روز آپکی والدہ نے انتقال فرمایا۔

مولوی عبداللہ صاحب کے اس دلچسپ مذاق سے چند حکایتون کا جسکا کہ ہم اوپر اظہار کر چکے ہین اسجگہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہین۔ شاہ طالب حسین صاحب فرخ آبادی نے فرمایا کہ مولویصاحب اپنے پیر و مرشد سے بھی حسب عادت مزاح فرماتے تھے ایکروز مولویصاحب مولانا کیخدمت مین حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ یا حضرت آپ نکاح کرلین مولانا نے فرمایا کہ میان عبداللہ اب باہ نہین ہے مولویصاحب نے پھر کہا کہ حضرت نباہ ہوجائیگا مولانا صاحب ہنسنے لگے۔

حافظ غلام علیخانصاحب نے راقم سے بیان کیا کہ ایکروز مین مولوی عبداللہ صاحب کے مکان پر محلہ مولا گنج مین حاضر تھا خلیفہ عبدالرزاق صاحب یمنی تشریف لائے

مولوی صاحب نے خلیفہ صاحب کو تعظیم دی خلیفہ صاحب مولوی صاحب کے استاد تھے اسلیے خلیفہ صاحب کو روکا اور کھانے پر اصرار کیا جب کھانا تیار ہوا اور اندرون حویلی سے باہر آیا مولویصاحب نے اپنی شرکت سے کچھ عذر کیا اور حافظ صاحب کو جو مولوی صاحب سے پڑھتے تھے دسترخوان پر بٹھلایا کھانیکے قسم سے چانول کدو انڈے وغیرہ تھے جب کھانے کیطرف لوگ متوجہ ہوے تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ میان غلام علی خلیفہ صاحب سے کہو کہ خشکہ کھائین اور نہین کیا کدو کھائینگے خلیفہ صاحب بھی انکی باتو پر ہنستے جاتے تھے۔

ایکبار مولوی صاحب لکھنو مین اپنے بڑے بھائی منشی محمد صالح صاحب کے ساتھ کھانا کھانیکو بیٹھے جاڑونکا موسم تھا کھانیمین فضلی چیز کھچڑی بھی موجود تھی اس اثنا مین منشی صاحب کی اہلخانہ نے گھی لاکر منشی صاحب کیطرف زیادہ ڈالدیا مولویصاحب نے یہ دیکھکر کہا کہ بھائی مین کل روشن الدولہ کی کوٹھی کیطرف جاتا تھا ایک نالی ایسی پڑی جسمین گرتے گرتے بچگیا ایسی نالی کا اشارہ انگلیون سے ظاہر کرکے گھی اپنی طرف کھسیٹ لیا اسپر منشی صاحب نے فرمایا کہ بھائی وہ نالی بادشاہ نے سب اسطرح برابر کرادی اور گھی کل کھچڑی مین ملاکر برابر کردیا۔

حافظ غلام علیخان یہ نقل بھی بیان کرتے تھے کہ لکھنو مین ایک نواب جو شاہ اودہ کے عزیز تھے اُنکے کوئی اولاد نہ تھی انھون نے اپنی یہ تمنا مولویصاحب سے رجوع کی خدا کی دین کہ انکے یہان لڑکا پیدا ہوا وہ نواب مولویصاحب کے اور بھی زیادہ معتقد ہوے اکثر مولوی صاحب کیخدمتمین حاضر ہوتے ہاتھی وغیرہ پر سوار لوازمات رئیسانہ مین اعصابردار وغیرہ ہمراہ ہوتے اور مولویصاحب کو نذرانہ مین اشرفی دیتے

ایکروز مولوی صاحب کو اپنے گھر بلا گئے مولوی صاحب نے اسکے کئی روز
کے بعد کہا کہ آج غلام علی نواب صاحب کے گھر چلنا چاہیے چنانچہ حافظ صاحب
اور شاہ آباد کے ایک اور صاحب تھے مولوی صاحب کے ہمراہ نوابصاحب
کے یہان گئے نواب صاحب بالاخانہ پر رونق افروز تھے کمرہ کثرت اشخاص سے
بھرا ہوا تھا نواب صاحب نے مولوی صاحب کو جیسے دیکھا اٹھے اور کھڑے ہوکر
تعظیم دی معانقہ کیا اور اپنی مسند پر بٹھلایا حافظ صاحب قلت جگہ سے بدقت
تمام بیٹھ سکے نواب صاحب کے پاس ایک شخص مشین قوی ہیکل جنکی مونچھین بڑی
بڑی تھین بیٹھے ہوے تھے اونھون نے نواب صاحب کے کانمین کچھ آہستہ
سے کہا اسکے بعد خاموش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد نواب صاحب نے کہا کہ
مولوی صاحب آپ ہم سے کیسے ملے مولوی صاحب نے جوابدیا کہ تم ملے ہم ملے
نواب صاحب نے کہا کہ ہم اسلیے ملے کہ آج ہمارے یہان بابا شجاع کی عید تھی
مولویصاحب نے فرمایا کہ ہمارے یہان خلیفہ ثالث کا اجلاس تھا۔ اس جواب
کو سنکر نواب صاحب خاموش ہوگئے اوران بڑی مونچھون والے صاحب سے کہا
کہ مین جو کہتا تھا کہ یہ چوکنے والے انسان نہین ہین۔

منشی عیوض علیصاحب نے راقم سے بیان کیا کہ ایکبار مولوی صاحب کے ساتھ
ایک نوجوان خوبصورت طالبعلم تھا اور وہ جمال الدین صاحب کلکٹر کیطرف سے
نکلے جملہ حاضرین جلسہ نے کہا کہ تم مولوی صاحب کو کچھ چھیڑو کوئی شعر یا فقرہ ظرافت
کا انکے حسب حال کہنا چاہیے مینے عذر کیا مگر جملہ اشخاص اور نیز کلکٹر صاحب نے
مجھے مجبور کیا کہ بجز تمھارے اس مجمع مین اور کوئی اسکی لیاقت نہین رکھتا کہ مولویصاحب

پر پھبتی کہ سکے مینے یہ شعر پڑھا ؎ پیری مین پھر ہے عشق حسین جوان ہوا ۔ بارد گر کیا
مین زور کمان ہوا ۔ یہ شعر پڑھنا تھا کہ قیامت کا آنا تھا گویا سوتے شیر کو جگا دینا تھا۔
مولویصاحب نے اس شعر کے سنتے ہی صدہا برجستہ شعر اور نثر کے نادر فقرات کی
بھرمار شروع کردی گویا ابر نوبہار کیطرح برس رہے تھے اور ہم سبکو اس بوچھار مین
بھگو رہے تھے ضلع جگت کوئی فن ایسا نہ تھا کہ جو انھون نے نہ ختم کردیا ہو یہ معلوم ہوتا
تھا کہ بلبل ہزار داستان چہک رہے ہے ہم سب لوگ بجز سکوت کے ایک بات کا بھی جواب نہ دیسکے
ایک ظریف بڑی حاضر جواب تھی جب اسنے مولویصاحب کی برجستہ گوئی کی تعریف
سنی تو انکے کلام سننے کی مشتاق ہوی اور خدمت مین حاضر ہوئی سلام کیا مولویصاحب
نے جواب دیا وہ بیٹھی رہی کچھ دیر کے بعد اوسنے کسی شخص سے کہا کہ یہ تو مجھے ملا معلوم
ہوتے ہین کچھ بولنے والے نہین ہین ابتک کوئی غیر معمولی بات مینے نہین سنی جب
مولوی صاحب کو اسکے اس قصد سے آنے کا حال معلوم ہوا تو افسوس کیا کہ مجھے
پہلے سے یہ دریافت نہ تھا جب وہ اٹھ کر کہنے لگی کہ مولوی صاحب اب مین جاتی
ہون آپنے جواب دیا کہ کتنے پر جاتی ہو۔ وہ ایک ہی فقرہ مین انکی حاضر جوابی کی معترف
ایکبار میانجی غلامی کے بھائی خلیفہ ننھون حاضر ہوے انھون نے بجاے سلام کے
کہا کہ مولوی صاحب آداب مولوی صاحب نے آداب کے دو ٹکڑے کرکے آداب جوابدیا
کہ جس سے دوسرے معنے پیدا ہوگئے اور خلیفہ مذکور بہت مقہور ہوے۔
کرامت خان نے مولویصاحب سے کچھ وعدہ کیا تھا مگر وہ بھول گئے اور ایفا نہ کیا جب
وہ آے تو مولوی صاحب نے فرمایا کون ہے انھون نے کہا کرامت مولوی صاحب نے
اس لفظ کے دو ٹکڑے کرکے کہا کہ کرا۔ مت اسپر وہ بہت نادم ہوے اور ہاتھ جوڑ کر

عدم ایفاے وعدہ کی معافی مانگنے لگتے۔
معشوق اللہ جو قصبہ کانٹھ کا رہنے والا آزاد فقیر ہے اوسکی عادت ضلع بولنے کی ہے
اور یہی ذریعہ اسکے سوال کا ہے جب وہ مولویصاحب کیخدمتمین حاضر ہوا مولویصاحب
نے اسکی وضع خلاف شرع دیکھی حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اسنے سنکر
فوراً جواب دیا کہ عاشق اللہ کی تھوڑی دیر کی نادانی اور مانگی نو مہینے کی محنت ہے مولویصاحب
نے کہا کہ حیضی ہوش گرتے ہی بولنے لگا ہے ذی ہوش کی رعایت فقرہ مین پہچان
تھی جو اسموقع پر نہایت لطف دیگئی۔ اس قصہ کی تصدیق راقم نے خود فقیر مذکور سے کی تھی
مولویصاحب کے صدہا لطیفے اسطرح کے ہین جنکی نقل طوالت سمجھکر قلم انداز کیجاتی ہے
ورنہ نواب دوست علیخان سے مولویصاحب کے دلچسپ مکالمے کلٹر صاحب سے
سوال وجواب اور دیگر بہت سی حکایتونسے راقم کو آگاہی ہے۔
مولویصاحب کا لکھنو مین قیام ساٹھ سال رہا اور قریب بارہ سال کے سیاحت و
صحرانوردی مین بسر کی لکھنو سے جب مولویصاحب وطن چلے آئے تو مکانپر محض توکل سے
گذر کرتے تھے نواب دوست علیخان تعلقہ دار باسط نگر کچھ انکی خاطر و خبر گیری کرتے تھے
حکیم علی حسین صاحب لکھنوی جو نواب کلب علیخان والی رامپور کے طبیب تھے اونسے
اور مولویصاحب سے قدیمی مراسم تھے انھون نے مولویصاحب کی خوبیونکی تعریف نواب
خلد آشیان سے بیان کی نوابصاحب رامپور نے حکیم صاحب کو مولویصاحب کے بلوانیکی اجازت
دی اور حکیم صاحب نے اس امر کی تحریک مولویصاحب کیخدمتمین کی اور سفرخرچ بھیجا۔ مگر
مولویصاحب نے توکل ہی کو پسند کیا اور غایت استغنائی سے گھر سے قدم باہر نہ نکالا ورنہ اونسے
قدرشناس فرمانروا کی ذات سے قدر و منزلت اور مشاہرہ و منصب کی ہر طرح سے امید تھی۔

مولویصاحب کہا کرتے تھے کہ عبداللہ میرا نام ہی مولا گنج مین رہتا ہون جب انگریز کو جاؤنگا
مولانا شاہ عبدالرحمن صاحب لکھنوی نے اپنی زندگی مین خلافت کی سند تحریر کردی تھی
مگر منشی محمد صالح صاحب اور نیز مولوی عبداللہ صاحب اس بار خلافت کے متحمل نہوے
مولویصاحب کا طریقہ تعلیم بھی نہایت دلچسپ تھا مثلاً کوئی طالبعلم گلزار دانش کا یہ فقرہ
عندلیب آتشین نفس تپش قلبی بر شاخسار خیال آن گلرخ بہ نغمات سوز
و گداز قفس را بر نالہ جرس آب نشین خاموش میگرداند۔ پڑھ رہا ہے
اور مولویصاحب اسکی یون ترکیب و مطلب سمجھا رہے ہین ؎ سینکڑون آہین
گرون پر ذکر کیا آواز کا پٹیر جو آواز دے ہے نقص تیر انداز کا۔
عندلیب کیسا آتشین نفس اور وہ کسکا تپش قلبی کا جو گلرخ کے
شاخسار خیال پر نغمات سوز و گداز سے اپنے قفس کو مثل جرس
آب نشین کے خاموش کرتا ہے مولویصاحب سبق پڑھاتے جاتے تھے
اور صدہا اشعار برمحل پڑھتے جاتے تھے اور ہر ایک بات کے بعد اللہ اللہ کہتے جاتے۔
مولویصاحب جو اشعار پڑھتے تھے اونمین سے بعض شعر ناظرین کی آگاہی کے لیے
حوالہ قلم کیے جاتے ہین ؎

عشق مین نسبت ہے کیا بلبل کو پروانہ کیساتھ	وصل مین مرجاے وہ یہ ہجر مین جیتی رہے
ترچھی نظرون سے نہ گھورو عاشق دلگیر کو	کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو
دور سے سمجھے تھے ہم سنجاف کی تحریر ہے	پاس جا دیکھا تو خون عاشق دلگیر ہے
سال آیندہ تلک گلہ رہا	عید آئی اور تو گلے نہ ملا

مولوی صاحب اگرچہ شاعر نہ تھے مگر زور طبیعت سے شعر موزون کر لیتے تھے مولوی

کی قلم کا ایک مسودہ جسپر انھون نے سرخی (اشعار متفرقات من عبد اللہ) لکھی ہے
اسوقت ہمارے پیش نظر ہے اس سے چند شعر انکے یادگار تحریر کیے جاتے ہین۔
دیدنی سب خدا کی صنعت ہی جتنی شیے ہی خدا کی قدرت ہے۔ نام اللہ کا تو لے ہر دم
نر ہے تجھپہ کوی رنج و الم ایک دم بھر کی زندگانی ہے اسی پر قصہ و کہانی ہے
کوئی جا کر کے پھر نہین آیا حد سے خوشتر مکان وہین پایا مر نیسے پہلے نفس مر جاے
نام اپنا یہان بھی کر جائے

فرمانبر رحمان ہین عصیان کسے کہتے ہین — ہر شیے کا محیط حق ہی بطلان کسے کہتے ہین
اول وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر وہی — خود آپ نمایان ہے پنہان کسے کہتے ہین
عبث دنیا و دین کی یہ ہوس ہے — جو برحق موت ہے اللہ بس ہے
تو آپ ہی شوق سے کر پاس انفاس — جو عرفان کی تجھے کچھ دسترس ہے
رہائی کا نہ کر احسان صیاد — کہ آپ ہی ٹوٹنے پر یہ قفس ہے
بھری ہے فوج عشق عاشق کے دلمین — یہ دم کی آمد و شد اک جرس ہے
جسے ہے کوچۂ جانان میسر — تو کونین اسکے آگے خار و خس ہے
تو نیکی کر ہر اک کے ساتھ ہر دم — کہ بدلا ایک نیکی کا تو دس ہے
نہو تو نفس امارہ کا پیرو — جو کچھ بھی معرفت کی تجھ مین کس ہے
فیض مولا نا سے حاصل دل کو نفی غیر ہے — ظاہر و باطن ہمین باغ ارم کی سیر ہے

مولوی صاحب کے داماد و نواسہ نے راقم سے بیان کیا کہ مویصاحب کا صبر تخلص تھا
اور غزل مندرجۂ ذیل انھین کی ہے ؎

فکر دل سے عاشق ناشاد جو چاہے کرے — کچھ نہوگا وہ ستم ایجاد جو چاہے کرے

چاہ کنعانمین گرادین ماہ کنعانکو عزیز — حق یہ ہی تقدیر کی افتاد جو چاہے کرے
کب بلا سکتا ہے پابند علائق ہاتھ پاون — آدمی ہو جس گھڑی آزاد جو چاہے کرے
ہنتو خواب وصل مین تھے دی مؤذن نے اذان — قہر اس کمبخت کی فریاد جو چاہے کرے
جسکو وہ چاہے بگاڑے جسکو وہ چاہے بنائے — دخل کسکو صانع ایجاد جو چاہے کرے
دیکھ لینگے کھینچکر لاویگا جب اوسکی شبیہ — دعوے باطل ابھی بہزاد جو چاہے کرے
ہی خدا شاید کہ اس سے عشق صادق ہو مجھے — تہمت بے اصل و بے بنیاد جو چاہے کرے
کوہ کاٹا تھا بے تکلف سر ترا شا بید ریغ — تیز دستی تیری اے فرہاد جو چاہے کرے
کشور دل بھی ہمارا ہے مگر اقلیم ہند — اے تو اسکو خراب آباد جو چاہے کرے
گھر کی جنت بھی گئی تو نے خدائی خوب کی — سچ ہی نادان کی سمجھ شداد جو چاہے کرے
تیغ مین آیا ہی دینے کو مبارکباد مرگ — وہ ستم ایجاد ہے ایجاد جو چاہے کرے
پر کتر کے دیدے بیچ لے یا چھوڑ دے — بلبل اسکے بس مین ہے صیاد جو چاہے کرے
چاہ بابل سے فرشتونکو یہ آتی ہے صدا — قہر کا پتلا ہے آدم زاد جو چاہے کرے
زندگی بھر ہو گئی پوچھا نہ اکدن آپ نے — مر گئے پر صبر ہمکو یاد جو چاہے کرے

مولویصاحب کی بزم مین یہ غزل اکثر گائی جاتی تھی اور انکو اسکے سننے سے نہایت دلچسپی تھی بعض اشخاص کا یہ قول ہے کہ یہ غزل انھین کی ہی مگر چونکہ اسمین تخلص نہین ہی یہ نہین کہا جاسکتا کہ انکی تصنیفات سے ہے یا کسی دوسرے شاعر کی ؎

پس از مردن مجھے یاد آگیا جانانہ تربت مین — مؤدب ہو کے اٹھ بیٹھا مین بیتابانہ تربت مین
وہان بھی ہم جمالیوینگے نقشہ دل لگانیکا — فرشتونسے رہیگی صحبت یارانہ تربت مین
مزار اپنا اسی جا ہو جہان قصر حسینان ہو — نہین رہنے کا یہ وحشی دل دیوانہ تربت مین

عوض مے کے پینگے وان بھی بس ہم خون دل اپنا لگاکر منھ سے رکھنا ساقیا پیمانہ تربت مین
جو فرش گل پہ رہتے تھے وہ زیر خاک سوتے ہین بچھاتا کون ہی اب مسند شاہانہ تربت مین

مولویصاحب کے شاگردونمین ایک مولوی محمد یار خان تھے جو شاہ آباد محلہ کھتہ مین رہتے تھے انھون نے ایک رسالہ دنیات مین موسومہ بہ تنسیم جنت نظم کیا ہی راقم نے اسکو دیکھا ہے اچھا رسالہ ہی اسمین مولوی عبداللہ صاحب کی مدح مین چند شعر لکھے ہین اور وہ یہ ہین۔

دوسرے استاد میرے باتمیز ہین عنایت سے بڑے ہر دلعزیز
نام عبداللہ مولانا مگر ہے توکل جنکو تجھ سے خاصکر
رویت دیدار سے اے بے نیاز روز محشر انکو کرنا سرفراز

مولویصاحب کے لوگ مرید بھی تھے چنانچہ عظمت خان سلیمانی قاسم علیخان مؤخیل وغیرہ نے آپ ہی سے بیعت کی تھی مولویصاحب اکثر اپنے مزار کے متعلق یہ اپنا موزون کیا ہوا شعر پڑھتے تھے ؎ یہی مسکن ہی ہمارا یہی ہوگا مدفن ۔ یا گلی دوست کی یا یار کے گھر کا آنگن دوست کی گلی سے مراد نواب دوست علیخان کی اراضی اور زمینداری سے ہے اور یار کے آنگن سے مطلب ماہیار کے احاطہ سے ہے۔

افسوس کہ سنہ ۱۲۹۶ھ مین مولویصاحب کا اکیسوا یک برسکی عمر مین جب وصال ہوا تو ماہیار کے احاطہ واقع محلہ مولا گنج مین شاہ مدن صاحب کے مزار کے پورب جانب چند گز کے فاصلہ پر مدفون ہوے مزار خام ایک چبوترہ پر لب سڑک واقع ہے۔

میر نجف علیصاحب نے اپکی رحلت کا قطعۂ تاریخ قرآنمجید کی آیت مین یہ نظم کیا ہے ؎

چو شد عازم خلد عبد الہ شہ ملک دین بہر وصل حبیب
نجف گفت از بہر تاریخ سال کہ نصر من اللہ فتح قریب

۱۲۹۶ھ

خان بہادر حکیم خادم حسین خانصاحب

آپ احمد حسین خانصاحب اختیار پوری کے فرزند اور حاجی محمد امین خانصاحب کے بھتیجے ہین۔ جب لڑکپن مین آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا تو آپ کے عم نامدار حاجی محمد حسین خانصاحب کو جو ایک درویش سیرت رئیس تھے آپ کی تعلیم و تربیت کیطرف توجہ ہوئی ابتدائی درسی فارسی کتابین قاضی کاظم علیصاحب سے پڑھین اور عربی مولوی سید سخاوت حسین صاحب پیش امام جامع مسجد شاہ آباد سے پڑھی۔ جب اس سے فرصت ہوئی اور طب کا شوق پیدا ہوا تو حکیم سید فرزند علیصاحب افسر الاطبا کے شاگرد ہوکر علم طب کی تحصیل کی چونکہ اس زمانہ مین افسر الاطبا صاحب ممدوح والی نرسنگہ گڈھ کے ملازم و معالج تھے لہذا استادی موصوف کے ہمراہ آپ کو نرسنگہ گڈھ جانے کا اتفاق ہوا۔ اسکے بعد فن ڈاکٹری کیطرف رجحان ہوا اور آگرہ جاکر ڈاکٹری مین دستگاہ حاصل کی۔ عہد جوانی سے حکیم صاحب مین ہوشمندی و مستقل مزاجی و سلیم الطبعی کے آثار نمایان تھے۔ چنانچہ اپنی ذاتی لیاقت سے آنریری سکرٹری میونسپل بورڈ شاہ آباد کے مقرر ہوئے اور سرکار کیطرف سے آنریری مجسٹریٹ بھی کیے گئے۔ پندرہ بیس برس تک ان دونون عہدون کے فرایض کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ پبلک مین نیکنامی اور گورنمنٹ مین کارگذاری ثابت ہوئی اسی سلسلہ مین کاگس صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ہردوئی کے آپ معتمد ہوگئے اور ایسی موافقت آئی کہ وہ میونسپل معاملات اور شاہ آباد کے دیگر واقعات مین آپ سے اکثر حالات دریافت کرتے اور آپ کے کہنے پر خیال بھی کرتے۔

اسمین شک نہین کہ میونسپلٹی شاہ آباد مین جو ترقیان ہوئین وہ آپکی حسن تدبیر کا نتیجہ ہین۔ بڑی ہوشیاری وتدین سے کام کیا۔ مینونسپل کے خدمات وآنریری مجسٹریٹی کے بے لگاو فیصلونکے صلہ مین گورنمنٹ نے مستحق سمجھکر سنہ ۱۹۱۰ء مین آپ کو **خطاب خان بہادری** مرحمت کیا اس خوشی مین کہ اپنے وطن اور قوم افغان مین آپ ہی پہلے خان بہادر ہوے ایک جلسہ عطاے خطاب کا منعقد کیا گیا بعض اشخاص نے تقریرین واشعار پڑھے راقم نے بھی ایک تقریر اور دو قطعے لکھکر حکیم صاحب کو دیے ان قطعات کی نقل اسجگہ مناسب معلوم ہوتی ہے ؎

خادم حسین خان بہادر خطاب یافت — از لطف کبریا شدہ آن زینت شش صدر
از بہر سال نیک مظفر چو فکر شد — آمد خطاب خان بہادر بلند قدر

ایضاً اردو

عطا خطاب جو خادم حسین خان کو ہوا — ہر ایک قلب مین اس سے خوشی نے پایا دخل
جو فکر سال مظفر ہوئی ندا آئی ؎ — ہوے ہین خان بہادر حکیم صاحب عقل

حکیم صاحب کی دماغی قوت نہایت اچھی تھی اپنے ہمچشم ہمین وہ اہل الرائے اور معاملہ فہمی مین عالی فہم تسلیم کیے گئے راقم کو آپ کے حالات سے ذاتی وقفیت ہے کیونکہ بارہا مبادلہ خیالات کا موقع ملا سفر حضر مین ساتھ رہا دلی دربار مسند نشینی والیہ بھوپال مین ہمسفر ہونیکا بھی اتفاق ہوا صنعتی وتجارتی اصول سے حکیم صاحب کو طبعی مناسبت تھی چنانچہ مشین وغیرہ کے پرزہ سمجھنے اور انسے کام لینے مین بڑی مداخلت تھی اور ان فنون کیطرف انکو بڑی دلچسپی تھی راقم کا عینی مشاہدہ ہے کہ نمایش الآباد جو اس قسم کی اشیاء مین بے نظیر اگزبیشن ہوئی ہے حکیم صاحب اسمین بجاے سیر

وملاقاتون کے انھین چیزون کو دیکھتے اور غور کرتے تھے اسی مداخلت سے انھون نے کبھی پاپتا بہ بننے کی مشین اور کبھی نیشکر کے رس نکالنے والی چرخی اور اوسکے درست کرنیوالے آلات کا کارخانہ کھولدیا۔ ہومیوپی تھک معالجات مین اسقدر قابلیت پیدا کرلی کہ اسکی تصنیفات کا ذخیرہ چھوڑ گئے اور رفاہ عام کی ضرورت سے اوسکا شفاخانہ بھی کھول رکھا تھا اور دوا بلا قیمت تقسیم کیا کیے۔ قلمہاے انبہ کے کارخانہ مین بھی ترقی پیدا کردی اور فہرست انبہ مین بھی جدت دکھلادی قومی کامونمین قابل ذکر جامع مسجد کا گنج اور اسکی دوکانات کی تعمیر ہے آپ کے اٹھ جانے سے جو اہل برادری مین کمی ہوگئی ہے اسکا اندازہ صرف اسی امر سے ہوسکتا ہے کہ ان دوکانات زیر تعمیر مین جو کمی رہ گئی ہے اسکا پورا کرنیوالا کوئی ممبر نظر نہین آتا۔

نوایجاد چیزون کی ماہیت اور انکے منگانیکی طرف آپکو بڑی توجہ تھی چنانچہ پانی بھرنے کے لیے نوایجاد مشین بھی منگائی اور اسکی ترغیب بھی دلائی۔ افسوس کہ گئی ماہ تپ دق کے مہلک امراض مین علیل رہکر ۶ رجب ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۱۵ء یوم جمعہ کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی ایسے عقیل و لایق شخص کے مرنیکا عام طور پر افسوس کیا گیا ؎ (کیا خوب آدمی تھے خدا مغفرت کرے) راقم نے متعدد قطعات نظم کیے ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہے ؎

عقیل و جوان عمر خان بہادر — ز دنیاے دون رخت ہستی بہ بستہ
بدل بستگی ہاے جنت قرین شد — دل خاندان را ز غم ہا شکستہ
مظفر پے سال تاریخ جستم — نداشد جوانمرگ ذیعقل رفتہ
۱۹۱۵ء

آپ کے چھوٹے بھائی امداد حسین خان نہایت خوش اخلاق و وجیہ انسان تھے

افسوس کہ وہ بھی جوانمرگ ہی چل بسے حکیم صاحب کی اولاد مین چار فرزند ہین منجملہ
انکے خلف اکبر اعجاز حسین خان ہین جو نیکبخت و ہونہار نظر آتے ہین۔

اشرف یار خان صاحب

آپ اعظم خانصاحب رئیس سیدنخیل کے بھائی امانت خان کے خاندان مین ہادی یار خان
کے بیٹے ہین۔ اور ذہین تیز فہم انسان ہین۔ موزون طبعی کا حصہ بھی پایا ہے اشرف
تخلص کرتے ہین منشی امیر احمد صاحب مینائی سے اصلاح سخن حاصل کی اس امر کا راقم
کو ذاتی طور پر علم ہے کیونکہ ایکبار آپ نے کوئی غزل بغرض اصلاح مجھ سے خط مین لکھا کر
جناب منشی صاحب موصوف کو بھیجی تھی اور جناب منشی صاحب مرحوم نے اسکے جواب
مین جو گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا اسمین خاکسار کو بھی سلام مسنون سے سرفراز فرمایا تھا
جب سے آپ ریاست مہیوہ مین ملازم ہوے ہین اپنی خوش تدبیری سے وہان کے
کاروبار مین رونق پیدا کردی اور آپ کی کارگذاری پر اسقدر اعتماد ہوگیا ہے کہ مثل
ایک ممبر خاندان کے مانے جاتے ہین اور ایک ہندو ریاست مین مسلمان حیثیت سے
کمال ترقی کی ہے۔ کلام بیاض کی صورت مین جمع نہین کیا اسلیے جو اشعار یاد تھے
نذر ناظرین کیے جاتے ہین۔ رباعی

گدامی یوسف ثانی سراپا نور می آید	کہ بہ از روز در چشمم شب دیجور می آید
باستقبال جان عبد از تن میرود بیرون	سرور قلب غمگینم مگر مسرور می آید
شب وصل دست تمنا کے ہاتھون	چلے گا نہ یہ پھلبلا پن کسیکا
پس مرگ اک داغ کافی ہی اشرف	کرے گا یہی نام روشن کسیکا

نواب عنایت علیخانصاحب

آپ بھی باشندگان شاہ آباد مین خلیق وخاطر نواز انسان ہین۔ ابتدا سے آپ مین خوش عقیدگی کا مادہ تھا لہذا آپ بڑے عقیدت سے حاجی وارث علیشاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے مرید ہوے اور پیر پرستی کرتے رہے اکثر اپنے پیر و مرشد کا ذکر خیر بڑے خلوص وارادت سے کرتے ہین اور نہایت عقیدت مندی سے فاتحہ وایصال ثواب مین سرگرم رہتے ہین۔ جس بزم مین آپ رونق افروز ہوتے ہین۔ ہمین آپکے ہم مذاق احباب کو خاص دلچسپی ہوجاتی ہے اور وہ مجمع نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ آپکی طرف مخاطب ہوجاتا ہے۔ اس امر سے آپکی ہر دلعزیزی کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ عدالتی معاملات اور قومی مقدمات مین آپ گرمجوشی ظاہر کرتے ہین اور اسبارہ مین جیسا کہ لوازمات بشریت مین سے ضروریہ کا تعلق ہے اسیطرح آپکی شرکت بھی ضرور ہے۔ خوش مزاجی آپکی طینت کا اک جزو اعظم ہے اسلیے پر لطف اور برمحل حکایتین بیان کرکے اپنے زندہ دل دوستونکو محظوظ ومسرور کرتے ہین جب سے راقم نے یہ تاریخ شاہ آباد لکھنا شروع کی اس زمانہ سے اوسکی طرف آپکا رجحان رہا بارہا اسکی تکمیل کے بارہ مین دریافت کیا اور شجرہ دلیر خانی مین اپنے نام داخل کرنے کے بابت بہت اصرار رہا۔ ایک حدتک یہ ذوق آپکا سلیم بھی ہے کیونکہ اس کتاب کے ذریعہ سے بزرگونکے وہ حالات جو کبھی نہین سُننے تھے اور نہ وہ کتابین آپکے دیکھنے مین آئی تھین آپکو معلوم ہوجائینگے اور آپکی ذاتی وقعیت مین معلومات کا ایک بین اضافہ ہوجائیگا جو آپکو آیندہ کسی مجمع کے روبرو بیان کرنیمین بہت مدد دینگے۔ اس لگاو سے آپکا تذکرہ اس کتاب مین درج

ہونا مناسب تھا کیونکہ آپ اسکے بڑے شایق اور نہایت قدردان ہین۔ آپ اس دائمی یادگار کی فہرست مین آپکا نام ہمیشہ نظر آے گا۔ نواب دلدار خانصاحب رئیس چھوٹی ڈیوڑھی کے ذریعہ سے نواب دلیر خان تک آپ اپنا سلسلہ پہونچاتے ہین راقم کو وہ کاغذات جو عدالت کے اجلاس کا ہونمین پیش کیے ہین اس ثبوت مین دکھلاے تعلقہ باسط نگر کے متعلق دیوانی مین دعوے بھی دائر کیا تھا اور اس علاقہ سے سو روپیہ ماہوار گذارہ بھی پاتے ہین۔ حکام نے کچھ اراضی مثل باغ وغیرہ اور کچھ نقد رقم بھی انکو دلائی تھی راقم کے ساتھ بڑی عنایت سے پیش آتے ہین۔ شجرہ مندرجہ ذیل مسل نمبر ۱۴۔ انجمن ہند ضلع ہردوئی سے آپ نے لکھایا ہے۔

نواب دلیر خان
دلدار خان
سعادت خان
بندہ علیخان

احمد علیخان	خادم علیخان
دوست علیخان	حمایت علیخان
حسن علیخان	عنایت علیخان
لطیف النسا بیگم	آپ کے دو فرزند
لاولد رہین	راحت علیخان و
	محفوظ علیخان ہین۔

محرم مین سب سکہ رائے کا جھگڑا

محرم سنہ ۱۲۶۳ ہجری کو شاہ آباد مین سب سکہ رائے اور تعزیہ دارون سے جھگڑا ہوگیا تھا اس زمانہ مین چونکہ انگریزی عملداری ملک اودہ مین نہین ہوئی تھی اور یہان نوابی تھی اسلیے فریقین نے شاہ اودھ کی سرکار مین نالش کی اور سلطانی اجلاس سے حکم صادر ہوا کہ تحقیقات واجبی کرکے فیصلہ ہونا چاہیے اس مقدمہ کی مسل اسوقت ہمارے پیش نظر ہے جس سے حالات اخذ کرکے تحریر کیے جاتے ہین۔

مسلمانون نے جو عرضی دی تھی اوسکا مضمون یہ تھا۔ سب سکہ رائے کایستھ نے معہ اپنے بھائیون کے امام عالیمقام کے علمون اور تعزیون کے ساتھ جو بے ادبی کی وہ بیان سے باہر ہے ۶ تاریخ محرم کو نواب دوست علیخان کے علم اٹھے تھے اس روز بھوانی دین دائم الخمر نے نہایت بیباکی سے ایک علم ہاتھ مین لیا اور ہاتھی پر سوار ہوکر حقہ پیتا ہوا اور قہقہہ لگاتا ہوا جابجا مارا مارا پھرتا رہا مسلمانون نے یہ اپنے غم کے موقع پر اسکی خوشی اور اسلام کی توہین دیکھکر خون جگر کھایا مگر اسکی حکومت کیوجہ سے دم نہ مارا، محرم کو جب بڑی ڈیوڑھی کے علم اوٹھے تو سب سکہ رائے گھوڑے پر سوار ہوکر علمون کے آگے پھرتا رہا اور جب واپسی مین علم اسکے دروازہ پر سے ہوکر نکلے تو وہ اپنے دروازہ کے چبوترہ پر کرسی ڈالے بیٹھا رہا اور حقہ پیتا رہا اسکے یار و مصاحب بھی مونڈھون پر بیٹھے اور حقے پیتے رہے اور کچھ خیال نہ کیا مسلمانون کو یہ امر نہایت شاق ہوا مگر چونکہ وہ سرکاری ملازم تھا ناچار مسلمان خاموش رہے جب دسوین محرم کو اہل اسلام تعزیون کی دفن کی تیاری کر رہے تھے کہ سکہ رائے

نے منادی کرائی کہ اگر آج کے دن کوئی تعزیہ اُٹھایا جائے گا تو اسپر پانسو روپیہ
جرمانہ ہوگا مسلمانون نے باوصف رویت ہلال کے اس حکم کو بھی مانا لیکن شام
کے وقت دوبارہ اسنے حکم دیا کہ اسوقت تعزیے اٹھلے جائین مگر شب مین بغیر
سامان روشنی کے تعزیہ اوٹھانا مشکل تھا اسوجہ سے سب نے عذر کیا کہ ۱۱ تاریخ کو تعزیہ
دفن کرنیکا دستور نہین ہے سیوم کے دن یعنی ۱۲ محرم کو تعزیہ دفن کردیے جائینگے
مگر سب سکہ راے نے ۱۱ محرم کو چند تعزیہ بزور حکومت اٹھوادیے جب مسلمان
انکے پاس سمجھانے کو گئے تو انکے بھائی ٹکیٹ راے نے کہا کہ ہمکو تعزیون کا آجکے
دن اٹھوادینا منظور تھا وہ تعزیے ہمنے اٹھوادیے اور ہمارا حکم بجال اور مقصد پورا
ہوگیا باقی تعزیے ہمارے کیہ پر ہین چاہین اٹھین یا نہ اٹھین ایسا سخت اور فحش
کلمہ سنکر مسلمانون کو تاب نرہی اور انکی رگ حمیت جوش مین آگئی اور عام بلوہ ہوگیا
اس استغاثہ اور عرضی کے دینے والونکے نام یہ ہین نواب رعدانداز خان نواب
امیر حسین خان۔ سید محمد شاہ۔ محمد امین خان۔ کرامت خان بخش اللہ خان عنایت
خان۔ حافظ رحمت خان۔ لقمان خان۔ رستم خان وغیرہ۔

اور سب سکہ راے نے شاہجہانپور جاکر وہانکے صاحب مجسٹریٹ کی معرفت جو
عرضی سرکار اودھ مین بھجوائی تھی اُسکا مضمون یہ ہے کہ خانہ زاد بیس سال کے عرصہ
سے نائب تحصیلداری وتحصیلداری کے عہدہ پر عاملون کیطرف سے پرگنہ شاہ آباد
مین مقرر رہا ہے اسعرصہ مین مجھپر رعدانداز خان و امیر حسین خان رئیس شاہ آباد
اور شیخ علی محمد مرد ہہ اور کرامت خان اور محمد امین خان افغان اور محمد شاہ اور
پیمراج نے نہایت ظلم کیا ہے ابکی محرم کو رویت ہلال مین اختلاف رہا بعض جگہ ۲۹

اور بعض جگہ ۳۰ کا چاند قرار پایا ۸ محرم کو ایک خط حافظ سید عبداللہ چکلیدار سانڈی وغیرہ کا پہر رات رہے آیا کہ دارالسلطنت لکھنؤ مین ۲۹ کا چاند دیکھا گیا لہذا اسکی اطلاع عام شاہ آباد مین کرا دینا چاہیے کہ اسی کے بموجب تعزیہ داری کا انتظام کیا جائے چنانچہ مینے بذریعہ اخبار نویس کے رئیسان شاہ آباد کو اطلاع دی اور انھون نے اعلان کرا دیا پیراج جو میری کارگذاری پر حد سے زیادہ عداوت رکھتا ہے اُسنے سبکو اشتعال دلایا اور میری ایذا اور بربادی پر آمادہ کیا یہ سب شرارت و سرکشی اسیکی ہے چنانچہ دو تین ہزار اشخاص میرے مکان پر چڑھ آئے مینے دروازہ بند کرلیا اور معہ اہل و عیال کے بھاگ کر ایک ہمسایہ کے گھر مین چھپ رہا مگر مدعا علیہم نے زور کرکے کواڑ ڈالے اور حویلی مین چلے آئے اور سب اسباب لوٹ لیا میرا اور میرے بھائی کا سامان قریب ستر اسی ہزار روپیہ کے ہوگا اس لوٹ کے ساتھ میرے بھائی ٹکیٹ رائے کو زخمی بھی کیا اور کاغذات جسمین اسناد معافیات وغیرہ کے تھے وہ بھی نکال لیے۔ خانہ زاد ۱۳ محرم کی شب مین معہ عیال و اطفال کے بیک بینی و دو گوش شاہجہانپور بھاگ آیا یہان عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی ہے امیدوار ہون کہ متمردون کا تدارک ہوکر میرا اسباب واپس دلایا جائے۔ اس عرضی کیساتھ فہرست اسباب غارت شدہ بھی شامل ہے جسمین زیور کپڑہ وغیرہ کی تفصیل ہے اسکی نقل موجب طوالت ہے اسیطرح بھوانی دین اور سب سکہ رائے کی عرضی کا بھی مضمون ہے کہ مجھ سے رعایا و روسائے شاہ آباد کوئی ناراض نہ تھا امسال مجھے خیرخواہ و کارگذار سمجھکر دوست علیخان تعلقہ دار باسط نگر نے اپنا نائب کیا تھا اور مینے نہایت اچھا انتظام علاقہ کا کیا تھا علی محمد مردہ اور پیراج میکو لال مہاجن نے بوجہ اپنی مہاجنی کے میرا مقرر ہونا مضر سمجھا

اور مجھ سے نہایت عداوت قائم کی انھین اشخاص نے سبکو آمادہ کرکے میری خانہ بربادی کرائی اور ان ہر سہ بد باطنون نے رعد انداز خان اور امیر حسین خان کے پاس جاکر مشورہ کیا اور انکو اپنا ہمخیال کرکے دو تین ہزار پٹھان اور شیخ اور جلالے لیکر ۱۱ محرم روز چہار شنبہ کو دوپہر کیوقت میرے مکانپر چڑہ آئے اور بلوہ کیا ٹیکٹ رائے برادر حقیقی سب سکہ رائے اور جانکی پرشاد خویش سب سکہ رائے اور منگلی خدمتگار کو مجروح کیا مگر پنجو خان ساکن موضع گڈھی چاند خان نے معہ اپنے عزیزونکے ان زخمیونکی حمایت کرکے بچا دیا۔ باقی مضمون عرضی کا دوسری عرضی مذکورہ بالا کے مطابق ہے۔

اس دوران مین امجد علیشاہ نے انتقال کیا اور سلطان عالم حضرت واجد علیشاہ بادشاہ نے مسند سلطنت پر جلوس فرمایا تاجدار آخری کے روبکاری سے علی محمد امین کے نام حکم صادر ہوا کہ درینولا بھوانی دین برادر سب سکہ رائے بذریعہ چٹھی صاحب مجسٹریٹ ضلع شاہجہانپور کے حاضر سرکار ہوا اور اسنے عرضی استغاثہ کی گذرانی اور پرچہ اخبار ۱۱ محرم ۱۲۶۳ھ کا بھی ملاحظہ سے گذرا لہذا حکم ہوتا ہے کہ بہت جلد تحقیقات واقعی کرکے تصفیہ اس مقدمہ کا کرادو اور کیفیت راست براست بارگاہ مابدولت مین ارسال کرو توقف و تاخیر نہو ۱۶ ربیع الاول ۱۲۶۳ھ مطابق سنہ احد جلوس والا بعد اسباب غارت شدہ تلاش کیا گیا اور شاہجہانپور مین سب سکہ رائے کے پاس بھیجدیا گیا اور مقدمہ خفیف ہوکر باہم رضامندی ہوگئی سب سکہ رائے نے چکلیدار محمدی کی ملازمت کی اور کچھ عرصہ کے بعد پھر سب سکہ رائے نے شاہ آباد آکر بہانگی چکلیداری مین نوکری اختیار کی اور فریقین مین ایک دوسرے سے کوئی تفصیت باقی نرہی۔ اور یہ معاملہ رفت و گذشت ہوگیا۔

محرم سنہ ۱۲۳۰ھ مین بعض جہلا کی ضد اور غلط فہمی سے پھر ہندو مسلمان کے فیما بین جھگڑا ہو گیا اور مہینون عدالت مین فوجداری کا مقدمہ چلتا رہا بنائے مخاصمت یہ تھی کہ ساد ھو رام تعزیہ کے نکلنے کیوقت قصداً چارپائی پر بیٹھے اور مسلمانون نے کہا کہ یہ امر ہمیشہ کے رواج کے خلاف ہے ادھر سے اٹھنے کا اصرار اُدھر سے بیٹھنے کا اظہار رہا نوبت مجادلہ کی پہونچی فریقین کے لوگ زخمی ہوے قاضی مصطفےٰ علیہ صاحب ڈپٹی کلکٹر اور انور علیہ صاحب انسپکٹر یوسف علیہ صاحب انسپکٹر موجودہ حکام نے رفع دفع کیا راد ھا رمن صاحب ڈپٹی کمشنر تھے انھون نے پوری توجہ کی السپ صاحب جائنٹ مجسٹریٹ کے اجلاس مین مقدمہ پہونچا مہینون روبکاری رہی دوبارہ پھر کچھ کشمکش ہوئی اور چھوٹی سی فوجداری ہو گئی سجاد نام ایک شخص کام آیا پھر مقدمہ مین طول ہوا مگر ساد ھو رام سرغنا اور چند ادھر اُدھر کے لوگون نے سزا پائی ہزارون روپیہ مسلمانون کیطرف سے خرچ ہوا اسیطرح پریشانی و مصارف بیجا فریق ثانی کو بھی برداشت کرنا پڑے۔ باہمی نارضامندی سے سالگذشتہ مین چہلم نہین ہوا مگر امسال ٹرنر صاحب ڈپٹی کمشنر خود شاہ آباد تشریف لاے اور انکی سنجیدگی بیدار مغزی و خوش انتظامی سے مع الخیر محرم کے مراسم ادا ہوے اور چہلم مین بھی تعزیہ داری حسب دستور قدیم ہوئی راقم کی راے کے نزدیک دونون گروہ آپس مین مل جل کر بسر کرین اور ایک دوسرے کے مذہبی ارکان مین مداخلت کرنا ناجائز سمجھین اور بیجا سخن پروری و نفسانیت سے دور رہین اتفاق بڑی اچھی شیے ہے ہندو اور مسلمان دونون ایک ہی خدا کے بندہ ہین

چراغ بتکدۂ و شمع خانقاہ یکیست
اگرچہ دیدہ دو آمد و لے نگاہ یکیست

تقریظ خاتمۂ کتاب

نوشتہ عالیجناب چودہری محمد نصرت علی صاحب رئیس سندیلہ

پنشنر سکرٹری انجمن تعلقہ داران اودھ

میرے معظم و مکرم جناب منشی مظفر حسین خانصاحب سلیمانی رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی مصنف و مولف نے اس کتاب کو مجھے دکھلایا اگرچہ ہمین شجاعان قومی و دلیران ملکی کے کارنامے درج ہین کہ جنکے پڑھے بغیر شگفتگی خاطر نہین ہوتی جسقدر انکے مطالعہ سے زیادہ استفادہ حاصل کیا جاتا ہے اسیقدر شوق بھی بڑھتا جاتا ہے۔ ایک تو فخر زمانہ بعدیل و یگانہ امرائے نامدار و مشاہیر عالیمقدار کے جو حالات درج کیے گئے ہین انکی دلچسپی دوسرے عبارت کی خوبی مضمون کی روانی خصوصاً راستبازی و احتیاط و سچائی نے از خود رفتہ بلکہ اسکتاب کا مداح و شیدا بنا دیا۔ تاریخ نویسی کے جو فرائض منصبی ہین اس شاہراہ سے معزز مصنف نے سر مو لغزش نہین کی۔ مگر افسوس کہ عدیم الفرصتی کے سبب سے بالاستیعاب کتاب کے فیض حاصل کرنیکا مجھے موقع نہین ملا لیکن جہانتک مجھے استفادہ ہوا ہے مین کہہ سکتا ہون کہ یہ ایک تاریخ ہے جو ہر طرح سے قابل اعتبار و لایق وقار ہے ناواقفان علم تاریخ کے نزدیک بخیال اس زمانہ موجودہ کے اگر کہ گلے واقعات مین کچھ تعجب ہو تو کچھ تحیّر کا مقام نہین مگر جن حضرات کو علم تاریخ سے خلقی شوق و دلچسپی ہے اونکے نزدیک یہ حکایات عجیبہ ہر طرح قابل اعتبار و لایق وقار ہین۔ علی الخصوص مصنف صاحب نے معتبر کتابون کا حوالہ بھی جو اپنی دوراندیشی

سے دیا ہے یہ اور بھی احتیاط کو کام فرمایا ہے۔ مصنف صاحب کی ذاتی لیاقت و قابلیت کے مقابلہ مین یہ تصنیف کچھ تعجب خیز نہین ہے بلکہ مجھے عرصہ سے ذاتی تجربہ و نیاز قدیم کیوجہ سے چونکہ درجہ نیازمندی و وقفیت کا اعزاز حاصل ہے لہذا وثوق کے ساتھ تصدیق کیجاتی ہے کہ معزز مصنف اپنے آپ ہی عدیل ہین بلکہ ہمارے قصبات مین فخر بین الاقران والامثال اگر کہا جاے تو بجا و درست ہے۔

خداوند کریم لایق مصنف کی عمر مین برکت اور اس کتاب کو مقبولیت کا درجہ عطا کرے

راقم بندہ محمد نصرت علی۔ ۲ مئی سنہ ۱۹۱۵ء

تقریظ از نثار مشہور روزگار مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی مصنف فردوس بریں، منصور موہنا، افسانۂ قیس وغیرہ

شاہ آباد ضلع ہردوئی سے خوانین ہند کی ایک مشہور بستی ہے جو شاہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین پٹھانون کے نامور خاندانون کا ایک مشرقی مرکز قرار پائی ہے جن خاندانون سے اس بستی نے رونق و عزت پائی اسکے ایک نامور یادگار مولانا مولوی محمد مظفر حسین خانصاحب سلیمانی ہین۔ مولانا کے علمی شوق اور تاریخی مذاق سے اکثر لوگ واقف ہین آپنے اپنے وطن کی یہ تاریخ بڑی تحقیق و تنقید و تفتیش اور جستجو سے مرتب کی ہے جو دراصل ہندوستان کی اسلامی تاریخ کا ایک مہتم بالشان اور معتدبہ حصہ ہے زیادہ خوبی یہ ہے کہ مولانا کا ادبی مذاق ایسا اچھا ہے جسنے اس تاریخ کو معتبر اور قابل وثوق ہونیکے علاوہ بہت کچھ دلچسپ بھی بنایا ہے اور امید ہے کہ اہل ذوق بڑے لطف

اور دلچسپی سے مطالعہ فرما دینگے مین مولانا کو اس علمی کامیابی اور ادبی خدمت پر مبارکباد دیتا ہون اور اونکی اس مشقت کو اسلامی لٹریچر مین ایک قیمتی اضافہ تصور کرکے اوسکی نہایت ہی عزت کرتا ہون اور یقین ہے کہ ہندوستان کے جن حضرات کو تاریخ کا مذاق ہے مولانا کی نہایت ہی قدر کرینگے۔

خاکسار محمد عبدالحلیم شرر لکھنوی ۲۳ نومبر ۱۹۱۵ء

تقریظ جناب حکیم محمد علینا صاحب اڈیٹر مرقع عالم و مصنف جعفر عباسہ اختر حسینہ عبرت مسیحای عالم و آنریری مجسٹریٹ ضلع ہردوئی

نامۂ مظفری۔ یہ ایک مفید و بکار آمد تاریخ ہے جسکو میرے قدیمی عنایت فرما و لایق دوست مولوی مظفر حسین خانصاحب شاہ آبادی نے حال مین تصنیف فرما کر ملک کے سامنے پیش کیا ہے باعتبار ازمنہ کے اگر دیکھا جاے تو علمی ذخیرہ گذشتہ واقعات اور حالات سے تعلق رکھتا ہوگا یا موجودہ یا آیندہ آنیوالے واقعات سے۔ آنیوالے حادثات کا علم تو عالم الغیب کے سوا کسیکو نہین۔ حال کے حالات ہمارے پیش نظر ہین۔ بہرحال اگر کوئی مسبق کوئی عبرت کوئی نتیجہ اور کوئی فائدہ ہم اٹھا سکتے ہین تو وہ گذشتہ واقعات ہی ہین جسکا دوسرا نام تاریخ ہے۔ آسمانی کتابون کو اول سے آخر تک پڑھ جائیے لیکن ان سب کو گذشتہ واقعات ہی سے مملو پائیے گا۔ گویا علم منحصر اگر کسی چیز مین ہے تو وہ تاریخ ہے۔ شاہ آباد شریف اور بہادر پٹھانون کی ایک قدیم بستی ہے جو ایک عرصہ گمنامی مین پڑی ہوی تھی۔ ہمارے دوست کا مشکور ہونا چاہیے کہ انھون نے

اپنی محنت وتلاش وکوشش سے اسکو معرض گمنامی سے نکالکر اس شہرت تک پہونچایا
کہ جو ایک مشہور مردم خیز زمین کے لیے ہوسکتی ہے بڑے بڑے شہرونکی تاریخ لکھنی
بہ نسبت اسکے سہل ہے کہ چھوٹی چھوٹی بستیون کے حالات لکھے جائین اور میرے
خیال مین یہ انسے زیادہ مفید بھی ہے بڑے بڑے شہرونکے حالات سے تاریخین
بھری ہوی ہین چھوٹے چھوٹے مقامات کے نام وحالات صفحۂ دنیا سے مٹتے جاتے
ہین۔ مبارک ہین وہ لوگ جنھون نے اسطرف توجہ کی اور خوش نصیب ہے وہ مقام اور
وہانکے باشندے خواہ وہ زندہ ہون یا مرگئے جنکے واقعات وکارنامے قیامت
تک باقی رہنے کے لیے تاریخین مدون کردیے گئے۔ ہم اپنے دوست منشی مظفرحسین خان
صاحب کے مشکور ہین اور داد دیتے ہین کہ انکی اس محنت وجانفشانی سے فن تاریخ مین
ایک قابل قدر اضافہ ہوگیا جو سب سے زیادہ اہنائے وطن اہالیان شاہ آباد کو منون ہونا چاہیے
اس تاریخ کے ذریعہ سے اونکے آبا واجداد اور مشاہیر شاہ آباد کے حالات وکارنامے
اونکو اور اونکی آیندہ نسلون کو ہمیشہ یاد دلانے کے لیے بلکہ فخر کرنے کے لیے
محفوظ رہ گئے۔

قطعات طبع کتاب ہذا

چکیدہ کلک دُربار طرازیدہ خامہ عجوبہ نگار بدرسماۓ تحقیق مرکز دائرۂ تحقیق شہریار ملک سخندانی فرمانروائے اقلیم خوش بیانی کشاف غوامض عقلی ونقلی **حضرت ثریا قدر میرزا محمد تقی علی بہادر** دُر درج سلطنت عظمے برادر زادہ وخویش **حضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بادشاہ پنجم ملک اودھ** وخلف شاہزادہ عالم وعالمیان **سلیمان قدر میرزا محمد حسن علی بہادر** مرحوم مغفور خلف حضرت **محمد امجد علیشاہ** جنت مکان اعلے اللہ مقامہ فی بساطین الجنان بادشاہ چہارم ملک اودھ خلف حضرت **محمد علیشاہ** فردوس منزل نوراللہ مرقدہ بادشاہ سوم ملک اودھ بانی حسین آباد مبارک ارنسل **محمد قمر ابو سف ترکمان** ملقب بہ **بادشاہ گر**۔

مشہور ہین جو منشی **مظہر حسین خان** — واقعے یہ تخیف بھی اُن خوشخصال سے
تاریخ ایک لکھی ہے بمثیل وانتخاب — کچھ ربط وضبط جسمین ہین باریک بال سے
آفت کی فکر اور بلا کی تلاش ہے — تحقیق وہ کہ جو نہ بڑھی اعتدال سے
لکھدو ثریا سال دعائیہ بہر طبع — محفوظ رکھے رب انھین عین الکمال سے

۱۹ ۶ ۱۵

ایضاً

ہوا ہی کیا مرتب نسخۂ تاریخ ان روزون — پر از خوبی سراسر ہی تھی حالات لایعنی
بیان ایسا کہ فیضی گو زمین بجھین ہو جاۓ — زبان ایسی کہ جسکی مدح خوان ہو روح خاقانی

ثریا طبع کاسن کرد و قلب طبع سے مؤون — لکھے حالات وہ جنکو کہیں نقش سلیمانی
۱۳ ۳۳ھ

ایضاً

آن مؤلف خوش نوشتہ جملہ حالات وطن — غیر ممکن میشود تعریف ومدح و وصف او
از پے تاریخ ختمش فکر کردم ناگہان — اے ثریا زد ندا ہاتف باین صورت بگو
بدبیک مصرع دو صنعت صوری و ہم معنوی — شد مزین سال فضلی سیزدہ صد بست و دو
۱۳ ۲۲ ف

ایضاً

ساقیا برخیز و جام بادۂ احمر بیار — تا بجا آرم عوامم ہم دل رفتہ ز کار
گفتہ تاریخ وطن لایق مظفر بے بدل — کردہ احسان لاجرم این بر صغار و بر کبار
ہر سطر چون سنبل تر سر بسر زلف حسین — ہر ورق چون برگ گل گلرنگ یا رخسار یار
دیدنش بر کثرت سرسبز و شادابی او — بلبل سدرہ ندارد رشک باغ پر بہار
صوری و در معنوی گویم ثریا سال طبع — یکہزار و نہ صد و ہفتاد و یک سمت شمار
۱۹

از عالیجناب فضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف الرشید حضرت اسیر لکھنوی

این مظفر نامۂ نامی است مملو از صفات — دفتر خوبی بصد حسن تکلم طبع شد
افضل از سر چون قلم این سال تاریخش نوشت — فرد عالم نامۂ اعمال مردم طبع شد
۱۳۳۳ھ

از عالیجناب نواب سید بہادر حسین خان بہادر انجم لکھنوی شاگرد رشید تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علیخان بہادر جنگ متخلص بہ اسیر ندیم و دبیر شاہ اودھ

عجیب نامہ نامی رسید در مطبع — کہ عاجز است بمدح گرامیش خامہ
نوشت سال سیمی بلوح دل انجم — رسد بدرجہ اعلے مظفری نام

از عالیجناب ابوالمعظم نواب سراج الدین احمد خانصاحب سائل دہلوی داماد نواب دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر مرزا داغ مرحوم

اک دوست نے یہ پوچھا ہے زیر نظر کیا شیے — مینے یہ گذارش کی تالیف سلیمانی
فرمایا سن ہجری درکار ہے گر سائل — لازم ہے اسے کہنا تاریخ جہانبانی ۱۳۳۳ھ

ایضاً

ہے مظفر حسین کی تاریخ — جو محقق بھی ہین سخنور بھی
سائل اسکا حساب ہجری سے — نام رکھ نامیہ مظفر بھی ۱۳۳۳ھ

از عالیجناب اجہ درگا پرشاد صاحب بہادر تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ درجہ اول و چیرمین میونسپل بورڈ سندیلہ

اے مظفر حسین علم پناہ — رایت فکر تو رسید بماہ
خان نقب باشد و سخن یارت — نیست جز نیکوی دگر کارت
نیکو نیک دل وجود تست — بر سماء سخن صعود تست
خوش نوشتے کتاب شاہ آباد — قصر ادراک شد ز تو آباد
وہ چہ خوش سحر سامری کردی — جلوہ شان دلبری کردی
مردگانرا چہ زندگی دادی — باب منت بخلق بکشادی

این کتاب تو حسرز جان آمد | قابل قدر قدردان آمد
فکر تاریخ از تو آمد پیش | اندکے مہر رفت چون از خویش
از سر جوش سال او بے عیب | عمدہ تاریخ گفت ہاتف غیب
۱۳۳۳ھ

از عالیجناب منشی سید التفات رسول صاحب تعلقہ دار جلالپور آنریری مجسٹریٹ و آنریری منصف سنریلہ

کس حسن سے تازہ کیا اہل بصیرت کے لیے | یادِ بہارِ رفتہ کو اس گلشن ایجاد کی
تاریخ اسکے طبع کی یہ لکھدو تم بھی ہاشمی | نایاب و نادر ہوگئی تاریخ شمالی باد کی
۱۹ ع ۱۵

از عالیجناب منشی محمد ارتضا علی صاحب شرر علوی کاکوروی انسپکٹر ضلع آگرہ

تلمیذ نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی مصنف ہفت گلبن شہید جفا تصویر عبرت وغیرہ

مرے حبیب مظفر حسین خانصاحب | ہین حسن و خوبی اخلاق مین خود اپنے نظیر
ادیب و منشی قابل رئیس ابن رئیس | بڑے ہین صاحب تحقیق اور با توقیر
خیال علم کا رہتا ہے ہر گھڑی اونکو | نئی کتاب کی رہتی ہے فکر دامنگیر
سفر حضر مین جہان دیکھیے کتاب ہے ساتھ | کتاب ہی ہے رفیق طریق اور مشیر
بجا ہے روے کتابی کتاب ہے محبوب | وہ سلسلے مین مضامین کے ہوگئے ہین اسیر
سواد خط ہے کہ روشن سواد کشور نور | جو حرف لکھتے ہین بنجاتا ہے وہ مہر منیر
پرانی وضع مین انکے ملا ہے رنگ جدید | یہ نہین کہ پرانی لکیر کے ہون فقیر
بڑی صفت ہے کہ مکر و ریا نہین انمین | وہ صاف ملتے ہین رکھتے ہین پاک صاف ضمیر

لکھی ہی حالین اپنے وطن کی اک تاریخ — وہ سطر سطر ہی نادر نہین ہے جسکی نظیر
دیا ہے حب وطن کا ثبوت تحریری — کیا ہی اگلے بزرگونکا حال سب تحریر
بڑی تلاش سی تحقیق سی لکھی ہے کتاب — ہوی ہین جمع قصاویر سب بصرف کثیر
نہین بصیرت علمی جنھین وہ ہین معذور — نگاہ قدر سے دیکھینگے نکتہ سنج بصیر
دلیر خان کی شجاعت کا ذکر ہے ہمین — عیان ہی جدول کاغذ سے جوہر شمشیر
جو توڑتی ہین ستم توڑ یدار بند وقین — قضا کے گھاٹ اترتے ہین باغیان شریر
کہین پرانی قرابین کے ہین فیر پہ فیر — کہین بکش کی صدا دیر ہے ہین خنجر و تیر
جناب شاہجہان کا عروج شوکت جاہ — ہی زیب صفحۂ قرطاس و زینت تحریر
دکن کی جنگ ہی اورنگ زیب کی سطوت — عجب نہین ہی کہ شہرت ہو سکی عالمگیر
دُر و جواہر تحقیق سے مرصع ہے — الہی پائے یہ عزّ قبول شاہ و وزیر
زبان پہ آتی ہے بیساختہ ثنا و صفت — صدائے داد ہی یا خامۂ بشر کی صریر
خلف وہی ہی جو نام سلف کرے روشن — بڑھائے اپنے بزرگونکی عزت و توقیر
کیا ہے اہل وطن پر بہت بڑا احسان — بجا ہی انکے معرف ہون گر صغیر و کبیر
کچھ اور شعر بھی توصیف مین رقم کرتا — ہجوم کار جو دیتا اجازت تحریر
یہ فکر تھی کہ ہو تصنیف کی کوئی تاریخ — کہا سروش نے حب الوطن کی ہی یہ نظیر

۱۳۲۶ھ

ایضاً

لکھے حالات یہ حب الوطن مین — ہوئی ہر ایک کی محبوب تاریخ
اگر مطلوب ہے تاریخ اسکی — شرر لکھدو لکھی کیا خوب تاریخ

۱۹ ۶ ۱۵

از عالیجناب حاجی مولوی نورالحسن صاحب ایل ایل بی وکیل ہردوئی خلف ارشد حضرت محسن کاکوروی مصنف خورشید بدر و کلیات محسن وغیرہ

جنّت امولوی مظفر حسین — کیسی باغ دکھا رہے تاریخ
دل گلچین باغ عالم کو — چمن لالہ زار ہے تاریخ
پچھلے حالات طرز نو سے لکھے — تازے پھولونکا ہار ہے تاریخ
عمر رفتہ کی یاد تازہ ہوئی — منظر سبزہ زار ہے تاریخ
ہاتف غیب نے کہا سنکر — تا در روزگار ہے تاریخ

۱۵ ۱۹ ع

از عالیجناب منشی نورالدین احمد صاحب رئیس کاکوری مصنف آئینہ پیغمبری وغیرہ

شہرت تصنیف ہے اہل قلم کیواسطے — یادگار اچھی سی اچھی عالم ایجاد کی
خود نہین رہتا ہے لیکن ہر سخنور کا کلام — تا قیامت اک نشانی ہے اسیکی یاد کی
عالم فانی مین جسنے کچھ نہ چھوڑی یادگار — سچ تو یہ ہے عمر اپنی مفت ہی برباد کی
ہر زمانہ مین ہوا کرتا ہے اکثر انقلاب — ایک نے بستی اجاڑی ایک نے آباد کی
صورت احوال کا اک آئینہ تاریخ ہے — لوح ہے یا طلسم دہر بے بنیاد کی
کیا مظفر آپنے لکھی ہے تاریخ وطن — داد جسنے کچھ ندی اسنے بڑی بیداد کی
دلکو فکر سال تھی کیفی یہ ہاتف نے کہا — لکھ گئی تاریخ تا در اوج شاہ آباد کی

۱۵ ۶ ۱۹

از عالیجناب حکیم سیّد بندہ رضا صاحب بلگرامی

کیا لکھی ہے اے مظفر آپ نے نادر کتاب — جسکی دنیا مین نظر آتی ہے مشکل سے مثال
یا خدا پبلک مین اسکی قدر ہو توقیر ہو — شاد ہو تا قدر دانی سے مصنّف باکمال
آرزوے بلگرامی لکھ قلم برداشتہ — بیمثال و بینظیر و ہمچو لیس از بہر سال

از عالیجناب ڈاکٹر محمد اصغر صاحب صاحبزادہ حکیم حافظ مسعود احمد صاحب رئیس دیوہ

تصویر شاہ آباد مظفر کشید خوب — الحق نمودہ مانی و بہزاد را خجل
اصغر جو فکر کرد پے سال انطباع — تاریخ شاہ آباد شدہ طبع گفت دل

از عالیجناب حکیم مولوی ضمیر حسن خانصاحب دل رئیس شاہجہانپور

شاگرد رشید امیر مینائی

مرتب ہو گئی تاریخ نادر — عجب مضمون عجب طرز بیان ہے
جزاک اللہ اے خان معظم — تمہارے مدح مین قاصر زبان ہے
یہ اے دل مصرع تاریخ لکھدو — شمیم گل بہار بیخزان ہے ۱۳۳۳ھ

از عالیجناب سید حسین احمد میانصاحب ابن سید تجمل حسین میانصاحب قادری سجادہ نشین و رئیس شاہجہانپور

مصنّف نے عجب کی ہے یہ تالیف — مرے منھ سے ہو وصف اسکا بھلا کیا

جو ہے بات اسمین وہ تحقیق کے ساتھ — ہر اک مضمون ہے اچھے سے اچھا
ہزارون نکتۂ باریک دم مین — اگر چاہین تو ہون اس سے ہویدا
زمانہ بھر کی گھر بیٹھے ہوئی سیر — تماشہ ہے تماشہ ہے تماشا
جو فکر سال ہے بیباک دلکو — لکھو ہے جام جم تاریخ زیبا

۱۳۳۳ھ

از عالیجناب ابو ناظم مولوی محمد حامد علیخانصاحب ولد حافظ غلام علیخانصاحب
رئیس شاہ آباد شاگرد امیر مینائی

جیس یہ خان مظفر نے ہے لکھی تاریخ — نہ سنی ایسی کسی نے ہے نہ دیکھی تاریخ
شاہ آباد کے حالات تھے جو جو سچے — سب قلمبند کیے ایسی یہ لکھی تاریخ
کچھ تصور کو ذرا بھی ہے نہین دخل اسمین — ہے بجا کہیے اگر اسکو بدیہی تاریخ
آفرین مرحبا اے صل علے صل علے — خان ذیشان نے عجب خوب یہ لکھی تاریخ
فی زمانہ نہین اب ایسے ہین قابل انسان — حق تو یہ ہے کہ لکھی واقعی اچھی تاریخ
سال تاریخ کی مجھ سے بھی ہوئی فرمایش — مینے بھی چاہا کہ لکھون کوئی مین بھی تاریخ
ناگہان غیب سے آئی یہ ندا اے حامد — کیون نہین کہتے ہو تم ہی یہ انوکھی تاریخ

۱۳۳۳ھ

از عالیجناب خان بہادر مولوی محمد مطیع اللہ خانصاحب
ڈپٹی کلکٹر و رئیس شاہجہانپور

نوشت خوب مظفر حسین خان تاریخ — زجانفشانی و تحقیق حسن اسلوبی
چو فکر سال نمودم برائے طبع خلیل — سروش غیب ندا داد نسخۂ خوبی

۱۳۳۳ھ

از عالیجناب محمد نوح صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ مصنف دیوان نوح خلف الرشید

خان بہادر مولوی محمد عبدالمجید صاحب جج و رئیس و تعلقہ دار قصبۂ نارہ ضلع الہ آباد

کیا خوب مظفر نے یہ تاریخ لکھی ہے — اس کام سے واقف ہین وہ اس کام مین ہین تیز
وہ لطف سے خالی نہین جو فعل ہے انکا — جو بات ہی انکی وہ ہے اک مصلحت آمیز
حالات جو سچے تھے وہی درج کیے ہین — نفرت ہے بناوٹ سے انھین جھوٹھ سے پرہیز
ہر حرف وہ ہے اک دفتر اسرار بلاغت — ہر صفحہ مضامین و معانی سے ہے لبریز
دلدار ہے دلدار ہے دلدار بھی دلکش — معشوق ہی معشوق ہی معشوق بھی نوخیز
تحریک کی خوگر نہین خامہ کی روانی — شبدیز طبیعت کو نہین حاجت مہمیز
جسمین نہ کتبخانہ ہو کمبخت وہ گھر ہے — جسمین نہو کاغذ کوئی منحوس ہے وہ میز
اے نوح پھڑک اٹھتے ہین سب دیکھنے والے — تاریخ کی تاریخ ہی تاریخ دل انگیز

۱۳۳۳ھ

از عالیجناب لالہ بہادر کنور کامتا پرشاد صاحب ڈپٹی کلکٹر

لکھ گئی تاریخ شاہ آباد کی کیا دلپذیر — ہی مظفر کی لیاقت کی یہ اک ادنی نظیر
قیس نے وقت اٹھائی ہی تلاش ناقہ مین — تیشۂ فرہاد کس محنت سے لایا جوئے شیر
ہر ورق ہے بے ثبات تیہاے دنیا کا گواہ — ہی ہر اک صفحہ مین اک نیرنگ عالم کی نظیر
عبرت افزا کھنچگیا ہے نقشہ ہجر و وصال — شادی و غم کی بنی تصویر تو ام بے نظیر
خانۂ معجز رقم نے مردونکو زندہ کیا — آگے آگے ہی دم عیسے کی آواز صریر
خدمتین تھین بزم ہستی کی اگر مشکور عام — آج ارواح نیاکان بھی ہوئین منت پذیر

چرخ پر پہونچا دیا رتبہ زمین کا آپنے — کر دیا خاک وطن کو آج ہمرنگ عبیر
اوج مضمون نے دکھائی عالم بالا کی سیر — طائر عرشی ہوے ہین دام بند شعین اسیر
نطق طوطی گم ہوا رنگ سخن کے سامنے — بلبلونکا بند دم ہے ہوسکین کیا ہمصفیر
اوڑتی پریان ہر طرف مضمونکی آتی ہین نظر — صفحہ صفحہ ہسٹری کا ہی سلیمانی سریر
شوق مین تاریخ کے ہین ہر زبانین نغمہ سنج — حکم دل ہی مین بھی ہون ان بلبلونکا ہمصفیر
خامہ نے بھی اس توقع پر جھکایا اپنا سر — پڑہی جاتا ہی نشانہ پر کبھی نادان کا تیر
نجم نے لکھا یہ سال طبع تاریخ شگرف — دیدۂ اعزا زمین ہی بوستان بیںظیر ۱۹۱۵

تقریظ و قطعہ تاریخ از عالیجناب سید غلام کاظم صاحب نعت گو

منجم در مال وجقار رئیس اٹاوہ ابن حاجی مولوی میر خوب علیصاحب تحصیلدار و مولف انوار الایمان و اخبار الانبیاء و مناقب الاولیاء۔ برادر نواب محسن الملک محسن الدولہ سید مہدیعلیخان بہادر منیر نواز جنگ بہادر

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار — ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

علم تواریخ درحقیقت خدا کی قدرتونکو رنگارنگ صورتون سے دکھاتا ہے۔ آفریدگار برحق نے کہ اپنے محبوب فیضان باعث تخلیق کون و مکان احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جلوہ گری سے اس ظلمتکدۂ دنیا کو منور کیا ہے۔

تاریخ دیکھنے سے جابجا قریہ۔ دیہہ۔ شہرونکے نئے نئے رنگ کا نقشہ آنکھون مین کھچ جاتا ہی۔ الحمدللہ زمانہ حال مین مخزن عقل وفہم وطبع رسا مجمع علوم وذہن وذکا ملک تحقیق کے حکمران مؤرخ خوش بیان جناب منشی مظفرحسین خانصاحب نے یہ کتاب

تاریخ قصبۂ شاہ آباد خوش بنیاد قلمبند فرما کر قلم و ہندوستان مین ناظرین کو محو نظارہ بنایا ہے چشم بد دور سچے واقعات کا مرقع عجیب حسن و ادا سے دکھایا ہے۔ شہر شاہجہانپور کی بھی کچھ روئداد تحریر ہے وہ بھی صحت مضامین سے بہت دلپذیر ہے فی الواقع دریا کوزہ مین بند ہے نسخہ ہذا کا نقطہ نقطہ فقرہ فقرہ دلپسند ہے نامہ مظفری سے موسوم بہ لطف گوناگون ہے باعتبار شان حجم اوراق و مضامین بندہ کے خیال مین اسم تاریخی بہ سن عیسوی ۱۹۱۵ء دفاتر مظفری بھی موزون ہے۔

ے گر قبول افتد زہے عز و شرف ے

رفتہ زدہ مورخے سوانح مصدقہ — بعالمے نمودہ وے بتاریخ سخنوری
ہران کسے کہ بخبر ز حالت جہان بود — ندا دہم کہ خوش ہین دفاتر مظفری ۱۹۱۵ء

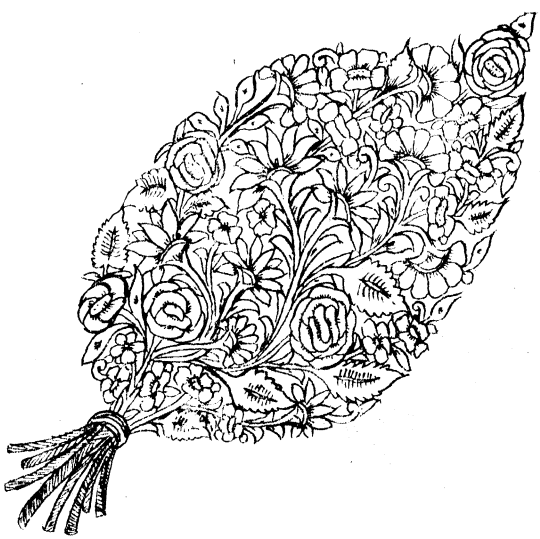

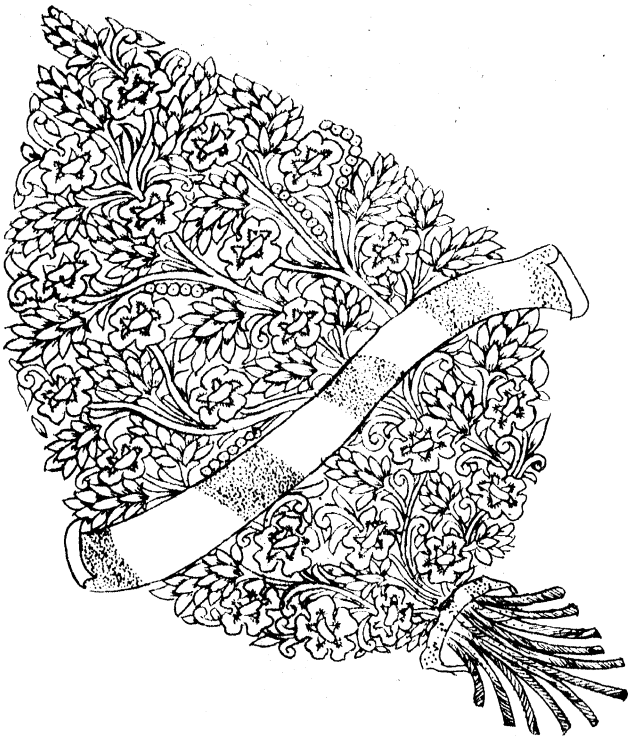

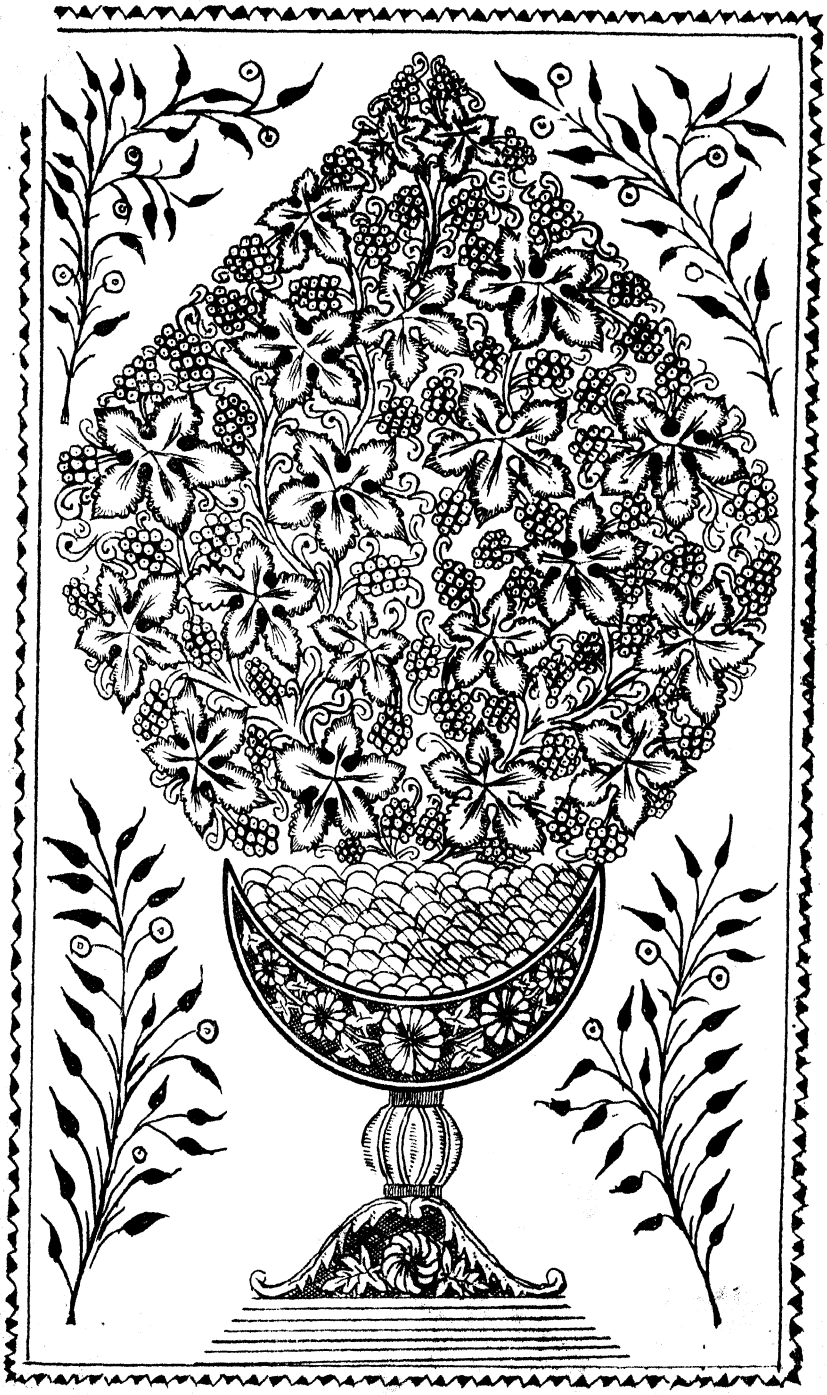

اعلان

اس کتاب

مین کثرت سے جو غلطیان
چھپنے مین آگئی ہین اُسکی وجہ یہ ہے کہ اول یہ
کتاب منیجر کارونیشن پریس لیگئے تھے اور کچھ متفرق
طور پر چھاپا اسکے بعد قریب دو سال کے کتاب کو تساہل و
بداِنتظامی سے ڈال رکھا - دوسری جلد مین اکثر بزرگونکے حالات
جو مقدم تھے موخر کر ڈالے - دوسرے کاپیان جو لکھائی تھین وہ کاپی نویسون
نے بہت غلط لکھین اسکے سوا مدت تک پڑے رہنے سے خراب ہوگئین اور
اُن کے حروف پتھر پر پورے طور پر نہین آئے - مصلح سنگ نے جس جگہ جو لفظ
نہین پایا یا پڑھی نہین گئی وہ اپنی راے سے جو چاہا لکھدی جب
یہ ابتری دیکھی تو دہان سے کتاب اُٹھاکر مطبع مجتبائی کو بنابر
طبع دی گئی اگرچہ مالک مطبع مجتبائی نے توجہ سے کام کیا مگر
کاپی نویسون اور مصلح سنگ کی غلطیون سے کتاب محفوظ نرہ سکی
مجبوراً جو فاش غلطیان تھین اُن کی صحت کرکے غلط نامہ
شامل کردیا ہے مگر بے موقع الفاظ اور بیجا اضافتون و غیرکا
تصرف جو چھپنے مین آگیا ہے اُنکی اِصلاح غیر ممکن ہے لہذا حضرات
ناظرین ناچیز مولف کو عبارت کی غلطیون سے بیقصور
تصور فرمائین اور ممنت کے معاوضہ مین بجاے
نیک صلہ کے کلمات اعتراض کے نہ
ارشاد فرمائین - فقط

المشتہر

مولف کتاب ہذا